

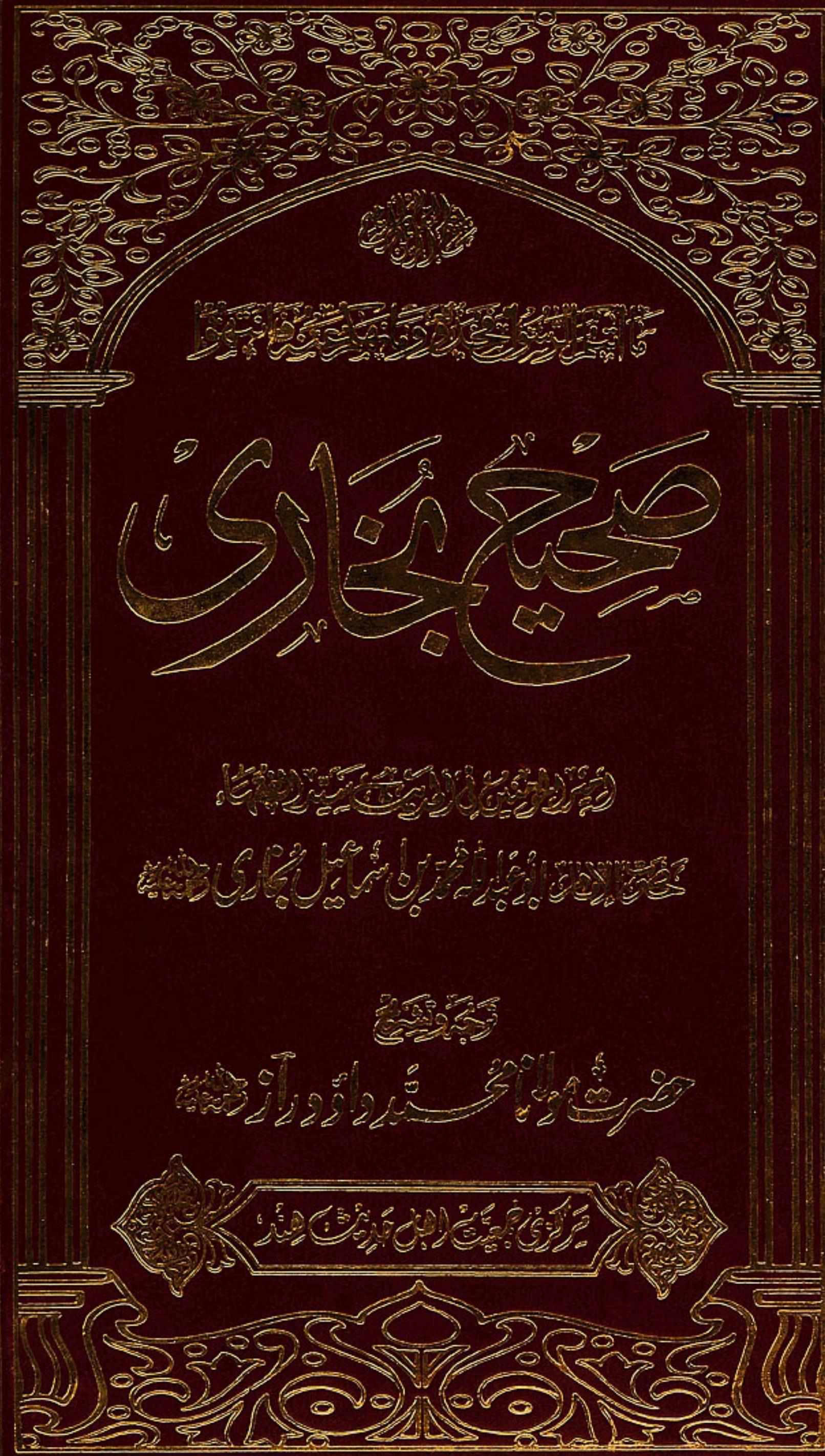
حَمْدُ لِلّٰهِ

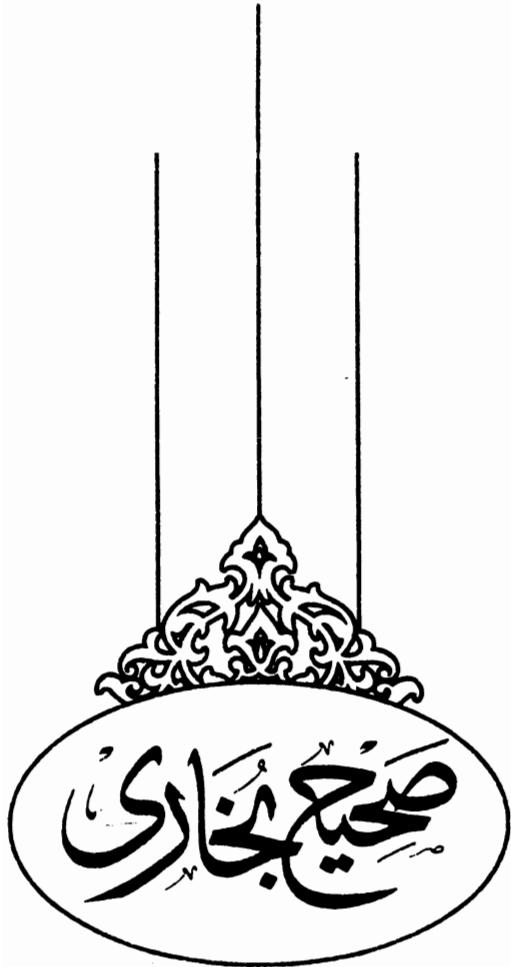
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ







بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفَّارِ

# صَحْيَجْ بْنَ حَارَىٰ

چلدِ چهارم

الْعَبْرَلِيُونَى فِي الْعَرَبِيَّةِ سَيِّدُ الْفَقِيْمَاءِ

خَصَّى الْأَعْلَمُ الْأَعْلَمُ بْنُ الْأَعْلَمِ بْنُ عَمِيلٍ بْنَ حَارَىٰ

تَرْجِمَةٌ وَتَشْبِيْخٌ

حضرت مولانا مُحَمَّد داؤد راز

نظريات

حضرت العلام ابوالاعبال اللہ بن سید علی بن احمد بن عین الدین الشافعی الشیرازی

مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند

جملہ حقوق بحق مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند محفوظ @



صحیح بخاری شریف	:	نام کتاب
حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز حمدہ اللہ	:	مترجم
مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند	:	ناشر
۲۰۰۳ء	:	سال اشاعت
۱۰۰۰	:	تعداد اشاعت
	:	قیمت

### ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۳۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیۃ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۲۲، اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمیعت منزل، بربر شاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارینہار مسجد روڈ، بنگور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار منونا تک، بھنگن، یوپی

## فہرست مضمون

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸	کیسے غلام آزاد کرنا افضل ہے؟	۱۹	مشترک چیزوں کی انصاف کے ساتھ .....
۳۹	سورج گر بہن اور دوسری نشانوں .....	۲۰	تقسیم میں قرعہ ذال کر .....
۴۰	اگر مشترک غلام یا لوٹی کو .....	۲۲	تینیم کا دوسرا سے دارثوں کا .....
۴۲	اگر کسی شخص نے سامجھے کے غلام میں .....	۲۳	زمیں مکان وغیرہ میں شرکت کا بیان .....
۴۳	اگر بھول چوک کر کسی کی زبان سے .....	۲۳	جب شریک لوگ گھروں وغیرہ کو .....
۴۴	ایک شخص نے آزاد کرنے کی نیت سے .....	۲۴	سوئے چاندی اور ان تمام چیزوں میں .....
۴۶	ام ولد کا بیان .....	۲۴	مسلمان کا مشرکین اور ذمیوں کے ساتھ .....
۴۷	مدبر کی تیقین کا بیان .....	۲۵	بکریوں کا انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا .....
۴۸	ولاد بیٹھنا یا ہبہ کرنا .....	۲۵	اناج وغیرہ میں شرکت کا بیان .....
۴۹	اگر کسی مسلمان کا مشترک بھائی .....	۲۷	غلام لوٹی میں شرکت کا بیان .....
۵۰	مشترک غلام کو آزاد کرنے .....	۲۷	قریبانی کے جانوروں اور انسانوں میں شرکت .....
۵۱	اگر عربوں پر جہاد ہو .....	۲۹	تقسیم میں ایک اونٹ کو دس .....
۵۶	جو شخص اپنی لوٹی کو ادب .....		
۵۶	نبی کریم ﷺ کا یہ فرمानا کہ غلام تمہارے بھائی ہیں .....	۳۰	<b>کتاب الرهن</b>
۵۸	جب غلام اپنے رب کی عبادت .....	۳۰	آدمی اپنی بھتی میں ہوا اور گروئی رکھے .....
۵۹	غلام پر دست درازی کرنا .....	۳۲	زورہ کو گروئی رکھنا .....
۶۲	جب کسی کا خادم کھانا لے کر آئے .....	۳۲	ہتھیار گروئی رکھنا .....
۶۳	غلام اپنے آقا کے مال کا نکھبیاں .....	۳۳	گروئی جانور پر سواری کرنا .....
۶۴	اگر کوئی غلام لوٹی کو مارے .....	۳۵	بیہود وغیرہ کے پاس کوئی چیز گردی رکھنا .....
		۳۵	راہمن اور مر تہن میں اگر .....
<b>کتاب المکاتب</b>		<b>کتاب العنق</b>	
۶۶	جس نے اپنے لوٹی غلام کو زنا کی .....	۳۷	غلام آزاد کرنے کا ثواب .....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۲	اگر کسی کو کچھ ہدیہ دیا جائے.....	۶۶	مکاتب اور اس کی قسطوں.....
۱۰۳	اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو.....	۶۸	مکاتب سے کون ہی شرطیں.....
۱۰۴	ایسے کپڑے کا تجھ.....	۷۰	اگر مکاتب دوسروں سے.....
۱۰۵	مشرکین کا بدیہ قبول کرنا.....	۷۱	اگر مکاتب اپنے تشکیل نہیں.....
۱۰۸	شرکوں کو بدیہ دینا.....	۷۱	اگر کتاب کسی شخص سے کہے.....
۱۰۹	کسی کے لئے طلاق نہیں.....		
۱۱۱	عمری اور رقی کے بارے میں روایات.....		<b>کتاب الہبة و فضلہا والتحریض علیہا</b>
۱۱۲	جس نے کسی سے گھوڑا عاریتالیا.....	۷۳	تموزی چیز ہبہ کرنا.....
۱۱۳	شب عروہ میں دلمہن کے لئے کوئی چیز عاریتالیا.....	۷۵	جو شخص اپنے دوستوں سے کوئی چیز.....
۱۱۴	تجھے منجھ کی فضیلت کے بارے میں.....	۷۷	پانی (یادووہ) مانگنا.....
۱۱۵	عامد مسٹور کے مطابق کسی نے.....	۷۸	ڈکار کا تحد قبول کرنا.....
۱۱۸	جب کوئی کسی شخص کو گھوڑا.....	۷۹	ہدیہ کا قبول کرنا.....
		۸۲	اپنے کسی دوست کو خاص اس دن میں تخد.....
		۸۵	جو تخدہ واپس نہ کیا جانا چاہیے.....
۱۲۸	گواہیوں کا پیش کرنا.....	۸۵	جن کے نزدیک غائب چیز کا ہبہ کرنا.....
۱۲۰	اگر ایک شخص دوسرا کے.....	۸۷	ہبہ کا معادو خدا ادا کرنا.....
۱۲۲	جو اپنے تیسی چھپا کر گواہ بنتا.....	۸۸	اپنے لڑکے کو کچھ ہبہ کرنا.....
۱۲۳	جب ایک یا کئی گواہ.....	۸۹	ہبہ کے اوپر گواہ کرنا.....
۱۲۵	گواہ عادل مستبر ہونے ضروری ہیں.....	۹۰	خاوند کا اپنی بیوی کو.....
۱۲۶	کسی گواہ کو عادل ثابت کرنے.....	۹۱	اگر مورت اپنے خاوند کے سوا.....
۱۲۷	نسب اور رضاعت میں.....	۹۲	ہدیہ کا اولین حقدار کون ہے؟.....
۱۲۹	زناتی تہبیت لگانے والے.....	۹۳	جس نے کسی عذر سے ہدیہ قبول نہیں کیا.....
۱۳۲	اگر ٹالم کی بات پر لوگ.....	۹۴	اگر ہبہ یا ہبہ کا وعدہ کر کے کوئی سرجائے.....
۱۳۳	جموٹی گواہی دینا برا آگناہ ہے.....	۹۵	غلام لوٹڑی اور سامان پر کیوں گرفتہ.....
۱۳۶	اندھے سے آدمی کی گواہی.....	۹۵	اگر کوئی ہبہ کرے اور موہوب لہ.....
۱۳۸	عورتوں کی گواہی کا بیان.....	۹۶	اگر کوئی اپنا قرض کسی کو بہہ کر دے.....
۱۳۹	باندھیوں اور غلاموں کی گواہی.....	۹۸	ایک چیز کی آدمیوں کو بہہ کرے.....
۱۴۰	دو دھن کی بار کی گواہی.....	۹۸	جو چیز قبضہ میں ہویا نہ ہو.....
۱۴۰	عورتوں کا آجس میں.....	۱۰۱	کئی شخص کئی مخصوصوں کو بہہ کریں.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۵	میت کے قرض خواہوں اور وارثوں .....	۱۳۹	جب ایک مرد دوسرا سے ...
۱۸۶	چکھ فندے کے قرض کے بدے .....	۱۳۹	اُسی کی تعریف میں مبالغہ کرتا۔
<b>کتاب الشروط</b>		۱۵۰	پیوں کا بالغ ہونا .....
۱۸۷	اسلام میں داخل ہوتے وقت .....	۱۵۲	مد غی علیہ کو قسم دلانے سے پہلے .....
۱۸۹	پونڈ لگانے کے بعد .....	۱۵۳	دیوانی اور فوجداری .....
۱۸۹	بیع میں شرطیں .....	۱۵۵	اگر کسی نے کوئی دعویٰ کیا .....
۱۹۰	اگر بینچے والے نے .....	۱۵۶	عصر کی نماز کے بعد .....
۱۹۲	معاملات میں شرطیں لگانے کا پابند	۱۵۷	مد غی علیہ پر جہاں .....
۱۹۳	نکاح کے وقت مہر کی شرطیں	۱۵۸	جب چند آدمی ہوں اور .....
۱۹۳	مزارعت میں شرطیں .....	۱۵۹	سورہ آل عمران کی ایک آیت شریفہ کی تشریع
۱۹۴	جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں ہیں .....	۱۶۰	کیوں کفر قسم میں جائے؟
۱۹۴	جو شرطیں حدود اللہ میں .....	۱۶۱	جس مد غی نے .....
۱۹۵	اگر مکاتب اپنی بیع پر .....	۱۶۲	جس نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا
۱۹۶	طلاق کی شرطیں .....	۱۶۲	شرکوں کی گواہی قبول نہ ہوگی
۱۹۸	لوگوں سے زبانی شرطیں کرنا	۱۶۳	مشکلات کے وقت قرعہ اندازی کرنا
۱۹۹	ولاء میں شرط کرنا		
۲۰۰	حرارعت میں مالک نے کاشکار .....	۱۶۹	
۲۰۱	جهاد میں شرطیں لگانا .....	۱۷۲	
۲۱۲	قرض میں شرط لگانا	۱۷۲	
۲۱۳	مکاتب کا بیان اور .....	۱۷۳	
۲۱۴	اقرار میں شرط لگانا یا استثناء کرنا جائز ہے	۱۷۳	
۲۱۵	وقف میں شرطیں لگانے کا بیان	۱۷۵	
<b>کتاب الوصایا</b>		۱۷۸	
۲۱۶	اس بارے میں کہ وصیتیں ضروری ہیں	۱۸۰	
۲۱۹	اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا .....	۱۸۲	
۲۲۰	تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان	۱۸۳	
۲۲۱	وصیت کرنے والا اپنے وصی سے کہے	۱۸۳	
<b>کتاب الصلح</b>			
لوگوں میں ضلع کرانے کا ثواب			
دو آدمیوں میں میل ملاپ کرنے کے لئے			
حاکم لوگوں سے کہے ہم کو لے چلو .....			
سورہ نساء میں ایک ارشادِ الہی			
اگر ظلم کی بات پر صلح کریں .....			
صلح نامہ میں یہ لکھنا کافی ہے .....			
شرکین کے ساتھ صلح کرنا			
ردیت پر صلح کرنا			
حضرت حسن بن علیؑ کے متعلق			
کیا امام صلح کے لئے فریقین کو اشارہ کر سکتا ہے؟			
لوگوں میں آپس میں ملاپ .....			
اگر حاکم صلح کرنے کے لئے			

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵۳	اگر وقف کرنے والا بیوی کہے.....	۲۲۲	اگر مریض اپنے سر سے کوئی صاف اشارہ کرے.....
۲۵۳	سورہ نامہ میں ایک ارشاد باری	۲۲۳	وارث کے لیے وصیت کرتا.....
۲۵۴	میت پر جو قرضہ ہو وہ اس کا.....	۲۲۴	موت کے وقت صدقہ کرنا
	<b>کتاب الجهاد</b>	۲۲۵	سورہ نامہ میں ایک ارشاد باری
۲۵۶	جہاد کی فضیلت اور رسول کرم ﷺ.....	۲۲۸	ایک آیت شریفہ کی تفسیر
۲۵۹	سب لوگوں میں افضل وہ شخص ہے.....	۲۲۹	اگر کسی نے اپنے عزیزوں پر.....
۲۶۱	جہاد اور شہادت کے لیے.....	۲۳۰	کیا عزیزوں میں عورتیں اور بچے بھی داخل ہیں
۲۶۲	مجاحدین فی سبیل اللہ کے درجات کا بیان	۲۳۱	کیا وقف کرنے والا مال وقف کو اپنے
۲۶۳	اللہ کے راستے میں صح و شام طلب کی.....	۲۳۲	کیا وقف کرنے والا مال وقف کو اپنے
۲۶۵	بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان	۲۳۳	اگر کسی نے بیوی کہا
۲۶۶	شہادت کی آرزو کرنا	۲۳۴	اگر کسی نے اپنی کوئی چیز یا لونڈی.....
۲۶۷	اگر کوئی شخص جہاد میں سواری سے گر کر مر جائے.....	۲۳۵	اگر صدقہ کے لئے کسی کو دیکھ کرے.....
۲۶۸	جس کو اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچے	۲۳۶	آیت شریفہ بہت تقییم و رشد
۲۷۰	جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا.....	۲۳۷	اگر کسی کو اچانک موت آجائے.....
۲۷۰	سورہ توبہ کی ایک آیت شریفہ	۲۳۸	وقف اور صدقہ پر گواہ کرنا
۲۷۲	جنگ سے پہلے کوئی یہی عمل کرنا	۲۳۹	سورہ نامہ میں ایک ارشاد باری
۲۷۲	کسی کو اچانک نامعلوم تیر لگا.....	۲۴۰	تیہوں کے متعلق ایک ہدایت الہی
۲۷۵	جس شخص نے اس ارادہ سے.....	۲۴۱	وصی کے لئے تیم کے مال میں
۲۷۶	جس کے قدم اللہ کے راستے میں.....	۲۴۲	ایک اور ہدایت قرآنی
۲۷۷	اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر.....	۲۴۵	سفر اور حضر میں تیم سے کام لینا.....
۲۷۷	جنگ اور گروغبار کے بعد غسل کرنا	۲۴۵	اگر کسی نے ایک زمین وقف کی.....
۲۷۸	سورہ آل عمران کی ایک آیت کی تفسیر	۲۴۷	اگر کسی آدمیوں نے اپنی مشترک زمین.....
۲۷۹	شہیدوں پر فرشتوں کا سایہ کرنا	۲۴۸	وقف کی سندر کو کھل کھی جائے
۲۸۰	شہید کا دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی آرزو کرنا	۲۴۸	مالدار اور محتاج اور مہمان.....
۲۸۰	جنت کا تکواروں کی چک کے نیچے ہوتا	۲۴۹	مسجد کے لئے زمین کا وقف کرنا
۲۸۱	جو جہاد کرنے کے لئے اللہ سے اولاد مانگے.....	۲۴۹	جانور اور گھوڑے اور سامان.....
۲۸۲	جنگ کے موقع پر بہادری اور بزدیلی کا بیان	۲۵۰	وقف کی جانب ادا کا اہتمام کرنے والا
۲۸۳	بزدیلی سے خدا کی پناہ مانگنا	۲۵۱	اگر کسی نے کوئی کنوں والی وقف کیا.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۱۱	گھوڑوڑ کا بیان	۲۸۳	جو شخص اپنی لڑائی کے کارنا سے بیان کرے.....
۳۱۲	گھوڑوڑ کے لئے گھوڑوں کو تیار کرنا	۲۸۵	جہاد کے لئے نکل کر اہونا.....
۳۱۳	تیار کیے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی حد.....	۲۸۶	کافراں کفر کی حالت میں.....
۳۱۴	نبی کریم ﷺ کی اوپنی کا بیان	۲۸۸	جہاد کو (نقاب) کروزوں پر مقدم رکھنا
۳۱۵	اک دھڑے پر پینچ کر جنگ کرنا	۲۸۸	اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا.....
۳۱۵	نبی کریم ﷺ کے سفید پھر کا بیان	۲۹۲	کافروں سے لڑتے وقت صبر کرنا
۳۱۶	عورتوں کا جہاد کیا ہے	۲۹۲	مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے کی
۳۱۷	دریا میں سوار ہو کر.....	۲۹۳	خندق کھوئے کا بیان
۳۱۸	آدمی جہاد میں اپنی ایک بیوی کو.....	۲۹۵	جو شخص کسی معقول عذر کی.....
۳۱۸	عورتوں کا جنگ کرنا.....	۲۹۵	جہاد میں روزے رکنے کی فضیلت
۳۱۹	جہاد میں عورتوں کا.....	۲۹۶	اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت
۳۲۰	جہاد میں عورتیں زخیوں کی مرہم پی.....	۲۹۷	جو شخص غازی کا سامان تیار کرے
۳۲۰	زخیوں اور شہیدوں کو عورتیں	۲۹۸	جنگ کے موقع پر خوشبو ملنا
۳۲۰	(جہادیں کے) جسم سے تیر کا.....	۲۹۹	و شہنوں کی خبر لانے والے دستے.....
۳۲۱	اللہ کے راستے میں جہاد میں پھر ودھنا.....	۲۹۹	کیا جاؤں کے لیے.....
۳۲۲	جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت.....	۳۰۰	دو آدمیوں کا مل کر سفر کرنا
۳۲۲	اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی.....	۳۰۰	قیامت تک گھوڑے کی پیشانی
۳۲۵	اللہ کے راستے میں سرحد پر.....	۳۰۱	مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا خالم.....
۳۲۵	اگر کسی بچے کو خدمت کے لئے.....	۳۰۲	جو شخص جہاد کی نیت سے (گھوڑا پالے).....
۳۲۷	جہاد کے لئے مندرجہ سفر کرنا	۳۰۲	گھوڑوں اور گدھوں کا نام رکھنا
۳۲۸	لڑائی میں کمزور نہ توں.....	۳۰۵	اس بیان میں کہ بعض گھوڑے منہوس ہوتے ہیں
۳۲۹	قلعی طور پر یہ نہ کہا جائے.....	۳۰۶	گھوڑے کے رکنے والے.....
۳۳۱	تیر اندازی کی ترغیب دلانے.....	۳۰۷	جہاد میں درسرے کے چانور کو مارنا
۳۳۲	برچھے سے (مشق کرنے کے لیے) کھلنا	۳۰۸	خت سرش جانور اور ز گھوڑے کی سواری کرنا
۳۳۳	ڈھال کا بیان.....	۳۰۹	(غیبت کے مال سے) گھوڑے کا حصہ.....
۳۳۵	ایک اور بیان ڈھال کے بارے میں	۳۰۹	اگر کوئی لڑائی میں.....
۳۳۶	ٹکواروں کی حمالی اور ٹکوار کا گلے میں لٹکانا	۳۱۰	جانور پر رکاب یا غرز لگانا
۳۳۶	ٹکوار کی آرائش کرنا	۳۱۰	گھوڑے کی نگلی پینچ پر سوار ہونا
۳۳۶	جس نے سفر میں دوپھر کے آرام.....	۳۱۱	ست رفتار گھوڑے پر سوار ہونا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۸	نئی نئی شادی ہونے کے.....	۳۳۷	خود پہننا
۳۷۸	خوف اور دہشت کے وقت.....	۳۳۸	کسی کی موت پر اس کے اختیار وغیرہ.....
۳۷۸	خوف کے موقع پر.....	۳۳۹	دوپہر کے وقت درختوں کا.....
۳۷۹	کسی کو اجردش دے کر.....	۳۳۹	بھالوں (نیزوں) کا بیان
۳۸۱	جو شخص مزدوری لے کر جہاد.....	۳۴۱	آنحضرت ﷺ کا لای ای میں زرہ پہننا
۳۸۲	آنحضرت ﷺ کے جمنڈے کا بیان	۳۴۲	سفر میں اور لڑائی میں چڑھنے کا بیان
۳۸۳	ایک ارشاد نبوی	۳۴۳	لڑائی میں حریر یعنی.....
۳۸۵	سفر جہاد میں تو شہ ساتھ رکھنا	۳۴۴	چھری کا استعمال کرنا درست ہے
۳۸۸	تو شہ اپنے کندھوں پر.....	۳۴۵	نصاری سے لڑنے کی فضیلت کا بیان
۳۸۸	عورت کا اپنے بھائی کے پیچے.....	۳۴۶	یہودیوں سے لڑائی ہونے کا بیان
۳۸۹	جہاد اور رجح کے سفر میں.....	۳۴۶	ترکوں سے بہنگ کا بیان
۳۸۹	ایک گدھے پر دو آدمیوں.....	۳۴۸	ان لوگوں سے لڑائی کا بیان جو.....
۳۹۱	جور کا بکڑا کسی کو سواری پر چڑھا دے.....	۳۴۹	بار جانے کے بعد.....
۳۹۱	مسحف یعنی لکھا ہوا قرآن شریف لے کر دشمن کے.....	۳۵۰	شرکریں کے لئے نکالت.....
۳۹۲	جنگ کے وقت نورہ تکمیر بلند کرنا	۳۵۲	مسلمان اہل کتاب کو دین کی بات بتلائے.....
۳۹۲	بہت چلا کر تکمیر کہنا منع ہے.....	۳۵۲	شرکریں کا دال طالنے کے لئے.....
۳۹۲	کسی شیب کی جگہ میں اترتے وقت.....	۳۵۳	یہود اور نصاری کو کیوں کفر و محوت دی جائے.....
۳۹۲	جب بلندی پر چڑھے.....	۳۵۳	نی کریم ﷺ کا غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دینا
۳۹۵	مسافر کو اس عبادت کا.....	۳۶۲	لڑائی کا مقام چھپانا.....
۳۹۶	اکیلے سفر کرنا	۳۶۳	ظہر کی نماز کے بعد سفر کرنا
۳۹۷	سفر میں تیر چلانا	۳۶۴	مہینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا
۳۹۸	اگر اللہ کی راہ میں سواری کے لئے.....	۳۶۸	رمضان کے مہینے میں سفر کرنا
۳۹۹	مال باپ کی اجازت لے کر جہاد میں جانا	۳۶۸	سفر شروع کرتے وقت مسافر کو خست کرنا
۳۹۹	اوٹوں کی گردن میں گھنٹی.....	۳۶۹	امام کی اطاعت کرنا
۴۰۰	ایک شخص اپنا نام مجاهدین.....	۳۷۰	امام کے ساتھ ہو کر لڑانا.....
۴۰۱	جادوی کا بیان	۳۷۱	لڑائی سے نہ بھانگنے پر.....
۴۰۲	قیدیوں کو کپڑے پہنانا	۳۷۲	بادشاہ اسلامی کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے.....
۴۰۲	اس شخص کی فضیلت.....	۳۷۵	نی کریم ﷺ درن ہوتے ہی.....
۴۰۵	قیدیوں کو زنجروں میں باندھنا	۳۷۶	اگر کوئی جہاد میں سے لوٹنا.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳۵	جو کافر دسرے ٹکوں سے اچھی .....	۳۰۵	یہودیان نصاریٰ مسلمان ہو جائیں .....
۳۳۶	ذمیں کی سفارش .....	۳۰۶	اگر کافروں پر رات کو چاپہ ماریں .....
۳۳۷	دفوں سے طاقت کے لیے جنگ میں بچوں کا قتل کرنا .....	۳۰۸	جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا .....
۳۳۸	بچے پر اسلام کس طرح پیش کیا جائے .....	۳۰۸	جنگ میں اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ کرنا .....
۳۳۹	رسول کریم ﷺ کا یہود سے یوں فرمانا .....	۳۰۸	سورہ محمدؐ کی ایک آیت شریفہ .....
۳۴۰	اگر کچھ لوگ جو دارالحرب میں .....	۳۰۹	اکر کوئی مسلمان کافر کی قید میں ہو .....
۳۴۱	خلیفہ اسلام کی طرف سے مردم شماری کرنا .....	۳۱۰	اکر کوئی مشرک کسی مسلمان کو .....
۳۴۲	اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی مدد .....	۳۱۰	(حربی) مشرک سورہ ہو تو .....
۳۴۳	جو شخص میدان جنگ میں .....	۳۱۲	جنگ میں مشرک سورہ ہو تو .....
۳۴۴	دد کے لیے فوج روانہ کرنا .....	۳۱۳	دشمن سے ٹھہریز ہونے کی آزادی کرنا .....
۳۴۵	جس نے دشمن پر فتح پائی .....	۳۱۵	لڑائی کر کر و فریب کا نام ہے .....
۳۴۶	سفر میں اور چہاد میں مال غیمت .....	۳۱۶	جنگ میں جھوٹ بولنا .....
۳۴۷	کسی مسلمان کا مال .....	۳۱۷	جنگ میں جنگی کافر کو اچانک دھوکے سے .....
۳۴۸	قاری یا اور کسی بھی بھی زبان میں بولنا .....	۳۱۸	اکر کسی سے فساویا .....
۳۴۹	مال غیمت میں سے تقسیم .....	۳۱۹	جنگ میں شرپڑھنا .....
۳۵۰	مال غیمت کے اوٹ .....	۳۱۹	جو گھوڑے پا چھی طرح نہ جم .....
۳۵۱	فعیل کی خوشخبری دینا .....	۳۲۱	بوریا جلا کر زخم کی دوا کرنا .....
۳۵۲	خوش خبر کے بعد دہاں سے ہجرت .....	۳۲۱	جنگ میں بھگرا اور اختلاف .....
۳۵۳	ذی یا مسلمان عورتوں .....	۳۲۲	اگر رات کے وقت دشمن .....
۳۵۴	غازیوں کے استقبال کو جانا .....	۳۲۲	دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے .....
۳۵۵	جهاد سے وہیں ہوتے ہوئے کیا کہے .....	۳۲۷	حملہ کرتے وقت یوں کہنا اچھا .....
۳۵۶	سفر سے واپسی پر قلن نماز .....	۳۲۸	اگر کافر لوگ ایک مسلمان .....
۳۵۷	مسافر جب سفر سے لوٹ کر .....	۳۲۹	قیدی کو قتل کرنا .....
کتاب فرض الخمس		۳۲۹	اپنے تین قیدیوں کو آزاد کرنا .....
۳۶۱	فس کے فرض ہونے کا یہاں .....	۳۳۲	مسلمان قیدیوں کو آزاد کرنا .....
۳۶۲	مال غیمت میں سے پانچواں حصہ لا کرنا .....	۳۳۳	مشرکین سے فدیہ لیتا .....
۳۶۳	ذی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ازاں حضرت اکرنا .....	۳۳۴	اگر حربی کافر مسلمانوں کے .....
۳۶۴	ذی کافروں کو بچانے کے لیے لانا .....	۳۳۵	ذی کافروں کو آزاد کرنا .....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۲۹	اگر کافر لڑائی کے وقت گھر اکر.....	۳۷۲	رسول کریم ﷺ کی بیویوں کے گھروں کا ان کی طرف.....
۵۳۰	مشرکوں سے مال دغیرہ پر صلح کرنا.....	۳۷۵	نی کریم ﷺ کی زرہ.....
۵۳۲	عبد پورا کرنے کی فضیلت.....	۳۷۹	اس بات کی دلیل کہ غیمت کا پانچواں حصہ.....
۵۳۲	اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا.....	۳۸۱	سورہ انفال میں ایک آیت غیمت کے متعلق.....
۵۳۳	دعا بازی کرنا کیسا گناہ ہے؟	۳۸۲	نی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تمہارے لیے غیمت کے مال.....
۵۳۴	عبد کیوں گھروں پس کیا جائے؟	۳۸۸	مال غیمت ان لوگوں کو ملے گا.....
۵۳۴	معاہدہ کرنے کے بعد.....	۳۸۸	اگر کوئی غیمت حاصل کرنے کے لئے لڑے.....
۵۳۸	تین دن یا ایک میون مدت کے لئے صلح کرنا	۳۸۹	خلیفہ ایامین کے پاس.....
۵۳۹	نامعلوم مدت کے لئے صلح کرنا	۳۹۰	نی کریم ﷺ نے بوقرط اور بن نصیر کی جائیداد.....
۵۴۰	مشرکوں کی لاشوں کو.....	۳۹۰	الشپاک نے مجاہدین کرام کو.....
۵۴۱	دعا بازی کرنے والے پر گناہ.....	۳۹۲	اگر امام کسی شخص کو.....
کتاب بدء الخلق		۳۹۲	اس بات کی دلیل کہ پانچواں حصہ مسلمانوں کی.....
۵۴۳	سورہ روم کی آیت کی تشریع	۵۰۱	آنحضرت ﷺ کا احسان.....
۵۴۸	سات زمینوں کا بیان	۵۰۲	اس کی دلیل کہ خس میں.....
۵۵۰	ستاروں کا بیان	۵۰۵	مقتول کے جسم پر جو سماں ہو.....
۵۵۱	ایک آیت شریفہ کی تفسیر	۵۱۳	تالیف قلوب کے لئے.....
۵۵۵	سورہ اعراف کی آیت کی تفسیر	۵۱۳	اگر کھانے کی چیزیں.....
۵۵۶	فرشتوں کا بیان	۵۱۳	کتاب الجزیہ و الموارد عہ
۵۶۹	اس حدیث کے بیان میں کہ جب ایک تمہارا.....	۵۱۳	جزیہ کا اور کافروں سے.....
۵۷۷	جنت کا بیان	۵۱۹	اگر بھتی کے حاکم سے صلح ہو جائے.....
۵۸۵	جنت کے دروازوں کا بیان	۵۱۹	آنحضرت ﷺ نے جن کافروں کو.....
۵۸۶	دوسرخ کا بیان	۵۲۱	آنحضرت ﷺ کا بحرین سے.....
۵۹۰	المیں اور اس کی فونج کا بیان	۵۲۳	اسی ذمی کافر کو ناحق مار دالنا.....
۶۰۳	جنوں کا بیان	۵۲۳	یہودیوں کو عرب کے ملک.....
۶۰۵	سورہ جن میں جنات کا ذکر	۵۲۶	اگر کافر مسلمانوں سے دغا کریں.....
۶۰۵	ایک آیت قرآنی کی تفسیر	۵۲۷	و عده تو زنے والوں کے.....
۶۰۶	مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہیں	۵۲۸	مسلمان مورتیں اگر.....
۶۱۱	پانچ بہت عقی برے جانور ہیں جن کو حرم میں بھی مار.....	۵۲۹	مسلمان سب بر ابر ہیں.....

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۸۰	سورہ اعراف میں طوفان سے مراد .....	۶۱۳	اس حدیث کا بیان مکمل پانی .....
۶۸۱	حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات	۶۱۴	کتاب الانبیاء
۶۹۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات	۶۱۵	حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کے بیان میں آئیت و اذقال ربک للملائکۃ کی تفسیر
۶۹۳	اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور ایمان والوں کے لیے .....	۶۱۶	روحوں کے جنکے ہیں .....
۶۹۳	قارون کا بیان	۶۱۷	حضرت نوح علیہ السلام کے بیان میں سورہ نوح کی آیات کی تفسیر
۶۹۳	اس بیان میں کہ ”والی مدین اخاہم شعباً“ .....	۶۲۵	سورہ نوح کی آیات کی تفسیر
۶۹۳	حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان	۶۲۶	الیاس علیہ السلام پیغمبر کا بیان
۶۹۷	الشپاک کا یہ فرماتا ”ان یہودیوں سے .....	۶۲۷	حضرت اور لیں علیہ السلام کا بیان
۶۹۷	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور وہ ہم نے راؤد علیہ السلام کو زبور“	۶۳۰	حضرت حود کا ذکر خیر
۷۰۰	حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان	۶۳۱	یاجون و ماجون کا بیان
۷۰۲	اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور ہم نے راؤد کو سلیمان .....	۶۳۲	ایک آیت شریفہ اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنیا
۷۰۵	حضرت لقمان علیہ السلام کا بیان	۶۳۶	سورہ صافات کے ایک لفظ کی تعریف
۷۰۶	اور ان کے سامنے بھتی والوں کی مثال بیان کر	۶۳۰	حضرت ابراہیم کے مہماں کا قصہ
۷۰۶	حضرت ذکریا علیہ السلام کا بیان	۶۳۷	حضرت اسماعیل کا بیان
۷۰۸	حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کا بیان	۶۶۱	حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کا بیان
۷۰۹	سورہ آل عمران میں ایک آیۃ کریمہ	۶۶۳	حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان
۷۰۹	”جب فرشتوں نے کہاے مریم“	۶۶۳	حضرت لوط علیہ السلام کا بیان
۷۱۱	الشپاک کا سورہ مریم میں فرماتا ”اے الہ کتاب میں غلوتہ کرو“	۶۶۳	حضرت لوط علیہ السلام کا بیان
۷۱۲	سورہ مریم میں ایک اور ذکر خیر	۶۶۴	سورہ مجرمیں آل لود کا ذکر
۷۱۹	حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے اتنا	۶۶۵	قوم شورہ اور حضرت صالح علیہ السلام کا بیان
۷۲۰	بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان	۶۶۶	حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان
۷۲۶	بنی اسرائیل کے ایک کوڑھی .....	۶۶۸	حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان
۷۲۹	اصحاب کھف کے بیان میں	۶۶۹	اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور ایوب کو یاد کرو“
		۶۷۳	حضرت موسیٰ کا بیان
		۶۷۴	اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور فرعون کے خاندان کے ایک مومن .....
		۶۷۵	چکھے الفاظ قرآنی کی وضاحت
		۶۷۷	سورہ طہ میں ذکر حضرت موسیٰ
		۶۷۹	حضرت موسیٰ سے چالیس راتوں کا دعہ

## فہرست تشریحی مضمائیں

صفہ	مضمون	صفہ	مضمون
۶۱	لفظ "رب" کے استعمال پر ایک تشریح	۱۹	مشترک چیزوں کی قسم سے متعلق حافظ ابن حجرؑ کی وضاحت
۶۳	امام بخاریؓ مجہد مطلق تھے	۱۹	مشترک غلام کے بارے میں ایک تشریح
۶۴	چہرے کی شرافت پر ایک وضاحتی بیان	۲۱	ایک حدیث جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہے
۶۵	صفات باری اور سلک الحمد یہث کا بیان	۲۱	بعض فتاویٰ کو نہ کا ایک تیاس باطل
۶۸	کچھ حالات حضرت انس بن مالک	۲۲	غیر مسلموں کی شرکت میں کاروبار کرنا جائز ہے
۷۳	لفظ "بہر" کی وضاحت	۲۶	ایک حدیث پر تفصیلی تبرہ
۷۹	"گھوہ" کی حالت پر فاضلانہ تبرہ	۳۰	تشریح بابت رہن اشیاء متفرقہ
۸۳	ازواج مطہرات سے متعلق ایک تفصیلی بیان	۳۱	شیخ نظام الدین دہلوی کا ایک واقعہ
۸۶	حالات حضرت سور بن مخرمة	۳۱	حدیث کی ایک قابل مطالعہ تشریح
۸۸	اولاد کو کچھ ہبہ کرنے کے بارے میں	۳۳	ایک سرمایہ دار یہودی کا واقعہ
۹۷	حالات حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما	۳۲	شے مر ہونے سے لفغ الخانے کے بارے میں
۹۹	نام نہاد تبرکات پر ایک اشارہ	۳۷	احمد آپادو یکمیوی وغیرہ کے فوادات کا ذکر
۱۰۳	حضرت امام بخاریؓ کی نظر بصیرت کا بیان	۳۸	ذکر خیر امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۳	بد دین لوگ جو اپنے عزیز ہوں ان کے ساتھ احسان	۳۹	مغرب زدہ لوگوں کا ایک خیال باطل
۱۰۶	غیر مسلم کے ہدایا کو قول کیا جاستا ہے	۴۲	معاذ دین حضرت امام بخاریؓ پر ایک اشارہ
۱۰۷	اہل بدعت کی نہ مت کا بیان	۴۶	ام ولد پر ایک تفصیلی بیان
۱۰۹	غیر مسلموں کو تحائف دے سکتے ہیں	۵۰	حضرت عباسؓ سے متعلق ایک ارشاد نبوی
۱۱۱	عمری در قمی کی تشریحات	۵۱	خلاف حدیث رائے زنی کی نہ مت
۱۱۲	کچھ مناقب محمدی کا بیان	۵۲	وفد ہوازن کا ایک واقعہ
۱۱۳	لفظ منحة کی تشریح	۵۳	مردوجہ قطبی پلانچک کی نہ مت حدیث کی روشنی میں
۱۱۷	بیکار زمین کو آباد کرنے کی ترغیب	۵۹	الفاظ لوثی غلام سید وغیرہ کی وضاحت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۲۵	مرض الموت کے اقرار کے بارے میں	۱۲۰	اسلام اور سیاست پر ایک قابل مطالعہ وضاحت
۲۳۶	ذکر شہادت حضرت سعید بن جنہر رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۱	حادیث افک پر چند اشارے
۲۳۷	حجاج قاچل کی عبرت انگریز موت پر ایک اشارہ	۱۲۲	حدیث ابن صیاد یہودی بیچ کے بارے میں
۲۳۸	عورتوں کی حیثیت پر ایک اہم علمی مقالہ	۱۲۷	تعذیل اور تزکیہ کے بارے میں
۲۳۹	سات ہبک گناہوں کا بیان	۱۲۹	مدت رضاعت صرف دو سال دو دھن پلانا ہے
۲۴۰	اصطلاحات حدیث پر ایک تفصیلی تبرہ	۱۳۰	شہادت قاذف کے متعلق بعض الناس کی تردید
۲۴۸	حضرت عمرؓ کا ایک وقف نامہ	۱۳۵	گناہوں کی تسمیہ صغیرہ اور کبیرہ میں
۲۵۵	حضرت جابرؓ کا ایک ادائیگی قرضہ کا واقعہ	۱۳۹	حضرت امام شافعی کی والدہ محترمہ کا ایک ذکر خیر
۲۵۷	اسلامی جہاد کے حقائق کے بارے میں	۱۴۸	فضائل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
۲۵۸	لقط جہاد کی تشریح حافظ ابن حجر کے لفظوں میں	۱۵۲	عدالت کے لئے اسلامی بدالیات
۲۶۲	اسلام کا ولین بن جبریل یہودہ عہد عثمانی میں	۱۵۳	چند اسلامی فقہاء کا ذکر خیر
۲۶۴	لقط سبیل کی وضاحت	۱۵۹	قاضی کاعظ فیصلہ عند اللہ نافذ نہیں
۲۶۶	بعض مخدیں کا جواب	۱۶۱	ایک غلط خیال کی تردید
۲۶۷	فضیلیت خالد بن ولید	۱۶۲	حضرت امام بخاریؓ خود مجتهد مطلق ہیں
۲۶۸	ستر قاری صحابہؓ کی شہادت کا بیان	۱۶۶	محکمہ امر بالسرف و نهى عن المکر
۲۷۱	ایک قابل صدر شیخ شہید کا ذکر خیر	۱۶۷	پادریوں کا ایک لغو اعتراض اور اس کا جواب
۲۷۳	دو صفحیں جو عن اللہ بہت محبوب ہیں	۱۷۱	عبداللہ بن ابی منافق کا بیان
۲۸۰	ایک بیجہ نقش و لیٹچ کلام نبوی	۱۷۲	صلح صفائی کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے
۲۸۵	غزوہ توبوک پر چند اشارات	۱۷۳	آیت فاسسلوا اهل الذکر کا مطلب؟
۲۸۸	خود ساختہ و رو و ظانک کی تردید	۱۷۵	بدعات مردوجہ کی پر زور تردید
۲۸۹	اقسام شہادت کا بیان	۱۸۳	مقلدین جامدین کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ کی نصیحت
۲۸۹	شہید کی وجہ تسمیہ امام نووی کے لفظوں میں	۱۸۸	عورت سے بیعت لینے کا طریقہ .....
۲۹۰	جهاد فرض کنایہ ہے	۱۹۲	حضرت امام بخاریؓ علم کے دریائے پہاڑ تے
۲۹۳	جنگ خندق پر کچھ بیانات	۱۹۵	اسلامی شرعی اسٹیٹ اور اجرائے حدود اللہ
۳۰۰	دور حاضرہ کے آلات جنگ پر ایک اشارہ	۱۹۶	طلاق کی شرطیں جو منع ہیں
۳۰۲	شرک مسلمانوں پر ایک اشارہ	۲۰۱	یہودا یک بے دقاوم
۳۰۵	خوست کے متعلق ایک تفصیلی بیان	۲۱۵	اسماء الحنفی پر ایک اشارہ
۳۱۱	قابل توجہ علماء امام و مشائخ عظام	۲۱۵	وقف کے متعلق کچھ تفصیلات
۳۱۲	ریس کی دوڑیں حصہ لینا جائز نہیں ہے	۲۲۰	حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۲۲	حدیث معاز کے فوائد کا بیان	۳۱۷	مسلمانوں کی اولین بھروسہ بیگ کا ذکر خیر
۳۲۵	جادش جنگ احمد کا بیان	۳۱۹	زندہ قوموں کی مستورات پر ایک اشارہ
۳۲۱	حضرت خبیث مکاونہ شہادت	۳۲۹	نیک ضعیف لوگوں سے دعا کرنا سعادت ہے
۳۲۳	شیعوں کی ایک غلط بات کی تردید	۳۲۹	اوادا طیس پر ایک تفصیلی اشارہ
۳۲۴	شرکین سے ندیہ کی عمومیت	۳۳۱	آیت شریفہ اعدوا للہم ما استطعتم کی تفسیر
۳۲۵	ذمیوں کے حقوق کا بیان	۳۳۲	اسلام پر ایمان زندگی کا مطمئن ہے
۳۲۶	واقعہ قرطاس پر ایک تفصیل	۳۳۳	مسجد کو بلور مرکز ملتی قرار دینا
۳۲۰	ابن حیاد کا ذکر	۳۳۳	دنیان مبارک کو صدمہ پہنچانے والا رددو
۳۲۱	مکہ شریف میں جائز انبوی کا بیان	۳۳۵	قون حرب میں ہمارت پیدا کرنے کی ترغیب
۳۲۲	غربیوں کو بہر حال مقدمہ رکھنا	۳۳۸	ایک دستور جاہلیت کی بخششی
۳۲۳	محابدین کی فہرست تیار کرنا	۳۳۶	تاہمیوں کا قول اسلام کیوں گھر ہوا
۳۲۴	ایک محابد کا دوزخی ہونا	۳۳۸	ترک قوم کے بارے میں بشارت نبوی
۳۵۰	قاریٰ کی وجہ تفسیر	۳۵۳	اکریٰ کی جاہی کا بیان
۳۵۲	مال غیمت کی چوری کی سزا کا بیان	۳۶۵	حوالہ حضرت امام حافظ
۳۵۵	تجہت کے مطالب کا بیان	۳۶۹	دو مردو دوڑا کوؤں کا بیان
۳۵۷	بوت ضرورت خاص عورت کی جامہ تلاشی	۳۷۰	ذمہ تکلید جاذب
۳۵۷	صحابہؓ کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ	۳۷۱	حقیقی امام کے اوصاف
۳۶۲	بدعت والی بدعت سے سخت نفرت کرنا	۳۷۱	لفظ پیہت کی حقیقت
۳۶۴	ایک اہم ترین مقدمہ کا بیان	۳۷۱	ایک عظیم اسلامی تاریخی واقعہ
۳۶۵	قدک وغیرہ کا بیان	۳۷۵	تکلید جاذب پر ایک اور تبرہ
۳۶۹	درافت نبوی سے متعلق ایک مفصل حدیث	۳۸۲	نحوات اسلامی کے لئے بشارات
۳۷۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصی ہونے کی تردید	۳۸۷	میغرات کا وجہ برحق ہے
۳۷۵	قرن الشیطان کی تفسیر	۳۹۳	نفرہ رسالت وغیرہ کی تردید
۳۷۶	مہر نبوی کا بیان	۳۹۶	خصوصیات امت محمدیہ
۳۷۸	حضرت علیؑ کے لئے ایک فہماں رسالت	۳۰۲	حضرت حاجیہ مکاٹبہ نام شرکین مک
۳۸۲	کنیت ابوالقاسم کے بارے میں	۳۰۳	ترغیب تبلیغ کا بیان
۳۸۳	رانے اور قیاس کی ذمہ کا بیان	۳۰۹	فرقہ سائیہ پر ایک نشانہ
۳۸۵	کسری و قیصر کے بارے میں پیش گوئی	۳۱۳	ابورافع یہودی کے قتل کا واقعہ
۳۸۷	پادریوں کا ایک خیال باطل	۳۱۸	کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا واقعہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۱۳	غلط ترجیٰ کا نمونہ	۳۹۰	مجاہدین کو جو برکات حاصل ہوئیں ان کا بیان
۶۱۴	کتاب الانبیاء کا آغاز	۳۹۳	حضرت زید بن العوام رضی اللہ عنہ کا تذکرہ
۶۱۷	القاب نبیاء کی تحقیق	۵۲۰	حکمت جہاد کا تفصیلی بیان
۶۱۸	چند الفاظ قرآنی کی تشریع	۵۲۷	سب پیغمبریں حادث اور حقوق ہیں
۶۲۰	حضرت آدم کا طیہ	۵۲۷	انبیاء کرام کا ایک منفرد عقیدہ
۶۲۲	اگر نکلے کی پیشگوئی	۵۳۸	اللہ کی رحمت اس کے غصب پر غالب ہے
۶۲۵	دعوت انبیاء کا بیان	۵۵۰	عربوں کی ایک جہالت کا بیان
۶۲۵	ایک شخصی حریم کا بیان	۵۵۳	مُنکرین حدیث کو جوابات
۶۲۶	روحیں عالمِ ازل میں	۵۵۶	ہوا بھی اللہ کی ایک حقوق ہے
۶۳۶	قوم پیار جو جنگ کے کچھ حالات	۵۵۶	فرشے اجسام لطیفہ ہیں
۶۳۱	وفات نبوی کے بعد کچھ مرتدوں کا بیان	۵۶۰	واقعہ معراج کی کچھ تفصیلات
۶۳۱	بزرگان دین کے مختلف جمونے قصے	۵۶۶	قرات سعد پر ایک اشارہ
۶۳۳	مُنکرین حدیث کے ایک اعتراض کا جواب	۵۶۸	فرشتوں کا وجود برحق ہے
۶۳۳	حضرت ابراہیم کا ختنہ کرنا	۵۶۹	جبڑی نمازوں میں آئینہ بالخبر کا بیان
۶۳۶	کذبات ابراہیم کی تشریع	۵۷۰	تصویر سازی پر ایک حدیث
۶۳۷	گرگٹ نامی زبریلے جانور کا بیان	۵۷۳	واقعہ طائف کا بیان
۶۳۹	پشمیدہ زمزم کا طبور	۵۷۵	شب معراج میں دیدارِ الہی کا بیان
۶۵۷	حضرت ہاجہ کا کچھ ذکر خیر	۵۷۷	جنہ اب موجود ہے معتزلہ کی تردید
۶۵۸	مُنکرین حدیث و تغیر کعبہ و بیت المقدس	۵۸۰	جنہی نعمتوں کا وجود برحق ہے
۶۶۱	درود سے کیا مراد ہے	۵۸۸	مُنکرین حدیث کی تردید
۶۶۲	حضرت ابراہیم کے ایک سوال کی تشریع	۵۹۰	دو زخ میں ایک بے عمل و اعظام کا حال
۶۶۵	حضرت لوط علیہ السلام کے ایک قول کی تشریع	۵۹۱	شیطان کا وجود برحق ہے
۶۶۵	کچھ الفاظ قرآنی کی تشریع	۵۹۲	جادو برحق ہے
۶۷۰	محمد شین کرام کی ایک خوبی کا بیان	۵۹۳	صحیح سویرے کھڑا ہوتا
۶۷۵	حضرت موسیٰ پر کچھ تفصیلات	۵۹۵	وسادوں شیطانی کا بیان
۶۸۱	فرعونوں پر عذابات کی تفصیل	۵۹۹	مختلف حرکات شیطان کا بیان
۶۸۲	حضرت خضری تفصیلات	۶۰۲	فضیلیتِ کلمہ توحید
۶۹۱	حضرت موسیٰ اور ملک الموت کا ایک واقعہ	۶۰۳	نچپریوں اور دھرمیوں کی تردید
۶۹۳	خواتین جن کو کامل کیا گیا ہے	۶۱۱	دو حمدیوں میں تطبیق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
		۷۹۵	حضرت یونسؐ کیوں کہا گیا
		۷۹۷	فقہاء کی ایک کتاب اٹھیل کا بیان
		۷۹۸	حضرت داؤدؐ کا ایک مسخرہ
		۷۰۱	حضرت داؤدؐ کے نام پر ایک جھوٹا قصہ
		۷۰۲	ایک آیت کی تفسیر
		۷۰۸	حضرت عیسیٰ کے گاؤں ناصرہ کا بیان
		۷۱۲	حالت شیر خوارگی میں بولنے والے بچے
		۷۱۶	انجیل میں بشارت محمدی کا بیان
		۷۱۹	چھ مرتدین کا ذکر
		۷۲۰	عقیدہ نزول عیسیٰ امت کا اجتماعی عقیدہ ہے
		۷۲۲	آج کے جمہوری دور پر ایک اشارہ
		۷۲۳	مسلمانوں کے موجودہ انتشار پر ایک آنسو
		۷۲۴	اذان کی خوبیاں
		۷۲۶	مہندی کے خساب کا بیان
		۷۲۹	نظرت انسانی پر ایک اشارہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## سوال پارہ

### باب مشترک چیزوں کی انصاف کے ساتھ ٹھیک قیمت لگا کر اسے شریکوں میں باشنا

### ۵۔ بَابُ تَقْوِيمِ الأَشْيَاءِ بَيْنِ الشُّرَكَاءِ بِقِيمَةِ عَدْلٍ

باب کے ذیل حافظ صاحب فرماتے ہیں قال ابن بطال لا خلاف بين العلماء ان قسمة العروض وسائر الامتعة بعد التقويم جائز وانما اختلفوا في قسمتها بغير تقويم فاجازه الاكثر اذا كان على سبيل التراضي الخ (فتح الباري) يعني جملہ سلام واسباب کا جب ٹھیک طور پر اندازہ کر لیا جائے تو اس کی تقسیم جملہ علماء کے نزدیک جائز ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے بلکہ بغیر اندازہ کئے تقسیم میں اختلاف ہے۔ جب باہمی طور پر کسی کو اعتراض نہ ہو اور رب راضی ہوں تو اکثر کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔

کتاب الشرکت کے اس باب سے یہ دسوال پارہ شروع ہو رہا ہے جس میں شرکت سے متعلق بقیایا مسائل بیان کئے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک قلم کو نفرش سے بچائے اور خیریت کے ساتھ اس پارے کی بھی تمحیل کرائے آمین۔

(۲۴۹۱) - حَدَثَنَا عَمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ قَالَ حَدَثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَثَنَا أَبْيَوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ أَعْنَقَ شِفَصًا لَهُ مِنْ عَنْدِهِ - أَوْ شِرْكًا، أَوْ قَالَ نَصْيَتاً - وَكَانَ لَهُ مَا يَتْلُغُ ثُمَّ هَبَّ بِقِيمَةِ الْعَدْلِ فَهُوَ عَيْنِي، وَإِلَّا فَقَدْ عَنَّتْ مِنْهُ مَا عَنَّقَ)). وَقَالَ: لَا أَذْرِي قَوْلَهُ: ((عَنَّقَ مِنْهُ مَا عَنَّقَ))، قَوْلُ مِنْ نَافِعٍ، أَوْ فِي الْحَدِيثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . [اطرافی: ۲۵۰۳: ۲۵۰۲۱، ۲۵۰۲۲، ۲۵۰۲۳، ۲۵۰۲۴، ۲۵۰۲۵]

یعنی سارے غلام کی غلامی کی حالت میں قیمت لگائیں گے یعنی جو حصہ آزاد ہوا اگر وہ بھی آزاد نہ ہوتا تو اس کی قیمت کیا ہوتی اگر اتنا مال نہ ہو تو بس جتنا حصہ اس کا تھا اتنا ہی آزاد ہوا۔

**تَسْبِيحُ** یعنی نے اس مسئلہ میں چودہ مذہب بیان کئے ہیں۔ لیکن امام احمد اور شافعی اور اسحاق نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے اور

حضرت امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ ابی صورت میں دوسرے شریک کو اختیار رہے گا خواہ اپنا حصہ بھی آزاد کر دے خواہ غلام سے محنت مشقت کرا کر اپنے حصہ کے دام وصول کرے خواہ اگر آزاد کرنے والا مال دار ہو تو اپنے حصے کی قیمت اس سے بھر لے۔ پہلی اور دوسری صورت میں غلام کا ترک دنوں کو ملے گا اور تمیزی صورت میں صرف آزاد کرنے والے کو باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ غلام کی نمیک نمیک قیمت لگا کر اس کے جملہ مالکوں پر اسے تقسیم کر دیا جائے۔

**٤٤٩٢ - حدثنا بشير بن محمد قال** (۲۳۹۲) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سعید بن ابی عروبة نے خبر دی، انہیں قادہ نے، انہیں فخر بن انس نے، انہیں بشیر بن نمیک نے اور انہیں ابو ہریرہ بن بشیر نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلادے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کما جائے کہ (انہی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کردا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

(اطرافہ فی: ۲۵۰۴، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷) [۲۵۲۷]

**تشیخ** [یعنی ایسی تکلیف نہ دیں جس کا وہ تحمل نہ کر سکے جب وہ باقی حصوں کی قیمت ادا کر دے گا تو آزاد ہو جائے گا۔ ابن بطال **تشیخ** نے کہا شرعاً میں، تقسیم کرتے وقت ان کی قطع نزاع کے لئے قرعہ ڈالنا سنت ہے اور تمام فقماء اس کے قائل ہیں۔ صرف کوفہ کے بعض فقماء نے اس سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ قرعہ اسلام کی طرح ہے جس کی ممانعت قرآن میں وارد ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے بھی اس کو جائز رکھا ہے۔ دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ سفر میں جاتے وقت اپنی یوپیوں کے لئے قرعہ ڈالتے۔ جس کے نام نہ لتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ آج کل تو قرعہ اس قدر عام ہے کہ سفرج کے لئے بھی حاجیوں کے نام قرعہ اندازی سے چھاتے جاتے ہیں۔

### باب تقسیم میں قرعہ ڈال کر حصے کر لینا

(۲۳۹۳) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زکریا نے، کما میں نے عامر بن شبہ سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نعمان بن بشیر بن شبہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے اور اس میں گھس جانے والے (یعنی خلاف کرنے والے) کی مثال ایسے لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ ڈالا۔ جس کے نتیجہ میں بعض لوگوں کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا

### ٦- باب هل يفرغ في القيمة؟ والاستههام فيه

**٤٤٩٣ - حدثنا أبو نعيم قال حدثنا زكريا** قال: سمعت عمرو يقول: سمعت الأعمان بن بشير رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((مثل القائم على حدود الله وأ الواقع فيها كمثل قوم استهموا على سفينه فأصاب بعضهم

اور بعض کو یخچ کا۔ پس جو لوگ یخچ والے تھے، انہیں (دربارے) پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے اوپر سے گزرنما پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کر لیں۔ تاکہ اوپر والوں کو ہم کوئی تکلیف نہ دیں۔ اب اگر اوپر والے بھی یخچ والوں کو من مانی کرنے دیں گے تو کشی والے تمام ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے یخچ والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی بچیں گے اور ساری کشتی بھی بچ جائے گی۔

أَغْلَاهَا وَتَغْصُّهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الْلَّذِينَ فِي أَسْفَلَهَا إِذَا اسْتَقَوا مِنَ الْمَاءِ مَرُوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَا حَرَقْتُ فِي نَصِيبِنَا حَرَقًا وَلَمْ نُؤْذَ مِنْ فَوْقَنَا، فَإِنَّ يَنْتَكُوْهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلْكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخْدُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوا وَنَجَوا جَمِيعًا).  
[طرفة في: ۲۶۸۶].

**لشیخ** اس حدیث میں جہاز کشتی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے قرعہ اندازی کا ذکر کیا گیا۔ اسی سے مقصود باب ثابت ہوا ہے۔ یوں یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے۔ خاص طور پر نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا کیوں ضروری ہے؟ اسی سوال پر اس میں روشنی ڈالی گئی ہے کہ دنیا کی مثال ایک کشتی کی ہی ہے۔ جس میں سوار ہونے والے افراد میں سے ایک فرد کی غلطی جو کشتی سے متعلق ہو سارے افراد ہی کو لے ڈوب سکتی ہے۔ قرآن مجید میں یہی مضمون اس طور پر بیان ہوا۔ ﴿وَأَتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبُنَّ الَّذِينَ ظَلَّمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً﴾ (الاغاث: ۲۵) یعنی فتنے سے بچنے کی کوشش کرو جو اگر وقوع میں آگیا تو وہ خاص ظالموں ہی پر نہیں پڑیا بلکہ ان کے ساتھ بہت سے بے گناہ بھی پس جائیں گے۔ جیسے حدیث ہذا میں بطور مثال یخچ والوں کا ذکر کیا گیا کہ اگر اوپر والے یخچ والوں کو کشتی کے یخچ سوراخ کرنے سے نہیں روکیں گے تو نتیجہ یہ کہ یخچ والوں کے ساتھ اوپر والے بھی ڈویں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَنَكُنْ مِنَكُمْ أَمَّةً يَذَّعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَا يَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران: ۱۰۳) یعنی اے مسلمانو! تم میں سے ایک جماعت ایسی مقرر ہوئی چاہئے جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتی رہے اور برائیوں سے روکتی رہے۔ آیت ہذا کی بناء پر جملہ اہل اسلام پر فرض ہے کہ امر بالمعروف اور نهى عن المکر کے لئے ایک جماعت خاص مقرر کریں۔

الحمد للہ حکومت سعودیہ میں یہ مکمل اسی نام سے قائم ہے اور پوری ملکت میں اس کی شانصین ہیں جو یہ فرض انعام دے رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ اجتماعی طور پر ہر جگہ مسلمان ایسے ادارے قائم کر کے عوام کی فلاح و بہبود کا کام انجام دیا کریں۔ خلاصہ یہ کہ تقسیم کے لئے قرعہ اندازی ایک بترن طریقہ ہے جس میں شرکاء میں سے کسی کو بھی انکار کی متجاذبات نہیں رہ سکتی۔ علامہ قطلانی فرماتے ہیں۔ و مطابقة الحديث للترجمة غير خفية وفيه وجوب الصبر على اذى الجار اذا خشي و قوع ما هو اشد ضررا و انه ليس لصاحب السفل ان يحدث على صاحب العلو ما يضر به و انه ان احدث عليه ضرر الزمه اصلاحه و ان لصاحب العلو منعه من الضرر وفيه جواز قسمة العقار المتفاوت بالقرعة قال ابن بطال والعلماء متفقون على القول بالقرعة الا الكوفيين فانهم قالوا لا معنى لها لانها تشبة الازلام التي نهى الله عنها (قطلانی) حدیث کی باب سے مطابقت ظاہر ہے اور اس سے پڑوی کی تکلیف پر صیر کرنا بطور وجوب ثابت ہوا۔ جب عدم صبر کی صورت میں اس سے بھی کسی بڑی مصیبت کے آنے کا خطرہ ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یخچ والے کے لئے جائز نہیں کہ اوپر والے کے لئے کوئی ضرر کا کام کرے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھے تو اس کو اس کی درستگی واجب ہے اور اوپر والے کو حق ہے کہ وہ ایسے ضرر کے کام سے اس کو روکے اور سالمان و اسباب متفرقہ کا قرعہ اندازی سے تقسیم کرنا بھی ثابت ہوا۔ این بطلان نے کمال علماء کا قرعہ کے جواز پر اتفاق ہے سوائے اہل کوفہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرعہ اندازی ان تیروں کے مشابہ ہی ہے جو کفار مکہ بطور فال نکلا کرتے تھے۔ اس لئے یہ جائز نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام سے منع کیا ہے۔ مترجم کرتا ہے کہ اہل کوفہ کا یہ قیاس باطل ہے۔

ازلام اور قرم اندازی میں بست فرق ہے اور جب قرم کا ثبوت صحیح حدیث سے موجود ہے تو اس کو ازلام سے تثییر نہیں ہے۔

### بابٌ پیتم کادو سرے وارثوں کے ساتھ

#### شریک ہونا

#### ۷- بَابُ شَرِكَةِ الْيَتَمِّ وَأَهْلِ

#### الْمِيرَاثِ

اتفقوا على أنه لا تجوز المشاركة في مال اليتيم إلا أن كان للبيت في ذلك مصلحة راجحة (فتح) يعني اس پر اتفاق ہے کہ پیتم کے مال میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر پیتم کے مفاد کے لئے کوئی مصلحت راجح ہو تو جائز ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قلم سے پیتوں کا مال کھا جاتے ہیں وہ اپنے بیٹ میں وزن خی کی آگ کھا رہے ہیں۔ لہذا معاملہ بست ہی ناچ ک ہے۔

۲۴۹۴ - حَدَّثَنَا عَنْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

الْعَامِرِيِّ الْأُوتَسِيِّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ

عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

غَرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ..

وَقَالَ النَّبِيُّ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبِي

شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي غَرْوَةُ بْنُ الزَّبِيرِ أَنَّهُ

سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ

تَعَالَى: هُوَ إِنْ خَفِقْتُمْ أَنْ لَا تَقْسُطُوا - إِلَى

قَوْلِهِ - وَرَبَّاعَهُ فَقَالَتْ: يَا أَبَنَ أَخْتِي،

هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرِ وَلِيْهَا تُشَارِكُهُ

فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ

وَلِيْهَا أَنْ يَتَرَوَّجَهَا بَغْيًا أَنْ يَقْسِطَ فِي

صَدَاقَهَا، فَيُغَطِّيْهَا مِثْلَ مَا يُغَطِّيْهَا غَيْرُهُ،

فَنَهَا أَنْ يَنْكِحُوهُنْ إِلَّا أَنْ يَقْسِطُوا لَهُنْ

وَيَلْعُوْهُنْ أَعْلَى سَتْهِنْ مِنَ الصَّدَاقِ،

وَأَمْرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ

النِّسَاءِ سِوَاهُنْ. قَالَ غَرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةَ:

لَمْ إِنَّ النِّسَاءَ اسْتَفْتُوا رَسُولَ اللَّهِ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: هُوَ يَسْتَفْتِنُكُمْ فِي

النِّسَاءِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَتَرَغَبُونَ أَنْ

تَنْكِحُوهُنْ، وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُنَلِّي

أَنْتُمْ بَلْ لَمْ يَنْكِحُوهُنْ، وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُنَلِّي

أَنْتُمْ بَلْ لَمْ يَنْكِحُوهُنْ، وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُنَلِّي

أَنْتُمْ بَلْ لَمْ يَنْكِحُوهُنْ، وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُنَلِّي

أَنْتُمْ بَلْ لَمْ يَنْكِحُوهُنْ، وَالَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يُنَلِّي

کی ”اور آپ سے عورتوں کے بارے میں یہ لوگ سوال کرتے ہیں۔ آگے فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو۔ یہ جو اس آیت میں ہے اور جو قرآن میں تم پڑھا جاتا ہے اس سے مراد پہلی آیت ہے۔ یعنی ”اگر تم کو قبیلوں میں انصاف نہ ہو سکنے کا ذرہ ہو تو دوسرا عورتیں جو بھلی لگیں ان سے نکاح کرلو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ جو اللہ نے دوسرا آیت میں فرمایا اور تم ان سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس سے یہ غرض ہے کہ جو بیتتم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال اور جمال کم رکھتی ہو اس سے تو تم نفرت کرتے ہو، اس لئے جس بیتتم لڑکی کے مال اور جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں جب انصاف کے ساتھ ان کا پورا پور رہا کرو۔

عَنِّيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ فِيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَلَا كِحْوَةٌ مَا طَابَ لِكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ : وَقَوْلُ اللَّهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى: ﴿وَتَرْغِبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ يَعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَخْدِكُمْ لِيَتَسْمَّيْهُ الَّتِي تَكُونُ فِي حَتْجَرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةُ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَنَهَا أَنْ يَنْكِحُوهُ مَا رَغْبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْنَطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ).

[اطرافہ فی : ۲۷۶۳، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۵۰۹۸، ۵۰۶۴، ۵۱۴۰، ۵۱۳۱، ۶۹۶۵.]

### ۸- بَابُ الشَّرْكَةِ فِي الْأَرْضِينَ وَغَيْرِهَا

۲۴۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسِمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرُفَتِ الْطَّرْقُ فَلَا شُفْعَةً)). [راجع: ۲۲۱۳]

(۲۳۹۵) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے هشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معرنے خبر دی، انسیں زہری نے، انسیں ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ایسے اموال (زمین جاسید اور غیرہ) میں دیا تھا جن کی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب اس کی حد بندی ہو جائے اور راستے بھی بدلتے جائیں تو پھر شفعہ کا کوئی حق باقی نہیں رہے گا۔

قطلانی نے کہا، اس سے یہ نکلتا ہے کہ شفعہ غیر منقولہ جائداد میں ہے کہ منقولہ میں۔ اس کی بحث پلے بھی گزر چکی ہے۔  
۹- بَابُ إِذَا اقْسَمَ الشَّرْكَاءُ الدُّوْرَ أَوْ غَيْرَهَا  
فَلَنِسَ لَهُمْ رُجُوعٌ وَلَا شُفْعَةٌ

ترجمہ باب اس طرح نکلتا ہے کہ جب شفعتہ کا حق تقیم کے بعد نہ رہا تو معلوم ہوا کہ تقیم بھی پھر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر تقیم باطل ہو جائے تو جائداد پھر مشترک ہو جائے گی اور شرکاء کو شفعتہ کا حق پیدا ہو گا۔

(۲۳۹۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کماہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کماہم سے معمرنے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کماکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہراس جائداد میں شفعتہ کا حق دیا تھا جس کی شرکاء میں ابھی تقیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن اگر حد بندی ہو جائے اور راستے الگ ہو جائیں تو پھر شفعتہ کا حق باقی نہیں رہتا۔

باب سونے چاندی اور ان تمام چیزوں میں شرکت جن میں بیع صرف ہوتی ہے

بیع صرف کا بیان اور گزر چکا ہے یعنی سونے چاندی اور نقد کی بیع بوض سونے چاندی اور نقد کے۔

(۲۳۹۷) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عثمان نے جو اسود کے بیٹھے ہیں، کماکہ مجھے سلیمان بن ابی مسلم نے خبر دی، انہوں نے کماکہ میں نے ابو المنساں سے بیع صرف نقد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کماکہ میں نے اور میرے ایک شریک نے کوئی چیز (سونے اور چاندی کی) خریدی نقد پر بھی اور ادھار پر بھی۔ پھر ہمارے یہاں برابع بن عازب بن شیخ آئے تو ہم نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کماکہ میں نے اور میرے شریک زید بن ارقام بن شیخ نے بھی یہ بیع کی تھی اور ہم نے اس کے متعلق رسول کریم ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جو نقد ہو وہ لے لو اور جو ادھار ہو اسے چھوڑو۔

## باب مسلمان کا مشرکین اور ذمیوں کے ساتھ مل کر کھیت کرنا

**تشییع** باب کی حدیث سے ذی کی شرکت کا جواز کھیت میں نکلتا ہے اور جب کھیت میں شرکت جائز ہوئی تو اور چیزوں میں بھی جائز ہو گی۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ واحتج الجمہور بمعملة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہود خبیر واذا جاز فی المزارعہ جاز

۲۴۹۶ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَهْرِيِّ عَنْ الْوَاجِدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الْوَهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((فَصَنِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يَقْسُمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُلُوذُ وَصَرَقَتِ الطُّرْقُ فَلَا شُفْعَةَ)). [راجح: ۲۲۱۳]

## ۱۰ - بَابُ الْإِشْتِرَاكِ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَا يَكُونُ فِيهِ الصَّرْفُ

بیع صرف کا بیان اور گزر چکا ہے یعنی سونے چاندی اور نقد کی بیع بوض سونے چاندی اور نقد کے۔

۲۴۹۷ - ۲۴۹۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَلَىٰ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ - يَعْنِي أَبْنَ الْأَسْنَدِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي سَلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْمِنْهَافِ عَنِ الْصَّرْفِ يَدَا بَيْدِ فَقَالَ: اشْتَرَتْ أَنَا وَشَرِيكِ لِي شَيْئًا يَدَا بَيْدِ وَنَسِيَّةً، فَجَاءَنَا الْمَرْأَةُ بْنُ عَازِبٍ فَسَأَلَاهَا فَقَالَ: فَعَلْتُ أَنَا وَشَرِيكِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ وَسَأَلْنَا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَدَا بَيْدِ فَخُذُوهُ، وَمَا كَانَ نَسِيَّةً فَذَرُوهُ)).

[راجح: ۲۰۶۰، ۲۰۶۱]

## ۱۱ - بَابُ مُشَارَكَةِ الذَّمَمِ وَالْمُشَرِّكِينَ فِي الْمُزَارَعَةِ

فی غیرها و مشروعة اخذالجزية منهم مع ان فی اموالهم ما فيها لیعنی اس کے جواز پر جسور علماء منہ نبی کریم ﷺ کے یہود خبر سے معاملہ کرنے سے دلیل کچھی ہے اور ان سے جزیہ لینے کی مشروعت پر بھی حالانکہ ان کے اموال کا حال معلوم ہے کہ ان میں سود بیان وغیرہ ناجائز آمدی بھی ان کے یہاں ہوتی تھی۔ پھر بھی ان سے جزیہ میں ان کا مال حاصل کرنا جائز قرار دیا گیا۔

(۲۳۹۹) ہم سے موی بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہ بنت اماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عثیم نے کہ رسول اللہ ﷺ نے خبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دے دی تھی کہ وہ اس میں محنت کریں اور بوسیں جو تسلی۔ پیداوار کا آدھا حصہ انہیں ملا کرے گا۔

٤٩٩ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال: حدثنا جويرة بن أسماء عن نافع عن عبد الله رضي الله عنه قال: ((أعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم خير اليهود أن يعملاها ويجز غورها، ولهم شطر ما يخرج منها)).

[رجوع: ۲۲۸۵]

اسلام معاشرتی تمدنی امور میں مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسری غیر مسلم قوموں سے مل کر اپنے معاشری سائل حل کر سکتے ہیں نہ صرف حقیقی کیاری بلکہ جملہ دنیاوی امور سب اس اجازت میں شامل ہیں، اسی طرح مسلمانوں کو بست سے دینی دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوں گے۔

### باب بکریوں کا انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا

(۲۵۰۰) ہم سے قتيبة بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یاث نے بیان کیا، ان سے یزید بن الی جیب نے، ان سے ابو الحیرہ اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دی تھیں کہ قربانی کے لئے ان کو صحابہ میں تقسیم کر دیں۔ پھر ایک سال کا بکری کا پچھنچ گیا تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے عقبہ سے فرمایا تو اس کی قربانی کر لے۔

### باب انانج وغیرہ میں شرکت کا بیان

اور متقول ہے کہ ایک شخص نے کوئی چیز بخالی، دوسرے نے اس کو آنکھ سے اشارہ کیا، تب اس نے مول لے لیا، اس سے حضرت عمر بن عثیم نے یہ سمجھ لیا کہ وہ شریک ہے۔

(۲۵۰۲) ہم سے اصیف بن فرج نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خردی، کما مجھے سعید بن الی یوب نے خردی، انہیں زہرہ بن معبد نے، انہیں ان کے دادا عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے،

٤٢ - باب قسمة الغنم والعدل فيها

٤٥٠ - حدثنا قبيطة بن سعيد قال: حدثنا الليث عن يزيد بن أبي حبيب عن أبي الحمير عن عقبة بن عامر رضي الله عنه: ((أنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُمَا يَقْسِمُهُمَا عَلَى صَحَابَتِهِ صَحَابَاهُ، فَبَقِيَ عَنْهُ، فَذَكَرَهُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((ضَحَّ بِهِ أَنْتَ)). [رجوع: ۲۳۰]

١٣ - باب الشرك في الطعام وغيره

وينذر أن رجلاً ساوم شيئاً فعمزه آخر، فرأى عمر أن له شرکة.

٤٥٠١ - ٤٥٠٢ - حدثنا أصبغ بن

الفرج قال: أخبرني عبد الله بن وهب  
قال: أخبرني سعيد عن زهرة بن مقيد

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید رضی اللہ عنہا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کو لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس سے بیعت لے لجھئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ابھی بچہ ہے۔ پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی اور زہرہ بن معبد سے روایت ہے کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ انہیں اپنے ساتھ بازار لے جاتے۔ وہاں وہ غلہ خریدتے۔ پھر عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم ان سے ملتے تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس اتاج میں شریک کرنو۔ کیونکہ آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ہشام انہیں بھی شریک کر لیتے اور کبھی پورا ایک اونٹ (معد غلہ) نفع میں پیدا کر لیتے اور اس کو گھر بھیج دیتے۔

عن جدہ عنده بن ہشام - وَكَانَ قَدْ أَذْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ، وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حَمِيدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعَةً، فَقَالَ: هُوَ صَغِيرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَاهُ - وَعَنْ زَهْرَةِ بْنِ مَعْبُدٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدَهُ عَنْدَهُ عَنْهُ ہشام إِلَى السُّوقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ، فَلَقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَيَقُولُانَّ لَهُ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَ لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيَشْتَرِكُهُمْ فَرَبِّنَا أَصَابَ الْمُاجِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَقُولُ بِهَا إِلَى الْمُنْزَلِ). [طرفہ فی : ۷۲۰۱].

[طرفہ فی : ۶۳۵۳].

لشیخ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کبھی ایک اونٹ کے لاونے کے موافق اتاج پیدا کرتے۔ ترجیح باب اس سے نکلتا ہے کہ ہم کو بھی اس اتاج میں شریک کرلو۔ طعام سے کھانے کے غلہ جات گندم، چاول، وغیرہ مراد ہیں۔ شرکت میں ان کا کاروبار کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث ہذا میں عبداللہ بن ہشام ایک صحابی کا ذکر ہے جن کے لئے آخرت میں نبی پیغمبر نے بھپن میں دعا فرمائی تھیں اور آپ کی دعاویں کی برکت سے اللہ نے ان کو بست کچھ نوازا تھا۔ ان کے دادا جب غلہ وغیرہ خریدنے بازار جاتے تو ان کو ساتھ لے لیتے تھے حضور کی دعاویں کی برکت شامل حال رہے۔ بعض وفہ راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر میں جاتے تو وہ بھی درخواست کرتے کہ ہم کو بھی اس تجارت میں شریک کر لیجئے تاکہ دعائے نبوی کی برکتوں سے ہم بھی فائدہ حاصل کریں۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ یہ سب بست کچھ نفع کا کردار اپنی لوئٹے۔

اس حدیث پر حافظ صاحب فرماتے ہیں: وَفِي الْحَدِيثِ مَسْحِ رَأْسِ الصَّفِيرِ وَتَرْكِ مَبَايِعَةِ مِنْ لَمْ يَلْعَلُ وَ الدُّخُولُ فِي السُّوقِ لِطَلبِ الْمَعَاشِ وَطَلْبِ الْبَرَكَةِ حِيثُ كَانَتِ الْوَالِدَ عَلَى مِنْ ذَعْمِ الْأَنْسُعَةِ مِنَ الْحَلَالِ مَذْمُومَةً وَتَوْرِفُ دَوَاعِي الصَّحَابَةِ عَلَى احْضَارِ اولادِهِمْ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِالتَّمَاسِ بِرَبِّكَهُ وَعِلْمٌ مِنْ أَعْلَامِ نَبُوَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاجْبَاهِ دَعَائِهِ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ہشام رضی اللہ عنہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چھوٹے بچوں کے سر پر دست شفقت پھیرنا سنت نبوی ہے اور نبالغ بچے سے بیعت نہ لینا بھی ثابت ہوا اور طلب معاش کے لئے بازار جانے کی مشروعیت بھی ثابت ہوئی اور برکت طلب کرنا بھی ثابت ہوا وہ جماں سے بھی حاصل ہو اور ان لوگوں کی تردید بھی ہوئی جو رزق حلال کی کوشش کو مذموم جانتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بیشتر صحابہ کرام برکت حاصل کرنے کے لئے اپنی اولاد کو آخرت میں خدمت القدس میں لایا کرتے تھے تاکہ آپ کی دعائیں ان بچوں کے شامل حال ہوں۔ اور حضرت عبداللہ بن ہشام کے حق میں دعائے نبوی کی جو برکات حاصل ہوئیں یہ سب آخرت میں خدا کی صداقت کی نشانیوں میں سے اہم نشانیاں ہیں۔ ایسا ہی واقعہ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کا ہے جو بازار میں جاتے اور کبھی تو چالیس چالیس ہزار کا نفع کما کر بازار سے واپس لوئٹے۔ جو سب

کچھ نبی کرم ﷺ کی دعاؤں کی برکت تھی۔ آپ نے ایک دفعہ ان کو ایک دنار دے کر قربانی کا جانور خریدنے بھیجا تھا اور یہ اس ایک دنار کی دو قربانیاں خرید کر لائے اور راستے ہی میں ان میں سے ایک کو فروخت کر کے دنار و اپنے حاصل کر لیا۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں قربانی کا جانور پیش کیا اور نفع میں حاصل ہونے والا دنار بھی اور ساتھ میں تفصیلی واقعہ سنایا۔ یہ سب کر آنحضرت ﷺ نے مدح خوش ہوئے اور ان کے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی۔

علامہ قطلانی فرماتے ہیں: ومطابقة الحديث للترجمة في قوله اشركتنا لكونهما طلبا منه الاشتراك في الطعام الذى اشتراه فاجابهما الى ذلك وهم من الصحابة ولم ينقل عن غيرهم ما يخالف ذلك فيكون حجة والجمهور على صحة الشركة في كل ما يتعلّك (قطلانی): یعنی حدیث کی باب میں مطابقت لفظ اشور کا سے ہے۔ ان ہردو بزرگ صحابیوں نے ان سے اس خرید کردہ غلہ میں شرکت کا سوال کیا اور انہوں نے ہردو کی اس ذرخواست کو قبول کیا۔ وہ سب اصحاب نبوی تھے اور کسی سے بھی اس کی مخالفت ممکن نہیں ہوئی۔ پس یہ جنت ہے اور جسور ہر اس چیز میں شرکت کے جواز کے قائل ہیں جو چیز ملکیت میں آئکی ہے۔

#### باب غلام لونڈی میں شرکت کا بیان

(۲۵۰۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہ بن اسماءؓ کے بیان کیا، ان سے ثانی نے اور ان سے عبداللہ بن عمرؓ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی سانچے کے غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر غلام کی انصاف کے موافق۔ قیمت کے برابر اس کے پاس مال ہو تو وہ سارا غلام آزاد کر دے۔ اس طرح دوسرے سامعیوں کو ان کے حصے کی قیمت ادا کر دی جائے اور اس آزاد کئے ہوئے غلام کا پیچھا چھوڑ دیا جائے۔

#### ٤ - بَابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّفِيقِ

٢٥٠٣ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَغْنَى شَرِيكًا لَهُ فِي مَمْلُوكٍ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يَعْقِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَلَذْ تَمَيِّهٖ يَقَامُ قِيمَةُ عَدْلٍ وَيَعْطَى شَرِيكَاهُ حِصْتُهُمْ وَيَخْلُّ سَبِيلُ الْمُغْفِقِ)).

[راجح: ۲۴۹۱]

(۲۵۰۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے قادة نے، ان سے نفر بن انس نے، ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عباد نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی (سانچے کے) غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اگر اس کے پاس مال ہے تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا۔ ورنہ بلقی حصوں کو آزاد کرانے کے لئے اس سے محنت مزدوری کرائی جائے۔ لیکن اس سلسلے میں اس پر کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

باب قربانی کے جانوروں اور اونٹوں میں شرکت اور اگر کوئی مکہ کو قربانی بھیج چکے پھر اس میں کسی کو شریک کر لے

٢٥٠٤ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَفَادَةَ عَنْ النَّضْرِ بْنِ أَنَّسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهَيْكٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَغْنَى شَفِقَاتَهُ فِي عَنْدِ أَغْنِقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا يَسْتَسْعِي غَيْرُ مَشْتَفُوقٍ عَلَيْهِ)). [راجح: ۲۴۹۲]

١٥ - بَابُ الْاِشْتِرَاكِ فِي الْهَدْنِيِّ وَالْبَدْنِيِّ إِذَا أَشْرَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي

### توجہ از ہے

(۲۵۰۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہیں عبد الملک بن جرج نے خبر دی، انہیں عطاہ نے اور انہیں جابر بن عبد اللہ نے اور (ابن جرج اسی حدیث کی دوسری روایت) طاؤس سے کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ تھا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر چوتھی ذی الحجه کی صبح کو حج کا تلبیہ کرتے ہوئے جس کے ساتھ کوئی اور چیز (عمرہ) نہ ملاتے ہوئے (کہ میں) داخل ہوئے۔ جب ہم کہ پہنچ تو آپ کے حکم سے ہم نے اپنے حج کو عمرہ کر دیا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ (عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حج کے احرام تک) ہماری بیویاں ہمارے لئے حلال رہیں گی۔ اس پر لوگوں میں چرچا ہونے لگا۔ عطاہ نے بیان کیا کہ جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ کچھ لوگ کہنے لگے کیا ہم میں سے کوئی منی اس طرح جائے کہ منی اس کے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ جابر نے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے زیادہ نیک اور اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ اگر مجھے وہ بات پہلے ہی معلوم ہوئی جو اب معلوم ہوئی ہے تو میں قربانی کے جانور اپنے ساتھ نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ اس پر سراقد بن مالک بن جعفر کھڑے ہوئے اور کہا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ حکم (حج کے ایام میں عمرہ) خاص ہمارے ہی لئے ہے یا یہ شیخیت کے لئے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ شیخیت کے لئے ہے۔ جابر نے کہا کہ علی بن ابی طالب بن عثمان (یمن سے) آئے۔ اب عطاہ اور طاؤس میں سے ایک تو یوں کہتا ہے حضرت علی بن عثمان نے احرام کے وقت یوں کہا تھا۔ لیکن بما اہل یہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرا یوں کہتا ہے کہ انہوں نے لیک بحجة رسول اللہ ﷺ کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے احرام پر تاکم رہیں (جیسا بھی انہوں نے باندھا

### ہدیہ بعْدَ مَا أَهْدَى

۲۵۰۶ - حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ زَيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْ الْمُكَلِّفِ بْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ عَنْ جَابِرٍ. وَعَنْ طَاؤِسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((قَدِيمُ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ صَبَّحَ رَابِعَةً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ مُهَلِّيْنَ بِالْحَجَّ لَا يَخْلُطُهُمْ شَيْءٌ). فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمْرَنَا فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً، وَأَنْ نَحْلِ إِلَى نِسَائِنَا. فَفَسَّرَتْ فِي ذَلِكَ الْقَالَةَ. قَالَ عَطَاءُ: فَقَالَ جَابِرٌ فَيَوْمُ أَخْدَنَا إِلَى مِنْيَ وَذَكْرَهُ يَقْطُرُ مِنْهَا - فَقَالَ جَابِرٌ بِكَفْهِهِ - فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَامَ خَطِيبًا فَقَالَ: ((يَلْغَى أَنْ أَفْوَاماً يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا، وَاللَّهُ لَا تَأْنِ أَبْرَ وَأَنْقَى اللَّهُ مِنْهُمْ، وَلَوْ أَنِّي اسْتَفَتْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدَبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ، وَلَوْ لَا أَنْ مَعِي الْهَذِيْنِ لَا حَلَّتْ)). فَقَامَ سُرَاقةُ بْنُ مَالِكٍ بْنِ جَعْفَرٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَيْ لَنَا أَوْ لِلْأَكْبَدِ؟ فَقَالَ: ((لَا، بَلْ لِلْأَكْبَدِ)). قَالَ: وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ أَخْدَهُمَا يَقُولُ: لَيْكَ بِمَا أَهْلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ الْآخَرُ: لَيْكَ بِسَبْحَجَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَذِيْنِ)).

[راجع: ۱۰۸۵، ۱۵۰۷]

ہے) اور انہیں اپنی قربانی میں شریک کر لیا۔

ای سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ سنہ میں ابن جریرؑ کا اس حدیث کو عطاء اور طاؤس دونوں سے منتاب کور ہے۔ ملاحظے نے کہا میرے نزدیک تو طاؤس سے روایت متفق ہے کیونکہ ابن جریرؑ نے مجدد اور عکرمہ سے نہیں سنائی اور طاؤس انہی کے ہم صدیفین، البتہ عطاء سے سنائے ہے کیونکہ عطاء ان لوگوں کے دس برس بعد ہوئے تھے۔ ترجمہ باب اس سے لکھا ہے کہ رسول کرم ﷺ نے مسند سے قربانی کے لئے ۱۲۳ اونٹ لئے اور حضرت علیؓ نے اونٹ لائے۔ جملہ سو اونٹ ہوئے اور حضرت علیؓ نے آپ کو ان اونٹوں میں شریک کر لیا۔

### باب تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر سمجھنا

(۲۵۰۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہ ہم کو ذبح نے خردوی، انہیں سفیان ثوریؓ نے، انہیں ان کے والد سعید بن مسروق نے، انہیں عبایہ بن رفاص نے اور ان سے ان کے دادا رافی بن خدیجؓ بنتوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم ﷺ کے ساتھ تمام کے مقام ذوالحیفہ میں تھے۔ (غیمت میں) ہمیں بکریاں اور اونٹ ملے تھے۔ بعض لوگوں نے جلدی کی اور (جانور ذبح کر کے) گوشت کو ہانڈیوں میں چڑھا دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو تشریف لائے۔ آپ کے حکم سے گوشت کی ہانڈیوں کو اولٹ دیا گیا۔ پھر (آپ نے تقسیم میں) دس بکریوں کا ایک اونٹ کے برابر حصہ رکھا۔ ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ قوم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی۔ ایک شخص نے اونٹ کو تیمار کر رکھ لیا۔ رسول کرم ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح وحشت ہوتی ہے۔ اس لئے جب تم ان کو نہ کھو سکو تو تم ان کے ساتھ ایسا کیا کرو۔ عبایہ نے بیان کیا کہ میرے دادا نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ ہمیں امید ہے یا خطرو ہے کہ کہیں کل دھمن سے مذہبیز نہ ہو جائے اور چھری ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ کیا عماردار لکڑی سے ہم ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، لیکن ذبح کرنے میں جلدی کرو۔ جو چیز خون بھادے (ای سے کاث ڈالو) اگر اس پر اللہ کا نام لایا جائے تو اس کو کھاؤ اور ناخن اور دانت سے ذبح نہ کرو۔ اس کی وجہ میں بتلوں۔ ستو دانت تو پڑی ہے اور ناخن جھشیوں کی چھریاں

### ۱۶ - بَابُ مَنْ عَذَلَ عَشَرَةً مِنَ الْفَقِيمِ بِعَذَّرٍ فِي الْفَقْسِمِ

(۲۵۰۷) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكَبِيعَ عَنْ سُفيَّانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَّاَةَ بْنِ رَفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تَهَامَةَ فَأَصْبَنَاهُ عَنْهَا وَإِلَّا، فَعَجَلَ الْقَوْمُ فَأَغْلَوْا بَهَا الْقُدُورَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَمَرَ بِهَا فَأَكْفَفَتْ، ثُمَّ عَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْفَقِيمِ بِعَذَّرٍ، ثُمَّ إِذْ بَعِيزًا نَدَ وَتَيْسَ فِي الْقَوْمِ إِلَّا خَيْلَ يَسِيرَةً فَرَمَاهُ رَجُلٌ فَجَسَّهُ بِسَهْمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ لَهُدَى الْبَهَائِمَ أَوْ أَبَدَ كَأَوْأَبَدَ الْوَحْشَ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَأَصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: قَالَ جَدِّي: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَرْجُو - وَنَخَافُ - أَنْ نَلْقَى الْعَذَّوْ عَذَّا، وَتَيْسَ مَعَنَى مَدَى، أَفَنَذِيْجُ بِالْقَصْبِ؟ فَقَالَ: ((أَعْجَلَ، أَوْ أَرِبَيْ، مَا أَنْهَرَ الدَّمْ وَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكَلُّوا، لَيْسَ السُّنْنَ وَالظُّفَرُ، وَسَاحَدُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَا السُّنْنُ فَعَظِيمٌ، وَأَمَا الظُّفَرُ فَمَدَى الْحَبَشَةِ)).

ہیں۔

[راجح: ۲۴۸۸]

راوی کو شہبہ ہے کہ آپ نے لفظ اعجل فرمایا، یا لفظ ادن فرمایا۔ خطابی نے کماکہ لفظ ادن اصل میں ادن تھا جو ادن یادن سے ہے اور جس کے معنی بھی اعجل یعنی جلدی کرنے کے ہیں۔

## ۳۸۔ کتاب الرہن

# کتاب رہن کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رہن کے معنی ثبوت یا رکنا اور اصطلاح شرع میں رہن کہتے ہیں قرض کے بدل کوئی چیز رکھوا دینے کو مضبوطی کے لئے کہ اگر قرض ادا نہ ہو تو مرتضیٰ اس چیز سے اپنا قرض وصول کر لے۔ جو شخص رہن کی چیز کا مالک ہو اس کو رہن اور جس کے پاس رکھا جائے اس کو مرتضیٰ اس چیز کو مرہون کہتے ہیں۔

رہن کے لغوی معنی گروی رکنا، رد کر رکنا، اقامت کرنا، بیشہ رہنا۔ مصدر رہان کے معنی گروی کرنا۔ قرآن مجید کی آیت (۶۷) نہیں ہے مکہت زہفۃ (المدثر: ۳۸) میں گروی مراد ہے۔ یعنی ہر نفس اپنے اعمال کے بدالے میں اپنے آپ کو گروی کر چکا ہے۔ حدیث نبوی کل غلام رہینہ بعقیقتہ میں بھی گروی مراد ہے۔ یعنی ہرچچہ اپنے حقیقت کے ہاتھ میں گروی ہے۔ بعض نے کماکہ مراد اس سے یہ ہے کہ جس بنیے کا عقیقہ نہ ہوا اور وہ مرگیا تو وہ اپنے والدین کی سفارش نہیں کرے گا۔ بعض نے حقیقتہ ہونے تک بنے کا بالوں کی گندگی وغیرہ میں جلا رہنا مراد لیا ہے۔

مجدد مطلق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے مطابق رہن کے جواز کے لئے آیت قرآنی سے استشهاد فرمایا۔ پھر سفر کی خصوصیت کا شہبہ پیدا ہو رہا تھا کہ رہن صرف سفر سے متعلق ہے، اس لئے لفظ "حضر" کا بھی اضافہ فرمائا کہ اس شہبہ کو رد کیا اور حضر میں رہن کا ثبوت حدیث نبوی سے پیش فرمایا جو کہ آگے مذکور ہے۔ جس میں یہودی کے ہاں آپ نے اپنی زرہ مبارک گروی رکھی۔ اس کا نام ابو ثم تم تھا اور یہ بونوٹھر سے تعلق رکھتا تھا جو قبیلہ خزر کی ایک شاخ کا نام ہے۔

۱۔ بَابُ فِي الرَّهْنِ فِي الْحَاضِرِ،

أَوْرَ اللَّهُمَّ أَكْثِرْ نَسْرَمْ لَكَ

اَفْرَمْ لَكَ

﴿ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ مَسْرَرٍ وَلَمْ تَعْدُوا كَائِنًا ﴾

فُرْقَاهُانَ مَقْبُوضَةٌ هُوَ [البقرة: ٢٨٣]

### مُطْلُقُهَا تَحْكُمُ گُروی رکھلو

یہ باب لاکر حضرت امام بخاریؓ نے یہ بتلایا کہ قرآن شریف میں جو یہ قید ہے «(وَإِنْ كَثُرْتُمْ عَلَى سَفَرٍ)» (البقرة: ٢٨٣) یہ قید اتفاقی ہے اس لئے کہ اکثر سفر میں گروی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت میں گروی رکھنا درست نہیں۔

۲۵۰۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَاتَادَةُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : وَلَقَدْ رَهَنَ رَسُولُ اللَّهِ بِرِزْغِهِ بِشَعْبَرٍ، وَمَشَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ بِشَعْبَرٍ شَعْبَرٍ وَإِهَالَةٍ سَيَّحَةً. وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ : ((مَا أَصْبَحَ لَآلِ مُحَمَّدٍ إِلَّا صَاعٌ وَلَا أَمْسٌ، وَإِنَّهُمْ لَيَسْتُونَ آيَاتٍ)). [راجع: ۲۰۶۹]

**شَعْبَرٌ** یہ آپؐ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا، دوسرے مومنین کو تسلی دینے کے لئے نہ کہ بطور شکوہ اور شکایت کے۔ اہل اللہ تو فقرار اور ناقہ پر ایسی خوشی کرتے ہیں جو غنا اور تو نگری پر تمیس کرتے۔ وہ کہتے ہیں فقرار اور فاقہ اور کہ اور بیماری خالص محبوب یعنی خداوند کیم کی مراد ہے اور غنا اور تو نگری میں بندے کی مراد بھی شریک ہوتی ہے۔

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ سے مقول ہے۔ جب وہ اپنے گھر میں جاتے اور والدہ سے پوچھتے کچھ کھانے کو ہے؟ وہ کہتی "بِيَا نَظَامُ الدِّينِ مَا أَمْرُوا زَمَانَ خَدَا يَكِيمْ" تو بے حد خوشی کرتے اور جس دن وہ کہتی کہ "ہاں! کھانا حاضر ہے" تو کچھ خوشی نہ ہوتی۔ (وحیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں: وفي الحديث جواز معاملة الكفار فيما لم يتحقق تحريم عين المتعامل فيه وعدم الاعتبار بفساد معتقدهم ومعاملاتهم فيما بينهم واستبطنه جواز معاملة من أكثر ماله حرام وفيه جواز بيع السلاح ورهنه واجارته وغير ذلك من الكافر مالم يكن حربا وفيه ثبوت املاك اهل الذمة في ايديهم وجواز الشراء بالشمن الموجل واتخاذ الدروع والعدد وغيرها من آلات الحرب وانه غير قادر في التوكل وان قينة آلة الحرب لا تدل على تحبيسها قاله ابن المنير وان اكثر قوت ذلك العصر الشعير قاله الداودي وان القول قول المرتنهن في قيمة المرهون مع بعنه حكايه ابن التين وفيه ما كان عليه النبي صلي الله عليه وسلم من التواضع والزهد في الدنيا والتقليل منها مع قدرته عليها والكرم الذي افضى به الى عدم الادخار حتى احتاج الى رهن درعه والصبر على ضيق العيش والقناعة باليسير وفضيلة لازواجه لصبرهن معه على ذلك وفيه غير ذلك مما مضى وياتي.

قال العلماء الحكمة في عدو له صلى الله عليه وسلم عن معاملة ميسير الصحابة إلى معاملة اليهود إما ببيان الجواز أو لا يهمه يكن عندهم أذاك طعام فاضل عن حاجة غيرهم او خشى انهم لا ياخذون منه ثمنا او عوضا فلم يرد التضييق عليهم فإنه لا يبعد ان يكون فيهم أذاك من يقدر على ذلك وأكثر منه فلعله لم يطلعهم على ذلك وإنما اطلع عليه من لم يكن موسرا به من نقل ذلك وانه عنه (فتح الباري)

یعنی اس حدیث سے کفار کے ساتھ ایسی چیزوں میں جن کی حرمت متفق نہ ہو، معاملہ کرنے کا جواز ثابت ہوا اس بارے تیر

ان کے معتقدات اور پاہی معلمات کے بگاڑ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس سے ان کے ساتھ بھی محلہ کا جواز ثابت ہوا جن کے مال کا اکثر حصہ حرام سے تعلق رکتا ہے اور اس سے کافر کے ہاتھ ہتھیاروں کا رہن رکھنا بچنا بھی ثابت ہوا جب تک وہ حربی نہ ہو اور اس سے ذمیوں کے الاک کا بھی ثبوت ہوا جو ان کے قابو میں ہوں اور اس سے ادھار قیمت پر خرید کرنا بھی ثابت ہوا اور وہ غیرہ آلات حرب کا تیار کرنا بھی ثابت ہوا، اور یہ کہ اس قسم کی تیاریاں توکل کے مناسنی نہیں ہیں اور یہ کہ آلات حرب کا ذخیرہ تجویز کرنا ۱۷۱ کے روکے پر دلالت نہیں کرتا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس زمانہ میں زیادہ تر کملنے میں جو کاررواج تھا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ شے مر ہون کے بارے میں تم کے ساتھ مر تن کا قول ہی معتبر مانا جائے گا اور اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کا زہد و توکل بھی بدرجہ اتم ثابت ہوا۔ حالانکہ آپ کو ہر قسم کی آسانیاں بھم تھیں۔ ان کے باوجود آپ نے دنیا میں یہ شک کی ہی کہ محظوظ رکھا اور آپ کا کرم و سخا اور عدم ذخیرہ اندوزی بھی ثابت ہوا۔ جس کے نتیجے میں آپ کو مجبوراً اپنی زرہ کو رہن رکھنا ضروری ہوا اور آپ کا صبر بھی ثابت ہوا جو آپ تنگی معاش میں فرمایا کرتے تھے اور کم سے کم پر آپ کا تفاصیل کرنا بھی ثابت ہوا اور آپ کی یہ یوں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی جو وہ آپ کے ساتھ کرتی تھیں اور اس بارے میں کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے بجائے یہودیوں سے ادھار کا معاملہ کیوں فرمایا؟ علماء نے ایک حکمت بیان کی ہے کہ آپ نے یہ معاملہ جواز کے اظہار کے لئے فرمایا، یا اس لئے کہ ان دونوں صحابہ کرام کے پاس فاضل غلہ نہ تھا۔ لہذا مجبوراً یہود سے آپ کو معاملہ کرنا پڑا۔ یا اس لئے بھی کہ آپ جانتے تھے کہ صحابہ کرام بجائے ادھار معاملہ کرنے کے بلا قیمت ہی وہ غلہ آپ کے گمراہیج دیں گے اور خواہ خواہ ان کو سمجھ ہونا پڑے گا، اس لئے خاموشی سے آپ نے یہود سے ہی کام چلا لیا۔

### باب زرہ کو گروئی رکھنا

(۲۵۰۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امش نے بیان کیا کہ ہم نے ابراہیم نجعی و علیہ کے یہاں قرض میں رہن اور ضامن کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سے اسود نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا ایک مقررہ مدت کے قرض پر اور اپنی زرہ اس کے ہاں گروئی رکھی تھی۔

### باب ہتھیار گروئی رکھنا

(۲۵۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عبینہ سے سنا۔ وہ کہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف (یہودی اسلام کا پاکاد شدن) کا کام کون تمام کرتا ہے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہت تکلیف دے رکھی ہے۔

### ۴- بَابُ مَنْ رَهَنَ دِرْعَةً

۲۵۰۹- حدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَغْمَشُ قَالَ: (لَدَّا كَرَنَا عَنْدَ إِبْرَاهِيمَ الرَّهْنَ وَالْقَيْلَنَ فِي السَّقْفِ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى مِنْ يَهُودِيٍّ طَفَانًا إِلَى أَجْلٍ وَرَهَنَهُ درْعَةً)). [راجح: ۲۰۶۸]

### ۳- بَابُ رَهْنِ السَّلَاحِ

۲۵۱۰- حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ عَمْرُو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ لَكَبَّرَ بْنَ الْأَشْرَفِ؟ فَإِنَّهُ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ)).

محمد بن مسلمہ بن شیر نے کماکہ میں (یہ خدمت انعام دوں گا) چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور کماکہ ایک یادو سق غله قرض لینے کے ارادے سے آیا ہوں۔ کعب نے کماکہ تھمیں اپنی بیویوں کو میرے بیان گروی رکھنا ہو گا۔ محمد بن مسلمہ اور اسکے ساتھیوں نے کماکہ ہم اپنی بیویوں کو تمہارے پاس کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں جب کہ تم سارے عرب میں خوبصورت ہو۔ اس نے کماکہ کہ پھر اپنی اولاد گروی رکھ دو۔ انہوں نے کماکہ ہم اپنی اولاد کس طرح رہن رکھ سکتے ہیں اسی پر انہیں گلی دی جایا کرے گی کہ ایک دوسرا سق غله کے لئے رہن رکھ دیئے گئے تھے تو ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہو گی۔ البتہ ہم اپنے ہتھیار تمہارے بیان رہن رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے کماکہ مراد لفظ "لامہ" سے ہتھیار ہیں۔ پھر محمد بن مسلمہ بن شیر اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کر کے (چلے آئے اور رات میں اسکے بیان پہنچ کر) اسے قتل کر دیا۔ پھر بُنیٰ کرم لشیطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی۔

**تَسْبِيح** کعب بن اشرف مدینہ کا سرمایہ دار یہودی تھا۔ اسلام آنے سے اس کو اپنے سرمایہ دارانہ وقار کے لئے ایک بڑا چکٹا محسوس ہوا اور یہ شب و روز اسلام کی پیغام کی کے لئے تدابیر سوچتا رہتا تھا۔ بدر میں جو کافر مارے گئے تھے ان کا نوند کر کے کفار کم کو نبی کشم لشیطان سے لانے کے لئے ایجاد کرتا رہتا اور آپ کی شان میں ججو اور تتفیص کے اشعار گھر تھا۔ اس ناپاک مشن پر وہ ایک دفعہ جنگ بدر کے بعد مکہ بھی گیا تھا۔ آخر آنحضرت لشیطان نے اس کی ناشائستہ حرکات سے نجک آکر اس کا مسلکہ جمع صحابہ میں رکھا۔ جس پر حضرت محمد بن مسلمہ نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ انہوں نے آپ سے اجازت لی کہ میں اس کے پاس جا کر آپ کے باب میں جو کچھ مناسب ہو گا، اس کے سامنے کوں گا۔ اس کی اجازت دیتے۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی تو حضرت محمد بن مسلمہ "اس کے پاس پہنچو اور یہ باتیں ہونیں جو کہ بیان مذکور ہیں۔ آخر اس یہودی نے ہتھیاروں کے رہن کو منظور کیا۔ پھر محمد بن مسلمہ کعب کے رضائی بھائی ابو نائلہ کو ساتھ لیکر رات کو اس کے پاس گئے۔ اس نے قلعہ کے اندر بلالیا اور جب ان کے پاس جانے لگا تو اس کی عورت نے منع کیا، وہ بولا کوئی غیر نہیں ہے۔ محمد بن مسلمہ ہے اور میرا بھائی ابو نائلہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ ہے۔ اور بھی دو یا تین شخص تھے۔ ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس، عباد بن بشیر۔

محمد بن مسلمہ نے کماکہ میں کعب کے بال سو گھنٹے کے بہانے اس کا سر تھاموں گا۔ تم اس وقت جب دیکھو کہ میں سر کو مضبوط تھا میں ہوا ہوں، اس کا سر تکوار سے قلم کر دیتا۔ پھر محمد بن مسلمہ نے جب کعب آیا، یہی کماکہ اے کعب! میں نے تمہارے سرمیسی خوشبو تمام عمر میں نہیں سوتھی۔ وہ کہنے لگا کہ میرے پاس ایک عورت ہے جو عرب کی ساری عورتوں سے زیادہ معطر اور خوشبودار رہتی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے اس کا سر سو گھنٹے کی اجازت مانگی اور کعب کے سر کو مضبوط تھام کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے تکوار سے سراڑا دیا اور لوٹ کر دوبار رسالت میں یہ بشارت پیش کی۔ آپ بست خوش ہوئے اور ان مجاذین اسلام کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلَمَةَ: أَنَا. فَأَنَّاهُ فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسَقَا أَوْ وَسَقِينَ. فَقَالَ: إِنَّهُنْ نِسَاءُكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهِنُ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَخْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَإِنَّهُنْ نِسَاءُكُمْ أَبْنَاءُكُمْ. قَالُوا: كَيْفَ نَرْهِنُ أَبْنَاءَنَا فَيُسْبِبُ أَخْدُفُمْ فِيَقَالُ: رَهْنٌ بِوَسْقِي أَوْ وَسَقِينِ؟ هَذَا عَازٌ عَلَيْنَا، وَلَكُنَا نَرْهِنُ الْأُمَّةَ - قَالَ سَفِيَّا: يَعْنِي السَّلَاحَ - فَوَعْدَهُ أَنْ يَأْتِيهِ، فَقُتِلُوهُ، ثُمَّ أَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ، فَأَخْبَرُوهُ).

[اطرافہ فی: ۳۰۳۱، ۲۰۳۲، ۴۰۳۷۔]

حضرت محمد بن مسلمہ بن شریعت کی نسبت ابو عبد اللہ الصاری ہے اور یہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہیں۔ کعب بن اشرف کے قتل کی ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اس نے اپنا مہد توڑ دیا تھا۔ اس طور پر وہ ملک کاغذار بن گیا اور بار بار غداری کی حرکات کرتا رہا۔ لذا اس کی آخری سزا بھی تھی جو اسے دی گئی۔

حضرت محمد بن مسلمہ بن شریعت نے کعب کے ہاں تھیار رہن رکھنے کا ذکر فرمایا۔ اسی سے باب کامطلب ثابت ہوا۔

**باب گروی جانور پر سواری کرنا اس کا دودھ پینادرست ہے**

اور مفسیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابراہیم نجحی نے کہ گم ہونے والے جانور پر (اگر وہ کسی کو مل جائے تو) اس پر چارہ دینے کے بد لے سواری کی جائے (اگر وہ سواری کا جانور ہے) اور (چارے کے مقابلے) اس کا دودھ بھی دوہا جائے۔ (اگر وہ دودھ دینے کے قابل ہے) ایسے ہی گروی جانور پر بھی۔

(۲۵۱) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے عامر شجی نے اور ان سے ابو ہریرہ بن شریعت نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروی جانور پر اس کا خرچ نکالنے کے لئے سواری کی جائے، دودھ والا جانور گروی ہو تو اس کا دودھ پیا جائے۔

(۲۵۱۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں زکریا نے خبر دی، انہیں شجی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروی جانور پر اس کے خرچ کے بدل سواری کی جائے۔ اسی طرح دودھ والے جانور کا جب وہ گروی ہو تو خرچ کے بدل اس کا دودھ پیا جائے اور جو کوئی سواری کرے یا دودھ پیے وہی اس کا خرچ اٹھائے۔

٤- **باب الرهْنُ مَرْكُوبٌ وَمَخْلُوبٌ**  
وقال مُغِيْرَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ: تُرْكَبُ الْعَصَالَةُ  
بِقُدْرَةِ عَلْفِهَا، وَتُخْلَبُ بِقُدْرَةِ عَلْفِهَا.  
وَالرَّهْنُ مِثْلُهُ.

٢٥١١- حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ:  
(الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفْقَتِهِ، وَيُشَرَّبُ لِبَنَ الدَّرِّ  
إِذَا كَانَ مَرْهُونًا). [طرفة في : ۲۵۱۲].

٢٥١٢- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَابِيلَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ  
الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (الرَّهْنُ يُرْكَبُ  
بِنَفْقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَلِبَنَ الدَّرِّ يُشَرَّبُ  
بِنَفْقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا، وَعَلَى الَّذِي  
يُرْكَبُ وَيُشَرَّبُ النَّفْقَةُ).

[راجح: ۲۵۱۱]

**شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم** اور اصحاب حدیث کا ذہب یہی ہے کہ مرتن شے مرہونہ سے نفع اٹھا سکتا ہے۔ **لشیخ** جب اس کی درستی اور اصلاح اور خرگیری کرتا رہے۔ گو مالک نے اس کو اجازت نہ دی ہو اور جمیور فقیماء نے اس کے خلاف کہا ہے کہ مرتن کو شے مرہونے سے کوئی فائدہ اٹھانا درست نہیں۔ الحدیث کے ذہب پر مرتن کو مکان مرہونہ بعض اس کی حفاظت اور صفائی وغیرہ کے رہنا، اسی طریقہ غلام لوٹی سے بعوض ان کے تاثن اور پارچہ کے خدمت لینا درست ہو گا۔ جمیور فقیماء اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں کہ جس قرض سے کچھ فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے۔ الحدیث کہتے ہیں اول تو یہ حدیث ضعیف ہے 'اس

صحیح حدیث کے معارض کے لائق نہیں۔ دوسرے اس حدیث میں مراد وہ قرض ہے جو بلا گروی کے بطور قرض ہوتا ہے۔ طیاری نے اپنے ذمہ بکار کی تائید کے لئے اس حدیث میں یہ تاویل کی ہے کہ مراد یہ ہے کہ راہن اس پر سواری کرے اور اس کا دودھ پے اور وہی اس کا دانہ چارہ کرے۔

اور ہم کہتے ہیں کہ یہ تاویل ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ مربوونہ جانور مرتن کے قبضہ میں اور حرast میں رہتا ہے نہ کہ راہن کے۔ اس کے علاوہ حملہ بن سلمہ نے اپنی جامع میں حملہ بن ابی سلیمان سے جو حضرت امام ابو حنیفہؓ کے استاد ہیں، روایت کی، انہوں نے ابراہیم نجاشی سے، اس میں صاف یوں ہے کہ جب کوئی بکری رہن کرے تو مرتن بقدر اس کے دانے چارے کے اس کا دودھ پے۔ اگر دودھ اسکے دانے چارے کے خرچ کے بعد پر رہے تو اسکا لینا دارست نہیں وہ ریوا ہے۔ (از مولانا وحید الزماں مرحوم)

### ۵- بَابُ الرَّهْنِ عِنْدَ الْيَهُودِ وَغَيْرِهِمْ گروی رکھنا

(۲۵۱۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعشش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مدت غمرا کر ایک یہودی سے غله خریدا اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔

۶- حَدَّثَنَا قَتْبَيَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((اَشْتَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ يَهُودِي طَعَاماً وَرَهْنَهُ دِرْغَةً)). [۲۰۶۸] (راجع: ۲۰۶۸)

یہودی کا نام ابو الشحم تھا۔ آپ نے اس یہودی سے جو کے تیس صاع قرض لئے تھے اور جو زرہ گروی تھی اس کا نام ذات الفضل تھا۔ بعضوں نے کہا آپ نے وفات سے پہلے یہ زرہ چھڑا لی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی وفات تک وہ گروی رہی۔ (وحیدی)

### بَابُ رَاهِنٍ أَوْ مَرْتَنٍ مِّنْ أَكْرَكَسِي بَاتٍ مِّنْ اخْلَافِهِ جَاءَ يَا إِنَّ كَيْ طَرْحَ دُوْسَرَ لَوْكُوْنِ مِنْ تُوْكُوْهِيْ پِيشَ كَرْنَادِيْ كَيْ ذَمَهْ هَيْ وَرَنَهْ (مُنْكَر) مَدْعِيْ عَلَيْهِ سَقْطَمِيْ جَاءَ كَيْ

(۲۵۱۴) ہم سے خلاد بن سیحی نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی طیکہ نے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں (دو عورتوں کے مقدمہ میں) لکھا تو اس کے جواب میں انہوں نے تحریر فرمایا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا کہ (اگر مدعا گواہ نہ پیش کر سکے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے گی۔

### ۶- بَابُ إِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُونَ وَالْمُرْتَهِنُونَ وَتَخْوِيْهُ فَالْيَتِيْنَ عَلَى الْمَدْعِيِّ، وَالْيَتِيْنَ عَلَى الْمَدْعَى عَلَيْهِ

۶- حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عَمَرَ عَنْ أَبِيهِ مَلِيْكَةَ قَالَ: ((كَتَبَتْ إِلَى إِبْرَاهِيمَ عَبَّاسَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى أَنَّ الْيَتِيْنَ عَلَى الْمَدْعَى عَلَيْهِ)).

[طرفہ فی : ۲۶۶۸، ۴۵۵۲]

**لئے گی** یہ اختلاف خواہ اصل رہن میں ہو یا مقدار شے مرہونہ میں مثلاً مرتن کے تو نے زمین ورختوں سمیت گروی رکھی تھی اور رہن کے میں نے صرف زمین گروی رکھی تھی تو مرتن ایک زیادت کامدی ہوا، اس کو گواہ نہ لائے تو رہن کا قول تم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ شایعیہ کہتے ہیں رہن میں جب گواہ نہ ہوں تو ہر صورت میں رہن کا قول تم کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔ (وجیدی)

(۱۲) (۲۵۱۵) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو واکل نے کہ عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین نے کہا کہ جو شخص جان بوجھ کر اس نیت سے جھوٹی قسم کھائے کہ اس طرح دوسرے کے مال پر اپنی ملکیت جمائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصبناک ہو گا۔ اس ارشاد کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے (سورہ آل عمران میں) یہ آیت نازل فرمائی ”وہ لوگ جو اللہ کے عمد اور اپنی قسموں کے ذریعہ دنیا کی تھوڑی پونچی خریدتے ہیں“ آخر آیت تک انہوں نے تلاوت کی۔ ابو واکل نے کہنا تو کہ بعد اشعش بن قیسؓ ہمارے گھر تشریف لائے اور پوچھا کہ ابو عبدالرحمٰن (ابو مسعودؓ) نے تم سے کون سی حدیث بیان کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے حدیث بالا ان کے سامنے پیش کر دی۔ اس پر انہوں نے کہا کہ انہوں نے حق بیان کیا ہے۔ میرا ایک (یہودی) شخص سے کنویں کے معاملے میں بھگرا ہوا تھا۔ ہم اپنا بھگڑا کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا کہ تم اپنے گواہ لاو ورنہ دوسرے فریق سے قبم لی جائے گی۔ میں نے عرض کیا پھر یہ تو قسم کھائے کا اور (جھوٹ بولنے پر) اسے کچھ پرواہ نہ ہو گی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر کسی کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر نہیات غصبناک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ اس کے بعد انہوں نے وہی آیت پڑھی ”جو لوگ اللہ کے عمد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی پونچی خریدتے ہیں۔“ آیت (ولهم عذاب الیم) تک

عمران : ٧٧  
قالَ حَدَثَنَا جَرِيْزُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَابْنِ أَبِي قَالَ : ((قَالَ عَنْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ يَسْتَحِقُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجْرٌ لَقِيَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضِبٌ ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ : هُبَانَ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّ قَلِيلًا - فَقَرًا إِلَى وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ )) [آل

ثُمَّ إِنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ خَرَجَ إِلَيْنَا فَقَالَ:  
مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ :  
فَحَدَّثَنَا، قَالَ : فَقَالَ : صَدَقَ، لَفِي وَاللهِ  
أَنْزَلَتْ، كَانَتْ بَنِي وَيَمِّنْ رَجُلٌ خُصُومَةً  
فِي بَنِي، فَاخْتَصَّمَنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ،  
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((شَاهِدُكُمْ أَوْ  
يَمِّينُكُمْ)). قُلْتُ: إِنَّهُ إِذَا يَخْلُفُ وَلَا يَبَالِي.  
فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((مَنْ خَلَفَ عَلَى  
يَسْعِينَ يَسْتَحْقِقُ بِهَا مَالًا وَهُوَ فِيهَا فَاجِزٌ  
لَفِي اللهِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ)). فَأَنْزَلَ اللهُ  
تَصْدِيقَ ذَلِكَ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿إِنَّ  
الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَآيَاتِنَاهُمْ ثُمَّ  
فَلَيْلًا - إِلَى - وَلَهُمْ عَذَابٌ أَيْمَنٌ﴾).

اس حدیث سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ مدعاً علیہ اگر جھوٹ قسم کھا کر کسی کامال ہڑپ کر جائے تو وہ عند اللہ بہت ہی برا مجرم گئے گر ملعون قرار پائے گا اگرچہ قانون وہ عدالت سے جھوٹ قسم کھا کر دُگری حاصل کر چکا ہے مگر اللہ کے نزدیک وہ آگ کے انگارے اپنے بیٹ میں واخیں کر رہا ہے۔ پس مدعاً علیہ کا فرض ہے کہ وہ بہت ہی سوچ سمجھ کر قسم کھائے اور دنیاوی عدالت کے نیفلے کو آخری فیصلہ نہ سمجھے کہ اللہ کی عدالت عالیہ کا معاملہ بہت سخت ہے۔

٢٩- كتاب الحقيقة

## کتاب غلاموں کی آزادی کے بیان میں

الحمد لله رب العالمين

باب غلام آزاد کرنے کا ثواب

## ١- بَابُ فِي الْعُقْدِ وَفَضْلِهِ قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿كُلُّ رَبَّةٍ أَوْ إِطْعَامٍ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْنَبَةٍ. يَتَسْمَأُ ذَا مَقْرَبَةٍ﴾ [البلد : ١٣-١٥].

**لئے ہیجھ** ہر چند ہر یتیم کو بھوک کے وقت کھانا کھلانا ثواب ہے مگر یتیم پچھے اگر رشتہ دار ہو تو اس کی پروردش کرنے میں دلگنا ثواب ہے۔ آیت قرآنی میں کسی غلام کو آزاد کرنا یا غیرہ یتیم کو بھوک کے وقت کھانا کھلانا ہر دو کام ایک ہی درجہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ دور حاضر میں عمد عینک کی غلامی کا دور ختم ہو گیا۔ پھر بھی آج ماشی اقتصادی غلامی موجود ہے جس میں ایک عالم گرفتار ہے۔ اس لئے اب بھی کسی قرض دار کا قرض ادا کرنا بیدا۔ کسی ناقن شکنجہ میں پھنسنے ہوئے انسان کو آزاد کرنا اور یتیم مسکینوں کی خبر لینا بڑے بھاری کار ثواب ہیں۔ جگہ جگہ کے فسادات میں کتنے مسلم بچے لاوارث یتیم ہو رہے ہیں۔ کتنے امیر امراء مساکین و فقراء کی صفوں میں آرہے ہیں۔ جیسا کہ حال ہی میں احمد آباد، چائے باس، چکر دھر پور، پھر میونڈی اور جل گاؤں کے حالات سامنے ہیں۔ ایسے مصیبت زدہ مسلمانوں کی مدد کرنا اور ان کو زندگی کے لئے سارے دینا و قوت کا بردا بھاری کا رخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سب کو امن و امان عطا کرے۔ آمین۔ لفظ ”مسفہ“ سفہ یعنی سفوبہ سے جای بھوک کے معنی میں ہے۔

٤٥١٧ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ حَدَّثَنِي

بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے علی بن حسین کے ساتھی سعید بن مرجانہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ سعید بن مرجانہ نے بیان کیا کہ پھر میں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) کے یہاں گیا (اور ان سے حدیث بیان کی) وہ اپنے ایک غلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی عبد اللہ بن جعفر وہ ہزار درهم یا ایک ہزار دینار قیمت دے رہے تھے اور آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

وَقَدْ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ صَاحِبُ عَلَيْهِ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّمَا رَجُلٌ أَغْنَى إِنْفَرًا مُسْلِمًا اسْتَقْدَمَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضُوٍّ مِنْهُ عَضُوًّا مِنْهُ بِنَالَّا)). قَالَ سَعِيدُ بْنُ مَرْجَانَةَ: فَانطَّلَقَ إِلَيْيَ عَلَيْهِ بْنُ الْحُسَيْنِ، فَعَمِدَ عَلَيْهِ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَيْ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ أَغْطَاهُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَشْرَةَ آلَافَ دِرْهَمٍ - أَوْ أَلْفَ دِينَارٍ - فَأَغْنَفَهُ)).

[طرفة فی: ۶۷۱۵]

حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن مرجانہ سے یہ حدیث سن کر اس پر فوراً عمل کر دکھایا اور اپنا ایک ایسا جیتی غلام آزاد کر دیا جس کی قیمت کے دس ہزار درهم مل رہے تھے۔ جس کا نام مطرف تھا۔ مگر حضرت زین العابدین نے روپے کی طرف نہ دیکھا اور ایک عظیم نیکی کی طرف دیکھا۔ اللہ والوں کی بیوی شان ہوتی ہے کہ وہ انسان پروری اور ہمدردی کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اولیاء اللہ یا عباد الرحمن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

## باب کیسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟

(۲۵۱۸) ہم سے عبد اللہ بن موسیؑ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہؓ نے، ان سے ان کے والدؓ نے، ان سے ابو مراوحؓ نے اور ان سے ابو ذر غفاریؓ نے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جماں کرنا۔ میں نے پوچھا اور کس طرح کاغلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا، جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت زیادہ پسند ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا؟ آپؐ نے فرمایا، کہ پھر کسی مسلمان کا ریگر کی مدد کر کیا کسی بے ہنگی۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکا؟ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ کر دے کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔

## ۲- بَابُ أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ

(۲۵۱۸) - حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ مُرَاوِحَ عَنْ أَبِيهِ ذَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلٌ؟ قَالَ: ((إِيمَانُ بِاللَّهِ وَجَهَادُ فِي سَبِيلِهِ)). قَلَتْ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((أَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا)). قَلَتْ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَعْيُنُ صَانِعًا، أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ)). قَالَ: فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: ((تَدْعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصْدِيقٌ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ)).

قیمتی غلام اچھا بتیرن ماہر کار مگر خواہ کسی بھی مفید فن کامہر ہو ایسا غلام مالک کی نظر میں اس لئے پیارا ہوتا ہے کہ وہ روزانہ اچھی کمائی کر لیتا ہے۔ ایسے کو آزاد کرنا بہا کار ثواب ہے یا پھر ایسے انسان کی مدد کرنا ہو جسے بخوبی کی وجہ سے پریشان حال ہو: اللهم اید الاسلام والمسلمین۔ آمین حدیث میں صانع کا لفظ بمعنی کار گیر ہے کوئی بھی حلال پیشہ کرنے والا مراد ہے۔ بعضوں نے لفظ ضابعا روایت کیا ہے ضار سمجھ سے تو اس کے معنے یہ ہو گئے جو کوئی تباہ حال ہو یعنی فقر و فاقہ میں بٹلا ہو کر بلاک و برباد ہو رہا ہو)

### ۳۔ بَابُ مَا يُسْتَحِبُّ مِنِ الْعِتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ أَوِ الْآيَاتِ

#### کرنا مستحب ہے

(۲۵۱۹) ہم سے موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے قاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گر ہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو علی بن مدیث نے بھی عبدالعزیز در اور دی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے ہشام سے۔

(۲۵۲۰) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا اور ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمیں سورج گر ہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

چناند سورج کا گر ہن آثار قدرت میں سے ہے۔ جن سے اللہ پاک اپنے بندوں کو ڈراتا اور بتلاتا ہے کہ یہ سارا عالم ایک نہ ایک دن اسی طرح ڈبلا ہونے والا ہے۔ ایسے موقع پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا جو بہت بڑی نیکی ہے اور نوع انسانی کی بڑی خدمت جس کا صلہ یہ کہ اللہ پاک اس غلام کے ہر عضو کے بدله آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو وزن سے آزاد کر دیتا ہے۔ الحمد للہ اسلام کی اسی پاک تعلیم کا ثمرہ ہے کہ آج دنیا سے ایسی غلائی ترقیتاً ناپید ہو چکی ہے، تینیوں کی ترغیب کے سلسلہ میں قرآن پاک و احادیث نبوی کا ایک برا حصہ غلام آزاد کرانے کی تنبیہات سے بھرپور ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں انسانی آزادی کی کس قدر قدر و قیمت ہے اور انسانی غلائی کتنی قدموم شے ہے۔ تجھ ہے ان مغرب زدہ ذہنوں پر جو اسلام پر رجعت پسندی کا الزام لگاتے اور اسلام کو انسانی ترقی و آزادی کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو انصاف کی آنکھوں سے تعلیمات اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

#### باب اگر مشترک غلام یا الونڈی

۲۵۱۹- حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعِتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ الشَّمْسِ)). [راجح: ۸۶]

تابعہ علیٰ عن الدَّرْوَازِدِیِّ عن هِشَامٍ

۲۵۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((كَتَأْنُوْمَرُ عِنْدَ الْخُسُوفِ بِالْعِتَاقَةِ)). [راجح: ۸۶]

الْخُسُوفِ بِالْعِتَاقَةِ))

#### ۴ - بَابُ إِذَا أَغْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ الثَّنَيْنِ

### کو آزاد کر دے

(۲۵۲۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے غیان بن عینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دوساروں کے درمیان ساتھ کے غلام کو اگر کسی ایک سماجی نے آزاد کیا تو اگر آزاد کرنے والا مالدار ہے تو باقی حصوں کی قیمت کا اندازہ کیا جائے گا۔ پھر (ای کی طرف سے) پورے غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔

(۲۵۲۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر بھی بتانے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور باقی سماجیوں کو ان کے حصے کی قیمت (ای کے مال سے) دے کر غلام کو اسی کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا۔ ورنہ غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا ہو چکا۔ باقی حصوں کی آزادی کے لئے غلام کو خود کو شش کر کے قیمت ادا کرنی ہوگی۔

(۲۵۲۳) ہم سے عبید بن اسما عیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسماعیل نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام کے اپنے حصے کو آزاد کیا اور اس کے پاس غلام کی پوری قیمت ادا کرنے کے لئے مال بھی ہے تو پورا غلام اسے آزاد کرانا لازم ہے لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے پورے غلام کی صحیح قیمت ادا کی جاسکے۔ تو پھر غلام کا جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوا ہے۔

ہم سے مسدود نے بیان کیا، ان سے بشتر نے بیان کیا اور ان سے عبید اللہ نے اختصار کے ساتھ۔

### اوْ أَمَّةٌ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ

۲۵۲۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : ((قَالَ مَنْ أَعْنَقَ عَنْهُ ثَمَنًا ثَمَنْ فَإِنْ كَانَ مُوسِرًا فُرُّمْ عَلَيْهِ ثُمَّ يُغْنَى)). [راجح: ۲۴۹۱]

۲۵۲۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ أَعْنَقَ شِرْكَاءَ لَهُ فِي عِبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَا يَتَّلَعَّثُ ثَمَنَ الْعَنْدِ فُرُّمُ الْعَنْدِ قِيمَةً عَذْلٍ فَأَعْطَى شِرْكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَنَقَ عَلَيْهِ، وَإِلَّا فَقَدْ عَنَقَ مِنْهُ مَا عَنَقَ)). [راجح: ۲۴۹۱]

۲۵۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيهِ أَسَمَّةً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ أَسَمَّةً عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ أَعْنَقَ شِرْكَاءَ لَهُ فِي مَمْلُوكٍ فَلَيْلَهُ عِنْقَهُ كُلُّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَا يَتَّلَعَّثُ ثَمَنَهُ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَا يَتَّلَعَّثُ فَلَا يَعْنِقَ مِنْهُ مَا أَعْنَقَ)). [راجح: ۲۴۹۱]

حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ . . . اخْتَصَرَهُ.

(۲۵۲۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حملہ بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بیٹا نے کہ بنی کریم شیخ ہے نے فرمایا جس نے کسی (سامنچے کے) غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دیا۔ یا (آپ ﷺ نے) یہ الفاظ فرمائے شرکالہ فی عبد (شک راوی حدیث ایوب سختیانی کو ہوا) اور اس کے پاس اتنا مال بھی تھا جس سے پورے غلام کی مناسب قیمت ادا کی جا سکتی تھی تو وہ غلام پوری طرح آزاد سمجھا جائے گا۔ (باقی حصول کی قیمت اس کو دئی ہو گی) نافع نے بیان کیا اور نہ اس کا جو حصہ آزاد ہو گیا بس وہ آزاد ہو گیا۔ ایوب نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں یہ (آخری مکار) خود نافع نے اپنی طرف سے کھاتھا یا بھی حدیث میں شامل ہے۔

یعنی یہ عبارت والا فقد عنق مہ ما عنق حدیث میں داخل ہے یا نافع کا قول ہے۔ مگر اور راویوں نے جیسے عبد اللہ اور مالک وغیرہ ہیں، اس فقرے کو حدیث میں داخل کیا ہے اور وہی راجح ہے۔

(۲۵۲۵) ہم سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا مجھ کو نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غلام یا بادی کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ اگر وہ کئی سامعیوں کے درمیان مشترک ہو اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ اس شخص پر پورے غلام کے آزاد کرانے کی ذمہ داری ہو گی لیکن یہ اس صورت میں جب شخص مذکور کے پاس اتنا مال ہو جس سے پورے غلام کی قیمت ادا کی جاسکے۔ غلام کی مناسب قیمت لگا کر دوسرے سامعیوں کو ان کے حصول کے مطابق ادا سکی کرو دی جائے گی اور غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ فتویٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے تھے۔ اور لیث بن ابی ذسب، ابن اسحاق، جویریہ، سعید بن سعید اور اسماعیل بن امیہ بھی نافع سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں، وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصرًا۔

٤- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَةً عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَغْفَقَ نَصِيبَ لَهُ فِي مَمْلُوكٍ أَوْ شِرْكَاءَ لَهُ فِي عِنْدِهِ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَنْلَعُ قِيمَتَهُ بِقِيمَةِ الْعَذْلِ فَهُوَ عَيْنِقٌ). قَالَ نَافِعٌ : وَإِنَّمَا فَلَدَ عَنْ مِنْهُ مَا عَنِقٌ. قَالَ أَيُوبُ : لَا أَذْرِي أَشْيَاءَ قَالَهُ نَافِعٌ، أَوْ شَيْءَ فِي الْحَدِيثِ)).

٥- حَدَّثَنَا أَخْمَدَ بْنُ مِقْدَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُفْتَنُ فِي الْعَبْدِ أَوِ الْأُمَّةِ يَكُونُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ فَيُغَفِّقُ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ مِنْ يَقُولُ: قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ عِنْقَةٌ كُلُّهُ إِذَا كَانَ لِلَّذِي أَغْفَقَ مِنَ الْمَالِ مَا يَنْلَعُ يَقُولُ مِنْ مَالِهِ قِيمَةُ الْعَذْلِ، وَيَدْنَعُ إِلَى الشُّرَكَاءِ أَنْصَبَاؤُهُمْ وَيَخْلُقُ سَيِّئَ الْمُفْعَقِ، يَعْبِرُ ذَلِكَ أَبْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ). وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَابْنُ إِسْحَاقَ وَجُوَيْرَيَّةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْمَاعِيلَ بْنَ أَمِيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُخْتَصِّرًا.

باب اگر کسی شخص نے ساجھے کے غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا اور وہ نادار ہے تو دوسرے ساجھے والوں کے لئے اس سے محنت مزدوری کرائی جائے گی جیسے مکاتب سے کرتے ہیں، اس پر سختی نہیں کی جائے۔

۵- بَابُ إِذَا أَعْنَقَ نَصِيبَتَهُ فِي عَنْدِ  
وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ اسْتَسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ  
مَشْفُوقٍ عَلَيْهِ، عَلَى نَحْوِ الْكِتَابَةِ

**لَشْرِيقٌ** یعنی خواہ خواہ اس پر جبر نہیں کیا جائے گا بلکہ اس سے محنت نہ ہو سکے تو جتنا آزاد ہوا اتنا آزاد بلکہ حصہ غلام رہے گا۔ یہ پاب لاکرام بخاریؓ نے اس حدیث کے دونوں الفاظ میں تطبیق دی، یعنی بعض روایتوں میں یوں آیا ہے۔ والا فقد عنق منه ماعنف اور بخضوں میں یوں آیا ہے استسعی غیر مشقوق علیہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ پہلی صورت جب ہے کہ غلام محنت مشقت کے قتل نہ ہو اور آزاد کرنے والا نادار ہو اور دوسری صورت جب ہے کہ وہ محنت مشقت اور کملائی کے قتل ہو۔

ایک دوسرہ بھی تھا کہ کسی ایک غلام کو کافی آدمی مل کر خرید لیا کرتے تھے۔ اب اگر ان سامنہ میں سے کوئی شخص اس غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کرنا چاہتا تو اس کے لئے اسلام نے یہ حکم صادر کیا کہ پہلے اس غلام کی صحیح قیمت تجویز کی جائے۔ پھر اپنا حصہ آزاد کرنے والا اگر ملدار ہے تو بلکہ حصہ داروں کو تجیہ کے مطابق ان کے حصوں کی قیمتیں ادا کر دے اس صورت میں وہ غلام کمل آزاد ہو گیا۔ اگر وہ شخص ملدار نہیں ہے تو پھر صرف اسی کا حصہ آزاد ہوا ہے۔ بلکہ حصہ غلام خود محنت مزدوری کر کے ادا کرے۔ اسی صورت میں وہ پوری آزادی حاصل کر سکے گا۔

اس حدیث کو حضرت امام بخاریؓ نے مختلف طرق سے کافی جگہ ذکر فرمایا ہے اور اس سے بہت سے سائل کا استبلاط کیا ہے۔ اس روشن حقیقت کے ہوتے ہوئے کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ آیات و احادیث سے سائل کے استبلاط کرنے میں ممارت تامہ رکھتے ہیں کچھ اپنے تحصیب حتم کے لوگ بھی ہیں جو حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کو غیر فقیرہ قرار دیتے ہیں جو ان کے تعصیب اور کور پاٹنی کا کھلا بھوت ہے۔

حضرت مجتهد مطلق امام بخاری رضی اللہ عنہ کو غیر فقیرہ قرار دینا انتہائی کور پاٹنی کا ثبوت ہے مگر جو لوگ بڑی دلیری سے صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک کو غیر فقیرہ قرار دے کر رائے اور قیاس کے خلاف ان کی صحیح احادیث رد کر دینے کا قوئی دے دیتے ہیں، ان کے لئے حضرت امام الدینیان الحدیث امام بخاریؓ کے لئے ایسا کہنا کچھ بعد از قیاس نہیں ہے۔

(۲۵۲۶) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سمجھی بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے نے قادہ سے سنا، کہا کہ مجھ سے نفر بن انس بن مالک نے بیان کیا، ان سے بشیر بن نیک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کسی غلام کا ایک حصہ آزاد کیا۔

۶- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ أَبِي زَجَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقِيْنُ بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا جَعْلَيْنُ بْنُ حَازِمَ قَالَ: سَوْفَتُ قَادَةً قَالَ: حَدَّثَنِي الْفَضْرُ بْنُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْلَكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَعْنَقَ شَفِيقَةَ مِنْ عَنْدِهِ . ح)). [راجح: ۲۴۹۲]

(۲۵۲۷) (دوسری صد) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے زیند بن

حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِينَدٌ

زریع نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروہ نے، "ان سے قادہ نے ان سے نفر بن انس نے، ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی سانحہ کے غلام کا اپنا حصہ آزاد کیا تو اس کی پوری آزادی اسی کے ذمہ ہے۔ بشرطیکہ اس کے پاس مال ہو۔ ورنہ غلام کی قیمت لگائی جائے گی اور اس سے اپنے بقیہ حصول کی قیمت ادا کرنے کی) کوشش کے لئے کہا جائے گا۔ لیکن اس پر کوئی سختی نہ کی جائے گی۔ سعید کے ساتھ اس حدیث کو حاجج بن حجاج اور البان اور موکی بن خلف نے بھی قادہ سے روایت کیا۔ شبہ نے اسے منفڑ کر دیا ہے۔

**باب اگر بھول چوک کر کسی کی زبان سے علق (آزادی) یا طلاق یا اور کوئی ایسی ہی چیز کل جائے**

اور آزادی صرف خدا کی رضا مندی کیلئے کی جاتی ہے اور نبی کرم ﷺ نے فرمایا "ہر انسان کو اسکی نیت کے مقابلے اجر ملتا ہے" اور بھولنے والے اور غلطی سے کوئی کام کر بیٹھنے والے کی کوئی نیت نہیں ہوتی۔

(۲۵۲۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان نے بیان کیا، کہا ہم سے سر نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، "ان سے زرارہ بن اوفی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے جب تک وہ انہیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔

بن رذنیع قالَ حَدَّثَنَا مُعِنْدَةً عَنْ قَادَةَ عَنِ النَّصْرِيْنَ بْنِ أَنَسِ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَكَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَغْتَقَ نَصِيبَهُ - أَوْ شَقَقَهُ - لِي مَسْنُوكَ لِخَلَامَةَ عَلَيْهِ لِي مَالِهِ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ، وَإِلَّا فُومَ عَلَيْهِ فَاسْتَنْفِيْهِ بِهِ غَيْرَ مُشْتَقُوقَ عَلَيْهِ)). [راجح: ۲۴۹۲]

تابعہ حجاج بن حجاج و آبان و موسی بن حلفو عن قادہ .. اختصرہ شعبۃ

**۶- بَابُ الْخَطْلِ وَالنَّسْيَانِ فِي الْعِنَاقَةِ وَالظَّلَاقِ وَنَخِرَةِ**

وَلَا عِنَاقَةَ إِلَّا بِوَجْهِهِ اللَّهُ تَعَالَى وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لِكُلِّ أُمْرِيْهِ مَا نَوَى)).  
وَلَا نَيَّةَ لِلنَّاسِيْ وَالْمُغْطِيْهِ.

- ۲۵۲۸ - حَدَّثَنَا الْحَمَدِيُّ بْنُ حَمَدًا مُسْتَبَّنَ ثَمَنْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ قَادَةَ عَنْ رُزْرَارَةَ بْنِ أَوْنَقَيْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لِيْ بِيْ عَنْ أَمْرِيْهِ مَا وَسَوَّسْتَ بِهِ صَدُورُهَا مَا لَمْ تَعْفَلْ أَوْ تَكَلَّمَ)).

[طرفہ فی: ۵۲۶۹، ۶۶۶۴] .

**لَئِنْسَنَجَ** اس حدیث سے باب کا مطلب اس طرح کلا کہ جب وسو سے اور دل کے خیال پر مُواخذہ نہ ہوا تو جو چیز خالی زبان سے بھول چوک کر کل جائیں ان پر بطریق اولیٰ مُواخذہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ دل پر آن کر گزر جاتا ہے جتنا نہیں۔ اسی طرح جو کلام زبان سے گزر جائے قصد نہ کیا جائے تو اس کا حکم بھی وسو سے کی طرح ہو گا کیونکہ دل اور زبان دونوں انسانی اعضاء ہیں اور دونوں کا حکم ایک ہے۔

(۲۵۲۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سعید بن سعید نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم تھی نے، ان سے علقمہ بن وقاریں لیش نے، کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق پہل ملتا ہے۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہو، وہ اللہ اور اس کے رسول کے رسول کے لئے سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو گی یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے تو یہ ہجرت شخص اسی کے لئے ہو گی جس کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔

اس حدیث کی شرح اور گزروں ہے۔ امام بخاریؓ نے اس حدیث سے یہ نکلا ہے کہ جب ہر کام کے درست ہونے کیلئے نیت شرط ہوئی تو اگر کسی شخص کی طلاق کی نیت نہ تھی لیکن بے اختیار کہتا کچھ چاہتا تھا زبان سے یہ نکل گیا انت طالق تو طلاق نہ پڑے گی (وجیدی)

متوجه کرتا ہے کہ یہ دل کی بات اور نیت کا محالہ ہے۔ صاحب معاملہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس بارے میں خود اپنے دل سے فیصلہ کرے اور خدا کو حاضر ناگر جان کر کرے اور پھر خود ہی اپنے بارے میں فتوی لے کہ وہ اسی مطلقاً کو واپس لا سکتا ہے یا نہیں۔ جو لوگ بحالت ہوش و حواس اپنی ہمارتوں کو صاف طور پر طلاق دیتے ہیں بعد میں جیلے بنانے کر کے واپس لانا چاہتے ہیں۔ ان کو جان لینا چاہئے کہ حال ہونے کے باوجود طلاق عند اللہ نہیت ہی مبغوض ہے۔

باب ایک شخص نے آزاد کرنے کی نیت سے اپنے غلام سے کہہ دیا کہ وہ اللہ کے لئے ہے (تو وہ آزاد ہو گیا) اور آزادی کے ثبوت کے لئے گواہ (ضروری ہیں)

(۲۵۳۰) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن بشر نے اساعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب وہ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے (مدینہ کے لئے) تکلیف تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا۔ (راستے میں) وہ دونوں ایک دوسرے سے چھڑ گئے۔ پھر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں پہنچنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان کا غلام بھی اچانک آگیا۔ آپ نے فرمایا، ابو ہریرہ! یہ لو تمہارا غلام بھی آگیا۔

۷- بَابُ إِذَا قَالَ لِقَبِيْدَهُ هُوَ اللَّهُ وَنَوَّى الْعِيْقَ، إِشْهَادُ فِي الْعِيْقِ

۲۵۳۰- حدیثاً مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَمِيرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ بَشَرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ ((عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ لَمَّا أُتْكِلَ يُرِيدُ الدِّيْنَ - وَمَقْعَدُ غُلَامَةَ - حَتَّى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهِ، فَأُتْكِلَ بَعْدَ ذَلِكَ وَأَبُوهُرَيْثَةَ جَالِسٌ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَبَاهَا هُرَيْثَةَ

هذا غلامكَ فَذَ أَنَاكَ)، فَقَالَ: أَمَّا إِنِي  
أَشْهُدُكَ أَنَّهُ حَرَّ. قَالَ فَهُوَ حِينَ يَقُولُ: يَا  
لَيْلَةَ مِنْ طُولِهَا وَعَنِيهَا عَلَىٰ أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ  
الْكُفْرِ نَجَتْ

ہے پیاری گو کھن ہے اور لمبی میری رات  
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات

[اطرافہ فی : ۲۵۳۱، ۳۵۳۲، ۴۳۹۳].

**تشریح** حلالکہ آزادی کے لئے گواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر امام بخاریؓ نے اس کو اس لئے بیان کیا کہ باب کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ کو گواہ کر کے اپنے غلام کو آزاد کیا تھا۔ بعضوں نے کہا امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ غلام کو یوں کہنا ”وَهُوَ اللَّهُ كَافِرٌ“ اس وقت آزاد ہو گا جب کہنے والے کی نیت آزاد کرنے کی ہو اگر کچھ اور مطلب مراد رکھے تو وہ آزاد نہ ہو گا۔ آزاد کرنے کے لئے بعض الفاظ تو صریح ہیں جیسے کہ وہ آزاد ہے یا میں نے تھوڑے کو آزاد کر دیا۔ بعض کلمی ہیں جیسے وہ اللہ کا ہے یعنی اب میری ملک اس پر نہیں رہی، وہ اللہ کی ملک ہو گیا۔

(۲۵۳۱) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اساعیل نے بیان کیا، ان سے قیس نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ جب میں نبی کرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اسلام پر قائم رہنے کیلئے ہوا تھا تو آتے ہوئے راستے میں یہ شعر کہا تھا

ہے پیاری گو کھن ہے اور لمبی میری رات  
پر دلائی اس نے دارالکفر سے مجھ کو نجات  
انسوں نے بیان کیا کہ راستے میں میرا غلام مجھ سے پچھر گیا تھا۔ پھر جب میں نبی کرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسلام پر قائم رہنے کیلئے میں نے آپ سے بیعت کر لی۔ میں ابھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہ غلام دکھلائی دیا۔ رسول کرمؐ نے فرمایا، ابو ہریرہؓ! یہ دیکھو تیرا غلام بھی آگیا۔ میں نے کہا، حضور وہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ پھر میں نے اسے آزاد کر دیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ ابو کریب نے (انی روایت میں) ابو اسامہ سے یہ لفظ نہیں روایت کیا کہ وہ آزاد ہے۔

[راجح: ۲۵۳۰] بعض کہتے ہیں کہ یہ شعر ابو ہریرہؓ کے غلام نے کہا تھا۔ بعض نے اسے ابو مرشد غنوی کا بتالیا ہے۔ ابو اسامہ کی روایت میں اتنا ہی ہے کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔ ابو کریب والی روایت کو خود امام بخاریؓ نے کتاب المغازی میں دصل کیا ہے۔

(۲۵۳۲) ہم سے شاہ بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن حمید نے بیان کیا، ان سے اساعیل نے، ان سے قیس نے کہ جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آرہے تھے تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا،

۲۵۳۱ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ: يَا لَيْلَةَ مِنْ طُولِهَا وَعَنِيهَا عَلَىٰ أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَتْ قَالَ: وَأَنْتَ مِنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقِيمَتِهِ، فَيَسِّأُ أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْفَلَامَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا أَبَا هُرَيْزَةَ، هَذَا غَلَامُكَ)). فَقُلْتُ: هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللَّهِ، فَأَغْتَفَتْهُ)). لَمْ يَقُلْ أَبُهُ كُرْتَبَ عَنْ أَبِيهِ أَسَمَّةَ ((حُرٌّ)).

۲۵۳۲ - حَدَّثَنَا شَهَابُ بْنُ عَبَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ قَالَ: ((لَمَّا أَقْبَلَ أَبُو هُرَيْزَةَ

آپ اسلام کے ارادے سے آرہے تھے۔ اچانک راستے میں وہ غلام بھول کر الگ ہو گیا۔ (بھرپری حدیث بیان کی) اس میں یوں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، میں آپ کو گواہ بنانا ہوں کہ وہ اللہ کے لئے ہے۔

رضی اللہ عنہ - وَمَقْدَةً خَلَافَةً - وَهُوَ يَطْلَبُ إِسْلَامًا، فَعَذَلَ أَحَدَهُمَا صَاحِبَةً .  
- بِهَذَا وَقَالَ - أَمَا إِنِّي أَخْهُذُكَ اللَّهَ عَزَّ ذِي قُوَّةٍ [رو]. [راجع: ۲۵۳۰]

حضرت ابو ہریرہ رضی رضی کی نسبت آزاد کرنے والی تھی، اس لئے انہوں نے یہ لفظ استعمال کئے اور آخر پر حضرت عمر بن حفصہ کو اس محلہ پر گواہ بنایا، اسی سے بہب کا مضمون ثابت ہوا۔

### باب ام ولد کا بیان

ابو ہریرہ رضی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ قیامت کی شانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوٹی اپنے مالک کو  
جنتے

قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ أَشْرَاطَ السَّاعَةِ أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةَ (رَبَّهَا)).

**التبیین** ام ولد وہ لوٹی ہے جو اپنے مالک کو جنتے۔ اکثر علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ امام ابو حیفہ اور امام شافعی کا یہی قول ہے اور ہمارے امام احمد اور اسحاق بھی اسی طرف گئے ہیں۔ بعض علماء نے کہا وہ آزاد نہیں ہوتی اور اس کی وجہ چائز ہے۔ ترجیح قول اول والی کو حاصل ہے۔ قیامت کی نشانی والی حدیث امام بخاری اس لئے تاکہ اشارہ ہو کہ ام ولد کی وجہ چائز نہیں اور ام ولد کا بکتابیا اس کا اپنی اولاد کی ملک میں رہنا قیامت کی نشانی ہے۔

امام قطلانی فرماتے ہیں، ‘قد اختلف السلف والمخلف في عتق ام الولد وفي جواز بيعها بالثبات عن عمر عدم جواز بيعها بالخط’ یعنی سلف اور خلف کا ام ولد کی آزادی اور اس کی وجہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر بن حفصہ سے اس کا عدم جواز ثابت ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ عبد رسالت میں پیر محمد صدیقی میں ام ولد کی خرید و فروخت نہوا کرتی تھی۔ حضرت عمر بن حفصہ نے اپنے عمد میں کچھ مصالح کی بنا پر ان کی وجہ کو منوع قرار دی�ا۔ اور بعد میں حضرت عمر بن حفصہ کے اس فیصلے سے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اس نتائج سے حضرت عمر بن حفصہ کا یہ وقیعہ فیصلہ ایک اجتماعی مسئلہ بن گیا ہے۔

قال الطیبی هذا من الفوی الدلائل على بطلان بيع امهات الاولاد وذلك ان الصحابة لهم بعلمهم ان الحق مع عمر لم يتعبوره عليه ولم يسكنوا عنه (حاشیہ بخاری ج: ۱ / ص: ۳۲۲) یعنی طیبی نے کہا کہ حضرت عمر بن حفصہ کا یہ فیصلہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ اولاد والی لوٹی کا بیچنا باطل ہے۔ اگر صحابہ کرام یہ نہ جانتے کہ حق عمر بن حفصہ کے ساتھ ہے تو وہ نہ اس بارے میں حضرت عمر بن حفصہ کی ایجاد کرتے اور نہ اس فیصلہ پر خاموش رہتے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عمر بن حفصہ کا فیصلہ حق تھا۔

القطاط حدیث ان تلدیا مہم وہی کے ذیل شارحین لکھتے ہیں۔ المرب لغۃ السید والمالک والمریب والمنعم والمراد هئا الموئی معناہ انسان اسلام واستبلاء اهلہ علی الترک والخادم سواری و اذا استولد الجاریۃ كان الولد بمنزلة رہا لانہ ولد مسیدہا لانہ فی الحسب کا بیہ او لان الاماء یلمن الملوک لفضیلۃ الاماء من جملۃ الرعایا او هو کتابۃ عن عقوق الاولاد بان یعامل الولد امہ معاملۃ السید امۃ الخ (شرح بخاری)، یعنی رب لفڑت میں سید اور مالک اور ملی اور مسلم کو کہا جاتا ہے یہ مولا مراد ہے۔ یعنی یہ کہ اسلام بہت وسیع ہو جائے کا اور مسلم تکوں پر غالب آکر ان کو غلام بنا لیں گے اور جب لوٹی پچھے جئے تو کویا اس نے خود اپنے مالک کو جنم دیا۔ اسلئے کہ وہ اسکے مالک کا پچھے ہے یادہ حسب میں اپنے بہب کے مائدہ ہے یا یہ کہ لوٹیاں بدو شاہوں کو جنم گی پس امام بھی رعایا میں ہو جائیں گے۔ یا

اس جملہ میں اولاد کی نافرمانیوں پر اشارہ ہے کہ اولاد اپنی مل کے ساتھ ایسا برداشت کرے گی جیسا کہ ایک لوڈی کے ساتھ اس کا آقا برداشت کرتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرب قیامت کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ لوڈیوں کی اولاد بادشاہ بن جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۵۳۳) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنِ النَّبِيِّ عَنْ زَمْعَةَ عَنْ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَنَّ عَنْتَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ يَقْضِي إِلَيَّ أَخْيَهُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ يَقْضِي إِلَيَّ أَبِنِ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ قَالَ عَنْتَ: إِنَّهُ أَخِي. فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمْعَةَ أَخْدَدَ سَعْدَ أَبِنِ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ فَأَتَيْلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَقْبَلَ مَعَهُ بَعْضُهُ بْنَ زَمْعَةَ. فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبْنَ أَخِي، عَهْدٌ إِلَيْيَ أَنَّهُ أَبْنَهُ، فَقَالَ عَنْتَ بْنَ زَمْعَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَخِي، أَبْنَ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ، وَلِدَهُ عَلَى فِرَاشِهِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبْنِ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ فَلَمَّا هُوَ أَنْتَهِيَ النَّاسُ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُوَ لَكَ يَا عَنْتَ بْنَ زَمْعَةَ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وَلِدَهُ عَلَى فِرَاشِ أَبِيهِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِحْتَجَبَنِي مِنْ يَدِ سَوْدَةَ بْنَتَ زَمْعَةَ)). مِنْمَا رَأَى مِنْ شَبِيهِ بَعْثَةً، وَكَانَتْ سَوْدَةَ زَوْجَ الشَّيْءِ)). [راجح: ۲۰۵۳]

اس حدیث میں امام ولد کا ذکر ہے۔ یہاں یہ حدیث لانے کا کیسی مطلب ہے۔

### باب مدبر کی بیع کا بیان

### ۹- بَابُ بَيْعِ الْمَدْبُرِ

مدبر وہ غلام جس کے لئے آقا کا فیصلہ ہو کہ وہ اس کی وفات کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ حضرت امام عماریؒ کا رجحان اور حدیث کا مفہوم یہ تھا ہے کہ مدبر کی بیع جائز ہے۔ اس بارے میں امام قسطلانی نے چھ اقوال نقل کئے ہیں۔ آخر میں لکھتے ہیں وقل الترسوی الصحیح ان الحدیث علی ظاهره وانہ یجوز بیع المدبر بكل حال مالم یمت السید (قسطلانی) یعنی توہی نے کما کر صحیح کی ہے کہ

حدیث اپنے ظاہر ہے اور ہر حال میں مدیر کی بیع جائز ہے جب تک اس کا آقازندہ ہے۔

۲۵۳۴ - حَدَّثَنَا أَدْمَنْ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ (۲۵۳۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے جابر بن عبد اللہ عیشہ سے نہ کہا کہ ہم میں سے ایک شخص نے اپنی موت کے بعد اپنے غلام کی آزادی کے لئے کھاتا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس غلام کو بلایا اور اسے بیع دیا۔ جابر عیشہ نے بیان کیا کہ پھر وہ غلام اپنی آزادی کے پلے ہی سال مر گیا تھا۔

حَدَّثَنَا شَبَّابَةً قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِيعُتْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَغْنَقَ رَجُلٌ مِنَا عَنْدَ اللَّهِ عَنْ ذَبْرٍ، فَلَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَبَاعَهُ). قَالَ جَابِرٌ: مَاتَ الْفَلَامُ عَامَ أُولَى). [راجع: ۲۱۴۱]

**تبیخ** اس کا نام یعقوب تھا۔ آخر پست ﷺ نے آنھ سودا ہم پر یا سات سو یا نو سو پر فیض کے ہاتھ اس کو بیع والا۔ امام شافعی اور امام احمد کا مشورہ مذہب یہی ہے کہ مدیر کی بیع جائز ہے۔ خنی کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور مالکیہ کا ذہب ہے کہ اگر موٹی دینوں ہو اور دوسرا کوئی ایسی جائیداد نہ ہو جس سے قرض ادا ہو سکے تو مدیر بیچا جائے گا ورنہ نہیں۔ خنی نے ممانعت بیع پر جن حدیشوں سے دلیل لی ہے وہ ضعیف ہیں اور صحیح حدیث سے مدیر کی بیع کا جواز نہ کہا ہے موٹی کی حیات میں (وجیدی) حدیث ہذا سے مالکیہ کے مسلک کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ حدیث میں جس غلام کا ذکر ہے اس کی صورت تقریباً ایسی تھی۔ بہر حال مدیر کو اس کا آقا اپنی حیات میں اگر چاہے تو بیع بھی سکتا ہے کیونکہ اس کی آزادی موت کے ساتھ مشروط ہے۔ موت سے قبل اس پر جمل احکام بیع و شراء لاگو رہیں گے واللہ اعلم۔

### باب ولاء (غلام لومنڈی کا ترک) پیچنا یا ہبہ کرنا

### ۱۰ - بَابُ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَهَبَتِهِ

**تبیخ** یعنی ولاء المعنق و هو ما اذا مات المعنق ورثة معنقة كانت العرب تبيعه و تهبها فهو عنده الشارع لأن الولاء كالنسب فلا يزول بازالة وفقيه العجاز والعراق مجتمعون على انه لا يجوز بيع الولاء و هبته (حاشية بخاري) بیع ولاء کا معنی غلام یا لومنڈی کا ترک جب وہ مرحائے تو اس کا آزاد کرنے والا اس کا وارث ہے۔ عرب میں غلام اور آقا کے اس تعلق کو بیع کرنے یا ہبہ کرنے کا رواج تھا۔ شارع نے اس سے منع کر دیا۔ اس لئے کہ ولاء نسب کی طرح ہے جو کسی طور بھی زائل نہیں ہو سکتا۔ اس پر تمام فقهاء عراق اور حجاز کا اتفاق ہے۔

۲۵۳۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْدَ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ (۲۵۳۵) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن دینار نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نہ آپ بیان کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کے بیچنے اور اس کے بہہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

قول: ((نَهَىٰ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هَبَتِهِ)). [اطرافہ فی: ۶۷۵۶].

کیونکہ ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اس غلام پر حاصل ہوتا ہے جس کو وہ آزاد کرے۔ ایسے حقوق کی بیع نہیں ہو سکتی۔ معلوم نہیں مرتبے وقت اس غلام کے پاس کچھ مال وغیرہ رہتا ہے یا نہیں۔

۲۵۳۶ - حَدَّثَنَا عَمَّانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ (۲۵۳۶) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے

بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ بن ہبھٹ کو میں نے خریدا تو ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط لگائی (کہ آزادی کے بعد وہ انہیں کے حق میں قائم رہے گی) میں نے رسول کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم انہیں آزاد کرو، ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو قیمت دے کر کسی غلام کو آزاد کر دے۔ پھر میں نے انہیں آزاد کر دیا۔ پھر بنی کرم ﷺ نے بریرہ بن ہبھٹ کو بلایا اور ان کے شوہر کے سلسلے میں انہیں اختیار دیا۔ بریرہ نے کہا کہ اگر وہ مجھے فلاں فلاں چیز بھی دیں تب بھی میں اسکے پاس نہ رہوں گی۔ چنانچہ وہ اپنے شوہر سے جدا ہو گئیں۔

[راجع: ۴۵۶] اس کے خالوند کا نام مغیث تھا۔ وہ غلام تھا۔ لوئڈی جب آزاد ہو جائے تو اس کو اپنے خالوند کی نسبت بوجلام ہوا اختیار ہوتا ہے خواہ نکاح بالی رکھے یا فتح کر دے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ مغیث آزاد تھا مگر قسطلانی نے اس کے غلام ہونے کو صحیح کیا ہے۔ یہ مغیث بریرہ کی جدائی پر روتا پھرتا تھا۔ آنحضرت نے بھی بریرہ بن ہبھٹ سے سفارش فرمائی کہ مغیث کا نکاح بالی رکھے مگر بریرہ نے کسی طرح اس کے نکاح میں رہنا منظور نہیں کیا۔

باب اگر کسی مسلمان کا مشرک بھائی یا چچا قید ہو کر آئے تو کیا (انکو چھڑانے کیلئے) اس کی طرف سے فدیہ دیا جاسکتا ہے؟ انس بن ہبھٹ نے کہا کہ حضرت عباس بن ہبھٹ نے فرمایا، میں نے (جنگ بدر کے بعد قید سے آزاد ہونے کے لئے) اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل صفا بھی حالانکہ اس نعمت میں حضرت علی بن ہبھٹ کا بھی حصہ تھا جو ان کے بھائی عقیل اور چچا عباس بن ہبھٹ سے ملی تھی۔

**لشیخ** یہ عبارت لا کر امام بخاری نے حنفی کے قول کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ آدمی اگر اپنے حرم کا مالک ہو جائے تو مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ جنگ بدر میں عباس اور عقیل قید ہوئے تھے اور علیؑ کو ان پر ملک کا ایک حصہ حاصل ہوا تھا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو حضرت عباس بن ہبھٹ پر ملک کی آزادی کا حکم نہیں دیا گیا۔ حنفی یہ کہ سکتے ہیں کہ جب تک لوٹ کا مال تقسیم نہ ہو اس پر ملک حاصل نہیں ہوتی۔ (وہیدی)

حضرت امام بخاری ”کاغذتے باب یہ ہے کہ ذی رحم حرم مرف ملکت میں آجائے سے فوراً آزاد نہیں ہو جاتا کیونکہ جنگ بدر میں حضرت علیؑ اور خود رسول کریم ﷺ کے ہاتھوں آپ کے محترم چچا حضرت عباسؓ لگے اور حضرت عقیلؓ جو ابھی ہر دو مسلمان نہیں ہوئے تھے اور یہ اسلامی حکومت کے قیدی تھے۔ جن کو بعد میں فدیہ میں لکھر آزاد کیا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ آدمی اگر کسی اپنے عی حرم غیر مسلم کا مالک ہو جائے تو بھی وہ بغیر آزاد کئے آزادی نہیں پاسکا۔ یہ باب کا مقصد ہے۔ زر کشی فرماتے ہیں: مرادہ ان العم وابن العم ونحوهما من ذوى الرحم لا يعتقان على من ملكهما من ذوى رحمة لأن النبي صلى الله عليه وسلم قد ملك عمه العباس وابن عمده

حدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
الْأَسْنَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ:  
(اَشْرَكْتُ بَنِيَّتَهُ فَاشْرَطَ اَهْلَهَا وَلَاءَهَا،  
فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِنَبِيِّنَا فَقَالَ: ((أَغْيَقْنَاهَا،  
فَلَمَّا أَلْوَاهُ لِمَنْ أَغْطَى الْوَرْقَ)).  
فَأَعْقَبْنَاهَا، فَلَدَعَاهَا النَّبِيُّ فَلَخَيْرَهَا مِنْ  
زَوْجَهَا فَقَاتَتْ: لَوْ أَغْطَانِي كَذَا وَكَذَا مَا  
تَبَتْ عِنْدَهُ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا)).

[راجع: ۴۵۶]

عقل بالغفیمة الی له فیہما نصیب وکذا لک علی و لم یعنی علیہما خلاصہ مطلب وہی ہے جو اور گزرا۔

۲۵۳۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَاتَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَقْبَةَ عَنْ مُوسَى عَنْ أَبِنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالُوا: لَنَا فَلَنْتَرُكْ لَابْنِ أَخْبَارِ عَبَاسٍ فِدَاءً، فَقَالَ: لَا تَدْعُونَ مِنْهُ دِرْهَمًا)).

[طرفاہ فی : ۴۰۱۸، ۳۰۴۸]

**لشیخ** حضرت عباس کے والد عبدالمطلب کی والدہ سلمی انصار میں سے تھیں، نبی نبخار کے قبیلے کی۔ اس لئے ان کو اپنا بھانجا کہا۔ سچان اللہ! انصار کا ادب! یوں نہیں عرض کیا، اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے پچاکو فندیہ معاف کر دیں۔ کیونکہ ایسا کہنے سے گویا آخر پر احسان رکھنا ہوتا۔ آخر پر احسان کو بھی کوئی رعایت نہ کی پیغمبری کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ سجادہ اور آدمی کو پیغمبری کے ثبوت کے لئے کسی بڑے مجرم کی ضرورت نہیں۔ آپ کی ایک خصلت ہزار ہزار مجرموں کے برابر تھی۔ انساف ایسا، عدل ایسا، سخاوت ایسا، شجاعت ایسا، صبر ایسا، استقلال ایسا کہ سارا ملک مختلف ہر کوئی جان کا دشمن، مگر علائیہ تو حید کا وعظ فرماتے رہے، توں کی بھوکرتے رہے۔ آخر میں عربوں ایسے سخت لوگوں کی کلایا بلٹ دی، ہزاروں برس کی عادت بت پرستی کی چھڑا کر ان ہی کے ہاتھوں ان کے توں کو تزویا۔ پھر آج تیرہ سو برس گزر چکے، آپ کا دین شرقاً و غرباً پھیل رہا ہے۔ کیا کوئی جھوٹا آدمی ایسا کر سکتا ہے یا جھوٹے آدمی کا نام نیک اس طرح پر قائم رہ سکتا ہے۔ (وحیدی)

یعنی فرماتے ہیں واختلف فی علة المعن فقبل انه كان مشركاً و قبل منعهم خشية ان يقع في قلوب بعض المسلمين شنيعنى آپ متعظیم نے کیوں منع فرمایا اس کی علت میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا اس لئے کہ اس وقت حضرت عباس مشرک تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نے اسلئے منع فرمایا کہ کسی مسلمان کے دل میں کوئی بدگانی پیدا نہ ہو کہ آپ نے اپنے پچاکے ساتھ تاروا رعایت کا برداشت کیا۔

## ۱۲- بَابُ عِنْقِ الْمُشْرِكِ

حضرت امام بنخاری کا مقدمہ یہ ہے کہ خواہ وہ غلام مشرک کافر ہی کیوں نہ ہو، اس کو آزاد کرنا بھی نیکی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو مسائل انسانی مفاد عالمہ سے متعلق ہیں ان میں اسلام نے نہیں تھبص سے پلا ہو کر محض انسانی نقطہ نظر سے دیکھا ہے۔ یہی اسلام کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے، کاش! مغرب زدہ لوگ اسلام کا بغور مطالعہ کر کے حقیقت حق سے واقفیت حاصل کریں۔

۲۵۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْيَضٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ

نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، انہیں ان کے والد نے خبودی کہ حکیم بن حزم نے اپنے کفر کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو

حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اوٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیے تھے۔ پھر جب اسلام لائے تو سو اونٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیے اور سو غلام آزاد کئے۔ پھر انسوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، یا رسول اللہ! بعض ان نیک اعمال کے متعلق آپ کافوئی کیا ہے جنہیں میں بہ نیت ثواب کفر کے زمانہ میں کیا کرتا تھا۔ (ہشام بن عروہ نے کہا کہ اتحث بھا کے معنی تبر بھا کے ہیں) انسوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا ”جو نیکیاں تم پہلے کر چکے ہو، وہ سب قائم رہیں گی۔“

أَعْنَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَاذَةً رَقَبَةً، وَحَمَلَ عَلَى مَاذَةَ بَعْنَرٍ. فَلَمَّا أَسْلَمَ حَمَلَ عَلَى مَاذَةَ بَعْنَرٍ وَأَعْنَقَ مَاذَةً رَقَبَةً. قَالَ: فَسَأْلُ رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ أَمْبَاءَ كُنْتُ أَصْنَفَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ أَتَحْنَثُ بِهَا - يَعْنِي أَتَبَرُّ بِهَا - قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ)).

[راجع: ۱۴۳۶]

**تَسْبِيحٌ** یہ اللہ جل جلالہ کی عنایت ہے اپنے مسلمان بندوں پر حلاکت کافر کی کوئی نیکی مقبول نہیں اور آخرت میں اس کو ثواب نہیں ملنے کا۔ مگر جو کافر مسلمان ہو جائے اس کے کفر کے زمانے کی نیکیاں بھی قائم رہیں گی۔ اب جن علماء نے اس حدیث کے خلاف رائے لگائی ہے ان سے یہ کہنا چاہئے کہ آخرت کا حال پیغمبر صاحب تم سے زیادہ جانتے تھے۔ جب اللہ ایک فضل کرتا ہے تو تم کیوں اس کے فضل کو روکتے ہو۔ «أَمْ يَخْسِدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا أَنْهَمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ» (التساء: ۵۳) (وحیدی)

حضرت حکیم بن حزام رض جملہ القدر بزرگ حنیفی ترمذی میں جنوں نے قبل اسلام سو غلام آزاد کے اور سو اوٹ لوگوں کی سواری کیلئے دیے تھے۔ پھر اللہ نے ان کو دولت اسلام سے نوازا تو ان کو خیال آیا کہ کیوں نہ اسلام میں بھی ایسے ہی نیک کام کے جائیں۔ چنانچہ مسلمان ہونے کے بعد پھر سو اوٹ لوگوں کی سواری کے لئے دیے اور سو غلام آزاد کے۔ کہتے ہیں کہ یہ سو اوٹ ہر دو زماں میں انسوں نے حاجیوں کی سواری کے لئے پیش کئے تھے۔ پھر ان کو مکہ شریف میں قربان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو بشارت دی کہ اسلام لانے کے بعد ان کی عمد کفر کی بھی جملہ نیکیاں ثابت رہیں گی اور اللہ پاک سب کا ثواب عظیم ان کو عطا کرے گا۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا کہ مشرک کافر بھی اگر کوئی غلام آزاد کرے تو اس کا یہ نیک عمل صحیح قرار دیا جائے گا۔ غیر مسلم جو نیکیاں کرتے ہیں ان کو دنیا میں ان کی جزا مل جاتی ہے (وَمَا لَهُ فِي الْأَخْزَرِ مِنْ تَصْبِيبٍ) (الشوری: ۲۰) یعنی آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

باب اگر عربوں پر جہاد ہو اور کوئی ان کو غلام بنائے پھر ہبہ  
کرے یا عربی لوہڈی سے جماع کرے یا فدیہ لے یا سب  
باتیں درست ہیں یا بچوں کو قید کرے

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ خل میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے ایک ملوك غلام کی مثال بیان کی ہے جو بے بس ہو اور ایک وہ شخص جسے ہم نے اپنی طرف سے روزی دی ہو، وہ اس میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتا ہو کیا یہ دونوں شخص برابر ہیں (ہرگز نہیں) تمام تعریف اللہ کے لئے ہے

۱۳ - بَابُ مَنْ مَلَكَ مِنَ الْعَرَبِ  
وَبَاعَ وَجَامَعَ وَفَدَى وَسَيَ الْذُرْيَةَ  
رَقِيقًا فَوَهْبَ

وقوله تعالیٰ: «ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَنْهَا مَمْلُوكًا لَا يَقْدِيرُ عَلَى شَيْءٍ، وَمَنْ رَزَقَهَا مِنَ رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِيرًا وَجَهْرًا، هَلْ يَسْتَوْنَ؟ الْحَمْدُ لِلَّهِ، بَلْ أَكْثُرُهُمْ لَا

يَقْلُمُونَهُ [النحل : ٧٥]

### گمراکش لوگ جانتے نہیں

کہ حمر کی حقیقت کیا ہے اور غیر اللہ جو اپنے لئے حمر کا دعویدار ہو وہ کس قدر احمق اور بے عقل ہے۔

(۲۵۳۹، ۲۵۴۰) ہم سے ابن الی میریم نے بیان کیا، کما کہ مجھے لیٹ نے خردی، انہیں عقیل نے انہیں ابن شاب نے کہ عروہ نے ذکر کیا کہ مروان اور سورہ بن محمد نے انہیں خردی کہ جب ہوازن قبلہ کے بھیجے ہوئے لوگ (مسلمان ہو کر) آنحضرت ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے کھڑے ہو کر ان سے ملاقات فرمائی، پھر ان لوگوں نے آپ کے سامنے درخواست کی کہ ان کے اموال اور قیدی واپس کر دیئے جائیں۔ آپ کھڑے ہوئے (خطبہ سنایا) آپ نے فرمایا تم دیکھتے ہو میرے ساتھ جو لوگ ہیں۔ (میں اکیلا ہوتا تو تم کو واپس کر دیتا) اور بات وہی مجھے پسند ہے جو حق ہو۔ اس لئے دوچیزوں میں سے ایک ہی تمہیں اختیار کرنی ہو گی، یا اپنا مال واپس لے لو، یا اپنے قیدیوں کو چھڑا لو، اسی لئے میں نے ان کی تقسیم میں بھی دیر کی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے طائف سے لوئے ہوئے (حمرانہ میں) ہوازن والوں کا وہاں پر کتنی راتوں تک انتظار کیا تھا۔ جب ان لوگوں پر یہ بات پوری طرح ظاہر ہو گئی کہ نبی کریم ﷺ دوچیزوں (مال اور قیدی) میں سے صرف ایک ہی کو واپس فرماسکتے ہیں۔ تو انہوں نے کما کہ ہمیں ہمارے آدمی ہی واپس کر دیجئے جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا، اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق کرنے کے بعد فرمایا، اما بعد! یہ تمہارے بھائی ہمارے پاس تادم ہو کر آئے ہیں اور میرا بھی خیال یہ ہے کہ ان کے آدمی جو ہماری قید میں ہیں، انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے ان کے آدمیوں کو واپس کرے وہ ایسا کر لے اور جو شخص اپنے حصے کو چھوڑتا نہ چاہے (اور اس شرط پر اپنے قیدیوں کو آزاد کرنے کے لئے تیار ہو کہ ان قیدیوں کے بد لے میں) ہم اسے اس کے بعد سب سے پہلی غنیمت میں سے جو اللہ تعالیٰ ہمیں دے گا اس کے (اس) حصے کا بدلہ اس کے حوالہ کر دیں گے تو وہ ایسا کر لے۔ لوگ اس پر بول پڑے کہ

قال: أَخْبَرْنِي الْأَنْثِيُّ عَنْ عَفْرَيْلِ عَنْ أَنْبِيَاءِ مَرْقَبِهِ  
شَهَابٌ قَالَ: ذَكَرَ عَزْوَةً أَنَّ مَرْوَانَ  
وَالْمَسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ  
فَقَامَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَازَنَ فَسَأَلَهُ أَنَّ  
يَرْدَ إِلَيْهِ أَمْوَالَهُمْ وَسَيِّدَهُمْ، فَقَالَ: ((إِنَّ  
مَعِي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ الْحَدِيثَ إِلَيَّ  
أَصْنَدُهُ، فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّافِقَيْنِ إِمَّا  
النَّمَالُ وَإِمَّا السَّبَيْ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنِيَ  
بِهِمْ)) - وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ انتَظَرَهُمْ بِضَعْنَ  
عَشْرَةَ لَيْلَةً حِينَ قَلَّ مِنَ الطَّافِقِ - فَلَمَّا  
تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ رَادٍ إِلَيْهِ إِلَّا  
إِحْدَى الطَّافِقَيْنِ قَالُوا: فَإِنَا نَخْتَارُ سَيِّنَةً.  
فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَتَشَى عَلَى اللَّهِ  
بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ  
إِخْرَانَكُمْ جَاءَوْنَا تَائِيْنِ، وَإِنِّي رَأَيْتُ أَنَّ  
أَرْدَ إِلَيْهِمْ سَيِّدَهُمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ  
يُطَبِّبَ ذَلِكَ فَلَيَفْعَلُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ  
عَلَى حَظِيهِ حَتَّى نُعْطِيهِ إِيَّاهُ مِنْ أُولِيَّ  
يَقْيَدُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَيَفْعَلُ)). فَقَالَ النَّاسُ:  
طَيِّبَا ذَلِكَ. قَالَ: ((إِنَّا لَا نَنْزِيْنِي مِنْ أَذْنِ  
مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنَنَا. فَازْجَعُوا حَتَّى يَرْفَعَ  
إِيَّنَا عَرْفَاءَكُمْ أَمْرَكُمْ)). فَرَجَعَ النَّاسُ،  
فَكَلَمَهُمْ عَرْفَاءَهُمْ. ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيَّ  
النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيَّبُوا وَأَذْنُوا.

هم اپنی خوشی سے قیدیوں کو داپس کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا، لیکن ہم پر یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ کس نے ہمیں اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی دی ہے۔ اس لئے سب لوگ (اپنے خیموں میں) داپس جائیں اور سب کے چودھری آکر ان کی رائے سے ہمیں آگاہ کریں۔ چنانچہ سب لوگ ٹپے آئے اور ان کے سرداروں نے (ان سے گفتگو کی) پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی کہ سب نے اپنی خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ یہی وہ خبر ہے جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے سلسلے میں معلوم ہوئی ہے۔ (زہری نے کہا) اور انس بن بشیر نے بیان کیا کہ عباس بن بشیر نے نبی کریم ﷺ سے (جب بحرین سے مال آیا) کہا تھا کہ (بدر کے موقع پر) میں نے اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل بن بشیر کا بھی۔

فَهَذَا الَّذِي بَلَّغَنَا عَنْ سَيِّدِنَا هَوَازِنَةِ وَقَالَ أَنْسُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَسَنِ قَدَّمَنَا نَفْسِي وَقَادَنَا نَفْسِي عَقِيلًا).

[راجح: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

**شیخ** یہ طویل حدیث حضرت امام بخاریؓ کی جگہ لائے ہیں اور اس سے آپ نے بہت سے مسائل کا تحریج فرمایا ہے۔ حضرت امام نے باب منعقدہ کے ذیل آیت قرآنی کو نقل فرمایا جس سے آپ نے باب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ آیت میں یہ قید نہیں ہے کہ وہ غلام عرب کا نہ ہو، بلکہ عربی اور عجمی دونوں کو شامل ہے۔

حدیث میں قبیلہ عربی ہوازن کے قیدیوں کا ذکر ہے جو جنگ ہوازن میں کامیابی کے بعد مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے۔ اس سے بھی مقصد باب ثابت ہوا کہ لوڈی غلام بوقت مناسب عربوں کو بھی بنایا جا سکتا ہے۔ جب آپؐ اس جنگ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو آپؐ نے اندازہ فرمایا تھا کہ قبیلہ ہوازن والے جلد ہی اسلام قبول کر کے اپنے قیدیوں کا مطالبہ کرنے آئیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ابھی آپؐ واپس ہی ہوئے تھے کہ وند ہوازن اپنے ایسے ہی مطالبات لے کر حاضر ہو گیا۔ آپؐ نے ان کے مطالبات میں سے صرف قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ منظور فرمایا مگر اس شرط کے ساتھ کہ دیگر جملہ مسلمان بھی اس پر تیار ہو جائیں۔ چنانچہ جملہ اہل اسلام ان غلاموں کو واپس کرنے پر تیار ہو گئے۔ مگر یہ لوگ شمار میں بہت تھے اس لئے ان میں سے ہر ایک کی رضامندی فرداً فرداً معلوم کرنی ضروری تھی۔ آپؐ نے یہ حکم دیا کہ تم جاؤ اور اپنے اپنے چودھریوں سے جو کچھ تم کو منظور ہو وہ بیان کرو، ہم ان سے پوچھ لیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا اور آنحضرت ﷺ نے ان کے جملہ محدود عورتوں کو واپس کرایا۔

بحرین کے مال کی آمد پر آنحضرت ﷺ نے تقسیم کے لئے اعلان عام فرمایا تھا، اس وقت حضرت سیدنا عباس بن بشیر نے اس مال کی درخواست کے ساتھ کہا تھا کہ میں اس کا بہت زیادہ سخت ہوں، کیونکہ بدر کے موقع پر میں نہ صرف اپنا بلکہ حضرت عقیلؓ کا بھی زر فدیہ ادا کر کے خالی ہاتھ ہو چکا ہوں۔ اس پر آپؐ نے ان کو اجازت دی تھی کہ وہ جس قدر روپیہ خود آپؐ انھا سکیں لے جائیں۔ اسی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی کہ عربوں کو بھی بحالت مقررہ غلام بنایا جا سکتا ہے کہ جنگ بدر میں حضرت عباسؓ اور حضرت عقیلؓ جیسے اشراف قریش کو بھی دور غلائی سے گزرنا پڑا۔ کاش یہ معزز حضرات شروع ہی میں اسلام سے مشرف ہو جاتے۔ مگرچہ ہے (إِنَّمَا

تَهْدِي مِنْ أَنْبِيثَ وَلِكِنَ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ) (القصص: ۵۶)

۴۱- حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ (۲۵۳۱) ہم سے علی بن حسن نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر

دی، کما ہم کو ابی عنون نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نافعِ شیخیت کو لکھا تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو المصطلق پر جب حمل کیا تو وہ بالکل غافل تھے اور ان کے مویشی پالنی پی رہے تھے۔ ان کے لئے والوں کو قتل کیا گیا، عورتوں پچھوں کو قید کر لیا گیا۔ انہیں قیدیوں میں جو یوریہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) بھی تھیں۔ (نافع نے لکھا تھا کہ) یہ حدیث مجھ سے عبد اللہ بن عمر بن حینہ نے بیان کی تھی، وہ خود بھی اسلامی فوج کے ہمراہ تھے۔

حضرت جو یوریہؓ حارث بن الی ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کا باپ بنی مصطلق کا سردار تھا۔ کتنے ہیں پسلے یہ ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں۔ انہوں نے ان کو مکاتب کر دیا۔ آخر ہفتہ شیخیت نے بدلت ادا کر کے ان سے نکاح کر لیا اور آپ کے نکاح کر لیئے کی وجہ سے لوگوں نے بنی مصطلق کے کل قیدیوں کو آزاد کر دیا، اس خیال سے کہ وہ آخر ہفتہ شیخیت کے رشتہ دار ہو گئے۔ (وحیدی) بن مصطلق عرب قبیلہ تھا جسے غلام بنیا گیا تھا۔ اسی سے باب کی مطابقت ثابت ہوئی کہ عربوں کو بھی لوئڑی غلام بنیا جا سکتا ہے اگر وہ کافر ہوں اور اسلامی حکومت کے مقابلہ پر لڑنے کو آئیں۔

(۲۵۳۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ربیعہ بن الی عبد الرحمن نے، انہیں محمد بن میحیٰ بن حبان نے، ان سے ابن محیر زنے کہ میں نے ابوسعید بن شعیب کو دیکھا تو ان سے ایک سوال کیا، آپ نے جواب میں کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ اس غزوے میں ہمیں (قبیلہ بنی مصطلق کے) عرب قیدی ہاتھ آئے۔ (راتتہ ہی میں) ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور عورت سے الگ رہنا ہم کو مشکل ہو گیا۔ ہم نے چاہا کہ عزل کر لیں۔ جب رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، تم عزل کر سکتے ہو، اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن جن روحوں کی بھی قیامت تک کے لئے پیدائش مقدر ہو چکی ہے وہ تو ضرور پیدا ہو کر رہیں گی۔ (الذرا تمہارا عزل کرنا بیکار ہے)

[راجح: ۲۲۲۹]

**لشیغ** عزل کتنے ہیں ازال کے وقت ذکر باہر نکال لینے کو تاکہ رحم میں متی نہ پہنچے اور عورت کو حمل نہ رہے۔ آخر ہفتہ شیخیت نے اس کو پسند نہیں فرمایا، اسی لئے ارشاد ہوا کہ تمہارے عزل کرنے سے مقدر الہی کے مطابق پیدا ہونے والے بچے کی پیدائش رک نہیں سکتی۔ عزل کو عام طور پر کروہ سمجھا گیا، کیونکہ اس میں قطع اور تقلیل نسل ہے۔ بحالات موجودہ جو فیلمی پلانک کے نام سے تقلیل نسل کے پروگرام چلانے جا رہے ہیں، شریعت اسلامی سے اس کا علی الاطلاق جواز ڈھونڈنا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ قطع نسل

أخبرَنَا عبدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا إِنَّ عَوْنَ  
قَالَ ((كَبَّتُ إِلَيْ نَافِعَ، فَكَبَّ إِلَيْ)) أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ أَخَارَ عَلَى نَبِيِّ الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ  
غَارُونَ وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَلَّ  
مَقَابِلَتُهُمْ وَسَيِّدُهُمْ ذَرَارِيَّهُمْ وَأَصَابَ يَوْمَيْهِ  
جُوَيْرِيَّةً. حَدَّثَنِي بِهِ عَنْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ،  
وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ)).

۲۵۴۲ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ  
عَنْ أَبِنِ مُحَمَّدٍ فِي رَأْيِهِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا سَعِيدَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: حَرَجَنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ  
فَأَصْبَنَا سَبْيَا مِنْ سَيِّدِ الْعَرَبِ فَاشْهَدْنَا  
السَّيَّاءَ فَأَشَدَّتْ عَلَيْنَا الْغَزَبَةُ وَأَخْبَتْنَا  
الْعَزْلَ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا  
عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا؛ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَانَتْ  
إِلَيْ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَةً)).

(۲۵۳۳) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر بن عبد الحمید نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قفعاع، ان سے ابو زرعة نے اور ان سے ابو ہریرہ بن شوہر نے کہا کہ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا ہوں۔ (دوسری سنداً امام خارجی نے کہا) مجھ سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر بن عبد الحمید نے خبر دی، انہیں مغیرہ نے، انہیں حارث نے، انہیں ابو زرعة نے اور انہیں ابو ہریرہ بن شوہر نے (تیسرا سنداً) اور مغیرہ نے عمارہ سے روایت کی، انہوں نے ابو زرعة سے کہ ابو ہریرہ بن شوہر نے فرمایا، تمین بالوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنائے۔ میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ رسول کریم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہونگے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے زکوٰۃ (وصول ہو کر آئی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہؓ کے پاس تھی تو آخر صرفت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دے کہ یہ حضرت اسماعیل ﷺ کی اولاد میں سے ہے۔

۲۵۴۳ - حدَّثَنَا زُهْرِيُّ بْنُ حَزَبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُزٌ عَنْ عَمَّارَةَ بْنِ الْقَعْدَةِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَا أَزَالُ أَحْبُّ بَنِي تَمِيمٍ . . ح .)). وَحَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامَ أَخْبَرَنَا حَرْبُزٌ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الْمُفْرِيَةِ عَنِ الْخَارِثِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ . . ح وَعَنْ عَمَّارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((مَا زَلتُ أَحْبُّ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ ثَلَاثَةَ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِيهِمْ مَسِعْتَهُ يَقُولُ: ((هُمْ أَشَدُّ أَمْتَنِي عَلَى الدُّجَالِ)) قَالَ: وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُنَوْ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا)). وَكَانَ سَيِّدَةُ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ: ((أَغْتَفِنَهَا فَلِنَهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ)).

[طرفة في : ۴۳۶۶].

**تذکرہ** حدیث ہذا میں ذکر ہے کہ آخر صرفت ﷺ نے ایک لوڈی عورت کے آزاد کرنے کا حضرت عائشہؓ کو حکم فرمایا اور ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ یہ عورت حضرت اسماعیل ﷺ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ لذا معزز ترین خاندانی عورت ہے اسے آزاد کر دو۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا کہ عربوں کو بھی غلام لوڈی بنایا جا سکتا ہے۔ اس عورت کا تعلق بنو تمیم سے تھا اور بنو تمیم کے لئے آخر صرفت ﷺ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کو اپنی قوم قرار دیا، کیونکہ یہ ایک عظیم عرب قبیلہ تھا جو تمیم بن مرہ کی طرف منسوب تھا۔ جس کا نسب نامہ یوں رسول کریم ﷺ سے ملتا ہے۔ تمیم بن مرہ بن اد بن طانحہ بن الیاس بن مضر۔ یہاں پہنچ کر یہ نب نامہ رسول کریم ﷺ سے مل جاتا ہے۔

اس قبیلہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ آخر صرفت ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دجال کے مقابلے پر یہ قبیلہ بہت سخت ہو گا جو لڑائی میں تھی کے ساتھ دجال کا مقابلہ کرے گا۔ ایک مرتبہ بنو تمیم کی زکوٰۃ وصول ہو کر دربار رسالت میں پہنچی تو آپ نے از راہ کرم فرمایا کہ یہ ہماری قوم کی زکوٰۃ ہے۔ آخر صرفت ﷺ نے بحالت کفر بھی اس خاندان کی اس قدر عزت افزائی فرمائی کہ اس سے تعلق رکھنے والی ایک لوڈی خاتون کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ یہ اولاد اسماعیل سے ہے۔

اس حدیث سے نبی شرافت پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ اسلام نے نبی شرافت میں غلو سے منع فرمایا ہے اور حد انتدال میں

نسی شرافت کو آپ نے قائم رکھا ہے جیسا کہ اس حدیث سے پچھے مذکور شدہ واقعات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے جگ ختن کے موقع پر اپنے آپ کو عبد المطلب کا فرزند ہونے پر اظہار فخر فرمایا تھا۔ معلوم ہوا کہ اسلام سے پلے کے غیر مسلم آباء و اجداد پر ایک مناسب حد تک فخر کیا جا سکتا ہے لیکن اگر یہی فخری اعت گھنٹہ دغور بن جائے کہ دوسرے لوگ نہ گئے میں حقیر نظر آئیں تو اس حالت میں خاندانی فخر کفر کا شیوه ہے جو مسلمان کے لئے ہرگز لائق نہیں۔ فتح کے پر آخرت ﷺ نے قریش کی اس نخوت کے خلاف اظہار ناراضی فرم کر قریش کو آگاہ فرمایا تھا کہ کلکم ہتو آدم و آدم من تراب تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے۔

### باب جو شخص اپنی لوندی کو ادب اور علم سکھائے، اس کی

#### فضیلت کا بیان

(۲۵۳۲) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے سنا، انہوں نے مطرف سے، انہوں نے شبی سے، انہوں نے ابو بردہ سے، انہوں نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص کے پاس کوئی لوندی ہو اور وہ اس کی اچھی پرورش کرے اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرہ ثواب ملے گا۔

الحمد لله کہ حرم کعبہ مکہ المکرہ میں کم محرم ۱۳۹۰ھ سے اس پارے کے متن کا لفظ لفظ پڑھنا، پھر ترجمہ لکھنا شروع کیا تھا، ساتھ ہی رب کعبہ سے دعائیں بھی کرتا رہا کہ وہ اس عظیم خدمت کے لئے صحیح فہم عطا کرے۔ آج ۱۴ محرم ۹۹ھ کو بعونہ تعالیٰ اس حدیث تک پہنچ گیا ہوں۔ پارہ ۹، ۱۰ کے متن کو کعبہ شریف و مدینۃ المنورہ میں بیٹھ کر پڑھنے کی نذر بھی مانی تھی۔ اللہ کا بے حد شکر ہے کہ یہاں تک کامیابی ہو رہی ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ بقیا کو بھی پورا کرائے اور قلم میں طاقت اور دلاغ میں قوت عطا فرمائے، آمين ثم آمين۔

### باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ

”غلام تمہارے بھائی ہیں پس ان کو بھی تم اسی میں سے  
کھلاو جو تم خود کھاتے ہو“

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھراو اور مال باپ کے ساتھ تیک سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور تیکوں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار پڑوسیوں اور غیر پڑوسیوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور لوندی غلاموں کے ساتھ (اچھا سلوک کرو) بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جو تکبر کرنے اور اکثر نے والا اور گھنٹہ دغور

### ۱۴ - بَابُ فَضْلِ مَنْ أَدَّبَ جَارِيَةً

#### وَعَلَمَهَا

۲۵۴۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
سَمِعَ مُحَمَّدًا بْنَ فُضَيْلَ عَنْ مُطَرْ فِي عَنِ  
الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :  
((مَنْ كَانَ لَهُ جَارِيَةً فَعَلَمَهَا فَأَخْسَنَ  
إِلَيْهَا، ثُمَّ اغْنَهَا وَتَرَوَّجَهَا كَانَ لَهُ  
أَجْرُهَا)). [راجح: ۹۷]

### ۱۵ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ : ((الْعَيْنِ إِخْوَانُكُمْ فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ))

وَقَوْلُهُ تَعَالَى : هُوَ أَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا  
بِهِ شَيْئاً، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِخْسَانًا، وَبِذِي  
الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ، وَالْجَارِ ذِي  
الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبُ وَالصَّاحِبِ  
بِالْجُنُبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُكُمْ، إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ

مختالاً فَخُورًا<sup>۱۰</sup>  
[النساء: ۳۶].

کرنے والا ہو۔ (آیت میں) ذی القلبی سے مراد رشتہ دار ہیں، جنہیں  
سے غیر یعنی اجنبی اور الجارِ الجنب سے مراد سفر کا ساتھی ہے۔

**لشیخ** حضرت امام نے مقصود باب ثابت فرمائے کے لئے آیت قرآنی کو نقل فرمایا: جس میں ترجمۃ الہب لفظ ﴿وَمَا ملکت ایمانکم﴾ سے لفڑا ہے جس سے لوٹدی غلام مراد ہیں۔ ان کے ساتھ احسان سلوک کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ دوسرے قرابت داروں اور عائیٰ و مسائیں کے ساتھ ضروری ہے۔ عمد رسالت پناہ وہ دور تھا جس میں انسانوں کو لوٹدی غلام بنا کر جانوروں کی طرح خریدا اور بچا جاتا تھا اور دنیا کے کسی قانون اور نہ ہب میں اس کی روک نہ تھی۔ ان حالات میں پنجہرا اسلام علیہ الف الف صلوات و سلام نے اپنی حسن تدبیر کے ساتھ اس رسم کو ختم کرنے کا طریقہ اپنایا اور اس بارے میں اسکی پاکیزہ ہدایات پیش کیں کہ عام مسلمان اپنے غلاموں کو انسانیت کا درجہ دیتے۔ لہذا ان کو اپنے بھائی بند کھجھنے لگ گئے۔ ان کے ساتھ ہر ممکن سلوک احسان ایمان کا خاصہ بتایا گیا جس کے نتیجے میں رفتہ رفتہ یہ رسم بد انسانی دنیا سے تقریباً ختم ہو گئی۔ یہ اسی پاکیزہ تعلیم کا اثر تھا۔ یہ ضرور ہے کہ اب غلامی کی اور بدترین صورتیں وجود میں آگئی ہیں۔

(۲۵۳۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ہم سے واصل بن حیان نے جو کہڑے تھے، بیان کیا، کہا کہ میں نے معرور بن سوید سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو ذر غفاریؓ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ایک وفسہ میری ایک صاحب (یعنی بلاںؓ سے) سے کچھ گھلی گلوج ہو گئی تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے میری شکایت کی، آپؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی مل کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا، تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لئے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہوا سے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔

۲۵۴۵ - حَدَّثَنَا أَدْمَنْ بْنُ أَبِي قَالَ إِنَّمَا  
قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَأَصْلَى  
الْأَخْدَبُ قَالَ: سَمِعْتُ الْمَغْرُورَ بْنَ  
سُوَيْدَ قَالَ: ((رَأَيْتُ أَبَا ذَرَ الْفِقَارِيَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ خَلَةٌ وَعَلَى غَلَامِهِ خَلَةٌ،  
فَسَأَلْتَهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: إِنِّي سَابَقْتُ رَجُلًا  
فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ  
(أَعْيُرْتَهُ بِأَمْوَالِهِ؟) فَمَمَّا قَالَ: ((إِنَّ إِخْرَاجَكُمْ  
خَوْلَكُمْ جَعَلَهُمُ اللهُ تَعَالَى أَبْدِنَكُمْ، فَمَنْ  
كَانَ أَخْوَهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلَيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ  
وَلَيُنْسِهِ مِمَّا يَلْبِسُ، وَلَا تَكْلِفُهُمْ مَا  
يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ  
فَأَعْيُنُوهُمْ)). [راجع: ۳۰]

تاکہ وہ آسانی سے اس خدمت کو انجام دے سکیں۔

روایت میں مذکور غلام سے حضرت بلاںؓ مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا ابو ذرؓ کے بھائیوں میں سے کوئی تھے جیسے مسلم کی روایت میں ہے۔ غلام کو ساتھ کھلانے کا حکم استحبایا ہے۔ حضرت ابو ذرؓ اپنے غلام کو ساتھ ہی کھلاتے اور اپنے ہی جیسا کپڑا پہناتے تھے۔ آیات باب میں ذی القلبی سے رشتہ دار مراد ہیں۔ یہ ابن عباسؓ سے مردی ہے، اس کو علی بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور جنہیں بعضوں نے

یہودی اور نصرانی مراد رکھا ہے۔ یہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے لکھا ہے۔ اور جاری المحب کی جو تفسیر امام بخاری<sup>ؓ</sup> نے کی ہے وہ مجید اور قادہ سے مقول ہے۔ اس حدیث سے ان معاذین اسلام کی بھی تردید ہوتی ہے جو اسلام پر غلامی کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ رسم غلامی کی جزوں کو اسلام ہی نے کھو کھلا کیا ہے۔

**باب جب غلام اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرے اور اپنے آقا کی خیر خواہی بھی تو اس کے ثواب کا بیان**

(۲۵۳۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے، انہوں نے تلفع سے، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دو گناہ ثواب ملتا ہے۔

**۱۶- بَابُ الْعَبْدِ إِذَا أَخْسَنَ عِبَادَةً رَبِّهِ، وَنَصَحَّ سَيِّدَهُ**

۲۵۴۶- حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((الْعَبْدُ إِذَا نَصَحَّ سَيِّدَهُ وَأَخْسَنَ عِبَادَةً رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرَةُ مَرْتَبَيْنِ)).

[طرفہ فی : ۲۰۰۰]

**شیخ** آنحضرت شیخ نے جمل مالکوں کو اپنے لوئڑی غلاموں کے ساتھ احسان و سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی وہاں لوئڑی غلاموں کو بھی احسن طریق پر سمجھا یا کہ وہ اسلامی فرائض کی ادائیگی کے بعد اپنا اہم فرضہ اپنے مالکوں کی خیر خواہی ان کو فتح رسانی کبھیں۔ مالک اور آقا کے بھی حقوق ہیں۔ ان کے ساتھ وقارواری کے ساتھ زندگی گزاریں۔ ان کے لئے ضرر رسانی کا بھی تصور بھی نہ کریں۔ وہ ایسا کریں گے تو ان کو دو گناہ ثواب ملتے گا۔ فرائض اسلامی کی ادائیگی کا ثواب اور اپنے مالک کی خدمت کا ثواب اسی دو گئے ثواب کا تصور تھا جس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے وہ تمنا ظاہر فرمائی جو اگلی روایت میں مذکور ہے۔

(۷) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی صلح سے، انہوں نے شجاعی سے، انہوں نے ابو یروہ سے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری<sup>ؓ</sup> نے بیان کیا کہ رسول کریم<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے فرمایا جس کی کے پاس بھی کوئی باندی ہو اور وہ اسے پورے حسن و خوبی کے ساتھ ادب سکھائے، پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دو گناہ ثواب ملتا ہے اور جو غلام اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کر لے اور اپنے آقاوں کے بھی تو اسے بھی دو گناہ ثواب ملتا ہے۔

۲۵۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَبِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَانُ عَنْ صَالِحٍ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِي بُرَدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ: ((إِنَّمَا رَجُلٌ كَانَ لَهُ جَارِيَةً أَدَبَهَا فَأَخْسَنَ تَادِيَتَهَا وَأَغْنَفَهَا وَتَرَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانَ، وَإِنَّمَا عَبْدٌ أَدَى حَقَّ اللَّهِ وَحْقَ مَوَالِيهِ فَلَهُ أَجْرَانٌ)).

[راجع: ۹۷]

اسلامی شریعت میں عورت مرد سب کو تعلیم دیتا چاہئے یہاں تک کہ لوئڑی غلاموں کو بھی علم حاصل کرانا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے۔ مگر علم وہ جس سے شرافت اور انسانیت پیدا ہو، نہ آج کے علوم مروجہ جو انسان نما جوانوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ العلم قال اللہ قال رسولہ قال الصحابة ہم اولو العرفان یعنی حقیقی علم وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پھر آپ کے صحابہ نے پیش فرمایا

۲۵۴۸- حَدَّثَنَا يَشْرُبُرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ (۲۵۳۸) ہم سے بشربن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک

نے خردی، کماہم کو یونس نے خردی، انہوں نے زہری سے نا، انہوں نے کماکہ میں نے سعید بن مسیب سے نا، انہوں نے کماکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میان کیا کہ ان سے نبی کرم مصطفیٰ نے فرمایا، غلام جو کسی کی تکلیف میں ہوا اور نیکو کارہوتا سے دو ثواب ملتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد، حج اور والدہ کی خدمت (کی روک) نہ ہوتی تو میں پسند کرتا کہ غلام رہ کروں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ غلام پر جہاد فرض نہیں ہے، اسی طرح حج اور وہ بغیر اپنے مالک کی اجازت کے جہاد اور حج کے لئے جابھی نہیں سکتا۔ اسی طرح انہی مال کی خدمت بھی آزادی کے ساتھ نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں آزادی کی نسبت کسی کا غلام رہنا زیادہ پسند کرتا۔ قال ابن بطال هو من قول ابی هریرۃ وکنلک قاله الداؤدی وغیرہ انه مدرج فی الحديث وقد صرخ بالا دراج الاسماعیلی من طریق آخر عن عبداللہ بن المبارک بلطف والذی نفس ابی هریرۃ بیده الخ وصرح مسلم ایضاً بذلک (حاشیۃ بخاری) یعنی یہ قول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ عبداللہ بن مبارک سے صراحتاً یہ آیا ہے اور مسلم میں بھی یہ صراحت موجود ہے۔ واللہ اعلم

(۲۵۳۹) ہم سے اسحاق بن نصر نے میان کیا، کماہم سے ابو اسلام نے میان کیا، انہوں نے اعش سے، ان سے ابو صالح نے میان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم مصطفیٰ نے فرمایا کتنا اچھا ہے کسی کا کادہ غلام جو اپنے رب کی عبادت تمام حسن و خوبی کے ساتھ بجائے اور اپنے مالک کی خیر خواہی بھی کرتا ہے۔

لب غلام پر دست درازی کرنا اور یوں کہنا کہ یہ میرا غلام ہے یا لونڈی مکروہ ہے

۲۵۴۹ - حدَّثَنَا إِنْحَاجَنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (نَعَمَا لِأَخْدِيمْ يُخْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَتَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ)).

۱۷ - بَابُ كِرَاهِيَّةِ التَّطَاوِلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ عَنْدِيْ أَوْ أَمْتَيْ

حافظ نے کماکہ کراہیت تحریکی مراد ہے۔ کیونکہ غلام سے اپنے کو اعلیٰ سمجھنا ایک طرح کا تکبر ہے۔ غلام بھی ہماری طرح خدا کا بندہ ہے۔ آدمی اپنے تین جانور سے بھی بدتر سمجھے غلام تو آدمی ہے اور ہماری طرح آدم کی اولاد ہے اور غلام لوٹی اس وجہ سے کہا مکروہ ہے کہ کوئی اس سے حقیقی معنی نہ سمجھے۔ کیونکہ حقیقی بندگی تو سوائے خدا کے اور کسی کے لئے نہیں ہو سکتی (وحیدی)

آگے مجتہد مطلق حضرت امام تخاریؒ نے آیات قرآنی نقل کی ہیں جن سے لفظ غلام، لونڈی اور سید کے الفاظ استعمال کرنے کا جواز ثابت کیا ہے۔ یہ سب مجازی معانی میں ہیں۔ لفظ عبد، مملوک اور سید آیات قرآنی و احادیث نبوی میں ملتے ہیں جیسا کہ یہاں متعلق ہیں، ان سے ان الفاظ کا مجازی معانی میں استعمال ثابت ہوا۔ قال ابن بطال جاز ان بقول الرجل عبدی او امتي بقوله تعالى والصالحين من عبادكم و امانكم و انما نهى عنه على سبيل التحرير و كره ذلك لاشراك الله بالله اذا يقال عبد الله و امة الله فعلى هذا لا ينبغي التسمية بنحو عبد الرسول و عبد النبي و نحو ذلك مما يضاف العبد فيه الى غير الله تعالى (حاشیۃ بخاری شریف)

اور سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اور تمہارے غلاموں اور تمہاری باندیوں میں جو نیک بخت ہیں۔ اور (سورہ نحل میں فرمایا) ”ملوک غلام“ نیز سورہ یوسف میں فرمایا اور دونوں (حضرت یوسف اور زیلخا) نے اپنے آقا (عزیز مصر) کو دروازے پر پلایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نباء میں) فرمایا ”تمہاری مسلمان باندیوں میں سے“۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اپنے سردار کے لینے کے لئے اٹھو (سعد بن معاذ بن عثیمین) کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں فرمایا (یوسف نے اپنے جیل خانہ کے ساتھی سے کہا تھا کہ اپنے سردار (حاکم) کے یہاں میرا ذکر کرو دینا۔“ اور نبی کریم ﷺ نے (بنو سلمہ سے دریافت فرمایا تھا کہ) تمہارا سردار کون ہے؟

(۲۵۵۰) ہم سے مسدود بن مسجد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے، ان سے نافع نے کہا اور ان سے عبد اللہ بن عمر عیشیٰ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے رب کی عبادت تمام حسن و خوبی کے ساتھ بجالائے تو اسے دو گناہ و ثواب ملتا ہے۔

وقالَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ الصَّالِحُونَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَانِكُمْ، وَقَالَ: هُنَّا عَبْدًا مَمْلُوكًا، هُوَ الْفَقِيرُ سَيِّدُهَا لَدَى الْأَبَابِ، وَقَالَ: هُنَّ مَنْ فَتَاهُكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَوْمَا إِلَى سَيِّدِكُمْ)). وَهُوَ أَذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكُمْ: سَيِّدِكُمْ، وَ((مَنْ سَيِّدْكُمْ)).

٤٥٥٠ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ حَدَّثَنِي نَافعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (إِذَا نَصَحَ الْعَبْدُ سَيِّدَهُ وَأَخْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ مَرْتَبٌ).

[راجح: ۲۵۴۶]

روایت میں لفظ عبد اور سید استعمال ہوئے ہیں کی مقصود باب ہے۔

٤٥٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِةَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَمْلُوكُ الْذِي يَخْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيَقُولُ إِلَى سَيِّدِهِ الْذِي لَهُ عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرٌ)).

[راجح: ۹۷]

یہ اس لئے کہ اس نے دو فرض ادا کیے۔ ایک اللہ کی عبادت کا فرض ادا کیا۔ دوسرے اپنے آقا کی اطاعت کی جو شرعاً اس پر فرض تھی اس لئے اس کو دو گناہ و ثواب حاصل ہوا (فقی)

٤٥٥٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ

نے بیان کیا، کہا ہم کو معمراً نے خردی، انہیں ہام بن منبه نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ کوئی شخص (کسی غلام یا کسی بھی شخص سے) یہ نہ کے اپنے رب (مراد آقا) کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا۔ اپنے رب کو پانی پلا۔ بلکہ صرف میرے سردار میرے آقا کے الفاظ کہنا چاہئے۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کے۔ ”میرا بندہ“ میری بندی، بلکہ یوں کہنا چاہئے میرا چھوکرا، میری چھوکری، میرا غلام۔

الْرَّازِيقُ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْنَىٰ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَنْبَهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْدُثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْلُلُ أَحَدُكُمْ: أَطْعُمُ رَبِّكَ، وَصَنَعَ رَبِّكَ، إِسْقَى رَبِّكَ، وَتَقْلِلُ: سَيِّدِي مَوْلَايَ). وَلَا يَقْلُلُ أَحَدُكُمْ: عَنْدِي، أَمْتَيْ. وَتَقْلِلُ: فَتَأْيِي وَفَتَأْتِي وَغَلَّامِي)).

**لشیخ** رب کاظم کرنے سے منع فرمایا۔ اسی طرح بندی کا تاکر شرک کا شہر نہ ہو، گوایا کہنا کروہ ہے حرام نہیں جیسے قرآن میں ہے (اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (یوسف: ۳۲)) بعضوں نے کما پکارتے وقت اس طرح پکارنا منع ہے۔ غرض مجازی معنی جب مراد لیا جائے غایت درجہ یہ فعل کروہ ہو گا اور یہ وجہ ہے کہ علماء نے عبدالنبی یا عبدالحسین ایسے ناموں کا رکھنا کروہ سمجھا ہے اور ایسے ناموں کا رکھنا شرک اس معنی پر کہا ہے کہ ان میں شرک کا ایساام یا شاہر ہے۔ اگر حقیقی معنی مراد ہو تو بے شک شرک ہے۔ اگر مجازی معنی مراد ہو تو شرک نہ ہو گا مگر کہا ہے کہ ایسے نام نہ رکھے جائیں۔ کیونکہ جمل شرک کا وہم ہو وہاں سے بڑھا پر بہیز بہتر ہے۔ خاص طور پر لفظ ”عبد“ ایسا ہے جس کی اضافت لفظ اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ اسماء الحسنی عی کی طرف مناسب ہے۔ توحید و سنت کے پیروکاروں کے لئے لازم ہے کہ وہ غیر اللہ کی طرف ہرگز اپنی عبادت کو منسوب نہ کریں۔ (اباک نعبد ہے کا یہی تقاضا ہے۔ واللہ ہو الموافق۔

٢٥٥٣- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبِيُّ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ أَغْنَقَ نَصِيبَاهُ لَهُ مِنَ الْعَبْدِ، فَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَنْلَعُ قِيمَتُهُ يَقُومُ عَلَيْهِ قِيمَةُ عَذْلٍ وَأَعْنَقَ مِنْ مَالِهِ، وَإِلَّا فَقَدْ عَنَّ مِنْهُ مَا عَنَّقَ)).

(۲۵۵۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جری بن حازم نے بیان کیا، انہوں نے نافع سے، وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے غلام کا اپنا حصہ آزاد کرویا، اور اس کے پاس اتنا مال بھی ہو جو جس سے غلام کی واجبی قیمت ادا کی جاسکے تو اسی کے مال سے پورا غلام آزاد کیا جائے گا اور نہ جتنا آزاد ہو گیا ہو گیا۔

صرف وہی حصہ اس کی طرف سے آزاد ہو رہے گا۔ اس حدیث کو اس لئے کہ اس میں عبد کاظم غلام کے لئے آیا۔ پس مجاز آسلام پر عبد بولا جا سکتا ہے۔

٢٥٥٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعْيِهِ))

(۲۵۵۴) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قظلان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا، حضرت عبداللہ بن عمر بن حنظہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعلیا کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس

لوگوں کا واقعی امیر ایک حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہو گا۔ دوسرے ہر آدمی اپنے گھروں والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ تیسرا عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ چوتھا غلام اپنے آقا (سید) کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ ہو گی۔

فَالْمُبِينُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتٍ بَعْلَهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، وَالْغَبْنُ رَاعٍ عَلَى قَالٍ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ. أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعْيَتِهِ)). [راجع: ۸۹۳]

اس روایت میں بھی غلام کے لئے لفظ عبد اور آقا کے لئے لفظ سید کا استعمال ہوا ہے۔ اس طرح مجازی معنوں میں ان الفاظ کا استعمال کرنا درست ہے۔ حضرت امامؐ کا یہی مقصد ہے جس کے تحت یہاں آپ یہ جملہ روایات لائے ہیں۔ ان الفاظ کا استعمال منع بھی ہے جب حقیقی معانی مراد لئے جائیں۔ اور یہ اس میں تطبیق ہے۔

(۲۵۵۵، ۵۶) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا زہری سے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود نے بیان کیا، کہا میں نے ابو ہریرہ اور نزید بن خالد رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب باندی زنا کرائے تو اسے (بطور حد شرعی) کوڑے لگاؤ پھر اگر کرائے تو کوڑے لگاؤ اور اب بھی اگر کرائے تو اسے کوڑے لگاؤ۔ تیسرا یا چوتھی بار میں (آپ نے فرمایا کہ) پھر اسے نفع دو، خواہ قیمت میں ایک رسی ہی ملے۔

۲۵۵۶ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْيَضُ الدُّهْنِيُّ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَزَيْنَدَ بْنَ حَالِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا زَانَتِ الْأُمَّةُ فَاجْلِدُوهَا ثُمَّ إِذَا زَانَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِذَا زَانَتْ فَاجْلِدُوهَا فِي الْفَاطِةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَيُفْعَلُوْهَا وَلَوْ بِضَفْرِي)). [راجع: ۲۱۴۵، ۲۱۵۲]

اس حدیث کو اس لئے لائے کہ اس میں لونڈی کے لئے امتہ کا لفظ فرمایا ہے۔ قطلانی نے کہا کہ اس حدیث کے لانے سے یہ مقصود ہے کہ جب لونڈی زنا کرائے تو اس پر دست درازی منع نہیں ہے بلکہ اس کو سزا دینا ضروری ہے۔ آخر میں یہ روایی کا نتیجہ ہے کہ آپ نے تیسرا بار میں یعنی کام حکم فرمایا یا چوتھی بار میں۔

ان جملہ روایات کے نقل کرنے سے حضرت امامؐ نے ثابت فرمایا کہ مالکوں کو غلاموں اور لونڈیوں پر بڑائی نہ بتانی چاہئے۔ انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں۔ شرافت اور بڑائی کی بنیاد ایمان اور تقویٰ ہے۔ حقیقی آقا حاکم مالک سب کا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ دنیاوی مالک آقا سب مجازی ہیں۔ آج ہیں اور کل نہیں۔ جن آیات اور احادیث میں ایسے الفاظ آقاوں یا غلاموں کے لئے مستعمل ہوئے ہیں وہاں مجازی معانی مراد ہیں۔

۱۸ - بَابُ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ خَادِمَةً بِطَعَامِهِ

باب جب کسی کا خادم کھانا لے کر آئے؟

(۲۵۵۷) ہم سے مجاہج بن منمال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے محمد بن زیاد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کرم مسیح علیہ السلام کے حکم سے کہ جب کسی کاغلام کھانا لائے اور وہ اسے اپنے ساتھ (کھلانے کے لئے) نہ بھا سکے تو اسے ایک یا دو نوالے ضرور کھلا دے یا (آپ نے لفہمہ اور لفہمین کے بدل اکلہ اور اکلہین فرمایا) (یعنی ایک یا دو لقے) کیونکہ اسی نے اس کو تیار کرنے کی تکلیف اٹھائی ہے۔

۲۵۵۷ - حدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَخْدَكُمْ حَادِمَةً بِطَغْيَامِهِ فَإِنْ لَمْ يَجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْتَبَاوَلْهُ لُفْمَةً أَوْ لُفْمَتَينِ، أَوْ أَكْلَهُ أَوْ أَكْلَتَينِ، فَإِنْهُ وَلِيَ عِلَاجَهُ)). [طرفہ فی : ۵۴۶۰].

لقط خادم میں غلام، نوکر چاکر، شاگرد سب داخل ہو سکتے ہیں۔

۱۹ - بَابُ الْعَبْدِ رَاعِيٌ فِي مَالِ مَسِيدِهِ.  
وَنَسَبَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى السَّيِّدِ

مجتهد مطلق حضرت امام بخاریؑ کا مقصد باب یہ ہے کہ مجازی معامل میں غلام لوڈی اپنے مالکوں کو سید کے لفظ سے یاد کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں حدیث میں الفاظ الخادم فی مال مسیدہ راعی میں بولا گیا ہے۔ یہ حدیث جامع الحجج میں کئی جگہ نقل کی گئی ہے اور مجتهد مطلق نے اس سے بہت سے مسائل کا انتساب فرمایا ہے جیسا کہ اپنے اپنے مقام پر بیان ہو گا۔ ان معاذین خاصین پر انہوں جو ایسے مجتهد کاں کی درایت سے انکار کر کے خود اپنے کو ربانی کا ثبوت دیتے ہیں۔

(۲۵۵۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر آدمی حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ امام حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ مرد اپنے گھر کے معاملات کا افسر ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی افسر ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے سید کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہو گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بتیں سنی ہیں اور مجھے خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے باپ کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ غرض تم

۲۵۵۸ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنِ الرَّهْبَرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: فَالإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالنِّسَاءُ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَهِيَ مَسْؤُلَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالخَادِمُ فِي مَالِ مَسِيدِهِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)). قَالَ: فَسَمِعْتُ هُؤُلَاءِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((وَالرَّجُلُ فِي مَالِ أَبِيهِ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ،

میں سے ہر فرد حاکم ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

### باب اگر کوئی غلام لوئڈی کو مارے تو چہرے پر نہ مارے

(۲۵۵۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، کما کہ مجھے ابن قلائل (ابن سعید) نے خبر دی، انہیں سعید مقبری نے، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، نبی کریم ﷺ سے۔

(دوسری سند اور امام بخاری نے کہا) اور ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کما ہم کو عمر نے خبر دی ہم سے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب کوئی کسی سے جھکڑا کرے تو چہرے (پر مارنے) سے پرہیز کرے۔

مار پیٹ میں چہرے پر مارنے سے پرہیز صرف غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ یہل پوچکہ غلاموں کا بیان ہو رہا تھا اس لئے عومن میں اسی کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ بلکہ چہرے پر مارنے سے پرہیز کا حکم تمام انسانوں بلکہ جانوروں تک کے لئے ہے۔ حضرت امام نے روایت میں ایک راوی کا نام نہیں لیا۔ صرف ابن قلائل سے یاد کیا ہے اور وہ ابن سعید ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اسے امام مالک اور امام احمدؓ نے جھوٹا کہا ہے اور امام بخاری نے اس کی روایت اس مقام کے سوا اور کہیں اس کتاب میں نہیں نکال اور یہل بھی بطور متابعت کے ہے۔ کیونکہ امام مالک اور عبدالرازاق کی روایت بھی بیان کی۔

**لشیخ** اسلام کی روایت میں صاف اذاضرب ہے اور اس حدیث میں گو خادم کو مارنے کی صراحت نہیں ہے۔ مگر امام بخاری نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انسوں نے ادب المفرد میں نکالا اس میں یوں ہے۔ اذاضرب خادمه یعنی جب کوئی تم میں سے اپنے خادم کو مارے۔ حافظ نے کہا یہ عام ہے خواہ کسی حد میں مارے یا تغیر میں ہر حال میں منہ پر نہ مارنا چاہئے۔ اس کی وجہ مسلم کی روایت میں یوں مذکور ہے۔ کیونکہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر بنا لیتی مار کھانے والے شخص کی صورت پر۔ بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر بنا لیا (وحیدی) ویسے چہرے پر مارنا ادب اور اخلاق کے بھی سراہر خلاف ہے۔ اگر مارنا ہی ہو تو جسم کے دیگر اعضاء موجود ہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال التبوی قال العلماء انما نهی عن ضرب الوجه لانه لطیف يجمع المحسن واکثر ما يقع الا دراك باعضاه فيخشى من ضربه ان تبطل او تشوہ كلها او بعضها واليثن فيها فاحشر لظهورها وبروزها بل لا يسلم اذاضربه من شين والتليل المذكور احسن لكن ثبت عند مسلم تعليل اخر فانه اخرج الحديث من طريق ابی ابوبكر المراغي عن ابی هريرة وزاد فان الله خلق آدم

فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْتَوْلٌ عَنْ رَعْيِهِ). [راجح: ۸۹۳]

### ۶۰- نَابٌ إِذَا ضَرَبَ الْعَدْ فَلْيَجْتَبِ الْوَجْهَ

۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنَةَ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَقَبِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ ح. قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَبْنُ فَلَادَنَ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ أَبْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ الرَّازِيقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَاتَلَ أَخْدُوكُمْ فَلْيَجْتَبِ الْوَجْهَ)).

علی صورۃ و اختلف فی الضمیر علی من یعود فالاکثر علی انه یعود علی المضروب لاما تقدم من الامر باکرام وجہه ولو لا ان العراد التعیل بذلك لم یکن لهذه الجملة ارتباط بما قبلها وقال القرطی اعاد بعضهم الضمیر علی الله متمنساً بما ورد في بعض طرقه ان الله خلق ادم على صورة الرحمن الى اخره (فتح الباری)

خلاص مطلب یہ کہ علماء نے کہا ہے چہرے پر مارنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ یہ عضو طیف ہے جو جملہ محاسن کا مجموعہ ہے اور اکثر اداک کا موقع چہرے کے اعضاء ہی سے ہوتا ہے۔ پس اس پر مارنے سے خطرہ ہے کہ اس میں کئی ایک نقائص و عیوب پیدا ہو جائیں، پس یہ علت بہتر ہے جن کی بنا پر چہرے پر مارنا منع کیا گیا ہے۔ لیکن امام مسلم کے نزدیک ایک اور علت ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو ابوالیوب مراغی کی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے جس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ اللہ نے آدم کو اس کی صورت پر پیدا کیا ہے اگرچہ ضمیر کے مرتع میں اختلاف ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک یہ ضمیر مذکوب ہی کی طرف لوٹی ہے۔ اس لئے کہ پسلے چہرے کے اکرام کا حکم ہو چکا ہے۔ اگر یہ تغییل مراد نہ لی جائے تو اس جملہ کا مقصد سے کوئی ربط باقی نہیں رہ جاتا۔ قرطی نے کہا کہ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے دلیل میں بعض طرق کی اس عبارت کو پیش کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ اللہ نے آدم کو رحمٰن کی صورت پر پیدا کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ قرآن کی نص صریح لبس کمثله شنی دلیل ہے کہ اللہ پاک کو اور اس کے چہرے کو کسی سے تشیہ نہیں دی جاسکتی واللہ اعلم با صواب۔

اہم حدیث کا یہی مذهب ہے کہ اللہ پاک اپنی ذات اور جملہ صفات میں وحدہ لا شریک لے ہے اور اس بارے میں کرید کرتا بدعت ہے۔ جیسا کہ استواء علی العرش کے متعلق سلف کا عقیدہ ہے و بالله التوفیق۔

## ۵۰۔ کتاب المکاتب

# کتاب مکاتب کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مکاتب اس غلام یا لوہنڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قطبوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زیر اور زیر ہردو کے ساتھ معمول ہے۔ حافظ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الكتابة وبالكسر من تقع منه يعني زبر کے ساتھ جس کے لئے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پسلے مکاتب حضرت سلمان فارسی ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ بن بنی جن کا واقعہ اُغلی روایات میں مذکور ہے۔

لفظ مکاتب باب مفہوم سے مفہوم کا صیغہ ہے یعنی وہ غلام لوہنڈی جس سے اس کے آقا کے ساتھ شرائط مقررہ کے ساتھ آزادی کا

معلمہ لکھ دیا گیا ہو۔

## ۱- بَابُ الْمَكَاتِبُ وَنَجْوَةٌ فِي كُلِّ

اس کا گناہ

اس باب میں حضرت امام بخاریؓ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی، شاید انہوں نے باب قائم کر لینے کے بعد حدیث لکھتا چاہی ہو گی مگر اس کا موقع نہ ملا اور کتاب الحدود میں انہوں نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو زنا کی جھوٹی تمثیل کا گئے اس کو قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے۔ بعض شخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے۔

**وَقَوْلُهُ: هُوَ الَّذِينَ نَسْتَغْفِلُونَ الْكِتَابَ مِنَ**  
**مَلَكَتْ أَيْمَانَكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ**  
**بَابُ مَكَاتِبُ اور اس کی قسطوں کا بیان، ہرسال میں ایک**  
**قطط کی ادائیگی لازم ہوگی۔**

عرب میں تمام معاملات تاروں کے طبع پر ہو اکرتے تھے۔ کیونکہ وہ حساب نہیں جانتے تھے۔ وہ یوں کہتے کہ جب فلاں تارا لٹک تو یہ معاملہ یوں ہو گا۔ اسی وجہ سے قسط کو نجم کرنے لگے۔ نجم تارے کو کہتے ہیں۔ بدلتابت میں خواہ سالانہ قطیں ہوں یا ماہانہ ہر طرح سے جائز ہے۔

اور سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو بھی مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہیں۔ ان کو مکاتب کر دو“ اگر ان کے اندر تم کوئی خیر پاؤ۔ (کہ وہ وعدہ پورا کر سکیں گے) اور انہیں اللہ کے اس مال میں سے مدد بھی دو جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔ ”روح بن عبادہ نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں نے عطاء بن ابی ربیعؓ سے پوچھا کیا اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرے غلام کے پاس مال ہے اور وہ مکاتب بننا چاہتا ہے تو کیا مجھ پر واجب ہو جائے گا کہ میں اس سے مکاتبت کر لوں؟ انہوں نے کہا کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ (ایسی) حالت میں کتابت کا معاملہ) واجب ہو جائے گا۔ عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے پوچھا کیا آپ اس سلسلے میں کسی سے روایت بھی بیان کرتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (پھر انہیں یاد آیا) اور مجھے انہوں نے خبر دی کہ موسیٰ بن انس نے انہیں خبر دی کہ سیرین (ابن سیرینؓ کے والد) نے انس بن بشیر سے مکاتب ہونے کی درخواست کی (یہ انسؓ کے غلام تھے) جو مدار بھی تھے۔ لیکن حضرت انسؓ نے انکار کیا، اس پر سیرین حضرت عمر بن بشیر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

خَيْرًا. وَأَتُوْهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي  
 آتَاهُمْ [البور: ۳۳]. وَقَالَ رَوْحٌ عَنْ ابْنِ  
 جُرَيْجٍ قُلْتُ لِعَطَاءَ: أَوْاجِبَ عَلَيَّ إِذَا  
 عَلِمْتُ لَهُ مَالًا أَنْ أَكَاتِبَهُ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ  
 إِلَّا وَاجِبًا. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قُلْتُ  
 لِعَطَاءَ: ثَالِثَةٌ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: لَا. ثُمَّ  
 أَخْبَرَنِي أَنَّ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ  
 سِيرِينَ سَأَلَ أَنْسًا الْمَكَاتِبَةَ - وَكَانَ كَثِيرًا  
 الْمَالَ - فَأَتَى، فَأَنْطَلَقَ إِلَى عَمْرَ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: كَاتِبَهُ، فَأَتَى، فَصَرَرَهُ  
 بِالدَّرَّةِ وَيَتَلُو عَمْرُ: هُوَ كَاتِبُهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ  
 فِيهِمْ خَيْرًا (هُوَ كَاتِبُهُ)).

حضرت عمر بن الخطبؓ نے (انسؓ سے) فرمایا کہ کتابت کا معاملہ کر لے۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا تو حضرت عمر بن الخطبؓ نے انہیں درے سے مارا، اور یہ آیت پڑھی کہ ”غلاموں میں اگر خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کر لو۔“ چنانچہ انسؓ نے کتابت کا معاملہ کر لیا۔

(۲۵۶۰) لیث نے کہا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ان شباب نے، ان سے عروہ نے کہ عائشہؓ پئیں ہی نے کہا کہ بریرہؓ پئیں ہی ان کے پاس آئیں اپنے مکاتبت کے معاملہ میں ان کی مدد حاصل کرنے کے لئے۔ بریرہؓ پئیں ہی کو پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال کے اندر پانچ قسطوں میں ادا کرنی تھی۔ عائشہؓ نے کہا، انہیں خود بریرہؓ پئیں ہی کے آزاد کرانے میں دلچسپی ہو گئی تھی، کہ یہ بناو، اگر میں انہیں ایک ہی مرتبہ (چاندی کے یہ پانچ اوقیہ) ادا کر دوں تو کیا تمہارے مالک تمہیں میرے ہاتھ پنج دین گے؟ پھر میں تمہیں آزاد کر دوں گی اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے گی۔ بریرہؓ پئیں ہی اپنے مالکوں کے ہاں گئیں اور ان کے آگے یہ صورت رکھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ صورت اس وقت منظور کر سکتے ہیں کہ رشتہ ولاء ہمارے ساتھ رہے۔ حضرت عائشہؓ پئیں ہی نے کہا کہ پھر میرے پاس نبی کریم ﷺ کی تشریف لائے تو میں نے آپؐ سے اس کا ذکر کیا آپؐ نے فرمایا کہ تو خرید کر بریرہؓ کو آزاد کر دے، ولاء تو اس کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی جزا نیاد کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسی شرط لگائے جس کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ شرط غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی زیادہ حق اور زیادہ مضبوط ہے۔

۲۵۶۰ - وَقَالَ النَّبِيُّ: حَذَّرْتِيْ يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ عَزَّزَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إِنْ بَرِيرَةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا تَسْتَعِينُهَا فِي كَحَابَتِهَا وَعَلَيْهَا خَمْسَةُ أَوْ أَقْبَلَتْ نُجَمَّتْ عَلَيْهَا فِي خَمْسِ سِينِهِ؛ فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ - وَنَفِسَتْ فِيهَا - أَرَأَيْتَ إِنْ عَذَّتْ لَهُمْ عَدَّةٌ وَاحِدَةٌ أَبِيَّنِكَ أَهْلَكَ فَأَغْيِنِكَ فَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي؟ فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: لَا، إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَنَا الْوَلَاءُ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَذَهَبَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اَشْتَرِنَّهَا فَأَغْيِنِهَا)) فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَى. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَّيْسَتْ فِي كِبَابِ اللَّهِ؟ مَنِ اشْتَرَطَ شُرُوطًا لَّيْسَ فِي كِبَابِ اللَّهِ فَهُوَ باطِلٌ؟ شُرُوطُ اللَّهِ أَحَقُّ وَأَوْفَقُ)). [راجح: ۴۵۶]

**تَسْتَعِينُهَا** اس تفصیلی مدلل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ غلام لوہنڈی اگر اپنے آقاوں سے چھکارا حاصل کرنے کے لئے مکاتبت کا معاملہ کرنا چاہیں اور ان میں اتنی الہیت بھی ہو کہ کسی نہ کسی طرح اس معاملہ کو باحسن طریق پورا کریں گے تو آقاوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ معاملہ کر کے ان کو آزاد کر دیں۔ آیت کریمہ ((إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا)) (النور: ۳۳) اگر تم ان میں خیر دیکھو تو ان سے مکاتبت کرلو (میں خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ کمالی کے لائق اور ایماندار ہوں، محنت مزدوری کر کے بدلت ادا کر دیں، لوگوں

کے سامنے بھیک مانگتے نہ پھر۔ «وَأَتُؤْتُهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الْأَكْبَرِ أَنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ» (النور: ٣٣) (اور اپنے مال میں سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے ان کی کچھ مدد بھی کرو) سے مراد یہ کہ اپنے پاس ان کو بطور امداد کچھ دو، تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں یا بدل کتابت میں سے کچھ معاف کرو۔

روح کے اثر کو اس ایمیل قاضی نے احکام القرآن میں اور عبد الرزاق اور شافعی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عطاء نے واجب قرار دیا کہ بشرط ذکر آقا غلام کی مکاتبت قبول کر لے۔ امام ابن حزم اور ظاہریہ کے نزدیک اگر غلام مکاتبت کا خواہاں ہو تو مالک پر مکاتبت کر دینا واجب ہے۔ کیونکہ قرآن میں ﴿فَكَاتِبُوهُمْ﴾ امر کے لئے ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ مگر جسور یہاں امر کو بطور اختیاب قرار دیتے ہیں۔ حضرت عطاء نے جب اپنا خیال ظاہر کیا تو عمرو بن دینار نے ان سے سوال کیا کہ وجوب کا قول آپ نے کسی صحابی سے نہ ہے یا اپنے قیاس اور رائے سے ایسا کہتے ہو۔ ظاہریہ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن دینار نے عطا سے یہ پوچھا لیکن حافظ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن جریج نے عطا سے یہ پوچھا۔ جیسے عبد الرزاق اور شافعی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ اس صورت میں قال عمرو بن دینار جملہ معرفتہ ہو گا۔ اور نسفی کی روایت میں یوں ہے وقاله عمرو بن دینار یعنی عمرو بن دینار بھی وجوب کے قائل ہوئے ہیں اور ترجیح یوں ہو گا ”اور عمرو بن دینار نے بھی اس کو واجب کہا ہے“ ابن جریج نے کہا میں نے عطا سے پوچھا کیا یہ تم کسی سے روایت کرتے ہو؟

حضرت سیرین بن کا قول آگے ذکور ہے، یہ حضرت انس بن میثا کے غلام تھے اور یہ محمد کے والد ہیں، جو محمد بن سیرین سے مشور ہیں۔ تابعی، فقیہ اور ماہر علم تعبیر روایا ہیں۔ اس روایت کو عبد الرزاق اور طبری نے وصل کیا ہے۔

آگے حضرت عمر بن میثا کا قول ذکور ہے اور عمل بھی ظاہر ہے کہ وہ بشرط ذکر مکاتبت کو واجب کرتے تھے۔ جیسے ابن حزم اور ظاہریہ کا قول ہے۔ حضرت بریرہ بن سعید پر پانچ اوقیہ چاندی پانچ سال میں ادا کرنی مقرر ہوئی تھی اسی سے باب کا مطلب نکلا۔ بعض علماء نے کہا کہ آیت کریمہ ﴿وَأَتُؤْتُهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الْأَكْبَرِ أَنَّكُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (النور: ٣٣) سے مکاتب کو مال زکوٰۃ میں سے بھی امداد دی جا سکتی ہے۔ دور حاضر میں ناقص مصالب قید میں گرفتار ہو جانے والے مسلمان مرد عورت بھی حق رکھتے ہیں کہ ان کی آزادی کے لئے ان طریقوں سے مدد دی جائے۔

انس بن مالک بن میثا قبیلہ خزرج سے تھے۔ ان کی والدہ کا نام ام سلمیم بنت ملhan تھا۔ رسول کریم ﷺ کے خالم خاص تھے۔ جب آپ مدد تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال کی تھی۔ حضرت عمر بن میثا کے زمانہ خلافت میں بصرو میں قیام کیا۔ وہاں لوگوں کو ۹۱ ہجہ تک علوم دین سکھاتے رہے۔ عمر سال کے لگ بھگ پائی۔ ان کی اولاد کا بھی شمار سو کے قریب ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

باب مکاتب سے کوئی شرطیں کرنا درست ہیں اور جس نے کوئی ایسی شرط لگائی جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو (وہ شرط باطل ہے)

اس باب میں ابن عمر بن شیعہ کی ایک روایت ہے۔

(۲۵۶۱) ہم سے قتبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا ایں شہاب سے انہوں نے عروہ سے اور انہیں حضرت عائشہ بنت خیلہ نے خبر

٢- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ شُرُوطِ  
الْمَكَاتِبِ، وَمَنْ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَنِسَةَ  
فِي كِتَابِ اللَّهِ فِيهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ

٤٥٦١ - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ

دی کہ بریہہ ان کے پاس اپنے معاملہ مکاتبت میں مد لینے آئیں، ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس جا، اگر وہ یہ پسند کریں کہ تمے معاملہ مکاتبت کی پوری رقم میں ادا کروں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریہہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ (حضرت عائشہؓ) تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اختیار ہے، لیکن تمہاری ولاء تو ہمارے ہی ساتھ رہے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خرید کر انہیں آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا، خواہ وہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگائے۔ اللہ تعالیٰ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

ابن خزیم نے کہا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب سے اس کا عدم جواز یا عدم وجوب ثابت ہو اور یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شرط اللہ کی کتاب میں مذکور نہ ہو اس کا لکھا باطل ہے۔ کیونکہ کبھی بعیت میں کفالت کی شرط ہوتی ہے۔ کبھی تمن میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اس قسم کے روپے ہوں یا اتنی مدت میں دیے جائیں یہ شرطیں صحیح ہیں، گو اللہ کی کتاب میں ان کا ذکر نہ ہو کیونکہ یہ شرطیں مشروع ہیں۔ (۲۵۶۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی تافع سے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک باندی خرید کر اسے آزاد کرنا چاہا، اس باندی کے مالکوں نے کہا کہ اس شرط پر ہم معاملہ کر سکتے ہیں کہ ولاء ہمارے ساتھ قائم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا کہ ان کی اس شرط کی وجہ سے تم نہ رکو، ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرْنَا أَنَّ بَرِيرَةَ جَاءَتْ تَسْعِينَهَا فِي كِتَابِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابِهَا شَيْئًا. قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ : ارجعي إِلَى أَهْلِكَ فَإِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ أَقْضِيَ عَنْكَ كِتَابَكَ وَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لِي فَقُلْتُ . فَذَكَرَتْ ذَلِكَ بَرِيرَةُ لِأَهْلِهَا فَأَبْوَا وَقَالُوا : إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَخْسِبَ عَلَيْكَ لَلْتَّغْفِلَةِ وَيَكُونَ وَلَاؤُكَ لَنَا . فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((ابناعي فأغْنِيَني، فَلِأَنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَى)).

قَالَ : ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : ((مَا بَالْ أَنَّاسٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ ؟ مَنْ اشْتَرَطَ شُرُوطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَإِنْ شُرُوطًا مِائَةً مَرْقَةً، شُرُوطُ اللَّهِ أَحْقُّ وَأَوْتَقُ )) . [راجح: ۴۵۶]

أَخْبَرَنَا مَالِكُ عَنْ نَالِعِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : أَرَادَتْ عَائِشَةُ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْ تَشْتَرِي جَارِيَةً لِتُغْنِيَهَا، فَقَالَ أَهْلُهَا : عَلَى أَنْ وَلَاءَهَا لَنَا . قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَا يَمْنَعُكَ ذَلِكَ، فَلِأَنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَى)).

حدیث بریرہ سے بت سے فوائد نکلتے ہیں۔ بعض متاخرین نے ان کو چار سو سوکھ پنچا دیا ہے جس میں اکثر تلفف ہے کچھ فوائد حافظ نے فتح الباری میں بھی ذکر فرمائے ہیں۔ ان کو وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

### ۳۔ باب إِسْتِعَاَةُ الْمَكَاتِبِ وَسُؤْالُهُ النَّاسَ

(۲۵۶۳) ہم سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ پیش آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ چاندی پر مکاتبت کا معاملہ کیا ہے۔ ہر سال ایک اوقیہ مجھے ادا کرنا پڑے گا۔ آپ بھی میری مدد کریں۔ اس پر حضرت عائشہ پیش نہیں کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں انہیں (یہ ساری رقم) ایک ہی مرتبہ دے دوں اور پھر تمہیں آزاد کر دوں، تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ لیکن تمہاری ولاء میرے ساتھ ہو جائے گی۔ بریرہ پیش نہیں اپنے مالکوں کے پاس گئیں تو انہوں نے اس صورت سے انکار کیا۔ (والپس آکر انہوں نے بتایا کہ میں نے آپ کی یہ صورت ان کے سامنے رکھی تھی لیکن وہ اسے صرف اس صورت میں قبول کرنے کو تیار ہیں کہ ولاء ان کے ساتھ قائم رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سناتے آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا میں نے آپ کو مطلع کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو انہیں لے کر آزاد کر دے اور انہیں ولاء کی شرط لگانے دے۔ ولاء تو بحال اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ پیش نہیں کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطاب کیا۔ اللہ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا، تم میں سے کچھ لوگوں کو یہ کیا ہو گیا ہے کہ (معاملات میں) ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ خواہ ایسی سو ایسی ہو جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو وہ باطل ہے۔ خواہ ایسی شرطیں کیوں نہ لگائی جائیں۔ اللہ کا فیصلہ ہی حق ہے اور اللہ کی شرط ہی مضبوط ہے کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں، اے فلاں! آزاد تم کرو اور ولاء میرے ساتھ قائم رہے گی۔ ولاء تو صرف اسی کے ساتھ قائم ہو گی جو آزاد کرے۔

۲۵۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْيَذُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَيْمَنِهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتِي بَرِيرَةً فَقَالَتْ: إِنِّي كَانَتِي أَهْلِي عَلَى تِسْعَ أَوْاقِقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوْتِقَةً فَأَعْسِنْتُهُ فَقَالَتْ عَائِشَةَ: إِنِّي أَحَبُّ أَهْلَكَ أَنْ أَغْدِهَا لَهُمْ عَذْدَةً وَاحِدَةً وَأَغْنِقَكَ فَعَلْتُ وَيَكُونُ وَلَاؤُكَ لِي. فَلَدَّهَتْ إِلَيَّ أَهْلَهَا، فَأَبْوَا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ، فَأَبْوَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَهُمْ. فَسَمِعَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ((خُذْنِيَّا فَأَغْنِقْنِيَا وَاشْتَرِطْ طِلْبَهُ لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءَ لِمَنْ أَغْنَقَ)). قَالَتْ عَائِشَةَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَنْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَغَدْ، فَمَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَّيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ فَإِنَّمَا شُرُوطُ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ لَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةً شُرُوطًا، فَقَضَاهُ اللَّهُ أَحَقُّ، وَشُرُوطُ اللَّهِ أَوْنَقُ. مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ أَغْنِقَنِي يَا فُلَانُ وَلَيَ الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَقَ)).

[راجح: ۴۰۶]

نو اوقیہ کا ذکر راوی کا وہم ہے۔ صحیح یہی ہے کہ پانچ اوقیہ پر معاملہ ہوا تھا۔ ممکن ہے شروع میں نو کا ذکر ہوا اور راوی نے اسی کو نقل کر دیا ہو۔ یہ مضمون بچھے مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ویمکن الجمع بان السع اصل والخمس کانت بقیت علیها وبهذا اجزم القرطبی والمحب الطبری الخ یعنی اس طرح جمع ممکن ہے کہ اصل میں معاملہ نو پر ہوا ہو اور پانچ بالی رہ گئے ہوں۔ قرطبی اور محب طبری نے اسی تقطیق پر جزم کیا ہے۔

### باب جب مکاتب اپنے تیس بیج ڈالنے پر راضی ہو

### ۴- بَابُ تَبْيَعِ الْمَكَاتِبِ إِذَا رَضِيَ.

گودہ بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز نہ ہوا ہو، اگر عاجز ہو گیا ہو تو وہ غلام ہو جاتا ہے اس کا بیج ڈالنا سب کے نزدیک درست ہو جاتا ہے۔ امام احمد کا یہی مذهب ہے اور امام شافعی کے نزدیک جب تک وہ عاجز نہ ہو اس کی بیج درست نہیں ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: هُوَ عَبْدَهُ مَا يَقْبَلُ عَلَيْهِ شَيْءٌ  
وَقَالَ زَيْنُ الدِّينُ ثَابِتٌ: مَا يَقْبَلُ عَلَيْهِ دِرْهَمٌ.  
وَقَالَ أَنَّ غَمَرًا: هُوَ عَبْدَهُ إِنْ عَاهَشَ وَإِنْ  
مَاتَ وَإِنْ جَنَّى مَا يَقْبَلُ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

اور حضرت عائشہ رض نے کہا کہ مکاتب پر جب تک کچھ بھی مطالبه بالی ہے وہ غلام ہی رہے گا اور زید بن ثابت رض نے کہا، جب تک ایک درہم بھی بالی ہے (مکاتب آزاد نہیں ہو گا) اور عبد اللہ ابن عمر رض نے کہا کہ مکاتب پر جب تک کچھ بھی مطالبه بالی ہے وہ اپنی زندگی موت اور جرم (سب) میں غلام ہی مانا جائے گا۔

(۲۵۶۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک رض نے خبر دی تھیں! بن سعید سے وہ عمرہ بنت عبد الرحمن سے کہ بریرہ رض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد لینے آئیں۔ حضرت عائشہ رض نے اس سے کہا کہ اگر تمارے مالک یہ صورت پسند کریں کہ میں (مکاتبت کی ساری رقم) انہیں ایک ہی مرتبہ ادا کر دوں اور پھر تمہیں آزاد کر دوں تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریرہ رض نے اس کا ذکر اپنے مالک سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (ہمیں اس صورت میں یہ منظور ہے کہ) تمی ولاء ہمارے ہی ساتھ قائم رہے۔ مالک نے بیان کیا، ان سے تھیں نے بیان کیا کہ عمرہ کو یقین تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسے خرید کر آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کرے۔

حضرت عائشہ رض نے یہ فرمایا کہ تمیرے اہل چاہیں تو میں تمی قیمت ایک دفعہ ہی ادا کر دوں، یہیں سے باب کا مطلب نکلا کیونکہ حضرت عائشہ رض نے بریرہ کو مول لینا چاہا۔ تو معلوم ہوا کہ مکاتب کی بیج ہو سکتی ہے۔

### باب اگر مکاتب کسی شخص سے کے مجھ کو خرید کر آزاد کر دو

۲۵۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْيَدٍ عَنْ عَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: أَنَّ بَرِيزَةَ جَاءَتْ تَسْعِينَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ لَهَا: إِنْ أَحَبْتَ أَهْلَكَ أَنْ أَصْبِبَ لَهُمْ فَمَنْكُو صَبَّةً وَاحِدَةً وَأَغْيِنَكُ فَقَلَّتْ. فَذَكَرَتْ بَرِيزَةَ ذَلِكَ لِأَهْلِهَا فَقَالُوا: إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْوَلَاءُ لَنَا. قَالَ مَالِكٌ: قَالَ يَحْيَى: فَرَعَمَتْ عَمْرَةَ أَنْ عَائِشَةَ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ (اَشْتَرَنَّاهَا وَأَغْيَنَنَّاهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْنَقَ). [راجح: ۴۵۶]

### ۵- بَابُ إِذَا قَالَ الْمَكَاتِبُ اشْتَرِي

## اور وہ اسی غرض سے اسے خرید لے

(۲۵۶۵) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ ایمن بن الحنف نے بیان کیا کہ میں عائشہ بنتی کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کیا کہ میں پہلے عتبہ بن ابی لب کا غلام تھا۔ ان کا جب انتقال ہوا تو ان کی اولاد میری وارث ہوئی۔ ان لوگوں نے مجھے عبد اللہ ابن ابی عمرو کو تھج دیا اور انہیں ابی عمرو نے مجھے آزاد کر دیا۔ لیکن (بینچہ وقت) عتبہ کے وارثوں نے ولاء کی شرط اپنے لئے لگائی تھی (تو کیا یہ شرط صحیح ہے؟) اس پر عائشہ بنتی نے کہا کہ بریرہ میرے بیان آئی تھیں اور انہوں نے کتابت کا معاملہ کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ خرید کر آزاد کر دیں۔ عائشہ نے کہا کہ میں ایسا کر دوں گی (لیکن ماں کوں سے بات چیت کے بعد) انہوں نے بتایا کہ وہ مجھے بینچہ پر صرف اس شرط کے ساتھ راضی ہیں کہ ولاء انہیں کے ساتھ قائم رہے۔ عائشہ بنتی نے کہا کہ پھر مجھے اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنایا۔ (عائشہ بنتی نے یہ کہا کہ) آپ کو اس کی اطلاع میں۔ اسلئے آپ نے عائشہ بنتی سے دریافت فرمایا، انہوں نے صورت حال کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دے اور ماں کوں کو جو بھی شرط چاہیں لگانے دو۔ چنانچہ عائشہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ ماں کوں نے چونکہ ولاء کی شرط رکھی تھی اسلئے نبی کرم ﷺ نے (صحابہ کرام کے ایک جمع سے) خطاب فرمایا، ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ (اور جو آزاد نہ کریں) اگرچہ وہ سو شرطیں بھی لگالیں (ولاء پھر بھی ان کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتی)

**لئے بینچہ** حضرت عتبہ بن الحنف ابو لب کے بیٹے تھے۔ رسول کرم ﷺ کے چھزادوں جملے کے سال اسلام لائے۔ حضرت بریرہ بنتی نے خود حضرت عائشہ بنتی سے اپنے کو خریدنے اور آزاد کر دینے کی درخواست کی تھی اسی سے مضمون باب ثابت ہوا۔

الحمد لله کہ کعبہ شریف میں ۵ اپریل (۱۹۷۵ء) کو یہاں تک متن بخاری شریف کے پڑھنے سے فارغ ہوا۔ ساتھ ہی دعا کی کہ اللہ پاک خدمت بخاری شریف میں کامیابی بخشنے اور ان سب دوستوں بزرگوں کے حق میں اسے بطور صدقۃ جاریہ قبول کرے جو اس عظیم

## وأعْيُنِي، فَاشْتَرَاهُ لِذَلِكَ

۲۵۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنِي أَيْمَنَ قَالَ: ((ذَهَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: كَنْتُ لِعَنَّةَ بْنَ أَبِي لَهَبٍ وَمَاتَ وَوَدَّتُهُ بُنْوَةً، وَإِنَّهُمْ بِمَا غَنَمْنَا مِنْ أَنْ أَبِي عَمْرُو، فَاغْتَفَنِي أَنْ أَبِي عَمْرُو وَاشْتَرَطَ بُنْوَةَ عَنْتَةَ الْوَلَاءَ، فَقَالَتْ: ذَهَلْتُ بِرِزْرِزَةً وَهِيَ مَكَابِيَةٌ فَقَالَتْ: اشْتَرَنِي وَأَعْيُنِي، قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَتْ: لَا يَسْعَونِي حَتَّى يَشْرُطُوا وَلَائِي، فَقَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِي بِذَلِكَ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ - أَوْ بَلَّهُ - فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَتْ عَائِشَةَ مَا قَالَتْ لَهَا، فَقَالَ: ((اشْتَرِنَّهَا وَأَعْيُنِيهَا وَذَعِنْهُمْ يَشْرُطُنَّ مَا شَاؤُوا))، فَاشْتَرَنِي عَائِشَةَ فَاغْتَفَنِي، وَاشْتَرَطَ أَهْلَهَا الْوَلَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْفَقَ، وَإِنْ اشْرَطُوا مِائَةَ شَرْطٍ)).

خدمت میں خادم کے ساتھ ہر ممکن تعاون فراہم ہے ہیں۔ جز اعم اللہ احسن الجزاء لی الدنيا والآخرة۔ آمين  
سند میں ایکن ”کاتام آیا ہے۔ حافظ صاحب“ فرماتے ہیں۔ هو ایمن الحبشي المکی نزیل المدینۃ والد عبدالواحد وہو غیر ایمن بن نایل  
الحشی المکی نزیل عسقلان وکلاهما من التابعين وليس لوالد عبدالواحد فی البخاری سوی خمسة احادیث هذها و اخران عن عائشة  
و حديثان عن جابر وكلها متابعة ولم يروعه غير ولده عبد الله واحد (فتح الباری)

## ۵۰۔ کتاب الصلیہ وفضائلہ اور التحریر صن علیہما

### کتاب ہبہ کے مسائل کا بیان اور اسکی فضیلت اور اسکی ترغیب دلانا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہبہ بلا عوض کسی شخص کو کوئی مال یا حق دے دینا۔ صدقہ بھی اسی طرح ہے گروہ محتاج کے لئے یہ نیت ثواب ہوتا ہے۔ ہبہ میں محتاج کی شرط نہیں ہے۔ لفظ ہبہ وہب کا مصدر ہے لفظ وہب بھی اسی سے ہے جس کے معنی بہت ہی فقیری بخشے والا۔ یہ لفظ اماء الحشی میں داخل ہے: حافظ صاحب فرماتے ہیں والہبیہ بکسر الہاء وتحفیظ الباء الموجلة تطلق بالمعنى الاعم على انواع الابراء وهو هبة الدين من عنده عليه الصدقه وهي هبة ما يتمتعن به طلب ثواب الآخرة والهدية وهي ما يكره به الموهوب له (الى اخريه) ووضع المصروف محمول على المعنى الاعم لانه ادخل فيها الهدایا (فتح الباری) یعنی لفظ ہبہ مختلف قسم کے نیک سلوک کرنے پر بولا جاتا ہے اور وہ دراصل متروض پر سے قرض کا ہبہ کر دیتا ہے اور لفظ صدقہ وہ ہبہ ہے جس سے شخص ثواب آخرت مطلوب ہو اور ہدیہ وہ جو کسی کو اس کے اکرام کے طور پر دیا جائے۔ حضرت امام بخاریؓ نے اسے عام معانی میں مراد لیا ہے اس لئے ہدایا کو بھی داخل فرمایا ہے۔

#### باب

(۲۵۶۶) ہم سے عاصم بن علی ابو الحسنین نے بیان کیا، کہاں میں سے ابن

ابی زب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے مسلمان عورتو! ہر گز کوئی

پڑوں ان اپنی دوسری پڑوں کے لئے (معمول ہدیہ کو بھی) حقرنہ سمجھے،

خواہ بکری کے کمر کا ہی کیوں نہ ہو۔

#### ۱۔ نہاب

حدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلَيْهِ قَالَ

حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

النَّبِيِّ قَالَ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمِاتِ لَا

تَحْقِيرْنَ جَارَةً لِجَارَتِهَا وَلَوْ لِزُوْسِنَ شَاهَ)).

جس پر بہت ہی ذرا سا گوشت ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمسلی کا حصہ خوشی سے قبول کرے، اس کے لیے سے ناک بھون نہ چڑھائے۔ نہ زبان سے کوئی انکی بات نکالے جس سے اس کی حرارت نکلے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے دل کو رنج ہو گا اور کسی مسلمان کا دل دکھانا بجا گناہ ہے۔ حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اپنے بڑوں والوں کو تخفہ تحائف پیش کرنا بنتے ہے گوہ کم قیمت ہی کیوں نہ ہو۔ روایت میں بکری کے کمر کا ذکر ہے جو بیکار جان کر پھیک دیا جاتا ہے۔ اس کا ذکر ہدیہ کی کم جیتی کے ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا۔

(۲۵۶۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اوسی نے بیان کیا کہا ہم سے این ابی حازم نے بیان کیا کہا ہے ان کے والد نے یزید بن رومان سے وہ عروہ سے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ نے عروہ سے کہا، میرے بھائی! آخر حضرت ﷺ کے عمد مبارک میں (یہ حال تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے، پھر درود سرا دیکھتے، پھر تیسرادیکھتے، اسی طرح دو دو مہینے گزر جاتے اور رسول کریم ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لئے) آگ نہ جلتی تھی۔ میں نے پوچھا، خالہ امال! پھر آپ لوگ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ صرف دو کالی چیزوں کبحور اور پانی پر۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند انصاری پڑوں تھے۔ جن کے پاس دو دوہ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بھی ان کا دو دوہ تھنڈے کے طور پر پہنچا جایا کرتے تھے۔ آپ اسے ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔

دو دوہ بطور تخفہ بھیجنے اس سے ثابت ہوا۔ دو مہینے میں تین چاند اس طرح دیکھتیں کہ پلا چاند میٹنے کے شروع ہونے پر دیکھا، پھر دو سرا چاند اس کے ختم پر تیسرا چاند دوسرے میٹنے کے ختم پر۔ کالی چیزوں میں پانی کو بھی شامل کر دیا، حالانکہ پانی کالا نہیں ہوتا۔ لیکن عرب لوگ تینی ایک چیز کے نام سے کردیتے ہیں۔ جیسے شمسین قدرین چاند سورج دونوں کو کہتے ہیں۔ اس طرح ایسیں دو دوہ اور پانی دونوں کو کہہ دیتے ہیں اور صرف دو دوہ ایسیں یعنی سفید ہوتا ہے۔ پانی کا تو کوئی رنگ ہی نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے دو دوہ کا بطور تخفہ دہیہ وہہ پیش کرنا ثابت ہوا۔ فوائد کے لحاظ سے یہ بہت ہی بڑا ہے جو ایک انسان دوسرے انسان کو پیش کرتا ہے۔

### باب تھوڑی چیزیں بہہ کرنا

(۲۵۶۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے محمد بن ابی عدی نے بیان کیا شعبہ سے، وہ سلیمان سے، وہ ابو حازم سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے بازو اور پائے (کے گوشت) پر بھی دعوت دی جائے تو میں قبول کرلوں

۲۵۶۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوَّلِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي حَازِمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ بْنَ رَوْمَانَ عَنْ غُرْزَةَ عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْهَا قَاتَلَ لِغُرْزَةَ : ((أَبْنُ أَخْنَى، إِنْ كَانَ لِتَنْظُرٍ إِلَى الْهَلَالِ ثُمَّ الْهَلَالُ ثُمَّ الْهَلَالُ، فَلَأَنَّهُ أَعْلَمُ فِي شَهْرَيْنِ، وَمَا أَوْفَدَتْ فِي أَهْنَاتٍ رَسُولُ اللَّهِ نَارٌ، فَقُلْتُ: يَا حَالَةُ، مَا كَانَ يَعْنِي شَكْمَكُمْ؟ قَاتَلَ : الْأَسْوَدُ ذَانَ الشَّمْرَ وَالْمَاءَ، إِلَّا أَنَّهُ لَذَّ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ جِبْرِيلَ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَنَاجَةٌ، وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ مِنْ أَهْنَاهُمْ فَيَسْتَقِنُ)). [طرفہ فی: ۶۴۰۹، ۶۴۵۸].

دو دوہ بطور تخفہ بھیجنے اس سے ثابت ہوا۔ دو مہینے میں تین چاند اس طرح دیکھتیں کہ پلا چاند میٹنے کے شروع ہونے پر دیکھا، پھر دو سرا چاند اس کے ختم پر تیسرا چاند دوسرے میٹنے کے ختم پر۔ کالی چیزوں میں پانی کو بھی شامل کر دیا، حالانکہ پانی کالا نہیں ہوتا۔ لیکن عرب لوگ تینی ایک چیز کے نام سے کردیتے ہیں۔ جیسے شمسین قدرین چاند سورج دونوں کو کہتے ہیں۔ اس طرح ایسیں دو دوہ اور پانی دونوں کو کہہ دیتے ہیں اور صرف دو دوہ ایسیں یعنی سفید ہوتا ہے۔ پانی کا تو کوئی رنگ ہی نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے دو دوہ کا بطور تخفہ دہیہ وہہ پیش کرنا ثابت ہوا۔ فوائد کے لحاظ سے یہ بہت ہی بڑا ہے جو ایک انسان دوسرے انسان کو پیش کرتا ہے۔

### ۲- بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْهَبَةِ

۲۵۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ مُسْلِمَانَ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ التَّبَّيَّنَ قَالَ: ((لَوْ

ڈھینتِ الیٰ ذراعِ اُز کُراعِ لاجہت، وَلُوْ  
اُهِدیِ الیٰ ذراعِ اُز کُراعِ لَقْبَت)).

کاروں کا  
گا اور مجھے بازو یا پائے (کے گوشت) کا تخفہ بھیجا جائے تو اسے بھی قبول

[٥١٧٨] في طرفه .

تحفہ کتابی میں تھوڑا ہو قتل قدر ہے اور دعوت میں کچھ بھی پیش کیا جائے، دعوت بہر حال قتل قول ہے۔ ان عملوں سے ہائی محکم پیدا ہوتی ہے جو اسلام کا اصلی منشاء ہے۔ اس سے گوشت کا بطور بھبھ و تحفہ و ہدایہ پیش کرنا ثابت ہوا۔ حضرت امامؒ کے نزدیک لفظ یہ ہے ان سب پر بولا چاکتا ہے۔

باب جو شخص اپنے دوستوں سے کوئی چیز بطور تخفہ مانگے ابو سعید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے ساتھ میرا بھی ایک حصہ لگانا (اس سے ترجیح باب ثابت ہوا) (۲۵۷۹) ہم سے سعید بن الی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان محمد بن مطرف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا سلیمان سعد سعیدی بھی تو سے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مساجدہ عورت کے پاس (اپنا آدمی) بھیجا۔ ان کا ایک غلام بڑھی تھا۔ ان سے آپ نے فرمایا کہ اپنے غلام سے ہمارے لئے لکڑیوں کا ایک منبر بنانے کے لئے کیس۔ چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا۔ وہ غلبہ سے جا کر جھاؤ کاٹ لایا اور اسی کا ایک منبر بنادیا۔ جب وہ منبر بنائچے تو اس عورت نے رسول ﷺ کی خدمت میں کھلا بھیجا کہ منبر بن کر تیار ہے۔ آپ ﷺ نے کھلوایا کہ اسے میرے پاس بھجوادیں۔ جب لوگ اسے لائے تو آنحضرت ﷺ نے خود اسے اٹھایا اور جمل تم اس کیوں رہے ہو۔ وہیں آپ نے اسے رکھا۔

**لشیق** رسول کشم تھیک نے بلور ہدیہ خود ایک انصاری عورت سے فرماٹ کی کہ وہ اپنے بڑھی غلام سے ایک منبر بنوادیں۔ چنانچہ قیل کی گئی اور عابہ کے جھاؤ کی لکڑیوں سے منبر تیار کر کے پیش کر دیا گیا۔ جب یہ پہلے دن استعمال کیا گیا تو انحضرت میں پھر نے اس بھور کے متنه کا سارا چھوڑ دیا جس پر آپ نیک دے کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہی تناقابو آپ کی جدائی کے غم میں سبک سبک کر (سک سک کر) رونے لگا تھا۔ جب آپ نے اس پر انہا ہاتھ رکھا تھا وہ خاموش ہوا۔ مہاجر کا لفظ ابو عثمان راوی کا وہم ہے اور ہجھ سے کہ سے عورت انصاری تھی۔ اس سے لکڑی کا منیر متہ ہوتا تھا۔ بیٹ ہوا جو پیشتر احمدؑ سے مساجد میں دیکھا جا سکتا ہے۔

(۲۵) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا ابو حازم سے، وہ عبد اللہ بن ابن قادہ سلمی سے اور ان سے ان کے پاپ نے بیان کیا کہ مکہ کے راستے میں ایک جگہ

٣- بَابُ مَنْ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْنَحَابِهِ شَيْئًا  
وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَضْرِبُوا  
لِي مَعْكُمْ سَهْمًا)).

٢٥٦٩ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مُرِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا  
أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمُ عَنْ  
مَهْلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ  
أَرْسَلَ إِلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَكَانَ لَهَا  
غَلَامٌ نَجَّارٌ قَالَ لَهَا، ((مُرِيِّ عَنْدِكَ  
فَلَيَعْمَلْ لَنَا أَغْوَادَ الْمُبَشِّرِينَ))، فَأَمْرَتْ  
عَنْدَهَا، فَلَنَهَبَ قَطْعَةً مِنَ الطَّرْقَاءِ، لَعْنَتْ  
لَهُ مِنْهَا. فَلَمَّا قَضَاهَا أَرْسَلَتْ إِلَيَّ النَّبِيِّ  
ﷺ: إِنَّهُ قَدْ قَضَاهَا. قَالَ ﷺ: ((أَزْسِلِي بِهِ  
إِلَيَّ، فَجَاءُوا بِهِ، فَلَاحْتَمَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ  
فَوَمَنْعَهُ حِيثُ تَرَوْنَ)). [رَاجِعٌ: ٣٧٧]

**رسول کشم خلیل نے بطور ہدیہ خود ایک تشریح**  
 خلیل کی گئی اور غائب کے جماو کی گذراں  
 نے اس بھروسے کے نئے کام سارا چھوڑ دیا جس پر آپ  
 سبک کر (سک سک کر) روئے لگا تھا۔ جب آپ  
 اور صحیح یہ ہے کہ یہ عورت الصاری تھی۔ اس سے لکھ  
 ۲۵۷۰ - حدَّثَنَا عبدُ الْغَفِيرِ بْنُ عبدِ اللَّهِ  
 قَالَ: حَتَّىٰ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي  
 حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَاتِدَةَ السَّلْمَانِ

میں رسول اللہ ﷺ کے چند ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسول کرم ﷺ ہم سے آگے قیام فرماتے۔ (جوہ الدواع کے موقع پر) اور لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے لیکن میرا احرام نہیں تھا میرے ساتھیوں نے ایک گور خرد دیکھا۔ میں اس وقت اپنی جوتی گاٹھنے میں مشغول تھا۔ ان لوگوں نے مجھ کو کچھ خبر نہیں دی لیکن ان کی خواہش سیکی تھی کہ کسی طرح میں گور خرد دیکھے لوں۔ چنانچہ میں نے جو نظر اٹھائی تو گور خرد کھالی دیا۔ میں فوراً گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر زین کس کرسوار ہو گیا، مگر اتفاق سے (جلدی میں) کوڑا اور نیزہ دونوں بھول گیا۔ اس لئے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ مجھے کوڑا اور نیزہ اٹھادیں۔ انہوں نے کہا، ہرگز نہیں قسم اللہ کی، ہم تمہاری (شکار میں) کسی قسم کی مدد نہیں کو سکتے۔ (کیونکہ ہم سب لوگ حالت احرام میں ہیں) مجھے اس پر فصہ آیا اور میں نے خود ہی اتر کر دونوں چیزیں لے لیں۔ پھر سوار ہو کر گور خرد پر حملہ کیا اور اس کو شکار کر لایا۔ وہ مر بھی چکا تھا۔ اب لوگوں نے کہا کہ اسے کھانا چاہئے۔ لیکن پھر احرام کی حالت میں اسے کھانے (کے جواز پر) شہر ہوا۔ (لیکن بعض لوگوں نے شہر نہیں کیا اور گوشت کھایا) پھر ہم آگے بڑھے اور میں نے اس گور خرد کا ایک بازو چینا رکھا تھا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو اس کے متعلق آپ سے سوال کیا۔ (آپ نے محض کے لئے شکار کے گوشت کھانے گا فوٹی ریا) اور دریافت فرمایا کہ کیا اس میں اسے کچھ بچا ہوا گوشت تمہارے پاس موجود بھی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں! اور وہی بازو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اسے تناول فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو گیا۔ آپ بھی اس وقت احرام سے تھے (ابو حازم نے کہا کہ) مجھ سے کی حدیث زید بن اسلم نے بیان کی، ان سے عطا بن یسار نے اور ان سے ابو قتادہ نے۔

ساتھیوں نے امداد سے انکار اس لئے کیا کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے اور احرام کی حالت میں نہ شکار کرنا درست ہے نہ شکار میں مدد کرنا۔ آنحضرت ﷺ نے اس گوشت میں تحفہ کی خود خواہش فرمائی۔ اسی سے مقدمہ باب حاصل ہوا۔ ابو قتادہ سلمیؓ نے تمہارے سامنے پڑھ کر چلا یا ہو گا۔ پس وہ شکار حلال ہوا۔ دوست احباب میں تھے تھائیں لیئے دینے بلکہ بعض وفعہ باہمی طور پر خود فرمائش کر دینے کا

عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَتَتْ يَوْمًا  
جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ  
فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ - وَرَسُولُ اللَّهِ  
نَازَلَ أَمَاهَنَا - وَالْقَوْمُ مُخْرَمُونَ وَأَنَا  
غَيْرُ مُخْرَمٍ، فَابْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا -  
وَأَنَا مَشْفُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِيَ - فَلَمْ  
يُؤْذِنُنِي بِهِ، وَأَحْمَوْا لَوْ أَنِي أَبْصَرْتُهُ،  
فَالْفَتَ فَلَبِسْرَتُهُ، فَقُلْتُ إِلَى الْفَرَسِ  
فَأَسْرَجْتُهُ، ثُمَّ رَكِبْتُ، وَتَسْبِطَ السُّوْطَ  
وَالرُّمْنَةَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاؤُلُونِي السُّوْطَ  
وَالرُّمْنَةَ، فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ لَا نُعِنِّكَ عَلَيْهِ  
بِشَيْءٍ، فَغَضِبْتُ، فَنَزَّلْتُ فَأَخْلَقْتُهُمَا، ثُمَّ  
رَكِبْتُ فَشَدَّدْتُ عَلَى الْجَعَارِ تَعْقِرَتُهُ، ثُمَّ  
جَنَتْ بِهِ وَقَدْ مَاتَ، فَوَقَعُوا فِيهِ يَاكُلُونَهُ.  
ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُورُوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُمُّمٌ،  
فَرُخْنَا - وَجَبَاتُ الْعَصْدَدُ مَعِيَ - فَأَذْرَكْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ نَبِيَّهُ، فَسَأَلَنَا عَنْ ذَلِكَ لِقَالَ:  
((مَعْكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَنَاوَلَهُ  
الْعَصْدَدُ فَأَكَلَهَا حَتَّى نَفَدَهَا وَهُوَ مُخْرَمٌ)).  
فَحَدَّثَنِي بِهِ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ  
يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ. [راجح: ۱۸۲۱]

عام دستور ہے، اسی کا جواز یہاں سے ثابت ہوا۔

### باب پانی (یا دودھ) مانگنا

اور سل بن سعد سعیدی<sup>رض</sup> نے کہا کہ رسول کرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا "مجھے پانی پلاو" (اس سے اپنے ساتھیوں سے پانی مانگنا شابت ہوا)

**تشریح** سل بن سعد سعیدی<sup>رض</sup> انصاری ہیں اور ابو عباس ان کی کنیت ہے۔ ان کا نام حسن تھا، لیکن رسول کرم ﷺ نے اس کو سل سے بدل دیا۔ وفات نبوی کے وقت ان کی عمر پندرہ سال کی تھی، انہوں نے مدینہ میں ۹۶ھ میں انتقال فرمیا۔ یہ سب سے آخری صحابی ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا۔ ان سے ان کے بیٹے عباس اور ابو حیان روایت کرتے ہیں۔

(۱۷) ۲۵ هم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال (۲۵) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، کہا کہ مجھ سے ابو طوالہ نے جن کا نام عبد اللہ بن عبد الرحمن تھا، کہ میں نے اُنس بنثو سے سن، وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول کرم ﷺ ہمارے اسی گھر میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی، اسے ہم نے دوہا۔ پھر میں نے اس میں اسی کنوئیں کا پانی ملا کر آپ کی خدمت میں (لی بنا کر) پیش کیا، حضرت ابو بکر بنثو آپ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عمر بنثو سامنے تھے اور ایک دریافتی آپ کے دائیں طرف تھا۔ جب آپ پی کر فارغ ہوئے تو (پیالے میں کچھ دودھ بیج گیا تھا اس لئے) حضرت عمر بنثو نے عرض کیا کہ یہ حضرت ابو بکر بنثو ہیں۔ لیکن آپ نے اسے درستی کو عطا فرمایا (کیونکہ وہ دائیں طرف تھا) پھر آپ نے فرمایا، دائیں طرف بیٹھنے والے، دائیں طرف بیٹھنے والے ہی حق رکھتے ہیں۔ بیک خبردار دائیں طرف ہی شروع کیا کرو۔ اُنس بنثو نے کہا کہ یہ سنت ہے، "یہی سنت ہے۔ تین مرتبہ (آپ نے اس بات کو دہرا�ا)"

**تشریح** مقصد باب اور خلاصہ حدیث واردہ یہ ہے کہ ہر انسان کے لئے اس کی مجلس زندگی میں دوست احباب کے ساتھ بے تکانی کے بات سے موقع آ جاتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ اس بارے میں نکل نظر نہیں ہے، اس نے ایسے موقع کے لئے ہر نہ کن سوتیں دی ہیں جو معیوب نہیں ہیں۔ مثلاً اپنے دوست احباب سے پانی پلانے کی فرماش کرنا جیسا کہ حدیث میں ذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت اُنس بنثو کے یہاں تشریف لا کر پانی طلب فرمایا۔ حضرت اُنس "بھی" مزاج رسالت کے قدر داں تھے انہوں نے پانی اور دودھ ملا کر لی ہا کر پیش کر دیا۔ آداب مجلس کا یہاں دوسرا واقعہ وہ پیش آیا جو روایت میں ذکور ہے۔ حضرت اُنس "نے سنت رسول " کے اطمینان اور اس کی اہمیت بتلانے کے لئے تمنا بار یہ لفظ دہرائے۔ واقعہ کی ہے کہ سنت رسول کی بڑی اہمیت ہے خواہ وہ سنت کتنی بھی کچھوں کیوں نہ ہو۔ فدا ایمان رسول کیلئے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت، ہر کام میں سنت رسول کو سامنے رکھیں، اسی میں دارین کی بھلائی

### ۴ - بَابُ مَنْ اسْتَسْقَى

وَقَالَ مَهْلَلٌ قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((اسْتَسْقَى)).

### باب شکار کا تحفہ قبول کرنا

اور نبی کرم ﷺ نے شکار کے بازو کا تحفہ ابو قادہ سے قبول فرمایا تھا  
(اسی سے ترجمہ الباب ثابت ہوا)

(۲۵۷۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہ اہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید بن انس بن مالک نے اور ان سے انس بن ٹھہر نے بیان کیا کہ مرا الظہران نہیں جگہ میں ہم نے ایک خروگوش کا پیچھا کیا۔ لوگ (اس کے پیچھے) دوڑے اور اسے تکارا دیا اور میں نے تریپ پنچ کر اسے پکڑ لیا۔ پھر ابو طلحہ کے یہاں لایا۔ انہوں نے اسے ذرع کیا اور اس کے پیچھے کایا دنوں را نوں کا گوشت نبی کرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ (شعبہ نے بعد میں یقین کے ساتھ) کہا کہ دونوں رانیں انہوں نے بھیجی تھیں، اس میں کوئی مشک نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے قبول فرمایا تھا! انہوں نے بیان کیا کہ ہاں! کچھ تناول بھی فرمایا تھا۔ اس کے بعد پھر انہوں نے کہا کہ آپ نے وہ بھی قبول فرمایا تھا۔

(۲۵۷۳) ہم سے اسماعیل بن الی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا اہن شب سے وہ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے، وہ حضرت عبد اللہ بن عباس بن حیثما سے اور وہ صعب بن جشمہ سے کہ انہوں نے نبی کرم ﷺ کی خدمت میں گور خرا کا تحفہ پیش کیا تھا۔ آپ اس وقت مقام ابواء یا مقام ودان میں تھے (راوی کو شہر ہے) آپ نے ان کا تحفہ واپس کر دیا۔ پھر ان کے چہرے پر (رنگ کے آثار) دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ تحفہ صرف اس لئے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

۵- باب قبول هدیۃ الصید.  
وَقَدْلِ النَّبِیِّ ﷺ مِنْ أَمْبَیِ قَادَةٍ عَصْنَدَ الصِّدَّدِ

۲۵۷۲- حدَّثَنَا مُسْيَمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
((أَنْفَجَنَا أَرْنَيَا بِمَرْ الظَّهِيرَانَ، فَسَقَى  
الْقَوْمَ لِلْفَعْوَاءِ، فَأَذْرَكُهَا فَأَخْدَتُهَا، فَلَيْسَ  
بِهَا أَهْمَ طَلْحَةً لِلْدَّبَحَهَا وَبَعْثَ إِلَى رَسُولِ  
اللهِ ﷺ بِهِرِكَهَا - أَوْ لَعِلْنَاهَا قَالَ:  
((لَعِلْنَاهَا لَا شَكَ لِهِ)) - فَقَبَلَهُ، قَلَّتْ  
وَأَكَلَ مِنْهُ؟ قَالَ وَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَهُ:  
قبَلَهُ)). [طرفہ فی: ۵۴۸۹، ۵۵۳۵].

۲۵۷۳- حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي  
مَالِكٌ عَنْ أَنَسِ شِهَابٍ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَثْمَانَ بْنِ مَسْفُودٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ عَثْمَانَ عَنِ الصَّقِبِ بْنِ حَاجَةَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُمْ: أَنَّهُ أَهْذَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ،  
حَمَارًا وَخَشِيبًا - وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَانِ  
- فَرَدَ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ:  
((أَمَا إِنَّا لَمْ نَرَدْدَهُ عَلَيْكَ إِلَّا آنَا حُومُ)).

[راجح: ۱۸۲۵]

**لَعِلْنَاهَا** الما قبل الضجد من ابن قادة وردہ علی الصعب مع انه صلی اللہ علیہ وسلم كان في الحالين محروماً لان المحروم لا يملك الصيد وملك مذبح الحلال لانه كقطعة لحم لم يرق في حكم الصيد (عني)، آخرت شیخہ لے ابو قادہ کا شکار قبول فرمایا اور صعب بن بشیر کا وہیں فرمادیا۔ حالاً کہ آپ ہر دو حالتوں میں محروم تھے۔ اس کی وجہ یہ کہ محروم شکار بعض کو ملکیت میں نہیں لے

سکتا اور حلال ذیج کو ملکیت میں لے سکتا ہے۔ اس لئے کہ وہ گوشت کے ٹکڑے کی مالکیت ہے جو شکار کے حکم میں بلکن نہیں رہا۔ میں صعب بن بشامہ کا پیش کردہ گوشت شکار مخصوص تھا اور آپ صریح تھے لہذا آپ نے اسے واپس فرمادیا۔ (مشکل)

### باب ہدیہ کا قبول کرنا

### ۷- باب قبول النہدیۃ

(۲۵۷۳) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے راشم بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓ پیش کیے تھے کہ لوگ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) تھائے تھے (عائشہؓ پیش کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اپنے ہدایا سے یا اس خاص دن کے انتظار سے (راوی کو شک ہے) لوگ آنحضرت ﷺ کی خوشی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

۲۵۷۴ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَهُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّاسَ كَانُوا يَعْخُرُونَ بِهِمْ أَيَّاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَتَغَفَّلُونَ بِهَا - أَوْ يَتَغَفَّلُونَ بِذَلِكَ - مَرْضَاتَ رَسُولِ اللَّهِ)).

[اطرافہ فی: ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۳۷۷۵]

خدمت نبوی میں تحفہ اور پھر حضرت عائشہؓ پیش کی باری میں پیش کرنا ہر دو امور رسول کریم ﷺ کی خوشی کا باعث تھے۔ راوی کے بیان کا کسی مطلب ہے۔

(۲۵۷۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن ایاس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کی خالہ ام حفیدہؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر، گھنی اور گوہ (سائبہ) کے تھائے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے پنیر اور گھنی میں سے تو تناول فرمایا لیکن گوہ پسند نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی۔ ابن عباس پیش کیے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ای) دسترخوان پر (گوہ (سائبہ) کو بھی) کھلایا گیا اور اگر وہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ کے دسترخوان پر کیوں کھلائی جاتی۔

۲۵۷۵ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفُرُ بْنُ إِيَّاسٍ قَالَ: بِسَعْفَتِ سَعِيدَةِ بْنِ جَبَّابِرَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَهَدَتْ أُمُّ حَفِيدَةَ - خَالَةَ أَبْنِ عَبَّاسٍ - إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَطْلَاطًا وَسَمَنًا وَأَصْبَانًا، فَأَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْأَطْلَاطِ وَالسَّمَنِ وَتَرَكَ الْأَصْبَانَ تَقْدُرًا. قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: فَأَكَلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَاماً مَا أَكَلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللَّهِ)).

[اطرافہ فی: ۵۳۸۹، ۵۴۰۲، ۷۳۵۸]

**لشیخ** آنحضرت ﷺ نے گوہ (سائبہ) کا ہدیہ قبول تو فرمایا، مگر خود نہیں کھلایا، کیونکہ آپ کو یہ محرّم بہ نہ تھا۔ ہل آپ کے دسترخوان پر اسے صحابہ کرامؐ نے کھلایا جو اس کے حلال ہونے کی دلیل ہے مگر طبی کراہیت سے کوئی اسے نہ کھائے تو وہ گنگارہ ہو گا، ہل اسے حرام کہا غلط ہے۔

الحدیث الکبیر حضرت الاستاذ مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکبوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ وذکر ابن خالویہ ان الضب بیش سبعہ مائی سے وانہ لا بشرب الماء ویبول فی کل اربعین یوماً قطورة ولا یستقطط له سن ویقال بل امسانہ قطعة واحدة وحکی غیرہ ان اکل لحمدہ پنهنہ العطش یعنی ابن خالویہ نے ذکر کیا ہے کہ گوہ (سائبہ) سات سو سال تک زندہ رہتی ہے اور وہ پانی نہیں پیتی اور چالیس دن میں صرف

ایک قدرہ پیش کرنی ہے اور اس کے دانت نہیں گرتے بلکہ کما جاتا ہے کہ اس کے دانت ایک ہی قطعہ کی ٹھل میں ہوتے ہیں اور بعض کا ایسا بھی کہنا ہے کہ اس کا گوشت پیاس کو بجا دتا ہے۔

آگے حضرت مولانا فرماتے ہیں و قال البوی اجمع المسلمون على ان الضب حلال ليس بمكره يعني سلطانوں کا اجتماع ہے کہ گوہ (سائہن) حلال ہے کمردہ نہیں ہے۔ مگر حضرت امام ابو حنیفہ کے اصحاب اسے کمردہ کہتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ قول نصوص صریح کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل تسلیم ہے۔ تندی کی روایت عن ابن عمر میں صاف موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا اکله ولا احرمه نہ میں اسے کہا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ اس حدیث کے ذیل حضرت امام تندیؓ فرماتے ہیں۔ و قد اختل اهل العلم فی اکل الضب فرخص فیہ بعض اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ائمۃ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذنہ یعنی گوہ (سائہن) کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ پس اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے بعض نے اس کے لئے رخصت دی ہے اور ان کے علاوہ دوسرے اہل علم نے بھی اور بعض نے اسے کمردہ کہا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے دستخوان پر گوہ (سائہن) کا گوشت کھایا گیا۔ مگر آپؐ نے طبعی کراہیت کی بنا پر نہیں کھایا۔

حضرت مولانا مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں۔ و هو قول الجمهور وهو الراجح المعول عليه یعنی جموروں کا قول حلت ہی کے لئے ہے اور یہ قول راجح ہے جس پر فتویٰ دیا گیا ہے اور اس مسلک پر حضرت مولانا مرحوم نے آٹھ احادیث و آثار نقل فرمائے ہیں اور کمردہ کہنے والوں کے دلائل پر بطریق اسن تبرہ فرمایا ہے۔ تفصیل کیلئے تحفہ الاخوزی جلد: ۲/ص: ۳۷۳، ۳/ص: ۲۵۷۶ کامطالعہ کیا جاتا ضروری ہے۔

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ  
عَنْ بْنِ عَيْنَى نَفَى بَيْانَ كَيْمَى، أَنَّهُمْ نَفَى كَمَا كَهْجَسَ ابْرَاهِيمَ بْنَ مُهَمَّا  
نَفَى بَيْانَ كَيْمَى، أَنَّهُمْ نَفَى مُحَمَّدَ بْنَ زِيَادَ سَعَى إِلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَنَّهُ  
خَدَّمَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَى إِلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ سَأَنَّهُ: ((أَهْبَيَهُ  
أَمْ صَدَقَهُ؟)) فَلَمَّا قَبَلَ صَدَقَهُ قَالَ  
لَا مُنْخَابِهِ: ((كُلُوا)), وَلَمَّا يَأْكُلُ: وَإِنَّ  
قَبَلَ: هَدَيَةً، ضَرَبَ بِهِ يَدَهُ، فَأَكَلَ  
مَعْهُمْ)).

صدقة کو اس لئے نہ کھاتے کہ یہ آپ کے لئے اور آپ کی آل کے لئے حلال نہیں اور اس میں بست سے مصلح آپ کے پیش نظر تھے جن کی بنا پر آپؐ نے احوال صدقات کو اپنے اور اپنی آل کے لئے کھلانا جائز قرار دیا۔

۲۵۷۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَبَّابَ قَالَ  
حَدَّثَنَا غُنَّدَرُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَاتَدَةَ  
عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
أَنَّى الَّتِي بِلَحْمٍ بَلَحْمٌ، فَقَبَلَ: تُصَدِّقُ عَلَى

بَرِيْزَةَ، قَالَ: ((فُوْ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَا  
هَدِيَّةٌ)). [راجح: ۱۴۹۵]

محتاج مکین جب صدقہ یا زکوٰۃ کامالک بن چکاتوب وہ مختار ہے جسے چاہے کھلانے جس کو چاہے دے۔ امیر یا غریب کو اس کا تعدد قبول کرنا جائز ہو گا۔

(۲۵۷۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا کہا ہم سے غدر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا عبدالرحمن بن قاسم سے 'شعبہ نے کما کہ میں نے یہ حدیث عبدالرحمن سے سمعن تھی اور انہوں نے قاسم سے روایت کی' انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے بریرہ کو (آزاد کرنے کیلئے) خریدنا چاہا۔ لیکن ان کے مالکوں نے ولاء کی شرط اپنے لئے لگائی۔ جب اس کا ذکر رسول کریم ﷺ سے ہوا تو آپ نے فرمایا 'تو انہیں خرید کر آزاد کرو'، ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ اور بریرہ کے یہاں (صدقہ کا) گوشت آیا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'اچھا یہ وہی ہے جو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے۔ یہ ان کیلئے تو صدقہ ہے لیکن ہمارے لئے (چونکہ ان کے گھر سے بطور ہدیہ ملا ہے) اور (آزادی کے بعد بریرہ کو اختیار دیا گیا تھا) کہ اگر چاہیں تو اپنے نکاح کو فتح کر سکتی ہیں' عبدالرحمن نے پوچھا بریرہ کے خلوند (حضرت مغیث) غلام تھے یا آزاد؟ شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے عبدالرحمن سے ان کے خلوند کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کما کہ مجھے معلوم نہیں وہ غلام تھے یا آزاد۔

(۲۵۷۹) ہم سے ابو الحسن محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو خالد بن عبد اللہ نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے خصہ بت سیرین سے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کما کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کیا کوئی چیز (کھانے کی) تمہارے پاس ہے؟ انہوں نے کہا کہ ام عطیہ کے یہاں جو آپ نے صدقہ کی مکری سمجھی تھی، اس کا گوشت انہوں نے بھیجا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

۲۵۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ الْفَاقِسِ قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ  
الْفَاقِسِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((إِنَّهَا  
أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِي بَرِيْزَةً، وَإِنَّهُمْ أَشْرَطُوهَا  
وَلَاءَهَا، فَلَذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((اَشْتَرَنِيهَا فَأَغْيِنُهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ  
أَغْنَى)). وَأَهْدَى، لَهَا لَحْمٌ، فَبَيْنَ  
النَّبِيِّ ﷺ: هَذَا تُصْدِقُ عَلَى بَرِيْزَةَ، وَخَيْرَتْ.  
قَالَ: ((فُوْ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَا هَدِيَّةٌ)). وَخَيْرَتْ.  
قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: زَوْجُهَا حُرٌّ أَوْ عَبْدٌ؟  
قَالَ شَعْبَةُ: سَأَلْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ عَنْ  
زَوْجِهَا، قَالَ: لَا أَذْرِي أَحْرُّ أَمْ عَبْدٌ)).

[راجح: ۴۵۶]

۲۵۷۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَاتِلٍ أَبُو  
الْحَسَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ حَفْصَةِ بْنِتِ سِيرِينِ عَنْ  
أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ: ((مَلِ  
عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟)) قَالَتْ: لَا، إِلَّا شَيْءٌ  
بَعْثَتِ بِهِ أُمِّ عَطِيَّةَ مِنَ الشَّاءِ الَّتِي بَعْثَتْ

إِلَيْهَا مِن الصُّدَقَةِ قَالَ: ((إِنَّهَا فَدَ بِلَغَتْ وَهَا أَپِي جَلَدٌ بَخْرُجٌ چَلَى- مَحْلُهَا)). [راجع: ۱۴۴۶]

یعنی اس کا کھانا اب ہمارے لئے جائز ہے۔ یوں نہ مسئلہ یہ ہے کہ صدقہ زکوٰۃ وغیرہ جب کسی مستحق شخص کو دے دیا جائے تو وہ اب جس طرح چاہے اسے استعمال کر سکتا ہے۔ وہ چاہے کسی امیر غریب کو کھلا بھی سکتا ہے۔ بطور تحفہ بھی دے سکتا ہے۔ اب وہ اس کا ذاتی مل ہو گیا، وہ اس کا مالک بن گیا۔ اس کو خرچ کرنے میں اتنی ہی آزادی ہے جتنی کہ مالک کو ہوتی ہے۔ غریب آدمی کی دلجوئی کے لئے اس کا ہدیہ قول کر لینا اور کہیں موجب ثواب ہے۔

باب اپنے کسی دوست کو خاص اس دن تحفہ بھیجا جب وہ  
اپنی ایک خاص بیوی کے پاس ہو

(۲۵۸۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حملہ بن زید نے بیان کیا ہشام سے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عائشہ بنت زید نے بیان کیا کہ لوگ تھائف بھیجنے کے لئے میری باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اور امام سلمہ بنت زید نے کہا میری سوکنیں (امہنات المؤمنین رضوان اللہ علیہم) جمع تھیں اس وقت انہوں نے حضور ﷺ سے۔ (بطور شکایت لوگوں کی اس روشن کا) ذکر کیا۔ تو آپ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔

اس لئے کہ صحابہؓ اپنی مرپی کے عمار تھے، آپؐ کے مزاج شناس تھے، وہ از خود ایسا کرتے تھے پھر انہیں روکا کیوں کر جا سکتا تھا۔ (۲۵۸۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید بن ابی اویس نے، ان سے سلیمان نے ہشام بن عمروہ سے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے کہ نبی کرم ﷺ کی ازواج کی دو گلزاریں تھیں۔ ایک میں عائشہ، حفصہ، صفیہ اور سودہ اور دوسری میں امام سلمہ اور نبیہ تمام ازواج مطبرات تھیں۔ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی عائشہؓ کے ساتھ محبت کا علم تھا، اس لئے جب کسی کے پاس کوئی تحفہ ہوتا اور وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تو انتظار کرتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عائشہؓ کے گھر کی باری ہوتی تو تحفہ دینے والے صاحب اپنا تحفہ آپؐ کی خدمت میں بھیجتے۔ اس پر امام سلمہؓ کی جماعت کی ازواج مطبرات نے آپؐ میں مشورہ کیا اور امام سلمہؓ بنت زید سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی

۸- بَابُ مَنْ أَهْدَى إِلَيْيَ صَاحِبِهِ  
وَتَحَرَّى بَعْضَ إِيمَانِهِ دُونَ بَعْضِ

۲۵۸۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَاهْمُ بَوْمِي). وَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّ صَوَاحِبِي اجْتَمَعُنَّ فَلَدَّحَرَتْ لَهُ، فَأَغْرَضَ عَنْهَا)). [راجح: ۲۵۷۴]

اس لئے کہ صحابہؓ اپنی مرپی کے عمار تھے، آپؐ کے مزاج شناس تھے، وہ از خود ایسا کرتے تھے پھر انہیں روکا کیوں کر جا سکتا تھا۔ (۲۵۸۱) ہم سے اسماعیل بن ابی زید نے بیان کیا، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُزُوزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنْ حِزْبَنِ فَلَحِزْبِهِ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَافِيَةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةُ وَسَانِرُ نِسَاءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ قَدْ عَلِمُوا حَبْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَائِشَةَ، فَإِذَا كَانَتْ عِنْدَ أَخِيهِمْ هَدِيَّةً يُرِينَهُ أَنْ يُهْدِيَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَخْرَهَا حَتَّى إِذَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ بَعْثَ

سے بات کریں تاکہ آپ لوگوں سے فرمادیں کہ جسے آپ کے یہاں تحفہ بھیجنیا ہو وہ جہاں بھی آپ ہوں وہیں بھیجا کرے۔ چنانچہ ان ازوائے کے مشورہ کے مطابق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا لیکن آپ نے انسیں کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ان خواتین نے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا کہ مجھے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطررات نے کہا کہ پھر ایک مرتبہ کہو۔ انہوں نے ہم ان کیلئے کہا۔ پھر جب آپ کی باری آئی تو دوبارہ انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ اس مرتبہ بھی آپ نے جواب نہیں دیا۔ جب ازواج نے پوچھا تو انہوں نے پھر وہی بتایا کہ آپ نے مجھے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج نے اس مرتبہ ان سے کہا کہ آپ کو اس مسئلے پر طواد تو کسی۔ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے پھر کہا۔ آپ نے اس مرتبہ فرمایا۔ عائشہؓ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ ہو۔ عائشہؓ کے سوا اپنی بھروسیوں میں سے کسی کے کپڑے میں بھی مجھ پر وہی نازل نہیں ہوتی ہے۔ عائشہؓ کے بارے میں سے کسی کے کپڑے کے اس ارشاد پر انہوں نے عرض کیا، آپ کو ایذا پہنچانے کی وجہ سے میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں۔ پھر ان ازواج مطررات نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے ذریعہ آخر حضرت ﷺ کی خدمت میں یہ کہلوایا کہ آپ کی ازواج ابو بکر بن عبد الرحمن کی بیٹی کے بارے میں اللہ کیلئے آپ سے انصاف چاہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپ سے بات چیت کی۔ آپ نے فرمایا، میری بیٹی! کیا تم وہ پسند نہیں کرتی جو میں پسند کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کیوں نہیں، اس کے بعد وہ واپس آگئیں اور ازواج کو اطلاع دی۔ انہوں نے ان سے پھر دوبارہ خدمت نبوی میں جانے کیلئے کہا۔ لیکن آپ نے دوبارہ جانے سے انکار کیا تو انہوں نے زینب بنت جحشؓ کو بھیجا۔ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے سخت گفتگو کی اور کہا کہ آپ کی ازواج ابو قحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ سے خدا کے لئے انصاف مانگتی ہیں اور ان کی آواز اوپنجی ہو گئی۔ عائشہؓ بھی بھروسہ ہیں پہنچی ہوئی تھیں۔ انہوں نے (ان کے منہ پر) انسیں بھی را بھلا کیا۔ رسول

صاحب الہدیۃ ای رَسُولَ اللَّهِ فِی  
بَیْتِ عَائِشَةَ فَكَلَمَ جِزْبَ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَلَنَ  
لَهَا: كَلَمِي رَسُولُ اللَّهِ يَكَلِمُ النَّاسَ  
فَيَقُولُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَهْدِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
هَذِهِ مَدْنِيَةَ فَلَمْ يَهْدِهِ حَتَّىٰ كَانَ مِنْ يَسَائِيهِ،  
فَكَلَمَنَهُ أُمِّ سَلَمَةَ بِمَا فَلَنَ، فَلَمْ يَقُلْ لَهَا  
شَيْئًا، فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا،  
فَقَلَنَ لَهَا: فَكَلَمِي، قَالَتْ: فَكَلَمَنَهُ حِينَ  
دَارَ إِلَيْهَا أَيْضًا، فَلَمْ يَقُلْ لَهُ شَيْئًا.  
فَسَأَلَهَا فَقَالَتْ: مَا قَالَ لِي شَيْئًا، فَقَلَنَ  
لَهَا: كَلَمِيَهُ حَتَّىٰ يَكَلِمِكَ، فَدَارَ إِلَيْهَا  
فَكَلَمَنَهُ فَقَالَ لَهَا: ((لَا تُؤْذِنِي فِي  
عَائِشَةَ، فَلَا الْوَجْنَى لَمْ يَأْتِيَ وَأَنَا فِي  
ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ)). قَالَتْ: فَقُلْتُ:  
أَوْبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَذْكَارِي يَا رَسُولُ اللَّهِ ثُمَّ  
إِنَّهُنَّ دَعُونَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ،  
فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ تَقُولُ: إِنَّ  
بَنِيَاءَكَ يَنْشَدُنِكَ اللَّهُ الْعَدْلَ فِي بَنْتِ أَبِي  
بَكْرٍ، فَكَلَمَنَهُ فَقَلَنَ: ((بِاَبِيَّةَ، اَلَا تَحْجِنَ  
مَا اُحِبُّ؟)) قَالَتْ: بَلَى، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ  
فَأَخْرَجْنَهُنَّ، فَقَلَنَ ارْجَعَيْتَ إِلَيْهِ، قَالَتْ أَنَّ  
تَرْجِعَ، فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشَ، فَأَتَتْهُ  
فَأَغْلَظَتْ وَقَالَتْ: إِنَّ بَنِيَاءَكَ يَنْشَدُنِكَ اللَّهُ  
الْعَدْلَ فِي بَنْتِ اَبِي أَبِي قُحَافَةَ، فَرَفَعَتْ  
صَوْنَاهَا حَتَّىٰ تَأَوَّلَتْ عَائِشَةَ وَهِيَ قَاعِدَةَ  
فَسَبَّهَا، حَتَّىٰ أَنْ رَسُولُ اللَّهِ لَيَنْظُرُ  
إِلَى عَائِشَةَ هَلْ تَكَلَّمُ، قَالَ: فَكَلَمَتْ

اللَّهُ تَعَالَى عَانِشَةً<sup>ؐ</sup> کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کچھ بولتی ہیں یا نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بول پڑیں اور زینب رضی اللہ عنہا کی باتوں کا جواب دینے لگیں اور آخر انہیں خاموش کر دیا۔ پھر رسول کرم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابو بکر کی بیٹی ہے امام بخاری نے کہا کہ آخر کلام فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ نے متعلق ہشام بن عروہ نے ایک اور شخص سے بھی بیان کیا ہے۔ انہوں نے زہری سے روایت کی اور انہوں نے محمد بن عبد الرحمن سے اور ابو موسیٰ بن نعیم سے بھی بیان کیا ہشام سے اور انہوں نے عروہ سے کہ لوگ تحائف بیحیجے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے اور ہشام کی ایک روایت قریش کے ایک صاحب اور ایک دوسرے صاحب سے جو غلاموں میں سے تھے، بھی ہے۔ وہ زہری سے نقل کرتے ہیں اور وہ محمد بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام سے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب فاطمہؓ نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو میں اس وقت آپؑ کی خدمت میں موجود تھی۔

عائشہؓ تزوہ علی زنجب حتیٰ اسنکتها:  
قالت: فنظر النبي ﷺ إلى عائشة وقال:  
((إنها بنت أبي بكر)).  
قال البخاري: الكلام الأخير قصة فاطمة  
يذكر عن هشام بن غزوة عن رجل عن  
الزهري عن محمد بن عبد الرحمن.  
وقال أبو مروان عن هشام عن غزوة :  
((كان الناس يتحرون بهذَاهم يوم  
عائشة)). وعن هشام عن رجل من  
قريش ورجل من المؤالي عن الزهري  
عن محمد بن عبد الرحمن بن الحارث  
بن هشام: ((قالت عائشة: كنت عند  
النبي ﷺ، فاستأذنت فاطمة)).

**لتبیخ** ہوا یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بعض یویاں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں جمع ہوئیں اور یہ کہا کہ تم آنحضرت ﷺ سے عرض کرو کر آپ اپنے صحابہ کو حکم دیں کہ وہ ہدیے اور تحائف بیحیجے میں یہ راہ نہ دیکھتے رہیں کہ آنحضرت ﷺ فلاں یوی کے گھر تشریف لے جائیں تو ہم تحائف بیحیجے بلکہ بلا قید آپؑ کی یوی کے پاس ہوں بیحیج دیا کریں۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی درخواست معقول نہ تھی۔ تحائف بیحیجے والے کی مرضی جب چاہے بیحیج، اس کو جبراً کوئی حکم نہیں دیا جا سکا کہ فلاں وقت بیحیج فلاں وقت نہ بیحیج۔ اس طویل حدیث میں اسی واقعہ کی تفصیل مذکور ہے اور حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

جمال تک یویوں کے حقوق واجبه کا تعلق تھا آنحضرت ﷺ نے سب کے لئے ایک ایک رات کی باری مقرر فرمائی ہوئی تھی اور اسی کے مطابق عمل درآمد ہو رہا تھا۔ چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کچھ خصوصی اوصاف سننے تھے اور آپؑ انی کی وجہ سے ان سے زیادہ محبت فرمایا کرے تھے۔ اس نے تحائف بیحیجے والے بعض صحابہؓ نے یہ سوچا کہ جب حضور ﷺ عائشہؓ کی باری میں ان کے ہاں آیا کریں اس وقت ہدیہ تحفہ بیحیجا کریں گے۔ اس پر دوسری ازواج مطررات نے آپؑ کی خدمت میں درخواست کی کہ صحابہؓ کو اس خصوصیت سے روک دیں۔ مطالبہ درست نہ تھا لہذا آپؑ نے اس پر کوئی توجہ نہ فرمائی تھی کہ حضرت فاطمۃ الزهراء رضی اللہ عنہا کو درمیان میں لایا گیا۔ آپؑ نے فرمایا اے میری بیماری بیٹی! کیا تم ان کو درست نہیں رکھتی جن کو میں درست رکھتا ہوں۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ ہاں حضور بے شک میں بھی ہے آپؑ درست رکھتے ہیں اس کو درست رکھتی ہوں۔ اس کے بعد حضرت فاطمۃ الزهراء رضی اللہ عنہا کو بیشہ حضرت عائشہؓ کو درست رکھتی رہیں۔ حضرت علی بن ابی مناقب عائشہؓ میں فرماتے ہیں کہ اللہ جانتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ دنیا و آخرت میں رسول کرم ﷺ کی یوی ہیں۔ خدا کی پھٹکار ہو ان بد زبان بے لگام تلاائق لوگوں پر جو حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا کی شان

والاشان میں زبان درازی کریں۔ پہاہم اللہ الی صراط مستقیم آمین۔

حضرت عائشہ صدیقہ بنی خیل کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق بنی خیل کی صاحبزادی ہیں اور جس طرح حضرت صدیق اکبر بنی خیل صحابہ کرام میں زیادہ علم و فضل رکھتے تھے ویسے ہی ان کی صاحبزادی بھی عورتوں میں عالیہ اور فاضلہ اور مقررہ تھیں۔ ہزاروں اشعار ان کو بربن بیاد تھے۔ فضاحت اور بلاغت میں کوئی ان کا مثال نہ تھا ولکن فضل اللہ یوبہ من بشاء اور سب سے بڑی فضیلت یہ کہ سرکار رسالت نے ان کو بہت سی خصوصیات کی بنا پر اپنی خاص رفیقت حیات قرار دیا۔ حضرت جبراہیل بنی خیل نے آپ کا خاص اکرام کیا۔ وکی بہ فضلا

حضرت امام بخاری اس طویل حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ باب کا مضمون اس سے صراحتاً ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی خاص دوست کو تختے تھا اس کی خاص یوبی کی باری میں پیش کر سکتا۔

الحمد للہ اپریل ۱۹۴۰ء کی پانچ تاریخ تک کعبہ شریف مکہ المکرمہ میں یہ پارہ اس حدیث تک پڑھا گیا اور احادیث نبویہ کے لفظ لفظ پر غور و فکر کر کے اللہ سے کعبہ میں دعا کی گئی کہ وہ مجھے اس کے سمجھنے اور تحقیق حق کے ساتھ اس کا ارادو ترجیح و مختصر جامع شرح لکھنے کی توفیق عطا کرے اور اس باقیات الصالحت کا ثواب عظیم میرے مرحوم بھائی حاجی محمد علی عرف بلاری پیارو قریشی بنگور کے حق میں بھی قول کرے جن کی طرف سے حج بدلت کرنے کے سلسلے میں مجھ کو زیارت حرمین شریفین کی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ (ربنا تقبل منا انک

انت السميع العليم)

## ۹- بَابُ لَا مَا يُرِدُّ مِنَ الْهَدِيَةِ

شاید حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو ترمذی نے این عمر بیہقی سے روایت کیا ہے کہ تحدیہ کی تین چیزیں نہ پھیری جائیں۔ نکیہ، تملی اور دودھ۔ ترمذی نے کماتیل سے خوشبو مراد ہے۔ دوسرا حدیث ابو ہریرہ میں بھی یہی ہے کہ خوشبو کو نہ رہ کیا جائے۔ فدائیان سنت رسول ﷺ کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنالا تجھ عمل بنائیں۔

مسک سنت پا اے سالک چلا جا بے دھڑک

جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

(۲۵۸۲) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے عزراہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شمامہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، عزراہ نے کہا کہ میں شمامہ بن عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہو تو انہوں نے مجھے خوشبو عنایت فرمائی اور بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ خوشبو کو واپسی نہیں کرتے تھے۔ شمامہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ کا مگن تھا کہ نبی کشمیری خوشبو کو واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

۲۵۸۲- حدثنا أبو مغمر قال حدثنا عبد الوارث قال حدثنا عزراة بن ثابت  
الأنصاری قال حدثني ثعامة بن عبد الله  
قال ((دخلت عليه فناولني طيبا، قال:  
كان أنس رضي الله عنه لا يردد الطيب.  
قال: وزعم أنس أن النبي ﷺ كان لا يردد  
الطيب)). [طرفة في: ۵۹۲۹].

## ۱۰- بَابُ مَنْ رَأَى الْهِبَةَ الغائِبَةَ

درست ہے

جائیزہ

یعنی جو چیز ہے کہ وقت حاضر نہ ہو، باب کی حدیث سے یہ مطلب اس طرح سے نکلا کہ قیدی اس وقت آنحضرت ﷺ کے پاس

حاضرہ تھے۔ مگر آپ نے ہوازن فتح کرنے والوں کو ہبہ کر دیئے۔ بعضوں نے کہا ہبہ غائب سے مراد یہ ہے کہ موہوب لغائب ہو جیسے ہوازن کے لوگ اس وقت حاضرہ تھے لیکن آپ نے ان کے قیدی ان کو ہبہ کر دیئے۔

(۲۵۸۳) ہم سے سعید بن الی مریم نے بیان کیا، ان سے لیٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا ابن شاب سے، ان سے عروہ نے ذکر کیا کہ سور بن مخرمہ اور مروان بن حکم نے انہیں خبر دی کہ جب قبیلہ ہوازن کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اور اللہ کی شان کے مطابق شاء کے بعد آپ نے فرمایا اما بعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے ہمارے پاس آئے ہیں اور میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اب جو شخص اپنی خوشی سے (قیدیوں کو) واپس کرنا چاہے وہ واپس کر دے اور جو یہ چاہے کہ انہیں ان کا حصہ ملے (تو وہ بھی واپس کر دے) اور ہمیں اللہ تعالیٰ (اس کے بعد) سب سے پہلی جو غنیمت دے گا، اس میں سے ہم اسے معاوضہ دی دیں گے۔ لوگوں نے کہا ہم آپ اپنی خوشی سے (ان کے قیدی واپس کر کے) آپ کا ارشاد تسلیم کرتے ہیں۔

**لشیخ** سور بن مخرمہ کی کہت ابو عبدالرحمن ہے، زہری و قریشی ہیں۔ عبدالرحمن بن عوف کے بھائی ہیں۔ بھرت بنوی کے دو سال بعد مکہ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ذی الحجہ ۸ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ وفات بنوی کے وقت ان کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حدیث کی ساعت کی اور ان کو یاد رکھا۔ بڑے فتنی اور صاحب فضل اور رسیدار تھے۔ عثمان بن عشر کی شادوت تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ بعد شادوت کمک میں منتقل ہو گئے اور معاویہ بن خڑک کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ انہوں نے زینیڈ کی بیعت کو پسند نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی مکہ ہی میں رہے جب تک کہ زینیڈ نے لٹکر بھیجا اور مکہ کا حاصہ کر لیا۔ اس وقت ابن زیبر مکہ ہی میں موجود تھے۔ چنانچہ اس حاصہ میں سور بن مخرمہ کو بھی مخفیت سے پھینکا ہوا ایک پھر لگا۔ یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اس پھر سے ان کی شادوت واقع ہوئی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۶۲ھ کی چاند رات کو ہوا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

### باب ہبہ کامعاوضہ (بدلہ) ادا کرنا

(۲۵۸۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ یہ قبول فرمایا کرتے۔ لیکن اس کا بدلہ بھی دیدیا کرتے تھے۔ اس حدیث کو دیکھ اور حاضر نے بھی روایت کیا، مگر انہوں نے اس کو ہشام سے اس کو ہشام سے اپنے باپ

مریم قائل حديثاً اللئِتُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَفِيلٌ  
عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ: ذَكَرَ عَزْوَةً أَنَّ  
الْمَسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
وَمَرْوَانَ أَخْبَرَاهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، حِينَ  
جَاءَهُ وَفَدٌ هَوَازِنَ قَامَ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى  
عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ  
فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ جَاءُوكُمْ تَائِبِينَ، وَإِنِّي رَأَيْتُ  
أَنَّ أَرْدَ إِلَيْهِمْ سَيِّئَمْ، فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ  
أَنْ يَطِيبَ ذَلِكَ فَلَيَفْعُلْ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ  
يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُغْطِيهَ إِيَاهُ مِنْ أَوْلِ  
مَا يُفْعِلُهُ اللَّهُ عَلَيْنَا)). فَقَالَ النَّاسُ : طَيْبَنَا  
لَكَ)). [راجع: ۲۳۰۷، ۲۳۰۸]

**لشیخ** سور بن مخرمہ کی کہت ابو عبدالرحمن ہے، زہری و قریشی ہیں۔ ذی الحجہ ۸ میں مدینہ منورہ پہنچے۔ وفات بنوی کے وقت ان کی عمر صرف آٹھ سال تھی۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے حدیث کی ساعت کی اور ان کو یاد رکھا۔ بڑے فتنی اور صاحب فضل اور رسیدار تھے۔ عثمان بن عشر کی شادوت تک مدینہ ہی میں مقیم رہے۔ بعد شادوت کمک میں منتقل ہو گئے اور معاویہ بن خڑک کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔ انہوں نے زینیڈ کی بیعت کو پسند نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی مکہ ہی میں رہے جب تک زینیڈ نے لٹکر بھیجا اور مکہ کا حاصہ کر لیا۔ اس وقت ابن زیبر مکہ ہی میں موجود تھے۔ چنانچہ اس حاصہ میں سور بن مخرمہ کو بھی مخفیت سے پھینکا ہوا ایک پھر لگا۔ یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اس پھر سے ان کی شادوت واقع ہوئی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۶۲ھ کی چاند رات کو ہوا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔

### ۱۹ - بَابُ الْمُكَافَةِ فِي الْهَبَةِ

۲۵۸۵ - حديثاً مُسَدَّدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَيْنَسَى  
بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ يَقْبِلُ الْهَدَى وَيَنْهَا عَلَيْهَا)). لَمْ يَذْكُرْ  
وَكَيْنَعْ وَمَحَاضِرْ: ((عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عن عائشۃ). سے انہوں نے حضرت عائشۃؓ سے کے الفاظ نہیں کئے۔

**لشیح** حدیث کے آخر میں راوی کے الفاظ لم یذکر و کیم و محاضر عن هشام عن ابیہ عن عائشۃ کا مطلب یہ کہ وکیع اور حاضر ہر دو راویوں نے اس حدیث کو ہشام سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت عائشۃؓ سے وصل نہیں کیا بلکہ مرسلا ہشام سے روایت کیا۔ ترمذی اور بزار نے کہا اس حدیث کو صرف عیینی بن یونس نے وصل کیا۔ حافظ نے کہا وکیع کی روایت کو تو ابن ابی شیبہ نے نکلا، اور حاضر کی روایت مجھ کو نہیں ملی۔ بعضی مالکیہ نے اس حدیث سے بہہ کا بدله کرنا واجب رکھا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ اور جمہور کے نزدیک واجب نہیں مستحب ہے۔ قطلانی نے کہا ہے بالمعاوضہ اگر معین اور معلوم معاوضہ کے بدل ہو تو وکیع کی طرح درست ہو گا اور اگر معاوضہ مجہول ہو تو بہہ صحیح نہ ہو گا۔

### باب اپنے لڑکے کو کچھ ہبہ کرنا

اور اپنے بعض لڑکوں کو اگر کوئی چیز ہبہ میں دی تو جب تک انصاف کے ساتھ تمام لڑکوں کو برابر نہ دے، یہ ہبہ جائز نہیں ہو گا اور ایسے ظلم کے ہبہ پر گواہ ہونا بھی درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عطا یا کے سلسلہ میں اپنی اولاد کے درمیان انصاف کیا کرو، اور کیا باپ اپنا عطیہ واپس بھی لے سکتا ہے؟ اور باپ اپنے لڑکے کے مال میں سے دستور کے مطابق جبکہ ظلم کا رادہ نہ ہو لے سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عمر بن شٹر سے ایک اونٹ خریدا، اور پھر اسے آپ نے عبد اللہ بن عثمان ﷺ کو عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس کا جو چاہے کر

**لشیح** اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے۔ کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے عطیہ یا ہبہ میں رجوع کرے مگر والد جو اپنی اولاد کو دے اور حنفی نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک قربت دار مانع رجوع ہبہ ہے۔

(۲۵۸۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابن شاہب سے، وہ حمید بن عبد الرحمن اور محمد بن نعمان بن بشیر سے اور ان سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے کہا ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ پھر (ان سے بھی) واپس

لے لے۔

وإذا أبغضَ بَعْضَ وَلِيَهُ شَيْئًا لَمْ يَجِزْ حَتَّى يَغْدِلَ بَيْنَهُمْ وَيَغْطِلَ الْآخَرَ مِثْلَهُ، وَلَا يُشَهِّدَ عَلَيْهِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطْيَةِ)). وَهَلْ لِلْوَالِدِ أَنْ يَرْجِعَ فِي عَطْيَتِهِ؟ وَمَا يَأْكُلُ مِنْ مَالِ وَلِيَهُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَتَعَدِّي)).

أَغْطَأْهُ أَنَّ عَمَرَ وَقَالَ ((اصْنَعْ بِهِ مَا شِئْتَ))

**لشیح** الحدیث اور شافعی اور احمد اور جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ ہبہ میں رجوع جائز نہیں۔ مگر باپ جو اپنی اولاد کو بہہ کرے، اس میں رجوع کر سکتا ہے۔ ترمذی اور حاکم نے روایت کیا اور کہا صحیح ہے۔ کسی شخص کو درست نہیں کہ اپنے عطیہ یا ہبہ میں رجوع کرے مگر والد جو اپنی اولاد کو دے اور حنفی نے اس میں اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک قربت دار مانع رجوع ہبہ ہے۔

(۲۵۸۶) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَنْبِيَابِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَا عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَنَّبِيَّ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي نَحْلَتُ أَنَّبِيَّ هَذَا غُلَامًا. فَقَالَ: ((أَكُلُّ وَلَدِكَ نَحْلَتَ مِثْلَهُ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَأَرْجِعْهُ)).

**تشریح** معلوم ہوا کہ اولاد کے لئے ہبہ یا عطیہ کے سلسلے میں انصاف ضروری ہے جو دیا جائے سب کو برابر برادریا جائے، ورنہ ظلم ہو گا۔ والد کے لئے ثابت ہوا کہ وہ اولاد سے اپنا عطیہ واپس بھی لے سکتا ہے اور اولاد کے مال میں سے ضرورت کے وقت دستور کے موافق کھا بھی سکتا ہے۔ ابن حبان اور طبرانی کی روایت میں یوں ہے۔ آپ نے فرمایا، میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ ہمارے امام احمد بن خبلؓ کا یہ قول ہے کہ اولاد میں عدل کرنا واجب ہے اور ایک کو دوسرے سے زیادہ دینا حرام ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ نعمان کے باپ نے اس کو باغ دیا تھا اور اکثر روایتوں میں غلام مذکور ہے۔ حافظ نے کہا، طاؤس اور ثوری اور احسان بھی امام احمد کے ساتھ متفق ہیں۔ بعض مالکیہ کہتے ہیں کہ ایسا ہبہ ہی باطل ہے اور امام احمد صحیح کہتے ہیں پر رجوع واجب جانتے ہیں اور جسور کا قول یہ ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں عدل اور انصاف کرنا مستحب ہے۔ اگر کسی اولاد کو زیادہ دے تو ہبہ صحیح ہو گا لیکن مکروہ ہو گا، حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں (وجیدی)

حافظ ابن حجر نے یہاں عمل الخلفین کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اولاد کو ہبہ کرنے میں مساوات کا حکم استحبک کے لئے ہے۔ مؤطا میں سند صحیح کے ساتھ مذکور ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ بیٹھنے اپنے مرض وفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا، انی کنت نحلت نحلا فلو کنت اختربتہ لکان لک و انما هو الیوم للوارث یعنی میں نے تجھ کو کچھ بطور بخشش دینا چاہتا تھا، اگر تم اس کو قبول کر لیتیں تو وہ تمسار ہو جاتا اور اب تو وہ دارثوں ہی میں تقیم ہو گا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کا واقعہ طحاوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عاصم کو کچھ بطور بخشش دیا تھا۔ نافع نے ان کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخین کے ان اقدامات پر ان کے دیگر بچے سب راضی تھے۔ اس صورت میں جواز میں کوئی شبہ نہیں۔ بھر حال بہتر و اولیٰ سماوات ہی ہے۔

### ۱۳ - بَابُ الإِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ

(۲۵۸۷) ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا حصین سے، وہ عامر سے کہ میں نے نعمان بن شیر رضی اللہ عنہما سے سن، وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا، تو عمروہ بنت رواحہؓ (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمروہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اس پر آپؓ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔

۲۵۸۷ - حدثنا حامد بن عمر قال حدثنا أبو عوانة عن حصين عن عامر قال: ((سمعت النعمان بن بشير رضي الله عنهما وهو على المنبر يقول: أعطاني أبي عطيه، فقالت عمره بنت رواحة، لا أرضى حتى تشهد رسول الله بنيت رواحة عطيه، فأنكرتني أن أشهدك يا رسول الله. قال: ((أعطيت إبني من عمرة بنت رواحة عطيه، فأمرتني أنأشهدك يا رسول الله)). قال: لا. قال: ((فأتفقوا الله مثل هذا؟)). قال: لا. قال: ((فأتفقا الله وأعدلوا بين أولادكم)). قال: فرجعوا فرداً عطيه)). [راجع: ۲۵۸۶]

اس واقعہ سے ہبہ کے اوپر گواہ کرنا ثابت ہوا۔ نعمان بن شیر کی والدہ نے آنحضرت ﷺ کو ہبہ پر گواہ بنانا چاہا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔

## باب خاوند کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے خاوند کو کچھ بہبہ کرونا

ابراہیم نجعی نے کماکہ جائز ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے کماکہ دونوں اپنا بہبہ واپس نہیں لے سکتے۔ نبی کریم ﷺ نے مرض کے دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گزارنے کی اپنی دوسری بیویوں سے اجازت مانگی تھی (اور ازواج مطرات نے اپنی اپنی باری بہبہ کر دی تھی) اور آپ نے فرمایا تھا کہ اپنا بہبہ واپس لینے والا شخص اس کے کی طرح ہے جو اپنی ہی تھے چاہتا ہے۔ زبری نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کماکہ اپنا کچھ مریا سارا امر مجھے بہبہ کر دے۔ (اور اس نے کر دیا) اس کے تھوڑی ہی دیر بعد اس نے اپنی بیوی کو طلاق وے وی اور بیوی نے (اپنے مرکا بہبہ) واپس مانگا تو زبری نے کماکہ اگر شوہرنے مغض دھوکہ کے لئے ایسا کیا تھا تو اسے مرو واپس کرنا ہو گا۔ لیکن اگر بیوی نے اپنی خوشی سے مرہبہ کیا، اور شوہرنے بھی کسی قسم کا دھوکہ اس سلسلے میں اسے نہیں دیا، تو یہ صورت جائز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”اگر تم ساری بیویاں دل سے اور خوش ہو کر تمہیں اپنے مرکا کچھ حصہ دے دیں (تو لے سکتے ہو)

یعنی اگر خاوند بیوی کو بہبہ کرے یا بیوی خاوند کو دونوں صورتوں میں بہبہ نہیں ہو گا اور رجوع جائز نہیں۔ ابراہیم نجعی اور عمر بن عبد العزیز ان ہر دو کے اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا ہے۔ ترجمہ باب اس سے تکالیف ہے کہ دوسری ازواج مطرات نے اپنی اپنی باری کا حق آنحضرت ﷺ کو بہبہ کر دیا۔

(۲۵۸۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کماکہ ہم کوہشام نے خردی، انہیں معمراً نے، انہیں زبری نے، کماکہ مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ نے خردی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، جب رسول کریم ﷺ کی بیماری بڑھی اور تکلیف شدید ہو گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت ٹھاکی اور آپ کو بیویوں نے اجازت دے دی تو آپ اس طرح تشریف لائے کہ دونوں قدم زمین پر رکڑ کھا رہے تھے۔ آپ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان تھے۔ عبد اللہ نے بیان

## ۱۴- بَابُ هِبَةِ الرَّجُلِ لِأَمْرَأِهِ وَالنِّسَاءُ لِرَزْوَجِهَا

قالَ إِبْرَاهِيمُ : جَائزَةٌ . قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ  
الْعَزِيزِ : لَا يَرْجِعُانِ . وَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ  
بِسَاءَةً أَنْ يُعَرِّضَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ . وَقَالَ  
النَّبِيُّ : ((الْعَابِدُ فِي هِبَةِ كَالْكَلْبِ يَمُودُ  
فِي قَبْيَهِ)) . وَقَالَ الزُّهْرِيُّ - فِيمَنْ قَالَ  
لِأَمْرَأِهِ - هِيَ لِي بِعِضٍ صَدَاقِكَ أَوْ كُلُّهُ .  
لَمْ لَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسْبِرَا حَتَّى طَلَقُهَا  
فَرَجَعَتْ فِيهِ - قَالَ : يَرُدُّ إِلَيْهَا إِنْ كَانَ  
خَلَبَهَا ، وَإِنْ كَانَتْ أَغْطَلَهُ عَنْ طَبِيبِ نَفْسِ  
لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ خَدِيقَةٌ جَازَ ، قَالَ  
اللَّهُ تَعَالَى : هُوَ الَّذِي لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ  
نَفْسَاهُ ) [النساء : ۴].

۲۵۸۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى  
أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ  
قَالَ : أَخْبَرَنِي عَيْنَدُ اللَّهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
((قَاتَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : لَمَّا تَقْلَ  
النَّبِيُّ فَأَشْتَدَّ وَجْهُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ  
يُعَرِّضَ فِي بَيْتِي ، فَأَذْنَ لَهُ فَخَرَجَ تَبَّنَّ  
رَجُلَيْنِ تَعْطَلُ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ ، وَكَانَ تَبَّنَّ  
الْعَبَاسٍ وَبَيْنَ رَجُلِيْنِ آخَرَ . فَقَالَ عَيْنَدُ اللَّهِ :

کیا کہ پھر میں نے عائشہؓ پر بیٹھا کی اس حدیث کا ذکر ابن عباسؓ سے کیا۔ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا، عائشہؓ نے جن کا نام نہیں لیا، جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن عائشہؓ تھے۔

فَذَكَرْتُ لَابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ :  
فَقَالَ لِي: وَهُلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ  
تَسْمِ عَائِشَةً؟ قَلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ  
بْنُ أَبِي طَالِبٍ). [راجح: ۱۹۸]

رسول کریم ﷺ کا یہ مرض الوقات تھا۔ آپ حضرت میمونہؓ پر بیٹھ کے گئے تھے۔ اس موقع پر جملہ ازواج مطہرات نے اپنی اپنی باری حضرت عائشہؓ پر بیٹھ کو ہبہ کر دی، اسی سے مقدمہ باب ثابت ہوا۔

(۲۵۸۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بھی کہیم ﷺ نے فرمایا، اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

۲۵۸۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ طَاؤُسٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَاقِدُ فِي هَبَتِهِ كَالْكَلْبِ  
يَقِيُّ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْمِهِ)).

[اطرافہ فی : ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۶۹۷۵.]

امام شافعیؓ اور امام احمدؓ نے اسی حدیث سے دلیل لی ہے اور ہبہ میں رجوع ناجائز رکھا ہے۔ صرف باپ کو اس ہبہ میں رجوع جائز رکھا ہے جو وہ اپنی اولاد کو کرے۔ بد دلیل دوسرا حدیث کے جو اپر گزر چکی اور حضرت امام ابو حنیفہؓ نے اگر اجبنی شخص کو کچھ ہبہ کرے تو اس میں رجوع جائز رکھا ہے جب تک وہ شے موبہب اپنے حال پر باقی ہو اور اس کا عوض نہ ملا ہو۔

باب اگر عورت اپنے خاوند کے سوا اور کسی کو کچھ ہبہ کرے  
یا غلام لوئڈی آزاد کرے اور ہبہ کے وقت اس کا خاوند  
موجود ہو تو ہبہ جائز ہے

۱۵ - بَابُ هِبَةِ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا،  
وَعِنْقِهَا إِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ، فَهُوَ جائزٌ  
إِذَا لَمْ تَكُنْ سَفِيهَةً

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عورت بے عقل نہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ بے عقل ہو گی تو جائز نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دو۔“

فإِذَا كَانَتْ سَفِيهَةً لَمْ يَجِزْ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ۝فَوَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ۞۝  
النساء: ۵

آخر اس عورت کا خاوند ہبہ کے وقت موجود نہ ہو، مرگیا ہو یا عورت نے نکاح ہی نہ کیا ہو تب تو بالاتفاق ہبہ درست ہے، عورت اگر دیوانی ہے تو ہبہ جائز نہ ہو گا۔ جسور علماء کا یہ قول ہے اور امام مالکؓ کے نزدیک عورت کا ہبہ جب اس کا خاوند موجود ہو بغیر خاوند کی اجازت کے صحیح نہ ہو گا کوہ عقل والی ہو۔ مگر تالی مال تک نافذ ہو گا و میست کی طرح۔

(۲۵۹۰) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، ان سے ابن جرجیؓ نے اسے ابن ابی طیکؓ نے، ان سے عمار بن عبد اللہ نے اور ان سے اسماعیل بن نافع نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

۲۵۹۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبِنِ  
جُرْجِيزٍ عَنْ أَبِنِ أَبِي مُلْكَةَ عَنْ عَبَادٍ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

میرے پاس صرف وہی مال ہے جو (میرے شوہرا زیر نے میرے پاس رکھا ہوا ہے تو) کیا میں اس میں سے صدقہ کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا، صدقہ کرو، جوڑ کے نہ رکھو، کہیں تم سے بھی۔ (اللہ کی طرف سے نہ) روک لیا جائے۔

(۲۵۹۱) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے فاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خرج کیا کر گئا نہ کر، تاکہ تمہیں بھی گن کے نہ ملے۔ اور جوڑ کے نہ رکھو، تاکہ تم سے بھی اللہ تعالیٰ (ابنی نعمتوں کو) نہ چھپا لے۔

یعنی اللہ پاک بھی تیرے اور کشاوش نہیں کرے گا اور زیادہ روزی نہیں دے گا۔ اگر خیرات کرے گی، صدقہ دے گی تو اللہ پاک اور زیادہ دے گا۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ خاوند والی عورت کا ہبہ صحیح ہے۔ کیونکہ ہبہ اور صدقے کا ایک ہی حکم ہے۔

(۲۵۹۲) ہم سے سعید بن کیبر نے بیان کیا، ان سے لیٹ نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے کیبر نے، ان سے ابن عباس کے غلام کریب نے اور انہیں (ام المؤمنین) حضرت میمونہ بنت حارثؓ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک لوڈی نبی کریم ﷺ سے اجازت لئے بغیر آزاد کر دی۔ پھر جس دن نبی کریم ﷺ کی باری آپ کے گھر آنے کی تھی، انہوں نے خدمت نبوی میں عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم بھی ہوا، میں نے ایک لوڈی آزاد کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا، اچھا تم نے آزاد کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر اس کے بجائے تم نے اپنے تھیال والوں کو دی ہوتی تو تمہیں اس سے بھی زیادہ ثواب ملتا۔ اس حدیث کو کیبر بن مضر بن عمرو بن حارث سے، انہوں نے کیبر سے، انہوں نے کتب سے روایت کیا کہ میمونہؓ نے اپنی لوڈی آزاد کر دی۔ اخیر تک۔

(۲۵۹۳) ہم سے جبان بن موسیؓ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونسؓ نے خبر دی زہری سے، وہ

قالت: قلت: یا رسول اللہ ما لی مال إلا  
ما أدخلَ عَلَى الزَّيْبَرِ، فَأَصَدَقَ؟ قَالَ:  
((أَصَدَقَنِي، وَلَا تُوعِنِ فَيُوعِنِ عَلَيْكَ)).

[راجح: ۱۴۳۴]

۲۵۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُعَمِّرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْنَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَنْفِقِي، وَلَا تُخْصِي فِحْصِنِي اللَّهُ عَلَيْكَ، وَلَا تُوعِنِ فَيُوعِنِ اللَّهُ عَلَيْكَ)). [راجح: ۱۴۳۴]

یعنی اللہ پاک بھی تیرے اور کشاوش نہیں کرے گا اور زیادہ روزی نہیں دے گا۔ اگر خیرات کرے گی تو اللہ پاک اور زیادہ دے گا۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ خاوند والی عورت کا ہبہ صحیح ہے۔ کیونکہ ہبہ اور صدقے کا ایک ہی حکم ہے۔

۲۵۹۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْأَئِمَّةِ عَنْ يَزِيدِهِ عَنْ بَكْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: ((إِنَّ مَيْمُونَةَ بِنْ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرْتُهَا أَنَّهَا أَغْفَقَتْ وَلِيَّةَ وَلَمْ تَسْتَأْذِنِ النَّبِيَّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَهَا الَّذِي يَدْوُرُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ: أَشْعُرْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي أَغْفَقْتُ وَلِيَّتِي؟ قَالَ: ((أَوْ فَعَلْتَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((أَمَا إِنْكَ لَوْ أَغْطَنْتَهَا أَخْوَالَكَ كَانَ أَغْظَمَ لِأَخْرِجَكَ)). وَقَالَ بَكْرٌ بْنُ مُضْرَ عَنْ عُمَرٍ وَعَنْ بَكْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ: ((إِنَّ مَيْمُونَةَ أَغْفَقَتْ . . )) [طرفة في: ۲۵۹۴].

۲۵۹۳ - حَدَّثَنَا جِبَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ

عروہ سے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قریم اندازی کرتے اور جن کا حصہ تکل آتا انہیں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ ﷺ کا یہی طریقہ تھا کہ اپنی تمام ازواج کے لئے ایک ایک دن اور رات کی باری مقرر کر دی تھی، البتہ (آخریں) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری عائشہؓ کو دے دی تھی؛ اس سے ان کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنی تھی۔

، ۶۶۷۹، ۶۶۷۶، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۳۷۱

. ۷۵۴۵، ۷۵۰۰

الْزُّفْرِيَّ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ مَسْفَرًا أَفْرَغَ بَنِي نَسَابَيْهِ، فَإِنَّهُنَّ خَرَجُوا مَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَقْعَدٌ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ بَنِيهِنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ أَنْ سَوْدَةَ بَنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ تَبَثِّنِي بِمَلِكِ رِحْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ)).

[اطرافہ: ۲۶۳۷، ۲۶۶۱، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹]

۷۸۷۹، ۴۰۲۵، ۴۱۴۱، ۴۶۹۰، ۵۲۱۲، ۴۷۵۷، ۴۷۵۰، ۴۷۴۹

حضرت سودہ بنتی کی عمر بھی کافی تھی اور ان کو رسول کرم ﷺ کی خوشودی بھی مقصود تھی اس لئے انسوں نے اپنی باری حضرت عائشہ بنتی کو دے دی مقصود باب یہ کہ اس قسم کا ہبہ جو باہمی رضامندی سے ہو جائز و درست ہے۔

### باب ہدیہ کا اولین حقدار کون ہے؟

(۲۵۹۳) اور بکرین معرفتے عمرو بن حارث سے 'انسوں نے کیا کہ' سے 'انسوں نے اپنی عباسؓ کے غلام کریب سے (بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بیرون بنتی بنتی نے اپنی ایک لوگوی آزاد کی تو رسول کرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے نعمیال والوں کو دی جاتی تو تمیں زیادہ ثواب ملتا۔

علوم ہوا کہ تحائف کے اولین حقدار عزیز و اقرباء اور رشتہ دار ہیں۔

(۲۵۹۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ابو عمران جونی سے 'ان سے بنو تم بن مرہ کے ایک صاحب طلحہ بن عبد اللہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری دو پڑوی ہیں، تو مجھے کس کے گھر ہدیہ بھیجننا چاہئے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تم سے قریب ہو۔

۴۶۹۴ - وَلَمَّا هَبَّتِّرَ عَنْ عَمْرُو عَنْ كُرْتَبَرِ مَوْلَى اهْنَ عَبَاسَ: أَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ أَغْتَثَتْ وَلَيْدَةَ لَهَا، فَقَالَ لَهَا:

((وَلَوْ وَصَلَتْ بَعْضُ أَغْوَالِكَ كَانَ أَعْظَمَ لِأَخْرِكَ)). [راجح: ۲۵۹۲]

۴۶۹۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَانَ الْجَوَنِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ - رَجُلٌ مِنْ بَنِي قَبْرٍ بْنِ مُرْءَةَ - عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لِي جَارِيَنِ، فَلَمَّا أَتَيْهَا أَهْدَيْتِي؟ قَالَ: ((إِلَى أَفْرِيَبِهِمَا مِنْكَ بَانِي)).

[راجح: ۲۲۵۹]

یہ اشارہ اس طرف ہے کہ رشد داروں کے بعد اس پڑوس کا حق ہے جس کا دروازہ نیادہ قریب ہے۔ فرمایا کہ آہم میں تھائف دیکروں سے محبت بڑھے گی۔

**باب جس نے کسی عذر سے ہدیہ قبول نہیں کیا**  
 حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کما کہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمد میں ہدیہ تھا، لیکن آج کل تورشوت ہے۔

(۲۵۹۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انسیں زہری نے، کما کہ مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی، انسیں عبد اللہ بن عباس نے بھی تھے نے خبر دی کہ انہوں نے صعب بن جشامہ لیث بن نصر سے سن، وہ اصحاب رسول اللہ میں میں سے تھے۔ ان کا بیان تھا کہ انہوں نے آنحضرت میں کی خدمت میں ایک گور خرہ دیا کیا تھا۔ آپ اس وقت مقام ابواعیا وادان میں تھے اور محرم تھے۔ آپ نے وہ گور خروا پس کر دیا۔ صعب بن نصر نے کما کہ اس کے بعد جب آپ نے میرے چہرے پر (تاراضی کا اثر) ہدیہ کی واپسی کی وجہ سے دیکھا تو فرمایا کہ ہدیہ واپس کرنا مناسب تو نہ تھا، لیکن بات یہ ہے کہ ہم احرام پاندھے ہوئے ہیں۔

۱۷- بَابُ مَنْ لَمْ يَقْبِلِ الْهَدِيَّةَ لِعِلْمٍ  
 وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ : ((كَانَتِ  
 الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ هَذِهِ  
 وَالْيَوْمِ رِشْوَةً)).

۲۵۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
 شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَيْنَيْدُ  
 اللَّهُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
 عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ  
 الصَّفَبَ بْنَ جَحَّامَةَ الْأَنْشَى - وَكَانَ مِنْ  
 أَصْحَابِ النَّبِيِّ - يَغْبُرُ: أَنَّهُ أَهْدَى  
 لِرَسُولِ اللَّهِ حِمَارًا وَخَشْ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ  
 - أَوْ بَوْدَانَ - وَهُوَ مُخْرَمٌ فَرَدَّهُ، قَالَ  
 صَفَبٌ: فَلَمَّا عَرَفَ فِي وَجْهِي رَدَّهُ هَذِينِي  
 قَالَ: ((لَيْسَ بِنَا رَدٌّ عَلَيْكَ، وَلَكِنَّا حُرُمٌ)).

[راجع: ۱۸۲۵]

گویا کسی وجہ کی بنا پر ہدیہ واپس بھی کیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ وجہ معقول اور شرعی ہو۔ وہ ہدیہ بھی کیا جائز ہے جو کسی ناجائز مقدمہ کے حصول کے لئے بطور رشت پیش کیا جائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ارشاد کا یہی مقدمہ ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ فان کان لمعصیۃ فلا يحل و هو الرشوة و ان کان لطاعت فیستحب و ان کان لحاجز فنجائز ان کا مطلب بھی وہی ہے جو نہ کوہ ہوا کہ رشت کی گناہ کے لئے ہو تو وہ حلال نہیں ہے اور اگر جائز کام کے لئے ہے تو وہ مستحب ہے۔

(۲۵۹۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے بیان کیا زہری سے، وہ عروہ بن زیبر سے، وہ ابو حمید ساعدی سے کہ قبلہ ابود کے ایک صحابی کو جنہیں اہن انتیہ کرنے تھے، رسول اللہ میں میں نے صدقہ وصول کرنے کے لئے عالیہ بیٹا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو کما کہ یہ تم لوگوں کا ہے (عنی بیت المال کا) اور یہ مجھے ہدیہ میں ملا ہے۔ اس پر نبی کرم میں میں نے فرمایا کہ وہ اپنے والدیا اپنی والدہ

۲۵۹۷- حَدَّثَنِي عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
 حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَزْرَوَةَ بْنِ  
 الرُّبَيْرِ عَنْ أَبِي حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُ قَالَ: ((إسْتَغْفِلَ النَّبِيُّ هَذِهِ رَجُلًا مِنَ  
 الْأَزْدِ يُقَالُ لَهُ أَنِّي الْأَنْتَيْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ،  
 فَلَمَّا قَدِيمَ قَالَ: هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أَهْدِيَ

کے گھر میں کیوں نہ بیٹھا رہا۔ دیکھتا وہاں بھی انہیں ہدیہ ملتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس (مال زکوٰۃ) میں سے اگر کوئی شخص کچھ بھی (ناجائز) لے لے گا تو قیامت کے دن اسے وہ اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا۔ اگر اونٹ ہے تو وہ اپنی آواز نکالتا ہو آئے گا۔ گائے ہے تو وہ اپنی اور اگر بکری ہے تو وہ اپنی آواز نکالتی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ ہم نے آپ کی بغل مبارک کی سفیدی بھی دیکھ لی (اور فرمایا) اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ اے اللہ! کیا میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ تین مرتبہ (آپ نے یہی فرمایا)

اس سے ناجائز ہدیہ کی ذمہت ٹایت ہوئی۔ حاکم عالی جو لوگوں سے ڈالیاں وصول کرتے ہیں وہ بھی رشوت میں داخل ہیں۔ ایسے ناجائز مال حاصل کرنے والوں کو قیامت کے دن ایسے عذاب برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

**باب اگر ہبہ یا ہبہ کا وعدہ کر کے کوئی مر جائے اور وہ چیز  
موہوب لہ (جس کو ہبہ کی گئی اس) کو نہ پہنچی ہو۔**

اور عبیدہ بن عمر سلمانی نے کہا اگر ہبہ کرنے والا مر جائے اور موہوب پر موہوب لہ کا بقسطہ ہو گیا، وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو وہ موہوب لہ کے وارثوں کا ہو گا اور اگر موہوب لہ کا بقسطہ ہونے سے پیشرواہب مر جائے تو وہ واهب کے وارثوں کو طے گا۔ اور امام حسن بصری نے کہا کہ فریقین میں سے خواہ کسی کا بھی پلے انتقال ہو جائے، ہبہ موہوب لہ کے ورثاء کو طے گا۔ جب موہوب لہ کا دیکھ اس پر بقسطہ کر چکا ہو۔

(۲۵۹۸) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعیان بن عبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن المکدر نے بیان کیا، انہوں نے جابر بن شوشن سے سن۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اگر بحرن کا مال (جزیہ کا) آیا تو میں تمیں اتنا تین لپ مال دوں گا۔ لیکن بحرن سے مال آنے سے پلے ہی آپ وفات فرمائے اور حضرت ابو بکر بن شوشن نے ایک منادی سے یہ اعلان کرنے کے لئے کہا کہ جس سے نبی کریم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپ پر اس کا کوئی قرض ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں آپ کے یہاں گیا اور کہا کہ نبی کریم

لی۔ قال: ((فَهَلْ جَلْسٌ فِي نِيَّتِ أَيْنَهُ - أَوْ  
نِيَّتِ أَمْهُ - فَيُنْظَرُ يَهْدَى لَهُ أَمْ لَا؟ وَالَّذِي  
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدًا مِنْهُ هُنَّا إِلَّا جَاءَ  
بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ رَبِّيْهِ، إِنْ كَانَ  
بَعِيزًا لَهُ رُغْمًا، أَوْ يَقْرَأُ لَهَا حُسْنًا، أَوْ شَأْنًا  
تَبْغُرُ - ثُمَّ رَفَعَ بِيَدِهِ حَتَّى رَأَيْنَا غُفرَةَ  
إِبْطَنِيْهِ - اللَّهُمَّ هَلْ بَلْغَتْ، اللَّهُمَّ هَلْ  
بَلْغَتْ. (لَلَّا)). [راجع: ۹۲۵]

**۱۸- بَابُ إِذَا وَهَبَ هِئَةً أَوْ وَعْدَ  
ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ تَصِيلَ إِلَيْهِ**

وقال عَبْيَدَةُ: إِنْ مَاتَتْ وَسَكَانَتْ فُصْلَتِ  
الْهَدِيَّةُ وَالْمُهْدَنَى لَهُ حَتَّى فَهِيَ لَوْرَاهِيهِ،  
وَإِنْ لَمْ تَكُنْ فُصْلَتْ فَهِيَ لَوْرَاهِيهِ الَّذِي  
أَهْدَى. وَقَالَ الْحَسَنُ أَتَهُمَا مَاتَ قَبْلَ  
فَهِيَ لَوْرَاهِيهِ الْمُهْدَنَى لَهُ إِذَا قَبضَهَا  
الرَّسُولُ.

(۲۵۹۸) حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ الْمُنْكَبِيِّ  
سَيِّفُتُ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ  
نَبِيُّ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَخْرَينِ  
أَغْطِيْتُكَ هَكَذَا (لَلَّا)), فَلَمْ يَقْدِمْ حَتَّى  
تُؤْفَقِي النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَرَ أَبُوبَكْرَ مَنَادِيَا  
أَوْ دِينَ فَلَّيَأْتَنَا، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيِّ ﷺ

وَعَدْنَيْ فَخْتَنِ لِي تَلَاثَةٌ)۔ [راجع: ۲۲۹۶] **شیخ** نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ تو انہوں نے تمن لپ بھر کر مجھے دیئے۔ حضرت امام بخاریؓ کا مطلب یہ ہے کہ گویا آخرت شیخ نے جابر کو مشروط طور پر بھرن کے مال آنے پر تمن لپ مال ہے فرمادیا۔ مگر نہ مال آیا اور نہ آپ پورا کر سکے۔ بعد میں حضرت صدیق اکبر شیخ نے آپ کا وعدہ پورا فرمایا۔ اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔

**۱۹ - بَابُ كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ**  
اور عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا۔  
نبی کریم شیخ نے پسلے تو اسے خریدا، پھر فرمایا کہ عبد اللہ یہ اونٹ تو  
لے لے۔

(۳۵۹۹) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا ابن ابی ملیکہ سے اور وہ سور بن مخرمہ شیخ سے کہ رسول اللہ شیخ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ شیخ کو اس میں سے ایک بھی نہیں دی۔ انہوں نے (مجھ سے) کہا، بیٹھ چلو، رسول اللہ شیخ کی خدمت میں چلیں۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور حضور اکرم شیخ سے عرض کرو کہ میں آپ کا منتظر کھڑا ہوا ہوں، چنانچہ میں اندر گیا اور حضور اکرم شیخ کو بلا لایا۔ آپ اس وقت انہیں قباؤں میں سے ایک قبائی ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تمہارے لئے چھپا رکھی تھی، لو اب یہ تمہاری ہے۔ سور نے بیان کیا کہ (میرے والد) مخرمہ شیخ نے قبائلی طرف دیکھا۔ آخرت شیخ نے فرمایا، مخرمہ! خوش ہوا یا نہیں؟

۲۵۹۹ - حَدَّثَنَا قَيْثَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّاِثُ عَنْ أَبِيهِ مُلَيْكَةَ عَنْ الْمَسْوُرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: ((قَسْمَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُغْطِ مَخْرَمَةً مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةً: يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: اذْخُلْ فَادْعُهُ لِي، قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قِبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: خَبَانًا هَذَا لَكَ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: رَضِيَ مَخْرَمَةً)).

[اطرافہ فی : ۳۱۲۷، ۲۶۵۷، ۵۸۰۰، ۵۸۶۲، ۶۱۳۲].

**شیخ** بعضوں نے یوں ترجس کیا ہے۔ والد نے کہا اب مخرمہ راضی ہوا۔ والد نے کہا اب مخرمہ کیا ہے۔ والد نے کہا اب اس سے نکلا ہے کہ جب آپ نے وہ اپکن ہوتی اور مالکیہ کے نزدیک صرف عقد سے بہہ تمام ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر موہوب لے اس وقت تک قبضہ نہ کرے کہ واہب کسی اور کو وہ چیز ہے کر دے تو ہبہ باطل ہو جائے گا (وہیدی)

**۲۰ - بَابُ إِذَا وَهَبَ هَبَةً فَقَبضَهَا**  
باب اگر کوئی ہبہ کرے اور موہوب لے اس پر قبضہ کر لے  
لیکن زبان سے قبول نہ کرے

الآخر وَلَمْ يَقُلْ قَبْلَتُ

مطلوب یہ کہ ہبہ میں زبان سے ایجاد قبول کرنا ضروری نہیں اور شافعیہ نے اس کو شرط رکھا ہے۔ البتہ صدقہ میں زبان سے ایجاد و قبول کسی نے ضرور نہیں رکھا۔

(۲۶۰۰) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا کہا ہم سے صغری نے بیان کیا زہری سے وہ حمید بن عبد الرحمن سے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ ایک رسماتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں توہلاک ہو گیا۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہوئی؟ عرض کیا کہ رمضان میں میں نے اپنی بیوی سے ہم بستری کر لی ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کوئی غلام ہے؟ کہا کہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا، کیا دو مینے پے در پے روزے رکھ سکتے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ پھر دریافت فرمایا، کیا سائھ مسکنیوں کو کھانا دے سکتے ہو؟ اس پر بھی جواب تھا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک انصاری عرق لائے۔ (عرق کھجور کے بیوں کا بنا ہوا ایک نوکرا ہوتا تھا جس میں کھجور رکھی جاتی تھی) آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اسے لے جا اور صدقہ کر دے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ کیا اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر صدقہ کروں؟ اور اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ سارے مدینے میں ہم سے زیادہ محتاج اور کوئی گھرانہ نہیں ہو گا۔ آپ نے فرمایا پھر جا، اپنے ہی گھروالوں کو کھلادے۔

۲۶۰۰ - حدثنا محمد بن محبوب قال حدثنا مغمر عن الزهرى عن حميد بن عبد الرحمن عن أبي هريرة رضى الله عنه قال جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال هلكت، فقال ((وما ذاك؟)) قال وقت بأفلي في رمضان قال ((أتسجد رقبة؟)) قال لا، قال ((هل تستطيع أن تصوم شهرتين متابعين؟)) قال لا، قال ((ف تستطيع أن تطعم ميتين مسكنين؟)) قال لا، قال فجاء رجل من الأنصار يمرق والمرق المكحل فيه تمرة، فقال ((إذهب بهذا فصدقه به)). قال على أخوج منا يا رسول الله؟ والذى يعقل بالحق ما بين لابنها أهل بيته أخوج منا، قال ((إذهب فأطعمه أهلك)).

[راجع: ۱۹۳۶]

۲۱ - باب إذا وجب دينا على رجل قال شعبة عن الحكم: هو جائز، ووجب الحسن بن علي عليهما السلام لرجل ذيده، وقال النبي ﷺ: ((من كان له عليه حق فليعطيه أو ليتحلل منه)). فقال جابر: ((قتل أبي وعليه ذنب، فسأل النبي ﷺ عرمة أن يقبلوا ثمرة حابطي ويحللوا أبي)).

**باب اگر کوئی اپنا قرض کسی کو ہبہ کر دے**  
شعبہ نے کہا اور ان سے حکم نے کہ یہ جائز ہے اور حسن بن علی پیشہ نے ایک شخص کو اپنا قرض معاف کر دیا تھا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی کا دوسرا شخص پر کوئی حق ہے تو اسے ادا کرنا چاہئے یا معاف کر لے۔ جابر بن عثمان نے کہا کہ میرے باپ شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کے قرض خواہوں سے کہا کہ وہ میرے بلغ کی (صرف موجودہ) کھجور (اپنے قرض کے بدالے میں) قبول کر لیں اور میرے والد پر (جو قرض یا لی رہ جائے اسے) معاف کروں۔

**فَرِيَانْ بُنْيَى** حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قرض کا معاف کرنا درست ہے۔ خواہ خود وہ قرضدار کو معاف کر دے یا دوسرے شخص کو وہ قرض

وے ڈالے کہ تم وصول کرلو اور اپنے کام میں لاو۔ مالکیہ کے نزدیک غیر شخص کو بھی دین کا بہہ درست ہے اور شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک درست نہیں۔ البتہ مدیون کو دین کا بہہ کرتا سب کے نزدیک درست ہے۔

حضرت حسن بن علی بن ابی طالبؑ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آخر پڑت ملکیہ کے نواسے اور جنت کے پھول ہیں، جنت کے تمام جوانوں کے سردار، ۳۴ھ رمضان المبارک کی پدر ہویں تاریخ کو پیدا ہوئے، وفات ۵۵ھ میں واقع ہوئی اور جنت القیع میں دفن کئے گئے۔ ان سے ان کے بیٹے حسن بن ابی طالبؑ کی پدر ہویں اور بڑی جماعت نے روایت کی ہے۔

جب ان کے والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہ کوفہ میں شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت حسن پنځو کے ہاتھ پر بیعت کی جن کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی اور حضرت معاویہؓ کے سپرد خلافت کا کام پدر ہویں جماوی الاول ۳۱ھ میں کیا گیا۔ ان کے اور فضائل کتب الناقب میں آئیں گے۔

(۲۶۰۱) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انسیں یونس نے خبر دی اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا ابن شاب سے، وہ ابن کعب بن مالک سے اور انسیں جابر بن عبد اللہؓ نے خبر دی کہ احمد کی لڑائی میں ان کے باپ شہید ہو گئے (اور قرض چھوڑ گئے) قرض خواہوں نے تقاضے میں بڑی شدت کی، تو میں نبی کریم ملکیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس سلسلے میں گفتگو کی، آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ میرے باغ کی کھجور لے لیں (جو بھی ہوں) اور میرے والد کو (جو باقی رہ جائے وہ قرض) معاف کر دیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر آپ نے میرا باغ انسیں دیا اور نہ ان کے لئے چھل تزویے۔ بلکہ فرمایا کہ کل صبح میں تمہارے یہاں آؤں گا۔ صبح کے وقت آپ تشریف لائے اور کھجور کے درختوں میں ٹلتے رہے اور برکت کی دعا فرماتے رہے پھر میں نے چھل توڑ کر قرض خواہوں کے سارے قرض ادا کر دیے اور میرے پاس کھجور بیج بھی گئی۔ اس کے بعد میں رسول کریم ملکیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ حضرت عمر بن ہشمتؓ بھی وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا، عمر! من رہے ہو؟ حضرت عمر بن ہشمتؓ نے عرض کیا، ہمیں تو پہلے سے معلوم ہے کہ آپ اللہ کے پچھے رسول ہیں۔ قسم خدا کی! اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں کہ آپ اللہ کے پچھے رسول ہیں۔

[راجح: ۲۱۲۷] عینی نے کہا اس حدیث کی مطابقت ترجیہ باب سے اس طرح ہے کہ آخر پڑت ملکیہ نے جابر کے قرض خواہوں سے یہ سفارش

۲۶۰۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَنَّ فَيْلَ أَخْبَرَنَا  
عَبْدًا اللَّهِ فَيْلَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ. وَقَالَ الْلَّيْلُ  
حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ اللَّهَ قَالَ:  
حَدَّثَنِي أَبْنُ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ  
عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: ((أَنَّ  
أَبَاهَا قُتِلَ يَوْمَ أَخْدِي شَهِيدًا فَأَشَدَّ الْفُرْمَاءَ  
فِي حُقُوقِهِمْ، فَلَتَّتِ رَسُولُ اللَّهِ  
فَكَلَمَتُهُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَقْبِلُوا نَعْرَ حَاتِطِي  
وَيَحْلِلُوا أَبِي فَاهِوا، فَلَمْ يُغْطِيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ  
حَاتِطِي وَلَمْ يَكْسِرْهُ لَهُمْ، وَلَكِنْ قَالَ:  
سَأَغْدِنُ عَلَيْكُمْ، فَعَدَّا عَلَيْنَا حِينَ أَصْبَحَ،  
فَطَافَ فِي النَّعْلِ وَذَعَا فِي نَعْرِهِ بِالنَّرْسَكَةِ،  
فَجَدَهُنَّا، فَقَضَيْتُهُمْ حَقَّهُمْ، وَبَقَى لَنَا مِنْ  
نَعْرِهَا بَقِيَّةٌ. ثُمَّ جَفَتْ رَسُولُ اللَّهِ  
جَالِسٌ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
لِعُمَرَ: ((اسْمَعْ - وَهُوَ جَالِسٌ - يَا  
عُمَرَ)). فَقَالَ: أَلَا يَكُونُ فَذَ عِلْمَنَا أَنَّكَ  
رَسُولُ اللَّهِ؟ وَاللَّهُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ؟)).

فرمائی کہ باغ میں جتنا میوہ نکل وہ اپنے قرض کے بدالے لے لو اور جو قرضہ بالی رہے وہ معاف کر دو گویا بالی دین کا جابر کو ہبہ ہوا۔

### باب ایک چیز کی آدمیوں کو ہبہ کرنے تو کیسا ہے؟

اور اسماء بنت ابی بکرؓ نے قاسم بن محمد اور ابن الی عین نے کہا کہ میری بہن عائشہؓ سے وراشت میں مجھے غابہ (کی زمین) ملی تھی۔ معاویہؓ نے مجھے اس کا ایک لاکھ (درہم) دیا لیکن میں نے اسے نہیں بیچا، یہی تم دونوں کو ہبہ ہے۔

یعنی مشاع کا ہبہ جائز ہے مثلاً ایک گھر چار آدمیوں کو ہبہ کیا۔ ہر ایک کا اس میں حصہ ہے۔ خفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے، وہ کہتے ہیں جو چیز تقسیم کے قاتل نہ ہو جیسے پکی یا حمام اس کا تو بطور مشاع ہبہ جائز ہے اور جو چیز تقسیم کے قاتل ہو، جیسے گھروغیرہ اس کا ہبہ بطور مشاع کے درست نہیں (وحیدی)

باب کامطلب حضرت اسماءؓ کے اس طرز عمل سے نکلا ہے کہ انہوں نے اپنی جاندہ بطور مشاع کے دونوں کو ہبہ کر دی۔ قاسم بن محمد حضرت اسماء کے سنتیجے تھے اور عبد اللہ بنیجے کے بیٹے، غابہ مدینہ کے مصل ایک گاؤں تھا۔ جمال حضرت عائشہؓ کی کچھ زمین تھی۔ حضرت اسماء نے ہر دو کو زمین ہبہ فرمائی۔ اسی سے ترجمہ الbab نکلا۔

(۲۶۰۲) ہم سے بیکی بن قریحہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، وہ ابو حازم سے، وہ سمل بن سعدؓ سے کہ بنی کرسیم شیعہؓ کی خدمت میں پیئے کو کچھ لایا، (دودھ یا پانی) آپ نے اسے نوش فرمایا، آپکے دامیں طرف ایک پچھہ بیٹھا تھا اور پڑے بوڑھے لوگ پائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے اس پچھے سے فرمایا کہ اگر تو اجازت دے (تو پچھا ہوا پانی) میں ان پڑے لوگوں کو دے دوں؟ لیکن اس نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپکے جو شے میں سے ملنے والے کسی حصہ کا میں ایثار نہیں کر سکتا۔ آنحضرت شیعہؓ نے پیالہ جھکلے کے ساتھ اسی کی طرف بڑھادیا۔

حافظ نے کہا، چونکہ آنحضرت شیعہؓ نے این عباس شیعیا سے یہ فرمایا کہ وہ اپنا حصہ بوڑھوں کو ہبہ کر دیں اور بوڑھے کی تھے اور ان کا حصہ مشاع تھا، اس لئے مشاع کو ہبہ کا جواز نکلا اور ثابت ہوا کہ ایک چیز کی اشخاص کو مشترک طور پر ہبہ کی جاسکتی ہے۔

### باب جو چیز قبضہ میں ہو یا نہ ہو اور جو چیز بیٹھ کی ہو اور جو نہ بیٹھی ہو، اس کے ہبہ کا بیان

اور بنی کرسیم شیعہؓ اور آپ کے اصحاب نے قبلہ ہوازن کو ان کی تمام غیمت ہبہ کر دی، حالانکہ اس کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔

وقالتْ أنسُمَةُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَأَبِي أَبِي  
عَيْنِ: وَرَأَتْ عَنْ أَخْنَتِي عَائِشَةَ بِالْغَابَةِ،  
وَقَدْ أَغْطَانَيِ بِهِ. مَعَاوِيَةُ مِائَةَ أَلْفٍ، فَهُوَ  
لَكُمَا.

باب کامطلب حضرت اسماءؓ کے درست نہیں (وحیدی)

۲۶۰۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرَعَةَ قَالَ  
حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ  
سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى  
بِشَرَابٍ لِشَرِبٍ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ  
يَسْارِهِ الأَشْتَانُ، فَقَالَ لِلْغُلَامِ: إِنِّي أَذِنْتُ  
لِي أَغْطِيَتْ هَؤُلَاءِ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأُغْنِرُ  
بِصَنْبُرِيِّ مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْذَا. فَلَمَّا  
لَمَّا يَدُو)). [راجع: ۲۳۵۱]

الْمَقْبُوضَةُ وَالْمَقْسُومَةُ وَغَيْرُ الْمَقْسُومَةِ  
وَقَدْ وَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْنَحَاهُ لِهَوَازِنِ  
مَا غَيْمُوا مِنْهُمْ وَهُوَ غَيْرُ مَقْسُومٍ.

(۳۶۰۳) اور ثابت بن محمد نے بیان کیا کہ ہم سے سعر نے بیان کیا، ان سے محارب نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے کہ میں نبی کرم مسیح کی خدمت میں (سفر سے لوٹ کر) مسجد میں حاضر ہوا تو آپ نے (میرے اونٹ کی قیمت) ادا کی اور کچھ زیادہ بھی دیا۔

قال ثابت حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مُحَارِبٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ((أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَضَانِي وَزَادْنِي))

[راجح: ۴۴۳]

**لئے چکے** جو چیز قبضہ میں ہواں کا بہہ تو بالاتفاق درست ہے اور جو چیز قبضے میں نہ ہواں کا بہہ اکثر علماء کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ مگر امام بخاری نے اس کا جواز اسی طرح اس مال کے بہہ کا جواز جو تقیم نہ ہوا ہو، باب کی حدیث سے نکلا اس لئے کہ آخر پرست مسیح نے لوٹ کا مال جو ابھی مسلمانوں کے قبضے میں نہیں آیا تھا، نہ تقیم ہوا تھا، ہوازن پکے لوگوں کو بہہ کر دیا۔ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ قبضہ تو ہو گیا تھا کیونکہ یہ اموال مسلمانوں کے ہاتھ میں تھے، گو تقیم نہ ہوئے تھے۔ ثابت بن محمد کا قول مذکور بقول بعض تعليق نہیں ہے۔ کیونکہ بعض شخوصوں میں یوں ہی حدثہ ثابت یعنی امام بخاری کہتے ہیں ہم سے ثابت نے بیان کیا۔

دوسری روایت میں جابر بن عبد اللہ کا واقعہ ہے۔ شاید حضرت مجتبی مطلق امام بخاریؓ نے اس کے دوسرے طرف اشارہ کیا جس میں یہ ہے کہ وہ اونٹ بھی آپؓ نے مجھ کو بہہ کر دیا تو قبضہ سے پہلے ہبہ ثابت ہوا۔ آخر پرست مسیح نے جابر بن عبد اللہ کو جو سونا یا چاندی قیمت سے زیادہ دلوایا اسے جابر بن عبد اللہ نے بطور تبرک ہمیشہ اپنے پاس رکھا اور خرچ نہ کیا۔ یہاں تک کہ یوم الحشرہ آیا۔ یہ لڑائی ۶۲ هجری میں ہوئی۔ جب یزیدی فوج نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا، حمدہ مدینہ کا ایک میدان ہے وہاں یہ لڑائی ہوئی تھی۔ اسی جنگ میں ظالموں نے حضرت جابرؓ سے اس تبرک نبوی کو چھین لیا۔ آج کل بھی جگہ جگہ بہت سی چیزوں لوگوں نے تبرکات نبوی کے نام سے رکھی ہوئی ہیں۔ کیس آپؓ کے میوے مبارک بتائے جاتے ہیں اور کہیں قدم مبارک کے نشان وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ سب یہ سند چیزوں ہیں اور ان کے بارے میں خطرہ ہے کہ آخر پرست مسیح پر یہ افتراء ہوں اور ایسے مفتری اپنے آپ کو زندہ دوزخی بتائیں۔ جیسا کہ خود آخر پرست مسیح نے فرمایا کہ جس نے میرے اوپر کوئی افتراء باندھا وہ زندہ دوزخی ہے۔

(۳۶۰۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، محارب بن دثار سے اور انہوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے نہ، آپ فرماتے تھے کہ میں نے نبی کرم مسیح کو سفر میں ایک اونٹ بچا تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دور کعت نماز پڑھ، پھر آپ نے وزن کیا۔ شعبہ نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ (جا برؓ نے کہا) میرے لئے وزن کیا (آپ کے حکم سے حضرت بلاںؓ نے) اور (اس پڑھے کو جس میں سکھ تھا) جھکا دیا۔ (تاکہ مجھے زیادہ ملے) اس میں سے کچھ تھوڑا سا میرے پاس جب سے محفوظ تھا۔ لیکن شام والے (اموی لشکر) یوم حرہ کے موقع پر مجھ سے چھین کر لے گئے۔

قال حَدَّثَنَا خُلَفَاءُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ قَالَ مَسْعِفَتُ جَابِرَ بْنَ عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((يَعْتَذِرُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِزِيزِهِ فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَسْجِدَ فَصَلَّ رَكْعَتَيْنِ)). (فوڑن)۔

قال شَعْبَةُ: أَرَاهُ ((فَوَزَنَ لِي فَلَازِجَةً، فَمَا زَالَ مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحُرْةِ)). [راجح: ۴۴۳]

**تَسْبِيحَةٌ** حضرت محمد اعظم امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ترجمہ الباب ثابت فرمانے کے لئے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کا معاملہ پیش کیا ہے کہ اسلامی لٹکر کے قبضہ میں آنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے انہیں پھر ہوازن والوں کو ہبہ فرمادیا تھا۔ وہ سرا واقعہ حضرت جابر بن عبد اللہ کا ہے جن سے آنحضرت ﷺ نے اونٹ خربیاً پھر مدینہ والوں آکر اس کی قیمت ادا فرمائی اور ساتھ ہی مزید آپ نے اور بھی بطور بخشش ہبہ فرمایا۔ اسی سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔

(۲۶۰۵) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے ابو حازم سے وہ سمل بن سعد بن عبیر سے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ پینے کو لایا گیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک پچھے تھا اور قوم کے بڑے لوگ دائیں طرف تھے۔ آپ نے پچھے سے فرمایا کہ کیا تمہاری طرف سے اس کی اجازت ہے کہ میں بچا ہو اپنی ان بزرگوں کو دے دوں؟ تو اس پچھے نے کہا کہ نہیں قسم اللہ کی! میں آپ سے مٹے والے اپنے حصہ کا ہر گز ایثار نہیں کر سکتا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے مشروب ان کی طرف بھکٹے کیسا تھے بڑھا دیا۔

[راجح: ۲۳۵۱]

**تَسْبِيحَةٌ** اگرچہ حق اس لڑکے ہی کا تھا مگر آنحضرت ﷺ کی سفارش قول نہ کی جس پر آپ نے بھکٹے کے ساتھ اسے وہ پیالہ دے دیا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں والحق کما قال ابن بطال انه صلی اللہ علیہ وسلم سال الغلام ان یہب نصیبہ للاشیخ و کان نصیبہ منه مشاعا غیر متغیر فدل على صحة هبة المشاع والله اعلم (فتح) یعنی حق یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑکے سے فرمایا کہ وہ اپنا حصہ بڑے لوگوں کو ہبہ کر دے، اس کا وہ حصہ ابھی تک مشترک تھا۔ اسی سے مشاع کے بہہ کرنے کی صحت ثابت ہوئی۔

(۲۶۰۶) ہم سے عبد اللہ بن عثمان بن جبلہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے خردی شعبہ سے، ان سے سلمہ نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ سے سنا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرض تھا (اس نے سختی کے ساتھ تقاضا کیا) تو صحابہ اس کی طرف بڑھے۔ لیکن آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، حق والے کو کچھ نہ کچھ کرنے کی گنجائش ہوتی ہی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے ایک اونٹ اسی کے اونٹ کی عمر کا خرید کر اسے دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس سے اچھی عمر کا ہی اونٹ مل رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسی کو خرید کر دے دو کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرض کے ادا کرنے میں سب سے اچھا ہو۔

۲۶۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنَ جَبَّلَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِوَجْهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذِيَّنَ، فَلَهُمْ بِهِ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: ((دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا)). وَقَالَ: ((اَشْتَرُوا لَهُ سِنًا فَأَغْطُوهَا إِيَّاهُ)), فَقَالُوا: إِنَّا لَا نَجِدُ سِنًا إِلَّا سِنًا هِيَ أَفْضَلُ مِنْ مِنْهُ. قَالَ: ((اَشْتَرُوهَا فَأَغْطُوهَا إِيَّاهُ، فَإِنَّ مِنْ خَيْرِ كُمْ أَخْسَكُمْ قَضَاءً)). [راجح: ۲۳۰۵]

بعضوں نے کہا اس حدیث کی مناسب ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ابو رافع بن عبیر کو وکیل کیا تھا۔ انہوں

نے اونٹ خریدا، تو ان کا بقہہ آنحضرت ﷺ کا بقہہ تھا اس لئے بقہہ سے پہلے یہ ہبہ نہ ہوا اور اس کا جواب یہ ہے کہ ابو رافع صرف خریدنے کے لئے وکیل ہوئے تھے نہ بہہ کے لئے، تو ان کا بقہہ بہہ کے احکام میں آنحضرت ﷺ کا بقہہ نہ تھا۔ پس امام بخاریؓ کا مطلب حدیث سے نکل آیا اور غیر مقبول کا بہہ ثابت ہوا (دیدی)

### باب اگر کئی شخص کئی مخصوصوں کو ہبہ کریں

(۸۷۲) ہم سے یحییٰ بن بکر نے بیان کیا، ان سے لیٹھ نے کہا، تم سے عقیل نے ابن شاہب سے، وہ عروہ سے کہ مروان بن حکم اور مسور بن محزمهؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول کریم ﷺ کی حدود میں جب ہوازن کا وفاد مسلمان ہو کر حاضر ہوا اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے اموال اور قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں تو آپ نے ان سے فرمایا میرے ساتھ جتنی بڑی جماعت ہے اسے بھی تم دیکھ رہے ہو اور سب سے زیادہ کچی بات ہی مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اسلئے تم لوگ ان دو چیزوں میں سے ایک ہی لے سکتے ہو، یا اپنے قیدی لے لو یا اپنا مال۔ میں نے تو تمہارا پہلے ہی انتظار کیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ طائف سے واپسی پر تقریباً دس دن تک (مقام جعرانہ میں) ان لوگوں کا انتظار فرماتے رہے۔ پھر جب ان لوگوں کے سامنے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ آنحضرت ﷺ ان کی صرف ایک ہی چیز واپس فرماسکتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے قیدیوں ہی کو (واپس لیتا) پسند کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے کھڑے ہو کر مسلمانوں کو خطاب کیا، آپ نے اللہ کی اسکی شان کے مطابق تعریف بیان کی اور فرمایا، اما بعد! یہ تمہارے بھائی ہمارے پاس اب توبہ کر کے آئے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ انہیں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ اس لئے جو صاحب اپنی خوشی سے واپس کرنا چاہیں وہ ایسا کر لیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہوں کہ اپنے حصے کو نہ چھوڑیں بلکہ ہم انہیں اسکے بدلتے میں سب سے پہلی غیمت کے مال میں سے معاوضہ دیں، تو وہ بھی (اپنے موجودہ قیدیوں کو) واپس کر دیں۔ سب صحابہ نے اس پر کہا، یا رسول اللہ! ہم اپنی خوشی سے انہیں واپس کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا لیکن واضح طور پر اس وقت یہ معلوم نہ ہوا کہ کون اپنی خوشی سے دینے

۲۴- بَابُ إِذَا وَهَبَ جَمَاعَةً لِّقَوْمٍ  
۲۶۰۷- ۲۶۰۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ  
قَالَ حَدَّثَنَا الْأَئْمَّةُ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبِي  
شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ  
وَالْمِسْنُورَ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ  
ﷺ قَالَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدٌ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ،  
فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرْدُ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَيِّهِمْ،  
فَقَالَ لَهُمْ: ((مَعَنِّي مَنْ تَرَوْنَ، وَأَحَبُّ  
الْحَدِيثَ إِلَيْيَ أَصْنَافُهُ، فَاخْتَارُوا إِحدَى  
الطَّائِفَيْنِ: إِمَّا السَّبَقُ وَإِمَّا الْمَالُ، وَقَدْ  
كَنْتَ اسْتَأْنِيْتُ)) - وَكَانَ التَّبِيُّ  
أَنْتَظِرُهُمْ بِضُبُغِ عَشْرَةِ لَيْلَةٍ حِينَ قَلَّ مِنْ  
طَائِفٍ - فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيْرُ  
رَادٍ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَيْنِ قَالُوا: فَإِنَّا  
نَخْتَارُ سَيِّئَةً. فَقَامَ فِي الْمُسْلِمِينَ فَلَمَّا  
عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ  
فَإِنَّ إِخْرَانَكُمْ هُؤُلَاءِ جَاءُونَا تَائِبِينَ، وَإِنَّ  
رَأَيْتُ أَنْ أَرْدُ إِلَيْهِمْ سَيِّهِمْ، فَمَنْ أَحَبَّ  
مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ فَلَيَفْعُلَ، وَمَنْ أَحَبَّ  
أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظَّةٍ حَتَّى نُفَطِّيَهُ إِلَيْاهُ مِنْ  
أُولَئِكَ مَا يُنْهِيُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَيَفْعُلَ)). فَقَالَ  
النَّاسُ: طَبَّيْتَا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ. فَقَالَ  
لَهُمْ: ((إِنَّا لَا نَنْدِرُنَا مِنْ أَدِنَ مِنْكُمْ فِيهِ  
مِنْ لَمْ يَأْذَنَنَا، فَلَازِجُوْهَا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنا

کیلے تیار ہے اور کون نہیں۔ اس لئے سب لوگ (اپنے خیموں میں) وابس جائیں اور تمہارے چودھری لوگ تمہارا معاملہ لا کر پیش کریں۔ چنانچہ سب لوگ وابس ہو گئے اور نمائندوں نے ان سے گفتگو کی اور وابس ہو کر آنحضرت ﷺ کو بتایا کہ تمام لوگوں نے خوشی سے اجازت دے دی ہے۔ قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہمیں یہی بات معلوم ہوئی ہے۔ یہ زہریؓ کا آخری قول تھا۔ یعنی یہ کہ ”قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق ہمیں یہی بات معلوم ہوئی ہے۔“

عَرْفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ لِرَجَعَ النَّاسَ لِكَلْمَهُمْ  
عَرْفَاؤُهُمْ). ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى الْبَيْتِ ١٥  
فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ طَيِّبُوا وَأَذِنُوا)).

وَهُدَا الَّذِي بَلَّغَنَا مِنْ سَيِّئِ هَوَازِنْ. هَذَا  
آخِرُ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ. يَعْنِي فَهُدَا الَّذِي  
بَلَّغَنَا.

باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ صحابہ نے جو متعدد لوگ تھے، ہوازن کے لوگوں کو جو متعدد تھے، قیدیوں کا بھے کیا۔

باب اگر کسی کو کچھ بدل دیا جائے اس کے پاس اور لوگ بھی

بیٹھے ہوں تو اس کو دیا جائے جو زیادہ حقدار ہے

## ٢٥ - بَابُ مَنْ أَهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةً

یک بزرگ کے سامنے یہ قول بیان کیا گیا انہوں نے کہا، تھا خوشی۔  
 اس بیٹھنے والے بھی اس ہدیہ میں شریک ہوں گے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔  
 (۲۴۰۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی  
 شعبہ سے، انہیں سلمہ بن کمیل نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں  
 ابو ہریرہ بن تھابت نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک خاص عمر کا اونٹ قرض  
 لیا، قرض خواہ تقاضا کرنے آیا (اور نازیباً گنتگو کی) تو آپ نے فرمایا کہ  
 حق والے کو کہنے کا حق ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس سے اچھی عمر کا  
 اونٹ اسے والا دیا اور فرمایا کہ تم میں افضل وہ ہے جو ادا کرنے میں  
 سب سے بہتر ہو۔

اور ابن عباس بیٹا سے جو یہ مقول ہے کہ اس  
۲۶۰۹ - حدثنا ابنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ  
كَهْبٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ أَخَذَ  
سِنَاءَ، فَجَاءَ صَاحِبَهُ يَتَقَاضِنَاهُ، فَقَالُوا لَهُ،  
لَقَالَ: ((إِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقْلَأَةً، ثُمَّ  
قَضَاهُ الْفَلْلَلَ مِنْ سِنَاءَ وَقَالَ: أَخْسِنُكُمْ  
أَخْسِنَكُمْ قَضَاءً)). [راجح: ۲۳۰۵]

باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ اس زیادتی میں دوسرے لوگ جو وہاں پہنچنے تھے شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ اسی کو ملی جس کا اونٹ آپ مر قصہ تھا۔

(۲۶۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا عمرو سے اور ان سے ابن عمر بن حیثیت نے کہ وہ سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور عمر بن حیثیت کے ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے۔ وہ اونٹ آنحضرت ﷺ سے بھی آگے بڑھ جایا کرتا تھا۔ اس لئے ان کے والد (عمر بن حیثیت) کو تنبیہ کرنی پڑتی تھی کہ اے عبد اللہ! نبی کریم ﷺ

٢٦١- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو: عَنْ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَكَانَ عَلَى يَمْكُرْ لِعَمْرَ صَفَبَ، فَكَانَ يَتَقَدَّمُ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَقُولُ أَبُوهُ: يَا عَبْدَ

سے آگے کسی کو نہ ہونا چاہئے۔ پھر نبی کرم شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا؟ کہ عمر! اسے مجھے بیچ دے۔ عمر بن شوہر نے عرض کیا یہ تو آپ ہی کا ہے۔ آنحضرت شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اسے خرید لیا۔ پھر فرمایا، عبد اللہ! یہ اب تم رہے۔ جس طرح تو چاہے اسے استعمال کر۔

اللَّهُ لَا يَقْنَطُ النَّبِيُّ هُوَ أَحَدٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ هُوَ: ((يَغْنِي))، فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ لَكَ، فَأَشْرَأَهُ ثُمَّ قَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ، فَاصْنِعْ بِهِ مَا شِئْتَ)).

[راجع: ۲۱۱۵]

مطابقت ظاہر ہے کہ عبد اللہ کے ساتھ والے اس اونٹ میں شریک نہیں ہوئے، حضرت امام بخاریؓ نے اپنی دور رس نظر بصیرت سے اس امر کو ثابت فرمایا ہے کہ مجلس میں خواہ کتنے ہی لوگ بیٹھے ہوں، ہدیہ صرف اس کو دیا جائے گا جو اس کا مستحق ہے۔ اسی باریک بینیؓ نے حضرت امام کو یہ مقام عطا فرمایا کہ فن حدیث کی گمراہیوں تک پہنچا یہ صرف آپ کا حصہ تھا جس کی وجہ سے وہ امیر المؤمنین فی الحدیث سے مشور ہوئے۔ اب آپ کے اس خدا داد منصب سے کوئی حد کرتا ہے یا عناد، اس سے انکار کرتا ہے تو وہ کرتا رہے۔ حدیث نبوی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر فانی قبولیت دی جو تاقیم دنیا قائم رہے گی۔ ان شاء اللہ

### باب اگر کوئی شخص اونٹ پر سوار ہو اور دوسرا شخص وہ اونٹ اس کو بہس کر دے تو درست ہے

(۳۶۱۱) اور حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمر نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرؑ نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور میں ایک سرکش اونٹ پر سوار تھا۔ نبی کرم شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے عمر بن شوہر سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیچ دے چنانچہ آپ نے اسے خرید لیا اور پھر فرمایا عبد اللہ! تو یہ اونٹ لے جا۔ (میں نے یہ تجھ کو بخش دیا)

### ۲۶- بَابُ إِذَا وَهَبَ بَعِيرًا لِرَجُلٍ وَهُوَ رَأِيكَهُ، فَهُوَ جَائِزٌ

۲۶۱۱ - وَقَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُو عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَنَا مَعَ النَّبِيِّ هُوَ فِي سَفَرٍ، وَكُنَّا عَلَى بَكْرٍ صَعِيبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ هُوَ لِعُمَرَ: ((يَغْنِي))، فَانْبَاعَةً. فَقَالَ النَّبِيُّ هُوَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ)). [راجع: ۲۱۱۵]

حضرت عبد اللہ اونٹ پر سوار تھے۔ آنحضرت شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اسی حالت میں اسے خرید لیا اور پھر از راہ نوازش عبد اللہ کو اسی حالت میں اسے ہبہ فرمادیا، اسی سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔

### ۲۷- بَابُ هَدَيَةٍ مَا يُكْرَهُ لِبْسُهَا

کرامہت عام ہے تزییں ہو یا تحریکی الہدیت حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔

(۳۶۱۲) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے تافع سے اور ان سے ابن عمرؑ نے بیان کیا کہ عمر بن شوہر نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلہ (بک رہا) ہے۔ آپ نے رسول اللہ شَلَّا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سے عرض کیا، کہ کیا اچھا ہوتا اگر آپ اسے خرید لیتے اور جمعہ کے دن اور وفوڈ کی ملاقات کے موقع پر اسے زیب تن فرمایا۔

۲۶۱۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ خَلَّةً سِيرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَوْ اشْرَبَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا

کرتے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اسے وہی لوگ پہنچتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ کچھ دنوں بعد آنحضرت ﷺ کے یہاں بہت سے (ریشی) طلے آئے اور آپ نے ایک حلہ ان میں سے حضرت عمر بن عثمانؓ کو بھی عنایت فرمایا۔ عمر بن عثمانؓ نے اس پر عرض کیا کہ آپ یہ مجھے پہنچنے کے لئے عنایت فرار ہے ہیں حالانکہ آپ خود عطارد کے حلوب کے بارے میں جو کچھ فرماتا تھا، فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں پہنچنے کے لئے نہیں دیا ہے۔ پتناچہ عمر بن عثمانؓ نے اسے اپنے ایک ہشترک بھائی کو دے دیا، جو کے میں رہتا تھا۔

عطارد بن حاجب بن عذرہ بن عذر بن عدس بنی تمیم کا بھیجا ہوا ایک شخص تھا۔ پہلا جوڑا جس کے خریدنے کی حضرت عمر بن عثمانؓ نے رائے دی تھی، وہی لایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ریشی طلے کا ہدیہ حضرت عمر بن عثمانؓ کو پیش فرمایا جس کا خود استعمال کرنا حضرت عمر بن عثمانؓ کے لئے جائز تھا۔ تفصیل معلوم کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے وہ علمہ اپنے ایک غیر مسلم سے بھائی کو دے دیا۔ اسی سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا اور یہ بھی کہ اپنے عزیز اگر غیر مسلم یا بد دین ہیں تو بھی ان کے ساتھ ہر ممکن احسان سلوک کرنا چاہئے کیونکہ یہ انسانیت کا تقاضا ہے اور مقام انسانیت بہر حال ارف و اعلیٰ ہے۔

(۲۶۱۳) ہم سے ابو جعفر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے ماخ سے اور ان سے ابن عمر بن شافع نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے، لیکن اندر نہیں گئے۔ اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالبؑ گھر آئے تو فاطمہؓ نے ذکر کیا (کہ آپؑ گھر میں تشریف نہیں لائے) علی بن ابی طالبؑ نے اس کا ذکر جب آنحضرت ﷺ سے کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں نے اس کے دروازے پر دھاری دار پر دہ لٹکا دیکھا تھا (اس لئے واپس چلا آیا) آپؑ نے فرمایا کہ مجھے دنیا (کی آرائش و زیارت) سے کیا سروکار۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے آکر ان سے آپؑ کی گفتگو کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپؑ مجھے جس طرح کا چاہیں اس سلسلے میں حکم فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپؑ نے فرمایا کہ فلاں گھر میں اسے بھجوادیں۔ انہیں اس کی ضرورت ہے۔

دروازہ پر کپڑا بطور پرده لٹکانا جائز تھا، مگر محض زیب و زیست کے لئے کپڑا لٹکانا یہ خانوارہ بوت کے لئے اس لئے مناسب نہیں تھا کہ الفقر فخری ان کا طریقہ تھا۔ آپؑ نے جو اپنے لئے پسند فرمایا اس کے لئے حضرت فاطمہؓ کو ہدایت فرمائی اور ایک موقع پر آیت

یوم الجمعة وللہ ولیو. قَالَ : إِنَّمَا يَلْبِسُهَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ . ثُمَّ جَاءَتْ حُلْلَةً ، فَاغْطَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلْلَةً ، فَقَالَ : أَكْسَوْتَنِيهَا وَقُلْتَ فِي حُلْلَةٍ عَطَارِدًا مَا قُلْتَ ؟ فَقَالَ : ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِطَبْسَهَا)). فَكَسَّا عَمَّرًا أَخْرَى لَهُ بِمِكَّةَ مُشْرِكًا )۔ [راجح: ۸۸۶]

کریمہ وللاخرة خیر لک من الاولی (الصلوٰۃ: ۲۳) کی روشنی میں ارشاد ہوا کہ میرے لئے میری آل کے لئے دنیادی عیش اور ترقی لائق نہیں، اللہ نے ہمارے لئے سب کچھ آخرت میں تیار فرمایا ہے۔

حضرت فاطمہؓ ازہر ہائیٹس آنحضرت مسیح یوم کی بنت ہی پیاری بیٹی ہیں، ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ۔ الکبریٰ ہائیٹس ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہ آنحضرت مسیح یوم کی سب سے چھوٹی صاحزادی ہیں۔ دنیا و آخرت میں تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ رمضان ۲۵ میں ان کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا اور ذی الحجہ میں رخصتی عمل میں آئی۔ ان کے بطن سے حضرت علیؓ کے تین صاحزادے حضرت حسن و حضرت حسین حضرت محسن ہائیٹس اور زینتؓ ام کلثوم اور رقیہؓ تین صاحزادیاں پیدا ہوئیں۔ وقت نبوی کے چھ ماہ بعد مدینہ طیبہ ہی میں بصر ۲۸ سال انتقال فرمایا۔ حضرت علیؓ نے ان کو عسل دیا اور حضرت عباس ہائیٹس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ شب میں دفن کی گئیں۔ حضرت حسن اور حسین ہائیٹس اور ان کے علاوہ صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہ ہائیٹس فرماتی ہیں کہ آنحضرت مسیح یوم کے علاوہ میں نے کسی کو ان سے زیادہ سچا نہیں پایا۔ انہوں نے فرمایا جبکہ ان دونوں کے درمیان کسی بات میں کبیدگی تھی کہ یا رسول اللہ مسیح یوم کی سے پوچھ لجئے کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتی ہیں۔ مزید مناقب اپنے مقام میں آئیں گے۔ (رضی اللہ عنہما)

۲۴ اپریل ۲۰۱۷ء میں اس حدیث تک کعبہ شریف مکہ المکرہ میں بغورو گفر متن بخاری شریف پارہ دس کو پڑھا گیا۔ اللہ پاک قلم کو لغوش سے بچائے اور کلام رسول اللہ مسیح یوم کی کو صحیح طور پر بخستے اور اس کا صحیح ترجیح لکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور تشریفات میں بھی اللہ پاک فرم و فراست نصیب کرے۔ آمين یا رب العالمین۔

(۲۶۱۲) ہم سے جاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھے عبد الملک بن میسرہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا کہ حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم مسیح یوم کے مجھے ایک ریشمی حلہ ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے پہن لیا۔ لیکن جب غصے کے آثار روئے مبارک پر دیکھے تو اسے اپنی عورتوں میں چھاؤ کر تقسیم کر دیا۔

۲۶۱۴ - حدَّثَنَا حَجَاجُ بْنُ مِنْهَالَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْدُ الْمُكْرَمِ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حَلَةً مِسْرَاءً، فَلَبَسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْفَضْبَتَ فِي وَجْهِهِ، فَشَفَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي)). [طرفاه فی: ۵۳۶۶، ۵۸۴۰]

ابو صالحؓ کی روایت میں یوں ہے فالمولوں کو ہاتھ دیا، یعنی فاطمہ زہراءؓ اور فاطمہ بنت اسد کو جو حضرت علیؓ کی والدہ تھیں اور فاطمہ بنت حمزہ بن عبدالمطلب کو اور فاطمہ بنت شیبہ یا بنت عقبہ بن رہبیہ کو جو عقیل بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔

### باب مشرکین کا ہدیہ قبول کر لینا

اور ابو ہریرہ ہائیٹس نے نبی کریم مسیح یوم کے سے روایت کیا کہ ابراہیم میلکؑ نے حضرت سارہ کے ساتھ بھرت کی تو وہ ایک ایسے شرمنی پنچے جمال ایک کافر بادشاہ یا (یہ کہا کہ) ظالم بادشاہ تھا۔ اس بادشاہ نے کہا کہ انہیں (ابراہیم میلکؑ کو) آجر (باجرہ) کو دے دو۔ نبی کریم مسیح یوم کی خدمت میں خبر کے یہودیوں کی طرف سے دشمنی میں ہدیہ کے طور پر بکری کا ایسا

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَا جَرَأَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَارَةً، فَدَخَلَ قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ أَوْ جَهَازٌ فَقَالَ: أَعْطُوهَا أَجْرَهُ)).  
وَأَهْدَيَتِ لِلنَّبِيِّ ﷺ شَاةً فِيهَا سُمٌّ.  
وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: ((أَهْدَى مَلِكٌ أَهْلَةً لِلنَّبِيِّ

گوشت پیش کیا گیا تھا جس میں زہر تھا۔ ابو حمید نے بیان کیا کہ ایمہ کے حاکم نے نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں سفید خچ اور چادر ہدیہ کے طور بھیجی تھی اور نبی کرم مسیح علیہ السلام نے اسے لکھوا یا کہ وہ اپنی قوم کے حاکم کی شیشیت سے باقی رہے۔ (کیونکہ اس نے جزیہ دینا منظور کر لیا تھا)

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** دو مہة الجندل ایک شرکا نام تھا توک کے قریب۔ وہاں کا بادشاہ اکیدر بن عبد الملک بن عبدالحق نصرانی تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اسے گرفتار کر کے لائے۔ آنحضرت مسیح علیہ السلام نے اسے آزاد فرا دیا کیونکہ وہ جزیہ دینے پر راضی ہو گیا تھا۔ اس نے ہدیہ ذکور آنحضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت اقدس میں پیش کیا تھا۔

کہتے ہیں حضرت سارہ بہت خوبصورت تھیں۔ ان کے حسن و جمال کی تعریف سن کر بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا۔ بعض لوگوں نے اس کا نام عمر بن امراء القیس بتالیا ہے۔ حضرت ہاجرہ اس کی بیٹی تھی۔ بادشاہ نے حضرت سارہ کی کرامات دیکھ کر چاہا کہ اس کی بیٹی اس مبارک خاندان میں داخل ہو کر برکتوں سے حصہ پائے۔ حضرت ہاجرہ کو لوئٹی باندی کہنا غلط ہے جس کا تفصیلی بیان یچھے گز کا ہے۔ ایلہ نامی مقام ذکورہ مکہ سے صرچاتے ہوئے سمندر کے کنارے ایک بندرگاہ تھی وہاں کے عیسائی حاکم کا نام یوحتا بن اوبہ تھا۔ ان روایات کے نقل کرنے سے حضرت امام بخاریؓ کا مقصود یہ ثابت کرتا ہے کہ مشرکین و کفار کے ہدایا کو قبول کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ان روایات سے ظاہر ہے۔

(۲۶۱۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، ان سے شیعیان نے بیان کیا تھا۔ اور ان سے انس بن شیخ نے بیان کیا کہ نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں دیزیر قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حریت ہوئی (کہ لکناع مرد ریشم ہے) آپ نے فرمایا (تمہیں اس پر حریت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، جنت میں سعد بن معاذ بن شیخ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

(۲۶۱۶) سعید نے بیان کیا تھا۔ اور ان سے انس بن شیخ نے کہ دو مہ (تبوک کے قریب ایک مقام) کے اکیدر (نصرانی) نے نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔

(۲۶۱۷) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے انس بن مالک بن شیخ نے کہ ایک یہودی عورت نبی کرم

۲۶۱۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَهْذَى لِلنَّبِيِّ ﷺ جَمِيعَ سُنْدُسٍ، وَكَانَ يَنْهَا عَنِ الْحَرِينِ، فَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ يَبْدُو لِمَنَادِيلٍ سَعْدٌ بْنُ مَعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنَ مِنْ هَذَا)). [طرفاہ فی: ۲۶۱۶، ۳۲۴۸]۔

۲۶۱۶ - وَقَالَ سَعْيَدٌ عَنْ فَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ: ((إِنَّ أَكِيدَرَ دُوْمَةً أَهْذَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [راجع: ۲۶۱۵]

جس کا ذکر اس حدیث میں ہے۔

۲۶۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ هِشَامٍ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

تھیں کی خدمت میں زہر طاہوا بکری کا گوشت لائی، آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے) پھر جب اسے لایا گیا (اور اس نے زہر انسے کافر بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی کشم تھیں کے تالوں میں محسوس کیا۔

بن مالک رضی اللہ عنہ: ((أَنَّ يَهُودِيَةً أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِشَاهِ مَسْمُومَةً فَأَكَلَ مِنْهَا لَعْجَىٰ بِهَا، فَقَالَ: أَلَا نَقْتُلُهَا؟ قَالَ: ((لَا)). فَمَا ذِلتُ أَغْرِفُهَا فِي لَهْوَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

**لئے** اثر سے مراد اس زہر کا رنگ ہے یا اور کوئی تغیر جو آپ کے تالوئے مبارک میں ہوا ہو گا۔ کہتے ہیں شربن براء ایک صحابی نے بھی ذرا سا گوشت اس میں سے کھایا تھا وہ مر گئے۔ جب تک وہ مرے نہ تھے آپ نے صحابہ کو اس عورت کے قتل سے منع فرمایا۔ چونکہ آپ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلا لینا نہیں چاہتے تھے۔ یہ بھی آپ کی نبوت کی ایک بڑی دلیل ہے۔ جب بڑی مر گئے تو ان کے قصاص میں وہ عورت بھی ماری گئی۔ معلوم ہوا زہر خورانی سے اگر کوئی ہلاک ہو جائے تو زہر کھلانے والے کو قصاصاً قتل کر سکتے ہیں اور حنفی نے اس میں خلاف کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آخرتتھیں نے وفات کے قریب ارشاد فرمایا اے عاشش! جو کھانا میں نے خیر میں کھایا تھا، یعنی یہی زہر آلو گوشت اس نے اب اٹر کیا اور میری شاہ رگ کاٹ دی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت بھی عطا فرمائی (وجیدی)

اس واقعہ سے ان عالی مبتدعین کی بھی تردید ہوتی ہے جو آخرتتھیں کو مطلقاً عالم الغیب کہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں صاف اللہ نے آپ سے اعلان کرایا ہے ((لَوْكُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا شَكَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْئِنِي الشَّرُّ)) (الاعراف: ۱۸۸) یعنی میں غیب جانے والا ہوتا تو بت سی جھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی کوئی تکلیف مجھ کو نہ پہنچ سکتی۔ پس جو لوگ عقیدہ بلا رکھتے ہیں وہ سراسر گمراہی میں گرفتار ہیں۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

(۲۶۱۸) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معتر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نے بیان کیا اور ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا کسی کے ساتھ کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی کے ساتھ تقریباً ایک صاع کھانا (آٹا) تھا۔ وہ آٹا گوند ہاگیا۔ پھر ایک لمبا تر کا مشرک پریشان بال بکریاں ہاتھتا ہوا آیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ پیچنے کے لئے ہیں۔ یا کسی کا عطیہ ہے یا آپ نے (عطیہ کی بجائے) پہہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ نہیں پیچنے کے لئے ہیں۔ آپ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلپنی بھوننے کے لئے کہا۔ قسم خدا کی ایک سوتیس اصحاب میں

۲۶۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغَتَمِرُ بْنُ سَلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ هُنَّمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ بَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كُنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَيْنَ وَمَائِةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَلَذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوِهِ، فَعَجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌ طَوِيلٌ بِعِقْمٍ يَسْوَقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً؟)) أَوْ قَالَ: أَمْ هَبَّةً؟)) قَالَ: لَا، بَلْ بَيْعًا. فَاشْتَرَى مِنْ شَاءَ، فَصَبَّعَتْ، وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسِوَادِ الْبَطْنِ أَنْ، يَشْوَى. وَأَيْمَمَ اللَّهُ سَمَاطِي

سے ہر ایک کو اس ٹکنی میں سے کاٹ کے دیا۔ جو موجود تھے انہیں تو آپ نے فوراً ہی دے دیا اور جو اس وقت موجود نہیں تھے ان کا حصہ محفوظ رکھ لیا۔ پھر کبھی کے گوشت کو دوبیری قابوں میں رکھا گیا اور سب نے خوب سیر ہو کر کھلایا۔ جو کچھ قابوں میں نجگیا تھا اسے اونٹ پر رکھ کر ہم واپس لائے۔ اور کماقل

الْتَّلَاثَيْنِ وَالْمِائَةِ إِلَّا وَقَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ  
خُزْهَةً مِنْ سِوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا  
أَغْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ خَاتِمًا خَيْرًا لَهُ،  
فَجَعَلَ مِنْهَا قِصْنَعَيْنِ، فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ  
وَشَبِعُنَا، فَفَضَلَتِ الْقِصْنَعَانِ لَحْمَنَا عَلَى  
الْعَيْنِ. أَوْ كَمَا قَالَ ()): [راجح: ۲۲۱۶]

اس سے بھی کسی کافر مشرک کا بدیر قول کرنا یا اس سے کوئی چیز خریدنا تاجر ثابت ہوا اور آخر پر اخضرت ﷺ کا ایک عظیم مجید بھی ثابت ہوا کہ آپ کی دعا سے وہ قلیل گوشت سب کے لئے کافی ہو گیا۔

### باب مشرکوں کو ہدیہ دینا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”جو لوگ تم سے دین کے بارے میں لڑے نہیں اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے انہوں نے نکلا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ احسان کرنے اور ان کے معاملہ میں انصاف کرنے سے تمہیں نہیں روکتا“

اس آہت سے امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ مشرکوں اور کافروں سے دنیاوی اخلاق اور سلوک منع نہیں ہے۔

(۳۶۱۹) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر نے کہ عمر بن الخطاب نے دیکھا کہ ایک شخص کے یہاں ایک ریشمی جوڑا بک رہا ہے۔ تو آپ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ یہ جوڑا خرید لجھتے تاکہ جمعہ کے دن اور جب کوئی وفد آئے تو آپ اسے پہننا کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے تو وہ لوگ پہننے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت سے ریشمی جوڑے آئے اور آپ نے ان میں سے ایک جوڑا عمر بن الخطاب کو بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اسے کس طرح پہن سکتا ہوں جبکہ آپ خود ہی اس کے متعلق جو کچھ ارشاد فرماتا تھا، فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دیا بلکہ اس لئے دیا کہ تم اسے چھ دویا کسی (غیر مسلم) کو پہناؤ۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کے میں اپنے ایک بھائی کے گھر بھیج دیا جو ابھی اسلام

### ۲۹ - باب الْهَدَى لِلْمُشْرِكِينَ

وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى: هَلَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبْرُوْهُمْ وَتُفْسِطُوْا إِلَيْهِمْ (المتحن: ۸)

اس آہت سے امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ مشرکوں اور کافروں سے دنیاوی اخلاق اور سلوک منع نہیں ہے۔

حدَّثَنَا حَدَّثَنَا حَالِدُ بْنُ مَخْلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ بَنْ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَى عُمَرُ حَلَّةً عَلَى رَجُلٍ تُبَاغُ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: ابْنَعْ هَذِهِ الْحَلَّةَ تَلْبِسُهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوَلْدُ، فَقَالَ: (إِنَّمَا يَلْبِسُ هَذِهِ مِنْ لَا خَلَقَ لَهُ فِي الْآخِيرَةِ)، فَلَمَّا رَسَوْنَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا بِحَلَّلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ مِنْهَا بِحَلَّةٍ، فَقَالَ عُمَرُ: كَيْفَ الْبِسْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أَكُسْكُهَا بِلْبِسَهَا، تَبَيْنُهَا أَوْ تَخْسُوهَا)). فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخِي لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ

نہیں لایا تھا۔

[یعنی])۔ [راجح: ۸۸۶]

معلوم ہوا کہ مشرکین کو ہدیہ دی بھی جا سکتا ہے۔ اسلام نے دنیاوی معاملات میں اپنوں اور غیروں کے ساتھ بھی شردا روا داری و اشتراک باہمی کا ثبوت دیا ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ سے عیان ہے کہ مسلمان جس ملک میں گئے، تمدن اور معاشرت میں وہاں کی قوموں میں خلط طبق ہو گئے۔ جس زمین پر جا کر بے اس کو گل و گلزار بنادیا۔ کاش! معاندین اسلام ان حقائق پر غور کریں۔

۲۶۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْيُضُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ (۳۶۲۰) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ

نے بیان کیا ہشام سے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے اماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہیں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قیلہ بنت عبد العزیز) جو مشرکہ تھیں، میرے یہاں آئیں۔ میں نے آپ سے پوچھا، میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہش مند ہیں، تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلد رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلد رحمی کر

حَدَّثَنَا أَبُو أَسَأَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بْنَتِ أَبِيهِ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِيمَتْ عَلَى أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَلَّتْ: إِنَّ أُمِّي قَدِيمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصْبِلُ أُمِّي؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)).

[اطرافہ فی : ۳۱۸۳، ۵۹۷۸، ۵۹۷۹]

اس کا میثا حارث بن مدرکہ بھی ساتھ آیا تھا۔ مگر اس کا نام صحابہ میں نہیں ہے۔ شاید وہ کفری پر مرد یہ قیلہ بنت عبد العزیز حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہی کی یوں تھی۔ حضرت اماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہی نے جاہلیت کے زمانے میں طلاق دے دی تھی اور وہ اب بھی غیر مسلم تھی جو مذہب میں اپنی میٹی اماء کو دیکھنے آئی اور میوے اور سکھی وغیرہ کے تھے ساتھ لائی۔ حضرت اماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہی نے ان کے پارے میں رسول کشم ﷺ سے دریافت کیا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے انسیں اپنی والدہ کے ساتھ صلد رحمی اور احسن برداز کا حکم دیا تھا۔ اس سے اسلام کی اس روشن پر روشنی پڑتی ہے جو وہ غیر مسلم مردوں عورتوں کے ساتھ برداز پیش کرتا ہے۔

۳۰ - بَابُ لَا يَحْلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَرْجِعَ

بَابُ كَلَّا

### وابس لے لے

(۳۶۲۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام اور شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے قادہ نے بیان کیا عسید بن مسیب سے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنا دیا ہوا ہدیہ وابس لینے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کا چائے والا۔

### فِي هَبَيْهِ وَصَدَقَتِهِ

۲۶۲۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ وَشَعْبَةُ قَالَا: حَدَّثَنَا قَنَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَانِدُ فِي هَبَيْهِ كَالْعَانِدُ فِي قَبَيْهِ)).

[راجح: ۲۵۸۹]

ظاہر حدیث سے یہی لکھتا ہے کہ ہبہ اور صدقہ میں رجوع حرام ہے لیکن دوسری حدیث کی رو سے وہ بہہ مستحب ہے جو باپ اپنے اولاد کو کرے، اس میں رجوع کرنا جائز ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کا یہ فتوی ہے اور امام ابو حنیفہ نے رجوع کو مکروہ کہا ہے حرام نہیں۔

(۳۶۲۲) ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا عکرمہ سے اور ان سے عبد اللہ بن عباس مجھسٹا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم مسلمانوں کو بری مثال نہ اختیار کرنی چاہئے۔ اس شخص کی سی جو اپنادیا ہوا بدیہی وابس لے لے، وہ اس کے کی طرح ہے جو اپنی تے خود چاہتا ہے۔

۲۶۲۲ - وَحَدَّثَنِي عَنْهُ الرَّحْمَنُ بْنُ الْمَبَارِكِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ الْوَارِثُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْيُوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَيَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَسْ لَنَا مَثَلَ السُّنْنَةِ، الَّذِي يَقُولُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ لِي قَبْتِهِ)).

[راجع: ۲۵۸۹]

(۳۶۲۳) ہم سے سیجی بن قریع نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا زید بن اسلم سے، ان سے ان کے پاپ نے کہ انہوں نے عمر بن خطاب سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں جما کے لئے ایک شخص کو دیا۔ جسے میں نے وہ گھوڑا دیا تھا۔ اس نے اسے دلا کر دیا۔ اس لئے میرا ارادہ ہوا کہ اس سے اپنا وہ گھوڑا خرید لوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ شخص وہ گھوڑا سے داموں پر بچ دے گا۔ لیکن جب میں نے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو، خواہ تمہیں وہ ایک ہی درہم میں کیوں نہ دے۔ کیونکہ اپنے صدقہ کو واپس لینے والا شخص اس کے کی طرح ہے جو اپنی ہی تے خود چاہتا ہے۔

اس گھوڑے کا نام ورد تھا۔ یہ تمیم داری نے آنحضرت ﷺ کو تختہ گزارا تھا اور آنحضرت ﷺ نے اسے حضرت عمرؓ کو بخش دیا تھا۔

### باب

یہ باب گویا پسلے باب کی فعل ہے اور اس باب میں جو حدیث بیان کی اس کی مناسبت اگلے باب سے یہ ہے کہ صحیب کے بیٹوں نے جب آنحضرت ﷺ کا بہہ بیان کیا تو مروان نے یہ نہ پوچھا کہ آپ نے رجوع کیا تھا یا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ہبہ میں رجوع نہیں۔

(۳۶۲۴) ہم سے ابراہیم بن موکی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریر نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی طیکہ نے خبر دی کہ ابن جدعان کے غلام بنو صحیب نے دعویٰ کیا کہ دو مکان اور ایک جھوپ نبی کریم ﷺ نے صحیب رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔ (جو وراشت میں انہیں ملنا چاہئے) ظیفہ مروان بن حکم نے پوچھا کہ تمہارے حق میں اس دعویٰ پر گواہ کون

### ۳۱ - باب

آنحضرت ﷺ کا بہہ بیان کیا تو مروان نے یہ نہ پوچھا کہ آپ نے رجوع کیا تھا اور آپ نے موسیٰ قال: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ أَبْنَ جُرَيْجَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْهُ اللَّهُ بْنُ عَيَّاشٍ اللَّهُ بْنُ أَبِي مَلِكَةَ: ((أَنَّ بَنِي صَهْبَةَ مَوْلَى بَنِي جَذْعَانَ أَذْعَوْا يَتَّقِنَ وَخَجْرَةَ أَنَّ رَمَوْلَ اللَّهُ أَغْطَى ذَلِكَ صَهْبَةَ،

لَقَالَ مَرْوَانٌ مَنْ يَشْهُدُ لِكُمَا عَلَى ذَلِكِ؟  
فَأَلَوْا: أَبْنُ عُمَرَ. فَذَعَاهُ، فَشَهَدَ لِأَغْطَى  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَهْيَانَ بَيْتَنِ وَحَجَرَةَ،  
لَقَضَى مَرْوَانٌ بِشَهَادَتِهِ لَهُمْ).

لے کر اپنے سوچ میں رکھ دیں۔ مروان نے آپ کو پڑایا تو  
آپ نے گواہی دی کہ وہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے صہیب رضی اللہ  
عنہ کو دو مکان اور ایک جگہ دیا تھا۔ مروان نے آپ کی گواہی پر فیصلہ  
ان کے حق میں کر دیا۔

صرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شادت پر گو حاکم کو اطمینان ہو سکتا تھا۔ مگر شرعاً ایک آدمی کی شادت کافی نہیں ہے۔ گوہ کتنا ہی  
معتبر ہو۔ مروان نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی شادت لی ہو گئی اور مدعاووں سے قسم ایک گواہ اور ایک مدعا کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز ہے۔  
اہل حدیث اور شافعی اور احمد اور اکثر علماء کا یہ قول ہے، خنیہ اس کو جائز نہیں رکھتے۔

### ”عمری اور رقبی“ کے بارے میں روایات

(اگر کسی نے کماکہ) میں نے عمر بھر کے لئے تمیں یہ مکان دے دیا تو  
اسے عمری کہتے ہیں (مطلوب یہ ہے کہ اس کی عمر بھر کے لئے) مکان  
میں نے اس کی ملکیت میں دے دیا۔ قرآنی لفظ «استعمر کم فیها»  
کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تمیں زمین میں بسایا۔

(۲۶۲۵) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، ان سے شیان نے بیان کیا، ان  
سے بھی نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے جابر بن منصور نے بیان کیا کہ  
رسول اللہ ﷺ نے عمری کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کا ہو جاتا  
ہے جسے بہہ کیا گیا ہو۔

**لَشَرِحِ** عمری کسی شخص کو مثلاً عمر بھر بنے کے لئے مکان دینا۔ رقبی یہ ہے مثلاً کسی کو ایک مکان دے اس شرط پر کہ اگر دینے والا  
پسلے مر جائے تو مکان اس کا ہو گیا اور اگر لینے والا پسلے مر جائے تو مکان پھر دینے والے کا ہو جائے گا۔ اس میں ہر ایک  
دوسرے کی موت کو تکتا رہتا ہے۔ اس لئے اس کا نام رقبی ہوا۔ یہ دونوں عقد جاہلیت کے زمانے میں مروج تھے۔ جسور علماء کے نزدیک  
دونوں صحیح ہیں اور امام ابو حنفہ نے رقبی کو مت رکھا ہے۔ اور جسور علماء کے نزدیک عمری لینے والے کا ملک ہو جاتا ہے اور دینے والے  
کی طرف نہیں لوٹتا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جو حدیث اس باب میں بیان کی۔ اس میں صرف عمری کا ذکر ہے رقبی کا نہیں۔ اور شائد  
انہوں نے دونوں کو ایک سمجھا (وہیں دیدی)

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ والعبیری بضم المهملة وسكون الميم مع القصر وحکی ضم الميم مع ضم اوله وحکی فتح اوله مع  
السکون ماخوذ من العمر والرقبي بوزنها من المراقبة لأنهم كانوا يفعلون ذلك في الجاهلية فيعطي الرجل الدار ويقول له اعمرتك ايها  
اى ربختها لك مدة عمرك فقيل لها عمرى لذلك و كذا قيل لها رقبى لأن كلامهما يربى متى يموت الآخر لترجع اليه وكذا ورثته  
فيقومون مقامه في ذلك هذا اصلها لغة واما شرعا فالجمهور على ان العمرى اذا وقعت كانت ملكا للأخذ ولا ترجع الى الاول الا ان صرح  
باشتراط ذلك وذهب الجمهور الى صحة العمرى (فتح الباري)

خلاصہ یہ کہ لفظ عمری عمر سے مخوذ ہے اور رقبی مراقبہ ہے۔ اس لئے کہ جاہلیت میں دستور تھا کوئی آدمی بطور عطیہ کسی کو اپنا گھر  
اس شرط پر دے دیتا کہ یہ گھر صرف تیری مدت عمر تک کے لئے میں تجھے بخشش کرنا ہوں اسی لئے اسے عمری کہا گیا اور رقبی اس لئے

کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کی موت کا خطرہ رہتا کہ کب وہ موبہب لے انتقال کرے اور کب گمراہب کو واپس لے۔ اسی طرح اس کے وارث خطرہ رہتے۔ یہ لغوی طور پر ہے۔ شرعاً یہ کہ جسمور کے نزدیک کہ عمری جب واقع ہو جائے تو وہ لینے والے کی ملکیت ہن جاتا ہے اور اول کی طرف نہیں واپس ہو سکتا۔ مگر اس صورت میں کہ دینے والا صراحت کے ساتھ واپسی کی شرط لگادے اور جسمور کے نزدیک عمری صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔

(۳۶۲۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے قادة نے بیان کیا، ان سے نفر بن انس نے بیان کیا، ان سے بشیر بن نیک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمری جائز ہے اور عطا نے کما کہ مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا۔

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرٍ بْنِ نَهْيَلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((الْفَمْرَى جَائِزَةٌ)). وَقَالَ عَطَاءُ حَدَّثَنِي جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . نَحْوَهُ .

کسی کو کوئی چیز صرف اس کی عمر کی بخش دینا اسی کو عمری کہا گیا ہے۔

## باب جس نے کسی سے گھوڑا

عاریٰ تالیما

(۳۶۲۷) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، قادة سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنًا۔ آپ نے بیان کیا کہ مدینے پر (دشمن کے حملے کا) خوف تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ایک گھوڑا جس کا نام مندوب تھا مستعار لیا، پھر آپ اس پر سوار ہوئے (صحابہ بھی ساتھ تھے) پھر جب واپس ہوئے تو فرمایا، ہمیں تو کوئی خطرہ کی چیز نظر نہ آئی، البتہ یہ گھوڑا ہم نے سندھ رکی طرح (تیز دوڑا) پایا۔

۳۳- بَابُ مَنْ اسْتَغَارَ مِنَ النَّاسِ

الْفَرَمَ

حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَتَّةُ عَنْ قَنَادَةَ قَالَ سَمِّعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: كَانَ فَرْغُ بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَغَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسَّا مِنْ أَبِي طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوبُ فَرَسَكَهُ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ هَذِهِ، وَإِنَّ وَجْدَنَاهُ لَبَحْرًا)).

[اطرافہ فی : ۲۸۲۰، ۲۸۵۳، ۲۸۵۷، ۲۸۶۶،

۲۹۶۸، ۲۸۶۷، ۲۹۰۸،

۳۰۴۰، ۴۹۶۹، ۶۰۳۳، ۶۶۲۱۲]۔

**لَشَبَّحَ** دریا کی طرح تیز اور بے تکان جاتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ آپ **لَشَبَّحَ** پر سوار ہوئے آپ کے گلے میں تکوار پڑی تھی۔ آپ ایکیلے باہمی طرف تشریف لے گئے جو حضرت مسیح موعود کی شجاعت اس واقعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ایکیلے تھادشمن کی خبر لینے کو تشریف لے گئے۔ خداوت ایسی کہ کسی مائنے والے کا سوال روند کرتے۔ شرم اور حیا اور مروت ایسی کہ کنواری لڑکی سے بھی زیادہ۔ عفت ایسی کہ کبھی بد کاری کے پاس نکل نہ پچکے۔ حسن اور جمال ایسا کہ سارے عرب میں کوئی آپ کا نظیر نہ تھا۔ نفاست اور نخلافت ایسی کہ جو حضرت مسیح موعود ہو جاتے۔ وروپوار معطر ہو جاتے۔ حسن غلق ایسا کہ دس برس تک حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت میں رہے کبھی ان کو جھٹکا نہیں۔ عدل اور انصاف ایسا کہ اپنے سگے چھا کی بھی کوئی رعایت

نہ کی۔ فرمایا اگر فاطرہ بینہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کٹواؤں، عبادت اور ریاضت ایسی کرنماز پڑھتے پڑھتے پاکیں ورم کر گئے۔ بے نعمی ایسی کہ لاکھ روپے آئے، سب سمجھ نبوی میں ڈلوا دیئے اور اسی وقت بٹوادیئے۔ صبر و قاتع ایسی کہ دو دو میئے تک چولماگرم نہ ہوتا۔ جو کی سوکھی روئی اور سکھوپر اکفاء کرتے۔ بھی دو دو تین تین فاقہ ہوتے۔ نئے بوریے پر لیتے۔ بدنا پر شان پر جانا مگر اللہ کے شکر گزار اور خوش و خرم رہتے۔ حرف شکایت زبان پر نہ لاتے۔ کیا ان سب امور کے بعد کوئی احتی سے احتی بھی آپ کی نبوت اور پیغمبری میں شک کر سکتا ہے؟ صلی اللہ علیہ وسلم

### باب شب عروی میں دلمن کے لئے کوئی چیز عاری نہیں

(۲۶۲۸) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ قطر (یعنیں کا ایک دیز کھردا کپڑا) کی قیص قیمتی پانچ درہم کی پہنچ ہوئے تھیں۔ آپ نے (مجھ سے) فرمایا۔ ذرا نظر انھا کے میری اس لوہنڈی کو تو دیکھ اسے گھر میں بھی یہ کپڑے پہنچنے سے انکار ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں میرے پاس اسی کی ایک قیص تھی۔ جب کوئی لڑکی دلمن بنائی جاتی تو میرے یہاں آدمی بھیج کر وہ قیص عاری نہ گلتی تھی۔

حضرت عائشہ بینہ بھی یہ بتانا چاہتی ہیں کہ اب ہمارے گھروں میں جس طرح کے کپڑے پہنچنے سے ہماری باندیوں کو انکار ہے رسول کرم ﷺ کے زمانے میں ہمارے ایسے کپڑے لوگ شادیوں میں استعمال کے لئے عاریا لے جالیا کرتے تھے۔ اس سے کپڑوں کا عاریا لے جانا ثابت ہوا۔

### باب تحفہ منیحہ کی فضیلت کے بارے میں

(۲۶۲۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا ہی عمدہ ہے ہدیہ اس دودھ دینے والی او نثی کا جس نے ابھی حال ہی میں پچھہ جتا ہو اور دودھ دینے والی بکری کا جو صبح و شام اپنے دودھ سے برتن بھر دیتی ہے۔ ہم سے عبد اللہ بن یوسف اور اسماعیل نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا کہ (دودھ دینے والی او نثی

### ۴۔ باب الاستغارة للقرؤس عند البناء

۲۶۲۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا قَالَ عِنْدُ الْوَاجِدِ بْنِ أَيْمَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: دَخَلَتْ عَلَى غَابِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَعَلَيْهَا دِرْغٌ قَطْرٌ ثَمَنْ خَمْسَةَ دَرَاهِمٍ، لَقِفَاتٌ : ارْفَعْ بَصَرَكِ إِلَى جَارِيَيِ الْأَنْظَرِ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُرْهِي أَنْ تَلْبِسَ فِي الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ لَبِيَ مِنْهُ دِرْغٌ عَلَى عَنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَمَا كَانَتْ اُمْرَأَةٌ تُقْيِنُ بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أَرْسَلَتْ إِلَيْيَ تَسْعِيرَةً).

### ۵۔ باب فضل المنيحة

۲۶۲۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((نَعَمْ الْمَنِيْحَةُ الْفَقْحَةُ الصَّفِيُّ مَنْحَةُ، وَالشَّاهُ الصَّفِيُّ تَقْدُمُ بِيَانِهِ وَتَرْوُحُ بِيَانِهِ)). حَدَّثَنَا عِنْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ وَإِسْمَاعِيلَ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: ((نَعَمْ

کا صدقہ کیا ہی عمدہ ہے۔

الصدقہ۔ ۲۰۵۔ [طرفہ فی: ۵۶۰۸]۔

**لشیخ** منیجہ عربوں کی اصطلاح میں دودھ دینے والی او ننی یا کسی بھی ایسے جانوروں کو کہتے تھے جو کسی دوسرے کو کوئی تحفہ کے طور پر دودھ پینے کے واسطے دے۔

منیجہ اور صدقہ میں فرق ہے۔ منیجہ حسن معاملت اور صدر حجی کے باب سے تعلق رکھتا ہے اور صدقہ کا مفہوم بہت عام ہے۔ ہر میں بات کو بھی صدقہ کہا گیا ہے اور ہر مناسب اور اچھے طرز عمل کو بھی۔ اس لحاظ سے منیجہ اور صدقہ میں عموم خصوص مطلق کا فرق ہے۔ ہر منیجہ صدقہ بھی ہے مگر ہر صدقہ منیجہ نہیں ہے۔ فافہم۔

الحوث الکبیر حضرت مولانا عبدالرحمن مبارکپوری مرحوم فرماتے ہیں۔ قال فی القاموس منحة کمنعه و ضربه اعطاه والاسم المنحة بالكسر ومنحة الناقة جعل له وبرها ولبنها ولولدها وهي المنحة والمنحة انتہی وقال الحافظ في الفتح المنحة باللون والمهلة وزن عظيمة هي في الأصل العطية قال ابو عبيدة المنحة عند العرب على وجهن احدهما ان يعطي الرجل صاحبہ صلة ف تكون له والاخران يعطيه ناقة او شاة يتفع بحلبها ووبرها زمانا ثم يردها وقال القرزاو قبل لا تكون المنحة الا ناقة او شاة والاول اعرف انتہی (تحفة الاخوذی)

ج: ۳ / ص: ۱۳۳

خلاصہ یہ کہ لفظ منحة اور منیجہ اصل میں عطیہ بخشش پر بولا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ منیجہ عرب کے نزدیک دو طریق پر ہے۔ اول تو یہ کہ کوئی اپنے ساتھی کو بطور صدر حجی بخش دے، وہ اس کا ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ کوئی کسی کو او ننی یا بکری اس شرط پر دے کہ وہ اس کے دودھ وغیرہ سے فائدہ اٹھائے اور ایک عرصہ بعد اسے واپس کر دے۔ قرازو نے کہا کہ لفظ منیجہ صرف او ننی یا بکری کے عطیہ پر بولا جاتا ہے۔ مگر اول معنی سی زیادہ مشور و معروف ہیں)۔

(۳۶۳۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن وہب نے خبودی یونس سے، انہوں نے ابن شاہب سے، وہ ابن بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ جب مهاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا۔ انصار زمین اور جانکار وائلے تھے۔ انصار نے مهاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے اور اس کے بد لے مهاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم جو عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہما کی بھی والدہ تھیں، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کا ایک باغ ہدیہ دے دیا تھا۔ لیکن آپ نے وہ باغ اپنی لوٹڑی امام ایکن بیٹی خواجہ اسماہ بن زید رضی

الأنصار علی أن ینطروهم ثمار أموالهم  
أَخْبَرَنَا أَبْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبْنِ  
شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: ((لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ مِنْ  
مَكَّةَ وَلَيْسَ بِأَنَّهُمْ يَعْنِي شَيْئًا، وَكَانَتِ  
الْأَنْصَارُ أَهْلَ الْأَرْضِ وَالْعَقَارِ، فَقَاسُوهُمْ  
كُلُّ عَامٍ وَيَخْفُوهُمْ الْعَمَلُ وَالْمَؤْوَنَةُ.  
وَكَانَتْ أُمَّةً أُمَّ أَنَسٍ أُمَّ سَلَيْمٍ كَانَتْ أُمَّ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ أَغْطَتْ أُمَّ  
أَنَسٍ رَسُولُ اللَّهِ عَزَّ ذَرَفًا، فَأَغْطَاهُنَّ  
النَّبِيُّ ﷺ أُمَّ أَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ أُمَّ أَسَامَةَ بْنِ  
زَيْدٍ). قَالَ أَبْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ  
مَالِكٍ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قِتَالِ

أَهْلُ خَيْرٍ فَانْصَرَفَ إِلَى الْمَدِينَةِ رَدًّا  
الْمُهَاجِرُونَ إِلَى الْأَنْصَارِ مَنَّا جَهَمْ - أَتَيْ  
كَافُورًا مَنْحُورَمْ - مِنْ ثَمَارِهِمْ، فَرَدَ النَّبِيُّ  
إِلَى أَمَّهُ عَذَاقَهَا، وَأَغْطَى رَسُولُ  
اللهِ أَمَّ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَاطِطِهِ). وَقَالَ  
أَخْمَدُ بْنُ شَيْبَرْ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ  
بِهَذَا وَقَالَ : ((مَكَانَهُنَّ مِنْ خَالِصِهِ)).

[أَطْرَافُهُ فِي : ۳۱۲۸، ۴۰۳۰، ۴۰۳۰].

**شیخ** [یعنی بجائے من حانطہ کے اس روایت میں من خالصہ ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص اپنی زمین میں سے چند کھجور کے درخت آنحضرت ﷺ کو دیا کرتا تھا۔ جب بو قریظہ اور بنو نصریر کی جائیدادیں آپ کو ملیں تو آپ نے اس شخص کے درخت پھیر دیئے۔ انسؓ نے کامیابے عزیزوں نے مجھ سے کہا تو آنحضرت ﷺ کے پاس جاؤ بوجو درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیئے تھے وہ سب کے سب یا ان میں سے کچھ واپس مانگ۔ آنحضرت ﷺ نے وہ درخت ام ایمن اپنی آیا کو دے دیئے تھے۔ میں جب آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے وہ درخت مجھ کو دے دیئے۔ ام ایمن آئیں اور میرے گلے پڑھیں، کنے لگیں وہ درخت تو میں تمہ کو کبھی نہیں دوں گی۔ آنحضرت ﷺ ان کو سمجھانے لگے۔ ام ایمن تو ان کے بدلتے اتنے درخت لے لے۔ وہ کہتی رہیں میں ہر گز نہ لوں گی تم اس خدا کی جس کے سوا کوئی چا معبود نہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ نے دس گنے درخت ان کے بدلتے دینا قبول کے (وحیدی)

(۳۶۳۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے او زاغی نے بیان کیا حسان بن عطیہ سے، ان سے ابو کبشہ سلوی نے اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے نہ۔ آپؐ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چالیس خصلتیں جن میں سب سے اعلیٰ وارفع دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے۔ ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک خصلت پر بھی عامل ہو گا ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا کہ دودھ دینے والی بکری کے ہدیہ کو چھوڑ کر ہم نے سلام کا جواب دینا چیلکتے والے کا جواب دینا اور تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینے وغیرہ کاشمار کیا، تو سب پندرہ خصلتیں بھی ہم شمارہ کر سکے۔

۲۶۳۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَيْنَى  
بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ  
حَسَّانَ بْنَ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ السَّلْوَانِيِّ  
قَالَ: سَمِعْتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
((أَرْبَعُونَ خَصْلَةً - أَغْلَاهُنَّ مَبِينَةً الْعَذَابِ  
- مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا رَجَاءُ  
ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعِدِهَا إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ  
بِهَا الْجَنَّةَ)). قَالَ حَسَّانٌ: فَعَدَدْنَا مَا ذُوِنَ  
مَبِينَةً الْعَذَابِ - مَنْ رَدَ السَّلَامَ، وَتَشْمِيتَ  
الْفَاطِمِ، وَإِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الْطَّرِيقِ  
وَنَحْوِهِ - فَمَا اسْتَطَعْنَا أَنْ نَتْلُغَ خَمْسَ

عشرہ خصلتیں

آنحضرت ﷺ نے ان خصلتوں کو کسی مصلحت سے بہم رکھا۔ شاید یہ غرض ہو کہ ان کے سوا اور دوسرا یہ کسی خصلتوں میں لوگ سستی نہ کرنے لگیں۔ مترجم کرتا ہے کہ انسی عمدہ خصلتیں جن پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ متفرق احادیث میں چالیس بلکہ زیادہ بھی مذکور موجود ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ کو ان سب کا مجموعی طور پر علم نہ ہو سکا۔ تفصیل مزید کے لئے کتاب شب الایمان امام یقینی کا مطالعہ مفید ہو گا۔

(۲۶۳۲) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے او زاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عطا نے بیان کیا، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے بت سے اصحاب کے پاس فالتو زمین بھی تھی، انہوں نے کہا تھا کہ تعالیٰ یا چوتھائی یا نصف کی بیانی پر ہم کیوں نہ اسے دے دیا کریں۔ اس پر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بونی چاہئے یا پھر کسی اپنے بھائی کو ہدیہ کر دیئی چاہئے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر زمین اپنے پاس ہی رکھے رہے۔

(۲۶۳۳) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے او زاعی نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان نے کیا، ان سے عطا بن یزید نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک رہنمائی نبی کرم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بھرت کے لئے پوچھا۔ آپ نے فرمایا، خدا تم پر حرم کرے۔ بھرت کا تو بڑا ہی دشوار معاملہ ہے۔ تمہارے پاس اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا، اور اس کا صدقہ (زکوٰۃ) بھی ادا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا، اس میں سے کچھ ہدیہ بھی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! آپ نے دریافت فرمایا، تو تم اسے پانی پلانے کے لئے گھٹ پر لے جانے والے دن دو ہتھے ہو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا کہ سمندروں کے پار بھی اگر تم عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔ ایک رہنمائی نے دیگر رہنمائی کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر میں میں رہنا چاہا آپ جانتے تھے کہ ان سے بھرت نہ بھے گے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اپنے ملک میں رہ کر نیک کام کر تارہ، یہی کافی ہے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے جبکہ بھرت فرض نہیں رہی تھی۔

۲۶۳۲ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَ الْفَضْلُ أَرْضِينَ، فَقَالُوا: نُواجِرُهَا بِالْكُلُّ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ لَهُ أَرْضٌ فَلْنَبِرْزَ عَنْهَا أَوْ لِيَنْخُنْهَا أَحَادِيثَ، فَإِنْ أُنْبَى فَلَيَنْبِسِكْ أَرْضَهُ)).

۲۶۳۳ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: ((وَيَحْكُمُ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَانِهَا شَدِيدَةٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبْلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَعُطِيَ صَدَقَتِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَهَلْ تَمْنَعُ مِنْهَا شَيْئًا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَتَخْلُبُهَا يَوْمَ وِزْدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَغْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يُنْرِكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

(۲۶۳۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کماہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کماہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے طاؤس نے بیان کیا کہ مجھ سے ان میں سب سے زیادہ اس (مخابره) کے جانے والے نے بیان کیا، ان کی مراد ابن عباس رض سے تھی کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ایسے کھیت کی طرف تشریف لے گئے جس کی کھیت لہلاری تھی، آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کا ہے؟ صحابہ رض نے بتایا کہ فلاں نے اسے کرایہ پر لیا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ہدیتادے دینا تو اس سے بتر تھا کہ اس پر ایک مقررہ اجرت وصول کرتا۔

۲۶۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَلَوْسِ قَالَ حَدَّثَنِي أَغْلَمُهُمْ بِذَكَرِ - يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أَرْضِ تَهْرُطٍ زَرْعَا، فَقَالَ: ((لِمَنْ هَذِهِ؟)) فَقَالُوا: اَكْتَرَاهَا فُلَانٌ. فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّ لَوْ مَنْهَا إِيَّاهَا كَانَ لَهُ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهَا أَخْرًا مَفْلُومًا)). [راجع: ۲۲۳۰]

مطلوب آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ اگر زمین بیکار پڑی ہو تو اپنے مسلمان بھائی کو مفت زراعت کے لئے دے دے۔ اس کا کراہ یعنی سے یہ امر افضل ہے اور کراہ یعنی سے آپ نے منع نہیں فرمایا۔ دوسری روایت میں عمرو نے طاؤس سے کماکاش! تم بیان کرنا چھوڑ دو، یونکہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ انہوں نے کماعمرو! میں تو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہوں اور صحابہ میں جو سب سے زیادہ علم رکھتے تھے یعنی ابن عباس رض، انہوں نے مجھ سے بیان کیا، آخر تک۔ یہ نہ بھولنا چاہئے کہ عدم نبوی نہ صرف عرب بلکہ ساری دنیا میں انسانی، تمدنی، معاشرتی ترقی کا ابتدائی دور تھا۔ اس دور میں غیر آباد زمینوں کو آباد کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ ان ہی مقاصد کے پیش نظر پیغمبر اسلام علیہ الف الف صلوات و سلام نے زمین کو آباد کرنے کے سلسلہ میں ہر ممکن انسانی و سوالت کو مد نظر رکھا اور اس کو زیادہ عواید بنانے کی رغبت ولائی، مگر بعد کے زمانوں میں جاگیرداری نظام نے زمیندار اور کاشتکاروں دو طبق پیدا کر دیئے جن کے نتائج بد کی تکمیل سزا میں آج تک یہ دونوں گروہ باہمی کش کش کی شکل میں بھگت رہے ہیں۔ کماش اسلامی نظام دنیا میں برپا ہو، جس کی برکت سے نوع انسانی کو ان مصائب سے نجات مل سکے۔ آمين۔

باب عام دستور کے مطابق کسی نے کسی شخص سے کماکہ یہ لڑکی میں نے تمہاری خدمت کے لئے دے دی تو جائز ہے بعض لوگوں نے کماکہ لڑکی عاریتاً ہو گئی اور اگر یہ کماکہ میں نے تمہیں یہ کپڑا پہننے کے لئے دیا تو کپڑا بہہ سمجھا جائے گا۔

۳۶ - بَابُ إِذَا قَالَ : أَخْدُمْتُكَ هَذِهِ الْجَارِيَةُ عَلَى مَا يَتَعَارَفُ النَّاسُ فَهُوَ جَائزٌ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : هَذِهِ غَارِيَةٌ . وَإِنْ قَالَ : كَسُونُكَ هَذَا التُّوبَ فَهِيَ هَبَةٌ .

مقصود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حفظ یہ ہے کہ لوٹی میں تو وہ کلام خاص عاریت پر محول ہو گا اور کپڑے میں بہہ پر۔ یہ ترجیح بلا منرح اور تفصیل بلا منحصر ہے۔ بعضوں نے کماوان قال کسو توک هذا التوب یہ الگ کلام ہے۔ بعض الناس کا مقولہ نہیں ہے۔

(۲۶۳۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کماکہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارہ کے ساتھ ہجرت کی تو انہیں بادشاہ نے آجر کو (یعنی ہاجرہ کو) عطا یہ میں

۲۶۳۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْزَنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ شَعِيبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((هَا جَرَ إِنْزَاهِيمَ بِسَارَةَ،

دے دیا۔ پھر وہ واپس ہوئیں اور ابراہیمؑ سے کہا، دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک لڑکی خدمت کیلئے بھی دے دی۔ ابن سیرین نے کہا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے کہ بادشاہ نے ہاجرہ کو ان کی خدمت کیلئے دے دیا تھا۔

باب جب کوئی کسی شخص کو گھوڑا سواری کے لئے ہدیہ کر دے تو وہ عمری اور صدقہ کی طرح ہوتا ہے (کہ اسے واپس نہیں لیا جاسکتا) لیکن بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ واپس لیا جاسکتا ہے۔

(۲۶۳۶) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہ میں نے مالک سے سنا، انہوں نے زید بن اسلم سے پوچھا تھا تو انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں جماں کیلئے ایک شخص کو دے دیا تھا، پھر میں نے دیکھا کہ وہ اسے بیج رہا ہے۔ اسلئے میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ اسے واپس میں ہی خرید لوں؟ آپ نے فرمایا اس گھوڑے کو نہ خرید، اپنادیا ہوا صدقہ واپس نہ لو وہ جس کو دیا اس کی ملک ہو چکا اب اس میں رجوع جائز نہیں۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

فَأَغْطُرْهَا أَجْرًا، فَرَجَعَتْ فَقَالَتْ: أَشْفَعْتَ أَنَّ اللَّهَ كَبَّتِ الْكَافِرَ، وَأَخْدَمَ وَلِيَدَةَ؟  
وَقَالَ أَبْنَى سَبِيلَنَّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ: ((فَأَخْدَمَهَا هَاجِرَ)). [راجح: ۲۲۱۷]

۳۷ - بَابُ إِذَا حَمَلَ رَجُلٌ عَلَى فَرَسٍ فَهُوَ كَالْعُمُرِيُّ وَالصَّدَقَةُ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : لَهُ أَنْ يَرْجِعَ فِيهَا.

(۲۶۳۶) - حَدَّثَنَا الْخَمِينِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانَ قَالَ: سَمِعْتَ مَالِكًا يَسْأَلُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقْوُلَ: قَالَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَرَأَيْتُهُ يَيَاغَ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْرِهِ وَلَا تَغْدِنِ فِي صَدْقِي)). [راجح: ۱۴۹۰]

## ۵۲- کتاب الشہادات

# کتاب گواہوں کے متعلق مسائل کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب گواہوں کا پیش کرنا

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْنَةِ عَلَى

### المُدَعِّي

مدعی وہ شخص جو کسی حق یا شے کا دوسرا پر دعویٰ کرے۔ مدعی علیہ جس پر دعویٰ کیا جائے۔ بار بثوت شرعاً بھی مدعی پر ہے اور عقل اور قیاس کا مقتضی بھی یہی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ہے کہ ”اے ایمان والو! جب تم آپس میں اوہار کا معاملہ کی مدت مقررہ تک کے لئے کرو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لازم ہے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا ٹھیک صحیح لکھنے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ جیسا کہ اللہ نے اس کو سکھایا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ لکھ دے اور چاہئے کہ وہ شخص لکھوانے جس کے ذمے حق واجب ہے اور چاہئے کہ وہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتا رہے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ جس کے ذمے حق واجب ہے کم عقل ہو یا یہ کہ کمزور ہو اور اس قابل نہ ہو کہ وہ خود لکھوانے کے توازن میں ہے تو اس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھوادے اور اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ کر لیا کرو۔ پھر اگر دونوں مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں میں سے ایک دوسری کو یادو لادے اگر کوئی ایک ان دونوں میں سے بھول جائے اور گواہ جب بلاۓ جائیں تو انکار نہ کریں اور اس (معاملے) کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا؛ اس کی میعاد تک لکھنے سے آتنا نہ جاؤ، یہ کتابت اللہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ لا لائق اس کے کہ تم شبے میں نہ پڑو؛ بجز اس کے کہ کوئی سودا ہاتھوں ہاتھ ہو جسے تم باہم لیتے دیتے ہی رہتے ہو۔ سو تم پر اس میں کوئی الزام نہیں کہ تم اسے نہ لکھو اور جب خرید و فروخت کرتے ہو تو بھی گواہ کر لیا کرو اور کسی کاتب اور گواہ کو نقصان نہ دیا جائے اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہارے حق میں ایک گناہ ہو گا اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کا بست جانے والا ہے۔“ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن کر رہو۔ چاہے تمہارے یا

لَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿هُوَ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَافَعُوكُمْ بِنَصْبِنَ إِلَى أَجْلٍ مُسْمَى فَاقْتُلُوهُ، وَلَنْ يَكُنْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ، وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كُمَا عَلِمَ اللَّهُ، فَلَيَكْتُبْ وَلَيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحُقُوقُ وَلَيُبَيِّنِ اللَّهُ رَبُّهُ وَلَا يَنْخُسْ بِهِ شَيْئًا، فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحُقُوقُ سَفِيهًّا أَوْ ضَعِيفًّا أَوْ لَا يَسْطِيعُ أَنْ يُمْلِلْ هُوَ فَلَيُمْلِلْ وَلَيُهُ بالْعَدْلِ. وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رَجَالِكُمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُنُوا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مَمْنُ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضْلِلَ إِخْدَاهُمَا فَلْتَذَكِّرْ إِخْدَاهُمَا الْأُخْرَى، وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءِ إِذَا مَا دُعْوَا، وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًّا أَوْ كَبِيرًّا إِلَى أَجْلِهِ، ذَلِكُمْ أَفْسَطَ عَنْهُ اللَّهُ وَأَفْوَمَ لِلشَّهَادَةِ وَأَذْنَى أَنْ لَا تَرْتَابُوا، إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ لَا تَكْتُبُوهَا، وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَاعِعُوكُمْ، وَلَا يُضَارَ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ، وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَأَنْقُوا اللَّهُ، وَيَعْلَمُكُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ٢٨٢].

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿هُوَ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُنُونُوا قَوْمَيْنِ بِالْقُسْطِ شُهَدَاءُ اللَّهُ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوْ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبَيْنِ إِنْ يَكُنْ

غَيْرَا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْنَى بِهِمَا، فَلَا تَبْغُوا  
الْهَوَى أَنْ تَغْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا  
فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرًا

(تمارے) والدین اور عزیزوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ وہ امیر ہو یا  
مغلس، اللہ (بمرحل) دونوں سے زیادہ حق دار ہے۔ تو خواہش نفس کی  
پیروی نہ کرنا کہ (حق سے) ہٹ جاؤ اور اگر تم کجی کرو گے یا پھلو ہتی  
کرو گے تو جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔  
[ النساء: ۱۳۵]

**لشیق** اسلامیات کا ادنیٰ ترین طالب علم بھی جان سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم کا خلاصہ بنی نوع انسان کو اجتماعی طور پر ایک بہترن تنظیم کے ساتھ دا بستہ کرنا ہے۔ ایسی تنظیم جو امور اخروی کے ساتھ ساتھ امور دنیاوی کو بھی احسن طریق پر انجام دینے کی ضامن ہو۔ اسی تنظیم کا دوسرا نام اسلامی شہر ہے۔ جس میں ایک انسان کو دنیوی، فوجداری، اخلاقی، سیاسی، اجتماعی، انفرادی بست سے مسائل سے سبقت پڑتا ہے۔ بعض دفعہ اس کو مدعا بنتا اور بعض دفعہ مدعا علیہ کی حیثیت سے عدالت کے کثروں میں حاضر ہونا پڑتا ہے۔ بعض اوقات وہ گواہوں کی جماعت میں شامل ہوتا ہے۔ ان جملہ مراحل زندگی کے پیش نظر ضروری تھا کہ مدینت کے اور بست سے مسائل کے ساتھ ساتھ شہادات یعنی گواہوں کے مسائل بھی کتاب و سنت کی روشنی میں بتائے جائیں۔ اسی لئے مجتہد مطلق حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی جامع الصحیح میں اور بست سے بدفن (شری) مسائل کے ساتھ مسائل شہادات کو بھی بیان کرنا ضروری سمجھا اور کتاب و سنت کی روشنی میں ان کی وہ وضاحت پیش فرمائی جس سے نہ ہب اسلام کی جامعیت اور سیاست پر بست کافی روشنی پڑتی ہے۔ اس سلسلہ میں مجتہد مطلق نے اول آیات قرآنی کو نقل فرمایا، جن سے واضح کیا کہ ایک مرد مومن کے لئے جس طرح نماز روزہ کی ادائیگی اسلامی نہ ہبی فرائض ہیں، اسی طرح معاملات میں ہمہ وقت عدل و انصاف کی راہ اختیار کرنا اور امانت و دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دینا بھی اسلامی فرائض ہی میں داخل ہے۔ یوں تو آیات قرآنی میں بست کچھ بتایا گیا ہے کہ مگر ان امور پر زیادہ توجہ دلائی گئی ہے کہ باہمی لین دین کے معاملات کو زبانی نہ رکھا کرو بلکہ ان کو بھی کھاتے پر لانا ضروری ہے اور گواہوں کا ہونا بھی ضروری ہے مرونوں میں سے دو گواہ کافی ہوں گے۔ ایک مرد ہے تو دوسرے گواہ کی جگہ دو عورتوں کو بھی گواہ رکھا جاسکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ گواہ مقرر کرنا نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اب اسی امر کی وہ جملہ تفصیلات ہیں جو آگے مختلف احادیث کی روشنی میں بیان ہوں گی۔

حضرت امام نے شروع میں جو آیات قرآنی نقل کی ہیں، ان ہی سے ترجیح باب نکلتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں آیتوں میں گواہی دینے اور گواہ بناনے کا ذکر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہ کرنے کی ضرورت اسی شخص کو ہوتی ہے جس کا قول قسم کے ساتھ قبول نہ ہو تو اس سے یہ نکلا کہ مدعا کو گواہ پیش کرنا ضروری ہے۔ امام بخاری کو اس باب میں وہ مشور حدیث بیان کرنی چاہئے تھی جس میں یہ ہے کہ مدعا پر گواہ ہیں اور مکفر پر قسم ہے۔ اور شاید انہوں نے اس حدیث کے لکھنے کا اس باب میں قصد کیا ہو گا مگر موقع نہ ملایا صرف آیتوں پر اکتفا مناسب سمجھی۔ (وحیدی)

باب اگر ایک شخص دوسرے کے نیک عادات و محدث  
خاصیں بیان کرنے کے لئے اگر صرف یہ کہے کہ ہم تو اس  
کے متعلق اچھا ہی جانتے ہیں یا یہ کہے کہ میں اس کے  
متعلق صرف اچھا ہی بات جانتا ہوں

۲ - بَابُ إِذَا عَدَلَ رَجُلٌ أَحَدًا  
فَقَالَ: لَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا،  
قَالَ: مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا

تعديل اور تزکیہ کے معنی کسی شخص کو نیک اور سچا اور مقبول الشہادة بتلانا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ الفاظ تعديل کے لئے کافی نہیں ہیں۔ جب تک صاف یوں نہ کہے کہ وہ اچھا شخص ہے اور عادل ہے۔

اسلام نے مقدمات میں بنیادی طور پر گواہوں کے عادل اور نیک چلن ہونے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ مقدمات میں فیصلے کی بنیاد گواہ ہی ہوتے ہیں۔ گواہوں کی تبدیل کے لئے ایک تو یہ راستہ ہے کہ حاکم کی عدالت میں کوئی معتمد آدمی اس گواہ کی عدالت اور نیک چلن کی گواہی دے۔ دوسرا یہ کہ حکومت کے خفیہ آدمی اس گواہ کے متعلق پوری معلومات حاصل کر کے حکومت کو مطلع کریں۔ گواہی میں جھوٹ بولنے والوں کی برائیوں میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں اور جھوٹی گواہی کو کمیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔

(۷۲۳) - حدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَاجَاجٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَّارٍ

عمر نبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے ثوبان نے بیان کیا اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، انہیں عروہ، ابن مسیب، علقہ بن وقارص اور عبید اللہ نے عائشہؓ پر اپنی کی حدیث کے متعلق خبر دی اور ان کی باہم ایک کی بات دوسرے کی بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جب ان پر تمہت لگانے والوں نے تمہت لگائی تو رسول اللہ ﷺ نے علی اور اسامہؓ پر اپنی بیوی (عائشہؓ پر اپنی بیوی) کو اپنے سے جدا کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلا یا، کیونکہ آپ پر اب تک (اس سلسلے میں) وہی نہیں آئی تھی۔ اسامہؓ پر اپنے نے تو یہ کہا کہ آپ کی زوجہ مطہرہ (عائشہؓ) میں ہم سوائے خیر کے اور کچھ نہیں جانتے۔ اور بریرہ (ان کی خادمہ) نے کہا کہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جانتی جس سے ان پر عیب لگایا جاسکے۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نو عمر لڑکی ہیں کہ آتا گوند حقی اور پھر جا کے سورتی ہے اور بکری آکر اسے کھالیت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے (تمہت کے جھوٹ ثابت ہونے کے بعد) فرمایا کہ ایسے شخص کی طرف سے کون عذر خواہی کرے گا جو میری بیوی کے بارے میں بھی مجھے اذیت پہنچاتا ہے۔ تم اللہ کی! میں نے اپنے گھر میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا اور لوگ ایک ایسے شخص کا نام لیتے ہیں جس کے متعلق بھی مجھے خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔

[راجح: ۲۵۹۳]

**الْمُؤْمِنُ اَمُّ الْمُؤْمِنِينَ** اور حضرت عائشہؓ صدیقہؓ اور بہت سے اکابر صحابہؓ کو بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر اس بارے میں سورہ نور نازل ہوئی اور اللہ پاک نے حضرت عائشہؓ کی پاک دامتی ظاہر کرنے کے سلسلے میں کئی شاندار بیانات دیئے۔ امام بخاریؓ نے مطلب باب اس سے نکلا کہ حضرت اسامہؓ نے حضرت عائشہؓ کی تبدیل ان لفظوں میں بیان کی جو مقصد باب ہیں۔ اس الزام کا بانی عبد اللہ بن ابی منافق مردوں مقابوں اسلام سے دل میں سخت کینہ رکھتا تھا۔ الزام ایک نسیت ہی پاک دامن صحابی

صوفان بن معطل کے ساتھ لگایا تھا جو نمایت نیک صلح اور مرد عفیف تھا۔ یہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ حدیث افک کی اور تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

**باب جوابِ پنجم** تبیش چھپا کر گواہ بنا ہوا س کی گواہی درست ہے اور عمرو بن حیرث بن عیاش نے اس کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ جھوٹے ہے ایمان کے ساتھ ایک صورت اختیار کی جا سکتی ہے۔ شعبی، ابن سیرین، عطاء اور قادہ نے کہا کہ جو کوئی کسی سے کوئی بات سنے تو اس پر گواہی دے سکتا ہے گوہ اس کو گواہ نہ بنائے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اسے اس طرح کہنا چاہئے کہ اگرچہ ان لوگوں نے مجھے گواہ نہیں بنایا لیکن میں نے اس اس طرح سے ناہے۔

**باب پنجم** شریح میں عمرو بن حیرث کامام آیا ہے یہ کسی محابی میں سے تھے۔ ان کے باپ بھی محابی تھے۔ بخاری شریف میں ان کا ذکر صرف اسی جگہ آیا ہے۔ اس اثر کو امام یعنی نے وصل کیا۔ جملہ کذالک بفعل بالکاذب الفاجر (دو شخص جھوٹا بے ایمان ہوا س کے لئے یہی تدبیر کریں گے) یعنی جو جھوٹا بے ایمان آدمی لوگوں کے سامنے کسی کا حق تسلیم کرنے سے ڈرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ اس پر گواہ بن جائیں اور تمہائی میں اقتدار کرتا ہے تو اس کا اقرار چھپ کر من سکتے ہیں۔

آگے حدیث میں ابن صیاد کا ذکر آیا ہے۔ جس کا نام صاف تھا۔ وہ یہودی لڑکا تھا اور عوام کو گمراہ کرنے اور اسلام سے بد نظر کرنے کے لئے خود جھوٹی باتیں بطور المام بنا کر لوگوں کو ساتا رہتا تھا۔ اس میں دجال کے بہت سے خصائص تھے۔ آخرت میں اس کا کمر و فرب معلوم کرنے کے لئے درختوں کی آڑ میں اسے دیکھنے لگے۔ یہیں سے امام بخاری نے یہ نکلا کہ ایسے موقع پر چھپ کر کسی کی باتیں سننا درست ہے اور جب سننا، درست ہوا اور اس پر گواہی دے سکتا ہے۔

**باب ششم** حدثنا ابو الحیان قال اخْبَرَنَا عَنْ أَنَّهُ كَفَرَ بِالْأَنْجَوَنَ

(۲۶۳۸) ہم سے ابوالایمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شیعہ نے خبروی زہری سے کہ سالم نے بیان کیا، انہوں نے عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہما سے کہ سالم کو ساتھ لے کر کھوڑ کے اس باش کی طرف تشریف لے گئے جس میں ابن صیاد تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باش میں داخل ہوئے تو آپ درختوں کی آڑ میں چھپ کر چلنے لگے۔ آپ چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو دیکھنے نہ پائے اور اس سے پلے آپ اس کی باتیں سن سکیں۔ ابن صیاد ایک روئیں دار چادر میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گنگا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا کہ آپ درخت کی آڑ لئے چلے آ رہے ہیں تو وہ کہنے لگی اے صاف! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آ رہے ہیں۔ ابن

وَبَابُ شَهَادَةِ الْمُخْتَيَّ،  
وَأَجَازَةُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ  
قَالَ : وَكَذَلِكَ يَفْعَلُ بِالْكَاذِبِ الْفَاجِرِ.  
وَقَالَ الشَّفْيَيْ وَابْنُ سَبِّيْنَ وَعَطَاءً وَقَاتِدَةً :  
السَّمْعُ شَهَادَةً . وَقَالَ الْحَسَنُ لَمْ  
يُشَهِّدُونِي عَلَى شَيْءٍ . وَإِنِّي سَمِعْتُ كَذَا  
وَكَذَا .

شَهَادَةُ عَنِ الْأَنْجَوَنِ قَالَ سَالِمٌ : سَمِعْتُ عَنْ شَهَادَةِ عَمْرُو بْنِ حُرَيْثٍ وَأَنَّهُ بَنُ كَفَرَ  
الْأَنْصَارِيِّ عَمَادَ النَّحْلِ الَّتِي فِيهَا أَبْنَى  
صَيَادًا . حَتَّى دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّحْلَ وَهُوَ سَخْنَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ أَبْنَى صَيَادًا  
مِنْهُ عَلِقَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَقَى بِخَدْنَوْعَ  
النَّحْلَ وَهُوَ سَخْنَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ أَبْنَى صَيَادًا  
مِنْهُ قَلَ أَنْ يَرَاهُ . وَابْنُ صَيَادًا مُضْطَجِعًا  
عَلَى فَرَاشِهِ فِي فَطِيفَةٍ . لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ  
رَمْرَمَةٌ . فَرَأَتْ أَنَّ أَبْنَى صَيَادَ الْأَنْجَوَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ

صیاد ہو شیار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر اسے اپنے حال پر رہنے دیتی تو بتا ظاہر ہو جاتی۔

یقینی بِخَدْرُعَ التَّخْلِيِّ، فَقَالَتْ لَابْنِ صَيَّادٍ: أَيْنَ صَافِ، هَذَا مُحَمَّدٌ. فَسَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنُوْ تَرَكْتَهُ بَيْنَ)).

[راجع: ۱۳۵۵]

ابن صیاد مسند میں ایک یہودی لڑکا تھا جو بدمار اکرتا تھا کہ مجھ پر بھی وحی اترتی ہے۔ حالانکہ اس پر شیطان سوار تھا۔ اکثر نہم ہے ہوشی میں رہتا تھا اور دیوانگی کی باتیں کرتا تھا۔ آخر پرست مسیح بن یوسف نے ایک مرتبہ چلبیا چھپ کر اس کی بڑ کوئی نہ آپ کو دیکھنے سکے۔ یہی واقعہ یہاں مذکور ہے۔ اور اسی سے حضرت امام نے ترجیۃ الباب کو ثابت فرمایا ہے۔

(۲۶۳۹) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا زہری سے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفقاء قرآنی بن عثیمین کی یہوی رسول اللہ مسیح بن یوسف کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں رفقاء کی نکاح میں تھی۔ پھر مجھے انہوں نے طلاق دے دی اور قطعی طلاق دے دی۔ پھر میں نے عبدالرحمن بن زبیر بن عثیمین سے شادی کر لی۔ لیکن ان کے پاس تو (شرمنگاہ) اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آخر پرست مسیح بن یوسف نے دریافت کیا کیا تو رفقاء کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ لیکن تو اس وقت تک ان سے اب شادی نہیں کر سکتی جب تک تو عبدالرحمن بن زبیر کا مزانتہ چکھ لے اور وہ تمہارا مزانتہ پچھ لیں۔ اس وقت ابو بکر بن عثیمین خدمت نبوی میں موجود تھے اور خالد بن سعید بن عاصی بن عثیمین دروازے پر اپنے لئے (اندر آنے کی) اجازت کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا، ابو بکر! کیا اس عورت کو نہیں دیکھتے نبی کریم مسیح بن یوسف کے سامنے کس طرح کی باتیں زور زور سے کہہ رہی ہے۔

۲۶۳۹ - حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جَاءَتِ امْرَأَةٌ رِفَاعَةَ الْقَرْظَى النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَقَنِي فَلَمَّا تَطَافَقَيْ، فَتَرَوْجَتْ عِنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزُّبَيرِ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هَذِهِ الْفُزُوبِ. فَقَالَ: ((أَتَرِنِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةِ؟ لَا، حَتَّى تَدْوُفِي عَسِيلَةً وَيَدُوقَ عَسِيلَتَكِ)). وَأَبُوبَكْرٌ جَالِسٌ عِنْدَهُ، وَخَالِدٌ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْفَاصِ بِأَنْبَابِ يَسْتَطِرُ أَنْ يُزَدَّنَ لَهُ. فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ)).

[أخرجه في: ۵۲۶۰، ۵۲۶۱، ۵۲۶۵، ۵۲۶۶.]

۵۳۱۷، ۵۷۹۲، ۵۸۲۵، ۶۰۸۴.]

امام بخاری نے یہیں سے یہ نکلا کہ چھپ کر گواہ بنادرست ہے۔ کیونکہ خالد دروازے کے باہر تھے۔ عورت کے سامنے نہ تھے۔ باہر ہو دیس کے خالد نے ایک قول کی نسبت اس عورت کی طرف کی اور آخر پرست مسیح بن یوسف نے خالد پر اعتراض نہیں کیا۔ عبدالرحمن بن زبیر صاحب اولاد تھے مگر اس وقت شاید وہ مرضیں ہوں.... اسی وجہ سے اس عورت نے اس کو کپڑے کی گانٹھ سے تعبیر کیا۔ اس میں پہنچ بھی حرکت نہیں ہوتی، یعنی وہ جماع نہیں کر سکتے۔ مگر حضرت ابن زبیر نے عورت کے اس بیان کی تروید کی تھی۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ جب تک مطلق عورت از خود کسی دوسرے مرد کے نکاح میں جاگر اس سے جائز نہ کرائے اور وہ خود اس کو طلاق نہ دے دے وہ پہلے خاوند کے نکاح میں دوبارہ نہیں جا سکتی۔ فرضی حالہ کرنے والوں پر اعتمت آئی۔

جیسا کہ فقائدِ حنفیہ کے ہاں روایت ہے کہ وہ تین طلاق والی عورت کو فرضی طلاق کرنے کا فتویٰ دیا کرتے ہیں، جو باعثِ لعنت ہے۔  
 باب جب ایک یا کئی گواہ کسی معاملے کے اثبات میں گواہی دیں اور دوسرے لوگ نیہ کہہ دیں کہ ہمیں اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں تو فیصلہ اسی کے قول کے مطابق ہو گا جس نے اثبات میں گواہی دی ہے

حمدی نے کہا کہ یہ ایسا ہے جیسے بلاں ہوش نے خردی تھی کہ نبی کرم ہوش نے کعبہ میں نماز پڑھی ہے اور فضل ہوش نے کہنا تھا کہ آپ نے (کعبہ کے اندر) نماز نہیں پڑھی۔ تو تمام لوگوں نے بلاں ہوش کی گواہی کو تعلیم کر لیا۔ اسی طرح اگر دو گواہوں نے اس کی گواہی دی کہ فلاں شخص کے فلاں پر ایک ہزار درہم ہیں اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ ڈیڑھ ہزار درہم ہیں تو فیصلہ زیادہ کی گواہی دینے والوں کے قول کے مطابق ہو گا۔

حضرت فضل ہوش کا کہنا تھا کہ میں نے آپ ہوش کو کعبہ میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ان کو اس بارے میں علم نہ تھا۔ حضرت بلاں کی شہادت تھی کہ انہوں نے آخرت ہوش کو کعبہ میں نماز پڑھتے دیکھا۔ اکثریت بھی ان کے ساتھ تھی۔ لہذا ان ہی کی بات کو مانا گیا۔ (۳۶۲۰) ہم سے حبان نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ نے خردی کیا ہم کو عمر بن سعید بن ابی ملیک نے خردی اور انہیں عقبہ بن حارث ہوش نے کہ انہوں نے ابو اہاب بن عزیز کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ پھر ایک خاتون آئیں اور کہنے لگیں کہ عقبہ کو بھی میں نے دودھ پلایا ہے اور اسے بھی جس سے اس نے شادی کی ہے۔ عقبہ ہوش نے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں کہ آپ نے مجھے دودھ پلایا ہے اور آپ نے مجھے پسلے اس سلسلے میں کچھ بتایا بھی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے آل ابو اہاب کے بیان آدمی بھیجا کہ ان سے اس کے متعلق پوچھئے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے دودھ پلایا ہے۔ عقبہ ہوش اب رسول اللہ ہوش کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور آپ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا، اب کیا ہو سکتا ہے جبکہ کما جا چکا۔ چنانچہ آپ نے

۴ - بَابُ إِذَا شَهَدَ شَاهِدًا أَوْ شَهْوَدًا  
 بِشَيْءٍ فَقَالَ آخَرُوْنَ: مَا عِلْمَنَا  
 بِذَلِكَ يُحَكِّمُ بِقَوْلِ مَنْ شَهَدَ

قَالَ الْخَمِينِيُّ : هَذَا كَمَا أَخْبَرَ بِلَالَ أَنَّ  
 السَّيِّدَ الْمُهَاجِرَ صَلَى فِي الْكَخْبَةِ، وَقَالَ الْفَضْلُ:  
 لَمْ يُصْلَى، فَأَخَذَ النَّاسُ بِشَهَادَةِ بِلَالَ.  
 كَذَلِكَ إِنْ شَهَدَ شَاهِدَانَ أَنَّ لِفَلَانَ عَلَى  
 فَلَانَ أَلْفَ دَرَهْمٍ، وَشَهَدَ آخَرُانِ بِالْفَ  
 وَخَمْسِيَّةٍ، يَقْضِي بِالرَّيَادَةِ.

۲۶۴۰ - حَدَثَنَا حُبَّانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ  
 اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ أَبِي  
 حُسْنَيْنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي  
 مُلِيكَةَ: ((عَنْ عَفْقَةَ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ تَرَوَّجَ  
 ابْنَةُ لَأَبِيهِ إِهَابٍ بْنِ عَزِيزٍ، فَاتَّهَ امْرَأَةً  
 فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتِ عَفْقَةَ وَالْبَيْتِ تَرَوَّجَ.  
 فَقَالَ لَهَا عَفْقَةُ: مَا أَعْلَمُ أَنْكَ أَرْضَعْتِي،  
 وَلَا أَخْبَرْتِنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَبِيهِ إِهَابَ  
 يَسْأَلُهُمْ فَقَالُوا: مَا عِلْمَنَا أَرْضَعَتْ  
 صاحبَتِنَا. فَرَجَبَ إِلَى السَّيِّدِ الْمُهَاجِرِ بِالْمَدِينَةِ  
 فَسَأَلَهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۖ : ((كَيْفَ وَقَدْ  
 قَلَ؟)) فَفَارَقَهَا وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ).

دونوں میں جدائی کر دی اور اس کا نکاح دوسرا شخص سے کر دیا۔

ترجمہ باب اس طرح ثابت ہوا کہ عقبہ اور اس کی الیہ کے عزیز کا بیان فی میں تھا اور دودھ پلانے والی عورت کا بیان اثبات میں تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی عورت کی گواہی قبول فرمائی۔ معلوم ہوا کہ گواہی میں اثبات فی پر مقدم ہے۔

### باب گواہ عادل معتبر ہونے ضروری ہیں

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں فرمایا کہ ”اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ بنا لو“۔ اور (اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ) ”گواہوں میں سے جنہیں تم پسند کرو“۔

(۲۶۴۱) ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی زہری سے، کہا کہ مجھ سے حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عتبہ نے اور انہوں نے عمر بن خطاب بن شوشہ سے سن، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ موافخہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب وہی کامل سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم صرف انہیں امور میں موافخہ کریں گے جو تمہارے عمل سے ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے۔ اس لئے جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے چڑھ کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اس کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے خواہ وہ بھی کہتا رہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

**تشریح** حضرت عمر بن شوشہ کے قول سے ان بے وقوف کا رد ہوا جو ایک بدکار فاسق کو درویش اور ولی سمجھیں۔ اور یہ دعویٰ کریں کہ ظاہری اعمال سے کیا ہوتا ہے، دل اچھا ہونا چاہیے۔ کوئی جب حضرت عمر بن شوشہ ایسے شخص کو دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا تو تم بچارے کس باغ کی مولی ہو۔ دل کا حال بجز اللہ کرم کے کوئی نہیں جانتا۔ چیزبر صاحب کو بھی اس کا علم وہی یعنی اللہ کے بتانے سے ہوتا۔ حضرت عمر بن شوشہ نے قاعدہ بیان کیا کہ ظاہری کی رو سے جس کے اعمال شرع کے موافق ہوں اس کو اچھا سمجھو اور جس کے اعمال شرع کے خلاف ہوں ان کو برا سمجھو۔ اب اگر اس کا دل بالفرض اچھا نہیں ہو گا جب بھی ہم اس کے برا سمجھنے میں کوئی موافخہ وار نہ ہوں گے کیونکہ ہم نے شریعت کے قاعدے پر عمل کیا۔ البتہ ہم اگر اس کو اچھا سمجھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ (وحیدی)

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ فاسق بدکار کی پلت نہ ملنے جائے گی یعنی اس کی شماوت مقبول نہ ہو گی۔ معلوم ہوا کہ شاہد کے لئے عدالت ضروری ہے۔ عدالت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، نیک ہو، تو کافر یا غلام یا مجرم یا نابالغ یا فاسق کی گواہی مقبول نہ ہو گی (وحیدی)

[راجع: ۸۸]

### ۵۔ باب الشہداء العدُول

وقول اللہ تعالیٰ: «وَأَشْهِدُوا ذُوی عَدْلٍ مِنْكُمْ»۔ مَسْئَنْ تَرْضُونَ مِنَ الشُّهَدَاءِ إِلَطْلَاقٌ: ۲ وَالبَقْرَةُ: ۲۸۲

۲۶۴۱ - حَدَّثَنَا الْحَكْمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَتْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((إِنَّ أَنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوُحْشِيِّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ الْوُحْشِيَّ قَدْ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا خَيْرًا أَمْنَاهُ وَقَرَبَنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ، اللَّهُ يَحْسِبُ فِي سَرِيرَتِهِ وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ وَإِنْ قَالَ إِنْ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةً)).

**تشریح** حضرت عمر بن شوشہ کے قول سے ان بے وقوف کا رد ہوا جو ایک بدکار فاسق کو درویش اور ولی سمجھیں۔ اور یہ دعویٰ کریں کہ ظاہری اعمال سے کیا ہوتا ہے، دل اچھا ہونا چاہیے۔ کوئی جب حضرت عمر بن شوشہ ایسے شخص کو دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا تھا تو تم بچارے کس باغ کی مولی ہو۔ دل کا حال بجز اللہ کرم کے کوئی نہیں جانتا۔ چیزبر صاحب کو بھی اس کا علم وہی یعنی اللہ کے بتانے سے ہوتا۔ حضرت عمر بن شوشہ نے قاعدہ بیان کیا کہ ظاہری کی رو سے جس کے اعمال شرع کے موافق ہوں اس کو اچھا سمجھو اور جس کے اعمال شرع کے خلاف ہوں ان کو برا سمجھو۔ اب اگر اس کا دل بالفرض اچھا نہیں ہو گا جب بھی ہم اس کے برا سمجھنے میں کوئی موافخہ وار نہ ہوں گے کیونکہ ہم نے شریعت کے قاعدے پر عمل کیا۔ البتہ ہم اگر اس کو اچھا سمجھیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ (وحیدی)

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ فاسق بدکار کی پلت نہ ملنے جائے گی یعنی اس کی شماوت مقبول نہ ہو گی۔ معلوم ہوا کہ شاہد کے لئے عدالت ضروری ہے۔ عدالت سے مراد یہ ہے کہ مسلمان آزاد، عاقل، بالغ، نیک ہو، تو کافر یا غلام یا مجرم یا نابالغ یا فاسق کی گواہی مقبول نہ ہو گی (وحیدی)

یہ ہی مقصود ہے کہ عادل گواہ کے ظاہری حالات کا درست ہونا ضروری ہے ورنہ اس کو عادل نہ مانا جائے گا۔ اسلام کا فوٹی ظاہری حالت پر ہے۔ باطن اللہ کے حوالہ ہے۔ اس میں ان نام نہاد صوفیوں کی بھی تردید ہے جن کا ظاہر سراسر خلاف شرع ہوتا ہے اور باطن میں وہ ایندھار عاشق خدا و رسول بنے ہیں۔ ایسے مکار نام نہاد صوفیوں نے ایک خلقت کو گمراہ کر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض تو اتنے بے حیا واقع ہوئے ہیں کہ نماز روزہ کی کلی لفظوں تحریر کرتے ہیں، علماء کی برائیاں کرتے ہیں، شریعت اور طریقت کو الگ الگ بتلاتے ہیں۔ ایسے لوگ سراسر گمراہ ہیں۔ ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں ہیں بلکہ وہ خود گمراہ اور خلوق کے گمراہ کرنے والے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا مشور قول ہے کہ کل حقیقت لا یشهد له الشرع فهو زندقة ہر دل حقیقت جس کی شہادت شریعت سے نہ ملے وہ بد دینی اور بے ایمانی اور زندقیت ہے۔ نعوذ بالله من شر و انفسنا من سیمات اعمالنا

## ۶۔ باب تَعْدِيلُ كَمْ يَجُوزُ؟ باب کی گواہ کو عادل ثابت کرنے کے لئے کتنے آدمیوں کی

گواہی ضروری ہے؟

(۲۶۳۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حادیں زید نے بیان کیا تاثابت سے اور ان سے حضرت انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنائزہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کی تعریف کی، آپ نے فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا جنائزہ گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی، یا اس کے سوا اور الفاظ (ایسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے) کے (راوی کو شبہ ہے) آپ ﷺ نے اس پر بھی فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! آپ نے اس جنائزہ کے متعلق بھی فرمایا کہ واجب ہو گئی اور پسلے جنائزے پر بھی یہی فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والی قوم کی گواہی (بارگاہ الہی میں مقبول ہے) یہ لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

(۲۶۳۳) ہم سے موئی بن اساعلی نے بیان کیا، کہا ہم سے داؤد بن ابی فرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن بریدہ نے بیان کیا ابو الاسود سے کہ میں مدینہ آیا تو یہاں وبا چھیل ہوئی تھی، لوگ بڑی تیزی سے مر رہے تھے۔ میں حضرت عمر بن حثیر کی خدمت میں تھا کہ ایک جنائزہ گزرا۔ لوگوں نے اس میت کی تعریف کی تو حضرت عمر بن حثیر نے کہا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا گزرا لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، حضرت عمر بن حثیر نے کہا واجب ہو گئی۔ پھر تیسرا گزرا تو لوگوں نے اس کی برائی کی، حضرت عمر بن حثیر نے اس کے لئے بھی یہی کہا کہ واجب ہو

۲۶۴۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرْءُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِعِجَازٍ، فَأَشْتَوَّا عَلَيْهَا خَبِيرًا، فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)). ثُمَّ مَرْءُ بِآخِرِيِّ فَأَشْتَوَّا عَلَيْهَا شَرًّا - أَوْ قَالَ: غَيْرَ ذَلِكَ - فَقَالَ: ((وَجَبَتْ)). فَقَيْلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قُلْتَ لِهَا وَجَبَتْ وَلَهَا وَجَبَتْ. قَالَ: ((شَهَادَةُ الْقَوْمِ. الْمُؤْمِنُونَ شَهَادَةُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ)). [راجع: ۱۳۶۷]

۲۶۴۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاؤُدُّ بْنُ أَبِي الْفَرَّاتِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَبْنُ بُرْيَدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ: ((أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرْضٌ وَهُمْ يَمْوَلُونَ مَوْتًا ذَرِيفًا، فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَرَّتْ جَنَازَةٌ فَأَشَنَّى خَبِيرًا، فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ. ثُمَّ مَرْءُ بِآخِرِيِّ فَأَشَنَّى خَبِيرًا فَقَالَ عُمَرُ وَجَبَتْ ثُمَّ

گئی۔ میں نے پوچھا امیر المؤمنین! کیا چیز واجب ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسی طرح کہا ہے جس طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے لئے چار آدمی اچھائی کی گواہی دے دیں اسے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرتا ہے۔ ہم نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا اور اگر تین دیں؟ آپ نے فرمایا کہ تین پر بھی۔ ہم نے پوچھا اور اگر دو آدمی گواہی دیں؟ فرمایا، دو پر بھی۔ پھر ہم نے ایک کے متعلق آپ سے نہیں پوچھا۔

مَرْ بِالثَّالِثَةِ فَأُنْتَ شَرَا لَقَالَ وَجَبَتْ فَقَلَتْ:  
وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: فَلَتْ  
كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّمَا مُسْلِمٌ شَهَدَ لَهُ  
أَرْبَعَةَ بَخْيَرٍ أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ)). قَلَنَا:  
وَثَلَاثَةَ؟ قَالَ: ((وَثَلَاثَةَ)). قَلَنَا وَاثَانَ؟  
قَالَ: ((وَاثَانِ)). ثُمَّ لَمْ نَسْأَلُهُ عَنِ  
الْوَاحِدِ)). [راجع: ۱۳۶۸]

**تشریح** اس حدیث سے امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ تعمیل اور ترکیہ کے لئے کم سے کم دو شخصوں کی گواہی ضروری ہے۔ امام مالک اور شافعی کا یہی قول ہے۔ لیکن امام ابو حیفہ کے نزدیک ایک کی بھی گواہی کافی ہے (قطلانی) حدیث کا مطلب یہ کہ جس کی مسلمانوں نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی برائی کی اس کے لئے دو زخ واجب ہو گئی۔ جس کا مطلب رائے عامہ کی تصویب ہے۔ حق ہے۔ آوازہ خلق کو فقارہ خدا کرتے ہیں۔ مجتہد مطلق امام بخاری کا ان روایات کے لانے کا مقصد یہ ہے کہ تعمیل و ترکیہ میں رائے عامہ کا کافی دخل ہے۔

۷- بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْأَنْسَابِ،

وَالرَّحَاضِ الْمُسْتَفِضِ، وَالْمَوْتِ الْقَدِيمِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرْضَعْتَنِي وَأَبَا سَلَمَةَ

ثُوَيْبَةَ)). وَالثُّبَّتِ فِيهِ.

**تشریح** یعنی جب تک رضاعت اچھی طرح ثابت نہ ہو سی سنلی بات پر عمل نہ کرنا۔ مقصود امام بخاری کا اشارہ ہے حضرت عائشہ بیویؓ کی حدیث کی طرف جو آگے اس کتاب میں مذکور ہے کہ سوچ بھج کر کسی کو اپنا رضاعی بھائی قرار دو۔ منعقدہ باب کے جملہ مضامین سے مطلب امام بخاریؓ کا یہ ہے کہ ان چیزوں میں صرف بر بنائے شریت شہادت دینا درست ہے گو گواہ نے اپنی آنکھ سے ان واقعات کو نہ دیکھا ہو۔ بر این موت سے مراد یہ ہے کہ اس کو چالیس یا پچاس برس گزر چکے ہوں۔

۴- حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ عَنْ عَرَادَةِ بْنِ مَالِكٍ  
عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ: اسْتَأْذَنُ عَلَيْيَ أَفْلَحُ فَلَمَّا آذَنَ  
لَهُ، قَالَ: أَنْتَ حَجَبِينَ مَنِيْ وَأَنَا عَمُوكِ؟  
فَقَلَتْ: وَكَيْفَ ذَلِكِ؟ قَالَ: أَرْضَعْتَكِ  
إِمْرَأَةً أَخْيِي بِلَبِنِ أَخْيِي. قَالَتْ: سَأَلْتُ عَنْ

بھائی ہی کا دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ افلنے حق کہا ہے۔ انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دیا کرد (ان سے پرہ نہیں ہے)

رضاعت میں صرف اکیلے افسنے کی گواہی کو تسلیم کیا گیا، باب کا کسی مقصود ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ گواہ کو پرکھنا بھی ضروری ہے۔ (۲۶۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، کہا ہم سے قادہ نے بیان کیا جابر بن زید سے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کی صاحبزادی کے باب میں فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہو سکتیں، جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ یہ تو میرے رضائی بھائی کی لڑکی ہیں۔

ذلک رسول اللہ ﷺ فقہا: ((صدق افْلَحَ الَّذِي لَهُ)).

(اطرافہ فی: ۴۷۹۶، ۵۱۰۳، ۵۱۱۱، ۵۲۲۹، ۶۱۵۶).

حدائقہ مُسْلِمٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَاتَدَةُ عَنْ جَابِرٍ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَاتَدَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَنْتِ حَمْزَةَ: ((لَا تَحْلُلُ لِي ، يَعْرِمُ مِنَ الرُّضَاعَةِ مَا يَعْرِمُ مِنَ السُّبُّ، هِيَ بِنْتُ أَخِي مِنَ الرُّضَاعَةِ)). [طرفہ فی: ۵۱۰۰].

رشتے میں بھی رضاعت کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کے بھائی تھے۔ ہر دو کی عمروں میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ اس لئے جس وقت آخر پتھر تھے، ہر دو کی دودھ پیتے تھے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے بھی دودھ پینے کا وہی زمانہ تھا۔ اور دونوں حضرات نے ابو لب کی پاندی شویہ کا دودھ پیا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے حدیث آپ نے اسی بنیار پر بیان کی تھی۔ قسطلانی نے کہا، ان میں سے چار رشتے مستثنی ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں، لیکن رضاع سے حرام نہیں ہوتے۔ ان کا ذکر کتاب النکاح میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۶۳۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی عبد اللہ بن الی بکر سے، وہ عمرہ بنت عبد الرحمن سے اور انہیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے میل تشریف فرماتھے۔ حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی کی آواز سنی جو (ام المؤمنین) حفصہ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا، یا رسول اللہ! میرا خیال ہے یہ حفصہ کے دودھ کے پچاہیں۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ صحابی آپ کے گھر میں (جس میں حفصہ رہتی ہیں) آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ انہوں

۲۶۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، - قَالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَلَمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرَاهُ فَلَمَّا تَرَكَ حَفْصَةَ مِنَ الرُّضَاعَةِ - قَالَتْ عَائِشَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ.

نے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا، میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب، خفصر نے رضائی بچا ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے بھی اپنے ایک رضائی بچا کے متعلق پوچھا کہ اگر فلاں زندہ ہوتے تو کیا وہ بے حجاب میرے پاس آ سکتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ سے بھی وہ تمام رشتہ حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

قالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَاهُ لَهُ لَقَاءً لِعَمٌ خَصَّةٌ مِنَ الرُّضَاعَةِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَوْ كَانَ لَهُ لَقَاءً حَيَا - لِعَمِّهَا مِنَ الرُّضَاعَةِ - دَخَلَ عَلَيْيَ - دَخَلَ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَعَمْ، إِنَّ الرُّضَاعَةَ يَحْرُمُ مِنْهَا مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ)).

[طرفةہ فی: ۳۱۰۵، ۵۰۹۹].

المحدث شد کہ ۸ اپریل ۲۰۲۴ء میں حرم نبوی مدینہ المنورہ میں اس پارے کے متن کی قرأت غور و فکر کے ساتھ یہاں سے شروع کی گئی اور دعا کی گئی کہ اللہ پاک اپنے پیارے نبی ﷺ کے پیارے پیارے ارشادات کے سمجھنے اور ان کا بہترین اردو ترجیح مع تشریع کرنے کی توفیق بخشنے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے لئے اور میرے جمل متعلقین و ملکیتیں کے لئے قبول فرمائ کر ذریعہ سعادت دارین بنائے اور حاجی مرحوم بلا ری پارو قریشی بنگوری کو جنت نصیب کرے جن کے حج بدل کے سلسلہ میں مجھ کو مدینہ منورہ کی یہ حاضری نصیب ہوئی۔ اللهم اغفر له وارحمه واكرم نزله ووسع مدخله امين يارب الغلمين

(۷) ۲۷۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، ائمہ اشعش بن ابو شعثاء نے، ائمہ ان کے والد نے، ائمہ مسروق نے اور ان سے عائشہؓ بیٹی بیٹھا نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ (اگر میں) تشریف لائے تو میرے یہاں ایک صاحب (ان کے رضائی بھائی) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا، عائشہؓ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا رضائی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ ذرا دیکھ بھال کر چلو، کون تمہارا رضائی بھائی ہے۔ کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو کم سنی میں ہو۔ محمد بن کثیر کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن مددی نے سفیان ثوری سے روایت کیا ہے۔

بچے کا اسی زمانہ میں کسی عورت کے دودھ پینے کا اعتبار ہے جبکہ بچے کی زندگی کے لئے وہ ضروری ہو لیتی مدت رضاعت جو دو سال کی ہے۔ اگر اس کے اندر دو بچے کسی مال کا دودھ تکن تو اس کا اعتبار ہو گا اور دونوں میں حرمت ثابت ہو گی ورنہ حرمت ثابت نہیں ہو گی۔ مدت رضاعت حولین کا میں خود قرآن مجید سے ثابت ہے لیکن پورے دو سال، اس سے زیادہ دودھ پلانا غلط ہو گا۔ خنی کے نزدیک یہ مدت تین ماہ اور زائد تک ہے جواز روزے قرآن مجید صحیح نہیں ہے۔

**باب زنا کی تہمت لگانے والے اور چور اور حرام کارکی**

گواہی کا بیان

۶۶۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانُ عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْنَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَاتَتْ: دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَنِيَّ رَجُلٌ وَقَالَ: ((يَا عَائِشَةَ مَنْ هَذَا؟)) قَالَتْ: أَخْرِيٌّ مِنَ الرُّضَاعَةِ قَالَ: ((يَا عَائِشَةَ أَنْظُرْنِي مَنْ أَخْوَانُكُنْ، فَلَمَّا رَأَتْهُ أَنْظَرَهُ عَنْ سَفِيَّانَ.

[طرفةہ فی : ۵۱۰۲].

**وَالْزَانِي وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:**

**تائید** غرض امام بخاری کی باب اور تفصیلات ذیل سے یہ ہے کہ قاذف اگر توبہ کرے تو آئندہ اس کی گواہی مقبول ہو گی۔ آئت کی نکالتا ہے اور جس سورہ علماء کا بھی یہی قول ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ توبہ کرنے سے وہ فاسق نہیں رہتا، لیکن اس کی گواہی بھی مقبول نہ ہو گی۔ بعضوں نے کہا اگر اس کو حد لگ گئی تو گواہی قبول ہو گی حد سے پہلے مقبول نہ ہو گی۔

تفصیلات ذکرہ میں مغیرہ بن شعبہ کوفہ کے حاکم تھے۔ مذکورہ تینوں شخصوں نے ان کی نسبت بیان کیا کہ انہوں نے ام جبل ایک عورت سے زنا کیا ہے لیکن چوتھے گواہ زیاد نے یہ بیان کیا کہ میں نے دونوں کو ایک چادر میں دیکھا، مغیرہ کی سانس چڑھ رہی تھی، اس سے زیادہ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ حضرت عمر بن شوہر نے ان تینوں کو حد قذف لگائی۔

حضرت امام ابو حیفہ رضی اللہ عنہ قاذف کی گواہی قبول نہیں کرتے تھے۔ لیکن نکاح میں قاذف کی شادوت کو جائز قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نکاح کا معاملہ بھی کچھ غیر اہم نہیں ہے۔ ایک مرد مسلمان کے لئے عمر بھر بلکہ اولاد در اولاد حلول حرام کا سوال ہے۔ لیکن امام صاحب قاذف کی گواہی نکاح میں قبول مانتے ہیں اسی طرح رمضان کے چاند میں بھی قاذف کی شادوت کے قائل ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان کا پہلا قول کہ قاذف کی شادوت قابل قبول نہیں وہ قول غلط ہے۔ جس کی غلطی خود ان ہی کے دیگر اقوال صحیح سے ہو رہی ہے۔ اس باب میں مسلک سلف ہی صحیح اور واجب التسلیم ہے کہ قاذف کی شادوت مقبول ہے۔ حضرت امام شافعی اور آندر سلف کا قول یہ ہے کہ قاذف جب تک اپنے تین جھٹائے نہیں اس کی توبہ صحیح نہ ہو گی۔ اور امام مالک کا قول یہ ہے کہ جب وہ نیک کام دیا دے کرنے لگے تو ہم سمجھ جائیں گے کہ اس نے توبہ کی اب اپنے تینیں جھٹاتا ضروری نہیں۔ حضرت امام بخاری کا بھی میلان اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی روایت غزوہ تبوک میں مذکور ہو گی۔ ان سے امام بخاری نے یہ نکلا کہ قاذف کو سزا ہو جانا بھی یہی توبہ ہے۔ کیونکہ آخر خبرت میتوہ نے زانی کو اور کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کو سزا دینے کے بعد توبہ کی تکلیف نہیں دی۔

الفاظ ترجمہ۔ الباب وقال بعض الناس کے تحت حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ہذا منقول عن الحنفية واحتجوا في رد شهادة المحدود بحادیث قال الحفاظ لا يصح منها شئ الخ یعنی یہاں حنفیہ مراد ہیں جن سے یہ مقبول ہے کہ قاذف کی شادوت جائز نہیں اگرچہ اس نے توبہ کر لی ہو اس بارے میں انہوں نے چند احادیث سے استدلال کیا ہے، مگر حفاظ حدیث کا کہنا یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی حدیث جو وہ اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں صحیح نہیں ہے۔ ان میں زیادہ مشور حدیث عمرو بن شعیب عن ایہ عن جدہ کی ہے۔ جس کے لظیہ ہیں۔ لا تجوز شهادة خائن ولا خانة ولا محدود في الاسلام اس حدیث کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کے مثل حضرت عائشہؓ سے ساختہ ہی یہ بھی کہا ہے لا يصح یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اور ابو زرع نے اسے منکر کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ نور میں) فرمایا، ایسے تہذیت لگانے والوں کی گواہی کبھی نہ مانو، یہی لوگ تو بد کار ہیں، مگر جو توبہ کر لیں۔ تو حضرت عمر بن حفیظ نے ابو بکرہؓ میش بن معبد (ان کے مال جائے بھائی) اور رافع بن حارث کو حد لگائی مغیرہ پر تہذیت رکھنے کی وجہ سے۔ پھر ان سے توبہ کرائی اور کماجو کوئی توبہ کر لے اس کی گواہی قبول ہو گی۔ اور عبد اللہ بن عتبہ اور عمر بن عبد العزیز اور سعید بن جبیر اور طاؤس اور مجاهد اور شعبی اور عکرمہ اور زہری اور حمارب بن دثار اور شریخ اور معاویہ بن قرہ نے بھی توبہ کے بعد اس کی گواہی کو جائز رکھا ہے اور ابو الزناد و الشعفی و عکرمة والزہری و معاویہ بن

وَلَا تَقْبِلُوْ لَهُمْ شَهَادَةً أَبْدًا، وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا إِلَيْهِ [النور: ٤-٥] وَجَلَّدَ عُمَرُ أَبَا بَكْرَةَ وَشَيْلَ بْنَ مَعْبُدٍ وَنَافِعًا بِقَذْفِ الْمُغَيْرَةِ، ثُمَّ اسْتَأْتَبَهُمْ وَقَالَ: مَنْ تَابَ قُبِّلَتْ شَهَادَتُهُ. وَأَجَازَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَتْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَسَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَطَاؤسٍ وَمَجَاهِدٍ وَالشَّعْفِيُّ وَعَكْرَمَةُ وَالزَّهْرِيُّ وَمَعَاوِيَةُ بْنُ

نے کہا ہمارے نزدیک مدینہ طیبہ میں تو یہ حکم ہے جب قاذف اپنے قول سے پھر جائے اور استغفار کرے تو اس کی گواہی قبول ہوگی اور شبیٰ اور قادہ نے کما جب وہ اپنے تیس جھٹلائے اور اس کو حد پڑ جائے تو اس کی گواہی قول ہوگی۔ اور سفیان ثوری نے کما جب غلام کو حد قذف پڑے اسکے بعد وہ آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی قول ہو گی۔ اور جس کو حد قذف پڑی ہو اگر وہ قاضی بنایا جائے تو اس کا فیصلہ نافذ ہو گا۔ اور بعض لوگ (امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں قاذف کی گواہی قبول نہ ہوگی گو وہ توبہ کر لے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بغیر دو گواہوں کی نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر حد قذف پڑے ہوئے گواہوں کی گواہی سے نکاح کیا تو نکاح درست ہو گا۔ اگر دو غلاموں کی گواہی سے کیا تو درست نہ ہو گا اور ان ہی لوگوں نے حد قذف پڑے ہوئے لوگوں کی اور لوئڈی غلام کی گواہی رمضان کے چاند کیلئے درست رکھی ہے۔ اُور اس باب میں یہ بیان ہے کہ قاذف کی توبہ کیوں نکر معلوم ہو گی اور آنحضرت ﷺ نے تو زانی کو ایک سال کے لئے اخراج کیا اور آپ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں سے منع کر دیا کوئی بات نہ کرے۔ پھر اس راتیں اسی طرح گزر۔

دنی الفتن کی گواہی خفیہ نے تاجزہ رکھی ہے تو اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں،) (۲۶۲۸) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کما مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا اور ان سے یونس نے اور یاث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، انیس عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ایک عورت نے فتح مکہ پر چوری کر لی تھی۔ پھر اسے رسول اللہ مشیبول کی خدمت میں حاضر کیا گیا اور آپ کے حکم کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ حضرت عائشہ بنت خدا نے بیان کیا کہ پھر انہوں نے اچھی طرح توبہ کر لی اور شادی کر لی۔ اس کے بعد وہ آتی تھیں تو میں ان کی ضرورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتی تھی۔

.۶۷۸۷، ۶۷۸۸، ۶۸۰۰، ۴۳۰۴

**لشیخ** یہ عورت مخدوی قریش کے اشراف میں سے تھی۔ اس نے آنحضرت ﷺ کے گھر سے ایک چادر جو الٰی تھی میسے کہ این ماجد کی روایت میں اس کی صراحت مذکور ہے اور انہیں سعد کی روایت میں زیور جو اناذ کور ہے۔ ممکن ہے کہ ہر دو چیزیں جو الٰی ہوں۔ باب کا مطلب حضرت عائشہؓ کے قول فحستِ توبتها سے نکلتا ہے۔ طحاوی نے کماچور کی شادوت بلا جماع مقبول ہے جب وہ توبہ کر لے۔ باب کا مطلب یہ تھا کہ قازف کی توبہ کیوں نکر مقبول ہو گی لیکن حدیث میں چور کی توبہ مذکور ہے تو امام بخاری نے قازف کو چور پر قیاس کیا۔

(۳۶۳۹) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا عقیل سے وہ ابن شاہب سے اُن سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے جو شادی شدہ نہ ہوں اور زنا کریں۔ یہ حکم دیا تھا کہ انہیں سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے۔

حضرت امام بخاری کا مقصد اس روایت کے لانے سے یہ ہے کہ جب حدیث میں غیر محسن کی سزا یہی مذکور ہوئی کہ سو کوڑے مارو اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرو اور توبہ کا علیحدہ ذکر نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا ایک سال تک بے وطن رہنا یہی توبہ ہے۔ س کے بعد اس کی شادوت قبول ہو گی۔

### باب اگر ظلم کی بات پر لوگ گواہ بنانا چاہیں تو گواہ نہ بنے

(۳۶۵۰) ہم سے عبدالان نے بیان کیا کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو ابو حیان تھی (بھی بن سعید) نے اُنہیں شبی نے، اور ان سے نعمان بن بشیر بن شیخ نے بیان کیا کہ میری ماں نے میرے باپ سے مجھے ایک چیز بہ دینے کیلئے کہا (پسلے تو انہوں نے انکار کیا کیونکہ دوسری بیوی کے بھی اولاد تھی) پھر راضی ہو گئے اور مجھے وہ چیز بہ کر دی۔ لیکن ماں نے کہا کہ جب تک آپ نبی کریم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ نہ بنائیں میں اس پر راضی نہ ہوں گی۔ چنانچہ والد میرا ہاتھ پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں ابھی نو عمر تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس لڑکے کی مل عمرہ بنت رواحہؓ مجھ سے ایک چیز اسے بہ کرنے کیلئے کہہ رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا،

۲۶۴۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَمَرَ فِيْمَنْ زَانَ وَلَمْ يُخْصِنْ بِجَلْدِ مِائَةٍ وَتَغْرِيبِ عَامٍ)). [راجح: ۲۳۱۴]

۹ - بَابُ لَا يَشْهُدُ عَلَى شَهَادَةِ حَوْرٍ إِذَا أَشْهَدَ

۲۶۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاَنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَيَّانَ التَّبِيِّمِ عَنِ الشَّفَّيِّ عَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَأَلْتُ أُمِّي أُبِي بَعْضِ الْمَوْهِبَةِ لِمَنْ مَالَيْهِ، ثُمَّ بَدَا لَهُ قَوْبَبَهَا لِي، فَقَالَتْ: لَا أَرْضِنِي حَتَّى تُشْهِدَ النَّبِيُّ ﷺ. فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَنَا غَلَّامٌ فَاتَّقَى بِي النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أُمَّةَ بَنْتَ رَوَاحَةَ سَأَلْتَنِي بَعْضَ الْمَوْهِبَةِ لِهَذَا، قَالَ: ((أَلَكَ وَلَدٌ سِوَاهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَرَاهُ قَالَ: ((لَا

تُشَهِّدُنِي عَلَى جَوْرٍ). وَقَالَ أَبُو حَرْيَزٌ . اس کے علاوہ اور بھی تمہارے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہیں۔  
 نعمانؓ! نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا  
 تو مجھ کو ظلم کی بات پر گواہ نہ بنا۔ اور ابو حریز نے شعبی سے یہ نقل کیا  
 کہ آپؑ نے فرمایا میں ظلم کی بات پر گواہ نہیں بتا۔

گواہ پر اگر یہ ظاہر ہے کہ یہ ظلم ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کے حق میں ہرگز گواہی نہ دے ورنہ وہ بھی اس گناہ میں شریک  
 ہو جائے گا۔

(۳۶۵) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو جہرہ نے بیان کیا کہ میں نے زہم بن مضرؓ سے سنا کہ میں نے عمران بن حصین بن شوہر سے سنا اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں پھر وہ لوگ جوان کے بعد آئیں گے۔ (تابعین) پھر وہ لوگ جو اس کے بھی بعد آئیں گے (تعریف تابعین) عمران نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آنحضرت ﷺ نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا پھر آپؑ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو چور ہوں گے، جن میں دیانت کا نام نہ ہو گا۔ ان سے گواہی دینے کے لئے نہیں کہا جائے گا۔ لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے، مثلاً ان میں عام ہو گا۔

۲۶۵۱ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
 قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ : سَمِعْتُ زَهْدَمَ  
 بْنَ مُضْرِبَ قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ  
 حَصَّيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ  
 : ((خَيْرُكُمْ قَرْبَنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ،  
 ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ - قَالَ عِمْرَانٌ: لَا أَذْرِي  
 أَذْكَرَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ فَرَنَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ - قَالَ  
 النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَعْخُونُونَ وَلَا  
 يُؤْتَمُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشَهِدُونَ،  
 وَيَنْدِرُونَ وَلَا يَقُولُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ  
 السُّمْنَ)).

[اطرافہ فی: ۳۶۵۰، ۶۴۲۸، ۶۶۹۵].

**لَشَّبَحَ** مطلب یہ ہے کہ نہ گواہی میں ان کو باک ہو گا نہ تم کھانے میں، جلدی کے مارے کبھی گواہی پہلے ادا کریں گے پھر تم کھائیں گے۔ کبھی تم پہلے کھائیں گے پھر گواہی دیں گے۔

حدیث کے جملہ ویشہدون ولا یستشہدون پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ ویعارضہ ما روہ مسلم من حدیث زید بن خالد مرفوعاً غالباً اخیر کم بغير الشہداء الذی یاتی بالشهادة قبل ان یسالها و اختلف العلماء فی ترجیحهما فجح ابن عبد البر الى ترجیح حدیث زید بن خالد لکونه من روایة اهل العراق وبالغ فرعوم ان حدیث عمران هذا لا اصل له و جنح غيره الى ترجیح حدیث عمران لاتفاق صاحبی الصحيح عليه و انفراد مسلم باخراج حدیث زید بن خالد و ذهب اخرون الى الجمع بینهما الخ (فتح)  
 یعنی ویشہدون ولا یستشہدون سے زید بن خالد کی حدیث مرفوع معروف ہے، جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے، جس کا ترجیح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو بہترن گواہوں کی خبر نہ دوں؟ وہ وہ لوگ ہوں گے کہ وہ طلبی سے پہلے ہی خود گواہی دے دیں ..... ہردو احادیث کی ترجیح میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن عبد البر نے حدیث زید بن خالد (مسلم) کو ترجیح دی ہے کیونکہ یہ اہل مدینہ کی روایت ہے۔ اور حدیث مذکور اہل عراق کی روایت ہے۔ پس اہل عراق پر اہل مدینہ کو ترجیح حاصل ہے۔ انہوں نے یہاں تک

مبالغہ کیا کہ حدیث عمران مذکورہ کو کہ دیا کہ اس کی کوئی اصل نہیں (حالاً کہ ان کا ایسا کہنا بھی صحیح نہیں ہے) دوسرے علماء نے حدیث عمران کو ترجیح دی ہے اس لئے کہ اس پر ہردو اماموں امام بخاری و امام سلم کا اتفاق ہے۔ اور حدیث زید بن خالد کو صرف امام سلم نے روایت کیا ہے۔ تمیراً گروہ علماء وہ ہے جو ان ہردو احادیث میں تطبیق دینے کا قائل ہے۔

پہلی تطبیق یہ دی گئی ہے کہ حدیث زید میں ایسے شخص کی گواہی مراد ہے جسے کسی انسان کا حق معلوم ہے اور وہ انسان خود اس سے لا علم ہے، پس وہ پہلے ہی جا کر اس صاحب حق کے حق میں گواہی دے کر اس کا حق ثابت کر دیتا ہے۔ یا یہ کہ اس شادوت کا کوئی اور عالم زندہ نہ ہو پس وہ اس شادوت کے مستحقین ورش کو خود مطلع کر دے اور گواہی دے کر ان کو معلوم کر دے۔ اس جواب کو اکثر علماء نے پسند کیا ہے۔ اور بھی کئی توجیہات کی گئی ہیں جو فتح الباری میں مذکور ہیں۔ پس بہتری ہے کہ ایسے تعارضات کو مناسب تطبیق سے اٹھایا جائے نہ کہ کسی صحیح حدیث کا انکار کیا جائے۔

(۳۶۵۲) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی منصور سے، انہوں نے ابراہیم تخریجی سے، انہیں عبیدہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عثیر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے بہتر میرے زمان کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ ابراہیم تخریجی ﷺ نے بیان کیا کہ ہمارے بڑے بزرگ شادوت اور عدم کا لفظ زبان سے نکلنے پر ہمیں مارتے تھے۔

۲۶۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ النَّاسِ قَرْبَنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ ثُمَّ يَجْعَلُنِي أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةً أَخْدَهُمْ يَمْنِي وَيَمْنِي شَهَادَتَهُ)). قَالَ إِبْرَاهِيمُ: ((وَكَانُوا يَضْرِبُونَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْأَهْدَافِ)).

[اطرافہ فی: ۳۶۵۱، ۶۴۲۹، ۶۶۵۸].

مطلوب یہ کہ اشہد بالله یا علی عهد الله ایسی باتوں کے منہ سے نکلنے پر ہمارے بزرگ ہم کو مارا کرتے تھے تاکہ قسم کھانے کی عادت نہ پڑ جائے۔ موقع بے موقع قسم کھانے کی عادت بہتر نہیں ہے قسم میں احتیاط لازمی ہے۔

#### باب جھوٹی گواہی دینا بڑا لگنا ہے

۱۰ - بَابُ مَا قَبِيلٌ فِي شَهَادَةِ الزُّوْرِ

اللہ تعالیٰ نے (سورہ فرقان میں) فرمایا، بہشت کا بالاخانہ ان کو ملے گا جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اسی طرح گواہی کو چھپانا بھی گناہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ) گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جس شخص نے گواہی کو چھپایا تو اس کے دل میں کھوٹ ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (اور اللہ تعالیٰ کا فرمان سورہ نساء میں کہ) اگر تم تیج دار بناوے گے اپنی زبانوں کو (جھوٹی) گواہی دے کر

لِقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ (وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّوْرَ)، وَكَمَانَ (وَلَا تَكْتُمُ الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلَيْهِمْ) تَلَوُوا أَلْسُنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ قال تلوی لسانک بغیر الحق و هي المجلجة فلا تقييم الشهادة على وجهها لیتنی مراد یہ ہے کہ تو اپنی زبان کو حق بات سے پھیر کر توڑ موڑ کر بولے کہ جس سے گواہی صحیح طور پر ادا نہ ہو سکے۔ شارع علیہ السلام کا

مقصد یہ ہے کہ جمال حق اور صداقت کی گواہی کا موقع ہو وہاں کھل کر صاف لفظوں میں گواہی کا فرض ادا کرنا چاہے۔ کتابیہ استخارہ اشارہ وغیرہ ایسے موقع پر درست نہیں ہیں۔

(۲۶۵۳) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، کہا ہم نے وہب بن جریر اور عبد الملک بن ابراہیم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا، مال پاپ کی تافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا۔ اس روایت کی متابعت غدر، ابو عامر، بزر اور عبد الصمد نے شعبہ سے کی ہے۔

۲۶۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنْبِرٍ سَمِعَ وَهَبَ بْنَ جَرِيرٍ وَعَنْ أَمْلَكِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ عَيْنِدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَنَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْكَبَائِرِ)) قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَقُوقُ الْأَوَالِدِينِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهَادَةُ الرُّؤْزِ)). تَابَعَهُ غَنْدَرٌ وَأَبُو عَامِرٍ وَهَبْرٌ وَعَبْدُ الصَّمَدٍ عَنْ شَبَّةَ.

[طرفہ فی: ۵۹۷۷، ۶۸۷۱]

**لَئِنْ شَاءَ مِنْهُ**  
گناہوں میں داخل ہے جس کی نہ موت میں اور بھی بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔ بلکہ جھوٹ بولنے، جھوٹی گواہی دینے کو اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے یعنی بہت سی بڑا کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔

(۲۶۵۴) ہم سے مسدونے بیان کیا، کہا ہم سے بشربن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریری نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ملئیہم نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین بار آپ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراتا، مال باپ کی تافرمانی کرنا، آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا، ہاں اور جھوٹی گواہی بھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آخر حضرت ملئیہم نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرا�ا کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔ اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے جریری نے بیان کیا، اور ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا۔

۲۶۵۴ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ الْمُفْضِلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَنِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الَا أَنْتُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ (ثَلَاثَةً؟) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعَقُوقُ الْأَوَالِدِينِ - وَجَلْسُ وَكَانُ مُنْكِرُهَا حَتَّى قُلْنَا : لَيْسَ سَكَتَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْجُرَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ .

[اطرافہ فی: ۵۹۷۶، ۶۲۷۳، ۶۲۷۴، ۶۹۱۹]

آپ کو بار بار یہ فرمانے میں تکلیف ہو رہی تھی، صحابہ نے شفتت کی راہ سے یہ چاہا کہ آپ بار بار فرمانے کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ خاموش ہو رہیں جبکہ آپ کئی بار فرمائے ہیں۔ علماء نے گناہوں کو سمجھہ اور کبیرہ دو قسموں میں تقسیم کیا ہے، جس کے لئے دلائل بہت

ہیں۔ کچھ کا ایسا خیال ہے کہ صیغہ گناہ کوئی نہیں، گناہ سب ہی کبیرہ ہیں۔ امام غزالی فرماتے ہیں۔ الکار الفرق بین الکبیرۃ والصغرۃ لا بلق بالفقیہ یعنی دین کی سمجھ رکنے والوں کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کبیرہ اور صیغہ گناہوں کے فرق کا انکار کریں۔ آپ نے جوئی گواہی کو بار بار اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ بہت ہی بدآگناہ ہے۔ اور بہت سے مفاسد کا پیش خیہ، آپ کا مقصد تھا کہ مسلمان ہرگز اس کا ارتکاب نہ کریں۔

**باب اندھے آدمی کی گواہی اور اس کے معاملہ کا بیان**

اور اس کا اپنانکاح کرنا یا کیس دوسرے کا نکاح کرنا، یا اس کی خرید و فروخت یا اس کی اذان وغیرہ جیسے امامت اور اقامۃ بھی اندھے کی درست ہے اسی طرح اندھے کی گواہی ان تمام امور میں جو آواز سے سمجھے جاسکتے ہوں۔ قاسم، حسن بصری، ابن سیرین، زہری اور عطاء نے بھی اندھے کی گواہی جائز رکھی ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ اگر وہ ذہین اور سمجھدار ہے تو اس کی گواہی جائز ہے۔ حکم نے کہا کہ بہت سی چیزوں میں اس کی گواہی جائز ہو سکتی ہے۔ زہری نے کہا چھاتا ہوا اگر ابن عباس بن بشیر کسی معاملہ میں گواہی دیں تو تم اسے رد کر سکتے ہو؟ اور ابن عباس بن بشیر (جب ثابت ہوا ہو گئے تھے تو) سورج غروب ہونے کے وقت ایک شخص کو سمجھتے تھے کہ آبادی سے باہر جا کر دیکھ آئیں کہ سورج پوری طرح غروب ہو گیا یا نہیں اور جب وہ آکر غروب ہونے کی خبر دیتے تو آپ اظفار کرتے تھے۔ اسی طرح آپ طلوع نجم کے متقلق پوچھتے اور جب آپ سے کہا جاتا کہ ہاں نجم طلوع ہو گئی تو دو رکعت (سنت نجم) نماز پڑھتے۔ سلیمان بن یسیار رحلیہ نے کہا کہ عائشہ ریثیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے میں نے ان سے اجازت چاہی تو انہوں نے میری آواز پہچان لی اور کہا سلیمان اندر آ جاؤ۔ کیونکہ تم غلام ہو۔ جب تک تم پر (مال کتابت میں سے) کچھ بھی باقی رہ جائے گا۔ سمرہ بن جذب نے نقاب پوش عورت کی گواہی جائز قرار دی تھی۔

**لشیخ** آثار مذکورہ میں سے قاسم کے اثر کو سعید بن منصور نے اور حسن اور ابن سیرین اور زہری کے اثر کو ابن ابی شیبہ نے اور عطاء کے اثر کو اثرم نے وصل کیا۔ قطلانی نے کہا مالکیہ کا یہی مذہب ہے کہ اندھے کی گواہی قول میں اور بہرے کی گواہی فعل میں درست ہے۔ اور گواہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ آکھلوں والا اور کافلوں والا ہو۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباس بیہقی کے اثر کو عبد الرزاق نے وصل کیا، اس آدمی کا نام معلوم نہیں ہوا۔ اس اثر سے امام بخاری نے یہ نکلا کہ اندھا اپنے معاملات میں دوسرے آدمی پر اختصار کر سکتا ہے حالانکہ وہ اس کی صورت نہیں دیکھتا۔ سلیمان بن یسیار مذکور حضرت عائشہؓ کے غلام تھے اور حضرت عائشہؓ غلام

۱۱ - بَابُ شَهَادَةِ الْأَغْمَى وَأَمْرِهِ  
وَنِكَاحِهِ وَإِنْكَاحِهِ وَمَبِيَعِهِ  
وَقَبُولِهِ فِي التَّاذِينِ وَغَيْرِهِ . وَمَا يُعْرَفُ  
بِالْأَصْنَوَاتِ . وَأَجَازَ شَهَادَةَ قَاسِمَ  
وَالْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ وَالزُّهْرِيِّ وَعَطَاءَ.  
وَقَالَ الشَّفَعِيُّ: تَجُوزُ شَهَادَةُ إِذَا كَانَ  
عَاقِلًا . وَقَالَ الْحُكْمُ: رَبُّ شَيْءٍ تَجُوزُ  
فِيهِ . وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: أَرَأَيْتَ ابْنَ عَبَّاسَ لَوْ  
شَهَدَ عَلَى شَهَادَةِ أَكْنَتَ تَرْدُدَهُ؟ وَكَانَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ يَقْتَضِي رَجُلًا، إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ  
أَفْطَرَ . وَتَسْأَلُ عَنِ الْفَجْرِ فَإِذَا قِيلَ لَهُ طَلَعَ  
صَلَى رَسُولِنَا . وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ:  
اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عَالِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
فَعَرَفَتْ صَوْتِي، قَالَتْ سُلَيْمَان؟ اذْخُلْ  
فِلَانَكَ مَتَلُوكًا مَا يَقْنِي عَلَيْكَ شَيْءٌ . وَأَجَازَ  
سَمْرَةُ بْنُ جَنْدِبٍ شَهَادَةَ امْرَأَةٍ مُنْقَبَةً.

سے پرہ کرتا ضروری نہیں جانتی تھیں خواہ اپنا غلام ہو یا کسی اور کا۔ سلیمان بن یمیار مکاتب تھے۔ ان کا بدلت کتابت ابھی ادا نہیں ہوا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب تک بدلت کتابت میں سے ایک پیر بھی تھھ پر بلتی ہے تو غلام ہی سمجھا جائے گا۔ نقاب ڈالنے والی عورت کا نام معلوم نہیں ہوا۔ (وحیدی)

(۲۶۵۵) ہم سے محمد بن عبد بن میمون نے بیان کیا، کہا تم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام نے، ان کے باپ نے، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن پڑھتے ساتھ فرمایا کہ ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے مجھے انہوں نے اس وقت فلاں اور فلاں آئیں یادوں لادیں جنہیں میں فلاں فلاں سورتوں میں سے بھول گیا تھا۔ عباد بن عبد اللہ بن عثیمین نے اپنی روایت میں عائشہؓ سے یہ نیادتی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں تجدی کی نماز پڑھی۔ اس وقت آپؐ نے عباد بن عثیمین کی آواز سنی کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا عائشہؓ کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا، اے اللہ! عباد پر رحم فرم۔

۶۶۵۵ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنَةَ بْنِ مَقْمُونٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَيْنَةُ بْنُ يُونُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحْمَةُ اللَّهِ لَقَدْ أَذْكَرْنِي كَذَا وَكَذَا أَتَهُ أَسْقَطْتُهُ مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). وَزَادَ عَنْهُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ عَنْ عَائِشَةَ: ((لَهُجَّةُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذِهِ، لَسْمَعَ صَوْتَ عَبَادٍ يَصْلَى فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ، أَصَوْتُ عَبَادٍ هَذَا؟ قَلَّتْ: نَعَمْ. قَالَ: اللَّهُمَّ ارْجِعْ عَبَادًا)).

[اطرافہ فی: ۵۰۳۷، ۵۰۳۸، ۵۰۴۲، ۵۰۴۳۵]

اس حدیث کی مناسبت ترجیح باب سے ظاہر ہے کہ حضرت عثیمین نے عبد اللہ بن یزید یا عباد کی صورت نہیں دیکھی۔ صرف آواز سنی اور اس پر اعتماد کیا تو معلوم ہوا کہ انہا آدمی بھی آواز سن کر شادوت دے سکتا ہے۔ اگر اس کی آواز پہچانتا ہو۔ امام زہری یہی بتلا رہے ہیں کہ نایبنا کی گواہ قبول ہو سکتی ہے۔ جیسے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ میں ہیں۔ بھلا یہ ممکن ہے کہ نایبنا ہونے کی وجہ سے کوئی ان کی گواہ قبول نہ کرے۔

(۲۶۵۶) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شاہب نے خبر دی سالم بن عبد اللہ سے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلال بن عثیمین رات میں اذان دیتے ہیں۔ اس لئے تم لوگ سحری کھاپی سکتے ہو یہاں تک کہ (فجر کے لئے) دوسری اذان پکاری جائے۔ یا (یہ فرمایا) یہاں تک کہ عبد اللہ ابن ام مکتومؓ کی اذان سن لو۔ عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نایبنا تھے اور جب تک ان سے کہا بہ جاتا ہو گئی ہے، وہ اذان نہیں دیتے

۶۶۵۶ - حدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْغَزِيرِيِّ نَبْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَنَّ شَهَابَ بْنَ سَالِمٍ بْنَ عَيْنَةَ اللَّهِ عَنْ عَيْنَةِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ بِلَالًا يُؤَذَّنْ بِلَالِي، فَكُلُّوا وَاشْرِبُوا حَتَّى يُؤَذَّنْ - أَوْ قَالَ: حَتَّى تَسْمَعُوا أَذَانَ - أَنْ أَمْ مَكْتُومٌ)) وَكَانَ أَنْ أَمْ مَكْتُومٍ رَجُلًا أَغْمَى

لَا يُؤْذَنُ حَتَّىٰ يَقُولَ لَهُ النَّاسُ أَصْبَحْتَ.

[راجع: ۶۱۷]

اس حدیث کی مطابقت باب سے ظاہر ہے کہ لوگ ابن ام کلمون ہنچ کی اذان پر اعتاد کرتے، کھانا پینا چھوڑ دیتے۔ حالانکہ وہ نایبنا تھے۔ اس سے بھی نایبنا کی گواہی کا اثبات مقصود ہے اور ان لوگوں کی تردید جو نایبنا کی گواہی قبول نہ کرنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

(۲۶۵۷) - حدَثَنَا زِيَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حدَثَنَا حَاتَمَ بْنُ وَرْدَانَ قَالَ: حدَثَنَا أَبْيُوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلِينَكَةَ عَنْ الْمُسَوْرِ بْنِ مُخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي فَدِيمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْيَةً. فَقَالَ لِي أَبِي مُخْرَمَةَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَيْهِ عَسَى أَنْ يَعْطِينَا مِنْهَا شَيْئًا. فَقَامَ أَبِي عَلَى الْأَبَابِ فَكَلَمَ، فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ. خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبَّةٌ وَهُوَ يُرِيهُ مَحَاسِنَهُ وَهُوَ يَقُولُ: ((خَيْرٌ هَذَا لَكَ، خَيْرٌ هَذَا لَكَ)). [راجع: ۲۵۹۹]

تمارے ہی لئے۔

**لَشْرِيق** حافظ صاحب فرماتے ہیں فان فی انه اعتمد على صوته قبل ان یہی شخصہ یعنی اس حدیث سے مسئلہ یوں ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مخیرہ کی صرف آواز نہیں بلکہ اور آپ باہر تشریف لے آئے تو معلوم ہوا کہ انہا آدمی بھی آواز نے تو شادوت دے سکتا ہے اگر اس کی آواز پہچانتا ہو۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی غباء پروری بھی ظاہر ہے کہ آپ غریبوں کا کس حد تک خیال فرماتے تھے۔

## باب عورتوں کی گواہی کا بیان

اور (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمाकہ ”اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہی میں پیش کرو)

(۲۶۵۸) - اسے ابن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زید نے خبر دی، انہیں عیاض بن عبد اللہ نے اور انہیں ابو سعید خدری ہنچ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے آدھے کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہی تو ان کی عقل

## ۱۲ - بَابُ شَهَادَةِ النِّسَاءِ

وقوله تعالى: «فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ» [البقرة: ۲۸۲]

(۲۶۵۸) - حدَثَنَا ابْنُ أَبِي مَرِيزَمْ أَخْبَرَنَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ عِيَاضٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَنْتِنَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ نَصْفِ

شَهَادَةُ الرِّجْلِ؟ قُلْنَ بَلَىٰ۔ قَالَ: فَذَلِكَ مِنْ كَانْقَصَانَ ۖ  
نَفْصَانِ عَقْلِهَا)). [راجح: ۳۰۴]

**تَسْبِيحٌ**  
جب تو اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کو ایک مرد کے برابر قرار دیا۔ تمام عکاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت کی خلقت پر نسبت مرد کے ضعیف ہے۔ اس کے قوئی دماغیہ بھی جسمانی قوئی کے طرح مرد سے کم در ہیں۔ اب اگر شاذ و نادر کوئی عورت ایسی تکل آئی کہ جس کی جسمانی یا دماغی طاقت مردوں سے زیادہ ہو تو اس سے اکثری فطری قابلیتے میں کوئی خلل نہیں آسکتا۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیم سے مرد اور عورت کے قوئی دماغی میں اس طرح ریاضت اور کرت سے قوائے جسمانی میں ترقی ہو سکتی ہے۔ مگر کسی حال میں عورت کی صفت کی فضیلت مرد کے صفت پر ثابت نہیں ہوئی۔ اور جن لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ تعلیم اور ریاضت سے عورتوں میں مردوں پر فضیلت حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ اس لئے کہ بحث نوع ذکور اور نوع نسوان میں ہے نہ کسی خاص شخص مذکور یا مؤذن ہے۔ قطلانی نے کہا کہ رمضان کے چاند کی روایت میں ایک شخص کی شادوت کافی ہے اور اموال کے دعاوی میں ایک گواہ اور مدعا کی قسم پر فیصلہ ہو سکتا ہے اسی طرح اموال اور حقوق میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شادوت پر بھی اور مردوں، نکاح اور قصاص میں عورتوں کی شادوت جائز نہیں ہے (وحیدی)

حضرت امام شافعیؓ نے اپنی محترمہ والدہ کا واقعہ بیان کیا کہ وہ مکہ شریف کی ایک عدالت میں ایک عورت کے ساتھ پیش ہوئیں۔ تو حاکم نے امتحان کے طور پر ان کو جدا جدا کرنا چاہا۔ فوراً انہوں نے کہا کہ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے «أَنْ تَضْلِلَ إِخْدَاعَهَا فَتَذَكِّرَ إِخْدَاعُهَا الْأُخْزَى» (البقرة: ۲۸۲) ان دو گواہ عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور یہ جدائی کی صورت میں ناممکن ہے۔ حاکم نے آپ کے استدلال کو تسلیم کیا۔

### باب باندیلوں اور غلاموں کی گواہی کا بیان

اور حضرت انس بن میثا نے کہا کہ غلام اگر عادل ہے تو اس کی گواہی جائز ہے، شریع اور زرارة بن اوی نے بھی اسے جائز قرار دیا ہے۔ ابن

سیرن نے کہا کہ اس کی گواہی جائز ہے، سوا اس صورت کے جب غلام اپنے مالک کے حق میں گواہی دے۔ (کیونکہ اس میں مالک کی طرفداری کا احتمال ہے) حسن اور ابرہیم نے معمولی چیزوں میں غلام کی گواہی کی اجازت دی ہے۔ قاضی شریع نے کہا کہ تم میں سے ہر شخص غلاموں اور باندیلوں کی اولاد ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ تم سب اللہ کے لوئڈی غلام ہو اور اللہ ہی کے لوئڈی غلاموں کی اولاد ہو، اس لئے کسی کو کسی پر فخر کرنا جائز نہیں ہے۔ ہمارے امام احمد بن حبل نے اسی کے موافق حکم دیا ہے کہ لوئڈی غلام کی جب وہ عادل اور شفہ ہوں، گواہی مقبول ہے۔ مگر ائمہ ملائش نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ حضرت امام بخاریؓ لوئڈی غلاموں کی شادوت جب وہ عادل شفہ ہوں ثابت فرمائی ہیں۔ ترجمہ الاباب میں نقل کردہ آثار سے آپ کا مردعاً بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

۲۶۵۹ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبْنَيِ ابْنِ الْمِلِيكِ سَعْدَ بْنِ حَارِثَ بْنِ مِيثَرٍ نَّبِيًّا (۲۶۵۹) میں سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا، ہم سے این جرجیج نے، وہ این ابی ملیک سے، ان سے عقبہ بن حارث بیٹھا ہے (دوسری سنہ) امام

۱۳ - بَابُ شَهَادَةِ الْإِمَاءَ وَالْعَيْنِ  
وَقَالَ أَنَسٌ : شَهَادَةُ الْعَبْدِ جَائِزةٌ إِذَا كَانَ  
عَدْلًا . وَأَجَازَةُ شَرِيفٍ وَرَزَارَةُ بْنُ أَوْنَى .  
وَقَالَ أَبْنُ سِيرِينَ : شَهَادَةُ الْحَسَنِ وَإِبْرَاهِيمَ فِي  
الشَّيْءِ التَّافِيَهِ . وَقَالَ شَرِيفٌ : كُلُّكُمْ بُنُو  
لِسَيِّدِهِ . وَأَجَازَةُ الْحَسَنِ وَإِبْرَاهِيمَ فِي  
الشَّيْءِ التَّافِيَهِ . وَقَالَ شَرِيفٌ : كُلُّكُمْ بُنُو  
عَيْنِيْدِ وَإِمَاءَ .

بخاری نے کما اور ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا تم سے بھی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن جریر نے بیان کیا کہ میں نے ابن الی ملیک سے سن، کما کہ مجھ سے عقبہ بن حارث بن خوش نے بیان کیا، یا (یہ کما کہ) میں نے یہ حدیث ان سے سنی کہ انہوں نے ام تجھی بنت ابن اہب سے شادی کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر ایک سیاہ رنگ والی باندی آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلاایا ہے۔ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا، تو آپ نے میری طرف سے منہ پھر لیا پس میں جدا ہو گیا۔ میں نے پھر آپ کے سامنے جا کر اس کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا، اب (نکاح) کیسے (باتی رہ سکتا ہے) جبکہ تمہیں اس عورت نے بتا دیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلاایا تھا۔ چنانچہ آپ نے انہیں ام تجھی کو اپنے ساتھ رکھنے سے منع فرمادیا۔

اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایک لوڑی کی شادت آنحضرت ﷺ نے قبول فرمائی اور اس کی بنا پر ایک صحابی عقبہ بن حارث اور ان کی عورت میں جدائی کرادی، معلوم ہوا کہ لوڑی غلاموں کی شادت قبول کی جاسکتی ہے، جو لوگ اس کے خلاف کتے ہیں ان کا قول درست نہیں:

### باب دودھ کی مال کی گواہی کا بیان

(۲۴۴۰) ہم سے ابو غاصم نے بیان کیا عمربن سعید سے، وہ ابن الی ملیک سے، ان سے عقبہ بن حارث نے بیان کیا کہ میں نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ پھر ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلاایا تھا۔ اس لئے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہیں بتا دیا گیا (کہ ایک ہی عورت تم دونوں کی دودھ کی مال ہے) تو پھر اب اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اپنی بیوی کو اپنے سے جدا کر دے یا اسی طرح کے الفاظ آپ نے فرمائے۔

معلوم ہوا کہ رضاع کے بارے میں ایک ہی عورت مرضع کی شادت کافی ہے جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے، اس سے مرضع کی شادت کا بھی اثبات ہوا۔

### باب عورتوں کا آپس میں ایک دوسرے کی اچھی عادتوں کے بارے میں گواہی دینا

الخاری ح. وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا قَالَ يَعْقِيْنِي بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ ابْنِ حُرْبَيْجِ قَالَ: سَمِعْتَ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَفْبَةُ بْنُ الْخَارِثِ أَوْ سَمِعْتَهُ هِنْدَةً أَنَّهُ تَزَوَّجُ أُمَّةً يَعْقِيْنِي بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ، قَالَ فَجَاءَتْ أُمَّةً سَوْدَاءً فَقَالَتْ: قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا. فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ فَأَغْرَضَهُ عَنِّي، قَالَ: فَتَسْخَيْتُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِهِ، قَالَ: ((وَكَيْفَ وَقَدْ زَعَمْتَ أَنَّهَا أَرْضَعْتُكُمَا. فَهَاهَا عَنْهَا)). [راجح: ۸۸]

### ۱۴ - بَابُ شَهَادَةِ الْمُرْضِعَةِ

۲۶۶۰ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَفْبَةِ بْنِ الْخَارِثِ قَالَ: ((تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَجَاءَتِ امْرَأَةً فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا، فَأَنْتِ النَّبِيُّ فَقَالَ: وَكَيْفَ وَقَدْ قِيلَ؟ دَعْهَا عَنْكَ. أَوْ نَحْوَهُ)). [راجح: ۸۸]

### ۱۵ - بَابُ تَعْدِيلِ النِّسَاءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا

(۳۲۶۱) ہم سے ابو ریج سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، امام بخاری نے کما کہ اس حدیث کے بعض مطالب مجھ کو امام احمد بن یونس نے سمجھا۔ کما ہم سے فتح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ زہری نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقہ بن وقاری، لیشی اور عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ بیٹی ہنگامے نے وہ قصہ بیان کیا، جب تمہت لگانے والوں نے ان پر تمہت لگائی لیکن اللہ تعالیٰ نے خود انسیں اس سے بری قرار دیا۔ زہری نے بیان کیا (کہ زہری سے بیان کرنے والے، جن کا سند میں زہری کے بعد ذکر ہے) تمام راویوں نے عائشہؓ بیٹی ہنگامے کی اس حدیث کا ایک ایک حصہ بیان کیا تھا، بعض راویوں کو بعض دوسرے راویوں سے حدیث زیادہ یاد تھی اور وہ بیان بھی زیادہ بہتر طریقہ پر کر سکتے تھے۔ بہ حال ان سب راویوں سے میں نے یہ حدیث پوری طرح محفوظ کر لی تھی ہے وہ عائشہؓ بیٹی ہنگامے سے بیان کرتے تھے۔ ان راویوں میں ہر ایک کی روایت سے دوسرے راوی کی تصدیق ہوتی تھی۔ ان کا بیان تھا کہ عائشہؓ بیٹی ہنگامے نے کما رسول اللہ ﷺ میں جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ جس کا پاسہ نکلتا، سفر میں وہی آپ کے ساتھ جاتی۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقع، جس میں آپ بھی شرکت کر رہے تھے، آپ نے قرعہ ڈالوایا اور میرا نام نکلا۔ اب میں آپ کے ساتھ تھی۔ یہ واقعہ پر دے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ خیر میں ایک ہو درج میں سوار رہتی، اسی میں بیٹھے بیٹھے مجھ کو اتارا جاتا تھا۔ اس طرح ہم چلتے رہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جماد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات آپ نے کوچ کا اعلان کروایا۔ میں یہ حکم سنتے ہی اٹھی اور لٹکر سے آگے بڑھ گئی۔ جب حاجت سے فارغ ہوئی تو کجاوے کے پاس آگئی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹوٹا تو میرا غفار کے کالے ٹکنیوں کا ہار موجود نہیں تھا۔ اس لئے میر، وہاں دوبارہ پہنچی (جہاں قضاۓ حاجت کے لئے گئی تھی)

۲۶۶۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ سَلَيْمَانُ بْنُ دَاؤِدَ - وَأَفْهَمَنِي بِغَضَّةِ أَخْمَدَ - قَالَ حَدَّثَنَا فَلَيْحَ بْنُ سَلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ الْزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ وَسَعِيدَ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَلْقَمَةَ بْنِ وَقَاصِ اللَّثِي وَعَبَّيْدَ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْلَكَ مَا قَالُوا فَبَرَأَهَا اللَّهُ مِنْهُ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَلَّهُمْ حَدِيثَ طَافِفَةٍ مِنْ حَدِيثِهِ - وَتَغْضِبُهُمْ أَوْعَى مِنْ بَعْضِ وَأَبْتَلُهُمْ لَهُ أَفْصَاصًا - وَوَعَنِتُّ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ الْحَدِيثُ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ، وَتَغْضِبُ حَدِيثَهُمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا. زَعَمُوا أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ سَفَرًا أَفْرَغَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ، فَلَيَهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ. فَلَفَرَغَ بَيْتَنَا فِي غَزَّةٍ غَزَّاهَا فَخَرَجَ سَهْمِيُّ فَخَرَجْتُ مَعَهُ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَلَمَّا أَخْمَلْتُ فِي هُوَذِجَ وَأَنْزَلْتُ فِيهِ، فَسِرْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ بِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّجِيلِ، فَقَمْتُ حِينَ آذَنَوْا بِالرَّجِيلِ لَمَسْتُ حَتَّى جَاؤَزْتُ الْجَيْشَ، فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي أَقْبَلْتُ إِلَى الرَّخْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِي، فَإِذَا عِقْدَ لَمِيْ منْ جَزْعِ أَظْفَارِ قَدْ انْقَطَعَ، فَرَجَعْتُ فَلَامَسْتُ عِقْدِي، فَحَسَنَى ابْتِغَاوَةً.

اور میں نے ہار کو تلاش کیا۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ اس عرصے میں وہ اصحاب جو مجھے سوار کرتے تھے آئے اور میرا ہودج اٹھا کر میرے اوٹ پر رکھ دیا۔ وہ یکی سمجھے کہ میں اس میں بیٹھی ہوں۔ ان دونوں عورتیں ہلکی چکلی ہوتی تھیں، بھاری بھر کم نہیں۔ گوشت ان میں زیادہ نہیں رہتا تھا کیونکہ بست معمولی غذا کھاتی تھیں۔ اس لئے ان لوگوں نے جب ہودج کو اٹھایا تو انہیں اس کے بوجھ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔ میں یوں بھی نو عمر لڑکی تھی۔ چنانچہ اصحاب نے اوٹ کو ہائک دیا اور خود بھی اس کے ساتھ چلنے لگے۔ جب لشکر روانہ ہو چکا تو مجھے اپنا ہار ملا اور میں پڑاؤ کی جگہ آئی۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے میں اس جگہ گئی جہاں پہلے میرا قیام تھا۔ میرا خیال تھا کہ جب وہ لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو میں لوٹ کے آئیں گے۔ (اپنی جگہ پہنچ کر) میں یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلی شم زکواني پندرہ لشکر کے پیچھے تھے (جو لشکریوں کی گردی پڑی چیزوں کو اٹھا کر انہیں ان کے مالک تک پہنچانے کی خدمت کے لئے مقرر تھے) وہ میری طرف سے گزرے تو ایک سوئے ہوئے انسان کا سالیہ نظر پڑا۔ اس لئے اور قریب پہنچے۔ پر وہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھے چکے تھے۔ ان کے اناشد پڑھنے سے میں بیدار ہو گئی۔ آخر انہوں نے اپنا اوٹ بھٹکا اور اس کے الگے پاؤں کو موڑ دیا (تاکہ بلا کسی مدد کے میں خود سوار ہو سکوں) چنانچہ میں سوار ہو گئی، اب وہ اوٹ پر مجھے بٹھائے ہوئے خود اس کے آگے آگے چلنے لگے۔ اسی طرح ہم جب لشکر کے قریب پہنچے تو لوگ بھری دوپر میں آرام کے لئے پڑاؤ ہاں چکے تھے۔ (اتنی ہی بات تھی جس کی بنیاد پر جسے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوا اور تمث کے معاملے میں پیش پیش عبد اللہ بن ابی ابن سلویں (منافق) تھا۔ پھر ہم مدینہ میں آگئے اور میں ایک میٹنے تک بیمار رہی۔ تمث لگانے والوں کی باتوں کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ اپنی اس بیماری کے دوران مجھے اس سے بھی بہا شہر ہوتا تھا کہ ان دونوں رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف و کرم بھی میں نہیں دیکھتیں۔

فَأَقْبَلَ الَّذِينَ يَرْجِلُونَ لِي فَاحْتَمَلُوا هُوَذِجِي فَرَحْلُوَةٌ عَلَى بَعْزِيرِي الَّذِي كَتَبَ أَرْكَبَ وَهُمْ يَخْسِبُونَ أَنِّي فِيهِ، وَكَانَ النِّسَاء إِذَا ذَلِكَ بِحَفَافًا لَمْ يَتَقْلِنْ وَلَمْ يَغْشِهِنَ اللَّحْمُ، وَإِنَّمَا يَأْكُلُنَ الْعَلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَكِرِ الْقَوْمُ حِينَ رَفَعُوهُ ثِقَلَ الْهَوَذَاجَ فَاحْتَمَلُوهُ، وَكَتَبَ جَارِيَةً حَدِيثَةً السَّنَ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا، فَوَجَدُتُ عِنْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَ الْجَيْشُ، فَجَنَتْ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ فِيهِ أَخْدَ، فَأَمْمَتْ مَنْزِلِي الَّذِي كَتَبَ بِهِ فَظَنَّتْ أَنَّهُمْ سَيَقْدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيْيَ، فَبَيْنَا آتَاهَا جَالِسَةً غَلَبَتِي غَنَبِيَ فَيَمْتَ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمَعْطَلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الدُّكُوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانَ نَائِمًا، فَأَتَانِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ، فَاسْتَيْقَظَتْ بَاسِتِرْ جَاعِبِهِ حَتَّى آتَاهَا رَاجِلَتَهُ فُرْطِيَءَ يَدَهَا فَرَكِبَتْهَا، فَانْطَلَقَ يَقُوذُ بِي الرَّاجِلَةَ حَتَّى آتَاهَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مَعْرَسِيَنَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّ إِلَفَكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي ابْنِ سَلْوَلَ، فَقَدِيمَنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَنَتْ بِهَا شَهْرًا وَالنَّاسُ يَفِضُّونَ مِنْ قَوْلِ أَصْنَابِ الْإِلْفَكِ، وَبَرِّيَنِي فِي وَجْهِي أَنِّي لَا أَرَى مِنَ النَّبِيِّ ﷺ الْلَّطْفَ الَّذِي كَتَبَ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَمْرَضَنِ، إِنَّمَا يَدْخُلُ فَيَلْمُ ثُمَّ يَقُولُ: ((كَيْفَ يَنْكُمْ؟)) لَا

تھی جن کا مشاہدہ اپنی بھی بیماریوں میں کرچکی تھی۔ پس آپ گھر میں جب آتے تو سلام کرتے اور صرف اتنا دریافت فرمائیتے، مزاج کیسا ہے؟ جو باشیں تمہت لگانے والے پھیلا رہے تھے ان میں سے کوئی بات مجھے معلوم نہیں تھی۔ جب میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی تو (ایک رات) میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ یہ ہماری قضاۓ حاجت کی جگہ تھی، ہم یہاں صرف رات ہی میں آتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ابھی ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ میدان میں جانے کے سلسلے میں (قضاۓ حاجت کے لئے) ہمارا طرز عمل قدیم عرب کی طرح تھا، میں اور ام مسطح بنت ابی رہم چل رہے تھے کہ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گرد پڑیں اور ان کی زبان سے نکل گیا، مسطح بریاد ہو۔ میں نے کہا، بُری بات آپ نے اپنی زبان سے نکالی، ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں آپ جو پدر کی لڑائی میں شریک تھا۔ وہ کہنے لگیں، اے! جو کچھ ان سب نے کہا ہے وہ آپ نے نہیں سن، پھر انہوں نے تمہت لگانے والوں کی ساری باتیں سنائیں اور ان بالتوں کو سن کر میری بیماری اور بڑھ گئی۔ میں جب اپنے گھروں پر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور دریافت فرمایا، مزاج کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے والدین کے یہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تحقیق کروں گی۔ آخر ہفتہ ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں جب گھر آئی تو میں نے اپنی والدہ (ام رومان) سے ان بالتوں کے متعلق پوچھا، جو لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا، بیٹھاں طاس طرح کی بالتوں کی پرواہ نہ کر، خدا کی قسم! شاید یعنی ایسا ہو کہ تجھ جیسی حسین و خوبصورت عورت کسی مرد کے گھر میں ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، پھر بھی اس طرح کی باتیں نہ پھیلانی جلیا کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! (سوکنوں کا کیا ذکر وہ تو دوسرے لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ رات میں نے وہیں گزاری۔ صبح تک میرے آنسو نہیں تھتھے تھے اور نہ نیند آئی۔ صبح ہوئی تو رسول

أشعرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذَلِكَ حَتَّىٰ نَفَهْتَ،  
فَخَرَجْتَ أَنَا وَأُمُّ مِنْطَحٍ قَبْلَ الْمَنَاصِعِ  
مُتَبَرِّزاً، لَا تَخْرُجْ إِلَّا لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ،  
وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَتَخَذَ الْكُفَّةَ قَرِيبًا مِّنْ  
بَيْوَاتِنَا، وَأَمْرَنَا أَغْرَى الْعَرَبَ الْأَوَّلَ فِي  
الْبَرِّيَّةِ أَوْ فِي التُّرَّةِ. فَاقْبَلْتَ أَنَا وَأُمُّ  
مِنْطَحٍ بَنْتَ أَبِي رُهْبَنَ نَمْشِي، فَعَثَرْتَ فِي  
مِرْطَبَهَا فَقَالَتْ: تَعَسَّ مِنْطَحٍ. فَقُلْتَ لَهَا:  
بَنْسَ مَا قُلْتَ، أَتَسْتَيْنَ رَجَلًا شَهِيدَ بَنْدَرًا؟  
فَقَالَتْ: يَا هَنَّتَاهُ، أَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالُوا:  
فَأَخْبَرْتُنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِلْفَكِ، فَازْدَدَتْ  
مَرْضًا إِلَى مَرْضِي. فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي  
دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَلَمَ فَقَالَ:  
((كَيْفَ يَنْكُمْ؟)) فَقُلْتَ: أَنْذَنَ لِي إِلَى  
أَبُوئِي - قَالَتْ: وَأَنَا حِينَيْدَ أُرِنْدَ أَنْ  
أَسْتَيْنَ الْخَيْرَ مِنْ قَبْلِهِمَا - فَأَذَنَ لِي  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَتَيْتُ أَبُوئِي ، فَقُلْتَ  
لَأُمِّي: مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَتْ: يَا  
بَنِيَّ، هَوْنِي عَلَى نَفْسِكِ الشَّاءُ، فَوَأَنَّ اللَّهَ  
لَقَلْمَانَ كَانَتْ امْرَأَةً قَطُّ وَضَيْنَةً عِنْدَ رَجُلٍ  
يُعْجِهَا وَلَهَا ضَرَائِرٌ إِلَّا أَكْتَرُنَ عَلَيْهَا.  
فَقُلْتَ: سَبَحَانَ اللَّهِ، وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ  
بِهَذَا؟ قَالَتْ: فَبِتُّ تِلْكَ الْلَّيْلَةَ حَتَّىٰ  
أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَفْعَةٌ وَلَا أَكْتَحِلُ  
بِوَمِّ ثُمَّ أَصْبَحْتُ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ  
عَلَيْهِ بَنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَمَّةَ بْنَ زَيْدَ حِينَ  
اسْتَأْتَ الْوَحْنِيَّ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ

اللہ تعالیٰ نے اپنی بیوی کو جدا کرنے کے سلسلے میں مشورہ کرنے کے لئے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید بھی تھم کو بلوایا۔ کیونکہ وہی (اس سلسلے میں) اب تک نہیں آئی تھی۔ اسلامہ بن بشیر کو آپ کی بیویوں سے آپ کی محبت کا علم تھا۔ اس لئے اسی کے مطابق مشورہ دیا اور کہا، آپ کی بیوی یا رسول اللہ؟ واللہ ہم ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ حضرت علی بن بشیر نے کہا یا رسول اللہ؟ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی شکی نہیں کی ہے، عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں۔ باندی سے بھی آپ دریافت فرمائیجئے، وہ کچھ بات بیان کریں گی۔ چنانچہ رسول اللہ تعالیٰ نے بریرہ بن بشیر کو بلایا (جو عائشہ بنہ بشیر کی خاص خادم تھی) اور دریافت فرمایا، بریرہ؟ کیا تم نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تمہیں شبہ ہوا ہو۔ بریرہ بنہ بشیر نے عرض کیا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے ان میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس کا عیب میں ان پر لگا سکوں۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نو عمر بڑی ہیں آٹا گونڈھ کر سو جاتی ہیں پھر بکھری آتی ہے اور کھالتی ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبد اللہ بن ابی ابن سلوں کے بارے میں مدد جاہی۔ آپ نے فرمایا، ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کرے گا جس کی اذیت اور تکلیف وہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے۔ اللہ کی قسم اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے۔ (یہ سن کر اسعد بن معاذ بن بشیر کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ؟ واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تھت ملگا) نے کہا کہ آپ نے اشارہ فرمایا ہے) اوس قبلیہ سے ہو گا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے (کیونکہ سعد بن بشیر خود قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر وہ خرچ کا آدمی ہوا تو آپ نہیں حکم دیں جو بھی آپ کا حکم

اُخليہ، فَإِنَّ أَسَاطِةَ فَالشَّارِعِ عَلَيْهِ بِالَّذِي يَعْلَمُ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدُّ لَهُمْ، فَقَالَ أَسَاطِةُ: أَغْلُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا تَعْلَمُ وَاللَّهُ أَلَّا خَيْرًا. وَأَمَّا عَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُضِيقْ اللَّهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ، وَمَسْلِ الْجَارِيَةَ تَصْدِقُكَ. لَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ بَرِيْزَةَ فَقَالَ: (يَا بَرِيْزَةَ هَلْ رَأَيْتَ فِيهَا شَيْئًا بِرِيْتِكَ؟) فَقَالَتْ بَرِيْزَةَ: لَا، وَاللَّهِ يَعْلَمُ بِالْحَقِّ، إِنْ رَأَيْتَ مِنْهَا أَمْرًا أَغْيَصَةً عَلَيْهَا قُطُّ أَكْثَرٌ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السَّنْ تَنَامُ عَنِ النَّعِيْنِ فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ. فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ بَرِيْزَةَ مِنْ يَوْمِهِ فَأَسْغَدَهُ مِنْ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ابْنِ سَلْوَنَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ بَرِيْزَةَ: ((مَنْ يَعْذِرْنِي مِنْ رَجُلٍ يَلْغَيْ أَذَاهَ فِي أَهْلِي، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مُنْعِي)). فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا وَاللَّهِ أَغْنَدْرُكَ مِنْهُ، إِنْ كَانَ مِنَ الْأُؤُلَى ضَرَبَنَا عَنْقَةً، وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَرَزَاجَ أَمْرَتَنَا فَفَعَلْنَا فِيهِ أَمْرَكَ. فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَهُوَ مِنْ الْخَرَزَاجِ - وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا، وَلَكِنْ اخْتَمَلَهُ الْحَيَاةُ - فَقَالَ: كَذَبْتَ لَعْنَرَ اللَّهِ، وَاللَّهُ لَا تَقْتُلَهُ وَلَا تَقْبِرُ عَلَى ذَلِكَ. فَقَامَ أَسَيدُ بْنُ الْحُصَيْنِ

ہو گا ہم قیل کریں گے۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ ہجڑھ کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے اب تک بت صالح تھے۔ لیکن اس وقت (سعد بن معاذ ہجڑھ کی بات پر) حیثیت سے غصہ ہو گئے تھے اور (سعد بن معاذ ہجڑھ سے) کہنے لگے خدا کے دوام و بقا کی قسم! تم جھوٹ بولتے ہو، نہ تم اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تمہارے اندر اس کی طاقت ہے۔ پھر ایسید بن حیرم ہجڑھ کھڑے ہوئے (سعد بن معاذ ہجڑھ کے چچا زاد بھائی) اور کہا، خدا کی قسم! ہم اسے قتل کر دیں گے (اگر رسول اللہ ہجڑھ کا حکم ہوا) کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تم بھی منافق ہو۔ کیونکہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہو۔ اس پر اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ رسول اللہ ہجڑھ جو انہیں تک منیر بر تشریف رکھتے تھے۔ منبر سے اترے اور لوگوں کو نرم کیا۔ اب سب لوگ خاموش ہو گئے اور آپ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن بھی روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ پھر میرے پاس میرے ماں باپ آئے۔ میں دورا توں اور ایک دن سے برا بر روتی رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرے دل کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ماں باپ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری عورت نے اجازت چلائی اور میں نے انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم سب اسی طرح تھے کہ رسول اللہ ہجڑھ اندر تشریف لائے اور بیٹھے گئے۔ جس دن سے میرے متعلق وہ باتیں کی جا رہی تھیں جو کبھی نہیں کی گئی تھیں۔ اس دن سے میرے پاس آپ نہیں بیٹھے تھے۔ آپ ایک میئے تک انتظار کرتے رہے تھے۔ لیکن میرے معاملے میں کوئی وہی آپ پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ عائشہ ہجڑھ نے بیان کیا کہ پھر آپ نے تشدید پڑھی اور فرمایا، عائشہ! تمہارے متعلق مجھے یہ یہ باتیں معلوم ہوئیں۔ اگر تم اس معاملے میں بری ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری برأت ظاہر کر دے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے

فَقَالَ كَذَبْتَ لِغَنْمَةِ اللَّهِ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَقَارَ  
الْحَيَّانَ الْأَوْسَ وَالْخَزَرَجَ حَتَّى هَمُوا  
وَرَسُولُ اللَّهِ يَطْلَعُ عَلَى الْمُبَشِّرِ فَنَزَلَ  
فَخَفَضَهُمْ حَتَّى سَكَنُوا وَسَكَنَ  
يَوْمِي لَا يَرْتَأِ لِي دَفْنَةً وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ  
فَأَصْبَحَ عَنِي أَبْوَابِي وَقَدْ بَكَيَتْ لَيْلَتِنِي  
وَيَوْمًا حَتَّى أَظَنَ أَنَّ الْبَكَاءَ فَالِيقَ كَبِيدِي  
قَالَتْ قَبَّنَا هَمَّا جَالِسَانِ عَنِي وَأَنَا  
أَبْكِي إِذْ اسْتَأْذَنْتَ اغْزَاؤَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ  
فَأَذِنْتَ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي قَبَّنَا  
نَحْنُ كَذَبْكَ إِذْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ  
فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عَنِي مِنْ يَوْمِ قِيلَ  
فِي مَا قِيلَ قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا  
يُوْحَى إِلَيْهِ فِي شَانِي شَيْءٌ قَالَتْ فَقَشَهَدَ  
نُمْ قَالَ ((يَا عَائِشَةَ فَلَمَّا بَلَغَنِي عَنِي  
وَكَذَا وَكَذَا، فَلَمْ كُنْتْ بِرِينَةَ فَسِيرَتُكِي  
اللَّهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَنْتِ فَاسْتَغْفِرِي اللَّهُ  
وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَلَمَّا أَعْنَدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنبِهِ  
نُمْ قَابَ قَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ)) فَلَمَّا قَضَى  
رَسُولُ اللَّهِ مَقَاةَ لَقْلَعَنْ دَفْنِي حَتَّى  
مَا أَحْسَ مِنْهُ قَطْرَةً، وَقَلَتْ لَاهِي: أَجِبْ  
عَنِي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَذْرِي  
مَا أَقْوَلُ لِرَسُولِ اللَّهِ قَالَ فَقَلَتْ لَاهِي:  
أَجِبْ عَنِي عَنِي رَسُولُ اللَّهِ قَالَ  
قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا أَذْرِي مَا أَقْوَلُ لِرَسُولِ  
اللَّهِ قَالَتْ: وَأَنَا جَارِيَةٌ جَدِيدَةُ السَّنَعِ

مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو کر بندہ جب اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو نبی آپ نے اپنی گنتگو ختم کی، میرے آنسو اس طرح خلک ہو گئے کہ اب ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق کہتے۔ لیکن انہوں نے کہا، قسم اللہ کی! مجھے نہیں معلوم کہ آنحضرت ﷺ سے مجھے کیا کہتا چاہئے۔ میں نے اپنی مل مل سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا، اس کے متعلق آنحضرت ﷺ سے آپ ہی کچھ کہتے، انہوں نے بھی یہی فرمادیا کہ قسم اللہ کی! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے کیا کہتا چاہئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نو عمر بڑی تھی۔ قرآن مجھے زیادہ یاد نہیں تھا۔ میں نے کہا اللہ گواہ ہے، مجھے معلوم ہوا کہ آپ لوگوں نے بھی لوگوں کی افواہ سنی ہیں اور آپ لوگوں کے دلوں میں وہ بات بیٹھ گئی ہے اور اس کی تصدیق بھی آپ لوگ کر چکے ہیں، اس لئے اب اگر میں کوں کہ میں (اس بہتان سے) بری ہوں، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی اس سے بری ہوں تو آپ لوگ میری اس معاملے میں تصدیق نہیں کریں گے۔ لیکن اگر میں (گناہ کو) اپنے ذمہ لے لوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں، تو آپ لوگ میری بات کی تصدیق کر دیں گے۔ قسم اللہ کی! میں اس وقت اپنی اور آپ لوگوں کی کوئی مثال یوسف ﷺ کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے سوا نہیں پاتی کہ انہوں نے بھی فرمایا تھا ”پس صبر جیل“ صبر ہی بہتر ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس معاملے میں میرا مد گار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے بعد بسترپ میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور مجھے امید تھی کہ خود اللہ تعالیٰ میری برأت کرے گا۔ لیکن میرا یہ خیال کبھی نہ تھا کہ میرے متعلق وحی نازل ہو گی۔ میری اپنی نظر میں حیثیت اس سے بہت معمولی تھی کہ قرآن مجید میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہو۔ ہاں مجھے اتنی امید ضرور تھی کہ آپ کوئی خواب دیکھیں گے جس میں اللہ تعالیٰ مجھے بری فرمادے گا۔

لَا أَفْرَاكَيْرَا مِنَ الْقُرْآنِ، فَقَلَّتْ: إِنِي  
وَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُ أَنْكُمْ سَمِعْتُمْ مَا يَتَحَدَّثُ  
بِهِ النَّاسُ وَوَقَرْتُ مِنِ الْفَسِيْكُمْ وَصَدَقْتُمْ بِهِ،  
وَلَيْسَ فَلَّتْ لَكُمْ إِنِي بَرِّيَّةٌ - وَاللَّهُ يَعْلَمُ  
أَنِي لَبِرِّيَّةٍ - لَا تَصَدَّقُونِي بِذَلِكَ، وَلَيْسَ  
اعْتَرَفْتَ لَكُمْ بِإِنْهُ - مَا اللَّهُ يَعْلَمُ أَنِي بَرِّيَّةٍ  
- لَتَصَدَّقُنِي. وَاللَّهُ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَذَلًا  
إِلَّا أَبَا يُوسُفَ إِذْ قَالَ: هَفَصَتْرَ جَهِيلَ  
وَاللَّهُ الْمُسْتَعَنُ عَلَىٰ مَا عَصِيْفُونَهُ. ثُمَّ  
تَحَوَّلَتْ عَلَىٰ فِرَاشِي وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يَبْرِيَّنِي  
اللَّهُ، وَلَكِنْ وَاللَّهُ مَا ظَنَّتْ أَنْ يَنْزُلَ فِي  
شَانِي وَحْيًا، وَلَا أَنَا أَخْفَرُ فِي نَفْسِي مِنْ أَنْ  
يَتَكَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي أَمْرِي، وَلَكِنِي كَتَّتْ  
أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ  
رُؤْيَا تَبْرِيَّةً، فَوَاللَّهِ مَا رَأَمْ مَجْلِسَةً وَلَا  
خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّىٰ أُنْزِلَ  
عَلَيْهِ، فَأَخَدَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبَرَّ حَاءَ،  
حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيَتَحَدَّثُ مِنْهُ مِثْلُ الْجَمَانِ مِنْ  
الْعَرْقِ فِي يَوْمِ شَاتٍ. فَلَمَّا سَرَّيَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ أَوْلَىٰ  
كَلِمَةً تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ لِي: (بِإِيمَانِ  
احْمَدِي اللَّهُ، لَقَدْ بَرَأَكَ اللَّهُ). قَالَتْ لِي  
أُمِي: قَوْمِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَلَّتْ:  
لَا وَاللَّهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَخْمَدُ إِلَّا اللَّهَ.  
فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هَلَّا الَّذِينَ جَاءُوا  
بِالْإِفْكِ عَصَبَةً مِنْكُمْهُ [النور: ۱۱]  
الآيَاتِ. فَلَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا فِي بَرَاعَتِي

اللہ گواہ ہے کہ ابھی آپ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے اور نہ اس وقت گھر میں موجود کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور (شدت وحی سے) آپ جس طرح پینے پسندے ہو جیا کرتے تھے وہی کیفیت آپ کی اب بھی تھی۔ پسندے کے قدرے موتیوں کی طرح آپ کے جسم مبارک سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ ہنس رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا، وہ یہ تھا۔ عاشش! اللہ کی حمد بیان کر کر اس نے تمہیں بڑی قرار دے دیا ہے۔ میری والدہ نے کہا میں جا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑی ہو جا۔ میں نے کہا، نہیں قسم اللہ کی میں آپ کے پاس جا کر کھڑی نہ ہوں گی اور میں تو صرف اللہ کی حمد و شکر کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی ”جن لوگوں نے تمہت تراشی کی ہے۔ وہ تمہی میں سے کچھ لوگ ہیں۔“ جب اللہ تعالیٰ نے میری برات میں یہ آیت نازل فرمائی، تو ابو بکر بن عبد الرحمن نے جو مسٹھ بن امماش بن بشیر کے اخراجات قربات کی وجہ سے خود ہی اٹھاتے تھے کما کہ قسم اللہ کی اب میں مسٹھ پر کبھی کوئی چیز خرچ نہیں کروں گا کہ وہ بھی عاشش پر تمہت لگانے میں شریک تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ”تم میں سے صاحب فضل و صاحب مال لوگ قسم نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد غفور رحیم تک۔“ ابو بکر بن عبد الرحمن نے کہا، خدا کی قسم! بس میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کر دے۔ چنانچہ مسٹھ بن بشیر کو جو آپ پسلے دیا کرتے تھے وہ پھر دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا ام المؤمنین) سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینب! تم (عاشش) کے متعلق کیا جانتے ہو؟ اور کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں (کہ جو چیزیں نے دیکھی ہویاں سنی ہو وہ آپ سے بیان کرنے لگوں) خدا گواہ ہے کہ میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا۔ عاشش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہی میری برابر کی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کی وجہ

قالَ أَبُوبَكْر الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -  
وَكَانَ يَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أَنَّاثَةَ لِقَرَائِبِهِ  
مِنْهُ - وَاللَّهُ لَا أَنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا  
أَبَدًا بَعْدَ مَا قَالَ لِعَائِشَةَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى:  
﴿وَلَا يَأْتِي أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعْةُ -  
إِلَيَّ قُولِهِ - غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ فَقَالَ أَبُوبَكْر  
بْنَى وَاللَّهُ، إِنِّي لَأَجِبُ أَنْ يَقْفَرَ اللَّهُ لِي،  
فَرَجَعَ إِلَيَّ مِسْطَحَ الَّذِي كَانَ يَجْرِي  
عَلَيْهِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْأَلُ زَيْنَبَ  
بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِي، فَقَالَ: ((يَا زَيْنَبَ  
مَا عَلِمْتَ؟ مَا رَأَيْتَ؟)) فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ، أَخْبِرْنِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاللَّهُ مَا  
عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا خَيْرًا، قَالَتْ: وَهِيَ الَّتِي  
كَانَتْ تُسَامِنِي، فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَزْعِ)).  
قالَ: وَحَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ  
عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزَّبِيرِ  
مِثْلَهُ، قَالَ: وَحَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ  
أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَيَحْيَى بْنِ سَعْدِ عَنْ  
الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ مِثْلَهُ.

[راجع: ۲۵۹۳]

سے بچالیا۔ ابوالریچ نے بیان کیا کہ ہم سے فتح نے بیان کیا، ان سے  
ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ اور عبداللہ بن  
زبیر رضی اللہ عنہم نے اسی حدیث کی طرح۔ ابوالریچ نے (دوسری  
سند میں) بیان کیا کہ ہم سے فتح نے بیان کیا، ان سے ربيعہ بن ابی  
عبدالرحمن اور سعید بن سعید نے اور ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر  
نے اسی حدیث کی طرح۔

**تَشْهِيدُ** مجتبد مطلق حضرت امام بخاری درج یہ طویل حدیث مذکورہ عنوان کے تحت اس لئے ہے ہیں کہ اس میں بربرہ یعنی کوئی  
گواہی کا ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے حضرت عائشہ یعنی کے متعلق پوچھا اور انہوں نے آپ کے خصائص و  
اخلاق پر اطمینان کا اظہار کیا۔ اسی طرح حدیث میں حضرت زینب یعنی کی گواہی ذکر ہے۔

واقعہ افک اسلامی تاریخ کا ایک اہم ترین واقعہ ہے۔ محدثین کرام نے اس سے بہت سے مسائل کا اختصار کیا ہے۔ خود حضرت  
امام بخاریؓ اس حدیث کو کئی جگہ لائے ہیں اور مختلف مسائل اس سے نکلتے ہیں۔ واقعہ کی تفصیلات خود حدیث میں موجود ہیں۔ شروع  
میں آخر حضرت ﷺ کو اس سے ختنہ پوچھا کر آپ کی شان نبوت پر ایک دبہ لگ رہا تھا۔ مگر تحقیق حق کے بعد آپ نے عبداللہ بن  
ابی منافق کو اس الزام میں علیم سزا دینی چاہی کیونکہ اس الزام کا تراشیہ والا اور اس کو ہوادیتے والا وہی بدجنت تھا۔ حضرت عائشہؓ  
نے جب اس الزام کا ذکر سناتر روتے روتے ان کا برا حال ہو گیا بلکہ بخاری بھی چڑھ آیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومان نے آپ کو  
بہت سمجھلیا بھجا۔ مگر آپ کے رنج میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ آپ کا کھانا پینا، سوتا سب ختم ہو رہا تھا۔ آخر آخر حضرت ﷺ نے اپنے ذاتی  
اطمینان کے لئے اسامہ بن زیدؓ سے مشورہ لیا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کی برأت پر شادات وہی حضرت علیؓ کے مشورہ کے مطابق  
آپ نے حضرت بربرہ یعنی سے معلوم کیا تو، تو انہوں نے بھی صاف صاف آپ کی معصومیت پر گواہی دی اور حضرت عائشہؓ کی برأت  
میں سورہ نور نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اسے (بہتان عظیم) قرار دیا۔

سبحان اللہ! حضرت عائشہ صدیقہ یعنی کے فعل و شرف کا کیا نہ کا کا کہ آپ کی شان میں قرآن نازل ہوا، جو قیامت تک پڑھا جایا  
کرے گا۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ اللہ نے آپ کو اپنے محبوب رسول ﷺ کی ازواج مطرات میں شرف خاص سے نوازا کر  
رسول کریم ﷺ نے آپ کی گود میں آپ کے گھر میں انتقال فرمایا، پھر وہی مگر قیامت تک کے لئے اللہ کے محبوب نبی ﷺ کی آرامگاہ  
میں تبدیل ہو گیا۔ (مختصر)

حافظ صاحب فرماتے ہیں والفرض منه سوالہ صلی اللہ علیہ وسلم بربرہ عن حال عائشہ وجوابہ ببرانتها واعتماد النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم علی قولہا حتی خطب فاستعذر من عبداللہ بن ابی و كذلك سوالہ من زینب بنت جحش عن حال عائشہ وجوابہ ببرانتها ایضا  
وقول عائشہ فی حق زینب هی الئی کانت تسامینی فعصمہا اللہ بالاورع ففی ذلک مراد الترجمة (فتح) آخر حضرت ﷺ کا حضرت عائشہؓ کے  
متعلق بربرہ سے پوچھنا اور ان کا حضرت عائشہؓ کی پاکیزگی کے متعلق بیان دینا اور اسکے بیان پر آخر حضرت ﷺ کا اعتماد کر لینا، نبی مقصود  
باب ہے یہاں تک کہ آخر حضرت ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بارے میں خطبہ دیا اور اسکے متعلق مسلمانوں سے اپیل فرمائی۔ ایسا یعنی  
حضرت زینبؓ سے حضرت عائشہؓ کے متعلق پوچھنا اور ان کا حضرت عائشہؓ کی برأت میں جواب دینا جس کے متعلق حضرت عائشہؓ نے  
فرمایا کہ وہ بھی میری سوکن تھی، مگر اللہ پاک نے اس کی پرہیز گاری کی وجہ سے ان کو غلط بیانی سے بچالا، اسی سے ترجمۃ الباب کا اثبات  
ہوا۔

حضرت سعد بن عبادہ کی خلگی شخص اس غلط فہمی پر تھی کہ سعد بن معاذ قبلہ اوس سے پرانی عدالت کی بنا پر ایسا کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کا مقصد یہی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نہایت صلح آدمی تھے مگر غلط فہمی نے ان کی حیثیت کو جکار دیا تھا۔ (رضی اللہ عنہم اعمصین)

**باب جب ایک مردو بھرے مرد کو اچھا کئے تو یہ کافی ہے**  
اور ابو جبلیہ نے کہا کہ میں نے ایک لڑکا راستے میں پڑا ہو پالیا۔ جب مجھے حضرت عمر بن حفظ نے دیکھا تو فرمایا، ایسا نہ ہو یہ غار آفت کا غار ہو، گویا انہوں نے مجھ پر بر اگمان کیا، لیکن میرے قبلہ کے سردار نے کہا کہ یہ صلح آدمی ہیں۔ حضرت عمر بن حفظ نے فرمایا کہ ایسی بات ہے تو پھر اس پیچے کو لے جاؤ اس کا نفقة ہمارے (بیت المال کے) ذمے رہے گا۔

**لیعنی ایک شخص کا ترکیہ کافی ہے اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک کم سے کم دو شخص ترکیہ کے لئے ضروری ہیں۔**  
جیسا کی مثال عرب میں اس موقع پر کسی جاتی ہے جہاں ظاہر میں سلامتی کی امید ہو اور درپرداہ اس میں ہلاکت ہو۔ ہوا یہ تھا کہ کچھ لوگ جان بچانے کو ایک غار میں جا کر چھپے، وہ غار ان پر گرد تھا یا دشمن نے وہیں آ کر ان کو آ لیا۔ جب سے یہ مثل جاری ہو گئی۔ حضرت عمرؓ یہ سمجھ گئے کہ اس نے حرامکاری نہ کی ہو اور یہ لڑکا اس کا نطفہ ہو مگر ایک شخص کی گواہی پر آپ کا دل صاف ہو گیا اور آپ نے اس پیچے کا بیت المال سے وظیفہ جاری کر دیا۔  
تعديل کا مطلب یہ کہ کسی آدمی کی عمدہ عادات و خصائص اور اس کی صفات اور سخیگی پر گواہی دیتا، اصطلاح محدثین میں تعديل کا یہی مطلب ہے کہ کسی روایی کی ثابتیت ثابت کرنا۔

(۲۶۶۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی، تو آپ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گروں کاٹ ڈالی۔ تو نے اپنے ساتھی کی گروں کاٹ ڈالی، کہی مرتبہ (آپ نے اسی طرح فرمایا) پھر فرمایا کہ اگر کسی کے لئے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں، آگے اللہ خوب جانتا ہے، میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔

**باب کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے جو جانتا ہو بس**

۱۶- **بَابُ إِذَا زَكَّى رَجُلٌ رَجُلًا كَفَاهُ**  
وَقَالَ أَبُو جَمِيلَةَ: وَجَدْنَا مَتْبُوذًا فَلَمَّا  
رَأَنِي عُمَرُ قَالَ: عَسَى الْفُوَيْزُ أَبْوَسَا، كَانَهُ  
يَتَهَمِّنِي. قَالَ عَرِيفِي: أَنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ.  
قَالَ: كَذَلِكَ، أَذْهَبْنَ وَعَلَيْنَا نَفَقَةُهُ.

۲۶۶۲- **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَلَامَ قَالَ**  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا خَالِدَ الْحَنَدِيَّ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةِ عَنْ أَبِيهِ  
قَالَ: أَتَنِي رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ  
ﷺ، فَقَالَ: ((وَيْلَكَ، قَطْفَتْ عُنْقَ  
صَاحِبِكَ، قَطْفَتْ عُنْقَ صَاحِبِكَ)) (بیوارا)۔  
ثُمَّ قَالَ: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهَ لَا  
مَحَالَةَ فَلَيْقَلُ: أَخْسَبْ لُلَّاتَنَا. وَاللَّهُ  
حَسِيبُهُ. وَلَا أَزْكَنِ عَلَى اللَّهِ أَحَدًا.  
أَخْسَبَهُ كَذَا وَكَذَا. إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَلِكَ  
مِنْهُ)). [طرفہ فی: ۶۰۶۱، ۶۱۶۲].

۱۷- **بَابُ مَا يُكَرَّهُ مِنَ الْإِطْنَابِ فِي**

### وہی کہ

(۳۲۲۳) ہم سے محمد بن صالح نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکر آیک شخص دوسرے کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ اس کی پشت توڑی۔

چونکہ گواہ کی تعدلیں اور تزکیہ کا بیان ہو رہا ہے لہذا یہ بتلادیا گیا کہ کسی کی تعریف میں حد سے گزر جانا اور کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا شرعاً یہ بھی مذموم ہے کہ اس سے سخنے والے کے دل میں عجب و خود پشیدی اور کبر پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ لہذا تعریف میں مبالغہ ہرگز نہ ہو اور تعریف کسی کے منہ پر نہ کی جائے اور اس کی پابندی جس قدر معلومات ہوں بس ان پر اضافہ نہ ہو کہ بلا ملتی اسی میں ہے۔

### باب بچوں کا بالغ ہوتا اور ان کی شہادت کا بیان

اوَّلُ اللَّهِ تَعَالَى كَافِرَانَ كَہ  
”بَبْ تَهَارَ سَے بَچَ احْتَلامَ کَیِ عَمَرَ کُو بَخْجَ جَائِیں تو پھر انہیں (گھروں میں داخل ہوتے وقت) اجازت لئی چاہئے۔

مخیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں احتمام کی عمر کو بخجا تو میں بارہ سال کا تھا اور لڑکیوں کا بلوغ حیض سے معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ”عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں“ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (ان یضعن حملہن) تک۔ حسن بن صالح نے کہا کہ میں نے اپنی ایک بڑوں کو دیکھا کہ وہ اکیس سال کی عمر میں دادی بن چکی تھیں۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد باب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی عمر پرورہ سال کو بخنج جائے تو وہ بالغ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی قبول ہو گی۔ یوں بچے بارہ سال کی عمر میں بھی بالغ ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ اتفاق امر ہے۔ عورتوں کے لئے حیض آجائنا بلوغت کی دلیل ہے۔ و قد اجمع العلماء علی ان الحیض بلوغ فی حق النساء (فتح) یعنی علماء کا اجماع ہے کہ عورتوں کا بلوغ ان کا حائضہ ہوتا ہے۔

(۳۲۲۴) ہم سے عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو اسراء۔ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے

### المَذْحُ، وَلَيَقُلْ مَا يَعْلَمُ

۲۶۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكْرِيَّاءَ حَدَّثَنِي بُرْيَنْدَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ بُرْزَدَةَ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ، رَجُلًا يَتَبَشَّرُ عَلَى رَجُلٍ وَيَطْرُنُهُ فِي مَذْحَهِ فَقَالَ: (أَفْلَكْتُمْ - أَوْ قَطَّعْتُمْ - ظَهَرَ الرَّجُلُ). [طرفة في: ۶۰۶۰].

۱۸ - بَابُ بُلُوغِ الصَّبِيَّانِ وَشَهَادَتِهِمْ وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحَلْمُ فَلَيَسْتَأْذِنُوا ۝ [النور: ۵۹]

وَقَالَ مُهِيرَةُ: اخْتَلَمْتُ وَأَنَا ابْنُ ثُقَّى عَشْرَةَ سَنةً. وَبَلُوغُ النِّسَاءِ فِي الْحِيْضِ لِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلُ: ۝ وَاللَّاتِي يَسْنَنُ مِنَ الْمَحِيْضِ - إِلَى قَوْلِهِ - أَنْ يَضْعَنَ حَمْنَاهُنَّ ۝ [الطلاق: ۴]. وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: أَذْرَكْتُ جَازَةَ لَنَا جَدَّةَ بِنْتِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ سَنَةً.

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد باب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے حیض آجائنا بلوغت کی دلیل ہے۔ و قد اجمع العلماء علی ان الحیض بلوغ فی حق النساء (فتح) یعنی علماء کا اجماع ہے کہ عورتوں کا بلوغ ان کا حائضہ ہوتا ہے۔

۲۶۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْيَضُ اللَّهِ

بلفع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں تھا نے بیان کیا کہ احمد کی لڑائی کے موقع پر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جگ پر جانے کے لئے) پیش ہوئے تو انہیں اجازت نہیں ملی، اس وقت ان کی عمر جو دہ سال تھی۔ پھر غزوہ خندق کے موقع پر پیش ہوئے تو اجازت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ بلفع نے بیان کیا کہ جب میں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی خلافت کے زمانے میں گیاتوں میں نے ان سے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ چھوٹے اور بڑے کے درمیان (پندرہ سال ہی کی) حد ہے۔ پھر انہوں نے اپنے حاکموں کو لکھا کہ جس بچے کی عمر پندرہ سال کی ہو جائے (اس کافوئی وظیفہ) بیت الملل سے مقرر کروں۔

معلوم ہوا کہ پندرہ سال کی عمر ہونے پر بچے پر شرعی احکام جاری ہو جاتے ہیں اور اس عمر میں وہ گواہی کے قاتل ہو سکتا ہے۔ (۳۲۶۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے صفواد بن سلیم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدراوی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر یا لغ پر جمع کے دن غسل واجب ہے۔

قال: حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَنَةً يَوْمَ أَخْدِي وَهُوَ أَنْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجْزِنْنِي، ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَتْنَةِ وَأَنَا أَنْ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي)) قَالَ نَافِعٌ: فَقَدِيمَتْ عَلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَهُوَ خَلِيفَةُ فَحَدَّثَنِي هَذَا الْحَدِيثُ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَحْدَةً بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَسَكَبَ إِلَى عَمَالِهِ أَنْ يَفْرِضُوا لِمَنْ بَلَغَ خَمْسَ عَشْرَةَ، [طرفة، فی: ۴۰۹۷].

۲۶۶۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانَ بْنَ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَتَلَقَّعُ بِهِ السَّيِّدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ((غَسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْلِّي)). [راجع: ۸۰۸]

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ شرعی واجبات انسان پر اس کے بالغ ہونے ہی پر تاثر ہوتے ہیں۔ شہادت بھی ایک شرعی امر ہے جس کے لئے بالغ ہونا ضروری ہے۔ بوغت کی آخر حد پندرہ سال ہے جیسا کہ پچھلی روایت میں مذکور ہوا۔ اس سے امام بخاری نے یہ بھی نکلا کہ احتلام ہونے سے مرد جوان ہو جاتا ہے گو اس کی عمر پندرہ سال کو نہ پچھی ہو۔

## باب مدعیٰ علیہ کو قسم دلانے سے پہلے حاکم کامدی سے یہ پوچھنا تیرے پاس گواہ ہیں؟

(۳۲۶۷) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو محالویہ نے خبر دی اور انہیں امش نے، انہیں شقین نے اور ان سے عبداللہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کوئی ایسی قسم کھلائی، جس میں وہ جھوٹا تھا، کسی مسلمان کا مال چھیننے کے لئے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غصباک ہو گا۔

## ۱۹- بَابُ سُؤَالِ الْحَاكِمِ الْمُدْعَى هَلْ لَكَ بَيْنَةٌ؟ قَبْلَ الْيَمِينِ

۲۶۶۶، ۲۶۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَنْ حَلَّفَ عَلَى يَمِينٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)): ((مَنْ حَلَّفَ عَلَى يَمِينٍ - وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ - لَيَقْطَعَ بِهَا مَالٌ

انسوں نے بیان کیا کہ اس پر اشعت بن قیس بن بشیر نے کماکہ خدا گواہ ہے، یہ حدیث میرے ہی متعلق آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ میرا ایک یہودی سے ایک زمین کا جھگڑا تھا۔ یہودی میرے حق کا انکار کر رہا تھا۔ اس لئے میں اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا (کیونکہ میں مدعا تھا) کہ گواہی پیش کرنا تمہارے ہی ذمہ ہے۔ انسوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا گواہ تو میرے پاس کوئی بھی نہیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے یہودی سے یہودی کے پھر تم قسم کھاؤ۔ اشعت بن بشیر نے بیان کیا کہ میں بول پڑا یا رسول اللہ! پھر تو یہ قسم کھالے گا اور میرا مال ہضم کر جائے گا۔ انسوں نے بیان کیا کہ اسی واقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”جو لوگ اللہ کے عمد اور قسموں سے معنوی پوچھی خریدتے ہیں آخر آیت تک“

امرویہ مسلم لقی اللہ وہو علیہ غضبان۔)۔ قال: فَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: فِي وَاللّٰهِ كَانَ ذَلِكَ، كَانَ يَتَبَّعُ وَيَنْزَلُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودَ أَرْضَنَ لَعْجَدَتِي لَفَدَمْتَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَكَ يَتَبَّعُ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَقَالَ لِلْيَهُودِيِّ: ((الخَلِفَ)). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِذَا يَخْلِفُ وَيَلْهَبُ بِعَالِيًّا. قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: هَلْيَنَ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا لَهُمْ [آل عمران: ۷۷] إِلَى آخر الآية).

[راجع: ۲۳۵۶، ۲۳۵۷]

عدالت کے لئے ضروری ہے کہ پہلے مدعا سے گواہ طلب کرے۔ اس کے پاس گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لے، اگر مدعا علیہ جھوٹی قسم کھاتا ہے تو وہ سخت گنگاہار ہو گا، مگر عدالت میں بت لوگ جھوٹ سے پچھا ضروری نہیں جانتے حالانکہ جھوٹ گواہی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایسے ہی جھوٹی قسم کما کر کسی کامال ہڑپ کرنا اکبر اکابر الکبار یعنی بتت ہی بڑا کبیرہ گناہ ہے۔

## باب دیوانی اور وجود اور دونوں مقدموں میں مدعا علیہ سے قسم لینا

اور نبی کریم ﷺ نے (مدعا سے) فرمایا کہ تم اپنے دو گواہ پیش کرو ورنہ مدعا علیہ کی قسم پر فصلہ ہو گا۔ قتبیہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے (کوفہ کے قاضی) ابن شبرمہ نے بیان کیا کہ (مدعا کے قاضی) ابو الزناد نے مجھ سے مدعا کی قسم کے ساتھ صرف ایک گواہ کی گواہی کے (ناہذ ہو جائے کے) بارے میں گفتگو کی تو میں نے کماکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور تم اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو، پھر اگر دونوں مردوں ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، جن گواہوں سے کہ تم مطمئن ہو، تاکہ اگر کوئی ایک ان دونوں سے بھول جائے تو دوسرا اسے یاد دلا دے۔“ میں نے کماکہ اگر مدعا کی قسم کے ساتھ صرف ایک گواہ کی گواہی کافی ہوتی تو پھر یہ فرمائے کی کیا ضرورت تھی

## ۲۰ - بابُ الْيَمِينِ عَلَى الْمُدَعَى

عَلَيْهِ فِي الْأَمْوَالِ وَالْحُدُودِ  
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَاهِدَاكُمْ أَوْ يَمِينُكُمْ))  
وَقَالَ قُبَيْطَةُ: حَدَّثَنَا سُفيَانُ عَنْ أَنَّ شِرْمَةَ  
كَلْمَنِيَ أَبْوَ الزَّنَادِ فِي شَهَادَةِ الشَّاهِدِ  
وَتَعْيِنِ الْمُدَعَى، فَقُلْتُ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:  
((وَأَسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ). لِمَ  
لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِنْ  
تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضُلُّ إِخْدَاهُمَا  
لَهُدَّكُمْ إِخْدَاهُمَا الْأُخْرَى))  
[البقرة: ۲۸۲] قُلْتُ: إِذَا كَانَ يُكْنَى  
بِشَهَادَةِ شَاهِيدٍ وَتَعْيِنِ الْمُدَعَى لِمَا

تھا جو آن تذکرہ اخذ اہمًا الْأُخْرَیِ، مَا کر اگر ایک بھول جائے تو دوسرا اس کو یاد دلا دے۔ دوسری کان یَصْنَعُ بِذِكْرِ هَذِهِ الْأُخْرَیِ۔ عورت کے یاد دلانے سے فائدہ ہی کیا ہے؟

**لشیخ ابو الزبل جن** کا اور ذکر ہوا میہدہ کے قاضی اور امام مالک کے استاد ہیں۔ الٰل مدینہ اور امام شافعی اور امام احمد اور ابو الحدیث سب اس کے قائل ہیں کہ اگر مدینی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو مدینی سے تم لے کر ایک گواہ اور تم پر فیصلہ کر دیں گے۔ مدینی کی تم دوسرے گواہ کے قائم مقام ہو جائے گی اور یہ امر حدیث صحیح سے ثابت ہے جس کو امام مسلم نے ابن عباس سے ٹکلا کر آنحضرت ﷺ نے ایک گواہ اور ایک تم پر فیصلہ کیا اور اصحاب مسن نے اس کو ابو ہریرہ اور جابر سے ٹکلا۔ ابن خزیم نے کمایہ حدیث صحیح ہے۔

ابن شبرہ کوفہ کے قاضی تھے۔ الٰل کوفہ جیسے حضرت امام ابو حنفیہ رضی اللہ عنہ اسے جائز نہیں کہتے اور صحیح حدیث کے برخلاف آئت قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ آئت قرآن حدیث کے برخلاف نہیں ہو سکتی اور قرآن کا جانے والا اور سمجھنے والا آنحضرت ﷺ سے زیادہ کوئی نہ تھا (وجیدی)

آئت سے این شبرہ نے جو استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں محلہ کرنے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ محاملہ کرتے وقت دو مردوں یا ایک مرد و عورتوں کو گواہ کر لیں۔ دو عورتوں اس لئے رکھی ہیں کہ وہ باقص العقل اور باقص المختلط ہوتی ہیں۔ ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے اور یہ ظاہر ہے کہ مدینی سے جو تم لی جاتی ہے وہ اسی وقت جب نسل شادت کا پورانہ ہو، اگر ایک مرد اور دو عورتوں یا دو مرد موجود ہوں تب مدینی سے تم لینے کی ضرورت نہیں۔

امام شافعی نے فرمایا، یہیں من الشاہد کی حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ بلکہ حدیث میں بیان ہے اس امر کا جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے خود ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کے بغیر کے حکم پر جلیں اور جس چیز سے آپ نے منع فرمایا ہے اس سے باز رہیں۔ میں (مولانا حیدر الزبان مرحوم) کہتا ہوں قرآن میں تو یہ ذکر ہے کہ اپنے پاؤں و صویں دھوو، پھر حنفیہ موزوں پر سُج کیوں جائز کہتے ہیں۔ اسی طرح قرآن میں یہ ذکر ہے کہ اگر پانی نہ پاؤ تو تم کرو اور حنفیہ اس کے برخلاف ایک ضعیف حدیث کی رو سے نبیذ تر سے وضو کیوں جائز سمجھتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ نبیذ تر کی ضعیف اور بھول حدیث ضعیف قرار دے کر اس سے کتاب اللہ پر زیادت جائز سمجھتے ہیں اور یہیں من الشاہد کی صحیح اور مشور حدیث کو رد کرتے ہیں۔ وہ بلدا لا ظالم عظیم فہ (وجیدی)

حدیث ہذا کے ذیل مرحوم لکھتے ہیں یعنی جب مدینی کے پاس گواہ نہ ہوں۔ یہی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده سے مرفوعاً یوں کہا الہیۃ علی من ادعی و المیمن علی من انکر معلوم ہوا کہ مدینی علیہ پر ہر حال میں تم کھلانا لازم ہو گا۔ جب مدینی کے پاس شادت نہ ہو، خواہ مدینی اور مدینی علیہ میں اختلاط اور ربط ہو یا نہ ہو۔ امام شافعی اور ابو الحدیث اور جمورو علماء کا یہی قول ہے، لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ مدینی علیہ سے اسی وقت تم لی جائے گی۔ جب اس میں اور مدینی میں ارتباط اور محاذات ہوں۔ ورنہ ہر شخص شریف آدمیوں کو تم کھلانے کے لئے جھوٹے دعوے ان پر کرے گا (وجیدی)

۲۶۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا نَافعٌ (۳۲۶۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی طیکہ نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کھاتھا "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینی علیہ کے لئے تم کھانے کافیصلہ کیا تھا۔" قضی بالایجنین علی المدغی غائب (وجیدی)۔

(۷۰) ۲۳۷۹ ہم سے عثمان بن ابی شنبہ نے بیان کیا کہ تم سے جریر نے بیان کیا منصور سے ان سے ابو واللہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عثمن نے کما کہ جو شخص (جموئی) قسم کسی کام میں حاصل کرنے کے لئے کھائے گا تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ اللہ پاک اس پر غصباًک ہو گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے (اس حدیث کی) تصدیق کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”بِوَلُوْگِ اللَّهِ كَعَدَ أَوْ أَپَنِيْ قَسْمَوْنَ سَعْوَدِ بْنِ عَثْمَانَ“ عذاب ایم۔ پھر اشاعت بن قیسؓ ہماری طرف تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ ابو عبدالرحمن (عبد اللہ بن سعید) قسم سے کون کی حدیث بیان کر رہے تھے۔ ہم نے ان کی یہی حدیث بیان کی تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے صحیح بیان کی، یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرا ایک شخص سے جھکڑا تھا۔ ہم اپنا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو آپؐ نے فرمایا کہ یا تم دو گواہ لاو، ورنہ اس کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ گواہ میرے پاس نہیں ہیں لیکن اگر فیصلہ اس کی قسم پر ہو (اپنے) پھر تو یہ ضروری قسم کھالے گا اور کوئی پرواہ کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص بھی کسی کام میں لپنے کے لئے (جموئی) قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غصباًک ہو گا۔ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی تھی، پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت کی۔

**لئے بیجی** بعض خنفیہ نے اس حدیث سے یہ دلیل لی ہے کہ یہیں مع الشہدین پر فیصلہ کرنا درست نہیں اور یہ استدلال فاسد ہے کہ عورتیں یا ایک مرد اور ایک قسم ورنہ مدعا علیہ سے قسم لے۔ یہ خنفیہ اتنا غور نہیں کرتے کہ اللہ اور پیغمبر کے کلام کو باہم ملانا، ہترے یا ان میں مخالفت ڈالنا، ایک پر عمل کرنا، ایک کو ترک کرنا۔ (وجیدی)

الحمد للہ کہ حرم نبوی مدینۃ المنورہ میں ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء کو خنفیہ کے موافق شریف میں بیٹھ کر میں تک متمن کو بیغور پڑھا گیا۔

باب اگر کسی نے کوئی دعویٰ کیا یا (اپنی عورت پر) زنا کا جرم لگایا اور گواہ لانے کے لئے مہلت چاہی تو مہلت دی جائے

۲۶۶۹ - حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِينْزٌ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ عَنْدَ اللَّهِ: ((مَنْ حَلَّ عَلَى يَعْنَى يَسْتَحْقُ بِهَا مَالًا لَقَيَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ، ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ تَصْدِيقَ ذَلِكَ: هُوَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعِهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ - إِلَى - عَذَابَ أَيْمَانِهِمْ). ثُمَّ إِنَّ الْأَشْفَثَ بْنَ قَيْسَ مَرَاجِعَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَا يَحْدُثُكُمْ أَبُو عَنْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَحَدَّثَنَا بِمَا قَالَ: فَقَالَ: صَدَقَ، لَقَيَ أَنْزِلَتْ، كَانَ تَبَنِي وَبَنِينَ رَجُلٌ خُصُومَةً لِيْ شَنِيعَ، فَأَخْتَصَّنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: شَاهِدَكُمْ أَوْ يَعْنِيهِ. فَقَلَّتْ: إِنَّهُ إِذَا يَهْلِكُ وَلَا يَنْتَلِي: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَنْ حَلَّ عَلَى يَعْنَى يَسْتَحْقُ بِهَا مَالًا - وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ - لَقَيَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبٌ). فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ. ثُمَّ اقْرَأَ هَذِهِ الْآيَةِ)). [راجع: ۲۳۵۷، ۲۳۵۶]

۲۱ - بَابُ إِذَا أَدْعَى أَوْ قَدَّفَ فَلَهُ أَنْ يَلْتَمِسَ الْبَيْنَةَ وَيَنْطَلِقَ إِلَيْهِ

جیسے حلب دیکھنے کے لئے مسلمت دی جائے گی۔ اگر مسلمت کے بعد ایک گواہ لایا اور دوسرا گواہ حاضر کرنے کے لئے اور مسلمت چاہے تو پھر مسلمت دی جائے گی۔

(۲۶۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اب ان ابی عدی نے بیان کیا، ان سے رہشام نے، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن حماء کے ساتھ تمثیل کی تھی تو آپ نے فرمایا کہ اس پر گواہ لا ورنہ تمہاری بیوی پر حد لگائی جائے گی۔ انبوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی شخص اگر اپنی عورت پر کسی دوسرے کو دیکھے گا تو گواہ ڈھونڈنے دوڑے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برادری کی فرماتے رہے کہ گواہ لا ورنہ تمہاری بیوی پر حد لگائی جائے گی۔ پھر لاعن کی حدیث کا ذکر کیا۔

۲۶۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَّةَ قَدَّفَ اغْزَافَةً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بَشَّرَ بْنِ كَلْمَةَ بْنِ مَخْمَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْبَيْنَةُ ، أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ))، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى اغْزَافٍ رَجَلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيْنَةَ؟ فَجَعَلَ يَقُولُ: ((الْبَيْنَةُ وَإِلَّا حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ)). فَذَكَرَ حَدِيثَ اللَّعَانِ).

[طرفاه فی : ۴۷۴۷ ، ۵۳۰۷]

**لَعْنَةُ الْبَيْنَةِ** مطلب یہ ہے کہ دعویٰ کرنے یا کسی پر تمثیل کرنے کے بعد اگر مدعا کے پاس فوری طور پر گواہ نہ ہوں تو اتنا اس امر کی مسلمت دی جائے گی کہ وہ گواہ تلاش کر کے عدالت میں پیش کرے۔ ہلال بن امیہ کے سامنے اس کا اپنا جسم دید واقعہ تھا اور خود اپنی بیوی کا معاملہ تھا، وسری طرف ارشاد رسول پاک ﷺ کہ شرعی قانون کے تحت چار گواہ پیش کرو، اس نے حیران و پریشان ہو کر یہ بات کی جو حدیث میں مذکور ہے۔ آخر اللہ پاک نے اس مشکل کا حل لاعن کی صورت میں خود بھی پیش فرمایا اور رسول کریم ﷺ نے لاعن کے متعلق مفصل حدیث ارشاد فرمائی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جمل احادیث نبوی کا اصل مائقہ قرآن کریم ہے، اس حقیقت کے پیش نظر قرآن مجید متن ہے اور حدیث نبوی اس کی شرح ہے جو لوگ مخفی قرآن مجید پر عمل کرنے کا نعرو بدل کرتے اور احادیث نبوی کی تکذیب کرتے ہیں یہ شیطانی فریب میں گرفتار اور گمراہی کے عین غار میں گر پکے ہیں۔ جس کا نتیجہ ہلاکت، تباہی، گمراہی اور دوزخ ہے۔ خدا کی مار ان لوگوں پر ہو، قرآن مجید اور حدیث نبوی میں تضاد ثابت کریں۔ قرآن پر ایمان کا دعویٰ کریں اور حدیث کا انکار کریں۔ (فَإِنَّهُمْ لَهُمُ الظَّلَّامُ إِنَّهُمْ لَفُوْلُكُونَ) (النور: ۳۰)

الصف کی نظر سے دیکھا جائے تو قندہ انکار حدیث کے بانی وہ لوگ ہیں جنہوں نے احادیث نبوی کو نہیں کے درجہ میں رکھ کر ان کی اہمیت کو گرا دیا۔ حدیث نبوی جو بزرگ صحیح ثابت ہوا سکو مخفی ملن کرہے دینا بہت بڑی جرأت ہے اللہ ان فقماء پر رحم کرے جو اس تخفیف حدیث کے مرکب ہوئے جنہوں نے قندہ انکار حدیث کا دروازہ کھول دیا۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو صراط مستقیم نصیب کرے۔ آمين۔

۲۶۷۲ - بَابُ الْيَمِينِ بَعْدَ الْقَصْرِ

باب عصر کی نماز کے بعد (جھوٹی) قسم کھانا اور زیادہ گناہ ہے

۲۶۷۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

عبدالحید نے بیان کیا اس سے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ہشتنے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ انہیں سخت دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جو سفر میں ضرورت سے زیادہ پانی لئے جا رہا ہے اور کسی مسافر کو (جسے پانی کی ضرورت ہو) نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو کسی (غفیۃ المسلمین) سے بیعت کرے اور صرف دنیا کے لئے بیعت کرے کہ جس سے اس نے بیعت کی اگر وہ اس کا مقصد پورا کر دے تو یہ بھی وفاداری سے کام لے، ورنہ اس کے ساتھ بیعت و عمد کے خلاف کرے۔ تیسرا وہ شخص جو کسی سے عصر کے بعد کسی سامان کا بھاؤ کرے اور اللہ کی قسم کھالے کہ اسے اس کا نتا اتنا روپیہ مل رہا تھا اور خریدار اس سامان کو (اس کی قسم کی وجہ سے) لے۔ حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔

تینوں گناہ جو یہاں مذکور ہوئے اخلاقی اعتبار سے بھی بہت ہی بڑے ہیں کہ ان کی جس قدر نہ مرت کی جائے کم ہے۔ حضرت امام بخاریؓ مذکورہ تیرے شخص کی وجہ سے یہاں اس حدیث کو لائے۔ تجارت میں جھوٹ بول کر مال فروخت کرنا ہر وقت ہی گناہ ہے مگر عصر کے بعد ایسی قسم کھانا اور بھی بدتر گناہ ہے کہ دن کے اس آخری حصہ میں بھی وہ جھوٹ بولنے سے باز نہ رہ سکا۔

### باب مدعاً عليه پرجہاں قسم کھانے کا حکم دیا جائے وہیں قسم کھالے یہ ضروری شیں کہ کسی دوسری جگہ پر جا کر قسم کھائے

اور مروان بن حکم نے زید بن ثابت بن ہشتنے کے ایک مقدمے کا فیصلہ منبر پر بیٹھے ہوئے کیا اور (مدعاً علیہ ہونے کی وجہ سے) ان سے کہا کہ آپ میری جگہ آکر قسم کھائیں۔ لیکن زید بن ہشتنے اپنی ہی جگہ سے قسم کھانے لگے اور منبر کے پاس جا کر قسم کھانے سے انکار کر دیا۔ مروان کو اس پر تعجب ہوا۔ اور نبی کریم ﷺ نے (اشعث بن قیس سے) فرمایا تھا کہ دو گواہ لا ورنہ اس (یہودی) کی قسم پر فیصلہ ہو گا۔ آپ نے کسی خاص جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔

مثلاً مدعاً کے کہ مسجد میں چل کر قسم کھاؤ، تو مدعاً علیہ پر ایسا کرنا لازم نہیں۔ حنفیہ کا یہ قول ہے اور حنبلہ بھی اس کے قائل

حدَّثَنَا حَمِيرِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيرِيِّ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (إِلَّا تَأْتِيَنِي لَا يَكْلُمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِطَرِيقٍ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّيْلِ).  
وَرَجُلٌ يَأْتِي رَجُلًا لَا يَأْتِيهِ إِلَّا لِلَّدُنِّيَا، فَإِنْ أَغْطَاهُ مَا بَرِينَدَ وَلَنِي لَهُ وَإِلَّا لَمْ يَفْوِ لَهُ.  
وَرَجُلٌ سَاوِمَ رَجُلًا بِسُلْعَةٍ بَعْدَ الْفَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أَغْطَيْتَ بِهَا كَذَّا وَكَذَّا فَأَخْدَلَهَا)). [راجح: ۲۲۵۸]

### ٢٣ - بَابُ يَخْلِفُ الْمُدَعَى عَلَيْهِ حَيْثُمَا وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْيُمْنِينَ وَلَا يُصْرَفُ مِنْ مَوْضِعِهِ إِلَى غَيْرِهِ

قَضَى مَرْوَانُ بِالْيُمْنِينِ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَلَى الْمُنْبَرِ لَقَالَ: أَخْلِفُ لَهُ مَكَانِي، فَجَعَلَ زَيْدٌ يَخْلِفُ، وَأَبَى أَنْ يَخْلِفَ عَلَى الْمُنْبَرِ، فَجَعَلَ مَرْوَانٌ يَتَعَجَّبُ مِنْهُ.  
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِنِنَهُ)) فَلَمْ يَخْصُ مَكَانًا ذُو نَمْكَانٍ.

بیں اور شافعیہ کے نزدیک اگر قاضی مناسب سمجھے تو ایسا حکم دے سکتا ہے گوئی اس کی خواہش نہ کرے۔ مروان کے واقعہ کو امام مالک نے موطا میں وصل کیا ہے۔ زید بن ثابت اور عبد اللہ بن مطیع میں ایک مکان کی بابت جھگڑا تھا۔ مروان اس وقت معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے زید کو منبر پر جا کر تم کھانے کا حکم دیا۔ زید نے انکار کیا اور زید کے قول پر عمل کرنا ہتر ہے، مروان کی رائے پر عمل کرنے سے۔ لیکن حضرت عثمان سے بھی مروان کی رائے کے مطابق منقول ہے کہ منبر کے پاس تم کھانی جائے، امام شافعی نے کما مصحف پر تم دلانے میں قباحت نہیں (وحیدی)

اشعش بن قیس اور یہودی کا مقدمہ گذشتہ سے پیوست حدیث میں گزر چکا ہے، یہاں اسی طرف اشارہ ہے اگر کچھ اہمیت ہوتی تو آنحضرت ﷺ یہودی سے تورات ہاتھ میں لے کر تم کھانے کا حکم فرماتے یا ان کے گرجا میں تم کھانے کا حکم دیتے۔ مگر شرعاً ان کی قسم کے بارے میں کوئی ضورت نہیں۔

(۲۶۷۳) ہم سے موئی بن اسحیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا اغمش سے، ان سے ابو والکل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص قسم اس لئے کھاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ کسی کامل (ناجاہز طور پر) ہضم کر جائے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ پاک اس پر غصباک ہو گا۔

قسم میں تاکید و تغییر کسی خاص مکان جیسے مسجد وغیرہ یا کسی خاص وقت جیسے صریا جمعہ کے دن وغیرہ سے نہیں پیدا ہوتی۔ جہاں عدالت ہے اور قانون شریعت کے اعتبار سے مدعا علیہ پر قسم واجب ہوئی ہے، اس سے قسم اسی وقت اور وہیں لی جائے۔ قسم لینے کے لئے نہ کسی خاص وقت کا انتظار کیا جائے اور نہ کسی مقدس جگہ اسے لے جیا جائے۔ اس لئے کہ مکان و زمان سے اصل قسم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کی بتلانا چاہتے ہیں۔

باب جب چند آدمی ہوں اور ہر ایک قسم کھانے میں جلدی کرے تو پہلے کس سے قسم لی جائے

(۲۶۷۴) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں ہمام نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسول کریم ﷺ نے چند آدمیوں سے قسم کھانے کے لئے کہا (ایک ایسے مقدارے میں جس کے یہ لوگ مدعا علیہ تھے) قسم کے لئے سب ایک ساتھ آگے بڑھے۔ تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ قسم کھانے کے لئے ان میں باہم پانسہ ڈالا جائے کہ پہلے کون قسم کھائے۔

ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے کہ دو شخصوں نے ایک چیز کا دادعویٰ کیا اور کسی کے پاس گواہ نہ تھے۔ آپ نے فرمایا، قسم ڈالو اور جس کا نام نکلے وہ قسم کھائے۔ حاکم کی روایت میں یوں ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اوٹ کا دادعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ چیز

۲۶۷۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ أَفَالَ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ الْوَاحِدِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيهِ وَإِلَيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَّفَ عَلَى يَمِينٍ لِيَقْطَعَ بِهَا مَا لَا لَقِيَ اللَّهُ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضِيبٌ)). [راجع: ۲۳۵۶]

۲۴ - بَابُ إِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ

۲۶۷۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الرَّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْنَى عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوهُ، فَأَمَرَ أَنْ يُسْهِمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يُخْلِفُ)).

کئے۔ آپ نے آدمون آدھ اور دنوں کو دلا دیا اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ نے قرآن کا حکم دیا اور جس کا مام قرآن میں تکالا اس کو دلا دیا۔

### باب اللہ تعالیٰ کا سورہ آل عمران میں فرمان کر

”بِوْ لُوْگِ اللَّهِ كُوْ دِرْمِيَانْ مِنْ دِيْرْ كَأْرِ جَهُوْنِ فَتَمِينِ كَهَاكِرِ تَحْوِزَا مَوْلِ لِيْتِيْهِيْزِ۔“ (آخر آیت تک)

(۲۶۷۵) مجھ سے اسحق نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو یزید بن ہارون نے خبر دی، انسیں عوام نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابو اسملعیل سلسلی کی نے بیان کیا اور انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سن کہ ایک شخص نے اپنا سلامن دکھا کر اللہ کی قسم کھلائی کہ اسے اس سلامن کا اتنا روپیہ مل رہا تھا، حالانکہ اتنا نہیں مل رہا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ”بِوْ لُوْگِ اللَّهِ كُوْ عَدْ أَوْرَ اپِنِيْ قَمِينِ كَهِيْ ذَرِيعَهِ تَحْوِزِيْ قِيمَتِ حَاصِلَ كَرْتِيْهِيْزِ۔“ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گاہکوں کو پچانے کے لئے قیمت بدھانے والا سود خود کی طرح خائن ہے۔

### ۲۵- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

هُوَانِ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثُمَّنَا قَلِيلًا هُنَّ.

(۲۶۷۵) حدیثی إسحاق قال أخبرنا يزيد بن هارون أخبرنا العوام حدثني إبراهيم أبو إسماعيل السكري سمع عبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنهما يقول: ((أقام رجلاً سلفته فخلفه بالله لقد أغطى بها ما لم يعطيها. فنزلت هـ الـذـيـنـ يـشـتـرـونـ بـعـهـدـ اللـهـ وـأـيـمـانـهـمـ ثـمـنـاـ قـلـيلـاـهـ)) [آل عمران : ۷۷]. وقال ابن أبي أوفى: ((الناجش أكل ربا خائن)).

[۲۰۸۸]

قاضی کے سامنے عدالت میں جھوٹ بولنے والوں کی نہ مرت پر جو جھوٹی قسم کھا کر غلط بیان کریں حضرت امام بخاری نے خاص استدلال فریبا ہے۔ یوں جھوٹ بولنا ہر جگہ ہی منع ہے۔

(۲۶۷۶) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا شعبہ سے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابو داؤل نے اور ان سے عبد اللہ بن بشیر نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹی قسم اس لئے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی کا مال لے سکے، یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ اپنے بھائی کا مال لے سکے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غنیمتاک ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تقدیق میں قرآن میں یہ آیت نازل فرمائی کہ ”بِوْ لُوْگِ اللَّهِ كُوْ عَدْ أَوْرَ اپِنِيْ قَمِينِ كَهِيْ ذَرِيعَهِ تَحْوِزِيْ قِيمَتِ حَاصِلَ كَرْتِيْهِيْزِ۔“ اور اپنی (جھوٹی) قسموں کے ذریعہ معمولی پوچھی حاصل کرتے ہیں۔“ ائمہ پور مجھ سے اشاعت بنیٹ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ عبد اللہ بن مسعود بن عاصی نے آج تم لوگوں سے کیا حدیث بیان کی تھی۔

(۲۶۷۷) حدثنا بشير بن خالد قال حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن سليمان عن أبي وايل عن النبي ﷺ قال: ((من خلف على يمين كاذباً ليقطع مال رجل - أز قال أخيه - لقي الله وهو عليه غصباً)). وأنزل الله تصديق ذلك في القرآن: هـ الـذـيـنـ يـشـتـرـونـ بـعـهـدـ اللـهـ وـأـيـمـانـهـمـ ثـمـنـاـ قـلـيلـاـهـ الآية. فلقتني الأشتـرـتـ فـقـالـ: مـاـ حـدـثـكـمـ عـبـدـ اللـهـ

اُتھیوم؟ قلت: سکتا و سکتا۔ قال: هي میں نے ان سے بیان کر دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ آیت میرے یہ اُنژلت: [راجع: ۲۳۵۶، ۲۳۵۷]

عدالتِ غیبِ داں نہیں ہوتی۔ کوئی شخص غلط بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر فیصلہ اپنے تن میں کرائے، حالانکہ وہ ناقص پر ہے تو ایسا شخص عند اللہ ملعون ہے، وہ اپنے پیٹ میں آگ کا انگارہ کھا رہا ہے۔ قیامت کے دن وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گا۔ اس کو یہ حقیقت خوب ذہن نہیں کر لیتی چاہئے۔ جو لوگ قاضی کے فیصلہ کو ظاہر و باطن ہر حال میں تاذکتے ہیں، ان کی غلط بیانی کی طرف بھی یہ اشارہ ہے۔

### باب کیونکر قسم لی جائے

سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”وَلَوْلَمْ آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں، تم کو راضی کرنے کے لئے“ اور سورۃ نساء میں ”پھر تمہرے پاس اللہ کی قسم کھاتے آتے ہیں کہ ہماری نیت تو بھلائی اور مlap کی تھی“ قسم میں یوں کہا جائے باللہ، تاتا اللہ، واللہ (اللہ کی قسم) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اور وہ شخص جو اللہ کی قسم عصر کے بعد کھاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائیں۔

بعض شنوں میں اور دو آئیں یعنی مذکور ہیں (وَيَخْلُقُونَ بِاللَّهِ لَيْسَ لَكُمْ هُنَّا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِنَا) (المائدۃ: ۷۰)۔ اور آئیوں کے لانے سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ قسم میں خطیط یعنی حقیقت ضروری نہیں صرف اللہ کی قسم کافی ہے۔ عرب میں باللہ، تاتا اللہ، واللہ یہ تیوں کے قسم میں کے جاتے ہیں۔ مضمون باب میں آخری جملہ والا بخلاف بغیر اللہ یہ حضرت امام بخاری کا کلام ہے۔ غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں۔

(۲۷۸) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ان کے بچا ابو سیل نے، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے طلحہ بن عبید اللہ بن شعبہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (ضمام بن شعلہ)، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام کے متعلق پوچھنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، دن اور رات میں پانچ نمازیں ادا کرنا۔ اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ نماز اور ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں، یہ دوسری بات ہے کہ تم نفل پڑھو۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اور رمضان کے روزے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ (روزے) واجب ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، سوا اس کے جو تم اپنے طور پر نفل رکھو۔ طلحہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے

### ۲۶- باب کیف یُستَخَلِّفُ؟ قال

تعالیٰ : ﴿يَخْلُقُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ﴾ وَقُولُهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿هُنَّمُ جَآءُوكُمْ يَخْلُقُونَ بِاللَّهِ إِنَّ أَرَدْنَا إِلَّا إِخْسَانًا وَتَوْفِيقًا﴾۔ يَقَالُ : بِاللَّهِ وَتَأَلَّهُ وَوَلَّهُ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (وَرَجَلٌ حَلَفَ بِاللَّهِ كَذَبَنَا بَعْدَ الْغَصْرِ) وَلَا يَخْلُفُ بِغَيْرِ اللَّهِ.

(۲۶۷۸) حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حدثني مالك عن عميه أبي سهيل عن أبيه الله سمع طلحة بن عبيدة الله رضي الله عنه يقول: جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فإذا هو يسأله عن الإسلام، فقال رسول الله ﷺ: ((خمس صلوات في اليوم والليلة))، فقال: هل على غيره؟ قال: ((لا، إلا أن تطوع)). فقال رسول الله ﷺ: ((وَصَيَامُ رَمَضَانَ))، قال: هل على غيره؟ قال: ((لا، إلا أن تطوع)). قال: ((وَذَكْرُ لَهُ رَسُولُ اللهِ

زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا تو انہوں نے پوچھا، پا (جو فرض زکوٰۃ آپ نے بتائی ہے) اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی خیرات واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، سوا اس کے جو تم خود اپنی طرف سے نفل دو۔ اس کے بعد وہ صاحب یہ کہتے ہوئے جانے لگے کہ اللہ گواہ ہے نہ میں ان میں کوئی نیادی تی کروں گا اور نہ کوئی کمی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو کامیاب ہوا۔

یعنی جنت میں جائے گا۔ باب کا مطلب اس سے تلاکہ کہ اس نے قسم میں لفظ واللہ استعمال کیا۔ قسم کھانے میں بھی کافی ہے۔ واللہ، باللہ، تائبہ یہ سب قسمیں الفاظ ہیں۔

(۳۶۷۹) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جو یہی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر کسی کو قسم کھانی ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کی قسم کھائے، ورنہ خاموش رہے۔

[اطرافہ فی: ۳۸۳۶، ۶۱۰۸، ۶۶۴۶، ۶۶۴۸۔]

اس میں اشارہ ہے کہ عدالت میں قسم وہی مستہر ہو گی جو اللہ کے نام پر کھلائی جائے۔ غیر اللہ کی قسم ناقلل اعتبار بلکہ گناہ ہو گی۔ دوسری روایت میں ہے جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے شرک کیا۔ پس قسم چیز کھلانی چاہئے اور وہ صرف اللہ کے نام پر کی قسم ہو ورنہ خاموش رہنا بہتر ہے۔

## باب حس مدعا نے (مدعاً علیہ کی) قسم کھالینے کے بعد گواہ پیش کئے

### ۲۷ - بَابُ مَنْ أَقَامَ النِّبِيَّةَ بَعْدَ الْيَوْمِينِ

تو اس کے گواہ قبول ہوں گے، اہل کوفہ اور شافعی اور احمد کا یہی قول ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر مدعا کو اپنے گواہوں کا علم نہ تھا اور اس نے مدعاً علیہ سے قسم لے لی، پھر گواہوں کا علم ہوا تو گواہ قبول ہوں گے اور جو گواہوں کا علم ہوتے ہوئے اس نے گواہ پیش نہیں کئے اور قسم لے لی تو اب گواہ منظور نہ ہوں گے۔ (دحیری)

اور نبی کرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ ممکن ہے کہ (مدعاً اور مدعاً علیہ میں کوئی) ایک دوسرے سے بہتر طریقہ پر اپنا مقدمہ پیش کر سکتا ہو۔ طاؤس، ابراہیم اور شریعؑ نے کہا کہ عادل گواہ جھوٹی قسم کے مقابلے میں قبول کئے جانے کا زیادہ سخت ہے۔

(۳۶۸۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا امام مالک سے، ان

الزمکانہ۔ قال: هَلْ عَلَيْيَ غَيْرُهُ؟  
قال: ((لَا، إِلَّا أَنْ تَطْوِعَ)) فَأَذْبَرَ الرَّجُلَ  
وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنَّمَا لَا أَزِيدُ عَلَيْهِ هَذَا وَلَا  
أَنْفُسَنِّي. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلْقِلْهُ إِنْ  
مَدْقَقٌ)). [راجح: ۴۶]

۲۶۷۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْخَاعِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا جُوبِيرَيْهُ قَالَ: ذَكَرَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ  
اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:  
((مَنْ كَانَ حَالِفًا لِّتِخْلِفُ بِإِيمَانِهِ أَوْ  
لِيُضْنِمُ)).

[اطرافہ فی: ۳۸۳۶، ۶۱۰۸، ۶۶۴۶، ۶۶۴۸۔]

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَعْلَهُ بَعْضُكُمْ أَنْهَنُ  
بِحُجَّتِهِ مِنْ نَفْسِهِ)). وَقَالَ طَاؤُسُ  
وَإِبْرَاهِيمُ: النِّيَّةُ الْعَادِلَةُ أَحْقُّ مِنَ الْيَوْمِينِ  
الْفَاجِرَةِ.

۲۶۸۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

سے شام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے زینب نے اور ان سے ام سلمہ بھی بھیٹھا نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، تم لوگ میرے یہاں اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے (وقت بیانیہ بڑھ کر رکھتا ہے) پھر میں اس کو اگر اس کے بھائی کا حق (غلطی سے) دلوں تو وہ (حلال نہ سمجھے) اس کو نہ لے، میں اس کو دونوں خدا ایک گلرا دلا رہا ہوں۔

مالک بن حاشم بن غزوہ عن أبيه عن زئب عن أم سلمة رضي الله عنها أن رسول الله ﷺ قال: ((إنكم تختصرون إلينا، ولعل بعضكم أحق بمحاجته من بعض، فمن قضيت له بحق أخيه شيئاً بقوله فإنما أقطع له قطعة من النار، فلا يأخذها)). [راجح: ۲۴۵۸]

**لشیخ** اس حدیث میں امام مالک اور شافعی اور امام احمد اور جسورد علماء کا ذہب ثابت ہوا کہ قاضی کا حکم ظاہراً انتہا ہوتا ہے نہ کہ بلنا، یعنی قاضی اگر غلطی سے کوئی فیصلہ کر دے تو جس کے موافق فیصلہ کرے عند اللہ اس کیلئے وہ شے درست نہ ہو گی اور حنفیہ کا رد ہوا جن کے نزدیک قاضی کی قضا ظاہراً اور بالاتفاق دونوں طرح ناٹھ ہو جاتی ہیں۔ حدیث سے بھی یہی لٹلا کہ پیغمبر صاحب کو بھی دھوکا ہو جانا ممکن تھا اور آپ کو علم غیب نہ تھا اور جب آپ سے جس سے افضل تھے غلطی ہو جانا ممکن ہوا تو اور کسی قاضی یا مجتهد یا امام یا عالم کی کیا حقیقت اور کیا سنت ہے اور ہر ابے وقف ہے وہ شخص جو کسی مجتهد یا پیر کو خطاۓ معصوم سمجھے۔ (دحیدی)

## باب: جس نے وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا

اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے اس کو پورا کر دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس وصف سے کیا ہے کہ وہ وعدے کے کچھ تھے۔ اور سعید بن الاشوع نے وعدہ پورا کرنے کے لئے حکم دیا تھا۔ اور سروہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی نقل کیا، اور سور بن مخرمة بن مخرمة رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سن، آپ اپنے ایک داماد (ابوالعاص) کا ذکر فرمائے تھے، آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا، ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ اسحاق بن ابراہیم کو میں نے دیکھا کہ وہ وعدہ پورا کرنے کے وجوب پر ابن الاشوع کی حدیث سے دلیل لیتے تھے۔

امام بخاری اور بعض علماء کا یہی قول ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہیے، اگر کوئی نہ کرے تو قاضی پورا کرائے گا۔ لیکن جسورد علماء کہتے ہیں کہ وعدہ پورا کرنا ستحب ہے اور اخلاقاً ضروری ہے۔ پر قاضی جبراً اسے پورا نہیں کر سکتا۔ ازروئے درایت امام بخاری عی کا قول صحیح ہے کہ عدالت فیصلہ کرتے وقت ایک حکم جاری کرتی ہے کویا مدعی علیہ سے وعدہ لیتی ہے کہ وہ عدالت کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے گیا اس پر عمل درآمد کرنے کا وعدہ کر رہا ہے۔ اب گمراہ کر دے اس حکم پر عمل نہ کرے اور مدعا کو کورا جواب دے تو عدالت پولیس کے ذریعہ اپنے فیصلہ کا فائز کرائے گی۔ حضرت امام کامی مختاری نے اور دنیا کامی قانون ہے۔ اسی مقدمہ سے حضرت امام بخاری نے کئی احادیث اور آثار نقل کر دیئے ہیں۔ اگر عدالتی حکم کو کوئی شخص جاری نہ ہونے دے اور تسلیم کے وعدہ سے پھر جائے اور عدالت

وفعلة الحسن «وَاذْكُرْ فِي الْجَنَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ» وَقَضَى ابْنُ الْأَشْوَعَ بِالْوَعْدِ وَذَكَرَ ذَلِكَ وَعَنْ سَمْرَةَ。 وَقَالَ الْمُسْوَرُ بْنُ مُحَمَّدَ: ((سَيِّفَتِ النَّبِيُّ هَلْقَوْذَكْرَ صَيْهُرًا لَهُ قَالَ: وَعَذَنِي فَوَقَى لِي)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: رَأَيْتُ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَخْتَجِ بِحَدِيثِ ابْنِ أَشْوَعَ.

کچھ نہ کر سکے تو یہ محض ایک تماشہ بن کر رہ جائے گا۔  
 ۲۶۸۱ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ  
 حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ  
 أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ  
 عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
 أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَفِينَيَانُ أَنْ هُوَ قَلَ  
 قَالَ لَهُ: ((سَأَلْتُكَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ  
 أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْأَقْفَافِ  
 وَالْأُوفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، قَالَ: وَهَذِهِ  
 صِفَةُ نَبِيٍّ)). [راجع: ۷]

**لشیخ** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ خود مجتهد مطلق ہیں۔ جامع الصیح میں جگہ جگہ آپ نے اپنے خدا داد اجتنادی ملکہ سے کام لیا ہے۔ آپ کے سامنے یہ نہیں ہوتا کہ ان کو کس ملک کی موافقت کرنی ہے اور کس کی تردید۔ ان کے سامنے صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہوتی ہے۔ ان عی کے تحت وہ مسائل و احکام پیش کرتے ہیں۔ وہ کسی مجتهد و امام کے ملک کے مخالف ہوں یا موافق حضرت امام کو قطعاً یہ پرواد نہیں ہوتی۔ پھر موجودہ دیوبندی ناشران بخاری کا کئی جگہ یہ لکھتا کہ یہاں امام بخاری نے فلاں امام کا ملک اختیار کیا ہے بالکل غلط اور حضرت امام کی شان اجتناد میں تتفقیں ہے۔ اس جگہ بھی صاحب تفسیر البخاری نے ایسا یہ الزام دہرا�ا ہے۔ وہ صاحب لکھتے ہیں کہ امام ماںک رضی اللہ عنہ کے وعدہ کرنے کا حکم بھی قضا کے تحت آسلکا ہے اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے بھی غالباً اس باب میں امام ماںک رضی اللہ عنہ کا ملک اختیار کیا ہے۔ (تفسیر البخاری، پ: ۱۵ / ص: ۷۶)

یہ ہے المراقبیس علی نفسه مقلدین کا چونکہ یہی روایہ ہے وہ مجتهد مطلق امام بخاری کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ حضرت امام خود مجتهد مطلق ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ۔

۲۶۸۲ - حَدَّثَنَا فَتَيَّةُ بْنُ سَعْدِيُّ قَالَ  
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ سَعْدِيِّلِ  
 نَافِعِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ أَبِيهِ غَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
 أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
 قَالَ: ((إِذَا الْمُنَافِقُ تَلَاثَ: إِذَا حَدَّثَ  
 كَذَبَ، وَإِذَا أَتَمْنَ خَانَ ، وَإِذَا وَعَدَ  
 أَخْلَفَ)). [راجع: ۳۳]

۲۶۸۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ  
 أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَنْهُ جُرْجِيَّعَ قَالَ: أَخْبَرَنِي

(۲۶۸۲) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اساعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو سکیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ جب بات کی تو جھوٹ کی، امانت دی گئی تو اس نے اس میں خیانت کی اور وعدہ کیا تو اسے پورا نہیں کیا۔

(۲۶۸۳) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، کہا ہمیں بشام نے خبر دی، ان سے ابن جرجیج نے بیان کیا، انہیں عمرو بن دینار نے خبر دی،

عَمَرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَيْهِ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ : ((لَمَّا ماتَ النَّبِيُّ ﷺ جَاءَ أَبَا بَكْرٍ مَالٍ مِنْ قِبْلِ الْفَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ لَقَالَ أَبُوبَكْرٌ : مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذِنْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قِبْلَةٌ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا : قَالَ جَابِرٌ : فَلَقْلَتْ وَعَذَنَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَعْطِنِي هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - فَبَسْطَ يَدِيهِ ثَلَاثَ مَرَاتٍ - قَالَ جَابِرٌ : فَلَمَّا فِي يَدِي خَمْسَيَّةٌ ثُمَّ خَمْسَيَّةٌ ثُمَّ خَمْسَيَّةٌ)). [راجع: ۲۲۹۶]

گوایا حضرت صدیق بنو نبی کو پورا لردھلایا، اس سے بھی یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ وعدہ کو پورا کرنا ہی ہو گا خواہ بذریعہ عدالت ہی ہو۔

(۳۶۸۳) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سعید بن سلیمان نے خردی، ان سے مروان بن شجاع نے بیان کیا، ان سے سالم افس نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جیو کے یہودی نے مجھ سے پوچھا، موسیٰ ﷺ نے (اپنے مرکے ادا کرنے میں) کون سی مدت پوری کی تھی؟ (یعنی آخر سال کی یاد سال کی، جن کا قرآن میں ذکر ہے) میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں، ہاں! عرب کے بڑے عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھ لوں (تو پھر تمہیں بتا دوں گا) چنانچہ میں نے ابن عباس بنو نبی سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ نے بڑی مدت پوری کی (دس سال کی) جو دونوں مدتیں میں بتر تھی۔

رسول اللہ ﷺ بھی جب کسی سے وعدہ کرتے تو پورا کرتے تھے۔

ان جملہ احادیث سے حضرت امام نے وعدہ پورا کرنے کا واجب ثابت کیا، خصوصاً جو وعدہ عدالت میں کیا جائے وہ نہ پورا کرے تو اس سے جرأتی اسے پورا کرایا جائے گا۔ ورنہ عدالت ایک تاشہ بن کرہ جائے گی۔

حضرت موسیٰ ﷺ کے سامنے آخر سال اور دس سال کی متبرکی تھیں۔ حضرت شیعہؑ نے ان سے فرمایا تھا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کی شلوذ تہمارے ساتھ کر دوں۔ بشرطیکہ تم آخر برس میری توکری کرو اور اگر دس برس پورا کرو تو یہ تمہارا احسان ہو گا۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ کہ اللہ کے رسول وعدہ خلاف ہرگز نہیں ہو سکتے۔ میں سے ترجیح باب ثلثا

ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ سعید نے کہا، پھر وہ یہودی محمد سے ملا تو میں نے جواب میں عباس بن حیثیہ نے فرمایا تھا وہ اسے ٹھاکر دیا۔ وہ کہنے لگا این عباس بن حیثیہ نے یہ آخر فرست میں ہم سے سنا تھا اور آپ نے یہ حضرت جبرائیل سے پوچھا تھا۔ جبراۓل نے اللہ پاک سے جس کے جواب میں اللہ پاک نے فرمایا تھا کہ موسیٰ نے وہ میعاد پوری کی جو زیادہ بُشْر تھی۔

### باب مشرکوں کی گواہی قبول نہ ہوگی

اور شعبی نے کہا کہ دوسرے دین والوں کی گواہی ایک سے دوسرے کے خلاف لئی جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ”ہم نے ان میں باہم دشمنی اور بعض کو ہوادے دی ہے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ اہل کتاب کی (ان کی نہ ہمیں روایات میں) نہ قصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہہ لیا کرو کہ اللہ پر اور جو کچھ اس نے نازل کیا سب پر ہم ایمان لائے۔ الآیۃ

۲۹ - بَابُ لَا يُسْأَلُ أهْلُ الشَّرْكِ عَنِ الشَّهَادَةِ وَغَيْرِهَا وَقَالَ الشَّفَعِيُّ: لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ أهْلِ الْمُشْرِكِ بِعِصْمَهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَإِنَّمَا يَنْهَامُ الْغَدَوَةُ وَالْبَغْصَانَ﴾ [الْمَانِدَةُ : ۱۴].

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تُصَدِّقُوا أهْلَ الْكِتَابَ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ﴾ الآيَةُ)).

مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر نہ مسلمانوں پر قبول ہوگی۔ حنفی کے نزدیک مشرکوں کی گواہی مشرکوں پر قبول ہوگی۔ اگرچہ ان کے ذہب مخالف ہوں۔ کیونکہ آخر فرست میں ہم نے ایک یہودی مرد اور ایک یہودی عورت کو چار یہودیوں کی شہادت پر رجم کیا تھا۔

(۲۶۸۵) ہم سے تیجیٰ بن کیبر نے بیان کیا، کہا، تم سے لیٹھے بیان کیا یونس سے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے کہ ابن عباس بن حیثیہ نے کہا، اے مسلمانو! اہل کتاب سے تم کیوں سوالات کرتے ہو۔ حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہارے نبی میں میں ہوئی پر نازل ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بعد میں نازل ہوئی ہے۔ تم اسے پڑھتے ہو اور اس میں کسی قسم کی آمیزش بھی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں پلے ہی پتا پکا ہے کہ اہل کتاب نے اس کتاب کو بدلتا دیا، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دی تھی اور خود ہمیں اس میں تغیر کر دیا اور پھر کرنے لگے یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے۔ ان کا مقصد اس سے صرف یہ تھا کہ اس طرح تھوڑی پوچھی (دنیا کی) حاصل کر سکیں۔ پس کیا جو علم (قرآن) تمہارے پاس آیا ہے وہ تم کو ان (ahl کتاب) سے پوچھنے کو نہیں روکتا۔ اللہ کی قسم! ہم نے ان کے کسی آدمی کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ان آیات کے متعلق تم سے پوچھتا ہو جو تم پر

۲۶۸۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَثِيثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِهِ عَنْ أَبْنِ عَثَامَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((يَا مُؤْمِنَ الْمُسْلِمِينَ، كَيْفَ تَسْأَلُونَ أهْلَ الْكِتَابَ وَكَيْفَ أَنْذِكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ أَخْدَثَ الْأَخْبَارَ بِاللَّهِ تَعَالَى تَقْرَأُونَهُ لَمْ يَشْبَهْ؟ وَلَذِنَ حَدَّثَنَا اللَّهُ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابَ يَدْلُوُنَا مَا كَتَبَ اللَّهُ وَعَيْرُوا بِأَيْدِيهِمُ الْكِتَابَ قَالُوا: ﴿أَهُوَ مَنْ عِنْدَ اللَّهِ لِيَشْرُوْا بِهِ فَمَنَا قَلِيلًا﴾ [البقرة : ۷۹] أَفَلَا يَنْهَاكُمْ بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مُسَاءِ لِيَهُمْ لَا وَاللَّهُ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رَجُلًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنْ

(تمارے نبی کے ذریعہ) نازل کی گئی ہیں۔

اللَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ).

[اطرافہ فی : ۷۳۶۳، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳]

**تَسْبِيحٌ** اسلام نے ثقہ عادل گواہ کے لئے جو شرائط رکھی ہیں۔ ایک غیر مسلم کا ان کے معیار پر اتنا ناممکن ہے۔ اس لئے علی المعموم اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ حضرت امام بخاریؓ اسی مسلک کے دلائل بیان فراہم ہے ہیں۔ یہ امر دیگر ہے کہ امام وقت حاکم مجاز کسی غیر مسلم کی گواہی اس بنا پر قبول کرے کہ بعض دوسرے مستند قرآن سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہو۔ جیسا کہ آخر ہدیہ نے خود چار یہودیوں کی گواہی پر ایک یہودی مرد اور یہودی عورت کو زنا کے جرم میں تنگاری کا حکم دیا تھا۔ برعکس قاعده کلیہ وہی ہے جو حضرت امام نے بیان فرمایا ہے۔

### باب مشکلات کے وقت قرعہ اندازی کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”جب وہ اپنی قلمیں ڈالنے لگے (قرعہ اندازی کے لئے ہاکر) فیصلہ کر سکیں کہ مریم کی کفالت کون کرے۔“ حضرت ابن عباسؓ نے (آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرمایا) کہ جب سب لوگوں نے (نہ ارادن میں) اپنے اپنے قلم ڈالے تو تمام قلم پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہے گئے۔ لیکن زکریا میلائیہؑ کا قلم اس بہاؤ میں اوپر آگیا۔ اس لئے انہوں نے ہی مریم ملیما السلام کی تربیت اپنے ذمہ لی اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد فسائم کے متنے ہیں پس انہوں نے قرعہ ڈالا۔»  
فَكَانَ مِنَ الْمَدْحُومِينَ (میں مدحومین کے متنی ہیں) «من المسهومین» (یعنی قرعہ انہیں کے نام پر نکلا) حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریمؐ نے (کسی مقدمہ میں مدعیٰ علیہ ہونے کی بنا پر) کچھ لوگوں سے قسم کھانے کے لئے فرمایا، تو وہ سب (ایک ساتھ) آگے بڑھے۔ اس لئے آپؐ نے ان میں قرعہ ڈالنے کے لئے حکم فرمایا تاکہ فیصلہ ہو کہ سب سے پہلے قسم کون آدمی کھائے۔

جممور علماء کے نزدیک قلعہ نزاع کے لئے قرعہ ڈالنا جائز اور مشرع ہے۔ ابن منذر نے حضرت امام ابو حنفیہ سے بھی اس کا جواز نقل کیا ہے۔ پس آیات اور حدیث سے قرعہ اندازی کا ثبوت ہوا۔ اب اگر کوئی قرعہ اندازی کا انکار کرے تو وہ خود غلطی میں جاتا ہے۔  
۴۶۸۶ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَيَّاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَغْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ النُّفَمَانَ بْنَ بَشِيرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ

بنتا ہو جانے والے کی مثال ایک ایسی قوم کی ہے جس نے ایک کشتی پر سفر کرنے کیلئے جگہ کے بارے میں) قرعہ اندازی کی۔ پھر نتیجے میں کچھ لوگ نیچے سوار ہوئے اور کچھ اوپر۔ نیچے کے لوگ پانی لے کر اوپر کی منزل سے گزرتے تھے اور اس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس خیال سے نیچے والا ایک آدمی کھائی سے کشتی کا نیچے کا حصہ کاٹنے لگا۔ (تاکہ نیچے ہی سے سمندر کا پانی لے لیا کرے) اب اوپر والے آئے اور کہنے لگے کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ تم لوگوں کو (میرے اوپر آنے جانے سے) تکلیف ہوتی تھی اور میرے لئے بھی پانی ضروری تھا۔ اب اگر انہوں نے نیچے والے کا ہاتھ پکڑ لیا تو انہیں بھی نجات دی اور خود بھی نجات پائی۔ لیکن اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا تو انہیں بھی ہلاک کیا اور خود بھی ہلاک ہو گئے۔

النبی ﷺ: ((مَثَلُ الْمُذْهَنِ فِي حَدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلٌ قَوْمٌ اسْتَهْمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَمْرُونَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا، فَأَذَا رَأُوا بِهِ، فَأَخْذَ فَأَسْأَلَ فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ، فَلَتَوْهُ فَقَالُوا: مَا ذَلِكَ؟ قَالَ: تَأْذِيْتُمْ بِي وَلَا بَدْ لِي مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخْدُوا عَلَيْهِ أَنْجُوَةً وَتَجْوِيْنَ أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرْكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ)).

اس سے قرعہ اندازی کا ثبوت ہوا۔ حضرت امام کا اس حدیث کو یہاں لانے کا یہ مقصد ہے اور اس سے امر بالمعروف اور ننی عن المکر کی تائید شدید بھی ظاہر ہوئی کہ برائی کو روکنا ضروری ہے ورنہ اس کی لپیٹ میں سب ہی آسکتے ہیں۔ طاقت ہو تو برائی کو ہاتھ سے روکا جائے۔ ورنہ زبان سے روکنے کی کوشش کی جائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو دل میں اس سے سخت نفرت کی جائے اور یہ ایمان کا ادنی درجہ ہے۔ الحمد للہ حکومت عربیہ سعودیہ میں دیکھا کر مکہ امر بالمعروف والنبی عن المکر سرکاری سطح پر قائم ہے اور ساری مملکت میں اس کی شانصین چیلی ہوتی ہیں، جو اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ اللہ پاک ہر جگہ کے مسلمانوں کو یہ توفیق بخشے کہ وہ اسی طرح اجتماعی طور پر بنی نوع انسان کی یہ اعلیٰ ترین خدمت انجام دیں اور انسانوں کی بھلائی و فلاح کو اپنی زندگی کا لالا مذہبیں۔ آئین یا رب العالمین۔

(۲۶۸۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی زہری سے، ان سے خارجہ بن زید الفصاری نے بیان کیا کہ ان کی رشتہ دار ایک عورت ام علاء نایی نے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت بھی کی تھی، انہیں خردی کے الفصار نے صادرین کو اپنے یہاں ثہرانے کے لئے پانے والے تو عثمان بن مظعون بیٹھ کا قیام ہمارے حصے میں آیا۔ ام علاء بیٹھنے کا کہ پھر عثمان بن مظعون بیٹھ ہمارے گھر خبرے اور کچھ مدت بعد وہ بیمار پڑ گئے۔ ہم نے ان کی تیمارداری کی مگر کچھ دن بعد ان کی وفات ہو گئی۔ جب ہم انہیں کفن دے چکے تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے کہا، ابوالسائب! (عثمان بیٹھ کی کنیت) تم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں، میری گواہی ہے کہ اللہ

۲۶۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءَ امْرَأَةً مِنْ بَنَائِهِمْ قَدْ بَأْيَعْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَخْبَرْتُهُ: أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ مَظْعُونَ طَارَ لَنَا سَهْمَةً فِي السُّكْنَى حِينَ أَفْرَغْتُ الْأَنْصَارَ سُكْنَى الْمُهَاجِرِينَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَسَكَنَ عِنْدَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونَ، فَاشْتَكَى فَمَرْضَنَاهُ، حَتَّى إِذَا تُوفِيَ وَجَعَلْنَاهُ فِي تِيَابَهِ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَلَّتْ: رَحْمَةٌ

تعالیٰ نے اپنے یہاں تمہاری ضرور عزت اور بڑائی کی ہو گی۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ بات تمیں کیسے معلوم ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت اور بڑائی کی ہو گی۔ میں نے عرض کیا، میرے مال اور باب آپ پر فدا ہوں، مجھے یہ بات کسی ذریعہ سے معلوم نہیں ہوئی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عثمان کا جمال تک معاملہ ہے، تو اللہ گواہ ہے کہ ان کی وفات ہو چکی اور میں ان کے بارے میں اللہ سے خیری کی امید رکھتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ہونے کے باوجود مجھے بھی یہ علم نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا، ام علاء ہوشناک نہیں لگیں، اللہ کی قسم! اب اس کے بعد میں کسی شخص کی پاکی کبھی بیان نہیں کروں گی۔ اس سے مجھے رنج بھی ہوا (کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے میں نے ایک ایسی بات کی جس کا مجھے حقیقی علم نہیں تھا) انہوں نے کہا (ایک دن) میں سوری تھی، میں نے خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ایک بستا ہوا چشمہ دیکھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے خواب بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا عمل (نیک) تھا۔

کسی بھی بزرگ کے لئے قلی جنتی ہونے کا حکم لگایا یہ منصب صرف اللہ اور رسول ہی کو حاصل ہے اور کسی کو بھی حق نہیں کہ کسی کو مطلق جنتی کہہ سکے۔ روایت میں قسم کے لئے لفظ واللہ بار بار آیا ہے اسی غرض سے امام بخاری اس کو یہاں لائے ہیں۔ دوسری روایت میں یوں ہے۔ میرا حال کیا ہوتا ہے اور عثمان کا حال کیا ہوتا ہے۔ یہ موافق ہے اس آیت کے جو سورہ احباب میں ہے۔ (وَمَا أَدْرِي مَا يَنْفَعُ بِنِي وَلَا بِكُمْ) (الاحقاف: ۹) یعنی میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہو گا اور تمہارے ساتھ کیا ہو گا۔ حدیث میں قرعہ اندازی کا ذکر ہے، باب کے مطابق یہ بھی ایک توجیہ ہے۔

پادریوں کا یہ اعتراض کہ تمہارے پیغمبر کو جب اپنی نجات کا علم نہ تھا تو دوسروں کی نجات وہ کیسے کر سکتے ہیں۔ محض لغو اعتراض ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ چے پیغمبر نہ ہوتے تو ضرور اپنی محلے کے لئے یوں فرماتے کہ میں ایسا کروں گا ویسا کروں گا، مجھے سب اختیار ہے۔ پچھے راست باز ہیش اسکاری سامنے رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر آپ نے ایسا فرمایا۔

(۲۶۸۸) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انسیں یونس نے خبر دی زہری سے، انسیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی فرماتے اور جن کا نام نکل آتا، انسیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ آپ کا یہ بھی معقول تھا کہ اپنی ہر بیوی

أَنْهُ عَلَيْكَ أَهْبَأَ السَّابِقِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ  
لَقَدْ أَكْرَمْتَ اللَّهُ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ:  
((وَمَا يَنْزِلُنِي أَنَّ اللَّهَ أَكْرَمَهُ؟)) فَقَلَّتْ: لَا  
أَدْرِي يَا مَنِ اتَّخَذَ  
لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَمَا عَمَّانَ لَقَدْ  
جَاءَهُ وَاللَّهُ الْيَقِينُ، وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ،  
وَاللَّهُ مَا أَذْرِي - وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ -  
يَفْعُلُ بِهِ)). قَالَتْ: فَوَاللَّهِ لَا أَزْكِنِي أَحَدًا  
بَعْدَهُ أَبْدَى، وَأَخْرَجَتِي ذَلِكَ، قَالَتْ: فَيَمْتَ  
فَأَرِنِتَ لِعَمَّانَ عَيْنًا تَجْزِي، فَجَعَلَتِ إِلَيَّ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَتُهُ، فَقَالَ: ((ذَلِكَ  
عَمَلُهُ)). [راجع: ۱۲۴۳]

کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر کر دی تھی۔ البتہ سودہ بنت زمود بنت ابی شیخ نے (اپنی عمر کے آخری دور میں) اپنی باری آپ کی زوجہ عائشہ بنت ابی شیخ کو دے دی تھی تاکہ رسول اللہ ﷺ کی ان کو رضا حاصل ہو۔ (اس سے بھی قرعہ اندازی ثابت ہوئی)

سنهمہا خرج بہا مفہم۔ وکان تقسیم لکھل  
امرأة مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا. غَيْرَ أَنْ سَوْدَةَ  
بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ  
زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَبَقَّى بِذَلِكَ رِضَا رَسُولِ  
الله ﷺ). [راجع: ۲۵۹۳]

(۳۶۸۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو بکر کے غلام کی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عوف نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور صاف اول میں کتنا ثواب ہے اور پھر (انہیں اس کے حاصل کرنے کے لئے) قرعہ اندازی کرنی پڑتی، تو وہ قرعہ اندازی بھی کرتے اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ نماز سویرے پڑھنے میں کتنا ثواب ہے تو لوگ ایک دوسرے سے سبقت کرنے لگیں اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی کتنی فضیلتیں ہیں تو اگر گھنٹوں کے مل آنا پڑتا تو پھر بھی آتے۔

۲۶۸۹ - حدثنا إسماعيل قال: حدثني  
مالك عن سمعي مولى أبي بكر عن أبي  
صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه أن  
رسول الله ﷺ قال: ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا  
فِي الْنَّدَاءِ وَالصَّفَّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا  
إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَا سَتَهِمُوا، وَلَوْ  
يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَا سَتَهِمُوا إِلَيْهِ، وَلَوْ  
يَعْلَمُونَ مَا فِي الْغَمَّةِ وَالصَّبْحِ لَا تَوَهَّمُوا  
وَلَوْ حَبَّوا)). [راجع: ۶۱۵]

ان جملہ احادیث سے حضرت امام نے قرعہ اندازی کا جواز نکالا اور بتلایا کہ بہت سے معاملات ایسے بھی سامنے آجائتے ہیں کہ ان کے فعلہ کے لئے بہتر طریقہ قرعہ اندازی ہی ہوتا ہے۔ پس اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ بعض لوگ قرعہ اندازی کو جائز نہیں کہتے، یہ ان کی عقل کا قصور ہے۔

حدیث ہذا سے اذان پکارنے اور صاف اول میں کھڑے ہونے کی بھی انتہائی فضیلت ثابت ہوئی اور نماز سویرے اول وقت پڑھنے کی بھی جیسا کہ جماعت اہل حدیث کا عمل ہے کہ فجر، ظهر، عصر، مغرب اول وقت ادا کرنا ان کا معمول ہے۔ خاص طور پر عصر و فجر میں تاخیر کرنا عند اللہ محبوب نہیں ہے۔ عصر اول وقت ایک مثل سالیہ ہو جانے پر اور فجر فلیں میں اول وقت پڑھنا، آنحضرت ﷺ کا یہی طرز عمل تھا۔ جو آج تک حرمین شریفین میں معمول ہے۔ وہاں اللہ التوفیق)

## ٥٣۔ کتاب الصلح

# کتاب مسائل صلح کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
الْحُكْمُ لِلّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ**

باب لوگوں میں صلح کرنے کا واب اور سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "ان کی اکثر کافروں نیوں میں خیر نہیں، سوا ان (سرگوشیوں) کے جو صدقہ یا اچھی بات کی طرف لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے ہوں یا لوگوں کے درمیان صلح کرائیں اور جو شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو جلد ہم اسے اجر عظیم دیں گے اور اس باب میں یہ وحیوں حکم امام ایں المواقیع لیصلح بین الناس پاً ضخایہ۔

اوہ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "ان کی اکثر کافروں نیوں میں خیر نہیں، سوا ان (سرگوشیوں) کے جو صدقہ یا اچھی بات کی طرف لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے ہوں یا لوگوں کے درمیان صلح کرائیں اور جو شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو جلد ہم اسے اجر عظیم دیں گے اور اس باب میں یہ وحیوں حکم امام ایں المواقیع لیصلح بین الناس پاً ضخایہ۔

**٢٦٩٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي ثَمَّةَ قَالَ :** حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ نَاسًا مِنْ نَبِيِّنَا عَمْرُو بْنَ عَوْفٍ كَانُوا يَنْهَا هُنَّةً، فَعَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ۖ فِي أَنَّاسٍ مِنْ

شیخی حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہی نے صلح کی فضیلت میں اسی آیت پر اتفاقار کیا، شاید ان کو کوئی حدیث صحیح اس باب میں اپنی شرط پر نہیں مل۔ امام احمد بن ابو الدرداء سے مرفوعاً نکلا کہ میں تم کو وہ بات نہ بتاؤں جو روزے اور نماز اور صدقہ سے افضل ہے، وہ کیا ہے آپس میں ملاپ کر دینا۔ آپس میں فساد نکیوں کو میٹ دیتا ہے۔ صلح کے مقابلے پر فساد جگڑا جس کی قرآن مجید نے شدت سے برائی کی ہے اور بار بار بتالیا ہے کہ اللہ پاک جگڑے فساد کو دوست نہیں رکتا۔ وہ بہر حال صلح، امن، ملاپ کو دوست رکتا ہے۔

**٢٦٩٠۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي ثَمَّةَ قَالَ :** حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ نَاسًا مِنْ نَبِيِّنَا عَمْرُو بْنَ عَوْفٍ كَانُوا يَنْهَا هُنَّةً، فَعَرَجَ إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ۖ فِي أَنَّاسٍ مِنْ

وقت ہو گیا، لیکن آپ تشریف نہ لاسکے۔ چنانچہ بالا ہوشٹرنے آگے بڑھ کر اذان دی، ابھی تک چونکہ آخر پرست مسیحی تشریف نہیں لائے تھے۔ اس لئے وہ (آخر پرست مسیحی) کی ہدایت کے مطابق (ابو بکر ہوشٹرنے کے پاس آئے اور ان سے کماکہ حضور مسیح وہیں رک گئے ہیں اور نماز کا وقت ہو گیا ہے، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھادیں گے؟ انہوں نے کماکہ ہل اگر تم چاہو۔ اس کے بعد بالا ہوشٹر نے نماز کی تکمیر کی اور ابو بکر ہوشٹر آگے بڑھے۔ (نماز کے درمیان) نبی کریم مسیح صفوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے پہلی صفحہ میں آپنے۔ لوگ بار بار ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے۔ مگر ابو بکر ہوشٹر نماز میں کسی دوسرا طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے (مگر جب بار بار ایسا ہوا تو) آپ متوجہ ہوئے اور معلوم کیا کہ رسول اللہ مسیح آپ کے پیچے ہیں۔ آخر پرست مسیحی نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے انہیں حکم دیا کہ جس طرح وہ نماز پڑھا رہے ہیں، اسے جاری رکھیں۔ لیکن ابو بکر ہوشٹر نے اپنا ہاتھ اٹھا کر رسول اللہ کی حدیث کی اور ائمہ پاؤں پیچے آگئے اور صفحہ میں مل گئے۔ پھر نبی کریم مسیح آگے بڑھے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ہدایت کی کہ لوگو! جب نماز میں کوئی بات پیش آتی ہے تو تم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگتے ہو۔ ہاتھ پر ہاتھ مارنا عورتوں کے لئے ہے۔ (مردوں کو) جس کی نماز میں کوئی بات پیش آئے تو اسے سجان اللہ کہنا چاہئے، کیونکہ یہ لفظ جو بھی سنے گا وہ متوجہ ہو جائے گا۔ اے ابو بکر! جب میں نے اشارہ بھی کر دیا تھا تو پھر آپ لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ انہوں نے عرض کیا، ابو قحافہ کے بیٹے کے لئے یہ بات مناسب نہ تھی کہ وہ رسول اللہ مسیحی کے ہوتے ہوئے نماز پڑھائے۔

أَنْهَاكَبِهِ يُصْلِحُ بَيْنَهُمْ؛ فَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ  
وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ، فَجَاءَهُ بَلَانَ فَأَذْنَ  
بِالصَّلَاةِ وَلَمْ يَأْتِ النَّبِيُّ ﷺ. فَجَاءَ إِلَى  
أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيُّ ﷺ خَيْسٌ،  
وَقَدْ حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَوْمَ  
النَّاسَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، إِنْ شِئْتَ. فَأَقَامَ  
الصَّلَاةَ. فَقَدِمَ أَبُوبَكْرٌ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ  
ﷺ يَسْتَشِنُ فِي الصُّورَفِ حَتَّى قَامَ فِي  
الصَّفَّ الْأَوَّلِ، فَأَخْلَدَ النَّاسَ بِالتصْفِيقِ  
حَتَّى أَكْتَرُوا، وَكَانَ أَبُوبَكْرٌ لَا يَكَادُ  
يَلْتَفِتُ فِي الصَّلَاةِ، فَالْتَّفَتَ فَإِذَا هُوَ بِالنَّبِيِّ  
ﷺ وَرَاءَةً، فَأَشَارَ إِلَيْهِ بِيَدِهِ فَأَمْرَأَهُ يُصْلِيَ  
كَمَا هُوَ، فَرَأَعَ أَبُوبَكْرٌ يَدَهُ فَعَمِدَ اللَّهُ،  
ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْفَرِيَ وَرَاءَةً حَتَّى دَخَلَ فِي  
الصَّفَّ، وَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَلَّنِي بِالنَّاسِ  
لَلَّمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا  
أَيُّهَا النَّاسُ، إِذَا نَابَتُكُمْ شَيْءٌ لِي صَلَاتِكُمْ  
أَحَدُنُمْ بِالتصْفِيقِ، إِنَّمَا التصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ،  
مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ لِي صَلَاهُ فَلَيَقْلُمْ سَبْخَانَ  
اللَّهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا التَّفَتَ، يَا أَيُّهَا  
بَنِي، مَا مَنَعَكُمْ جِنِينَ أَشْرَنَتِ إِلَيْكُمْ لَمْ  
تُصْلِلَ بِالنَّاسِ؟)) فَقَالَ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِأَبِي  
أَبِي قَحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ  
ﷺ)). [راجع: ۸۶۴]

یہ حدیث پیچے بھی گز بھی ہے۔ یہاں حضرت مجتبی مطلق امام بخاریؓ اس حدیث کو اس لئے کہ اس میں آپ کے مقام قباء بن عمرو بن عوف میں صلح کرنے کے لئے تشریف لے جانے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ صلح کو اتنی اہمیت ہے کہ اس کے لئے بڑی سے بڑی شخصیت بھی پیش قدمی کر سکتی ہے۔ بھلا رسول کریم مسیحی سے افضل، بھلا رسول بڑا کون ہو گا۔ آپ خود اس پاک مقصد کے لئے

قبا تشریف لے گئے۔ (تہذیب)

یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز میں نادانی سے کچھ لغفرش ہو جائے تو وہ بہر حال قتل معلن ہے۔ مگر امام کو چاہئے کہ غلطی کرنے والوں کو آئندہ کے لئے ہدایت کر دے۔

(۳۶۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معمتنے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا اور ان سے اُنس بن شہر نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ سے عرض کیا گیا، اگر آپ عبد اللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو ہتر تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم پیصل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدر سے آپ گزر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کرم ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ کہنے لگا زرا آپ دور ہی رہئے آپ کے گدھے کی بونے میرا دماغ پر پیشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوبیوں دار ہے۔ عبد اللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم ایک شخص ان صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے اور ہاتھ پائی، چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ”اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو ان میں صلح کر اداو۔“

**لشیخ** عبد اللہ بن ابی خررج کا سروار تھا، مدینہ والے اس کو پادشاہ ہنانے کو تھے، آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور یہ امر ملتوی رہا۔ لوگوں نے آپ کو یہ رائے دی کہ آپ اس کے پاس تشریف لے جائیں گے تو اس کی دلجمی ہو گی اور بہت سے لوگ اسلام قول کریں گے۔ پیغمبر مسیح نہیں ہوتے، آپ بلا کلف تشریف لے گئے۔ مگر اس مردوں نے جو اپنے آپ کو بہت نیس مزاں سمجھتا تھا، آپ کے گدھے کو بد بودا ر سمجھا اور یہ گستاخانہ کلام کیا جاؤ اس کے خبث بالطفی کی دلیل تھا۔ ایک انصاری صحابی نے اس کو منہ توڑ جواب دی۔ نے سن کر اس منافق کے خاندان کے کچھ لوگ طیش میں آگئے اور قریب تھا کہ باہم جنگ پا ہو جائے، آنحضرت ﷺ نے ہر دو فریق میں صلح کرادی، آیت میں مسلمانوں میں صلح کرنے کا ذکر ہے۔ یہ ہر دو گروہ مسلمان ہی تھے۔ کتاب الصلح میں اس نے اس حدیث کو حضرت امام نے درج کیا کہ آپس کی صلح مخالفی کے لئے آنحضرت ﷺ کی سخت ترین تأکیدات ہیں اور یہ عمل عند اللہ بہت ہی اجر و ثواب کا موجب ہے۔ آیت مذکورہ فی الباب میں یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑپڑیں تو ان میں صلح کر اداو۔ مگر یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ آیت تو مسلمانوں کے بارے میں ہے اور عبد اللہ بن ابی کے ساتھی تو اس وقت تک کافر تھے۔ قطعاً ان نے کہاں عباس بن عیاش کی تفسیر میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی کے ساتھی بھی مسلمان ہو چکے تھے، آیت میں لفظ ”مومنین“ خود اس امر پر دلیل ہے۔

۲۶۹۱ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَدِلٌ  
قَالَ : سَيِّفَتْ أَبِي أَنَّ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ : (( قَتَلَ لِلَّهِ يَعْلَمُ لَوْ أَتَيْتُ عَنْدَ اللَّهِ  
بَنَ أَبِي . فَانطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَرَأَكَ  
جِمَارًا ، فَانطَلَقَ الْمُسْلِمُونَ يَمْشُونَ مَعَهُ  
- وَهِيَ أَرْضُ سَبَخَةٍ - فَلَمَّا آتَاهُ النَّبِيُّ  
قَالَ : إِلَيْكَ عَنِي ، وَاللَّهُ لَقَدْ آذَانِي تَنْ  
جِيمَارِكَ . فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ  
وَاللَّهُ لَجَمَارُ رَسُولِ اللَّهِ أَطْبَرَ رِنْحًا  
مِنْكَ . فَفَضَّبَ لِعَنِي اللَّهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِيِّهِ  
فَشَتَّمَا ، فَفَضَّبَ لِكُلِّ وَاحِدِ مِنْهُمَا  
أَصْحَابَهُ ، فَكَانَ يَنْهَا مُضْرِبَ بِالْحَرْنَدِ  
وَالْأَيْنِدِيِّ وَالْتَّعَالِ ، فَبَلَّغَنَا أَنَّهَا أَنْزِلَتْ  
هُوَ إِنْ طَافَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ افْتَلَوَا  
فَأَصْبَحُوا يَنْهَا مِنْهُمَا ) [ الحجرات : ۹ ].

الل اسلام کا یاہی قتل و قتل اتنا برا ہے کہ اس کی جس قدر نرمت کی جائے کم ہے۔ اللهم الف بین قلوبنا و اصلاح ذات بیننا بعض متعقب مقلد علماء نے اپنے سلک کے سوا دوسرے مسلمانوں کے خلاف عوام میں اس قدر تھبہ پھیلا رکھا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کو بالکل اجنبیت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ایسے علماء کو خدا نیک سمجھ عطا کرے، آمین۔ خاص طور پر الہمدیث سے بغض و عناد۔ الل بدعت کی نشانی ہے جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقدار جیلانی نے تحریر فرمایا ہے۔

## باب دوآدمیوں میں میل ملاب کرانے کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے

(۳۶۹۲) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا صالح بن کینیان سے، ان سے ابن شاب نے، انسیں حمید بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ نے انسیں خبر دی اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ساتھا کہ جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہ دے۔

**لئے بخیر** مثلاً دو آدمیوں میں رنج ہو اور یہ ملاب کرانے کی نیت سے کے کہ وہ تو آپ کے خیر خواہ ہیں یا آپ کی تعریف کرتے ہیں۔ قطلانی نے کہا ایسے جھوٹ کی رخصت ہے جس سے بہت فائدے کی امید ہو۔ امام مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنے کی اجلذت ہے۔ ایک تو لڑائی میں، دوسرے مسلمانوں میں آپس میں میل جوں کرانے میں، تیسرا اپنی بیوی سے۔ بعضوں نے اور مقاموں کو بھی جہاں کوئی مصلحت ہو، انہی پر قیاس کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں جھوٹ بولنا جب منع ہے جب اس سے نقصان پیدا ہو یا اس میں کوئی مصلحت نہ ہو؛ بعضوں نے کہا جھوٹ ہر حال میں منع ہے اور ایسے مقاموں میں تو ریکارڈ بھترتے ہے۔ مثلاً کوئی ظالم سے یوں کے میں تو آپ کے لئے دعا کیا کرتا ہوں اور مطلب یہ رکھ لیا اللهم اغفر للملائکن کما کرتا ہوں، اور ضرورت کے وقت تو جھوٹ بولنا بالاتفاق جائز ہے۔ ضرورت سے مذکورہ صلح مقابلی کی ضرورت مراد ہے، یا کسی ظالم کے ظلم سے بچنے یا کسی کو بچانے کے لئے جھوٹ بولنا، حدیث انما الاعمال بالنیات کا یہ بھی مطلب ہے۔

## باب حاکم لوگوں سے کہے ہم کو لے چلو ہم صلح کر دیں

(۳۶۹۳) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اوسی اور اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قباء کے

## ۲- بَابُ لَيْسَ الْكَاذِبُ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

۲۶۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّةَ أُمَّ كُلُّ قَوْمٍ بِنْ عَقْبَةَ أَخْبَرْتَهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيُنْهِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا)).

**لئے بخیر** ۲۶۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْتَسِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزُوِّيُّ قَالَا : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ

لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر پتھر پھینکئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا۔ چونکہ ان میں صلح کرائیں گے۔

بن سعید رضی اللہ عنہ: ان اهل قہۃ  
القتلوا حتی ترموا بالحجارة، فاخبر  
رسول اللہ ﷺ بذلك فقال: ((اذهروا  
بنا نصلح بينهم)). [راجح: ٦٨٤]

گویا آپ ﷺ نے صلح کے لئے خود پیش فرمائی، یہی باب کا مقصد ہے۔ باہمی جھگڑے کا ہونا ہر وقت ممکن ہے، مگر اسلام کا تقاضا بلکہ انسانیت کا تقاضا ہے کہ سن تدبیر سے ایسے جھگڑوں کو ختم کر کے باہمی اتفاق کرا دیا جائے۔

باب سورۃ ناس علیہ میں اللہ کا یہ فرمانا:  
اگر میاں یوی صلح کر لیں تو صلح ہی

بمتر ہے

(۳۶۹۲) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا ہشام بن عروہ سے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا) "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے بے توجی دیکھے" تو اس سے مراد ایسا شوہر ہے جو اپنی یوی میں ایسی چیزیں پائے جو اسے پسند نہ ہوں، عمر کی زیادتی وغیرہ اور اس لئے اسے اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہو اور عورت کے کہ مجھے جدانہ کرو (نقہ وغیرہ) جس طرح تم چاہو دیتے رہتا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر دونوں اس پر راضی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

[راجح: ۲۴۵۰] پھر اگر مرد قرارداد کے موافق اس کی باری میں دوسرا عورت کے پاس رہے یا اس کو خرچ کر دے تو تمہارا نہ ہو گا۔ کیونکہ عورت نے اپنی رضامندی سے اپنا حق ساقط کر دیا، جیسا کہ حضرت سودہؓ نے اپنی رضا سے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تھی اور آنحضرت ﷺ ان کی باری کے دن حضرت عائشہؓ کے یہاں رہا کرتے تھے۔ میاں یوی کا باہمی طور پر صلح مسئلہ سے رہنا اسلام میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

باب اگر ظلم کی بات پر صلح کریں  
تو وہ صلح لغو ہے

(۳۶۹۵، ۹۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اہن الی ذسب نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ

خیریہؓ (النساء: ۱۲۸) [۲۶۹۴] حدثنا قتيبة بن سعيد قال  
حدثنا سفيان عن هشام بن غزوة عن أبيه  
عن عائشة رضي الله عنها: ((وإن امرأة  
خففت من بغلها نسوزاً أو زاغراضاً  
قالت: ((هُوَ الرَّجُلُ يَرِى مِنْ أَفْرَأَتِهِ مَا لَا  
يُفجِّهُ كَبِيرًا أوْ غَيْرَهُ قَبِيلَةً فِي الْأَهْلَهَا،  
لَقَوْلُ: أَمْسِكْنِي، وَأَفْسِمْ لِي مَا شِئْتَ  
قالت: فَلَا بَأْسَ إِذَا تَرَاضَيَا)).

[راجح: ۲۶۹۵]

۵- باب إذا اضطلحوا على صلح  
جور فالصلح مردود

[۲۶۹۶] حدثنا آدم قال حدثنا  
ابن أبي ذئب قال حدثنا الزهراني عن

نے اور ان سے ابوہریرہ اور زید بن خلد جنپی بیٹتا نے بیان کیا کہ ایک دساتی آیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کر دیجئے۔ دوسرے فریق نے بھی کیا کہ اس نے حق کیا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں۔ دساتی نے کماکہ میرا لڑکا اس کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ قوم نے کما تمہارے لڑکے کو رجم کیا جائے گا، لیکن میں نے اپنے لڑکے کے اس جرم کے بد لے میں سو بکریاں اور ایک باندی دے دی۔ پھر میں نے علم والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے ملک بدر کر دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور بکریاں تو تمہیں کو واپس لوٹا دی جاتی ہیں، البتہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے ملک بدر کیا جائے گا اور انہیں تم (یہ قبلہ اسلام کے ایک صحابی تھے) اس عورت کے گھر جاؤ اور اسے رجم کرو (اگر وہ زنا کا اقرار کر لے) چنانچہ انہیں گئے، اور (چونکہ اس نے بھی زنا کا اقرار کر لیا تھا اس نے) اسے رجم کرو۔

[راجح: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

**شیخ** [گویا بیوی کے خاوند سے سو بکریاں اور ایک لوٹی دے کر صلح کری۔ باب کامطلب اس سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تمیری بکریاں اور لوٹی تجھ کو واپس ملیں گی، کیونکہ یہ ناجائز اور خلاف شرع صلح تھی۔ ابن دینق العید نے کہا، اس حدیث سے یہ لکھا کہ معاوضہ ناجائز کے بدل جو چیزیں جائے اس کا پھیر دینا واجب ہے، لیئے والا اس کا مالک نہیں ہوتا۔ روایت میں اہل علم سے مراد وہ صحابہ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ جیسے ظفارے اربعہ اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ عنہم) یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اہل علم سے اس کی تحقیق کر لینا ضروری ہے اور یہ تحقیق کتاب و سنت کی روشنی میں ہوئی چاہئے نہ کہ بعض تقلید کے انہیں میں ٹھوکریں کھائیں جائیں، آیت (فَسْأَلُوا أَهْلَ الْكِتَابَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَفْلِحُونَ) (الخل: ۳۳) کا یہی مطلب ہے۔

(۲۷۹) ہم سے یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی

عَيْنِي اللَّهُ بْنُ عَيْنِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهَنْيِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: جَاءَهُ أَغْرَاهَيْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفْضِلِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَامَ حَضْنَمَةَ فَقَالَ: صَدَقَ، أَفْضِلِي بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَغْرَاهَيْ: إِنَّ أَبْنَيَ كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَزَّنِي بِأَفْرَأَيِهِ، فَقَالُوا لَيْ: عَلَى أَبْنَكَ الرُّجْمَ، فَقَدِيتَ أَبْنَيَ مِنْ بِعْلَةَ مِنَ الْفَنْمِ وَوَلَيْدَةَ، ثُمَّ سَأَلَتْ أَهْلَ الْعِلْمِ فَقَالُوا: إِنَّمَا عَلَى أَبْنَكَ جَلْدَ مِائَةَ وَتَعْرِيبَ عَامٍ، فَقَالَ أَبْنَيَ: ((لَا قَضَيْنَ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ، أَمَا الْوَلَيْدَةُ وَالْفَنَمُ فَرَدَ عَلَيْكَ، وَعَلَى أَبْنَكَ جَلْدَ مِائَةَ وَتَعْرِيبَ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أَنْتَنِ - لِرَجْلِ - فَاغْدُ عَلَى افْرَأَيِهِ هَذَا فَازْجَمْهَا، فَلَدَّا عَلَيْهَا أَنْتِسِ فَرَجَمَهَا)).

[راجح: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

بن سعد عن أبيه عن القاسم بن محمد بن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: ((من أخذت في أمرنا

هذا ما تَسْأَلُ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ). رَوَاهُ عَنْهُ اللَّهُ  
بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ وَعَنْهُ الْوَاحِدُ بْنُ أَبِي  
عَوْنَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ۔

**التشذيب** عبد الله بن جعفر کی روایت کو امام مسلم نے اور عبد الواحد کی روایت کو دارقطنی نے وصل کیا۔ اس حدیث سے یہ کلاکر جو صلح برخلاف قواعد شرع ہو وہ لغو اور باطل ہے اور جب معلمہ صلح باطل نہ ہو تو جو معاوضہ کسی فرقہ نے لیا وہ واجب الرد ہو گا۔

یہ حدیث شریعت کی اصل الاصول ہے۔ اس سے ان تمام بدعاں کا جو لوگوں نے دین میں نکال رکھی ہیں پورا رد ہو جاتا ہے۔ جیسے تجہ، فاتح، چلم، شب برات کا طوه، حرم کا پھر، تعریہ، شدہ، مولود، عرس، قبروں پر غلاف و پھول ڈالنا، ان پر میلے کرنا وغیرہ وغیرہ یہ جملہ امور اس لئے بدعت یہ ہیں کہ زمانہ، رسالت اور زمانہ، صحابہ و تابعین میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا، جیسا کہ کتب تاریخ و سیر موجود ہے۔ مگر کسی بھی مستند کتاب میں کسی بھی جگہ ان بدعاں سے کاشوت نہیں ملتے گا۔ اگر سارے اہل بدعت بھی مل کر زور لگائیں تو ہاکام رہیں گے۔ بہرحال بدعت سے پرہیز کرنا اور سنت نبوی کو معمول بناتا ہے حد ضروری ہے۔ کسی نے یق کہا ہے۔

سلک سنت پر اے سالک چلا جا بنے دھڑک

جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سروک

۶- بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ هَذَا مَا  
صَالِحَ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَ وَإِنْ لَمْ يَنْسُبْهُ  
إِلَى قَبِيلَتِهِ أَوْ نَسْبَهُ  
باب صلح نامہ میں یہ لکھنا کافی ہے ”یہ وہ صلح نامہ ہے جس  
پر فلال ولد فلال اور فلال ولد فلال نے صلح کی اور خاندان  
اور نسب نامہ لکھنا ضروری نہیں ہے۔“

(اگر دونوں شخص مشہور و معروف ہوں)

(۲۶۹۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غذر نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، آن سے ابو اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے براء بن عازب بن بشیر سے نہ، آپ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی بن بشیر نے لکھی تھی۔ انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ محمد کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو، اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی بن بشیر سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو، علی بن بشیر نے کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو اسے نہیں مٹا سکتا، تو آنحضرت ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے وہ لفظ مٹا دیا اور

۲۶۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارَ قَالَ  
حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي  
إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ بْنَ عَازِبٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (لَمَّا صَالَحَ  
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَهْلَ الْخَدْيَبَيَّ كَتَبَ عَلَيْهِ  
رَضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ بَيْنَهُمْ كَبَابًا، فَكَتَبَ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ: لَا  
تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ، لَوْ كَتَبْتَ  
رَسُولًا لَمْ تَقْبِلْنَاهُ، فَقَالَ لِعَلَيْهِ: أَمْحَخَهُ.  
قَالَ عَلَيْهِ: مَا أَنَا بِالَّذِي أَمْحَخَاهُ، فَمَحَخَاهُ

مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لئے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں، شاگردوں نے پوچھا کہ «جلبان السلاح» (جس کا یہ مل ذکر ہے) کیا چیز ہوتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر ہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے)

**لشیخ** صلح نامہ میں صرف محمد بن عبد اللہ لکھا گیا۔ اسی سے ترجمہ الباب ثابت ہوا۔ اس سے یہ ظاہر ہوا کہ کسی موقع پر اگر معاشرین کوئی نامناسب طالبہ کریں جو ضد کی حد تک پہنچ جائے تو مجبوراً اسے تسلیم کرنا پڑے گا۔ آج جبکہ اہل اسلام اقتیب میں ہیں اور معاذین اسلام کی اکثریت ہے تو مجبوراً مسلمانوں کے ساتھ ایسے بات سے مسائل ہیں جن کو بادول ناخواست تسلیم کرنے کی میں سلامتی ہے۔ ایسے امور کے لئے امید ہے کہ عبداللہ موافقہ نہ ہو گا۔

آنحضرت ﷺ مستقبل میں اسلام کی قیمت بیشتر کیجئے رہے تھے۔ اسی لئے حدیبیہ کے موقع پر مصلحت آپ نے مشرکین کی کمی ایک نامناسب باتوں کو تسلیم کر لیا اور آئندہ خود مشرکین کہ میں کو ان کی غلہ شرط اٹ کا خیاہ بھکتا پڑا۔ حق ہے العق بعلوا ولا یعلی علیہ

(۲۶۹۹) ہم سے عبد اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا اسرائیل سے "ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب بیشوخ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعده کے میئے میں عمرو کا احرام باندھا۔ لیکن کم و الوں نے آپ کو شریش داخل نہیں ہونے دیا۔ آخر صلح اس پر ہوئی کہ (آئندہ سال) آپ کم میں تین روز قیام کریں گے۔ جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو اس میں لکھا گیا کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے لکھا ہے۔ لیکن مشرکین نے کہا کہ ہم تو اسے نہیں مانتے۔ اگر ہمیں علم ہو جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو نہ روکیں۔ بس آپ صرف محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ نے علی بیشوخ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مثارو، انہوں نے عرض کیا، نہیں خدا کی قسم! میں تو یہ لفظ کبھی نہ مٹاؤں گا۔ آخر آپ نے خود دستاویزی اور لکھا کہ یہ اس کی دستاویز ہے کہ محمد بن عبد اللہ نے اس شرط پر صلح کی ہے کہ مکہ میں وہ ہتھیار میان میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں گے۔ اگر کہ کا کوئی شخص ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے ساتھ نہ لے جائیں گے۔ لیکن اگر ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص

رسُولُ اللَّهِ، يَبْدِي وَصَنَاعَتَهُمْ عَلَى أَنْ يَذْخُلُهُمْ هُوَ وَأَصْنَاعَاهُمْ فَلَاثَةً أَيَّامٍ، وَلَا يَذْخُلُوهُمْ إِلَّا بِجُلْبَانِ السَّلَاحِ، فَسَأْلُوهُمْ مَا جُلْبَانُ السَّلَاحِ؟ فَقَالُوا: الْفِرَابُ بِمَا [۱۷۸۱] (پیغمبر)۔ [راجع: ۱۷۸۱]

إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبْرَاءِ رَضْبَةِ اللَّهِ عَنْهُ قَالَ: اغْتَمِرْ النَّبِيُّ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، فَلَئِنْ أَهْلَ مَكَّةَ أَنْ يَذْغُورَهُ يَذْخُلُهُ مَكَّةَ، حَتَّىٰ قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَقْبِلُهَا فَلَاثَةً أَيَّامٍ، فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا: هَذَا مَا قَاضَنِي عَلَيْهِ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالُوا: لَا تُنْقِرُ بِهَا، فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولَ اللَّهِ مَا مَنَعَنَاكَ، لِكِنْ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَنْدِ اللَّهِ، قَالَ: ((أَنَا رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ))، فَمَمْ قَالَ لِغَلِي: ((امْحِ))؛ ((رَسُولُ اللَّهِ)) قَالَ: لَا وَاللَّهِ لَا أَنْحُوكَ أَبَدًا، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكِتَابَ فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَنِي عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ، لَا يَذْخُلُهُ مَكَّةَ سَلَاحٌ إِلَّا لِلْفِرَابِ، وَأَنْ لَا يَغْرِبَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ

مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے وہ نہ روکیں گے۔ جب (آنندہ سال) آپ مکہ تشریف لے گئے اور (مکہ میں قیام کی) مدت پوری ہو گئی تو قریش علی بنی بشیر کے پاس آئے اور کما کہ اپنے صاحب سے کہنے کہ مدت پوری ہو گئی ہے اور اب وہ ہمارے یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ نبی کرم ملتیہم مکہ سے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت حمزہ بن شریح کی ایک بچی پچاچا کرتی آئیں۔ علی بنی بشیر نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا، پھر فاطمہ ملیما السلام کے پاس ہاتھ کپڑ کر لائے اور فرمایا، اپنی پچازاد بن کو بھی ساتھ لے لو، انہوں نے اسکو اپنے ساتھ سوار کر لیا، پھر علی زید اور جعفر بنی بشیر کا جھگڑا ہوا۔ علی بنی بشیر نے فرمایا کہ اس کا میں زیادہ مستحق ہوں، یہ میرے پچاکی بچی ہے۔ جعفر بنی بشیر نے فرمایا کہ یہ میرے بھی پچاکی بچی ہے اور اس کی غالہ میرے نکاح میں بھی ہیں۔ زید بنی بشیر نے فرمایا کہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کرم ملتیہم نے بچے کی غالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ غالہ مان کی جگہ ہوتی ہے، پھر علی بنی بشیر سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جعفر بنی بشیر سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات و اخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو۔ زید بنی بشیر سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے مولا بھی۔

حضرت حمزہ بنی بشیر آنحضرت ملتیہم کے رضائی بھائی تھے۔ اس نے ان کی صاحبزادی نے آپ کو پچاچا کہہ کر پکارا۔ حضرت زید بنی بشیر نے اس بچی کو اپنی بیویجی اس نے کما کہ آنحضرت ملتیہم نے حضرت زید بنی بشیر کو حضرت حمزہ بنی بشیر کا بھائی بنا دیا تھا۔ زید بنی بشیر سے آنحضرت ملتیہم نے لفظ مولانا سے خطاب فرمایا، مولی اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ماں آزاد کر دے۔ آپ نے حضرت زید کو آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ جب آپ نے یہ لڑکی از روے انصاف حضرت جعفر بنی بشیر کو دلوائی تو اور وہن کا دل خوش کرنے کے لئے یہ حدیث فرمائی۔ اس حدیث سے حضرت علی بنی بشیر کی بیوی فضیلت نکل۔ آنحضرت ملتیہم نے فرمایا، میں تمرا ہوں تو میرا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم تم دونوں ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور خون طاہر ہے۔ حضرت علی بنی بشیر نے مٹانے اور آپ کا نام نامی لکھنے سے انکار عدول حکمی کے طور پر نہیں کیا، بلکہ قوت ایمانیہ کے جوش سے ان سے یہ نہیں ہو سکا کہ آپ کی رسالت جو سراسر برحق اور صحیح تھی، اس کو اپنے ہاتھ سے مٹائیں۔ حضرت علی بنی بشیر کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کا حکم بطور وجوب کے نہیں ہے۔

ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ ترجمہ میں صرف فلاں بن فلاں لکھنے پر انتصار کیا اور زیادہ نسب نامہ خاندان وغیرہ نہیں لکھوایا۔ روایت ہدایت ہے جو آپ کے خود لکھنے کا ذکر ہے یہ بطور مجھہ ہو گا، ورنہ درحقیقت آپ نبی ای تھے اور لکھنے پڑنے سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ پھر اللہ نے آپ کو علوم الاولین والاخرين سے مالا مال فرمایا۔ جو لوگ حضور ملتیہم کے ای ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں، ای ہونا بھی آپ کا مجرہ ہے۔

## باب مشرکین کے ساتھ صلح کرنا

اس باب میں ابوسفیانؓ کی حدیث ہے۔

عوف بن مالک بن خوش نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا کہ ایک دن آئے گا کہ پھر تمہاری رومیوں سے صلح ہو جائے گی۔

اس باب میں سل بن حنفیف اسماء اور سوریانؓ کی بھی نبی کرم ﷺ سے روایات ہیں۔

(۲۷۰۰) موسیٰ بن مسعود نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب بن خوش نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے صلح حدیبیہ مشرکین کے ساتھ تین شرائط پر کی تھی، (۱) یہ کہ مشرکین میں سے اگر کوئی آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آجائے تو آپ اسے واپس کر دیں گے۔ لیکن اگر مسلمانوں میں سے کوئی مشرکین کے یہاں پناہ لے گا تو یہ لوگ ایسے شخص کو واپس نہیں کریں گے۔ (۲) یہ کہ آپ آئندہ سال مکہ آسکیں گے اور صرف تین دن ٹھہریں گے۔ (۳) یہ کہ ہتھیار، توار، تیر وغیرہ نیام اور ترکش میں ڈال کر ہی مکہ میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ابو جندل بن خوش (جو مسلمان ہو گئے تھے اور قریش نے ان کو قید کر رکھا تھا) ہمیوں کو گھستنے ہوئے آئے، تو آپ نے انہیں (شرائطِ معاهدہ کے مطابق) مشرکوں کو واپس کر دیا۔ امام بخاری نے کہا کہ مؤمل نے سفیان سے ابو جندل کا ذکر نہیں کیا ہے اور الاب جلبان السلاح کے مجائزے (لا بجلب السلاح کے الفاظ نقل کئے ہیں)۔

(۲۷۰۱) ہم سے محمد بن رافع نے بیان کیا، کہا ہم سے شریع بن نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے فتح نے بیان کیا، ان سے تافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ رسول کرم ﷺ عمرو کا احرام باندھ کر نکلے، تو کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا۔ اس لئے آپ نے قریانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور سر بھی وہیں منڈوا لیا اور کفار مکہ سے آپ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ آپ آئندہ سال عمرہ

## ۷- بَابُ الصَّلْحِ مَعَ الْمُشْرِكِينَ:

فِيهِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

وَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَمْ تَكُونْ هَذَهُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ)).  
وَفِيهِ سَهْلُ بْنُ حَنْفِيَرَ وَأَسْمَاءَ،  
وَالْمُسْتَوْرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۲۷۰۰ - وَقَالَ مُوسَى بْنُ مَسْعُودٍ:  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ  
عَنِ الْأَبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ ((صَالَحُ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ  
الْحُدَيْنَيْةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءٍ : عَلَى أَنْ مَنْ  
أَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَدَدَ إِلَيْهِمْ، وَمَنْ  
أَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ . وَعَلَى أَنْ  
يَذْخُلُهُمْ مِنْ قَابِلٍ وَيَقِيمُ بِهَا ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، وَلَا  
يَذْخُلُهُمْ إِلَّا بِخَلْبَانِ السَّلَاحِ: الْسَّيْفِ  
وَالْقُوْنِ وَتَحْوِرِهِ . فَجَاءَ أَبُو جَنْدُلَ يَخْجُلُ  
فِي قَبْوِهِ فَرَدَدَ إِلَيْهِمْ)). [راجع: ۱۷۸۱]  
قال أبو عبد الله: لَمْ يَذْكُرْ مُؤْمَلٌ عَنْ  
سُفْيَانَ أَهْبَأَ جَنْدُلَ، وَقَالَ: ((إِلَّا بِخَلْبَانِ  
السَّلَاحِ)).

۲۷۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُرِيعُ بْنُ الْفَعَمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مُغَتَمِراً، فَعَالَ  
كُفَّارَ قُرْيَشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَعَزَّ  
هَذِهِهِ، وَخَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْنَيْةِ، وَلَاقَهُمْ

کر سکیں گے۔ تکاروں کے سوا اور کوئی تھیار ساتھ نہ لائیں گے۔ (اور وہ بھی نیام میں ہوں گی) اور قریش جتنے دن چاہیں گے اس سے زیادہ کمہ میں نہ ٹھہر سکیں گے۔ (یعنی تین دن) چنانچہ آخر پرست صلح نے آئندہ سال عمرہ کیا اور شرائط کے مطابق آپؐ کمہ میں داخل ہوئے، پھر جب تین دن گزر چکے تو قریش نے کمہ سے چلے جانے کے لئے کما اور آپؐ وہاں سے واپس چلے آئے۔

عَلَى أَنْ يَغْتَمِ الْفَاعِمُ الْمُقْبَلِ، وَلَا يَخْمَلْ  
سَلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سَيُوفًا، وَلَا يَقْنِمْ بِهَا إِلَّا  
مَا أَحْثَبُوا. فَاغْتَمَّ مِنْ الْفَاعِمِ الْمُقْبَلِ  
لَذَّلَّهَا كَمَا كَانَ صَالِحُهُمْ، فَلَمَّا أَقَمْ بِهَا  
فَلَاتَا أَمْرُؤَةٌ أَنْ يَخْرُجَ لِلْخَرْجِ).

[طرفة فی : ۴۲۵۲]

اگرچہ مشرکین کی یہ شرطیں بالکل نامناسب تھیں، مگر حضرت للعالیم صلح نے بستے مصالح کے پیش نظر ان کو تسلیم فرمایا۔ پس مصلحت دبر کر مصلح کر لینا بھی بعض موقع پر ضروری ہو جاتا ہے۔ اسلام سراسر مصلح کا حادی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فساد کو مٹانے کے لئے اپنا حق چھوڑ کر بھی مصلح کر لے، اللہ اس سے بستہ ہی بہتر اجر عطا کرتا ہے۔ حضرت حسن اور حضرت امیر محاویہ صلح کی مصلح بھی اسی قسم کی تھی۔

(۲۷۰۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشرطے بیان کیا، کہا ہم سے بیکنی نے بیان کیا، ان سے بشیر بن یمار نے اور ان سے سمل بن ابی حمہ صلح نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سمل اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہما خبر گئے۔ خبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی ان دونوں مصلح تھیں۔

۲۷۰۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ  
فَقَالَ حَدَّثَنَا يَعْقِيْعٌ عَنْ بُشِّيرٍ بْنِ يَسَارٍ عَنْ  
سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْدَةَ قَالَ: ((اَنْطَلَقَ عَنْدَ  
الَّهُ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيَّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ بْنِ  
زَيْدٍ إِلَى خَيْرٍ وَهِيَ يَوْمَيْدٍ صَلْحٌ...)).

[اطرافہ فی : ۳۱۷۳، ۶۱۴۳، ۶۸۹۸]

[۷۱۹۲]

اسی سے کافروں کے ساتھ مصلح کرنا ملت ہوا۔ مصلح کے متعلق اسلام نے خاص پریاًیات اسی لئے دی ہیں کہ اسلام سراسر امن اور مصلح کا علمبردار ہے۔ اسلام نے جنگ و جدال کو کبھی پنڈ نہیں کیا، قرآن مجید میں صاف ہدایت ہے۔ (وَإِنْ جَنَحُوا لِلشَّرِّ فَأَنْجِنَحْنَا لَهُمْ) (الانفال: ۶۱) اگر دشمن مصلح کرنا چاہے تو آپ ضرور مصلح کے لئے جھک جائیے۔ قرآن مجید میں جہاں بھی جملی احکامات ہیں وہ صرف مافعت کے لئے ہیں، جا رہانے ہدایت کیہیں بھی نہیں ہے۔

## ۸- بَابُ الصُّلُحِ فِي الدِّيَةِ

(راضی ہو جانا)

(۲۷۰۳) ہم سے محمد بن عبد اللہ анصاری نے بیان کیا، کہا مجھے ہے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس صلح نے بیان کیا کہ نظر کی بیٹی ریبع صلح نے ایک لڑکی کے دانت توڑ دیے۔ اس پر لڑکی والوں نے تماون مانگا اور ان لوگوں نے معافی چاہی، لیکن معاف کرنے سے انہوں نے

۲۷۰۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ  
الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَمِيدٌ أَنَّ أَنَّا  
حَدَّثْنَاهُمْ أَنَّ الرَّبِيعَ - وَهِيَ أَنْتَهُ النَّضَرِ -  
كَسَرَتْ ثَيَّةٌ جَارِيَّة، فَطَلَّبُوا الْأَرْشَ

انکار کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے بدله لینے کا حکم دیا (یعنی ان کا بھی دانت توڑ دیا جائے) انس بن نصر بن جعفر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ربیع کا دانت کس طرح توڑا جائے گا، نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انس! کتاب اللہ کا فیصلہ تو بدله لینے (قصاص) ہی کا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ راضی ہو گئے اور معاف کر دیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ خود ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ فزاری نے (انپی روایت میں) حمید سے، اور انہوں نے انس بن شیراز سے یہ زیادتی نقل کی ہے کہ وہ لوگ راضی ہو گئے اور تباہان لے لیا۔

وَطَلَّوَا الْفَغْوَةَ، فَأَتَوْا. فَأَتَوْا النِّبِيُّ  
فَأَمْرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ:  
أَنْكَسَرَتْ نَيْتَهُ الرِّبْيَعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ لَا  
وَالَّذِي بَنَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُنكَسِرُ نَيْتَهَا.  
فَقَالَ: ((بِمَا أَنَسُ كَحَابَ اللَّهِ الْقِصَاصُ)).  
فَرَضَى الْقَوْمُ وَغَفَرَا، فَقَالَ النِّبِيُّ  
((إِنَّمَا مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَفْسَمَ عَلَى اللَّهِ  
لَا يَبْرُدُهُ)). زَادَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ  
أَنَسٍ: ((فَرَضَى الْقَوْمُ وَقَبَلُوا الْأَرْضَ)).  
[اطرافہ فی: ۲۸۰۶، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۶۸۹۴، ۴۶۱۱]

دیت پر صلح کرنا ثابت ہوا۔ حضرت انس بن نصر نے اللہ کی قسم اس امید پر کھالی کہ وہ ضرور ضرور فریق ٹالی کے دل موزدے گا اور وہ قصاص کے بدله دیت پر راضی ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی قسم کو پورا کر دیا اور فریق ٹالی دیت لینے پر راضی ہو گیا، جس پر آنحضرت ﷺ نے کچھ مقبولان بارگاہ الہی کی نشان دی فرمائی کہ وہ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ پاک سے متعلق اپنے دلوں میں کوئی سچا عزم کر لیں اور اس کو پورے بھروسے پر درمیان میں لے آئیں تو وہ ضرور ضرور ان کا عزم پورا کر دیتا ہے اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ انبیاء علیهم السلام اور اولیائے کاملین میں ایسی بہت سی مثالیں تاریخ عالم کے صفات پر موجود ہیں اور قدرت کا یہ قانون اب بھی جاری ہے۔

### باب حضرت حسن بن علیؑ کے متعلق نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ میرا یہ بیٹا ہے

مسلمانوں کا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کراؤ اور اللہ پاک کا سورہ حجرات میں یہ ارشاد کہ ”پس دونوں میں صلح کراؤ۔“

(۲۷۰۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو مویی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت امام حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ قسم اللہ کی! جب حسن بن علیؑ (معاویہ بن ہشتنگ کے مقابلے میں) پہاڑوں جیسا لشکر لے کر پہنچے، تو عمرو بن عاص بن ہشتنگ نے کہا: جو امیر معاویہ بن ہشتنگ کے

### ۹۔ بَابُ قَوْلِ النِّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:

((ابنی هذا سید، ولعل الله أن يصلح به  
بین فتین عظيمتين، وقوله جل ذكره  
﴿فَاصْلِحُوهَا بَيْنَهُمَا﴾).

۲۷۰۴ - حدثنا عبد الله بن محمد قال: حدثنا سفيان عن أبي موسى قال: سمعت الحسن يقول: ((الستقبل والله الحسن بن علي معاوية بكتاب أمثال الجبال، فقال عمر بن العاص: إن

مشیر خاص تھے) کہ میں ایسا لشکر کیکھ رہا ہوں جو اپنے مقابل کو نیت و  
تابود کئے بغیر واپس نہ جائے گا۔ معاویہ بن شیخ نے اس پر کما اور قسم اللہ  
کی، وہ ان دونوں اصحاب میں زیادہ اچھے تھے، کہ اے عمرو! اگر اس  
لشکر نے اس لشکر کو قتل کر دیا، یا اس نے اس کو کر دیا، تو (اللہ تعالیٰ کی)  
بارگاہ میں، لوگوں کے امور (کی جواب دی کے لئے) میرے ساتھ کون  
ذمہ داری لے گا، لوگوں کی یوہ عورتوں کی خبر گیری کے سلسلے میں  
میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ لوگوں کی آل اولاد کے سلسلے میں  
میرے ساتھ کون ذمہ دار ہو گا۔ آخر معاویہ بن شیخ نے حسن بن شیخ کے  
یہاں قریش کی شاخ بنو عبد منش کے دو آدمی بھیجے۔ عبد الرحمن بن  
سرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز، آپ نے ان دونوں سے فرمایا کہ  
حسن بن علی بن شیخ کے یہاں جاؤ اور ان کے سامنے صلح پیش کرو، ان  
سے اس پر گنتگو کرو اور فیصلہ انہیں کی مرضی پر چھوڑو۔ چنانچہ یہ  
لوگ آئے اور آپ سے گنتگو کی اور فیصلہ آپ ہی کی مرضی پر چھوڑو۔  
دیا۔ حسن بن علی بن شیخ نے فرمایا، ہم بنو عبد المطلب کی اولاد ہیں اور ہم  
کو خلافت کی وجہ سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی عادت ہو گئی ہے اور  
ہمارے ساتھ یہ لوگ ہیں، یہ خون خرابہ کرنے میں طاقت ہیں، بغیر  
روپیہ دیئے مانے والے نہیں۔ وہ کہنے لگے حضرت امیر معاویہ بن شیخ  
آپ کو اتنا اٹا روپیہ دینے پر راضی ہیں اور آپ سے صلح چاہتے ہیں۔  
فیصلہ آپ کی مرضی پر چھوڑا ہے اور آپ سے پوچھا ہے۔ حضرت  
حسن بن شیخ نے فرمایا کہ اس کی ذمہ داری کون لے گا؟ ان دونوں  
قادشوں نے کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت حسن نے جس  
چیز کے متعلق بھی پوچھا، تو انسوں نے یہی کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار  
ہیں۔ آخر آپ نے صلح کر لی، پھر فرمایا کہ میں نے حضرت ابو بکر بن شیخ  
سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ  
فرماتے سنائے اور حسن بن علی بن شیخ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں تھے،  
آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن شیخ کی طرف  
اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ

لائزی کتاب لا تُؤْتَيْ حَتَّى تَقْتَلَ أَفْرَانَهَا.  
فَقَالَ لَهُ مَعَاوِيَةُ - وَكَانَ وَاللهُ خَيْرُ  
الرَّجُلَيْنِ - أَيْنَ عَمْرُو، إِنْ قُتِلَ هُؤْلَاءِ  
وَهُؤْلَاءِ هُؤْلَاءِ مَنْ لِي بِضَيْغِتِهِمْ؟ فَبَعْثَ إِلَيْهِ  
لِي بِسَانَاهُمْ، مَنْ لِي بِضَيْغِتِهِمْ؟ فَبَعْثَ إِلَيْهِ  
رَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنْيِ عَبْدِ شَفَّاعٍ -  
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمْرَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنَ  
عَامِرٍ بْنِ كُرَيْزَ - قَالَ : اذْهَبَا إِلَى هَذَا  
الرَّجُلِ فَأَغْرِضَا عَلَيْهِ وَقُولَا لَهُ وَاطْلَبَا  
إِلَيْهِ فَأَتَيْهَا فَدَخَلَاهُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَا وَقَالَا لَهُ  
فَطَلَبَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ :  
إِنَا بُنُوْ عبدِ الْمُطَّلِبِ فَذَ أَصْبَنَا مِنْ هَذَا  
الْمَالِ، وَإِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ فَذَ غَاثَتْ فِي  
دِمَائِهَا، قَالَا: فَإِنَّهُ يَغْرِضُ عَلَيْكَ كَذَا  
وَكَذَا، وَيَطْلُبُ إِلَيْكَ وَيَسْأَلُكَ، قَالَ: فَمَنْ  
لِي بِهَذَا؟ قَالَا: نَحْنُ لَكِ بِهِ، فَمَا سَأَلَهُمَا  
شَيْئًا إِلَّا قَالَا: نَحْنُ لَكِ بِهِ، فَصَالَحُهُ.  
فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلَقَدْ سَمْفَتُ أَبَا بَكْرَةَ  
يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ  
- وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ - وَهُوَ  
يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى  
وَيَقُولُ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَتَعَلَّلَ اللَّهُ أَنْ  
يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتَنَينِ عَظِيمَيْنِ مِنَ  
الْمُسْلِمِيْنِ)، قَالَ لَيْلَى عَلِيٍّ بْنَ عَبْدِ اللهِ:  
إِنَّمَا تَبَتَّ لَنَا سِمَاعُ الْحَسَنِ مِنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ  
بِهَذَا الْحَدِيثِ.

مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔ امام بخاری نے کہا مجھ سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہمارے نزدیک اس حدیث سے حسن بصری کا ابو بکر بن یعنی سنت ثابت ہوا ہے۔

**تشریح** حدیث میں حضرت حسن اور حضرت معاویہؓ کی باتی صلح کا ذکر ہے اور اس سے صلح کی اہمیت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ اس مقصد کے تحت مجتبی مطلق حضرت امام بخاریؓ اس حدیث کو بیان لائے۔ اس صلح کے بارے میں آخرست تلمذؓ نے پیش گوئی فرمائی تھی، جو حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتی اور اس سے مسلمانوں کی باتی خون ریزی رک گئی۔ حضرت حسنؓ کی عسکری طاقت اور حضرت امیر معاویہؓ کی دور انہی پر مصالحت کے لئے حضرت حسن بن یعنی آمادگی، یہ جملہ حالات امت کے لئے بت سے اباق پیش کرتے ہیں۔ مگر صد افسوس کہ ان اباق کو بت کم مدنظر کھا گیا، جس کی سزا امت ابھی تک بھگت رہی ہے۔ راوی کے قول و کان خیر الرجیلین میں اشارہ حضرت امیر معاویہ اور عمرو بن عاصؓ کی طرف ہے کہ حضرت معاویہ عمرو بن عاصؓ سے بتتے جو جنگ کے خواہاں نہیں تھے۔

### باب کیا امام صلح کے لئے فرقین کو اشارہ کر سکتا ہے؟

(۲۷۰۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن ہلال نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے ابو الرجال محمد بن عبد الرحمن نے، ان سے ان کی والدہ عمرہ بنت عبد الرحمن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ناسوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر دو بھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہو گئی تھی۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور قاضی میں کچھ نری برتنے کے لئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں؟ کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ ان صحابی نے عرض کیا، میں ہی ہوں یا رسول اللہ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

آخرست تلمذؓ نے ہر دو میں صلح کا اشارہ فرمایا، اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ حافظ نے کہا، ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہوئے، ترجمہ باب اس سے نہ تھا ہے کہ آپ نے اس شخص کو پوچھا تھا وہ کہاں ہے جو اپنی بات نہ کرنے کے لئے قسم کھا رہا تھا۔ گویا آپ نے اس کے فعل کو برا سمجھا اور صلح کا اشارہ کیا۔ وہ سمجھ گیا اور آپ کے پوچھتے ہی خود بخود کہنے لگا میرا مفروض جو چاہے وہ مجھ کو منظور

### ۱۰۔ بَابُ هَلْ يُشِيرُ الْإِمَامُ بِالصَّلْحِ؟

۲۷۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ  
قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى  
بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الرَّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ أَنَّ أَمَةَ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: ((سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَوْتَ خُصُومِ بِالْبَابِ، غَالِيَةً أَصْنَأَتُهُمْ،  
وَإِذَا أَخْدُقْتُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرُ وَيَسْتَرْفَقُ  
فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُولُ: وَاللَّهِ لَا أَفْعُلُ،  
فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُولُ اللَّهِ  
فَقَالَ: أَيْنَ  
الْمُنَّاتِي عَلَى اللَّهِ لَا يَفْعُلُ الْمَغْرُوفُ؟  
فَقَالَ: أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَهُ أَيْنَ ذَلِكَ  
أَحَبُّ)).

ہے۔ اس شخص نے آنحضرت ﷺ کے ادب و احراام میں فرائی آپ کا اشارہ پا کر مفروض کے قرض میں تحفیف کا اعلان کر دیا۔ بڑوں کے احراام میں انسان اپنا کچھ نقصان بھی برداشت کر لے تو ہتر ہے۔

(۲۷۰۶) ہم سے سعیٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا تم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا کہ مجھ سے عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا اور ان سے کعب بن مالک نے تھوڑے نے کہ عبد اللہ بن حدرہ اسلامی بن شہر پر ان کا قرض تھا، ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا، آخر تکرار میں (دونوں کی آواز بلند ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو آپ نے فرمایا، اے کعب! اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، جیسے آپ کہہ رہے ہوں کہ آدھا (قرض کم کر دے) چنانچہ انہوں نے آدھا قرض چھوڑ دیا اور آدھا لیا۔

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةِ عَنِ الْأَغْرِيْجِ قَالَ: ((حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَفْبَرَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ كَفْبَرِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حَذْرَادَ الْأَسْنَمِيِّ مَالٌ، فَلَقِيَهُ فَلَوْمَهُ حَتَّى ارْتَفَعَ أَصْوَاتُهُمَا، فَمَرَأَ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: يَا كَفْبَرُ - فَأَشَارَ بِيَدِهِ كَانَهُ يَقُولُ : النَّصْفَ - فَأَخْلَدَ بِصَفَّ مَا لَهُ غَلَبَهُ وَتَرَكَ بِصَفَّا)).

[راجع: ۴۵۷]

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر مفروض ندار ہے تو اس کو ڈھیل دینا یا پھر معاف کر دینا ہی ہتر ہے۔ جو قرض خواہ کے اعمال خری میں لکھا جائے گا۔ (وَإِنْ كَانَ ذُرْعَسْرَةً فَنَظِرْهُ إِلَى مِنْسَرَةٍ وَإِنْ تَصْدَقُوا خَيْرُكُمْ) (البقرة: ۲۸۰) آیت قرآنی کا یہی مطلب ہے۔

**باب لوگوں میں آپس میں ملاپ کرنے اور انصاف کرنے**

### کی فضیلت کا بیان

(۲۷۰۷) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا تم کو عبد الرزاق نے خردی، کہا تم کو معمر نے خردی، ہمام سے اور ان سے ابو ہریرہ بن عاصم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے بدن کے (تین سو سانچھ جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ واجب ہے جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اور لوگوں کے درمیان انصاف کرنا بھی ایک صدقہ ہے۔

### ۱۱- بَابُ فَضْلِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ النَّاسِ وَالْعَدْلِ بَيْنَهُمْ

حدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُّ سَلَامٍ مِّنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ، يَغْدِلُ بَيْنَ النَّاسِ صَدَقَةً)).

[طرفہ فی: ۲۸۹۱، ۲۹۸۹]

یعنی جو صدقہ واجب تھا وہ لوگوں کے درمیان عدل کرنے سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ گواۃ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ بھی ہے کہ لوگوں کے درمیان انصاف کیا جائے یہ بھی ایک طرح کا صدقہ ہی ہے جس کے نتائج بہت دور رہ ہوتے ہیں، اسی لئے آپس میں میں ملاپ کرادینے کو نظر نماز اور نظری روزہ سے بھی زیادہ اہم عمل بتالیا گیا ہے۔

**باب اگر حاکم صلح کرنے کے لئے اشارہ کرے اور کوئی فریق**

### ۱۲- بَابُ إِذَا أَشَارَ الْإِمَامُ بِالصُّلحِ

## نہ مانے تو قادرے کا حکم دے دے

فَأَبْيَ، حُكْمَ عَلَيْهِ بِالْحُكْمِ الْتَّيْنِ.

حکم یہی ہے کہ جس کا کھیت اور ہو وہ میندوں تک پانی بھر جانے کے بعد اپنے ہمایہ کے کھیت میں پانی چھوڑ دے۔

۲۷۰۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَزْرُوَةُ بْنُ الرُّبِّيْرِ أَنَّ الرُّبِّيْرَ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ خَاصَّمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَذَهَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَ يَسْتَقِنَّ بِهِ كِلَاهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلرُّبِّيْرِ : ((اَسْقِ يَا رُبِّيْرُ ثُمَّ اَزْسِلْ إِلَى جَارِكَ)). فَضَبَبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّ كَانَ ابْنَ عَمِّيْكَ فَلَوْلَنْ وَجَهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : ((اَسْقِ، ثُمَّ اَخْبِنْ حَتَّى يَتَلَقَّ الْحَدْنَ)). فَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ حَقْقَةً لِلرُّبِّيْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ ذَلِكَ أَشَارَ عَلَى الرُّبِّيْرِ بِرَأْيِ سَعْيَةِ لَهُ وَلِلْأَنْصَارِيِّ فَلَمَّا أَخْفَطَ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَوْعَى لِلرُّبِّيْرِ حَقْقَةً فِي صَرْبِيعِ الْحُكْمِ، قَالَ عَزْرُوَةُ الرُّبِّيْرِ : وَاللَّهِ مَا أَخْسِبْ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَّلَتْ إِلَّا فِي ذَلِكَ : (فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يَحْكُمُوكُنَّ فِيمَا شَجَرُتْ يَنْهَمُهُمْ) الآیَةِ) [النساء: ۶۵].

لشیخ قادرے اور ضابطے کا جمال تک تعلق ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی حضرت زیر بن شوہر کے حق میں بالکل انصاف پر منی تھا۔ مگر انصاری صحابی کو اس میں رو رعایت کا پہلو نظر آیا جو صحیح نہ تھا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بلا چوں و چرا اطاعت رسول ﷺ کو ایمان کی بنیاد قرار دیا گیا۔

آیت کریمہ سے ان مقلدین جادین کا بھی رو ہوتا ہے جو صحیح احادیث پر اپنے ائمہ کے اقوال کو ترجیح دیتے اور مختلف جملوں سے فیصلہ نبوی کو نالی دیتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ عجم۔ اللہ البالغہ جلد اول، ص: ۳۶۵، ۳۶۶ پر فرماتے ہیں۔ ”پس اگر ہمیں

رسول مصوم کی حدیث ہے سند صحیح پنچ جس کی اطاعت خدا نے ہم پر فرض کی ہے اور مجتہد کا ذہب اس سے مختلف ہو اور اس کے پابندوں ہم حدیث صحیح کو چھوڑ کر مجتہد کی تجویز ہے اور ظنی بات کی پابندی کریں تو ہم سے بیٹھ کر ظالم کون ہو گا اور ہم اس وقت کیا عذر پیش کریں گے جب کہ لوگ اللہ رب العالمین کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ”دوسری جگہ حضرت شاہ صاحب نے ایسی تکلید کو آئیت ﴿الْخُذُولُ أَخْبَارُهُمْ وَرُزْقُهُمْ أَزْيَادٌ إِنَّ دُونَ اللَّهِ بِكُلِّ قَرْدَاقٍ﴾ (التوبہ: ۳۱) کا مصدقہ قرار دیا ہے۔ (بوجہ اللہ البالغ)

### ۱۳۔ باب الصلح بین الغرماء وأصحاب

اور قرض کا اندازہ سے ادا کرنا

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر دو شریک آپس میں یہ تھرا لیں کہ ایک (اپنے حصہ کو بدل) قرض وصول کرے اور دوسرا نقد مال لے لے تو کوئی حرج نہیں۔ اب اگر ایک شریک کا حصہ تلف ہو جائے (مثلاً قرضہ ڈوب جائے) تو وہ اپنے شریک سے کچھ نہیں لے سکتا۔

(۲۷۰۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے وہب بن کیمان نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد جب شہید ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ میں نے ان کے قرض خواہوں کے سامنے یہ صورت رکھی کہ قرض کے بد لے میں وہ (اس تحمل کی بکھور کے) پھل لے لیں۔ انسوں نے اس سے انکار کیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس سے قرض پورا نہیں ہو سکے گا، میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جب پھل توڑ کر مرید (وہ جگہ جہاں بکھور خلک کرتے تھے) میں جمع کر دو (تو مجھے خبر دو) چنانچہ میں نے آپ کو خبر دی۔ آپ تشریف لائے۔ ساتھ میں ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ آپ وہاں بکھور کے ڈھیر پر بیٹھے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی، پھر فرمایا کہ اب اپنے قرض خواہوں کو بلا اور ان کا قرض ادا کر دے، چنانچہ کوئی غصہ ایسا پہنچنے رہا جس کا میرے بات پر قرض رہا اور میں نے اسے ادا نہ کر دیا ہو۔ پھر بھی تیرہ و سنت بکھور باتیں کی گئیں۔ سات و سنت بجھہ میں سے اور چھ و سنت لوں میں سے، یا چھ و سنت بجھہ میں سے اور سات و سنت لوں میں سے، بعد میں

### الْمِيرَاثُ، وَالْمَعْجَازَةُ فِي ذَلِكَ

وَقَالَ أَنْهُ عَبْرَاسٌ: لَا يَأْسَ أَنْ يَتَخَارَجَ الشَّرِيكَانِ فَيَأْخُذَا هَذَا دَيْنًا وَهَذَا عَيْنًا فَإِنْ قَوَى لِأَخْبِرِهِمَا لَمْ يَوْجِعْ عَلَى صَاحِبِهِ.

۲۷۰۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَبَّاسَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((تُوْلِي أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَعَرَضْتُ عَلَى غُرْمَائِيَّ أَنْ يَأْخُذُوا الشَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَأَتَاهُوا، وَلَمْ يَرَوَا أَنْ فِيهِ وَفَاءٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَذَكْرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((إِذَا جَدَدْتَهُ فَوَضَعْتَهُ لِي الْمِيرَبِيَّ أَذْنَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ)). فَجَاءَ وَمَقْعَدَهُ أَبُوبَكْرٍ وَعَمْرَةً، فَجَلَسَ عَلَيْهِ لَدَعَا بِالْمَرْسَكَةِ لَمْ قَالَ: ((إِذْغِ غُرْمَائِكَ الْمَأْوِيَّ)). فَلَمَّا قَرَنَتْ أَحَدَا لَهُ عَلَى أَبِي دَيْنٍ إِلَّا لَفَتَتْهُ، وَلَفَتَلَ لَلَّاتَةَ عَشَرَ وَسَنَةً: سَنَةً عَجْوَةً وَسَنَةً لَوْنَ، أَوْ سَنَةً عَجْوَةً وَسَنَةً لَوْنَ. فَوَافَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبُ لَذَكْرَتْ ذَلِكَ لَهُ، فَضَعِجَ

میں رسول اللہ ﷺ سے مغرب کے وقت جا کر ملا اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نہیں اور فرمایا، ابو بکر اور عمر کے یہاں جا کر انہیں بھی یہ واقعہ بتا دو۔ چنانچہ میں نے انہیں بتالیا، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جو کرتا تھا آپ نے وہ کیا۔ ہمیں جبھی معلوم ہو گیا تھا کہ ایسا ہی ہوا گا۔ ہشام نے وہب سے اور انہوں نے جابر سے عصر کے وقت (جابرؓ کی حاضری کا) ذکر کیا ہے اور انہوں نے نہ ابو بکر بنی خثح کا ذکر کیا اور نہ ہنسنے کا، یہ بھی بیان کیا کہ (جابرؓ نے کہا) میرے والد اپنے پر تیس وقت قرض چھوڑ گئے تھے اور ابن اسحاق نے وہب سے اور انہوں نے جابرؓ سے ظریکی نماز کا ذکر کیا ہے۔

[راجح: ۲۱۲۷]  
ایک و ستم سالہ صاع کا ہوتا ہے۔ عجود مہینہ کی کبور میں بست اعلیٰ قسم ہے اور لوں اس سے کتر ہوتی ہے۔ آخرت میثیل کی دعا کی برکت سے حضرت جابر بنی خثح نے اپنا سارا قرض ادا کر دیا، پھر بھی کافی بچت ہو گئی۔ خوش نصیب تھے حضرت جابر بنی خثح جن کو یہ فیضان نبوی حاصل ہوا۔ مضون باب کی ہر شق حدیث ہذا سے ثابت ہے۔

### باب کچھ لفڑے کر قرض کے بد لے صلح کرنا

(۲۷۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے، انہیں عبد اللہ بن کعب نے خبر دی اور انہیں کعب بن مالک بنی خثح نے خبر دی کہ انہوں نے ابن الیحد رضوی سے اپنا قرض طلب کیا، جو ان کے ذمہ تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے عمد مبارک کا واقعہ ہے۔ مسجد کے اندر ان دونوں کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی سنی۔ آپ اس وقت اپنے جمرے میں تشریف رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ باہر آئے اور اپنے جمرہ کا پرده اٹھا کر کعب بن مالک بنی خثح کو آواز دی۔ آپ نے پکارا اے کعب! انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ میں حاضر ہوں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ آدم حاصل عاف کر دے۔ کعب بنی خثح نے کہا کہ میں نے کر دیا یا رسول اللہؐ! آپ نے (ابن الیحد رضوی سے) فرمایا کہ اب انہوں اور قرض ادا کر دو۔ (حدیث اور باب میں

فقاً: ((أَنْتَ أَبَا بَكْرٍ وَعَمْرَ قَاتِلِيْرَهُمَا))،  
فَقَالَ: لَقَدْ عَلِمْنَا - إِذْ صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ  
وَهُمَا صَنَعَ - أَنْ سَيَكُونُ ذَلِكَ)).  
وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ وَهَبِّ عَنْ جَابِرٍ: ((صَلَاةُ  
الْعَصْرِ)) وَلَمْ يُذَكَّرْ ((أَبَا بَكْرٍ)) وَلَا  
((ضَحْكٌ)) وَقَالَ: ((وَتَرَكَ أَبَيِّ عَلَيْهِ  
ثَلَاثَيْنَ وَسَقَا دِينَ)). وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ  
عَنْ وَهَبِّ عَنْ جَابِرٍ ((صَلَاةُ الظُّهُرِ)).

[راجح: ۲۱۲۷]

۱۴ - بَابُ الصُّلْحِ بِاللَّدِيْنِ وَالْعَيْنِ  
۲۷۱۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا عُمَّانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ  
ح. وَقَالَ الْمُتَّبِعُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ  
شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْدَ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ  
كَعْبَ بْنِ مَالِكٍ أَخْبَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ أَبِي  
حَذَرَةَ دِينَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ لِي عَهْدٌ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا تَفَقَّدَ أَصْنَافُهُمَا  
حَتَّى سَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ،  
لَعَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِمَا حَتَّى كَشَفَ  
سِجْفَ حَجَرِيهِ فَنَادَى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ،  
فَقَالَ: ((يَا كَعْبُ)), قَالَ: تَبَّاكَ يَا رَسُولُ  
اللَّهِ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنَّ ضَعْ الشَّطْرِ، فَقَالَ  
كَعْبٌ: قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَمُمْلِكْتُ يَا رَسُولُ اللَّهِ، مُطَابِقَتُ ظَاهِرٍ)). [راجح: ۴۵۷]

[راجح: ۴۵۷] مطابقت ظاهر ہے)

## ۵۳۔ کتاب الشروط

# کتاب شرائط کے مسائل کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**باب اسلام میں داخل ہوتے وقت اور معاملات نجع و شراء  
میں کون سی شرطیں لگانا جائز ہے؟**

(۱۲) ۲۷۱۲ ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، کام ہم سے یہش نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے این شاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زیر نے خردی، انہوں نے ظیفہ مروان اور سورہ بن مخمرہ سے سن، یہ دونوں حضرات اصحاب رسول اللہ ﷺ سے خردیتے تھے کہ جب سہیل بن عروہ نے (حدیبیہ میں) کفار قریش کی طرف سے معالہہ صلح کھوایا تو جو شرائط نبی کریم ﷺ کے سامنے سہیل نے رکھی تھیں، ان میں یہ شرط بھی تھیں کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص اگر آپ کے یہاں (فرار ہو کر) چلا جائے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی کیوں نہ ہو تو آپ کو اسے ہمارے حوالہ کرنا ہو گا۔ مسلمان یہ شرط پسند نہیں کر رہے تھے اور اس پر انہیں دکھ ہوا تھا۔ لیکن سہیل نے اس شرط کے بغیر صلح قبول نہ کی۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اسی شرط پر صلح نامہ لکھوا لیا۔ اتفاق سے اسی دن ابو جندل بن شہذہ کو جو مسلمان ہو کر آیا تھا (معالہہ کے تحت بادل نا خواستہ) ان کے والد سہیل بن عروہ کے حوالے کر دیا گیا۔ اسی طرح مت صلح میں جو مرد بھی آنحضرت ﷺ کی

۱۔ بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي  
الإِسْلَامِ، وَالْأَخْكَامِ، وَالْمَبَايِعَةِ  
۲۷۱۲، ۲۷۱۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْفَنْ  
قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِنِ  
شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرُوَةُ بْنُ الزَّبِيرِ أَنَّهُ  
سَمِعَ مَرْوَانَ وَالْمَسْوُرَ بْنَ مَعْرَمَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا يَخْبِرُانِ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا كَاتَبَ سَهِيلَ بْنَ  
عَمْرُو يَوْمَئِلَ كَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سَهِيلَ بْنَ  
عَمْرُو عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ لَا يَأْتِينَكَ مِنَ  
أَحَدٍ - وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ - إِلَّا رَدَدْتَهُ  
إِلَيْهَا وَخَلَّتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ. فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ  
ذَلِكَ وَأَمْنَعُوهُ مِنْهُ، وَأَتَى سَهِيلَ إِلَّا ذَلِكَ  
فَكَاتَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى ذَلِكَ، فَرَدَ يَوْمَئِلَ أَبَا  
جَنْدُلَ إِلَى أَبِيهِ سَهِيلَ بْنِ عَمْرُو، وَلَمْ يَأْتِهِ  
أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي بَلْكَ الْمَدْعَةِ

خدمت میں (مکہ سے بھاگ کر آیا) آپ نے اسے ان کے حوالے کر دیا۔ خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ رہا ہو۔ لیکن چند ایمان والی عورتیں بھی بھرت کر کے آگئی تھیں، ام کلثوم بنت عقبہ بن الجبیر رضی اللہ عنہا بھی ان میں شامل تھیں جو اسی دن (مکہ سے نکل کر) آپ کی خدمت میں آئی تھیں، وہ جوان تھیں اور جب ان کے گھروالے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ان کی واپسی کا مطالبہ کیا، تو آپ نے انہیں ان کے حوالے نہیں فرمایا، بلکہ عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ (سورہ مُحْتَنَہ میں) ارشاد فرماتا چاہا کہ ”جب مسلمان عورتیں تمارے یہاں بھرت کر کے پہنچیں تو پہلے تم ان کا امتحان لے لو، یوں تو ان کے ایمان کے متعلق جانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد تک کہ ”کفار و مشرکین ان کے لئے حلال نہیں ہیں انہیں“۔

(۲۷۱۳) عروہ نے کہا کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے بھرت کرنے والی عورتوں کا اس آیت کی وجہ سے امتحان لیا کرتے تھے ”اے مسلمانو! جب تمہارے یہاں مسلمان عورتیں بھرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لے لو“ غفور رحیم تک۔ عروہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان عورتوں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ میں نے تم سے بیعت کی، آپ صرف زبان سے بیعت کرتے تھے۔ قسم اللہ کی! بیعت کرتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی بھی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوڑا، بلکہ آپ صرف زبان سے بیعت لیا کرتے تھے۔

وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا. وَجَاءَ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ، وَكَانَتْ أُمُّ كُلُّ ثُمَّ بِنْتُ عَفْيَةَ بْنِ أَبِي مُعْنِيْطٍ مِمْنُونَ خَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ - وَهِيَ عَابِقَةً - فَجَاءَ أَهْلَهَا يَسْأَلُونَ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَرْجِعْهَا إِلَيْهِمْ لِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ: (إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ - إِلَيْهِ قُوَّلَهُ - وَلَا هُنْ يَحْلُونَ لِهِنَّ) [المتحنة : ۱۰].

[راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

۲۷۱۳ - قَالَ عَزْرَةُ فَأَخْبَرَنِي عَابِشَةُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهِنَّ الْآيَةُ: (هُنَّا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ - إِلَى غَفُورِ رَحِيمٍ) قَالَ عَزْرَةُ: فَالَّتِي عَابِشَةُ: لَمْنَ أَفَرِ بِهِنَّ الشَّرْطُ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَدَنْ بَايْعَتُكُ)) كَلَامًا يَكْلِمُهَا بِهِ، وَاللَّهُ مَا مَسْتَ يَدْهُ يَدَ امْرَأٍ بِغَيْرِ قَطْ فِي الْمُبَايَعَةِ، وَمَا بَايَعْهُنَّ إِلَّا بِقَوْلِهِ)).

[اطرافہ فی : ۲۷۳۳، ۴۱۸۲، ۴۸۹۱]

. [۷۲۱۴، ۵۲۸۸]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں سے بیعت لینے میں صرف زبان سے کہ دینا کافی ہے، ان کو ہاتھ لگانا درست نہیں جیسے ہمارے زمانہ کے بعض جاہل چیز کرتے ہیں۔ خدا ان سے سمجھے اور ان کو ہدایت کرے۔ ملح حدیثیہ شرائط معلومہ کے ساتھ کی گئی، جن میں بعض شرطیں بظاہر مسلمانوں کے لئے ناگوار بھی تھیں، مگر بہ طال ان ہی شرائط پر صلح کا ماحلاہ لکھا گیا، اس سے ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر فریقین مناسب شرطیں لگائیں گے۔

(۲۷۱۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان

۲۷۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا

کیا، ان سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا کہ میں نے جریر رضی اللہ عنہ سے نہ، آپ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے مجھ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی تھی۔

(۱۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، انسوں نے کما ہم سے بھی نے بیان کیا، انسوں نے کما ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرطوں کے ساتھ بیعت کی تھی۔

ہر دو احادیث میں بیعت کے شرائط نماز قائم کرنے وغیرہ کے متعلق ذکر ہے، اسی لئے ان کو یہاں لایا گیا۔

### باب پیوند لگانے کے بعد اگر کبھور کا درخت یچے؟

(۲۷۱۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما ہم کو امام مالک نے خبر دی، انسیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر بن حینہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کوئی ایسا کبھور کا باعث نہیجاً جس کی پیوند کاری ہو چکی تھی تو اس کا پھل (اس سال کے) یعنی والے ہی کا ہو گا، ہاں اگر خریدار شرط لگادے۔ (تو پھل سمیت بیج سمجھی جائے گی)

[راجح: ۲۲۰۳]  
مطلوب یہ کہ بیج و شراء میں ایک مناسب شرطوں کے ساتھ ہی ملے سمجھا جائے گا، پیوند کاری کے بعد، اگر خریدنے والا اسی سال کے پھل کی شرط لگائے، تو پھل اس کا ہو گا، ورنہ مالک ہی کا رہے گا۔

### باب بیج میں شرطیں کرنے کا بیان

(۲۷۱۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کما ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ نے اور انہیں عائشہ بنت خڑیج نے خبر دی کہ بریرہ عائشہ بنت خڑیج کے یہاں اپنے مکاتبت کے بارے میں ان سے مدد لینے کے لئے آئیں، انسوں نے ابھی تک اس معاملے میں (اپنے مالکوں کو) کچھ دیا نہیں تھا، عائشہ بنت خڑیج نے ان سے فرمایا کہ اپنے مالکوں کے یہاں جا کر (ان سے دریافت کرو) اگر وہ یہ

سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَّاقَةَ قَالَ: سَوْفَتْ جَرِيزَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَأَيْفَتْ رَسُولُ اللَّهِ فَأَشْرَطَ عَلَيْهِ ((وَالنُّصْنَعُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ۵۷]

۲۷۱۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيزِي بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَأَيْفَتْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِنَاءُ الزَّكَاةِ وَالنُّصْنَعُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجح: ۵۷]

۲ - بَابُ إِذَا بَاعَ نَخْلًا قَدْ أَبْرَتْ

۲۷۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أَبْرَتْ فَقَمَرَنَاهَا لِلْيَابِعِ إِلَّا أَنْ يَشْرِطَ الْمُبَتَّعَ)). [راجح: ۲۲۰۴]

### ۳ - بَابُ الشُّرُوطِ فِي النَّبِيُّ

۲۷۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّنِيْثُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَزْرَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ بَهِيرَةَ جَاءَتْ عَائِشَةَ تَسْعَفِينَهَا فِي كَحَابِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كَحَابِهَا هَذِهِ، قَالَتْ لَهَا عَائِشَةَ ارْجِعِي إِلَى أَهْلِكِ فَإِنَّ أَحْبَبْ

صورت پنڈ کریں کہ تمہاری مکاتبت کی ساری رقم میں ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو جائے تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ بریہ نے اسکا ذکر جب اپنے مالکوں کے سامنے کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ وہ (عائشہ) اگر چاہیں تو یہ کارثو اب تمہارے ساتھ کر سکتی ہیں لیکن ولاء تو ہمارے ہی ساتھ قائم ہو گی۔ عائشہ پھر بخوبی اسکا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم انہیں خرید کر آزاد کر دو، ولاء تو ہر حال اسی کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔

### بعنیٰ خلاف شرع شرطیں لگائے بھی تو وہ شرطیں باطل ہو گئی، پس اور حدیث کا یہاں کی مقصود ہے۔ باب اگر بینچے والے نے کسی خاص مقام تک سواری کی شرط لگائی تو یہ جائز ہے

(۲۷۱۸) ہم سے ابو حیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے زکیا نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عامر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ وہ (ایک غزوہ کے موقع پر) اپنے اونٹ پر سوار آ رہے تھے، اونٹ تھک گیا تھا، حضور اکرم ﷺ کا درھر سے گز رہوا، تو آپ نے اونٹ کو ایک ضرب لگائی اور اس کے حق میں دعا فرمائی، چنانچہ اونٹ اتنی تیزی سے چلنے لگا کہ کبھی اس طرح نہیں چلا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ اسے ایک اوپیہ میں مجھے بخش دو۔ میں نے انکار کیا اگر آپ کے اصرار پر پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر بخش دیا، لیکن اپنے گھر تک اس پر سواری کو مستثنی کرالیا۔ پھر جب ہم (مدینہ) بخش گئے تو میں نے اونٹ آپ کو پیش کر دیا اور آپ نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی، لیکن جب میں واپس ہونے کا تو میرے پیچے ایک صاحب کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا (میں حاضر ہوا تو) آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ کوئی لے تھوڑا ہی رہا تھا، اپنا اونٹ لے جاؤ یہ تمہارا ہی مال ہے۔ اور قیمت واپس نہیں لی) شعبہ نے مغیہ کے واسطے سے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ

آن الفھی عَنْكِ كَجَابَكِ وَيَكُونُ وَلَأَذْكُرْ  
لِي فَعَلْتُ. فَلَذَكَرَتْ ذَلِكَ تَبَرِيزَةً إِلَى أَهْلِهَا  
فَأَبْلَوَا وَقَالُوا: إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَخْسِبَ  
غَلَيْكَ فَلَتَفْعَلْ وَيَكُونُ لَنَا وَلَأَذْكُرْ.  
فَلَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا:  
(إِنَّهَا عِيْ فَاغْتَبِي، فَلَأَنْتَ الْوَلَاءُ لِمَنْ  
أَغْنَقَ). [راجح: ۴۵۶]

### ۴- بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ الْبَائِعُ ظَهَرَ الدَّائِيَةُ إِلَى مَكَانٍ مُسَمَّى جَازَ

۲۷۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو - نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي أَنَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي  
جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى  
جَمْلٍ لَهُ قَدْ أَعْيَا، فَعَرَّ النَّبِيُّ ﷺ فَصَرَرَهُ،  
فَدَعَاهُ لَهُ فَسَارَ بِسَرِيرٍ لَيْسَ يَسِيرُ مِظْلَهُ، ثُمَّ  
قَالَ: ((يَعْنِيهِ بِأَوْقَةٍ)), قَالَتْ لَهُ نُعْمَانُ قَالَ:  
((يَعْنِيهِ بِأَوْقَةٍ)) فَيَعْنُهُ، فَاسْتَشْتَهِتْ حِمَلَةَ اللَّهِ  
إِلَى أَهْلِي. فَلَمَّا قَدِمْنَا أَتَيْنَاهُ بِالْجَمَلِ  
وَنَقْدَنِي نَعْنَهُ، ثُمَّ انْصَرَفْنَا، فَلَأَرْسَلَ عَلَى  
أَفْرِيَ قَالَ: ((مَا كُنْتَ لَا خَدَ جَمَلَكَ،  
لَا خَدَ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ)). وَقَالَ  
شَعْبَةُ عَنْ مُعَاذِرَةٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ:  
(أَفْقَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهَرَةً إِلَى  
المَدِينَةِ). وَقَالَ إِسْحَاقُ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ  
مُعَاذِرَةٍ: ((فَيَعْنُهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهَرَهُ

مشیلہم نے مدینہ تک داونٹ پر مجھے سوار ہونے کی اجازت دی تھی، اسحاق نے جریر سے بیان کیا اور ان سے مغیرہ نے کہ (جابر بن عثیمین نے فرمایا تھا) پس میں نے اونٹ اس شرط پر بچ دیا کہ مدینہ پہنچنے تک اس پر میں سوار رہوں گا۔ عطا وغیرہ نے بیان کیا کہ (رسول اللہ مشیلہم نے فرمایا تھا) اس پر مدینہ تک کی سواری تمہاری ہے۔ محمد بن مکدر نے جابر بن عثیمین سے بیان کیا کہ انہوں نے مدینہ تک سواری کی شرط لگائی تھی۔ زید بن اسلم نے جابر بن عثیمین کے واسطے سے بیان کیا کہ (رسول اللہ مشیلہم نے فرمایا تھا) مدینہ تک اس پر تم ہی رہو گے۔ ابو الزبیر نے جابر بن عثیمین سے بیان کیا کہ مدینہ تک کی سواری کی آنحضرت مشیلہم نے مجھے اجازت دی تھی۔ اعشش نے سالم سے بیان کیا اور ان سے جابر بن عثیمین سے کہ روایت کی متابعت زید بن اسلم نے جابر بن عثیمین سے کی ہے۔ ابن جرج نے عطا وغیرہ سے بیان کیا اور ان سے جابر بن عثیمین نے (کہ نبی کریم مشیلہم نے فرمایا تھا) میں تمہاریہ اونٹ چار دنیار میں لیتا ہوں، اس حساب سے کہ ایک دنیار دس درهم کا ہوتا ہے، چار دنیار کا ایک اوپریہ ہو گا۔ مغیرہ نے شبی کے واسطے سے اور انہوں نے جابر بن عثیمین سے (ان کی روایت میں اور) اسی طرح ابن المکدر اور ابو الزبیر نے جابر بن عثیمین سے اپنی روایت میں قیمت کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اعشش نے سالم سے اور انہوں نے جابر بن عثیمین سے اپنی روایت میں ایک اوپریہ سونے کی وضاحت کی ہے۔ ابو اسحاق نے سالم سے اور انہوں نے جابر بن عثیمین سے اپنی روایت میں دوسو درہم بیان کئے ہیں اور داؤد بن قیس نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن مقصم نے اور ان سے جابر بن عثیمین نے کہ آنحضرت مشیلہم نے اونٹ توبک کے راستے میں (غزوہ سے واپس ہوتے ہوئے) خریدا تھا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کما کہ چار اوپریہ میں (خریدا تھا) ابو نفرہ نے جابر بن عثیمین سے روایت میں بیان کیا کہ میں دنیار میں خریدا

حتیٰ آبلغ المدینۃ). وَقَالَ عَطَاءُ وَغَيْرَهُ: ((لَكَ ظَهِرَةً إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ: ((شَرْطٌ ظَهِيرَةً إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ: ((وَلَكَ ظَهِيرَةً حَتَّى تَرْجِعَ)). وَقَالَ أَبُو الرُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: ((أَفْرَنَاكَ ظَهِيرَةً إِلَى الْمَدِينَةِ)). وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ: ((بَلَغَ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ)). وَقَالَ عَبْيَدُ اللَّهِ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ وَهْبٍ عَنْ جَابِرٍ: ((اَشْرَأَهُ اللَّهُ بْنُ بَوْقِيَةَ)). وَتَابَعَهُ زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ ابْنُ حُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَغَيْرِهِ عَنْ جَابِرٍ: ((أَخْذَتْهُ بِأَرْبَعَةِ دَنَارِيَّةِ)) وَهَذَا يَكُونُ أُوقَتُهُ عَلَى حِسَابِ الدِّينَارِ بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ. وَلَمْ يَسِّئْ الشَّعْنُ مُغَيْرَةً عَنِ الشَّعْفِيِّ عَنْ جَابِرٍ، وَابْنُ الْمُنْكَدِرِ وَأَبُو الرُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ. وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ: ((أُوقَتِهِ ذَهَبٌ)). وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ: ((بِسِمَاتِي دِرْهَمٌ)) وَقَالَ دَاؤُذْ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرٍ: ((اَشْرَأَهُ بِطَرِيقِ تَبُوكَ، أَخْسِبَهُ قَالَ: بِأَرْبَعَ أَوْافِ)). وَقَالَ أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ: ((اَشْرَأَهُ بِعِشْرِينَ دِينَارًا)). وَقَوْلُ الشَّعْفِيِّ ((بِأُوقَتِيِّ)). أَكْثَرُ الْإِشْرَاعَاطُ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ عِنْدِي، قَالَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ [راجع: ۴۴۳]

تم۔ شجوں کے بیان کے مطابق ایک اوقیہ ہی زیادہ رو اعتماد میں ہے۔ اسی طرح شرط لگاتا بھی زیادہ رو اعتماد سے ثابت ہے اور میرے نزدیک صحیح بھی لکھی ہے، یہ ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے فرمایا۔

**لئے بیشتر** حضرت امام بخاریؓ کی وسعت علم بیان سے معلوم ہوتی ہے کہ ایک ایک حدیث کے کتنے کتنے طریق ان کو تغوط تھے۔ حاصل ان سب روایات کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ اکثر روایتوں میں سواری کی شرط کا ذکر ہے، جو ترجیح باب سے معلوم ہوا کہ بعی میں اسی شرط لگاتا درست ہے۔ امام بخاریؓ کے بعد ہمارے شیخ حافظ ابن حجرؓ کا مرتبہ ہے۔ شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو، جو ان کی نظر سے نہ گزری ہو اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ یاد تھی۔ یا اللہ! ہم کو عالم برزخ میں امام بخاری اور ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجرؓ کی زیارت نصیب کر اور حضرت محمد داود راز کو بھی ان پرگون کے خالموں میں شامل فرمانا۔ آئین۔

### باب معاملات میں شرطیں لگانے کا بیان

(۲۷۱۹) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزیاد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار رضوان اللہ علیم نے نبی کریم ﷺ کے سامنے (مواخات کے بعد) یہ پیش کش کی کہ ہمارے کھجور کے باعثات آپ ہم میں اور ہمارے بھائیوں (مهاجرین) میں تقسیم فرمادیں، لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر انصار نے مهاجرین سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے باغوں کے کام کر دیا کریں اور ہمارے ساتھ پھل میں شریک ہو جائیں، مهاجرین نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

(۲۷۲۰) ہم سے موکی نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر کی زمین یہودیوں کو اس شرط پر دی تھی کہ اس میں کام کریں اور اسے بوئیں تو آدمی پیدا اوار انہیں دی جائیا کرے گی۔

دو احادیث سے ثابت ہوا کہ معاملات میں مناسب اور جائز شرطیں لگاتا اور فریقین کا ان پر مخالف طے کر لیتا درست ہے۔

### باب نکاح کے وقت مرکی شرطیں

اور حضرت عمر بنہریؓ نے فرمایا کہ حقوق کی اقطیعیت شرائط کے پورا

### ۵- باب الشرط في المعاملة

۲۷۱۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَيْبَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَتِ الْأَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: الْفِسِيمُ يَبْتَسَ وَيَبْكِ إِخْرَانِا التَّعْيِلَ. قَالَ: ((لَا)). فَقَالُوا: تَكْفُونَا الْمَذْوَنَةُ وَتُشْرِكُنَا فِي الشَّمَرَةِ، قَالُوا سَمِعْنَا وَأَغْطِنَا)).

[راجح: ۲۳۲۵]

۲۷۲۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَغْطِنَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرَ الْيَهُودَ أَنْ يَعْمَلُوهَا وَتَنْزَعُوهَا، وَلَهُمْ شَطْرٌ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)).

[راجح: ۲۲۸۵]

۶- باب الشرط في المهر عند غفوة النكاح  
وَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ مَقَاطِعَ الْحُقُوقِ عِنْدَ

کرنے ہی سے ہوتی ہے اور تمہیں شرط کے مطابق ہی ملے گا۔ سورہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ سے میں نے سا کہ آپ نے اپنے ایک داماد کا ذکر فرمایا اور (حقوق) دامادی (کی ادائیگی میں) ان کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ انسوں نے مجھ سے جب بھی کوئی پات کی توچ کی اور وعدہ کیا تو اس میں پورے نکل۔

(۲۷۲۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے یہاں نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حیب نے بیان کیا، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمنگاہوں کو حلال کیا ہے، پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

الشُّرُوطُ، وَلَكَ مَا شَرِطْتَ. وَقَالَ الْمَسْنُورُ ((سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ فَأَتَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهِرَتِهِ فَأَخْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَّقَنِي، وَوَعَدْنِي فَوَفَّى لِي)).

٢٧٢١ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ أَنَّهُ بْنَ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَيْتُ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَيْنَبِ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَحَقُ الشُّرُوطُ أَنْ تُوفَّوا بِهَا مَا اسْتَحْلَّتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)).

[طرفة فی: ۵۱۵۱]

جن میں ایجاد و قبول اور مرکی شرطیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ کوئی شخص میریند چواتے وقت دل میں نہ ادا کرنے کا خیال رکھتا ہو تو عند اللہ اس کا نکاح حلال نہ ہو گا۔ قطلانی نے کما مراد وہ شرطیں ہیں جو عقد نکاح کے مخالف نہیں ہیں، جیسے مباشرت یا ان نفقہ کے متعلق شرطیں، لیکن اس قسم کی شرطیں کہ دوسرا نکاح نہ کرے گا یا لوٹنی نہ رکھے گا، یا سفر میں نہ لے جائے گا، پوری کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ شرطیں لغو ہوں گی۔ امام احمد اور الحدیث کا یہ قول ہے کہ ہر قسم کی شرطیں پوری کرنی پڑیں گی، کیونکہ حدیث مطلق ہے۔ مگر وہ شرطیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں۔

### باب مزارعت کی شرطیں جو جائز ہیں

(۲۷۲۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عبینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حنظله زرقی سے نا، انسوں نے کما کہ میں نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ ہم اکثر انصار کاششکاری کیا کرتے تھے اور ہم زمین پیائی پر دیتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کسی کمیت کے ایک ٹکڑے میں پیداوار ہوتی اور دوسرے میں نہ ہوتی، اس لئے ہمیں اس سے منع کر دیا گیا۔ لیکن چاندی (روپے وغیرہ) کے لگان سے منع نہیں کیا گیا۔

٧- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْمَزَارِعَةِ

٢٧٢٢ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِينَ قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ الْوَرْقَيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ حَدِيفَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَمَا أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ حَفَّلَ، فَكَمَا نُكْرِيَ الْأَرْضَ، فَرَبِّمَا أَغْرَجْتَ هَذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ ذَهَبَهُ). فَهَيْنَا عَنْ ذَلِكَ، وَلَمْ تَنْهَ عَنِ الْوَرْقِ)). [راجح: ۲۲۸۶]

یعنی وہ مزارعت منع ہے جس میں یہ قرارداد ہو کہ اس قلعہ کی پیداوار ہم لیں گے، اس قلعے کی تم لیں، کیونکہ اس میں دھوا کا

## باب جو شرطیں نکاح میں جائز نہیں ہیں ان کا بیان

(۲۷۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے معمراً نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی شری کسی دیسانی کامال تجارت نہ یہیچے۔ کوئی شخص بخشش نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی لگائی ہوئی قیمت پر بھاؤ بردھائے۔ نہ کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے پیغام نکاح کی موجودگی میں اپنا پیغام بھیجے اور نہ کوئی عورت (کسی مرد سے) اپنی بُن کی طلاق کا مطالبہ کرے (جو اس مرد کے نکاح میں ہو) تاکہ اس طرح اس کا حصہ بھی خود لے۔

کوئی سوکن اپنی بُن کو طلاق دلانے کی شرط لگائے تو یہ شرط درست نہ ہوگی، باب اور حدیث میں اسی سے مطابقت ہے۔

**باب جو شرطیں حدود اللہ میں جائز نہیں ہیں، ان کا بیان**

(۲۷۲۴) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابو ہریرہ اور یزید بن خالد جنہی شیخوں نے بیان کیا کہ ایک دیسانی صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کتا ہوں کہ آپ میرا فیصلہ کتاب اللہ سے کر دیں۔ دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا کہ جی ہاں! کتاب اللہ سے ہی ہمارا فیصلہ فرمائیے، اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کہ پیش کر۔ اس نے بیان کرنا شروع کیا۔ کہ میرا بیٹا ان صاحب کے ہیں مزدور تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی سے زنا کر لیا، جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنی کی سزا میں) میرا لڑکا رجم کر دیا جائے گا تو میں نے اس کے بد لے میں سو بکریاں اور ایک باندی دی، پھر علم والوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے

ہے۔ شاید اس قطعہ میں کچھ پیدا نہ ہو۔

## ۸- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

(۲۷۲۳) - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدٌ  
بْنُ ذُرْيَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَبْيَعُ حَاضِرٌ لِبَادَ،  
وَلَا تَأْجِشُوا، وَلَا يَرِينَدُ عَلَى بَيْعِ أَجِنْهِ،  
وَلَا يَخْطُبُنَّ عَلَى حِطْبَيْهِ. وَلَا تَسْأَلِ  
الْمَرْأَةَ طَلاقَ أَخْيَهَا لِسْتَكْفِيَءَ إِنَاءَهَا)).

[راجح: ۲۱۴۰]

## ۹- بَابُ الشُّرُوطِ الَّتِي لَا تَجْلِي الْحَدُودَ

(۲۷۲۴) - حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ  
قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ غَبَّيْدِ  
الَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ وَرَزِيدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهْنَمِ رَضِيَ  
الَّهُ عَنْهُمَا أَنْهُمَا قَالَا: ((إِنْ رَجُلًا مِنَ  
الْأَغْرَابِ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَنْشَدْتَ اللَّهَ إِلَّا فَصَبَّتَ لِي  
بِكَابِ اللَّهِ: فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ - وَهُوَ  
أَفْقَهُ مِنْهُ - : نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكَابِ اللَّهِ  
وَأَنْذَنِ لِي لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَلَنِ)).  
قَالَ: إِنْ أَنْبَيْتِ كَانَ عَسِيْنَا عَلَى هَذَا فَزَّنَيْ  
بِأَمْرِ أَبِيهِ، وَإِنِّي أَخْبَرْتُ أَنْ عَلَى أَنْبَيْ  
الرَّجْمَ فَلَقَدْتِ مِنْهُ بِعَائِدَةَ شَاهِ وَوَلِيْدَةِ،

کو (زنگی سزا میں کیونکہ وہ غیر شادی تھا) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شریدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! حس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ ہی سے کروں گا۔ باندی اور سبکیاں تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔ اچھا نہیں! تم اس عورت کے بیان جاؤ، اگر وہ بھی (زنگی) اقرار کرے تو اسے رجم کر دو (کیونکہ وہ شادی شدہ تھی) بیان کیا کہ انہیں بخشنہ اس عورت کے بیان گئے اور اس نے اقرار کر لیا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے وہ رجم کی گئی۔

[راجع: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

**لئے جائے** حد کے بدے یہ شرط کی سو بکیاں اور ایک لوہنی اس کی طرف سے فدیہ دے کر اسکو چھڑا لیا، توجہ باب بیٹیں سے نکتا ہے کیونکہ اس نے زنگی حدود اللہ کے حقوق میں سے ہیں۔ جو بندوں کی بامی صلح سے ملی نہیں جا سکتی۔ جب بھی کوئی ایسا جرم ثابت ہو گا حد ضرور جاری کی جائے گی۔ البتہ جو سرائیں انسانی حقوق کی وجہ سے دی جاتی ہیں ان میں بامی صلح کی صورتیں نکالی جا سکتی ہیں۔ زانی عورت کے لئے چار گواہوں کا ہوتا ضروری ہے جو چشم دید بیان دیں، یا عورت و مرد خود اقرار کر لیں یہ بھی یاد رہے کہ حدود کا قائم کرنا اسلامی شرعی ایشیت کا کام ہے۔ جمال قوانین اسلامی کا اجراء مسلم ہو۔ اگر کوئی ایشیت اسلامی کے دعویٰ کے ساتھ حدود اللہ کو قائم نہیں کرتی تو وہ عند اللہ سخت جرم ہے۔ زانی مرد غیر شادی شدہ کی حدود ہے جو بیان نہ کرو ہوئی، رجم کیلئے آخر میں ظیفہ وقت کا حکم ضروری ہے۔

۱۰ - بَابُ مَا يَحُوزُ مِنْ شَرُوطٍ  
آزاد کر دیا جائے گا تو اس کے ساتھ جو شرائط جائز ہو سکتی

ہیں، ان کا بیان

(۲۶۷۲) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد بن ایمن کی نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں عائشہ بنت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے بتالیا کہ بریرہ میرے بیان آئیں، انہوں نے کتابت کا معاملہ کر لیا تھا۔ مجھ سے کتنے لگیں کہ اے ام المؤمنین! مجھے آپ خرید لیں، کیونکہ میرے مالک مجھے بیچنے پر آمادہ ہیں، پھر آپ مجھے آزاد کر دینا۔ حضرت عائشہ بنت عائشہ نے فرمایا کہ ہاں (میں ایسا کر لوں گی) لیکن بریرہ بنت عائشہ نے پھر کہا کہ میرے مالک مجھے

فَسَأَلَتْ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوهُنِي أَنَّمَا عَلَى  
إِبْرَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى  
إِمْرَأَةٍ هَذَا الرَّجْمُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
((وَالَّذِي نَفَسَنِي بِيَدِهِ لِأَفْضَلِنِي بَيْنَكُمَا  
بِكِتَابِ اللَّهِ: الْوَزِيْنَةُ وَالْفَنَمُ رَدٌّ عَلَيْكُمْ،  
وَعَلَى إِبْرَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ. اغْدُ  
يَا أَنِيسُ إِلَى إِمْرَأَةٍ هَذَا فَإِنْ اغْتَرَفْتَ  
فَأَرْجِعْهَا فَإِنْمَا عَلَيْهَا فَاغْتَرَفْتَ،  
فَأَمْرُ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَجَمْتَ)).

[راجح: ۲۳۱۴، ۲۳۱۵]

**لئے جائے** حد کے بدے یہ شرط کی سو بکیاں اور ایک لوہنی اس کی طرف سے فدیہ دے دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو باطل اور لغو قرار دیا۔ حدود اللہ کے حقوق میں سے ہیں۔ جو بندوں کی بامی صلح سے ملی نہیں جا سکتی۔ جب بھی کوئی ایسا جرم ثابت ہو گا حد ضرور جاری کی جائے گی۔ البتہ جو سرائیں انسانی حقوق کی وجہ سے دی جاتی ہیں ان میں بامی صلح کی صورتیں نکالی جا سکتی ہیں۔ زانی عورت کے لئے چار گواہوں کا ہوتا ضروری ہے جو چشم دید بیان دیں، یا عورت و مرد خود اقرار کر لیں یہ بھی یاد رہے کہ حدود کا قائم کرنا اسلامی شرعی ایشیت کا کام ہے۔ جمال قوانین اسلامی کا اجراء مسلم ہو۔ اگر کوئی ایشیت اسلامی ہو۔ اگر کوئی ایشیت کو قائم نہیں کرتی تو وہ عند اللہ سخت جرم ہے۔ زانی مرد غیر شادی شدہ کی حدود ہے جو بیان نہ کرو ہوئی، رجم کیلئے آخر میں ظیفہ وقت کا حکم ضروری ہے۔

الْمُكَاتِبِ إِذَا رَضِيَ بِالْبَيْعِ عَلَى أَنْ  
يُعَقَّ

۲۷۲۶ - حَدَثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْتَى قَالَ  
حَدَثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ الْمَكِّيُّ عَنْ  
أَبِيهِ قَالَ: ((دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَاتَلَتْ دَخَلَتْ عَلَى بَرِيرَةَ وَهِيَ  
مُكَاتِبَةً فَقَاتَلَتْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ اشْتَرَتْنِي،  
فَلَمْ أَهْلِي بِيَتِنِي فَأَغْتَرَنِي. قَاتَلَتْ نَعَمْ.  
قَاتَلَتْ يَا أَهْلِي لَا يَبْيَعُونِي حَتَّى يَشْتَرِطُوا

ای وقت بیچیں گے جب وہ ولاء کی شرط اپنے لئے لگائیں۔ اس پر عائشہ رضیا نے فرمایا کہ پھر مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جب نبی کرم ﷺ نے سنایا آپ کو معلوم ہوا (راوی کو شہید تھا) تو آپ نے فرمایا کہ بریرہ (بیٹی بنتیا) کا کیا معاملہ ہے؟ تم انہیں خرید کر آزاد کرو وہ لوگ جو چاہیں شرط لگائیں۔ حضرت عائشہ رضیا نے کہا کہ میں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور اس کے مالک نے ولاء کی شرط اپنے لئے محفوظ رکھی۔ آنحضرت ﷺ نے یہی فرمایا کہ ولاء اسی کے ساتھ ثابت ہوتی ہے جو آزاد کرے (دوسرے) جو چاہیں شرط لگاتے رہیں۔

معلوم ہوا کہ غلط شرطوں کے ساتھ جو معاملہ ہو وہ شرطیں ہرگز قابل تسلیم نہ ہوں گی اور معاملہ منعقد ہو جائے گا۔

### باب طلاق کی شرطیں (جو منع ہیں)

ابن مسیب، حسن اور عطاء نے کام خواہ شرط کو بعد میں بیان کرے یا پسلے، ہر حال میں شرط کے موافق عمل ہو گا۔

(۲۷۲۷) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا تم سے شعبہ نے، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ہاشم نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (تجارتی قافلوں کی) پیشوائی سے منع فرمایا تھا اور اس سے بھی کہ کوئی شری کسی بساتی کا سلامن تجارت پیچے اور اس سے بھی کہ کوئی عورت اپنی (دینی یا انسی) بیان کے طلاق کی شرط لگائے اور اس سے کہ کوئی اپنے کسی بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے، اسی طرح آپ نے بخش اور تصریح سے بھی منع فرمایا۔ محمد بن عرعہ کے ساتھ اس حدیث کو معاذ بن معاذ اور عبد الصمد بن عبد الوارث نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے اور غدر اور عبد الرحمن بن مددی نے یوں کہا کہ ممانعت کی کمی تھی (مجوں کے سینے کے ساتھ) آدم بن ابی ایاس نے یوں کہا کہ ہمیں منع کیا گیا تھا۔

نفر اور حاج بن منہل نے یوں کہا کہ منع کیا تھا (رسول اللہ ﷺ)

ولاتی۔ قالت : لا حاجة لي فيكما. فسمع ذلك رسول الله ﷺ - أوز بلقة - فقال : ((ما شأن هريرة؟ فقال : الشريها فاعتف بها وشرطها ما شأوا)). قالت : فاشريتها فأعفتها وشرط أفلها ولا منها، فقال النبي ﷺ : ((الولاية لمن أعتق، وإن الشرطوا مائة شرط)). [راجع: ۴۵۶]

### ۱۱- باب الشرط في الطلاق

وقال ابنُ المُسِيَّبَ وَالْخَسْنَ وَعَطَّاءَ، إِنْ

بَدَا بِالطلاقِ أَوْ أَخْرَ فَهُوَ أَحَقُّ بِشَرْطِهِ.

يعنى طلاق کو مقدم کرے شرط اس کے بعد کے۔ مثلاً یوں کے انت طلاق ان دخلت الدار شرط کو مقدم کر کے طلاق بعد میں رکھے مثلاً یوں کے ان دخلت الدار فانت طلاق ہر حال میں طلاق جب عی پڑے گی جب شرط پائی جائے، یعنی وہ عورت گرفتیں جائے۔ ان تینوں ارشوں کو عبد الرزاق نے وصل کیا ہے (وحیدی)

٢٧٢٧ - حدثنا محمد بن عرنغرة قال  
حدثنا شعبة عن عبيدي بن ثابت عن أبي  
حازم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال:  
((نهى رسول الله ﷺ عن التلقى، وأن  
يتشاغر المهاجر للأغراضي)).

وأن تشرط المرأة طلاق أخيها، وأن  
يستانم الرجل على سوم أخيه. ونهى عن  
النخش، وعن التصرية). تابعة معاذ  
وعبد الصمد عن شعبة. وقال غندر  
وعبد الرحمن: ((نهى)). وقال آدم:  
(نهى)). وقال النضر وحجاج بن منهال  
(نهى)). [راجع: ۲۱۴۰]

(ن)

**لشیخ** ترجمہ باب حدیث کے لفظ و ان تشریطات طلاق اختہا سے نکلا یوں کہ اگر وہ سوکن کی طلاق کی شرط کر لے اور خاوند شرط کے موافق طلاق دے دے تو طلاق پڑ جائے گی ورنہ شرط لگانے کی ممانعت سے کوئی فائدہ نہیں۔ بخش دعو کادینے کی نیت سے نرغ بوجھانا تاکہ دوسرا شخص جلد اس کو خرید لے، یا کسی بھتی ہوئی چیز کی برائی میان کرنا تاکہ خریدار اس کو چھوڑ کر دوسرا طرف چلا جائے اور تصریح خریدار کو دعو کادینے کے لئے جانور کا دودھ اس کے تھوں میں روک کر رکھتا۔

مغاز بن مغاز کی روایت اور عبد الصمد اور غندر کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا اور عبدالرحمٰن بن مددی کی روایت حافظ صاحب کو موصولاً نہیں تھی اور حاجج کی روایت کو امام یقین نے وصل کیا اور آدم کی روایت کو انسوں نے اپنے نغمے میں وصل کیا اور نظر کی روایت کو اسحاق بن راہوی نے وصل کیا۔ (الحمد للہ کہ پارہ ۱۰ پورا ہوا)

الحمد للہ! آج ہماری ۱۵ اپریل ۲۰۱۶ء یوم جمعہ بخاری شریف پارہ ۱۰ کے متن مبارک کی قرأت سے فراغت حاصل ہوئی، جبکہ مسجد نبوی میں گندب خضراء کے دامن میں آنحضرت ﷺ کے مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا ہوں اور دعا کر رہا ہوں کہ پروردگار اس عظیم خدمت حدیث میں مجھ کو خلوص اور کامیابی عطا فرمائے جبکہ تیرے پارے جیب کے ارشادات طیبات کی نشوشا نیت زندگی کا مقصد و حید قرار دے رہا ہو۔ مجھ کو اس کے ترجمہ اور تشریحات میں لغزشوں سے بچائیو، اس خدمت کو احسن طریق پر انجام دینے کے لئے میرے دل و دماغ میں ایمانی و روحانی روشنی عطا فرمائے جو اس خدمت کو احسن طریق پر انجام دینے کے لئے میرے ارشادات طیبات کا ایک بیش بہاذب خیر ہے۔ جس کی نشوشا نیت آج کے دور میں جادا اکبر ہے۔ اے اللہ! میرے جو جعلی جہاں جہاں بھی اس پاکیزہ خدمت میں میرے ساتھ مکن اشڑک و مساعدت فرمائے ہیں، ان سب کو جزاۓ خیر عطا فرمائے اور قیامت کے دن اپنے جیب ﷺ کی شفاعت سے ان کو سرفراز کر اور ان سب کو جنت نصیب فرمانا، آمین یا رب العالمین۔

(مفرہ ۳۹۰۴ء یوم الجمعة۔ مدینہ طیبہ)

الحمد للہ کہ ترجمہ اور تشریحات کی سمجھیل سے آج فراغت حاصل ہوئی، اس سلسلہ میں جو بھی محنت کی گئی ہے اور لفظ لفظ کو جس گھری نظر سے دیکھا گیا ہے وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر بھی غلطیوں کا امکان ہے، اس لئے اہل علم سے بعد ادب درخواست ہے کہ جہاں بھی کوئی لغزش نظر آئے مطلع فرمائی و دعا میں حاصل کریں۔ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان مشور مقولہ ہے۔ سال بھر سے زائد عرصہ اس پارے کے ترجمہ و تشریحات پر صرف کیا گیا ہے اور متن و ترجمہ کو کتنی بار نظروں سے گزارا گیا ہے، اس کی گنتی خود مجھ کو یاد نہیں۔ یہ محنت شاقد مغض اس لئے برداشت کی گئی کہ یہ جناب سرکار دو عالم رسول کشم احمد مجتبی محمد صطفیٰ ﷺ کے پاکیزہ فرائیں عالیہ کا بیش بہاذب خیر ہے۔ اس میں خور و فکر و سیلے نجات دارین ہے۔ اور اس کی خدمت و اشاعت موجب صد اجر عظیم ہے۔

یا اللہ! یہ حقیر خدمت مغض تیری و تیرے محبوب رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے انجام دی جا رہی ہے۔ اس میں خلوص اور کامیابی بخشنا تیرا کام ہے۔ جس طرح یہ دسوال جزو تو نے پورا کرایا ہے، اس سے بھی زیادہ بہتر دسرے بیش پاروں کو بھی پورا کرایہ اور میرے دنیا سے جانے کے بعد بھی خدمت حدیث کا یہ مبارک سلسلہ جاری رکھنے کی میرے عزیزوں کو توفیق دیکھو کہ سب کچھ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے تو (فَقَالَ إِنَّمَا يُنَزَّلُهُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ) ہے۔ بے شک ہر چیز پر قادر ہے۔

جو ہوا تیرے ہی کرم سے ہوا جو ہو گا تیرے ہی کرم سے ہو گا

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز السنفی الدحلوی  
رہپواہ، ضلع گوڑھاؤں (ہریانہ بھارت) کم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## گیارہوال پارہ

(۲۷۲۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جرتج نے خبر دی، کما کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم اور عمرو بن دینار نے خبر دی سعید بن جبیر سے اور ان میں ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے، ابن جرتج نے کہا مجھ سے یہ حدیث یعلیٰ اور عمرو کے سوا اوروں نے بھی بیان کی، وہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابی بن کعبؓ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضر سے جو جا کر طے تھے وہ موسیٰؑ سے تھے۔ پھر آخر تک حدیث بیان کی کہ خضرؑ نے موسیٰؑ سے کہا کیا میں آپ کو پسلے ہی نہیں بتاچکا تھا کہ آپ میرے ساتھ سبھیں کر سکتے (موسیٰؑ کی طرف سے) پلاسوال تو بھول کر ہوا تھا، پھر کا شرط کے طور پر اور تیرا جان بوجھ کر ہوا تھا۔ آپؐ نے خضر سے کہا تھا کہ ”میں جس کو بھول گیا آپ اس میں مجھ سے مو اخذہ نہ کجھے اور نہ میرا کام مشکل بناؤ“ دونوں کو ایک لڑکا مالجے خضرؑ نے قتل کر دیا پھر وہ آگے بڑھے تو انہیں ایک دیوار میں جو گرنے والی تھی لیکن خضر نے اسے درست کر دیا۔ ابن عباسؓ نے «(وَرَأَهُمْ مَلِكًا) کے بجائے (أَمَامَهُمْ مَلِكًا)» پڑھا ہے۔

کہ اسکے آگے ایک بادشاہ تھا۔ حضرت خضرؑ اور جررج کے درمیان زبانی شرطیں ہوئیں، اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ امام بخاری اور کثیر علماء کے نزدیک حضرت خضرؑ وفات پاچے ہیں۔ والله اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب۔

۲۷۲۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جَرْجِيجَ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَعَمْرُو بْنَ دِينَارَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَيرٍ - يَرِنْدُ أَخْذَهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، وَغَيْرُهُمَا فَذَ سَمْعَتْهُ يَحْدُثُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَيرٍ - قَالَ: إِنَّ لَعْنَةَ ابْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي بْنَ كَهْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مُوسَى رَسُولُ اللَّهِ . فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: ((أَلَمْ أَفْلَمْ لَكَ إِنْكَ لَنْ تَسْتَطِعَ مَعِيَ صَبَرَاهُ)): كَانَتِ الْأُولَئِي نَسِيَانًا، وَالْأُولُو الْسُّطُّنِ شَرْطًا، وَالثَّالِثَةُ عَنْدَنَا. هُوَ قَالَ لَا تُؤَاخِذنِي بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقنِي مِنْ أَفْرِي عَسْرَاهُ، هُلْقِيَا غُلَامًا فَقْتَلَهُ، هُلْقَاطَلَقًا . فَوَجَدَهُ جَدَارًا يَرِنْدُهُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقْتَمَهُ فَرَأَاهَا ابْنُ عَبَاسٍ: ((أَمَامَهُمْ مَلِكًا)). [راجع: ۷۴]

### ۱۳۔ بَابُ الشُّرُوطِ لِبِيِ الْوَلَاءِ

ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لوئڑی پر حاصل ہوتا ہے لیکن اگر وہ مر جائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے، عرب لوگ اس حق کو حق ذاتی اور بدھ کرتے، آخرست نے اس سے من فرمایا۔

(۲۷۲۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے پاس بریرہ رضی اللہ عنہا آئیں اور کہنے لگیں کہ میں نے اپنے مالک سے فوادیہ چاندی پر مکاتبت کر لی ہے، ہر سال ایک اوقیہ دینا ہو گا۔ آپ بھی میری مدد کیجئے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک چاہیں تو میں ایک دم انسیں اتنی قیمت ادا کر سکتی ہوں، لیکن تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو گی۔ بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے یہاں گئیں اور ان سے اس صورت کا ذکر کیا لیکن انہوں نے ولاء کے لئے انکار کیا۔ جب وہ ان کے یہاں سے واپس ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرماتھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں کے سامنے یہ صورت رکھی تھی، لیکن وہ کہتے تھے کہ ولاء انسیں کے ساتھ قائم رہے گی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی یہ بات سنی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کو صورت حال سے آگہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو انہیں خرید لے اور انہیں ولاء کی شرط لگانے دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے جو آزاد کرے۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ ﷺ صحابہ میں گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و شانہ کے بعد فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا کوئی پتہ کتاب اللہ میں نہیں ہے، ایسی کوئی بھی شرط جس کا پتہ کتاب اللہ میں نہ ہو باطل ہے خواہ سو شرطیں کیوں نہ لگائی جائیں، اللہ کافی علمہ ہی حق ہے اور اللہ کی شرطیں ہی پاکدار ہیں اور ولاء تو اسی کو طے گی جو آزاد کرے گا۔

[راجح: ۴۵۶]

مقصد باب یہ کہ ولاء میں ایسی غلط شرط لگاتا منع ہے جس کا کوئی ثبوت کتاب اللہ سے نہ ہو۔ ہاں جائز شرطیں جو فریقین میں طے کر لیں وہ تسلیم ہوں گی۔ اس روایت میں نو اوقیہ کا ذکر ہے۔ دوسری روایت میں پانچ کا جس کی تطبیق یہس دی گئی ہے کہ شاید نو اوقیہ پر معاملہ ہو اور پانچ بلقی رہ گئے ہوں جن کے لئے بریرہ رضی اللہ عنہا کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آنا پڑا یا ممکن ہے تو کے لئے راوی کا وہ ہم ہو اور پانچ

۲۷۲۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكُ  
عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
قَالَتْ: ((جَاءَنِي بَرِيرَةٌ فَقَالَتْ: كَاتَبَتْ  
أَهْلَنِي عَلَى تَسْعَ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةً،  
فَأَعْيَنْتُنِي). فَقَالَتْ: إِنَّ أَحَبُّوَا أَنْ أَغْدِهَا لَهُمْ  
وَيَكُونُ وَلَاؤُكُ لِي فَعَلَتْ. فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ  
إِلَى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ، قَاتِبُوا عَلَيْهَا،  
لِجَاءَتْ مِنْ عَنْدِهِمْ - وَرَسُولُ اللَّهِ  
جَالِسٌ - فَقَالَتْ: إِنِّي فَدَعْتُ عَرَضَتْ ذَلِكَ  
عَلَيْهِمْ، قَاتِبُوا إِلَّا أَنْ يَكُونُ الْوَلَاءُ لَهُمْ،  
فَسَمِعَ النَّبِيُّ  
فَقَالَ: (خُذُنِيَا وَاشْتَرِطُنِي لَهُمُ الْوَلَاءَ،  
فَإِنَّمَا الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْنَقَ). فَفَعَلَتْ  
عَائِشَةُ. ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ  
فِي النَّاسِ  
فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَنْتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالَ  
رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيَسْتَ في  
كِتَابِ اللَّهِ؟ مَا كَانَ مِنْ شُرُوطٍ لَيَسْتَ في  
كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ باطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِنَ  
شُرُوطٍ، فَقَضَاهُ اللَّهُ أَحْقُ، وَشُرُوطُ اللَّهِ  
أَوْقَنُ، وَإِنَّمَا الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْنَقَ)).

یہ صحیح ہو۔ روایات سے پہلے خیال کو ترجیح معلوم ہوتی ہے جیسا کہ فتح الباری میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔

**باب مزارعت میں مالک نے کاشتکار سے یہ شرط لگائی کہ جب میں چاہوں گا، تمھے بے دخل کر سکوں گا**

یعنی مزارعت میں کوئی مدت مصین نہ کرے بلکہ زمین کا مالک یوں شرط کرے کہ میں جب چاہوں گا تمھے کوبے دغل کر دوں گا۔ یہ شرط بھی جائز ہے بشرطیکہ ہر دو فریق خوشی سے منحور کریں۔ مقصود یہ ہے کہ تمدن و معاشرتی امور میں پاہی طور پر جن شرطوں کے ساتھ معاملات ہوتے ہیں، وہ شرطیں جائز حدود میں ہوں تو ضرور قتل تسلیم ہوں گی جیسا کہ یہاں مزارعت کی ایک شرط ہے کہ شرط مذکور ہے۔

(۲۷۳۰) ہم سے ابو احمد مزار بن جویہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے محمد بن یعنی ابو غسان کنانی نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی تابع

سے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب ان کے ہاتھ پاؤں خیر والوں نے تو رڑا لے تو عمر رضی اللہ عنہما خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیر کے یہودیوں سے ان کی جاندرا کا معاملہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں قائم رکھے ہم بھی قائم رکھیں گے اور عبد اللہ بن عمر وہاں اپنے اموال کے سلسلے میں گئے تورات میں ان کے ساتھ مارچیٹ کا معاملہ کیا گیا جس سے ان کے پاؤں ثوٹ گئے۔ خیر میں ان کے سوا اور کوئی ہمارا دشمن نہیں، وہی ہمارے دشمن ہیں اور انہیں پر ہمیں شبہ ہے اس لئے میں انہیں جلاوطن کر دیا ہی مناسب جانتا ہوں۔ جب عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو بوابی حقیق (ایک یہودی خاندان) کا ایک شخص تھا، آیا اور کمایا امیر المؤمنین کیا آپ ہمیں جلاوطن کر دیں گے حالانکہ محمد ﷺ نے ہمیں یہاں باقی رکھا تھا اور ہم سے جاندرا کا ایک معاملہ بھی کیا تھا اور اس کی ہمیں خیر میں رہنے دینے کی شرط بھی آپ نے لکھی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول گیا ہوں۔ جب حضور ﷺ نے کہا تھا کہ تمہارا کیا حال ہو گا جب تم خیر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لئے پھریں گے۔ اس نے کہا یہ تو ابو القاسم (حضور ﷺ) کا ایک مذاق تھا۔ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا خدا کے دشمن! تم نے جھوٹی بات کی۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں شرید کر دیا اور ان کے چھلوٹوں کی

بن یعنی أبو غسان الکنائی أخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا فَدَعَ أَهْلَ خَيْرٍ عَنْهُ اللَّهُ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ حَطَبِيَّا فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَى عَامِلٍ يَهُودَ خَيْرٍ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ: نَفِرْكُمْ مَا أَفْرَكُمُ اللَّهُ، وَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى مَالِكٍ هُنَاكَ فَعَدَيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيلِ فَقُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ، وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ، هُمْ عَدُوُنَا وَتَهْمِنَنَا، وَقَدْ رَأَيْتَ إِجْلَاءَهُمْ. فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَتَاهُ أَخْدُ بْنَيْ أَبِي الْحَقِيقِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَتَخْرُجُنَا وَقَدْ أَفْرَنَا مُحَمَّدٌ عَلَى وَعَامِلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَلِكَ لَنَا؟ فَقَالَ عُمَرُ: أَظْنَنْتَ أَنِّي نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى عَالَمِ الْأَنْتَارِ: ((كَيْفَ يُكَلِّمُ إِذَا أَخْرِجْتَ مِنْ خَيْرٍ تَغْدُ بِكَ قَلْوَصَكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ)). فَقَالَ: كَانَ ذَلِكَ هُزْيَّ لِلَّهِ مِنْ أَبِي الْفَاسِمِ. فَقَالَ: كَذَبْتَ يَا عَدُوَ اللَّهِ. فَأَجْلَأْتُمُ عُمَرَ، وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةً مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الْعُمُرِ مَالًا وَإِبْلًا وَعُرُوضًا

کچھ نقدیت، کچھ مال اور اونٹ اور دوسرے سامان یعنی کجاوے اور رسیوں کی صورت میں ادا کروی۔ اس کی روایت حماد بن سلمہ نے عبد اللہ سے نقل کی ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے عمر بن الخطاب سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مختصر طور پر۔

من أَقْبَابِ وَجَّهَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ).  
روأَهُ حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

أَخْسِيَّةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اخْتَصَرَهُ.

**لشیخ** روایت کے شروع سند میں ابو احمد مراد بن حمود ہیں۔ جامع الحجج میں ان سے اور ان کے شیخ سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو پیداوار وصول کرنے کے لئے خیر بھیجا تھا۔ وہاں بد عمد یہودیوں نے موقع پا کر حضرت عبد اللہ کو ایک چھت سے یخچ دھکیل دیا اور ان کے ہاتھ پر توڑ دیئے۔ اسی عی شرارتوں کی وجہ سے حضرت عمر بن الخطاب نے خیر سے یہود کو جلاوطن کر دیا۔ خیر کی فتح کے بعد رسول کریم ﷺ نے متوجہ زینت کا محلہ خیر کے یہودیوں سے کر لیا تھا اور کوئی مدت مقرر نہیں کی بلکہ یہ فرمایا کہ یہ محلہ بیش کے لئے نہیں ہے بلکہ جب اللہ چاہے گا یہ معاملہ ختم کر دیا جائے گا۔ اسی بنا پر حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے عمد خلافت میں ان کو بے دخل کر کے دوسرا جگہ خلفل کر دیا۔ اس بد عمد قوم نے کبھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کی، اس لئے یہ قوم ملعون اور مطرود قرار پائی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ زینت کا مالک اگر کاشکار کا کوئی قصور دیکھے تو اس کو بے دخل کر سکتا ہے گوہ کام شروع کرچکا ہو مگر اس کے کام کا بدل دننا ہو گا جیسے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کیا۔

## باب جہاد میں شرطیں لگانا اور کافروں کے ساتھ صلح کرنے میں اور شرطوں کا لکھنا

(۲۷۳۴-۲۷۳۵) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا مجھ کو معتبر نے خبر دی، کہا کہ مجھے زہری نے خر دی، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خر دی اور ان سے محمد بن خلوف اور مروان نے دونوں کے بیان سے ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صلح حدیثیہ کے موقع پر (مکہ) جا رہے تھے، ابھی آپ راستے ہی میں تھے، فرمایا خالد بن ولید قریش کے (دو سو) سواروں کے ساتھ ہماری نقل و حرکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقام غیرمیں مقیم ہے (یہ قریش کا مقدمہ الجیش ہے) اس لئے تم لوگ وہی طرف سے جاؤ، پس خدا کی قسم خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش کو جلدی جلدی خردی نہ گئے۔ ادھر نبی کریم ﷺ نے چلتے رہے بیہل نک کہ آپ اس گھانی پر پہنچے جس سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ ﷺ کی سواری بینے گئی۔ صحابہ

۱۵-بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحةِ  
مَعَ أَهْلِ الْحُرْبِ، وَكِتَابَةِ الشُّرُوطِ  
۲۷۳۲ - حَدَّثَنِي عَنْدَ اللَّهِ بْنِ  
مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَفْعُورَ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي الزُّهْرَىُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي غَزَوَةُ  
بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ أَبِيسُورِ بْنِ مَعْرُومَةَ  
وَمَرْوَانَ - يُعَذِّقُ كُلُّ وَاجِدٍ مِنْهُمَا  
حَدِيثَ صَاحِبِهِ - قَالَ: ((خَرَجَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ زَمِنَ الْحَدِيثِيَّةِ حَتَّىٰ كَانُوا بِغَضِينِ  
الطَّرِيقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا خَالَدَهُنَّ  
الْوَلَيدَ بِالْعَعْنِمِ فِي خَيْلِ الْقُرْبَشِ طَلَيْعَةً،  
فَعَلُّوَا ذَاتَ الْيَمِينِ)). فَوَاللَّهِ مَا شَعَرَ  
بِهِمْ خَالَدٌ حَتَّىٰ إِذَا هُمْ بِقَرْتَةِ الْجَيْشِ،  
فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيرًا لِّلْقُرْبَشِ وَسَارَ النَّبِيُّ

(اوْنَتِيْ) کو اٹھانے کیلئے حل حل کرنے لگے لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ صحابہ نے کہا کہ قصواء اُرْجُتی، آپ نے فرمایا قصواء اُرْجُتی نہیں اور نہ یہ اس کی عادت ہے، اسے تو اس ذات نے روک لیا جس نے ہاتھیوں (کے لفکر) کو (کم) میں داخل ہونے سے روک لیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کے گھر کی بڑائی ہو تو میں ان کا مطالبہ منظور کروں گا۔ آخر آپ نے اوْنَتِی کو ڈائٹ اور دادھ اٹھ گئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ صحابہ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے شد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جمال پالنی کم تھا، آپ نے پڑاؤ کیا لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے، انہوں نے پانی کو خمر نے ہی نہیں دیا، سب کھینچ ڈالا۔ اب رسول کریم ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اس گڑھے میں ڈال دیں، بعداً تیر گاڑتے ہی پانی انہیں سیراب کرنے کے لئے الٹنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیراب ہو گئے۔ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خراعی بن عثیمین اپنی قوم خراعہ کے کئی آدمیوں کو لے کر حاضر ہوا۔ یہ لوگ تماہہ کے رہنے والے اور رسول اللہ ﷺ کے محروم راز بڑے خیر خواہ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو پیچھے چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ جنہوں نے خدا بیان کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے، ان کے ساتھ بکثرت حدیبیہ کے پانی اور نشیان اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں۔ وہ آپ سے دودھ دینے والی اور نشیان اپنے نئے نئے بچوں کے ساتھ ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں صرف عمرو کے ارادے سے آئے ہیں اور واقعہ تو یہ ہے کہ (مسلسل) لاڑیوں نے قریش کو بھی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھا پڑا ہے، اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت ان سے صلح کا معاہدہ کروں گا، اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام (کفار مشرکین عرب) کے درمیان نہ پڑیں پھر اگر نہیں کامیاب ہو جاؤں اور (اس کے بعد) وہ چاہیں تو اس دین (اسلام) میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں (جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے) لیکن اگر مجھے کامیابی

، حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِالشَّيْءِ الَّتِي يُهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بُرَكَتْ بِهِ رَاجِلُهُ، فَقَالَ النَّاسُ: حَلْ حَلْ. فَأَلْحَتْ. فَقَالُوا حَلَّا لِلْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا حَلَّا لِلْمُؤْمِنِينَ وَمَا ذَلَّةٌ لَهَا بِسَلْقَىٰ. وَلَكِنْ حَسْبَهَا حَابِسُ الْفَيلِ)). ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفَسَيْ بِيَدِهِ، لَا يَسْأَلُونَنِي خُطْةٌ يَعْظَمُونَ فِيهَا حَرَمَاتٍ اللَّهُ إِلَّا أَغْطِيَنَّهُمْ لِيَاهَا. ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَبَتْ)). قَالَ: فَعَذَلَ عَنْهُمْ حَتَّىٰ نَزَلَ بِأَفْصَنِ الْحَدَنِيَّةِ عَلَىٰ ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَبْرُضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضُهُ، فَلَمْ يَلْثُثْ النَّاسُ حَتَّىٰ نَزَحُوهُ، وَشَكَّيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْفَطْشُ، فَانْتَرَعَ مَهْمَمًا مِنْ كِبَائِيَّهِ، ثُمَّ أَمْرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ، فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجْعِشُ لَهُمْ بِالرَّبِيعِ حَتَّىٰ صَدَرُوا عَنْهُ، فَيَسِّمَا هُمْ كَذَلِكَ، إِذْ جَاءَ بَدِيلٍ بْنَ وَرْقَاءَ الْخَرَاعِيِّ فِي نَفْرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ خُزَاعَةَ - وَكَانُوا عَيْنَةً نُصْحَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ بَيْهَامَةَ - فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُوِيَّ وَعَامِرَ بْنَ لُوِيَّ، نَزَلُوا أَعْذَادَ مِيَاءَ الْحَدَنِيَّةِ، وَمَعَهُمُ الْمَوْذُ الْمَطَانِيَّ، وَهُمْ مَفَاتِلُوكَ وَصَادُوكَ عَنِ الْبَيْتِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا لَمْ نَعِنْ لِقَاتِلِ أَخِيدِ، وَلَكِنَّا جِنَّتَا مُغَمِّرِينَ، وَإِنْ قُرِنَّا فَذَ نَهَكَتُهُمُ الْحَرْبُ وَأَضْرَبْتُ بِهِمْ، فَلَمْ شَأْوُا مَادَدُهُمْ مُدَدَّةٌ وَيَخْلُوُ بَيْتِي وَبَيْنَ النَّاسِ، فَإِنْ أَظْهَرْ فَلَمْ شَأْوُا أَنْ يَدْخُلُوا

نہیں ہوئی تو انہیں بھی آرام مل جائے گا اور اگر انہیں میری پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک میرا سرتن سے جدا نہیں ہو جاتا، میں اس دین کے لئے برابر لڑتا رہوں گایا پھر اللہ تعالیٰ اسے نافذ ہی فرمادے گا۔ بدیل نے کماکہ قریش کے تک آپ کی گفتگو میں پچھاؤں گا چنانچہ وہ واپس ہوئے اور قریش کے بیمل پسچے اور کماکہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی کریم ﷺ) کے یہاں سے آ رہے ہیں اور ہم نے اسے ایک بات کہتے سنائے ہے، اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے ہم اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفون نے کماکہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ جو لوگ صائب الرائے تھے، انہوں نے کماکہ ٹھیک ہے جو کچھ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کر دو۔ انہوں نے کماکہ میں نے اسے (آنحضرت ﷺ) کو یہ کہتے سنائے اور پھر جو کچھ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا تھا، سب بیان کر دیا۔ اس پر عروہ بن مسعود بتوخ (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کماہے قوم کے لوگو! کیا تم مجھ پر باپ کی طرح شفقت نہیں رکھتے۔ سب نے کماکیوں نہیں! ضرور رکھتے ہیں۔ عروہ نے پھر کماکیا میں بیٹھی کی طرح تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں، انہوں نے کماکیوں نہیں ہے۔ عروہ نے پھر کہا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تھمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کماکہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے کما تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھر آئے، اولاد اور ان تمام لوگوں کو تمہارے پاس لا کر کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا؟ قریش نے کماکیوں نہیں (آپ کی باتیں درست ہیں) اس کے بعد انہوں نے کما دیکھو اب اس شخص (نبی کریم ﷺ) نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز رکھی ہے، اسے تم قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس (گفتگو) کے لئے جائے وو، سب نے کہا آپ ضرور جائیے۔ چنانچہ عروہ بن مسعود بتوخ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے گفتگو شروع کی۔ آپ ﷺ نے ان سے بھی وہی باتیں کیں جو آپ بدیل سے کہا چکے تھے، عروہ بتوخ نے اس وقت کہا۔ اے محمد ﷺ! بتاؤ اگر آپ

فِيمَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ فَعَلُوا. وَإِلَّا فَقَدْ جَمِعُوا. وَإِنْ هُمْ أَبْوَا فَوْ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قَاتَلَهُمْ عَلَى أَمْرِي هَذَا حَتَّى تَفَرَّدَ سَالِفُتِي، وَلَيُنَفِّذَنَّ اللَّهُ أَمْرَهُ) فَقَالَ يُدْبِلُّ: سَأَبْلِغُهُمْ مَا تَقُولُ. قَالَ فَانْطَلَقَ حَتَّى آتَى قُرْبَشَا قَالَ: إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هَذَا الرَّجُلِ، وَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ قَوْلًا، فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ تَغْرِضُهُ عَلَيْكُمْ فَعَلَّمْنَا. فَقَالَ سَهْلَاهُمْ أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ. وَقَالَ ذُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ: هَاتِ مَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ: قَالَ سَمِعْتَهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا. فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. لَقَامَ عَرْزُوهُ بْنُ مَسْعُودٍ لِقَالَ: أَيُّ قَوْمٍ، أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: أَوْلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: فَهُنَّ تَهْمُونِي؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي اسْتَفَرْتُ أَهْلَ عَكَاظٍ، فَلَمَّا بَلَّحُوا عَلَيَّ جِنْتَكُمْ بِأَغْلِيَ وَرَدَدِي وَمَنْ أَطْاعَنِي؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: إِنْ هَذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطْةً رُشِيدًا أَقْبَلُوهَا وَذَعْنَيْ أَتَيْهِ. قَالُوا أَتَيْهِ. فَأَتَاهُ، فَجَعَلَ يَكْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ، لَقَالَ النَّبِيُّ نَحْرًا مِنْ قَوْلِهِ لِيَدِيلُ. فَقَالَ عَرْزُوهُ عِنْدَ ذَلِكَ: أَيُّ مُحَمَّدٌ، أَرَأَيْتَ إِنْ اسْتَأْصَلَتْ أَمْرُ قَوْمِكَ، هَلْ سَمِعْتَ بِأَخِدِي مِنَ الْعَرَبِ اجْتَازَ أَهْلَهُ قَبْلَكَ؟ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، فَلَيَنِي وَاللَّهُ لَا أَرَى وُجُوهاً، وَلَيَنِي لَا رَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَقْرُرُوا

نے اپنی قوم کو تباہ کر دیا تو کیا اپنے سے پلے کی بھی عرب کے متعلق نہ ہے کہ اس نے اپنے خاندان کا نام و نشان متادیا ہو لیکن اگر دوسری بات واقع ہوئی (یعنی ہم آپ پر غالب ہوئے) تو میں تو خدا کی قسم تمہارے ساتھیوں کا منہ دیکھتا ہوں یہ بیخ میں لوگ بھی کریں گے، اس وقت یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور آپ کو تماچ چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابو یکبر بن شیخ بولے امتصص ببظر الالات (ابے جا! لات بنت کی شرمگاہ چوس لے) کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو تماچ چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابو یکبر بن شیخ ہیں۔ عروہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کا اب تک میں بدلتے نہیں دے سکا ہوں تو تمہیں ضرور جواب دیتا۔ یہاں کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ کی ڈاڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے۔ مغیرہ بن شعبہ بن شیخ نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے، تکوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پنسنے۔ عروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کی طرف ہاتھ لے جاتے تو مغیرہ بن شیخ تکوار کی کوئی کو ان کے ہاتھ پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی ڈاڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ۔ عروہ جو اس نے اپنا سراخھیا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہ۔ عروہ نے انہیں مخاطب کر کے کہا اے دعا باز! کیا میں نے تیری دعا بازی کی سزا سے تجوہ کو نہیں بچ لیا؟ اصل میں مغیرہ بن شیخ (اسلام لانے سے پلے) جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ اس کے بعد (مدینہ) آئے اور اسلام کے حلقوں گوش ہو گئے (تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال بھی رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں) لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیر اسلام تو میں قبول کرتا ہوں، رہا یہ مال تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ کیونکہ وہ دعا بازی سے ہاتھ آیا ہے جسے میں لے نہیں سکتا، پھر عروہ بن شیخ گھور گھور کر رسول کریم ﷺ کے اصحاب کی نقل و حرکت دیکھتے رہے۔ پھر راوی نے یہاں کیا کہ قسم اللہ کی اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو آپ کے

ویذھوک، فقالَ لَهُ أَبُوبَكْرٌ: افْصِصْ بِبَظْرِ الالاتِ، أَنْحَنْ نَفْرُ عَنْهُ وَنَدْعُهُ، فقالَ: مَنْ ذَا؟ قَالُوا: أَبُوبَكْرٌ. قالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ لَا يَدْ كَانَتْ لَكَ عَنِي لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لِأَجْبَتْكَ. قالَ: وَجَعَلَ يَكْلُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَلَمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلَحْيَتِهِ، وَالْمُغْفِرَةُ بْنُ شَعْبَةَ قَاتَمَ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعْنَةُ السَّيْفِ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرَ، فَكَلَمَا أَهْوَى غَرْزَةً بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ضَرَبَ يَدَهُ بِنَغْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ أَخْرَى يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَرَفَعَ غَرْزَةً رَأْسَهُ، فقالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا الْمُغْفِرَةُ بْنُ شَعْبَةَ، فقالَ: أَمَّى غَدَرَ، أَسْنَتْ أَسْنَعَ فِي غَدَرِكَ؟ وَكَانَ الْمُغْفِرَةُ صَحِبُ قَوْمًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَاتَلُوكُمْ وَأَخَذَ أَفْوَالَهُمْ ثُمَّ جَاءَ فَأَسْلَمَ، فقالَ النَّبِيُّ ﷺ: (أَمَا الإِسْلَامُ فَاقْتُلْ وَأَمَا الْمَالُ فَلَسْتَ مِنْهُ لِهِ شَيْءٌ). ثُمَّ إِذْ غَرْزَةً جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَيْنِيهِ، قالَ: فَوَاللَّهِ مَا تَنْخَمُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَخَامَةً إِلَّا وَتَعْتَ في كَفَ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجَلْدَهُ، وَإِذَا أَمْرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَةً، وَإِذَا تَوَضَّأُ كَادُوا يَقْتِلُونَ عَلَى وَضُونِهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْنَوَاتِهِمْ عِنْدَهُ، وَمَا يَحْدُوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرُ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَرَجَعَ غَرْزَةً إِلَى أَصْحَابِهِ، فقالَ: أَيُّ قَوْمٍ، وَاللَّهُ لَقَدْ وَقَدَتْ عَلَى الْمُلُوكِ، وَوَقَدَتْ عَلَى

اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ کے وضو کے پانی پر لاٹائی ہو جائے گی (یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا) جب آپ گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی۔ آپ کی تنظیم کا یہ حال تھا کہ آپ کے ساتھی نظر بر کر آپ کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ خیر عروہ جب اپنے ساتھیوں سے جا کر طے تو ان سے کہا اے لوگو! قسم اللہ کی میں بادشاہوں کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم لے کر گیا ہوں، قیصر و کسری اور نجاشی سب کے دربار میں لیکن اللہ کی قسم میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے ساتھی اس کی اس درجہ تنظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی کرتے ہیں۔ قسم اللہ کی اگر محمد ﷺ نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ آپ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ نے اگر وضو کیا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کے وضو پر لاٹائی ہو جائے گی۔ آپ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ان کے دلوں میں آپ کی تنظیم کا یہ عالم تھا کہ آپ کو نظر بر کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے، تمہیں چاہئے کہ اسے قبول کرلو۔ اس پر بونکنائز کا ایک شخص بولا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو، لوگوں نے کہا تم بھی جا سکتے ہو۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قریب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے، ایک ایسی قوم کا فرد جو بیت اللہ کی قربانی کے جانوروں کی تنظیم کرتے ہیں۔ اس نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو۔ صحابہ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیئے اور لیکھ کتے ہوئے اس کا استقبال کیا جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کئے لگا کہ سبحان اللہ قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو کعبہ سے روکا جائے۔ اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکر زین بن

قیصر و کسری والنجاشی، وَاللَّهُ إِنْ رَأَيْتَ مِلِكًا قُطُّ يُفْعَلُمُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ مُحْمَدًا، وَاللَّهُ إِنْ تَنْخَمْ نُخَامَةً إِلَّا وَتَقْعَدْ فِي كَفِ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَلِكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجْلَدَهُ، وَإِذَا أَمْرَهُمْ ابْتَدَرُوا أَمْرَةً، وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوا يَقْتَلُونَ عَلَى وَضْرِيهِ، وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوا أَصْنَوَاتِهِمْ عِنْهُ، وَمَا يُجَدِّدُونَ النَّظَرَ إِلَيْهِ تَغْظِيَمَا لَهُ، وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةً رُشْدِ فَاقْبِلُوهَا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَكَانَةَ: دَعْوَنِي آتِيهِ، فَقَالُوا: آتِيهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هَذَا فُلَانٌ، وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُفْعَلُمُونَ الْبَذْنَ، فَابْتَخُورُوهَا لَهُ)), قَبَعَتْ لَهُ، وَاسْنَفَلَةُ النَّاسِ يَتَبَوَّنُونَ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: سُبْخَانَ اللَّهِ، مَا يَنْهَا لِهُزْلَاءِ أَنْ يُصْدُوَ عَنِ الْبَيْتِ، فَلَمَّا دَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتَ الْبَذْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأَشْعَرَتْ فَمَا رَأَى يُصْدُوَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يَقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ: دَعْوَنِي آتِيهِ، فَقَالُوا: آتِيهِ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَذَا مِكْرَزٌ، وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ)). لَعْنَلِي يَكَلِّمُ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَنِيمَا هُوَ يَكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ مُهَبَّلَ بْنَ عَمْرِو، قَالَ مَغْمَرٌ: فَاحْتَرِمْنِي آتُوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ مُهَبَّلَ بْنَ عَمْرِو قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَقَدْ سَهَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُكُمْ)).

حضرت نبی کفرہ اور کرنے لگا کہ مجھے بھی ان کے بیان جانے دو۔ سب نے کہا کہ تم بھی جاسکتے ہو جب وہ آخر پرست شیخ اور صحابہ سے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مکر ہے ایک بدترین شخص۔ پھر وہ نبی کریم شیخ نے گفتگو کرنے لگا۔ ابھی وہ گفتگو کریں رہا تھا کہ سعیل بن عمرو آگیا۔ میرے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سعیل بن عمرو آیا تو نبی کریم شیخ نے تیک قالی کے طور پر فرمایا تم سارا معاملہ آسان (سال) ہو گیا۔ میرے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سعیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح) کی ایک تحریر لکھ لو۔ چنانچہ نبی کریم شیخ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحيم سعیل کہنے لگا رحمن کو اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے۔ البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو با اسمک اللہ ہمیں جیسے پلے لکھا کرتے تھے مسلمانوں نے کہا کہ قسم اللہ کی ہمیں بسم اللہ الرحمن الرحيم کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہ لکھتا چاہئے۔ لیکن آخر پرست شیخ نے فرمایا کہ با اسمک اللہ ہمیں لکھتے ہو۔ پھر آپ نے لکھوایا یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے صلح نامہ کی دستاویز ہے (شیخ) سعیل نے کہا اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپ کو کعبہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ آپ تو صرف اتنا لکھتے کہ ”محمد بن عبد اللہ“ اس پر رسول کریم شیخ نے فرمایا اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا سچا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو، لکھو ہی ”محمد بن عبد اللہ“ زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (زمی اور رعایت) صرف آپ کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پلے ہی آپ بدیل بیٹھے سے کہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور مان لوں گا، اس لئے نبی کریم شیخ نے سعیل سے فرمایا لیکن صلح کے لئے پہلی شرط یہ ہو گی کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ کے طواف کرنے کے لئے جانے دو گے۔ سعیل نے کہا قسم اللہ کی ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے ورنہ عرب کہیں گے کہ ہم مغلوب ہو گئے تھے (اس لئے ہم نے اجازت دے

قالَ مَغْمُرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ لِيَ حَدِيثِهِ : فَجَاءَ سَهِيلَ بْنَ عَمْرٍو فَقَالَ : هَاتِ اكْتَبْ بَيْتَنَا وَبَيْتَكُمْ كَيْاً .  
فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْكَاتِبَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اكْتَبْ ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ))، قَالَ سَهِيلٌ : أَمَا ((الرَّحْمَنِ)) فَوَاللَّهِ مَا أَفْرِيَ مَا هُوَ، وَلَكِنِ اكْتَبْ ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)) كَمَا كُنْتَ تَكْتُبْ، فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ : وَاللَّهِ لَا تَكْتُبْهَا إِلَّا ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : اكْتَبْ ((بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ)). ثُمَّ قَالَ : ((هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)) فَقَالَ سَهِيلٌ وَاللَّهُ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ النَّبِيِّ وَلَا قَاتَلْنَاكَ، وَلَكِنِ اكْتَبْ ((مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ)), فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : وَاللَّهِ إِنِّي لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنِّي كَذَّبْتُمُونِي، اكْتَبْ ((مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ : وَذَلِكَ لِقَوْلِهِ : ((لَا يَسْأَلُونِي خُطْةً يَعْظُمُونَ فِيهَا حُرْمَاتُ اللَّهِ إِلَّا أَعْطِيَتُهُمْ إِيَاهَا)). فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : ((عَلَى أَنْ تُخْلُوا بَيْتَنَا وَبَيْنَ النَّبِيِّ فَنَطَوفُ بِهِ)). فَقَالَ سَهِيلٌ : وَاللَّهِ لَا تَسْخَدْنِي الْعَرَبُ أَنَا أَخْدُنَا ضَفْطَةً، وَلَكِنْ ذَلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَكَتَبَ، فَقَالَ سَهِيلٌ : وَعَلَى أَنَّهُ لَا يَأْتِيكَ مِنَا رَجُلٌ - وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ - إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا. قَالَ الْمُسْلِمُونَ : سَبَحَانَ اللَّهِ، كَيْفَ يُرَدُّ إِلَيْ

دی) البتہ آئندہ سال کے لئے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا۔ پھر سیل نے کہا کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجئے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپ کے ہمراں جائے گا خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپ اسے نہیں واپس کر دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کما) سبحان اللہ! (ایک شخص کو) مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جاسکتا ہے جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو جنڈل بن سیل بن عمرو بن خثیر اپنی بیٹیوں کو گھمیتھے ہوئے آپنے، وہ مکہ کے نسبی علاقے کی طرف سے بھاگے تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ سیل نے کہاے محمد! یہ پلا شخص ہے جس کے لئے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبة کرتا ہوں کہ آپ ہمیں اسے واپس کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کو) صلح نامہ میں لکھا بھی نہیں ہے (اس لئے جب صلح نامہ طے پا جائے گا اس کے بعد اس کا فناز ہونا چاہئے) سیل کہنے لگا کہ اللہ کی قسم پھر میں کسی نیا در پر بھی آپ سے صلح نہیں کر دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا مجھ پر اس ایک کو دے کر احسان کر دو۔ اس نے کہا کہ میں اس سلسلے میں احسان بھی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت نے پھر فرمایا کہ نہیں تمہیں احسان کر دینا چاہئے لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ البتہ مکر ز نے کہا کہ چلے ہم اس کا آپ پر احسان کرتے ہیں مگر اس کی بات نہیں چلی (ابو جنڈل بن خثیر نے کہا مسلمانوں میں مسلمان ہو کر آیا ہوں) کیا مجھے مشرکوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو کچھ معاملہ ہوا ہے تم نہیں دیکھتے؟ ابو جنڈل بن خثیر کو راستے میں بڑی سخت اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب بن خثیر نے کہا آخر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کیا یہ واقعہ اور حقیقت نہیں کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے عرض کیا کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا پھر اپنے دین کے معاملے میں کیوں دہیں۔ آنحضرت نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، اس کے حکم عدوی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے

المُشْرِكِينَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا؟ فَيَنْهَا هُمْ  
كَذَّلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُو جَنْدَلَ بْنَ سَهْلَ بْنَ  
عَمْرٍو بْنَ زَفَّافٍ فِي قُيُودِهِ، وَقَدْ خَرَجَ مِنْ  
أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتَّى رَمَى بِنَفْسِهِ بَيْنَ أَظْهَرِ  
الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ سَهْلٌ : هَذَا يَا مُحَمَّدُ  
أُولُو مَا أَقْضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّ إِلَيْيَ  
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ  
بَعْدُ)). قَالَ: فَوَاللَّهِ إِذَا لَمْ أَصْنَلِ الْخَلَكَ  
عَلَى شَيْءٍ أَبْدَاهُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((فَأَجْزِه  
لِي)), قَالَ: مَا أَنَا بِمُجِيزِهِ لَكَ، قَالَ:  
((بَلَى فَافْعُلْ)), قَالَ: مَا أَنَا بِفَاعِلٍ. قَالَ:  
مِنْكُرٌ: بَلْ قَدْ أَجْزَنَاهُ لَكَ۔ قَالَ أَبُو جَنْدَلَ:  
أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، أَرْدَدْ إِلَيْ  
الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ جَنَّتْ مُسْلِمًا؟ أَلَا تَرَوْنَ  
مَا قَدْ لَقِيتُ؟ وَكَانَ قَدْ عَذَّبَ عَذَابًا  
شَدِيدًا فِي اللَّهِ۔ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ:  
فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَلَسْتَ نَبِيًّا  
اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ: ((بَلَى)). قُلْتُ: أَلَسْنَا  
عَلَى الْحَقِّ وَعَلَوْنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ:  
((بَلَى)). قُلْتُ: فَلَمْ نُغْطِي الدُّنْيَا فِي  
دِيْنِنَا إِذَا؟ قَالَ: ((إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ وَلَسْنِي  
أَغْصِبِيهِ، وَهُوَ نَاصِرِي)). قُلْتُ: أَوَنِسَنَ  
كُنْتَ تَعْدُنَا أَنَا سَنَانِي الْبَيْتَ فَطَوَّفَ بِهِ؟  
قَالَ: ((بَلَى، فَأَخْبَرْتُكَ أَنَا نَانِيَ الْعَامِ؟))  
قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: ((فَإِنَّكَ أَنِيَ  
وَمُطْوَّفٌ بِهِ)). قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا هُكْرَ فَقُلْتُ:  
يَا أَبَا هُكْرِ، أَلَيْسَ هَذَا نَبِيُّ اللَّهِ حَقًّا؟ قَالَ:

تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ آپ فرمائیں نے فرمایا کہ تمیک ہے لیکن کیا میں نے تم سے یہ کما تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ عمر بن حشان نے بیان کیا کہ میں نے کما نہیں (آپ نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا) آپ نے فرمایا کہ پھر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک ضرور پہنچو گے اور ایک دن اس کا طواف کرو گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں ابو بکر بن حشان کے میں گیا اور ان سے بھی یہ کہ پوچھا کہ ابو بکر! کیا یہ حقیقت نہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی نبی ہیں؟ انہوں نے بھی کہا کہ کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے وہ سن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں! میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کو کیوں ذمیل کریں۔ ابو بکر بن حشان نے کہا جتب! بلاشک و شبہ وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے اور رب ہی ان کا مدعاگار ہے پس ان کی رہی مضبوطی سے پکڑ لو، خدا گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آنحضرت ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے لیکن کیا آنحضرت نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ پھر ابو بکر بن حشان نے کہا پھر اس میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ ایک دن ایک دن بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ زہری نے بیان کیا کہ عمر بن حشان نے فرمایا بعد میں میں نے اپنی اس جگہ پسندی کی مکملات کے لئے نیک اعمال کئے۔ پھر جب صلح نامہ سے آپ فارغ ہو چکے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا کہ اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قریبانی کرو اور سر بھی منڈوا لو۔ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ گواہ ہے صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا اور تم مرجہ آپ نے یہ جملہ فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خیمہ میں گئے اور ان سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ حضرت ام سلمہ نے کہا۔ اللہ کے نبی! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کیں بلکہ اپنا قریبانی کا جانور نزع کر لیں اور اپنے جام کو بلا لیں جو آپ کے بال مونڈ دے۔ چنانچہ

ہلی۔ قلت: أَنْتَ عَلَى الْحُقْقَ وَعَدْلُنَا عَلَى الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَى۔ قَلت: فَلَمْ نُغْطِي الدِّيَّةَ لِي فِي دِينِنَا إِذَا؟ قَالَ: أَبِهَا الرَّجُلُ، إِنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاهِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بِغَزِيزِهِ فَوَاللَّهِ إِنَّهُ عَلَى الْحُقْقَ. قَلت: أَتَيْسَ كَانَ يَحْدُثُنَا أَنَا مَسْأَلَتِي الْبَيْتَ وَنَطَوفُ بِهِ؟ قَالَ كَلِيلٌ، أَخْبَرَنَّ أَنَّكَ تَأْتِيَنِي الْعَامَ؟ قَلت: لَا۔ قَالَ: فَإِنَّكَ أَتَيْتَهُ وَمَطْرُوفَ بِهِ. قَالَ الزُّفْرَيُّ قَالَ عُمَرُ: فَعَمِلْتُ لِذَلِكَ أَغْمَالًا. قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قُصْبَةِ الْكَحَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: لَا مُنْخَابَهُ: ((فُوْمُوا فَانْتَهُرُوا ثُمَّ اخْلِقُوا)). قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ، حَتَّىٰ قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرْأَتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقْتُلْ مِنْهُمْ أَحَدًا دَخَلَ عَلَىٰ أُمَّ سَلَمَةَ لَدَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَتَجْعَبُ ذَلِكَ؟ اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تَكْلِمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّىٰ تَنْحِزْ بَذَنْكَ، وَتَذَنْهُ حَالِقَكَ تِيَخْلِقَكَ. فَعَرَجَ فَلَمْ يَكْلِمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّىٰ فَعَلَ ذَلِكَ: نَحْنُ بَذَنْنَاهُ، وَدَعَاهُ حَالِقَهُ فَخَلَقَهُ. فَلَمَّا رَأَوَا ذَلِكَ قَاتُوا فَنَحْرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَخْلِقُ بَعْضًا، حَتَّىٰ كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتَلُ بَعْضًا غَمَّاً. ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٍ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: هُنَّا إِلَيْهَا الَّذِينَ آتَيْنَا إِذَا جَاءَهُنَّمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُهُنَّ - حَتَّىٰ بَلَغَ - بِعَصِيمِ الْكَوَافِرِهِ فَطَلَقَ عُمَرُ بْنُ مَنْدَلٍ

آنحضرت ﷺ باہر تشریف لائے۔ کسی سے کچھ میں کما اور سب کچھ کیا، اپنے جانور کی قربانی کر لی اور اپنے حمام کو بلوایا جس نے آپ کے بال موڈنے۔ جب صحابہ نے دیکھا تو وہ بھی ایک دوسرے کے بال موڈنے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج و غم میں ایک دوسرے سے لڑپریں گے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے پاس (مکہ سے) چند مومن عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو جب تمہارے پاس مومن عورتیں بہترت کر کے آئیں تو ان کا میخان لے لو۔ بعض الکوافر تک۔ اس دن حضرت عمر بن الخطبؓ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی جو اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تموادیہ بن ابی شفیان پیش کیا۔ سنا کر لیا تھا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابو بصیر بن الخطبؓ (مکہ سے فرار ہو کر) حاضر ہوئے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں واپس لینے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا اور انہوں نے آکر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معابدہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ابو بصیر بن الخطبؓ کو واپس کر دیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں واپس لے کر لوئے اور زوال الحیفہ پنجے تو کھوبر کھانے کے لئے اترے جوان کے ساتھ تھی۔ ابو بصیر بن الخطبؓ نے ان میں سے ایک سے فرمایا قسم اللہ کی تمہاری تکوار بست اچھی معلوم ہوتی ہے، دوسرے ساتھی نے تکوار نیام سے نکال دی۔ اس شخص نے کہاں اللہ کی قسم نہایت عمدہ تکوار ہے، میں اس کا بارہا تجھے کر چکا ہوں۔ ابو بصیر بن الخطبؓ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اور اس طرح اپنے قبضہ میں کہاں پھر اس شخص نے تکوار کے مالک کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا، اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر نہیں آیا اور مسجد میں دوڑتا ہوا۔ داخل ہوا نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا۔ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے۔ جب وہ آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی مارا جاؤں گا (اگر آپ لوگوں نے ابو بصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابو بصیر بھی آگئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کر دی، آپ

امرأتَنِ كَانَتَا لَهُ لِي الشُّرُكُ، فَتَرَوْجَ  
إِخْدَاهُمَا مُعَاوِيَةً بْنَ أَبِي سَفْيَانَ وَالْأُخْرَى  
صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ。 ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى  
الْمَدِينَةِ، فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٍ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ  
وَهُوَ مُسْلِمٌ، فَأَزْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ  
فَقَالُوا: الْعَهْدُ الَّذِي جَعَلْتَ لَنَا، فَدَفَعَهُ إِلَى  
الرَّجُلَيْنِ، فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى يَلْفَأَا دَأَ  
الْحَلَبَيْنَ، فَرَأَوْا يَاكُلُونَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ،  
فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لِأَخْدَ الرَّجُلَيْنِ: وَاللَّهِ إِنِّي  
لِأَرَى سَيِّفَكَ هَذَا يَا فُلَانَ جَيْداً، فَاسْتَلَهُ  
الْآخَرُ فَقَالَ: أَجْلُنَّ وَاللَّهِ إِنَّهُ لَجَيْدٌ، لَقَدْ  
جَرَتْتُ بِهِ ثُمَّ جَرَتْتُ。 فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ:  
أَرَنِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ، فَأَمْكَنْتَهُ مِنْهُ، فَصَرَرْتَهُ حَتَّى  
بَرَدَ، وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ، فَدَخَلَ  
الْمَسْجِدَ يَغْدُو، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ  
رَأَهُ: ((لَقَدْ رَأَى هَذَا ذُعْرَوْا)), فَلَمَّا أَتَتَهُ  
إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قُبِيلٌ وَاللَّهِ صَاحِبِي  
وَإِنِّي لَمَقْتُولٌ. فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ: يَا  
نَبِيَّ اللَّهِ، قَدْ وَاللَّهِ أَوْفَى اللَّهُ ذِمَّتَكَ قَدْ  
رَدَدْتَنِي إِلَيْهِمْ، ثُمَّ أَنْجَانَى اللَّهُ مِنْهُمْ.  
قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَتَبَلَّ أُمَّهُ مِسْعَرٌ حَرْبٌ  
لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ)), فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ  
عَرَفَ أَنَّهُ سَرِدَةُ إِلَيْهِمْ؛ فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى  
سَيِّفَ الْبَخْرِ. قَالَ: وَتَنَقْلَتْ مِنْهُمْ أَبُو  
جَنْدُلُ بْنُ سَهْلٍ فَلَمَّا جَعَقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، فَجَعَلَ  
لَا يَخْرُجَ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا  
لَعِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ، حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ

مجھے ان کے حوالے کرچے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا (تیری ماں کی خرابی) اگر اس کا کوئی ایک بھی مددگار ہوتا تو پھر روای کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب انہوں نے آپ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ پھر کفار کے حوالے کر دیں گے اس لئے وہاں سے نکل گئے اور سندھ کے کنارے پر آگئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھروالوں سے (مکہ سے) چھوٹ کر ابو جندل بن سعیل بن شوہر بھی ابو بصیر بن شوہر سے جاتے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجاۓ مدینہ آنے کے) ابو بصیر بن شوہر کے یہاں (ساحل سندھ پر) چلا جاتا۔ اس طرح سے ایک جماعت بن گئی اور اللہ گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قطفے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جا رہا ہے تو اسے راستے ہی میں روک کر لوٹ لیتے اور قافلہ والوں کو قتل کر دیتے۔ آپ قریش نے نبی کریم ﷺ کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر دخواست پھیلی کر کے آپ کسی کو پھیلیں (ابو بصیر بن شوہر اور ان کے درمرے ساتھیوں کے پہاں کے وہ قریش کی ایذا سے رک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”اور وہ ذات پروردگار جس نے روک دیا تھا مارے ہاتھوں کو ان سے اور ان کے ہاتھوں کو تم سے (یعنی جنگ نہیں ہو سکی تھی) وادی مکہ میں (حدیبیہ میں) بعد میں اس کے کہ تم کو غالب کر دیا تھا ان پر یہاں تک کہ باتِ جالیت کے دور کی بے جا حمایت تک پہنچ گئی تھی۔“ ان کی حیثیت (جالیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معابرے میں بھی) آپ کے لئے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا اسی طرح انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحيم نہیں لکھنے دیا اور آپ کے بیت اللہ جانے سے منع بنے۔

(۲۷۳۳) عقیل نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ بنت ابی زینہ نے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کا (جو مکہ سے مسلمان ہونے کی وجہ سے بھرت کر کے مدینہ آتی تھیں) امتحان لیتے تھے (زہری نے) بیان کیا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

عصاۃ، فَوَاللَّهِ مَا يَسْتَهِنُونَ بِعِزْمٍ خَرَجُتْ  
لِقُرْبَشِ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اغْتَرَضُوا لَهَا.  
فَقَتَلُوهُمْ وَأَخْلَدُوا أَنْوَالَهُمْ. فَأَرْسَلَتْ  
فَرِيْشَ إِلَى النَّبِيِّ هَذِهِ تَنَاهِيَةً بِاللَّهِ وَالْبَرِّ حَمَّ  
لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ آتَهَا هُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيِّ  
هَذِهِ إِلَيْهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هَوَهُ  
الَّذِي كَفَ أَيْدِيهِمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ عَنْهُمْ  
بِيَعْنُ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ -  
حَتَّى يَلْعَلُ - الْخَمِيْمَهُ، حَمِيْمَةُ الْجَاهِلِيَّةِ  
[الفتح: ۲۴] وَكَانَتْ حَمِيْمَهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ  
يُؤْفِرُوا اللَّهَ تَعَالَى اللَّهُ، وَلَمْ يُقْرِبُوا بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، وَخَلُوا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ  
الْأَنْبِيَّةِ). [راجع: ۱۶۹۴، ۱۶۹۵]

۲۷۳۳ - وَقَالَ عَقِيلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ:  
(فَقَالَ عَزُوزٌ فَأَخْبَرَنِي عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ هَذِهِ كَانَ يَمْنَعُهُنَّ. وَبَلَّغَنَا أَنَّهُ لَمَّا  
أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَرْكُدُوا إِلَى الْمُشْرِكِينَ

نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمان وہ سب کچھ ان مشرکوں کو داپس کر دیں جو انہوں نے اپنی ان بیویوں پر خرچ کیا ہو جو (اب مسلمان ہو کر) بھرت کر آئی ہیں اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھیں تو عمر بن الخطب نے اپنی دو بیویوں قربیہ بنت ابی امیہ اور ایک جروں خراجی کی لڑکی کو طلاق دے دی۔ بعد میں قربیہ سے معاویہ نے شادی کر لی تھی (کیونکہ اس وقت معاویہ مسلمان نہیں ہوئے تھے) اور دوسری بیوی سے ابو جہنم نے شادی کر لی تھی لیکن جب کفار نے مسلمانوں کے ان اخراجات کو داکرنے سے انکار کیا جو انہوں نے اپنی (کافر) بیویوں پر کئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور تمہاری بیویوں میں سے کوئی کافروں کے یہاں چلی گئی تو وہ معاوضہ تم خود ہی لے لو“ یہ وہ معاوضہ تھا جو مسلمان کفار میں سے اس شخص کو دینے جس کی بیوی بھرت کر کے (مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان کے نکاح میں آگئی ہو) پس اللہ نے اب یہ حکم دیا کہ جس مسلمان کی بیوی مرد ہو کر (کفار کے یہاں) چلی جائے اسکے (مرد و نفقہ کے) اخراجات ان کفار کی عورتوں کے مرے سے ادا کر دیے جائیں جو بھرت کر کے آگئی ہیں (اور کسی مسلمان نے ان سے نکاح کر لیا ہے) اگرچہ ہمارے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ کوئی مهاجرہ بھی ایمان کے بعد مرد ہوئی ہوں اور ہمیں یہ روایت بھی معلوم ہوئی کہ ابو بصیر بن اسید شفیع بن عباد جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موسمن و مهاجر کی حیثیت سے معاہدہ کی مدت کے اندر ہی حاضر ہوئے تو اخض بن شریق نے نبی کریم ﷺ کو ایک تحریر لکھی جس میں اس نے (ابو بصیر کی) واپسی کا مطالبہ آپ سے کیا تھا۔ پھر انہوں نے حدیث پوری بیان کی۔

ما أَنْفَقُوا عَلَى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ،  
وَحُكِّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَنْ لَا يُمْسِكُوا  
بِعِصْمِ الْكَوَافِرِ، أَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
طَلَقَ امْرَاتِنِ - فَرِيَةَ بِنْتِ ابْنِ امْمَةِ،  
وَأَنَّهَا جَرَوْلُ الْغَزَاعِيَّ فَتَرَوْجُ فَرِيَةَ  
مَعَاوِيَةَ وَتَرَوْجُ الْأَخْرَى أَبُو جَهْنَمَ فَلَمَّا  
أَتَى الْكُفَّارُ أَنْ يَقُولُوا بِمَا دَأَدُوا مَا أَنْفَقَ  
الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللَّهُ  
تَعَالَى: هُوَ إِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ  
إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقِبُتُمْهُ [المتحجن: ۱۱]  
وَالْفَقِبُ مَا يُؤْذِي الْمُسْلِمُونَ إِلَى مَنْ  
هَاجَرَتْ امْرَأَةٌ مِّنَ الْكُفَّارِ، فَأَمْرَأَ أَنْ يَغْطِي  
مَنْ ذَعَبَ لَهُ زَوْجٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ مَا أَنْفَقَ  
مِنْ صَدَاقِ نِسَاءِ الْكُفَّارِ الَّتِي هَاجَرْنَ،  
وَمَا نَعْلَمُ أَخْدَانَ مِنَ الْمَهَاجِرَاتِ ارْتَدَتْ  
بَعْدَ إِيمَانِهَا، وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيرَ بْنَ أَسِيدَ  
الْفَقِيْهِ قَدِيمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مَوْلَانَا مَهَاجِرَا  
فِي الْمَدْنَةِ، فَكَتَبَ الْأَخْتَسُ بْنُ شَرِيقَ إِلَى  
النَّبِيِّ ﷺ بِسَأَلَةِ أَبَا بَصِيرٍ فَلَدَّكَ الرَّحِيلَ

[راجع: ۲۷۱۳]

**شیخ** یہ واقعہ ۶۴ہ کا ہے آنحضرت ﷺ کے دن ذی قعده کے آخر میں مدینہ سے عمرہ کا ارادہ کر کے لٹک۔ آپ کے ساتھ سات سو مسلمان تھے اور سڑاٹ قربانی کے، ہر دس آدمی میں ایک اونٹ۔ ایک روایت میں آپ کے ساتھیوں کی تعداد چودہ سو رہ تھی۔ آپ نے بر بن سفیان کو قربانی کی خبر لانے کے لئے بھیجا تھا، اس نے والیں آکر بتالیا کہ قربانی کے لوگ آپ کے آئنے کی خبر سن کر ذی طوی میں آگئے ہیں اور خالد بن ولید ان کے سواروں کے ساتھ کرائ ایکم ناہی جگہ میں آئھرے ہیں، یہ جگہ کہ سے دو میل پر ہے۔ اس روایت میں واقعہ حدیبیہ کی تفصیلات موجود ہیں۔ روایت میں قسمی اور فتنی کا ذکر ہے، اس پر آنحضرت ﷺ سواری

کرتے تھے، یہ تمام اونٹوں میں آگے رہتی، آپ نے اس پر سوار ہو کر بھرت کی تھی۔ روایت میں تمامہ کا ذکر ہے، یہ کہ اور اس کے اطراف کی بستیوں کو کہتے ہیں۔ تمگری کی شدت کو کہتے ہیں، یہ علاقہ بے حد گرم ہے، اسی لئے تمامہ نام سے موسم ہوا۔ کعب بن بوی قریش کے جد اعلیٰ ہیں۔ عود المطافیل کا لفظ جو روایت میں آیا ہے اس کے دو معنی ہیں ایک پچ دار اونٹیاں جو ابھی پچ جنی ہوں اور کافی دودھ دے رہی ہوں۔ دوسرے انسانوں کے بال پچے دونوں صورتوں میں مطلب یہ ہے کہ قریش کے لوگ ان چشموں پر زیادہ دنوں تک رہنے کے لئے اپنے اونٹ اور اونٹیاں اور بال پچے لے کر آئے ہیں تاکہ وہ عرصہ تک آپ سے جنگ کرتے رہیں۔ عروہ بن مسعود جو قریش کے نمائندہ بن کر آپ سے صلح کی گفتگو کرنے آئے تھے، یہ چھ سال بعد خود مسلمان ہو کر مبلغ اسلام کی میثیت سے اپنی قوم میں گئے تھے۔ آج یہ آخرت میں کو سمجھنا سمجھنے کا خیال لے کر آئے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ جملہ سنا کہ یہ متفق قبائل کے لوگ جو مسلمان ہو کر آپ کے ارد گرد جمع ہیں، در صورت میکلت آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے، جو بازار را غصہ کما تھا کہ تو اپس جا کر اپنے معبودات کی شرمگاہ چوس لے، یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ ہم لوگ آخرت میں کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ مغیرہ بن شعبہ جس کو عودہ نے خدار قرار دیا تھا۔ کہتے ہیں یہ عودہ کے سنتھے تھے، ایک ہونے والی جنگ میں جو مغیرہ کی قوم سے متعلق تھی، عودہ نے نئی بچاؤ کر دیا تھا۔ اس احسان کو جتلا رہے تھے۔ بو کنانہ میں سے آنے والے کائنات میں بن علقمہ حارثی تھا۔ وہ جیشیوں کا سردار تھا، آپ نے اس کے بارے میں جو فرمایا وہ بالکل صحیح ثابت ہوا کہ اس نے قربانی کے جانور کو دیکھ کر، مسلمانوں سے لبیک کے نفرے سن کر بڑے اچھے لفظوں میں مسلمانوں کا ذکر خیر کیا اور مسلمانوں کے حق میں سفارش کی۔ صلح حدیبیہ کا متن لکھنے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے۔ جن دفاتر کے تحت یہ صلح نامہ لکھا گیا ان کا انختار یہ ہے (۱) اس سال تک باہمی صلح رہے گی، ہر دو طرف کے لوگوں کی آمد و رفت میں کسی کو روک نہ ہوگی (۲) جو قبائل چاہیں قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں، حلیف قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہوگی، اس وقت ہتھیار ان کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں گے (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی میں کو سے کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو قریش کے طلب کرنے پر وہ شخص واپس کر دیا ہو گا لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جاتے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔ آخری شرط سن کر سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سارے مسلمان گھبرا اٹھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں زیادہ پر جوش تھے لیکن نبی کریم میں نے پس کراس شرط کو بھی منظور فرمایا۔

معلیدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس سے ڈر کر آئندہ کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا لیکن یہ شرط ابھی لکھی بھی نہ ہے تھی کہ اس محل میں ابو جندل پہنچ گئے جن کو مسلمان ہونے کی وجہ سے قریش نے قید کر کھاتا تھا اور اب وہ موقع پا کر زخمیوں سیست ہی بھاگ کر اسلامی لشکر میں پہنچ گئے تھے۔ قریش کے نمائندہ سیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے، آخرت میں کوئی شخص میں نے کہا کہ عدم نامہ کے مکمل ہو جانے پر اسکے خلاف نہ ہو گا، بھی چونکہ یہ نامکمل ہے لہذا ابو جندل کو واپس نہیں کیا جا سکتا، اس پر سیل نے کہا کہ تب ہم صلح نہیں کر سکتے۔ آخر ابو جندل واپس کر دیا گیا، ان حالات کو دیکھ کر، مسلمان بہت طیش میں آگئے اور عمر رضی اللہ عنہ تو اس قدر بگزے کہ وہ اس جرأت پر غیر بصرچحتاتے رہے مگر اس اہم موقع پر حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولو العزی قابل صد تحسین ہے کہ آپ نے ان حالات کا کوئی اثر نہیں لیا اور آخرت میں کے ہر قدم کی آپ تعریف ہی کرتے رہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

## ۱۶- بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْقَرْضِ

وَقَالَ أَبْنُ عَمْرٍ وَعَطَاءً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: اور عبد اللہ بن عمر اور عطاء بن ابی رباح میں میٹھا نے کہا کہ اگر قرض (کی ادائیگی) کے لئے کوئی مدت مقرر کی جائے تو یہ جائز ہے۔  
إِذَا أَجْلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

(۲۷۳۴) اور یہ نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جنہوں نے بنی اسرائیل کے کسی دوسرے شخص سے ایک ہزار اشتری قرض مانگا اور اس نے ایک مقررہ مدت تک کے لئے دے دیا۔

٤- وَقَالَ النَّبِيُّ حَدَّثَنِي جَعْفُرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ عَنْ أَبِيهِ هُرْيَزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنْ يُسْتَلِفَهُ أَلْفَ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ أَجْلٌ مُسْمَى)). [راجع: ۱۴۹۸]

علوم ہوا کہ قرض دینے والا ایسی جائز شرطیں لگاسکتا ہے اور ادا کرنے والے پر لازم ہو گا کہ ان ہی شرائط کے تحت وقت مقررہ پر وہ قرض ادا کر دے۔ بنی اسرائیل کے ان دو شخصوں کا ذکر پچھے تفصیل سے گزر چکا ہے۔

## ١٧- بَابُ الْمَكَاتِبِ، وَمَا لَا يَحْلُّ مِنَ الشُّرُوطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللَّهِ

مکاتب کا بیان اور جو شرطیں اس کی کتاب اللہ کے مخالف ہیں، ان کا جائز نہ ہونا۔

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے مکاتب کے بارے میں کہا کہ ان کی (یعنی مکاتب اور اس کے مالک کی) جو شرطیں ہوں وہ معتبر ہوں گی اور ابن عمر یا عمر بن عبید اللہ نے (راوی کو شہبہ ہے) کہا کہ ہر وہ شرط جو کتاب اللہ کے مخالف ہو وہ باطل ہے خواہ ایسی سو شرطیں بھی لگائی جائیں۔ ابو عبد اللہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ عمر اور ابن عمر پیش کیا تو دونوں سے یہ قول مردی ہے۔

(۲۷۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، سعید بن سعید انصاری سے، ان سے عمرہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ پیش کیا اپنی مکاتبت کے سلسلے میں ان سے مدد مانگنے آئیں تو انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تمہارے مالکوں کو (پوری قیمت) دے دوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو گی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ سے میں نے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا انہیں تو خبید لے اور آزاد کر دے۔ ولاء تو برحال اسی کے ساتھ قائم ہو گی جو آزاد کر دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ من بر تشریف لائے اور فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کا کوئی پتہ کتاب اللہ میں نہیں ہے،

وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْمَكَاتِبِ: شُرُوطُهُمْ بَيْنَهُمْ. وَقَالَ أَبْنُ عُمَرَ - أَوْ عُمَرَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كُلُّ شَرْطٍ خَالِفٌ كِتَابَ اللَّهِ فَهُوَ باطِلٌ، وَإِنْ اشْتَرَطَ مِائَةً شَرْطٍ. وَقَالَ أَبْوَ عَبْدِ اللَّهِ: يُقَالُ عَنْ كَلِيمَهَا، عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

٥- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ غَاثِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَهَا تَرِيْزَةٌ تَسْأَلُهَا فِي كِتَابِهَا فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ أَغْطِنَتِ أَهْلَكَ وَيَكُونُ الْوَلَاءُ لِي. فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَكَرْتُهُ ذَلِكَ، قَالَ الْبَشِّيُّ: ((إِنْ تَعْنِيهَا فَأَغْتِنُهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَغْنَى)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((مَا بَالْ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيَسْتَ في كِتَابِ اللَّهِ؟ مَنْ اشْتَرَطَ شُرُوطًا

**لَيْسَ فِي كِبَابِ اللَّهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِّي اشْرَطْتُ مِائَةً شَرْطًا).** [راجع: ٤٥٦] جس نے بھی کوئی ایسی شرط لگائی جس کا پتہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو خواہ ایسی سو شرطیں لگائے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے گا۔

حضرت بریہ کے آقا آزادی کے بعد ان کی ولاء کا پتہ رکھنا چاہتے تھے اور اسی شرط پر وہ بریہ وہ تنہ کو حضرت عائشہؓ پیش کی پیش کے مطابق آزاد کرنا چاہتے تھے۔ ان کی یہ شرط باطل تھی کیونکہ ایسے لوگوں کی ولاء ان کے ساتھ قائم ہوتی ہے جو انہار وہی خرج کر کے ان کے آزاد کرنے والے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص کوئی غلط شرط لگائے تو کام رہے شرعاً وہ شرط باطل ہوگی اور قانون اسے تسلیم نہیں کرے گا۔

### باب اقرار میں شرط لگانا یا استثناء کرنا جائز ہے اور ان شرطوں کا بیان

جو معاملات میں عموماً لوگوں میں رائج ہیں اور اگر کوئی یوں کئے مجھ پر فلاں کے سورہم نکلتے ہیں مگر ایک یا دو اخوانوں یا اخنانوے یا اخنانوے کا احتشاء کیا تو تو ننانوے یا اخنانوے درہم دینے ہوں گے یعنی اگر یوں کما سو نکلتے ہیں مگر ایک تو ننانوے دینے ہوں گے اور اگر دو کا احتشاء کیا تو اخنانوے دینے ہوں گے اور قبیل کا کیش سے احتشاء بالاتفاق درست ہے۔ اختلاف اس احتشاء میں نہ ہے جو کیش کا قبیل سے ہو۔ جمور نے اس کو بھی جائز رکھا ہے۔

اور ابن عون نے ابن سیرن سے نقل کیا کہ کسی نے اونٹ والے سے کما تو اپنے اونٹ اندر لا کر باندھ دے اگر میں تمہارے ساتھ فلاں دن تک نہ جاسکا تو تم سورہم مجھ سے وصول کر لیتا۔ پھر وہ اس دن تک نہ جاسکا تو قاضی شریح دھنیتھی نے کما کہ جس نے اپنی خوشی سے اپنے اوپر کوئی شرط لگائی اور اس پر کوئی جربھی نہیں کیا کیا تھا تو وہ شرط اس کو پوری کرنی ہو گی۔ ایوب نے ابن سیرن رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ کسی شخص نے غلہ بیچا اور خریدار نے کما کہ اگر تمہارے پاس بدھ کے دن تک نہ آسکا تو میرے اور تمہارے درمیان بیع باقی نہیں رہے گی۔ پھر وہ اس دن تک نہیں آیا تو شریح دھنیتھی نے خریدار سے کما کہ تو نے وعدہ خلافی کی ہے، آپ نے فیصلہ اس کے خلاف کیا۔ (۲۷۳۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزنانوے نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو۔ جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ

**١٨ - بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْإِشْرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الْإِفْرَارِ، وَالشُّرُوطُ الَّتِي يَعْتَارُهَا النَّاسُ بِنَهْمِهِمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ بِسَتِينِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنَى عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: قَالَ رَجُلٌ لِكَرِيمٍ: أَذْخِلْنِي رَكَابِكَ، فَلَمْ أَزْخُلْ مَقْعَدَ يَوْمِكَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ، فَلَمْ يَخْرُجْ، لَقَالَ شَرِيفٌ: مَنْ شَرَطَ عَلَى نَفْسِيهِ طَاعِنًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ. وَقَالَ أَيُوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ: إِنَّ رَجُلًا نَاجَ طَغَامًا وَقَالَ: إِنَّ لَمْ آتِكَ الْأَرْبَاعَةَ فَلَيْسَ بِنَحْنِ وَبِنَكَ بَيْعٌ، فَلَمْ يَجِيَ. لَقَالَ شَرِيفٌ لِلْمُشْتَرِيِّ: أَنْتَ أَخْلَفْتَ، فَقَضَى عَلَيْهِ.**

**٢٧٣٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: (إِنَّ اللَّهَ يَسْعَهُ وَيَسْعِنَهُ أَسْمَاءً، مِائَةً**

إِلَّا وَاجِدًا، مَنْ أَخْصَنَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

[طرفاہ فی : ٦٤١٠ ، ٧٣٩٢]

جنت میں داخل ہو گا۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے سو میں سے ایک اختشاء کیا۔ معلوم ہوا کہ شرط میں سے قلیل کا اختشاء درست ہے۔ اللہ پاک کے یہ ننانے نام اماء الحشی کملاتے ہیں۔ ان میں صرف ایک نام یعنی اللہ اسم ذاتی ہے اور بالقی سب مفاتی نام ہیں۔ ان میں سے آخر قرآن مجید میں بھی ذکر ہوئے ہیں، بالقی احادیث میں۔ سب کو تکمیل کیا گیا ہے۔ ہم نے اپنی مشورہ کتاب مقدس مجموعہ کے آخر میں اماء الحشی کو مع ترجیح کے ذکر کر دیا ہے۔

### باب وقف میں شرطیں لگانے کا بیان

(۲۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد اللہ الفزاری نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی، انسین این عمر بن حنبل نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خبر میں ایک قطعہ زمین میں تو آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشورہ کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خبر میں ایک زمین کا مکارا ملا ہے اس سے بہترالا مجھے اب تک کبھی نہیں ملا تھا، آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں بالقی رکھ اور پیداوار صدقہ کر دے۔ ابن عمر نے بیان کیا کہ پھر عمر بن حنبل نے اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بچا جائے گا نہ اس کا بہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اسے آپ نے محتاجوں کے لئے، رشتہ داروں کے لئے اور غلام آزاد کرنے کے لئے، اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے اور مسمانوں کیلئے صدقہ (وقف) کر دیا اور یہ کہ اس کا متولی اگر دستور کے مطابق اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق وصول کر لے یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ ابن عون نے بیان کیا کہ جب میں نے اس حدیث کا ذکر ابن سیرین سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (متولی) اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے، واقف اپنی وقف کو جس طور چاہے مشروط کر سکتا ہے، جیسا کہ یہاں حضرت عمر بن حنبل کی شرطوں کی تفصیلات موجود ہیں، اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ واقف اپنی تجویز کردہ شرطوں کے تحت اپنے وقف پر اپنی ذاتی ملکیت بھی بالقی رکھ سکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وقف کا متولی نیک نتیجے کے ساتھ دستور کے مطابق اس میں سے اپنا خرچ بھی وصول کر سکتا ہے۔ اس وقف نامہ میں مصارف کی ایک مدنی سہیل اللہ بھی ذکر ہے جس سے مجاہدین کی امداد مراد ہے اور وہ جملہ کام جن

### ١٩ - بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَقْفِ

٢٧٣٧ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَوْنَ قَالَ: أَتَبَأْنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصْبَابَ أَرْضِنَا بِخَيْرٍ، فَلَمَّا كَانَتِ الْبَيْتُ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا لَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصْبَبْتُ أَرْضَنَا بِخَيْرٍ لَمْ أَصْبَبْ مَالًا قَطُّ أَنْفُسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ فَتَصْدِقْ بِهَا عُمَرُ أَنَّهُ لَا يَبْغِي وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُؤْرَثُ، وَتَصْدِقْ بِهَا فِي الْفَقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبَى وَلِي الرِّقَابِ وَلِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ، وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَيْهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ، وَيَعْلَمَ غَيْرَ مُعْمَلٍ)). قَالَ: فَعَذَّنْتُ بِهِ أَنْهِ سَبِيلِنَ لِقَالَ: ((غَيْرُ مُعْمَلٍ مَالًا)).

[راجح: ٢٣١٣]

سے اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت ہوتی ہو جیسے اسلامی مدارس اور تبلیغی ادارے وغیرہ وغیرہ۔

وقت کی تعریف میں امام شوکانی فرماتے ہیں ہو فی اللغة الحبس يقال وقت کذا بدون الف علی اللغة الفصیح ای حبسته و فی الشریعۃ حبس العلک فی سیل الله تعالیٰ للقفراء و ابناء السیل یصرف علیهم منافعہ و یبی اصلہ علی ملک الواقف والفاظہ وقت و حبست و سبلت و ابدت هذه صرائح الفاظہ واما کنایۃ تصدقۃ و اختلاف فی حرمت فقبل صریح و قبل غیر صریح (نیل الا وطار) یعنی وقت کالغوى منی روکنا ہے، کما جاتا ہے کہ میں نے اس طرح اس کو وقف کر دیا یعنی روک دیا، ٹھرا دیا اور شریعت میں اپنی کسی ملکیت کو اللہ کے راستے میں روک دینا، وقت کر دینا کہ اس کے منافع کو فقراء اور مساکن پر خرچ کیا جائے اور اس کی اصل واقف کی ملکیت میں بالق رہے وقت کی صحت کے لئے الفاظ میں نے وقت کیا، میں نے اسے روک دیا وغیرہ وغیرہ صریح الفاظ ہیں۔ بطور کنایۃ یہ بھی درست ہے کہ میں نے اسے صدقہ کر دیا، لفظ حرمت میں نے اس کے منافع کا استعمال اپنے لئے حرام قرار دے لیا، اس کو بعض نے وقت کے لئے لفظ صریح قرار دیا اور بعض نے غیر صریح قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب کی حدیث کے ذیل امام شوکانی فرماتے ہیں و فی الحديث فوائد منها ثبوت صحة اصل الوقف قال النبوی وهذا مذهبنا يعني ائمۃ الشافعیة و مذهب الجماہیر و يدل عليه ايضاً اجماع المسلمين على صحة وقف المساجد والسبایات ومنها فضیلۃ الانفاق مما يحب ومنها ذکر فضیلۃ ظاهرة لعمر عنہ ومنها مشاورة اهل الفضل والصلاح فی الامور و طریق الخیر ومنها فضیلۃ صلة الارحام والوقف عليهم. والله اعلم (نیل)

یعنی اس حدیث میں بت سے فوائد ہیں جن میں سے اصل وقت کی صحت کا ثبوت بھی ہے۔ بقول علامہ نووی ائمۃ شافعیہ اور جماہیر کی مذهب ہے اور اس پر عام مسلمانوں کا اجماع بھی دلیل ہے جو مساجد اور کنیس وغیرہ کے وقت کی صحت پر ہو چکا ہے اور اس حدیث سے خرچ کرنے کی بھی فضیلت ثابت ہوئی جو اپنے محبوب ترین مال میں سے کیا جاتا ہے اور اس سے حضرت عمر بن حفیظ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور اس سے اہل علم و فضل سے صلاح و مشورہ کرنا بھی ثابت ہوا اور صدر حجی کی فضیلت اور رشتہ ناطق والوں کے لئے وقت کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔

لفظ "وقف" مختلف احادیث میں مختلف معانی پر بولا گیا ہے جس کی تفصیل کیلئے کتاب لغات المحدث بذیل لفظ "واو" کا مطالعہ کیا جائے۔

## ۵۵۔ کتاب الوصایا

# کتاب وصیتوں کے مسائل کے بیان میں

لِسْتَ بِرَجُلٍ مَّكْتُوبَةً عِنْهُ

باب اس بارے میں کہ وصیتوں ضروری ہیں

۹۔ بَابُ الْوَصَائِيَا وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ:

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی وصیت لکھی ہوئی ہونی چاہئے

((وَصِيَّةُ الرَّجُلِ مَكْتُوبَةٌ عِنْهُ))

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ ”تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی معلوم ہو اور کچھ مال بھی چھوڑ رہا ہو تو وہ والدین اور عزیزوں کے حق میں دستور کے موافق وصیت کر جائے۔ یہ لازم ہے پر ہیز گاروں پر۔ پھر جو کوئی اسے اس کے سنتے کے بعد بدل ڈالے سواں کا گناہ اسی پر ہو گا جو اسے بدلتے گا، بے شک اللہ برداشتے والا برداختنے والا ہے۔ البتہ جس کسی کو وصیت کرنے والے سے متعلق کسی کی طرفداری یا حق تلقی کا علم ہو جائے پھر وہ منوی لہ اور وارثوں میں (وصیت میں کچھ کی کرکے) میل کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ برداختش کرنے والا نامیت رحم کرنے والا ہے (آیت میں) جنفاء کے معنی ایک طرف جھک جانے کے ہیں، متعاجنف کے معنی جھکنے والے کے ہیں۔

وصیت کرتے ہیں مرتبے وقت آدمی کا کچھ کہہ جانا کہ میرے بعد ایسا ایسا کرنا، قلاں کو یہ دینا قلاں کو یہ۔ وصیت کرنے والے کو موصی اور جس کے لئے وصیت کی ہو اس کو موی لے کرتے ہیں۔ آیت میراث نازل ہونے کے بعد صرف تسلی مال میں وصیت کرنا جائز تواردیا گیا، باقی مال حصہ داروں میں تقسیم ہو گا۔

(۲۷۳۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی نافع سے، وہ عبداللہ بن عمر بھی بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جن کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو درست نہیں کہ دورات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے۔ امام مالک کے ساتھ اس روایت کی متابعت محمد بن مسلم نے عمرو بن دربار سے کی ہے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

**لشیخ** آیت شریفہ (کبیت علیکم إذا حضرت أخذكم الموت إن ترك خيراً لوصيته) (البقرة: ۱۸۰) آیت میراث سے پہلے نازل ہوئی۔ اس وقت وصیت کرنا فرض تھا۔ جب میراث کی آیت اتری تو وصیت کی فرضیت جاتی رہی اور وارث کے لئے وصیت کرنا منع ہو گیا جیسا کہ عمرو بن خارج کی روایت میں ہے ان الله اعلیٰ کل ذی حق حقہ فلا وصیة لوارث (آخرجه اصحاب السنن) اور بغیر وارث کے لئے وصیت جائز رہ گئی۔ آیت شریفہ (فمن بذله بعده ماتسبيعه) (البقرة: ۱۸۱) کا مطلب یہ ہے کہ وصیت بدل دینا گناہ ہے مگر جس صورت میں موصی نے خلاف شریعت وصیت کی ہو اور مٹت سے زائد کسی کو لا کر وارثوں کا حق تلف کیا ہو تو ایسی غلط وصیت کو بدل ڈالتا منع نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ موی لہ اور دیگر وارثوں میں صلح صفائی کرادے اور مطابق شریعت فصلہ کر کے وصیت کی

وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى: هُكْبَ عَلَيْكُمْ إِذَا  
حَضَرَ أَخْذَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا  
الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَغْرُوفِ  
حَقًا عَلَى الْمُعْتَنِينَ. فَمَنْ بَذَلَهُ بَعْدَ مَا  
سَبَعَةَ فَإِنَّمَا إِنْمَةُ عَلَى الَّذِينَ يَبْذَلُونَهُ، إِنَّ  
اللَّهَ سَمِيعٌ عَلَيْهِمْ. فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوْصِي  
جَنَفَا أَوْ إِنَّمَا فَأَمْلَأَتْ بَيْنَهُمْ فَلَأَ إِنْمَ عَلَيْهِ،  
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ) جنفاء: میلہ۔  
مُتَجَاوِفٌ : مائل۔

۲۷۳۸ - حَدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ: ((مَا حَقٌّ اغْرِيَهُ مُسْلِمٌ لَّهُ شَيْءٌ  
يُوصِي فِيهِ بِيَنِتَ لِلَّذِينَ إِلَّا وَوَصَّيْتُهُ  
مَكْتُوبَةً عِنْدَهُ)). قَابِعَةً مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمٍ  
عَنْ عُمَرٍ وَعَنْ أَبِنِ عُمَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اصلاح کرے۔ وصیت الرجل مکتوب عنده یہ مضمون خوب باب کی حدیث میں آگئے آ رہا ہے مگر اس میں مردہ کا لفظ ہے اور لفظ درج کے ساتھ یہ حدیث نہیں تھی۔ شاید حضرت امام بخاریؓ نے اسے بالمعنی روایت کیا ہو کیونکہ موء رجل ہی کو کہتے ہیں اور رجل کی قید اعتبار اکثر کے ہے ورنہ عورت اور مرد دونوں کی وصیت صحیح ہونے میں کوئی فرق نہیں، اسی طرح نبائی کی وصیت بھی صحیح ہے، جب وہ عقل اور ہوش رکھتا ہو۔ ہمارے امام امّالک کا یہ قول ہے لیکن حنفیہ اور شافعیہ نے اس کو جائز کیا رکھا ہے۔ امام احمد نے ایسے لڑکے کی عمر کا اندازہ سات برس یا دس برس کا کیا ہے۔ وصیت کا ہر وقت لکھا ہوا ہونا اس لئے ضروری ہے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے نہ معلوم کب اللہ پاک کا حکم ہو اور انسان کا آخری سفر شروع ہو جائے، لہذا لازم ہے کہ اس سفر کے لئے ہر وقت تیار رہے اور اپنے بعد کے لئے ضروری معاملات کے واسطے اسے جو بہتر معلوم ہو وہ لکھا ہوا اپنے پاس تیار رکھے۔ حدیث کی فی الدنیا کا نک غریب کا بھی یہی مطلب ہے کہ دنیا میں ہر وقت سافران زندگی گزارو نہ معلوم کب کوچ کا وقت آ جائے۔

(۲۷۳۹) ہم سے ابراہیم بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم

سے سچی این ابی بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہیر بن معاویہ  
جعفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ نے  
بیان کیا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت بھائی عمرو  
بن حارث رضی اللہ عنہ نے جو جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا (ام  
المؤمنین) کے بھائی ہیں، بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے،  
اپنی وفات کے بعد سوائے اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور اپنی زمین  
کے جسے آپ وقف کر گئے تھے نہ کوئی درہم چوڑا تھا نہ دینار نہ غلام  
نہ باندی اور بنش کوئی چیز۔

. [۴۴۶۱]

۲۷۴۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ

حَدَّثَنَا يَعْقِيْنُ بْنُ أَبِي يَكِيْرٍ حَدَّثَنَا زَهْيِرُ بْنُ مَعَاوِيَةَ الْجَعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرُو بْنِ الْحَارِثِ حَتَّى رَأَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُوَيْرِيَّةَ بِنْتَ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا، إِلَّا بَعْلَمَهُ الْيَتِيْنَاءِ وَسَلَاحَةَ وَأَرْضَهَا جَعَلَهَا صَدَقَةً)).

[اطرافہ فی : ۲۸۷۳، ۲۹۱۲، ۳۰۹۸]

یعنی اپنی صحت کی حالت میں آپ نے یہ زمین وقف فرمادی تھی پھر وفات کے وقت بھی اس کی تائید فرمادی۔ بعضوں نے کہا و رجعلہا صدقۃ کی ضمیر تینوں کی طرف پھرتی ہے یعنی خپڑا اور ہتھیار اور زمین سب کو وقف کر دیا تھا۔

اس حدیث کی مطابقت ترجیح باب سے یوں ہے کہ وہ وصیت کے حکم میں ہوا۔

(۲۷۴۰) ہم سے خلاد بن سچی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام امّالک نے بیان کیا، کہا ہم سے طلہ بن صرف نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن ابی اویفؓ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر میں نے پوچھا کہ پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا) کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کر دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی

۲۷۴۱ - حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَعْقِيْنَ حَدَّثَنَا مَالِكُ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرْفٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى؟ فَقَالَ: لَا. فَقُلْتَ: كَيْفَ كَتَبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةَ أَوْ أَمْرَوْا بِالْوَصِيَّةِ؟ قَالَ: أَوْصَى بِكِتَابِ اللَّهِ)).

[طرفہ فی: ٤٤٦٠، ٥٠٢٢]۔

تھی۔ (اور کتاب اللہ میں وصیت کرنے کے لئے حکم موجود ہے)

**لشیخ** باب کا مطلب اس سے لکلا کہ لوگوں پر وصیت کیسے فرض ہوئی۔ اللہ کی کتاب پر چلتے کا حکم ایک جامع وصیت ہے جو شریعت کے سارے احکام کو شامل ہے، جب تک مسلمان اس وصیت پر قائم رہے اور قرآن و حدیث پر چلتے رہے ان کی دن دو گنی رات چونکی ترقی ہوتی گئی اور جب سے قرآن و حدیث کو پس پشت ڈال دیا اور ہر ایک نے اپنی رائے اور قیاس کو اصل بنایا، چھوٹ پڑ گئی، الگ الگ مذاہب بن گئے اور ہر جگہ مسلمان متفق ہو کر مغلوب ہو گئے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصیت فرمانی تھی کہ جزیرہ عرب کو یہودیوں سے پاک کرو، یعنی کافروں کی ہر ممکن خاطردارات کرنا چاہیے کہ میں کرتا ہوں۔ حضرت علی رضاؑ کے متعلق وصی ہونے کی کوئی صحیح حدیث کسی بھی متعدد کتاب میں منقول نہیں ہے۔

۱- ۲۷۴ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زَرَارَةَ أَخْبَرَنَا

(۲۷۳) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اس اعمال بن علیہ نے خردی عبد اللہ بن عون سے، انسیں ابراہیم نجیعی نے، ان سے اسود بن زید نے بیان کیا کہ عائشہؓؑ کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ علی کرم اللہ وجہ (نبی اکرم کے) وصی تھے تو آپ نے کہا کہ کب انسیں وصی بنایا۔ میں تو آپ کے وصال کے وقت سر مبارک اپنے سینے پر یا انسوں نے (بجائے سینے کے) کہا کہ اپنی گود میں رکھے ہوئے تھی پھر آپ نے (پانی کا) طشت منگوایا تھا کہ اتنے میں (سر مبارک) میری گود میں جھک گیا اور میں سمجھ نہ سکی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے تو آپ نے علی کو وصی کب بنایا۔

حضرت عائشہؓؑ کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے لے کر وفات تک تو آنحضرت ﷺ میرے ہی پاس رہے، میری ہی گود میں انتقال فرمیا، اگر حضرت علی رضاؑ کو وصی بناتے ہیں اپنا ظیہ مقرر کرتے جیسے شید گمان کرتے ہیں تو مجھ کو تو ضرور خبر ہوتی پس شیعوں کا یہ دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔

باب اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ

لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں

(۲۷۳) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے بیان کیا سعد بن ابراہیم سے، ان سے عامر بن سعد نے اور ان سے سعد بن ابی وقارؓؑ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ (جتنے الوداع میں) میری عیادت کو تشریف لائے، میں اس وقت مکہ میں تھا۔ حضور اکرمؐ اس سرزی میں پرموت کو پسند نہیں فرماتے تھے جمل سے کوئی بھرت کر چکا ہو۔ آنحضرت نے فرمایا اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہؓ) پر رحم

بنِ اسْمَاعِيلَ عَنِ ابْنِ عَوْنَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْنَدِ قَالَ : ((ذَكَرُوا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا، فَقَالَتْ: مَنْ أَوْصَى إِلَيْهِ وَلَقَدْ كَتَبَ مُسْبِدَتَهُ إِلَى صَدْرِي - أَوْ قَالَتْ: حَجَرِي - فَذَعَا بِالظُّنُنِ، فَلَقَدْ انْتَهَ فِي حَجَرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَمَتَّ أَوْصَى إِلَيْهِ)). [طرفہ فی: ٤٤٥٩]۔

حضرت عائشہؓؑ کا مطلب یہ ہے کہ بیماری سے لے کر وفات تک تو آنحضرت ﷺ میرے ہی پاس رہے، میری ہی گود میں انتقال فرمیا، اگر حضرت علی رضاؑ کو وصی بناتے ہیں اپنا ظیہ مقرر کرتے جیسے شید گمان کرتے ہیں تو ضرور خبر ہوتی پس شیعوں کا یہ دعویٰ بالکل بلا دلیل ہے۔

۲- بَابُ أَنْ يَتَرُكَ وَرَتَّةُ أَغْنِيَاءِ حَبْرٍ

مِنْ أَنْ يَتَكَفَّفُوا النَّاسُ

۳- ۲۷۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْوَذُنِي وَأَنَا بِمُكْثَةٍ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ: ((يَوْمَ الْحُجَّةِ أَنَّ عَفْرَاءَ (سعد بن خولہؓ) پر رحم

فرمائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ نے اس پر بھی یہی فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا پھر تسلی کی کر دوں؟ آپ نے فرمایا تسلی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھر، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لئے خرچ کرو گے) تو وہ خیرات ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی خیرات ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفادے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرا بہت سے لوگ (اسلام کے مخالف) نقصان اٹھائیں۔ اس وقت حضرت سعد بن عبید اللہ کی صرف ایک بیٹی تھیں۔

رسول اللہ أوصي بيما لي كلّه؟ قال: ((لا)). قلت: فالشطر؟ قال: ((لا)). قلت: الثالث؟ قال: ((فالثالث، والثالث كثيير، إنك أن تدع ورثتك أغبياء خير من أن تدعهم غاللة يعكفون الناس في أين لهم وإنك مهمنا أنفقتك من نفقة فإنها صدقة، حتى اللقمة ترفعها إلى في أمرائك، وعسى الله أن يرفعك فتنفع بك ناس ويضر بك آخرون. ولم يكن له يومئذ إلا ابنة)).

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن عبید اللہ اس بیماری میں نامیدی کی حالت کو پہنچ چکے تھے۔ آپ نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سارے مال کے وقف کر دینے کا خیال ظاہر کیا مگر آنحضرت ﷺ نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور آپ کی صحت کی بشارت دی چنانچہ آپ بعد میں تقریباً چھاس سال زندہ رہے اور تاریخ اسلام میں آپ نے بربے عظیم کارناۓ انجام دیے (بیو) موئر غمین نے ان کے دس بیٹے اور بارہ بیٹیاں تسلی ہیں واللہ اعلم بالصواب

### باب تسلی مال کی وصیت کرنے کا بیان

اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذی کافر کے لئے بھی تسلی مال سے زیادہ کی وصیت نافذ نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا کہ آپ ان میں غیر مسلموں میں بھی اس کے مطابق فیصلہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا ہے۔

### ۳- باب الوصیۃ بالثلث

وقال الحسن: لا يجوز لله می وصیۃ إلا الثُّلُث و قال الله تعالى: هؤلأ احکم بینهم بما أنزل الله [السائدہ: ۴۹].

**تشریح** | ذی اور مسلمانوں کا ایک ہی حکم ہے کسی کی وصیت تسلی مال سے زیادہ نافذ نہ ہوگی۔ امام مالک اور شافعی اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ وصیت تسلی مال سے زیادہ میں نافذ نہ ہوگی، اگر میت کے وارث نہ ہوں تو باقی مال بیت المال میں رکھا جائے گا اور حنفیہ کا یہ قول ہے کہ الگ وارث نہ ہوں یا وارث نہ ہوں اور وہ اجازت دیں تو ملک سے زیادہ میں بھی وصیت نافذ ہو سکتی ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ امام بخاریؓ نے امام حسن بصری کا قول لا کر حنفیہ پر رد کیا اور اسی لئے قرآن کی یہ آیت لائے «وَإِن حُكْمَ بِهِمْ بِمَا إِنْزَلَ اللَّهُ بِهِ [السائدہ: ۴۹]» کیونکہ آنحضرت ﷺ کا حکم بھی «بِمَا إِنْزَلَ اللَّهُ» میں داخل ہے (وحیدی) قال ابن بطال اراد البخاری بہذا الرد علی من قال كالحنفیة لجوواز الوصیۃ بالزيادة على الثالث لمن لا وارث له و كذلك احتاج بقوله وان حکم بینهم بما انزل الله والذی حکم به

النبي صلی اللہ علیہ وسلم من الثلث وهو الحكم بما انزل الله فعن تجاوز ماحده فقد اتی ما نهی عنہ وقال ابن المنیر لم يرد البخاری هذا وانما اراد الاستشهاد بالایة على ان الذى اذا تحاکم الینا ورثته لا تنفذ من وصیته الا بالثلث لانا لا نحکم فیهم الا بحکم الاسلام لقوله تعالیٰ وان حکم بینهم بما انزل الله الایة (فتح الباری) عبارت کا خلاصہ وہی ہے جو ذکور ہوا۔

(۲۷۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا، کاش! لوگ (وصیت کو) چوتھائی تک کم کر دیتے تو بہتر ہو تاکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تھائی (کی وصیت کر سکتے ہو) اور تھائی بھی بہت ہے یا۔ (آپ نے یہ فرمایا کہ) یہ بڑی رقم ہے۔

(۲۷۳) ہم سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن عدی نے بیان کیا، ان سے مروان بن معاویہ نے، ان سے ہاشم ابن ہاشم نے، ان سے عاصم بن سعد نے اور ان سے ان کے باپ سعد بن ابی و قاص نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بیار پڑا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کیلئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اٹھ پاؤں وابس نہ کر دے (یعنی مکہ میں میری موت نہ ہو) آپ نے فرمایا ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت دے اور تم سے بہت سے لوگ نفع اٹھائیں۔ میں نے عرض کیا میرا ارادہ وصیت کرنے کا ہے۔ ایک لڑکی کے سوا اور میرے کوئی (اولاد) نہیں۔ میں نے پوچھا کیا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ آدھا تو بہت ہے۔ پھر میں نے پوچھا تو تھائی کی کر دوں؟ فرمایا کہ تھائی کی کر سکتے ہو اگرچہ یہ بھی بہت ہے یا (یہ فرمایا کہ) بڑی رقم ہے۔ چنانچہ لوگ بھی تھائی کی وصیت کرنے لگے اور یہ ان کیلئے جائز ہو گئی۔

اس حدیث سے بھی تھائی تک کی وصیت کرنا جائز ثابت ہوا، ساتھ یہ بھی کہ شارع کا مفتاویوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مال چھوڑنا ہے تاکہ وہ بچپنے محتاج نہ ہوں، وصیت کرنے وقت وصیت کرنے والوں کو یہ امر لخونظ نظر رکھنا ضروری ہے۔

باب وصیت کرنے والا اپنے وصی سے کہے کہ میرے پیچے کی دیکھ بھال کرتے رہنا اور وصی کے لئے کس طرح کے

۲۷۴۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبُعِ، لَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ أَوْ كَبِيرٌ)).

۲۷۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاً بْنَ عَدِيًّا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ هَاشِمٍ عَنْ عَمِيرٍ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرِضَتْ لِغَادِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اذْغِ اللَّهَ أَنْ لَا يَرَذِّنِي عَلَى عَقِبِي. قَالَ: ((لَعْلَمُ اللَّهِ يَرْفَعُكَ، وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا)). فَقُلْتَ: أَرِنِنِي أَنْ أَوْصِيَ وَإِنَّمَا لِي أَبْنَةٌ، فَقُلْتَ أَوْصِي بِالنَّصْفِ؟ قَالَ: ((النَّصْفُ كَبِيرٌ)). فَقُلْتَ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَبِيرٌ - أَوْ كَبِيرٌ)). قَالَ: فَأَوْصِي النَّاسَ بِالثُّلُثِ فَجَازَ ذَلِكَ لَهُمْ)).

اس حدیث سے بھی تھائی تک کی وصیت کرنا جائز ثابت ہوا، ساتھ یہ بھی کہ شارع کا مفتاویوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مال چھوڑنا ہے تاکہ وہ بچپنے محتاج نہ ہوں، وصیت کرنے وقت وصیت کرنے والوں کو یہ امر لخونظ نظر رکھنا ضروری ہے۔

۴ - بَابُ قَوْلِ الْمُوصِيِّ لِوَصِيَّةِ تَعَاهَذَ وَلَدِيِّ.

### دعاے جائز ہیں؟

(۲۷۳۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قتبی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے ابن شاب سے وہ عروہ بن زبیر سے اور ان سے نبی کرم شیخیل کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقار نے مرتبہ وقت اپنے بھائی سعد بن ابی وقار سے بخشش کو یہ وصیت کی تھی کہ زمود کی باندی کا لڑکا میرا ہے، اس نے تم اسے لے لینا چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر سعد بخشش نے اسے لے لیا اور کما کہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ انہوں نے اس بارے میں مجھے اس کی وصیت کی تھی۔ پھر عبد بن زمود بخشش اٹھے اور کتنے لگے کہ یہ تو میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لوٹڑی نے اس کو جانتا ہے اور میرے باپ کے بستر پیدا ہوا ہے۔ پھر یہ دونوں نبی کرم شیخیل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سعد بن ابی وقار سے بخشش نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، مجھے اس نے وصیت کی تھی۔ لیکن عبد بن زمود بخشش نے عرض کیا کہ یہ میرا بھائی اور میرے والد کی باندی کا لڑکا ہے۔ نبی کرم شیخیل نے فیصلہ یہ فرمایا کہ لڑکا تمہارا ہی ہے عبد بن زمود! پھر فراش کے تحت ہوتا ہے اور زانی کے حصے میں پتھریں لیکن آپ نے سودہ بنت زمود رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پرہ کر کیونکہ آپ نے عتبہ کی مشاہدات اس لڑکے میں صاف پائی تھی۔ چنانچہ اس کے بعد اس لڑکے نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہ دیکھا تا آنکہ آپ اللہ تعالیٰ سے جاطیں۔

**لشیخ** ترجمہ باب اس سے نکلا کہ عتبہ نے کہا میرے لڑکے کا خیال رکھو، اس کو لے لینا اور سودہ نے جو اپنے بھائی کے وصی تھے اس کا دعویٰ کیا۔ اس پنجے کا ہام عبدالرحمن تھا حالانکہ آپ نے فیصلہ کر دیا کہ وہ زمود کا بیٹا ہے تو سودہ کا بھائی ہوا مگرچون کہ اس کی صورت عتبہ سے ملتی تھی اس نے احتیاطاً حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پرہ کرنے کا حکم دیا۔

باب اگر مریض اپنے سر سے کوئی صاف اشارہ کرے تو اس پر حکم دیا جائے گا؟

(۲۷۳۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا قبادہ سے اور ان سے انس بخشش نے کہ ایک یہودی نے ایک

وَمَا يُحِلُّ لِلْوَصِيِّ مِنَ الظُّفُرِ

۲۷۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَزْرَوَةَ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ أَنَّهَا قَالَتْ: ((كَانَ عَبْرَةُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ وَقَاصٌ عَهْدٌ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ أَبْنَ وَلِيَدَةَ زَمْعَةَ مِنِيْ، فَأَفْصَنَهُ إِلَيْكَ). فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ: أَبْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهْدٌ إِلَيْ فِيهِ. فَقَامَ عَنْهُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِي وَابْنُ أُمَّةِ أَبِي وَلِيَدَةَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَسَأَوَاقَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ أَنَّهَا فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَبْنُ أَخِي، كَانَ عَهْدٌ إِلَيْ فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيَدَةَ أَبِي لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ أَنَّهَا ((هُوَ لَكَ يَا عَنْدَ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَاللَّغَاهِ الرَّجَرُ)). ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ: ((اخْتَجِبِي مِنْهُ)). لَمَّا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعَنْتَهُ. فَلَمَّا رَأَاهَا حَتَّى لَقَيَ اللَّهَ).

[راجح: ۲۰۵۳]

۵- بَابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرْيَضُ بِوَأْمِيَهِ إِشَارَةً بِيَنَّةَ جَازَتْ

۲۷۴۶ - حَدَّثَنَا حَسَنٌ بْنُ أَبِي عَبَادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ

(النصاری) لڑکی کا سردوپھروں کے درمیان میں رکھ کر کچل دیا تھا۔ لڑکی ہے پوچھا گیا کہ تمہارا سراس طرح کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں شخص نے کیا؟ فلاں نے کیا؟ آخر یہودی کا بھی نام لیا گیا (جس نے اس کا سر کچل دیا تھا) تو لڑکی نے سر کے اشارے سے ہال میں جواب دیا۔ پھر وہ یہودی بلا یا گیا اور آخر اس نے بھی اقرار کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے حکم سے اس کا بھی پھر سر کچل دیا گیا۔

عنه: ((أَنَّ يَهُودِيَا رَضْ رَأْسَ جَارِيَةَ بَنِ حَجَرِينِ، فَقَيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ؟ أَفَلَانَ أَوْ فَلَانَ؟ حَتَّىٰ سَمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَلَوْمَاتٍ بِرَأْسِهَا، فَجِيءَ بِهِ فَلَمْ يَزَلْ حَتَّىٰ اغْتَرَفَ، فَأَمْرَرَ النَّبِيَّ فَرُضَ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ)).

[راجع: ۲۴۱۳]

**لشیخ** آپ ﷺ نے اس لڑکی کا بیان جو سر کے اشارے سے تھا، شادت میں قبول کیا اور یہودی کی گرفتاری کا حکم دیا گو قصاص کا حکم صرف شادت کی بناء پر نہیں دیا گیا بلکہ یہودی کے اقبال جرم پر لذدا ایسے مظلوم کے سر کے اشارے سے بھی اہل قانون نے موت کے وقت کی شادت کو معابر قرار دیا ہے کونکہ آدمی مرتے وقت اکثر جسی کتاب ہے اور جھوٹ سے پریز کرتا ہے۔

## ۶۔ باب لا وصیة لوارث

**لشیخ** یہ مضمون صراحتاً ایک حدیث میں وارد ہے جس کو اصحاب سنن وغیرہ نے ابو امامہ اور ابن عباس بن عیاش سے روایت کیا ہے مگر اس کی سند میں کلام ہے، اسی لئے حضرت امام بخاری اس کو نہ لاسکے۔ امام شافعی نے اس روایت کو متواتر کہا ہے اور فخر الدین رازی نے اس کا انکار کیا ہے۔

(۷۲۷) ہم سے محمد بن یوسف فربیلی نے بیان کیا ورقاء سے، انہوں نے ابن الی بخش سے، ان سے عطاء نے اور ان سے ابن عباس بن عیاش نے بیان کیا کہ شروع اسلام میں (میراث کا) مال اولاد کو ملتا تھا اور والدین کے لئے وصیت ضروری تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے جس طریقے چہا اس حکم کو منسوخ کر دیا پھر بڑے کا حصہ دو لڑکوں کے برادر قرار دیا اور والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اور یہودی کا (اولاد کی موجودگی میں) آٹھواں حصہ اور (اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں) چوتھا حصہ قرار دیا۔ اسی طرح شوہر کا (اولاد نہ ہونے کی صورت میں) آدھا اور (اولاد ہونے کی صورت میں) چوتھائی حصہ قرار دیا۔

۲۷۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ أَبِي نَعْمَانَ عَنْ عَطَاءَ عَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ، وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدِينِ، فَسَخَّ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ مَا أَحَبَّ، فَجَعَلَ لِلَّذِكْرِ مِثْلَ حَظِ الْأَثْنَيْنِ، وَجَعَلَ لِلْأَبْوَيْنِ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الشُّمْنَ وَالرُّبْعَ، وَلِلزَّوْجِ الشُّطْرُ وَالرُّبْعَ)).

[طرفاه فی : ۴۵۷۸ ، ۶۷۳۹].

اس صورت میں وصیت کا کوئی سوال ہی بقیٰ نہیں رہا۔

## باب موت کے وقت صدقہ کرنا

(۷۲۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو امامہ نے بیان کیا سفیان ثوری سے، وہ عمارہ سے، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے

۷۔ باب الصَّدَقَةِ عِنْ الْمَوْتِ

۲۷۴۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ مُقْبَلَةَ عَنْ عَمَارَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ

پوچھا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا یہ کہ صدقہ تندرستی کی حالت میں کر کہ (تجھ کو اس مال کو باقی رکھنے کی) خواہش بھی ہو جس سے کچھ سرمایہ جمع ہو جانے کی تمسیح امید ہو اور اسے خرچ کرنے کی صورت میں) محتابی کا ذرہ ہوا اور اس میں تاخیر نہ کر کے جب روحِ حق تک پہنچ جائے تو کہنے بیٹھ جائے کہ اتنا مال فلاں کے لئے فلاں کو اتنا دینا، اب تو فلاں کا ہو ہی گیا (تو تو دنیا سے چلا)

باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ نساء میں) یہ فرمائا کہ وصیت اور

### قرضے کی ادائیگی کے بعد حصے بیٹھنے کے

اور منقول ہے کہ قاضی شریع اور عمر بن عبد العزیز اور طاؤس اور عطاء اور عبدالرحمن بن افیہہ ان لوگوں نے بیماری میں قرض کا اقرار درست رکھا ہے اور امام حسن بصری نے کما سب سے زیادہ آدمی کو اس وقت سچا سمجھنا چاہئے جب دنیا میں اس کا آخری دن اور آخرت میں پسلاک ہو اور ابراہیمؑ تھجی اور حکم بن عقبہ نے کہا اگر بیمار وارث سے یوں کہے کہ میرا اس پر کچھ قرضہ نہیں تو یہ ابراء صحیح ہو گا اور رافع بن خدیج (صحابی) نے یہ وصیت کی کہ ان کی بیوی فزاریہ کے دروازے میں جو مال بند ہے وہ نہ کھولا جائے اور امام حسن بصری نے کہا اگر کوئی مرتبہ وقت اپنے غلام سے کہے میں تجھ کو آزاد کر چکا تو جائز ہے۔ اور شبیہ نے کہا کہ اگر عورت مرتبہ وقت یوں کے میرا خاوند مجھ کو مردے چکا ہے اور میں لے چکی ہوں تو جائز ہو گا اور بعثت لوگ (خنیہ) کہتے ہیں بیمار کا اقرار کسی وارث کے لئے دوسرے وارثوں کی بدگمانی کی وجہ سے صحیح نہ ہو گا۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ امانت اور بضاعت اور مضاربت کا اگر بیمار اقرار کرے تو صحیح ہے۔ حالانکہ آخرست صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بدگمانی سے بچ رہو، بدگمانی بڑا جھوٹ ہے اور مسلمانو! (دوسرے وارثوں کا حق) مار لینا درست نہیں کیونکہ آخرست صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے منافق کی نشانی یہ ہے کہ امانت میں خیانت کرے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ

رجُلُّ اللَّهِيْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ : (إِنَّ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيفَةٌ حَرِيصَةً، تَأْمُلُ الْبَيْنَ وَتَخَشِّيُ الْفَقْرَ، وَلَا تُنْهَلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحَلْقَوْمَ قُلْتَ : إِلَفَلَانَ كَذَا وَإِلَفَلَانَ كَذَا، وَقَدْ كَانَ إِلَفَلَانَ). [راجع: ۱۴۱۹]

۸- بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: هُوَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ يُوصِيَ بِهَا أَوْ ذِينَ ﴿النساء: ۲۲﴾

وَيَذَكُّرُ أَنْ شَرِيكًا وَعَمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَطَاؤْسًا وَعَطَاءً وَابْنَ أَذِيَّةَ أَجَازُوا إِفْرَارَ الْمَرِيضِ بِدِينِهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا يَصْدِقُ بِهِ الرَّجُلُ أَخْرَى يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوْلَى يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْحَكْمُ : إِذَا أَبْرَأَ الْوَارِثَ مِنَ الدِّينِ بَرِيَّةً. وَأَوْصَى رَافِعُ بْنَ خَدِيْجَ أَنْ لَا تُكَشِّفَ امْرَأَةُ الْفَوَارِثَةُ عَمَّا أَخْلَقَ عَلَيْهِ تَهَبَّهَا. وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ إِلَمْمُلوِكُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ: كُنْتُ أَغْفَقْتُ جَازَ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا: إِنَّ رَزْقَهُ قَضَانِي وَقَبَضَتُ مِنْهُ جَازَ. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ : لَا يَجُوزُ إِفْرَارُهُ لِسُوءِ الظُّنُونِ بِهِ لِلْوَرَى. ثُمَّ اسْتَخْسَنَ فَقَالَ: يَجُوزُ إِفْرَارُهُ بِالْوَدِيْعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ. وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِيَاكُمْ وَالظُّنُونُ فَإِنَّ الظُّنُونَ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) وَلَا يَجُلُّ مَالُ الْمُسْلِمِينَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((آيَةُ

نساء میں فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو پہنچا دو۔ اس میں وارث یا غیر وارث کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اسی مضمون میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث مردی ہے۔

الْمُنَافِقُ إِذَا أَتَمْنَ خَانَ) وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هَلْ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْدُوا الْأَمَانَاتَ إِلَى أَهْلِهَا؟ [ النساء : ۵۸] فَلَمْ يَخُصْ وَارِثًا وَلَا غَيْرًا. فِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

**الشیخ** اس باب کے ذیل حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ اراد المصنف والله اعلم بهذه الترجمة الاحتجاج بما اختاره من جواز الفرار المريض بالدين مطلقاً سواء كان المقر له وارثاً او اجنبياً ووجه الدلاله انه سبحانه وتعالى سوى بين الوصبة والدين في تقديمها على العبرات ولم يفصل فخررت الوصبة للوارث بالدليل الذي تقدم وبقي الاقرار بالدين على حاله الخ لين اس باب ك منعقد كرنے سے مصنف کا رادہ اس امر بمحبت پکونا ہے کہ انہوں نے مرض کا قرض کے بارے میں مطلقاً اقرار کر لینا جائز قرار دیا ہے جس کے لئے مرض اقرار کر رہا ہے وہ اس کا وارث ہو یا کوئی اجنبی انسان ہو، اس لئے کہ آیت شریفہ میں اللہ پاک نے میراث کے اپر وصیت اور قرض ہردو کو برابری کے ساتھ مقدم کیا ہے۔ ان ہردو میں کوئی فاصلہ نہیں فرمایا پس وصیت دلیل مقدم کی بنا پر وارث کے لئے منسوب ہو گئی اور قرض کا اقرار کر لینا اپنی حالت پر قائم رہا۔ حضرت امام نے اپنے خیال کی تائید میں مختلف ائمہ کرام و محمد میں عظام کے اقوال استشهاد کے طور پر نقل فرمائے ہیں۔

شارحن لکھتے ہیں قال بعض الناس ای الحنفیۃ يقولون لا یجوز اقرار المريض لبعض الورثة لانه مظنة انه یربد به الا ساءة في آخر الامر ثم ناقضوا حيث جوزه اقراره للورثة بالوديعة ونحوه بمجرد والاستحسان من غيره لیل بدل على امتناع ذلك وجوائز هذه ثم رد عليهم بانه سوء ظن به وبانه لا يحل مال المسلمين ای المقرله لحدث اذا اتمن خان کذا في مجمع البخاري يعني حنفیۃ نے کما کہ بعض وارثوں کے لئے مرض کا اقرار قرض جائز نہیں اس گمان پر کہ ممکن ہے مرض وارث کے حق میں برائی کا رادہ رکھتا ہو، اس پر پھر مناقصہ پیش کیا ہے بایں طور پر کہ احتاف حضرات نے مرض کا ودیعت کے بارے میں کسی وارث کے لئے اقرار کرنا جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ خیال محض احتمان کی بنا پر ہے جس کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے امتناع یا جواز پر پیش کیا جاسکے۔ حضرت امام بخاریؓ نے پھر ان پر بایں طور در فرمایا کہ مرض کے ساتھ سوء ظن ہے اور بایں طور ک جس کے لئے مرض اقرار کر رہا ہے، اس مسلمان کا مال ہڑپ کرنا اس حدیث سے جائز نہیں کہ امانت کا مال نہ ادا کرنا خیانت ہے۔ مرض نے جس وارث وغیرہ کے لئے اقرار کیا ہے وہ مال اس وارث وغیرہ کی امانت ہو گیا جس کی ادائیگی ضروری ہے۔

علامہ عینی نے کما امانت اور مفارقات کا اقرار اس لئے صحیح ہے کہ قرض میں لزوم ہوتا ہے، ان چیزوں میں لزوم نہیں۔ میں کہتا ہوں گو لزوم نہ ہو گرو وارثوں کا نقصان تو ان میں بھی معمول ہے جیسے قرض میں اور جب علت موجود ہے تو حکم بھی وہی ہونا چاہئے۔ اس لئے اعتراض امام بخاری کا صحیح ہے۔ حدیث ایسا کم والظن کو امام بخاری نے کتاب الادب میں وصل کیا۔ یہ حدیث لا کرام بخاری نے حفظ کا رد کیا جو بد گمانی نہوازی کی علت قرار دیتے ہیں۔ علامہ عینی نے کہا ہم بد گمانی کو تو علت ہی قرار نہیں دیتے پھر یہ استدلال بے کار ہے اور اگر مان لیں تب بھی حدیث سے بد گمانی منع ہے اور یہ گمان بد گمان نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں جب ایک مسلمان کو قدرت و قوت جھوٹا سمجھا تو اس سے بڑھ کر اور کیا بد گمانی ہو گی۔ حدیث سے امام بخاری نے یہ نکالا ہے کہ مرض پر جب کسی کا قرض ہو تو اس کا اقرار کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ خیانت کا مرکب ہو گا اور جب اقرار کرنا واجب ہو تو اس کا اقرار معتبر بھی ہو گا ورنہ اقرار کے واجب کرنے سے فائدہ نہیں کیا جائے اور آیت سے یہ نکالا کہ قرض بھی دوسرے کی گویا امانت ہے خواہ وہ وارث ہو یا نہ ہو۔ پس وارث کے لئے اقرار صحیح

بوجا گا۔ یعنی کا یہ اعتراض کہ قرض کو امانت نہیں کہ سکتے اور آیت میں امانت کی ادائیگی کا حکم ہے، صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امانت سے یہاں لغوی امانت مراد ہے یعنی دوسرے کا حق نہ کہ شرعی امانت اور قرض لغوی امانت میں داخل ہے۔ اس آیت کا شان نزول اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے عثمان بن طلحہؓ سے کعبے کی کنجی لی اور اندر گئے۔ اس کنجی کو حضرت عباس بن شوہن نے مالگا اس وقت یہ آیت اتری، آپؓ نے وہ کنجی پھر شیخی کو دے دی جو آج تک ان کے خاندان میں چل آتی ہے۔ یہی وہ خاندان ہے جو قبل اسلام سے آج تک کعبہ شریف کی کنجی کا محافظ چلا آ رہا ہے۔ اسلامی دور میں بھی اسی خاندان کو اس خدمت پر مجال رکھا گیا اور آج سعودی حکومت کے دور میں بھی یہی خاندان ہے جو کعبہ شریف کی کنجی کا محافظ ہے۔ اگر امیر حکومت سعودی بھی کعبہ میں داخل ہونا چاہیں تو اسی خاندان سے ان کو یہ کنجی حاصل کرنا ضروری ہے اور وابس کے بعد وابس کر دینا بھی ضروری ہے۔ اس دور میں حجاز میں کتنے سیاسی انقلابات آئے مگر اس نظام میں کسی دور میں بھی فرق نہیں آیا۔ (اللہ تعالیٰ اس نظام کو یہاں قائمِ دائم رکھے آمین)

حدیث لا صدقۃ لا الحج اس کو امام بنخاریؓ نے کتاب الزکوہ میں وصل کیا۔ اس حدیث سے امام بنخاریؓ نے یہ نکلا کہ دین (قرض) کا ادا کرنا وصیت پر مقدم ہے، اس لئے کہ وصیت مثل صدقہ کے ہے اور جو شخص مدینون (مقروض) ہو وہ مالدار نہیں ہے۔ (تفہیم و دیدن)

(۲۷۳۹) ۲۷۴۹ - حدثنا سُليمان بنُ ذاودُ أبو

الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا  
نَافِعُ بْنُ مَالِكٍ بْنُ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سَهِيلٍ عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ أَبِي هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((آتِيَ الْمُنَافِقُ ثَلَاثَةً: إِذَا  
حَدَثَ كَذَبَ، وَإِذَا اتَّقْبَنَ خَانَ، وَإِذَا  
وَعَدَ أَخْلَفَ)). [راجع: ۳۳]

۹- بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (مِنْ نَعْدِ

وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دِينِ) النساء: ۱۲

او متفقہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قرض کو وصیت پر مقدم کرنے کا حکم دیا اور (اس سورت میں) یہ فرمائے کی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں امانت والوں کو پہنچاؤ تو امانت (قرض) کا ادا کرنا نفل وصیت کے پورا کرنے سے زیادہ ضروری ہے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا صدقہ وہی عمدہ ہے جس کے بعد آدی مالدار رہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کما غلام بغیر اپنے مالک کی اجازت کے وصیت نہیں کر سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے۔

(۲۷۵۰) ۲۷۵۰ - حدثنا محمد بن يوسف حديثا

وَيَذَكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَىٰ بِالذِّينِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ. وَقَوْلُهُ: (إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْدُوا الْأَمَانَاتَ إِلَىٰ أَهْلِهَا) فَإِذَا الْأَمَانَةُ أَحَقُّ مِنْ تَطْوِعِ الْوَصِيَّةِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
(لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهُورٍ غَفَرْ). وَقَالَ أَبُونَ عَبَّاسٍ: لَا يُوصَىٰ الْقَبْدَ إِلَّا يَأْذُنُ أَهْلُهُ.  
وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ)).

او زائی نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب اور عروہ بن زیر سے کہ حلیم بن حرام (مشور صحابی) نے بیان کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا آپ نے مجھ کو دیا، پھر انگا پھر آپ نے دیا، پھر فرمانے لگے حکیم یہ دنیا کا روبیہ پیسہ دیکھنے میں خوشنام اور مزے میں شیرس ہے لیکن جو کوئی اس کو سیرچشی سے لے اس کو برکت ہوتی ہے اور جو کوئی جان لے اکر حرص کے ساتھ اس کو لے اس کو برکت نہ ہوگی۔ اس کی مثال ایسی ہے جو کماتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اپر والا (دینے والا) با تھی نیچے والے (لینے والے) با تھے سے بہتر ہے۔ حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا میں تو آج سے آپ کے بعد کسی سے کوئی چیز کبھی نہیں لینے کا مرنے تک پھر (حکیم کا یہ حال رہا) کہ ابو بکر صدیق بن عاصی ان کا سالانہ وظیفہ دینے کے لئے ان کو بلاستے، وہ اس کے لینے سے انکار کرتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلا یا ان کا وظیفہ دینے کے لئے لیکن انہوں نے انکار کیا۔ حضرت عمر بن شٹر کرنے لگے مسلمانو! تم گواہ رہنا حکیم کو اس کا حق جو لوٹ کے مال میں اللہ نے رکھا ہے دیتا ہوں وہ نہیں لیتا۔ غرض حکیم نے آنحضرت سنتیم کے بعد پھر کسی شخص سے کوئی چیز قبول نہیں کی (اپنا وظیفہ بھی بیت المال میں نہ لیا) یہاں تک کہ ان کی وفات ہوئی، اللہ ان پر رحم کرے۔

(انہے ۲) ہم سے بشر بن محمد نے میان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی کہا ہم کو یونس نے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے کہا مجھ کو سالم نے خبر دی، انہوں نے عبد اللہ بن عمر بن شٹا سے، انہوں نے کہا میں نے آنحضرت سنتیم سے سنا، آپ فرماتے تھے تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مردا پسے بھی نگران ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور مردا پسے گھروالوں کا نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا

الأوزاعي عن الزهري عن سعيد بن المسيب وعروة بن الزبير أخ حكيم بن حرام رضي الله عنه قال ((سأل رسول الله ﷺ فأغطاني ثم قال لي ((يا حكيم، إن هذا النمل حضر حلتو فمن أحذنه يسخاؤه نفس يُوزنك له فيه، ومن أحذنه يشرف نفس لم ييارك له فيه، وكان كالذي يأكل ولا يُسْتَعِنُ، واليد العلانية خير من اليد السفلية)). قال حكيم: فقلت: يا رسول الله، والذى يعنك بالحق، لا أرضاً أحذنا بعذك شيئاً حتى أفارق الدنيا. فكان أبو بكر يدعو حكيمًا ليعطيه العطاء فلما أن يقبل منه شيئاً ثم إن عمر دعا ليعطيه فلما أن يقبله، فقال : يا مفتر المسلمين، إني أفرض عليه حفة الذى قسم الله له من هذا الفيء فلما أن يأخذها، فلم يرضا حكيم أحداً من الناس بعد النبي ﷺ حتى توفى رحمة الله)).

[راجع: ۱۴۷۲]

٢٧٥١ - حدثنا بشير بن محمد السختياني أخبرنا عبد الله أخبرنا يonus عن الزهري قال: أخبرني سالم عن ابن عمر عن أبيه رضي الله عنهم قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ((كلكم راع ومسئول عن رعيته، والإمام راع ومسئول عن رعيته، والوجل راع في

اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگہبان ہے اپنی رعیت کے بارے میں پوچھی جائے گی اور غلام اپنے صاحب کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اب عمر بن حینہ نے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بہردار پس باب کے مال کا نگہبان ہے اور اپنی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

أَهْلِهِ وَمَسْنُوْلَةِ عَنْ رَعِيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ لِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَمَسْنُوْلَةٌ عَنْ رَعِيْتِهَا، وَالْخَادِمُ لِيِّ مَالِ سَيِّدِهِ رَاعِيٌّ وَمَسْنُوْلَةً عَنْ رَعِيْتِهِ، قَالَ: وَحَسِبْتَ أَنْ قَدْ قَالَ: وَالرَّجُلُ رَاعِيٌّ لِيِّ مَالِ أَبِيهِ).

[راجع: ۸۹۳]

**تَشْبِيهُ** [یہ حدیث کتاب العتنی میں گزر چکی ہے، اس کی مناسبت ترجمہ سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا ہے غلام اپنے مال کے مال کا نگہبان ہوا حالانکہ وہ غلام ہی کامکیا ہوا ہے تو اس میں مالک اور غلام دونوں کے حق متعلق ہوئے، لیکن مالک کا حق مقدم کیا گیا کیونکہ وہ زیادہ قوی ہے۔ اسی طرح قرض اور وصیت میں قرض کو مقدم کیا جائے گا، کیونکہ قرض کی ادائیگی فرض ہے اور وصیت ایک قسم کا تبرع یعنی نقل ہے۔ شافعیہ نے کہا کہ ان میں وارث داخل نہ ہوں گے۔ بعضوں نے کہا داخل ہوں گے۔ امام ابو حنفہ نے کہا عزیزوں سے حرم ناطہ دار مراد ہوں گے، باب کی طرف کے ہوں یا ماں کی طرف کے۔

باب اگر کسی نے اپنے عزیزوں پر کوئی چیز وقف کی یا ان کے لئے وصیت کی تو کیا حکم ہے اور عزیزوں سے کون لوگ مراد ہوں گے

## ۱۰ - بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصَى

لِأَقَارِبِهِ،

وَمَنِ الْأَقَارِبُ؟

اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا تو یہ باغ اپنے عزیزوں کو دے ڈال۔ انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا (جو ابو طلحہ کے چچا کی اولاد تھے) اور محمد بن عبد اللہ التصاری نے کما جھ سے میرے باب نے بیان کیا، انہوں نے ثانیہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے ثابت کی طرح روایت کی، اس میں یوں ہے اپنے قرابت دار محتاجوں کو دے۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ابو طلحہ نے وہ باغ حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا، وہ مجھ سے زیادہ ابو طلحہ کے قریبی رشتہ دار تھے اور حسان اور ابی بن کعب کی قرابت ابو طلحہ سے یوں تھی کہ ابو طلحہ کا نام زید ہے وہ سہیل کے بیٹے، وہ اسود کے، وہ حرام کے، وہ عمرو بن زید مناہ بن عدی، مناہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجgar کے اور حسان ثابت کے بیٹے، وہ منذر کے، وہ حرام کے تو دونوں حرام میں جا کر مل جاتے ہیں جو پر دادا ہے تو حرام بن عمرو بن زید، مناہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجgar

وَقَالَ ثَابَتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَأَبِي طَلْحَةَ: ((اجْعَلُهَا لِفُقَرَاءِ أَقْارِبِكَ)). فَجَعَلَهَا لِحَسَانٍ وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ)) وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسِ مِثْلُ حَدِيثِ ثَابَتٍ: قَالَ: ((اجْعَلُهَا لِفُقَرَاءِ قُرَبَاتِكَ)), قَالَ أَنَسٌ: فَجَعَلَهَا لِحَسَانٍ وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ وَكَانَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْيَ)). وَكَانَ قُرَبَةُ حَسَانٍ وَأَبِي بْنِ كَعْبٍ مِنْ أَبِي طَلْحَةَ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ زَيْدٍ مَنَّا بْنِ عَدِيٍّ بْنِ عَمْرُو بْنِ مَالِكٍ بْنِ النَّجَّارِ، وَحَسَانٌ بْنُ ثَابَتٍ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ، فَيَجْتَمِعُانِ إِلَيْ حَرَامٍ وَهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ، وَحَرَامٌ أَبُنِ

حسان اور ابو طلحہ کو ملادیتا ہے اور ابی بن کعب چھپی پشت میں یعنی عرو بن مالک میں ابو طلحہ سے ملتے ہیں، ابی کعب کے بیٹے، وہ قیس کے، وہ عبید کے، وہ زید کے، وہ معاویہ کے، وہ عمرو بن مالک بن نجاش کے تو عمرو بن مالک حسان اور ابو طلحہ اور ابی تینوں کو ملادیتا ہے اور بعضوں نے (امام ابو یوسف امام ابو حنفہ کے شاگرد نے) کما عزیزوں کے لئے وصیت کرے تو جتنے مسلمان باپ دادا گزرے ہیں وہ سب داخل ہوں گے۔

(۲۷۵۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہوں نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ سے فرمایا (جب انہوں نے اپنا باغ یہ حاء اللہ کی راہ میں دیتا چاہا) میں مناسب سمجھتا ہوں تو یہ باغ اپنے عزیزوں کو دے دے۔ ابو طلحہ نے کہا بہت خوب ایسا ہی کروں گا۔ پھر ابو طلحہ نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور بچوں کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب (سورہ شعرا کی) یہ آیت اتری اور اپنے قریب کے ناطے والوں کو (خدا کے عذاب سے) ڈرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے خاندانوں بنی فربنی عدی کو پکارنے لگے (ان کو ڈرایا) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت اتری (و اندر عشیرتک الاقربین) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قریش کے لوگو! (اللہ سے ڈرو)۔

### باب کیا عزیزوں میں عورتیں اور بچے بھی داخل ہوں گے

(۲۷۵۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، کہا مجھ کو سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب (سورہ

عمرو بن زید ممتازہ بن عدوی بن عمر و بن مالک بن النجاح، فہر یجامع حسان و آباؤ طلحہ و آئیہ إلى سنتہ آباء إلى عمر و بن مالک، وہو آئیہ بن کعب بن قیس بن عیند زید بن معاویہ بن عمر و بن مالک بن النجاح، فعمرو بن مالک یجامع حسان و آباؤ طلحہ و آئیہ، و قال بعضهم: إذا أوصى لقرابتہ فھر إلى آباء في الإسلام.

۲۷۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ: أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبَيْنَ)), قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقْرَبِيهِ وَبَنِي عَمِّهِ)). وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: لَمَّا نَزَّلَتْ: (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبَيْنَ) جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَنَادِي : ((يَا بَنِي فَهْرٍ: يَا بَنِي عَدِيٍّ، لَبَطُونَ قُرَيْشٍ)). وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَمَّا نَزَّلَتْ: (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبَيْنَ) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ)). [راجع: ۱۴۶۱]

### ۱۹- بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَاءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقْرَبِ؟

۲۷۵۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ

شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اتاری اور اپنے نزدیک ناطے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش کے لوگو! یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (یہک اعمال کے بدل) مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتے کا) عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ عباس عبد المطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ فاطمہ بیٹا تو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے تیرے کچھ کام نہیں آئے گا۔ ابوالیمان کے ساتھ حدیث کو اصنف نے بھی عبد اللہ بن وہب سے، انہوں نے یونس سے، انہوں نے ابن شاہب سے روایت کیا۔

آنہا هر زیرۃ رضی اللہ عنہ قال: ((فَمَ رَسُولُ اللَّهِ هُنَّا جِنْ حِنْ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزْ وَجَلْ)) (وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ) ہے قال: ((يَا مَعْنَى قُرْيَشَ - أَوْ كَلِمَةَ نَحْوَهَا - اشْتَرِوا أَنْفُسَكُمْ، لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافِ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا صَفِيَّةَ عَمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ لَا أَغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا فَاطِمَةَ بُنْتَ مُحَمَّدٍ سَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي لَا أَغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا))۔ تَابَعَهُ أَصْبَعُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ۔ [طرفاہ فی: ۳۵۲۷، ۴۷۷۱]

**لَشَرِيفِهِ** بھیلی حدیث میں پسلے آپ نے قریش کے کل لوگوں کو مخاطب کیا جو خاص آپ کی قوم کے لوگ تھے۔ پھر عبد مناف اپنے چوتھے دادا کی اولاد کو۔ پھر خاص اپنے بچا اور پھوپھی یعنی دادا کی اولاد کو پھر خاص اپنی اولاد کو۔ اس حدیث سے امام بخاری نے یہ نکلا کہ قرابت والوں میں عورتیں داخل ہیں۔ کیونکہ حضرت صفیہ اپنی پھوپھی کو بھی آپ نے مخاطب کیا اور بچے بھی اس لئے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی طالب جب یہ آیت اتری کم سن پچی تھیں، آپ نے ان کو بھی مخاطب فرمایا۔

باب کیا وقف کرنے والا اپنے وقف سے خود بھی وہ فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ اور حضرت عمر بن حفیظ نے شرط لگائی تھی (اپنے وقف کے لئے) کہ جو شخص اس کامتوں ہو اس کے لئے اس وقف میں سے کھالینے سے کوئی حرج نہ ہو گا۔ (دستور کے مطابق) واقف خود بھی وقف کا مہتمم ہو سکتا ہے اور دوسرا شخص بھی۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے اونٹ یا کوئی اور چیز اللہ کے راستے میں وقف کی تو جس طرح دوسرے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں خود وقف کرنے والا بھی اٹھا سکتا ہے اگرچہ وقف کرتے وقت اس کی شرط نہ لگائی ہو۔

۱۲ - بَابُ هُلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ؟ وَقَدْ اشْرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَيْهِ أَنْ يَأْكُلَ۔ وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ۔ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَذَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلَّهِ فَلَهُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَمْ يَشْرِطْ.

**لَشَرِيفِهِ** واقف اپنے وقف سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب اس چیز کو خود اپنے اوپر اور نیز دوسروں پر وقف کر دیا ہو یا وقف میں ایسی شرط کر لی ہو یا اس میں سے ایک حصہ اپنے لئے خاص کر لیا ہو یا متولی کو کچھ دلایا ہو اور خود ہی متولی ہو۔ قسطلانی نے کہا

شافعیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اپنی ذات پر وقف کرنا باطل ہے۔

حضرت عمرؓ کا اثر کتاب الشروط میں موصول اگزر پکا ہے۔ امام بخاریؓ نے اس سے یہ نکلا کہ جب وقف کے متولی کو حضرت عمرؓ عزیز نے اس میں سے کھانے کی اجازت دی تو خود وقف کرنے والے کو بھی اس میں سے کھانا یا کچھ فائدہ لینا درست ہو گا۔ اس لئے کہ بھی وقف کرنے والا خود اس جائدہ کا متول ہوتا ہے۔ آخری مضمون میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا اگر کوئی چیز فقیروں پر وقف کی اور وقف کرنے والا فقیر نہیں ہے تو اس سے فائدہ اخنانہ درست نہیں۔ البتہ اگر وہ فقیر ہو جائے یا اس کی اولاد میں سے کوئی فقیر ہو جائے تو فائدہ اخنانہ سکتا ہے، یہی مختار ہے۔

(۲۷۵۳) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن میثہ نے کہ بنی کرم ملیٹیم نے دیکھا کہ ایک شخص قربانی کا اونٹ ہائے لئے جا رہا ہے۔ آنحضرت ملیٹیم نے اس سے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا۔ اس صاحب نے کہا کہ یار رسول اللہ! یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپؐ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا افسوس! سوار بھی ہو جا (یا آپؐ نے ویلک کی بجائے ویجک فرمایا جس کے معنی بھی وہی ہیں)

(۲۷۵۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ میثہ نے کہ رسول اللہ ملیٹیم نے دیکھا کہ ایک صاحب قربانی کا اونٹ ہائے لئے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو جا لیکن انہوں نے مذدرت کی کہ یار رسول اللہ! یہ تو قربانی کا ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ سوار بھی ہو جا۔ افسوس! یہ کلمہ آپؐ نے تیسری یا چوتھی مرتبہ فرمایا تھا۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ وقفی چیز سے خود وقف کرنے والا بھی فائدہ اخنانہ سکتا ہے، جانور پر مکان کو بھی قیاس کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی مکان وقف کرے تو اس میں خود بھی رہ سکتا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ قربانی کے جانور پر یوقت ضرورت سواری کی جا سکتی ہے، اگر وہ دودھ دینے والا جانور ہے تو اس کا دودھ بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ وہ جانور برائے قربانی مستین کرنے کے بعد عضو معطل نہیں بن جاتا۔ عام طور پر مشرکین اپنے شرکیہ افعال کے لئے موسم کردہ جانوروں کو بالکل آزاد سمجھنے لگ جاتے ہیں جو ان کی نادانی کی دلیل ہے، غیر اللہ کے ناموں پر اس طرح جانور چھوڑنا ہی شرک ہے۔

**باب اگر وقف کرنے والا مال وقف کو (اپنے قبضہ میں رکھے)**

دوسرے کے حوالہ نہ کرے تو جائز ہے

اس لئے کہ عمر بن میثہ نے (خبر کی اپنی زمین) وقف کی اور فرمایا کہ اگر

٤- ۲۷۵۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسْوَقُ بَدْنَةً فَقَالَ لَهُ: ((إِرْكَبْهَا)), فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدْنَةٌ, فَقَالَ - فِي التَّالِيَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ - ((إِرْكَنْهَا وَتَلَكَ - أَوْ وَيَنْحَكَ)).

[راجع: ۱۶۹۰]

٤- ۲۷۵۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِيْجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسْوَقُ بَدْنَةً فَقَالَ: إِرْكَبْهَا, قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا بَدْنَةٌ, فَقَالَ: ((إِرْكَنْهَا وَتَلَكَ)). فِي التَّالِيَةِ أَوْ فِي النَّاَلِيَةِ)). [راجع: ۱۶۸۹]

١٣- بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ

يَدْفَعَهُ إِلَى غَيْرِهِ فَهُوَ جَائِزٌ

لَانْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْ قَفَ وَقَالَ: لَا

اس میں سے اس کا متولی بھی کھلے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہاں آپ نے اس کی کوئی تخصیص نہیں کی تھی کہ خود آپ ہی اس کے متولی ہوں گے یا کوئی دوسرا۔ بنی کرسیم رض نے ابو طلحہ رض سے فرمایا تھا کہ میرا خیال ہے کہ تم اپنی زمین (بلغ پیر حاء صدقہ کرنا چاہتے ہو تو) اپنے عزیز دوں کو دے دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنے عزیز دوں اور بچا ہئے لڑکوں میں بانٹ دیا۔

**جناحَ عَلَى مَنْ وَلَيْهَا أَنْ يَأْكُلَ، وَلَمْ يَخْصُّ  
إِنْ وَلَيْهَا عُمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي  
طَلْحَةَ: ((أَرَى أَنْ تَعْجَلَهَا فِي الْأَقْرَبَيْنَ))،  
فَقَالَ: أَفَعُلُّ، فَقَسَمَهَا فِي أَقْارِبِهِ وَبَنِي  
عَمِّهِ۔**

**لَفْسِيْجِيْج** تو معلوم ہوا کہ وقف کرنے والا اپنے وقف کو اپنے بقضیہ میں بھی رکھ سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر رض کے فعل سے ثابت ہے۔ جموروں علماء کا یہ قول ہے اور مالکیہ وغیرہ کے نزدیک وقف اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک مال وقف کو اپنے بقضیہ سے نکال کر دوسرے کے بقضیہ میں نہ دے۔ جموروں کی دلیل حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت قاطرہ رض کے افعال ہیں۔ ان سب نے اپنے اوپر کو اپنے بقضیہ میں رکھا تھا۔ اس کا لفظ خیرات کے کاموں میں صرف کرتے۔ باب کے تحت ذکر کردہ اثر حضرت عمر رض سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رض خود بھی متولی رہ سکتے تھے کیونکہ آخر حضرت نے اس سے منع نہیں فرمایا اور جب حضرت عمر رض متولی ہو شکے تو ان کو اس میں سے کھانا بھی درست ہو گا، باب کا یہی مطلب ہے۔ اس لئے وقف کو عام اور خاص دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے جس سے مراد وہ اوقاف ہوتے ہیں جن کا اصل مقصد کچھ تو امور دینی اور کار ہائے تھے جیسے امور دینی ادا کرنا ہے اور کچھ خاص اشخاص یا خاص کسی جماعت کی نفع رسانی ہے۔ وقف خاص جن کا مقصود اصلی وقف کے عیال و اطفال یا اقرباء کے لئے آذوقہ میرا کرنا ہو، یعنی متعنی وقف کے باندھ دینا، جس کر دینا ہے اور اصل میں یہ لفظ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کے باندھنے میں استعمال کیا جاتا ہے اور علمائے اسلام کی اصطلاح میں وقف سے مراد کسی کار خیر کے لئے اپنا مال دے دینا۔ وقف کی تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ کسی جاندار مثل اراضی و مکانات وغیرہ کے حق ملکیت سے دست بردار رہ کر راہ خدا میں اس کو اس طرح سے دے دینا کہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ ہو بشرطیکہ مال موقوف وقف کرنے کے وقت واقف کا اپنا ہو۔ واقف اپنے قبضن و ملک کی شرط بھی لگا سکتا ہے۔ کسی دوسرے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔

#### باب اگر کسی نے یوں کہا کہ میرا گھر اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، فقراء وغیرہ کے لئے صدقہ ہونے کی کوئی وضاحت

نہیں کی تو وقف جائز ہوا اب اس کو اختیار ہے اسے وہ اپنے عزیز دوں کو بھی دے سکتا ہے اور دوسرے دوں کو بھی کیونکہ صدقہ کرتے ہوئے کسی کی تخصیص نہیں کی تھی۔ جب ابو طلحہ رض نے کہا کہ میرے اموال میں مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ بیرون حاء کا بلاغ ہے اور وہ اللہ کے راستے میں صدقہ ہے تو بنی کرسیم رض نے اسے جائز قرار دیا تھا (حالانکہ انہوں نے کوئی تعین نہیں کی تھی کہ وہ یہ کے دیں گے) لیکن بعض لوگ شافعیہ نے کہا کہ جب تک یہ نہ بیان کر دے کہ

#### ۱۴- بَابُ إِذَا قَالَ: دَارِيْ صَدَقَةٌ للَّهِ، وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفَقَرَاءِ

أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائزٌ وَيَصْنَعُهَا فِي الْأَقْرَبَيْنَ  
أَوْ حِينَ أَرَادَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ  
حِينَ قَالَ أَحَبُّ أَفْوَالِي إِلَيْيَ بِرِحَاءَ وَإِنَّهَا  
صَدَقَةُ اللَّهِ، فَأَجَازَ النَّبِيُّ ﷺ۔ وَقَالَ  
بَعْضُهُمْ: لَا يَحُوزُ حَتَّى يُبَيِّنَ لِمَنْ،  
وَالْأَوْلَ أَصَحُّ.

صدقہ کس لئے ہے، جائز نہیں ہو گا اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

حضرت ابو طلحہ نے محل طور پر اپنا باغ آنحضرت ﷺ کے حوالہ کر دیا اور آپ نے واپس فرماتے ہوئے اسے ان کے قرابداروں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمیا، کسی قرابدھ دار کی تخصیص نہیں کی۔ اسی سے مقصود باب جائز ہوا۔

**باب کسی نے کما کہ میری زمین یا میرا باغ میری (مرحومہ)**

مال کی طرف سے صدقہ ہے تو یہ بھی جائز ہے خواہ اس میں

بھی اس کی وضاحت نہ کی ہو کہ کس کے لئے صدقہ ہے

(۲۷۵۶) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کما ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کما کہ مجھے بعلی بن مسلم نے خبر دی، انہوں نے عکرمہ سے سناؤہ بیان کرتے تھے کہ ہمیں ابن عباس بن عثیمین نے خبر دی کہ سعد بن عبادہ بن شٹو کی مال عمرہ بنت مسعود کا انتقال ہوا تو وہ ان کی خدمت میں موجود نہیں تھے۔ انہوں نے آگر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! میری والدہ کا جب انتقال ہوا تو میں ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھا۔ کیا اگر میں کوئی چیز صدقہ کروں تو اس سے انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے کما کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخraf ناہی باغ ان کی طرف سے صدقہ ہے۔

**۱۵- بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِيُّ أَوْ بُسْتَانِيُّ صَدَقَةً عَنْ أُمِّيٍّ فَهُوَ جَائزٌ،**

**وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَلِكَ**

۲۷۵۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلُدٌ بْنُ يَزِيدٍ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَقْلِيلٌ أَنَّهُ سَعَى عِجْرَمَةَ يَقُولُ: أَنَّبَانَا أَبْنُ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تُوقِّفَتْ أُمَّةٌ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّيَ تُوقِّفَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيْنَفُهُمَا شَيْءٌ إِنْ تَصْدِقَنِي بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَإِنِّي أَشَهِدُكَ أَنَّ حَائِطَيِ الْمَخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا)).

[طرفاه فی: ۲۷۶۲، ۲۷۷۰].

حضرت سعد بن عبادہ غزوہ دومنہ الجندل میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے ہوئے تھے، پہچے سے ان کی محترمہ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مخraf اس باغ کا نام تھا یا اس کے متین بنت میدہ دار کے ہیں۔

**باب کسی نے اپنی کوئی چیزیاں وغیرہ غلام یا جانور صدقہ یا وقف کیا تو جائز ہے**

**۱۶- بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ وَقَفَ**

**بَعْضَ مَالِهِ**

او بعضاً رقیقه او دو ایکہ فہر جائز

۲۷۵۷- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنْدُ اللَّهِ بْنِ كَفْبَرِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَفْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ

(مطلوب یہ کہ مال مشترک مال منقولہ کا بھی وقف درست ہے) (۲۷۵۷) ہم سے یحییٰ بن بکر نے بیان کیا، کما ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شلب نے کما کہ مجھے عبدالرحمن ابن عبد اللہ بن کعب نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک بن شٹو سے سناؤہ بیان

کرتے تھے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری توبہ لغزوہ تو کہ میں نہ جانے کی) قبول ہونے کا شکرانہ یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں دے دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر اپنے مال کا ایک حصہ اپنے پاس ہی باقی رکھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا خیر کا حصہ اپنے پاس محفوظ رکھتا ہوں۔

. ٤٦٧٦، ٤٤١٨، ٣٩٥١.  
. ٤٦٧٣، ٦٢٥٥، ٤٦٧٨، ٦٦٩٠، ٢٩٥٠.  
. ٤٦٧٧، ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٣٥٥٦، ٣٠٨٨، ٣٨٨٩.

کفَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ:  
فَلَمَّا يَأْتِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْجَلَعَ مِنْ مَالِكٍ صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى  
رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ  
مَالِكَ لَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). فَلَمَّا يَأْتِي  
أَمْسِكْ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْرٍ.

[اطرافہ فی : ٢٩٤٧، ٢٩٤٩، ٢٩٤٨، ٢٩٥٠]

یہ کعب بن مالکؓ وہ صحابی ہیں جو اپنے دو ساتھیوں سمیت بنگ توک میں آخرتست بنتیہ کے ساتھ نہیں نکلے تھے۔ آپ ایک مدت تک زیر عتاب رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ اس کا مفصل ذکر کتاب المغازی میں آئے گا۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ سارا مال خیرات کر دینا مکروہ ہے اور یہ بھی نکلا کہ مال منقولہ کا وقف کرنا بھی جائز ہے۔

**باب اگر صدقہ کے لئے کسی کو وکیل کرے اور وکیل اس کا صدقہ پھیر دے**

١٧ - **بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلَىٰ وَكَيْلِهِ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيلَ إِلَيْهِ**

(۲۷۵۸) اور اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمہ نے خبر دی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے (امام بخاریؓ نے کہا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت انہوں نے انس بن مثہو سے کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا (جب سورۃ آل عمران کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ ”تم نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اس مال میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو زیادہ پسند ہے“ تو ابو طلحہ بن عاصی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ ”تم نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اس مال میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو زیادہ پسند ہے اور میرے اموال میں سب سے پسند مجھے یہ رہا ہے۔ بیان کیا کہ یہ رہا ایک باش تھا۔ رسول اللہ ﷺ بھی اس میں تشریف لے جایا کرتے، اس کے ساتھ میں بیٹھتے اور اس کا پانی پیتے (ابو طلحہ نے کہا کہ) اس لئے وہ اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے۔ میں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ پس

٤٧٥٨ - **وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ: أَخْرَنِي عَنْدَ  
الْأَزْيَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ  
إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لَا  
أَعْلَمُمُ إِلَّا عَنْ أَنَّسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
((لَمَّا نَرَكْتُهُ: هَلْنَا تَنَالُوا الْأَبْرَ حَتَّى تَنْفِقُوا  
مِمَّا تُحِبُّونَ)) جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ  
اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ يَقُولُ اللهُ  
تَعَالَى فِي كِتَابِهِ: هَلْنَا تَنَالُوا الْأَبْرَ حَتَّى  
تَنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ) وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي  
إِلَيَّ بِرْحَاءَ - قَالَ: وَكَانَ حَدِيقَةً كَانَ  
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا  
وَيَشْرَبُ مِنْ مَا فِيهَا - فَهِيَ إِلَى اللَّهِ وَإِلَى  
رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُو بَرَةً وَدَخْرَةً، فَضَعَفَهَا أَيْنَ  
رَسُولُ اللهِ حَتَّى أَرَاكَ اللَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ**

یار رسول اللہ! جس طرح اللہ آپ کو بتائے اسے خرچ کجھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ وہ شبابش ابو طلحہ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، ہم تم سے اسے قبول کر کے پھر تمارے ہی حوالے کر دیتے ہیں اور اب تم اسے اپنے عزیزوں کو دے دو۔ چنانچہ ابو طلحہ بن عثمان نے وہ باغ اپنے عزیزوں کو دے دیا۔ انس بن عثمان نے بیان کیا کہ جن لوگوں کو باغ آپ نے دیا تھا ان میں الی اور حسان عیش تھے۔ انسوں نے بیان کیا کہ حسان بن عثمان نے اپنا حصہ معاویہ بن عثمان کو بیچ کر اتوکسی نے ان سے کما کہ کیا آپ ابو طلحہ بن عثمان کا دیا ہوا مال بیچ رہے ہیں؟ حسان بن عثمان نے جواب دیا کہ میں کھجور کا ایک صاع روپوں کے ایک صاع کے بدل کیوں نہ پیکوں۔ انس نے کہا یہ باع بنی حدیلہ کے محلہ کے قریب تھا جسے معاویہ بن عثمان نے (بطور قلعہ کے) تعمیر کیا تھا۔

الله ﷺ: ((يَخْ يَا أَبَا طَلْحَةَ، ذَلِكَ مَالُ رَأْبَحَ لِبَنَاءَ مِنْكَ وَرَدَذَنَاهُ عَلَيْكَ، فَاجْعَلْهُ فِي الْأَفْرِينِ)). فَصَدَقَ بِهِ أَبُو طَلْحَةَ عَلَى دُوَى رَجَمِهِ۔ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أَبِي رَحْمَانَ۔ قَالَ: وَبَاعَ حَسَانٌ حِصْنَتَهُ مِنْهُ بِنْ مَعَاوِيَةَ لَفَقِيلَ لَهُ: تَبَيَّنَ صَدَقَةُ أَبِي طَلْحَةَ؟ فَقَالَ: أَلَا أَبَيْنُ صَاعًا مِنْ تَسْفِيرِ بِصَاعٍ مِنْ ذَرَاهِمَ؟ قَالَ: وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيقَةُ فِي مَوْضِعِ قَصْرِ تَبَيَّنِي جَدِيلَةَ الَّذِي بَنَاهُ مَعَاوِيَةَ)). [راجع: ۱۴۶۱]

**تشریح** ترجمہ باب اس سے نکلا کہ ابو طلحہ نے آنحضرت ﷺ کو وکیل کیا تھا، آپ نے ان کا صدقہ قبول فرمایا کہ پھر ان ہی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے اقرباء میں تقیم کر دو۔ حضرت حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا جب لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کھجور کا ایک صاع روپوں کے ایک صاع کے بدل کیوں نہ پیکوں یعنی اسی قیمت پھر کماں ملے گی گویا کھجور چاندی کے ہم وزن بک رہی ہے۔ کہتے ہیں صرف حسان کا حصہ اس باغ میں حضرت معاویہ نے ایک لاکھ درہم کو خریدا۔ چونکہ ابو طلحہ نے یہ باغ معین لوگوں پر وقف کیا تھا لہذا ان کو اپنا حصہ بیچنا درست ہوا۔ بعضوں نے کہا ابو طلحہ نے ان لوگوں پر وقف کرتے وقت یہ شرط لگادی تھی کہ اگر ان کو حاجت ہو تو بیچ سکتے ہیں ورنہ مال وقف کی بیچ کی درست نہیں۔ قصر بنی حدیلہ کی تفصیل حافظ صاحب یوں فرماتے ہیں۔ واما قصر بنی حدیلہ وہ بالمهملة مصغروهم من قاله بالحجم فسب اليهم القصر بسب المحاوره والا فالذى بناء هو معاویة بن ابی سفیان وبنو حدیلہ بالمهملة مصغب بطن من الانصار وهم بنو معاویة بن عمرو بن مالک التجار وکانو بتلک البقعة فعرفت بهم فلما اشتري معاویة حصة حسان بنی فيها هذا القصر فعرفت بقصر بنی حدیلہ ذکر ذلك کی تفصیل حافظ المدینۃ ملکہم الحدیقة المذکورة ولم يفقها عليهم اذ لو وقفها ما ساغ لحسان ان بیبعها ووقع فی اخبار المدینۃ لمحمد بن الحسن المخزومی من طریق ابی بکر بن حزم ان ثمن حصة حسان مائة الف درهم قبضها من معاویة بن ابی سفیان (خلاصة فتح الباری)، اور لیکن قصر بنی حدیلہ حائے مملکہ کے ساتھ اور جس نے اسے جنم کے ساتھ نقل کیا یہ اس کا وہم ہے۔ یہ پڑوس کی وجہ سے بنو حدیلہ کی طرف منسوب ہو گیا تھا ورنہ اس کے بناۓ والے حضرت معاویہ بن ابی سفیان ہیں اور بنو حدیلہ الانصار کا ایک قبیلہ ہے۔ یہ بنو معاویہ بن عمرو بن مالک التجار ہیں جو بیان رہا کرتے تھے پس ان ہی سے یہ منسوب ہو گیا۔ پس جب حضرت معاویہ نے حضرت حسان بن عثمان والا حصہ خرید لیا تو وہاں یہ قلعہ بنایا جو قصر بنو حدیلہ کے نام سے موسم ہو گیا۔ اسے عمرو بن شیبہ وغیرہ نے اخبار المدینۃ میں ذکر کیا ہے، حضرت حسان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کو بیچ دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر اس کو ان پر وقف کرتے تو اسے حسان فروخت نہیں کر سکتے تھے اور اخبار مدینہ میں ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت حسان کو ان کے حصہ کی قیمت ایک لاکھ درہم ادا کی تھی۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں واجاب آخر بان ابا طلحہ حین وقفها شرط جواز بیعہم عند الاحتیاج فان الشرط بهذا الشرط قال بعضهم لجووازه والله اعلم یعنی حضرت

ابو طلحہ نے جب اسے وقف کیا تو حاجت کے وقت ان لوگوں کو یعنی کمی اجازت دے دی تھی اور اس شرط کے ساتھ وقف جائز ہے۔ لفظ حدیلہ کو بعض نے جیم کے ساتھ حدیلہ نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ صحیح حاء مضمومہ کے ساتھ حدیلہ ہے والله اعلم۔

### باب

### ۱۸ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

**﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْنَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ  
وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ ﴾**

(سورہ نساء میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”جب (میراث کی تقسیم) کے وقت رشتہ دار (جو وارث نہ ہوں) اور یتیم اور مسکین آجائیں تو ان کو بھی ترکے میں سے کچھ کچھ کھلا دو (اور اگر کھلانا نہ ہو سکے تو) اچھی بات کہہ کر نری سے ٹال دو۔“

جو لوگ خود وارث ہوں، ان کو تو یتیم اور مسکین اور دور کے ناطے والوں کو جو وارث نہیں ہیں، تقسیم کے وقت کچھ دینا واجب تھا اور جو خود وارث نہ ہوں جیسے وارث اولیٰ اس کو یہ حکم تھا کہ نری سے جواب دے دو۔ یہ حکم ابتدائی اسلام میں تھا پھر اس صدقے کا دوجوب جاتا رہا اور یہ منسوخ ہو گئی، اب بعضوں نے کہا اب بھی یہ حکم باقی ہے آیت منسوخ نہیں ہے۔

۲۷۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو

الْغَمَانَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِيهِ بِشْرٍ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ هَذِهِ  
الآيَةَ نُسِخَتْ، وَلَا وَاللَّهِ مَا نُسِخَتْ،  
وَلَكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ، هُنَّا وَالْيَانُ:  
وَالْيَوْمُ يَرْثُ وَذَاكَ الَّذِي يَرْزُقُ، وَوَالْأَ  
يَوْمُ فَذَاكَ الَّذِي يَقُولُ بِالْمَغْرُوفِ،  
يَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أَغْطِيلُكَ)).

[طرفہ فی : ۴۵۷۶].

**شیخ بن حنبل** سند میں ذکر حضرت سعید بن جبیر اسدی کوئی ہیں، جلیل القدر تابعین میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ انہوں نے ابو مسعود، ابن عباس، ابن عمر، ابن زبیر اور انس بن محبہ سے علم حاصل کیا اور ان سے بست سے لوگوں نے ما شعبان ۹۵ھ میں جبکہ ان کی عمر انچاس سال کی تھی، حاجج بن یوسف نے ان کو قتل کرایا اور خود حاجج رمضان میں مرًا اور بعض کے نزدیک اسی سال شوال میں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ان کی شہادت کے چھ ماہ بعد مرًا۔ اس کے بعد حاجج کسی کے قتل پر قادر نہ ہوا۔ کیونکہ سعید نے اس کے لئے دعا کی تھی جبکہ حاجج ان سے مخاطب ہو کر بولا کہ چاؤ تم کو کس طرح قتل کیا جائے میں تم کو اسی طرح قتل کروں گا۔ سعید بولے کہ اے حاجج! تو اپنا قتل ہونا جس طرح چاہیے وہ بتلا، اس لئے کہ خدا کی قسم جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح آخرت میں میں تھوڑے کو قتل کروں گا۔ حاجج بولا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم کو معاف کروں گا۔ بولے کہ اگر مخواہیں ہوں تو وہ اللہ کی طرف سے ہو گا اور تیرے لئے اس میں کوئی برأت و عذر نہیں۔ حاجج یہ سن کر بولا کہ ان کو اے جاؤ اور قتل کر ڈالو۔ پس جب ان کو دروازہ سے باہر نکلا تو یہ ہس پڑے۔ اس

کی اطلاع مجاج کو پہچائی گئی تو حکم دیا کہ ان کو واپس لاو۔ لفڑا واپس لایا گیا تو ان سے پوچھا کر اب ہنسنے کا کیا سبب تھا۔ بولے کہ مجھ کو اللہ کے مقابلے میں تیری ہے باکی اور اللہ تعالیٰ کی تیرے مقابلے میں حلم و برداہی پر تعجب ہوتا ہے۔ مجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ کھال پہچائی جائے تو پہچائی گئی پھر حکم دیا کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔ اس کے بعد سعید بن جبیر نے فرمایا کہ «وَجَهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي أَخْرَجَنِي» (الانعام: ۲۹) یعنی میں نے اپنا رخ سب سے موڑ کر اس خدا کی طرف کر لیا ہے کہ جو خالق آسمان و زمین ہے اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔ مجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ ان کو قبلہ کی مختلف سوت کر کے مضبوط پاندھ دیا جائے۔ سعید نے فرمایا «فَأَتَيْتَنَا نُثُلُوا فَقَمَ وَجْهُ اللَّهِ» (البقرة: ۱۵) جس طرف بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ ہے۔ اب مجاج نے حکم دیا کہ سر کے ملن اونڈھا کر دیا جائے۔ سعید نے فرمایا «[مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نَبْيَنُّكُمْ وَمِنْهَا تَغْرِيْجُكُمْ نَازَةً أَخْزِيْهِ» (ط: ۵۵) مجاج نے یہ سن کر حکم دیا کہ اس کو ذمہ کر دیا اور حجت پیش کرتا ہوں، اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبد نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ حجت ایمانی میری طرف سے سنبھال یہاں تک کہ تو مجھ سے قیامت کے دن ملے۔

پھر سعید نے دعا کی اے اللہ! مجاج کو میرے بعد کسی کے قتل پر قادر نہ کر۔ اس کے بعد کھال پر ان کو ذمہ کر دیا گیا۔ لئے ہیں کہ مجاج اس کے قتل کے بعد پندرہ راتیں اور جیا، اس کے بعد مجاج کے پیٹ میں کیڑوں کی بیماری پیدا ہو گئی۔ مجاج نے حکیم کو بلوایا تاکہ معاف نہ کر لے۔ حکیم نے ایک گوشت کا ایک سرزا ہوا ٹکڑا منگوایا اور اس کو دھانگے میں پو کر اس کے گلے سے اتارا اور کچھ دری میک چھوڑے رکھا، اس کے بعد حکیم نے اس کو نکلا تو دیکھا کہ خون سے بھرا ہوا ہے۔ حکیم سمجھ گیا کہ اب یہ بچتے والا نہیں۔ مجاج اپنی بیچہ زندگی میں چیختا چلاتا رہتا تھا کہ مجھے اور سعید کو کیا ہوا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا پاؤں پکڑ کر ہلا دیتا ہے۔ سعید بن جبیر عراق کی کھل آبادی میں دفن کئے گئے۔ غفران اللہ (امکال)

## باب اگر کسی کو اچانک موت آجائے تو اس کی طرف سے

خیرات کرنا مستحب ہے

اور میت کی نذریوں کو پوری کرنا

۱۹- بَابُ مَا يُسْتَحْبِطُ لِمَنْ تُوفَىَ  
فُجَاهَةً أَنْ يَعْصِدُقُوا عَنْهُ،

وَقْضَاءِ النُّدُورِ عَنِ الْمَيِّتِ

۲۷۶۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي  
مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ:  
إِنِّي أُمِّيَ الْفَلَقَتْ نَفْسَهَا، وَأَرَاهَا لَوْ  
تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، أَفَتَصَدِّقُ عَنْهَا؟ قَالَ:  
(نَعَمْ، تَصَدِّقُ عَنْهَا). [راجع: ۱۳۸۸]

طرف سے خیرات کر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ورثاء کی طرف سے میت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ الحدیث کا اس پر اتفاق ہے لیکن معززلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے سعد نے پوچھا کوئی خیرات افضل ہے، آپ نے فرمایا پانی پلانا۔ اس کو امام نائل نے روایت کیا ہے۔

(۲۷۶۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک نے خردی ابن شاہب سے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ ایک نذر تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ان کی طرف سے نذر پوری کر دے۔

۲۷۶۱ - حَدَّثَنَا عَنْهُ الْمَالِكُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْيَنْدِ اللَّهِ بْنِ عَنْهُ عَبْدَ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَفْتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، قَالَ: ((أَفْصِهِ عَنْهَا)).

[طرفاہ فی: ۶۶۹۸، ۶۹۰۹].

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ رسول کشم شیخیہ نے ان کو ماں کی نذر پورا کرنے کا حکم فرمایا، معلوم ہوا کہ ماں باپ کے اس قسم کے فرائض کی ادائیگی اولاد پر لازم ہے۔

### باب وقف اور صدقہ پر گواہ کرنا

(۲۷۶۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ہشام بن یوسف نے خردی، انہیں ابن جرجی نے خردی کہ مجھے یعلیٰ بن مسلم نے خردی، انہوں نے ابن عباس بن عاصی کے غلام عکرمہ سے سنا اور انہیں ابن عباس بن عاصی نے خردی کہ قبیلہ بن ساعدہ کے ہھائی سعد بن عبادہ بن عاصی کی ماں کا انتقال ہوا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھے (بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ دومہ الجملہ میں شریک تھے) اس لئے وہ آئندہ نشرت شیخیہ کے پاس آئے اور عرض کیا ایسا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور میں اس وقت موجود نہیں تھا تو اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! سعد بن عاصی نے اس پر کہا کہ میں آپ کو گواہ بنتا ہوں کہ میرا باغِ محراف نامی ان کی طرف سے خیرات ہے۔

### ۲۰ - بَابُ الإِشَاهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ

۲۷۶۲ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ أَبْنَى جُرْجِيَّ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَغْلِي أَنَّهُ سَمِعَ عِنْ كِرِمَةَ مَوْلَى بْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَبْنَانَا أَبْنَ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - أَخَا بَنِي سَاعِدَةَ - تُوقِّتَ أُمَّةُ وَهُوَ غَايَةُ، فَلَمَّا تَبَرَّأَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمِّي تُوقِّتَ وَأَنَا غَايَةُ عَنْهَا، فَهُلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَهْدِيَتْ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَلَمَّا أَشْهَدْتُكَ أَنَّ حَاطِنَيِ الْمِحْرَافَ صَدَقَةً عَلَيْهَا)).

[راجح: ۲۷۵۶]

**لَشَرِيقٍ** لفظ محراف کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں قوله المحراف: بکسر الهمزة وسکون المعجمة وآخره فاء ای المكان المشمر سمی بذلك لما یخرب منه ای یعنی من الشمرة تقول شجرة محراف و منشار قاله الخطابی ووقع في رواية عبد الرزاق السحرف بغير الف وهو اسم الحاطن المذكور والحادن البستان (فتح) لینی محراف چھل دار درخت کو کہتے ہیں، اس باعث کا نام ہی محراف ہو گیا تھا۔

## باب سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کو

”اور تیمبوں کو ان کا مال پہنچا دو اور سترے مال کے عوض گندہ مال مت لو۔ اور ان کا مال اپنے مال کے ساتھ گذڑ کر کے نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بدآغاہ ہے اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم تیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو دوسرا عورتیں جو تمہیں پسند ہوں، ان سے نکاح کرلو“

یعنی اپنی خراب چیز تیم کے مال میں شرک کریں کہو کونہ تیم کا مال تمارے لئے حرام اور گندہ ہے اور تماری چیزوں کو خراب ہو گر حالانکہ ستری ہے۔

(۲۷۶۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہاں کو شعیب نے خبر دی زہری سے کہ عروہ بن زیر بن عٹا ان سے حدیث بیان کرتے تھے، انہوں نے عائشہؓ سے آیت ﴿وَانْخَفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَإِنْ كَحُوا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النَّسَاءِ﴾ (ترجمہ اوپر گزر چکا) کا مطلب پوچھا تو عائشہؓ سے فرمایا کہ اس سے مراد وہ تیم لڑکی ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو، پھر وہی کے دل میں اس کا حسن اور اس کے مال کی طرف سے رغبت نکاح پیدا ہو جائے مگر اس کم مرد بوجو ویسی لڑکیوں کا ہونا چاہئے تو اس طرح نکاح کرنے سے روکا گیا لیکن یہ کہ ولی ان کے ساتھ پورے مرکی ادا یکی میں انصاف سے کام لیں (اے نکاح کر سکتے ہیں) اور انہیں لڑکیوں کے سوا دوسرا عورتوں سے نکان کرنے کا حکم دیا گیا۔ عائشہؓ سے بھی اپنے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو اللہ عروج نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”آپ سے لوگ عورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ اللہ تیمیں ان کے بارے میں ہدایت کرتا ہے“ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان کر دیا کہ تیم لڑکی اگر جمال اور مال والی ہو اور (ان کے ولی) ان سے نکاح کرنے کے خواہش مند ہوں لیکن پورا مردینے میں ان کے (خاندان کے) طریقوں کی پابندی نہ کر سکیں تو (وہ ان سے نکاح مت کریں) بجکہ مال اور حسن کی کمی کی وجہ سے ان کی طرف انہیں کوئی رغبت نہ ہوتی ہو تو انہیں وہ چھوڑ دیتے اور

## ۲۱- باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَأَنْوَا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَبْدَلُوا الْخَبِيثَ بِالْطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَى أَمْوَالِ الْكُمَّ إِنَّهُ كَانَ حُرْبًا كَبِيرًا وَإِنْ خَفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَإِنْ كَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النَّسَاءِ﴾ [النساء: ۱۲-۱۳]

یعنی اپنی خراب چیز تیم کے مال میں شرک کریں کہو کونہ تیم کا مال تمارے لئے حرام اور گندہ ہے۔

۲۷۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعْبَنَعْنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ : ((كَانَ غَرْوَةُ بْنُ الرَّبِيعِ يَحْدَثُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : (وَإِنْ خَفْتُمْ أَنْ لَا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَإِنْ كَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النَّسَاءِ)) قَالَتْ : هِيَ الْيَتِيمَةُ فِي حَاجَرٍ وَلَيْهَا، فَيَرْغَبُ فِي جَمَالِهَا وَمَالِهَا، وَيُرِيدُ أَنْ يَتَرَوَّجَهَا بِأَذْنَى مِنْ سُنْنَةِ نِسَانِهَا، فَهُبُوا عَنْ نِكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوا فِي إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، وَأَمْرُوا بِنِكَاحٍ مِنْ سُوَاهِنَّ مِنَ النَّسَاءِ، قَالَتْ عَائِشَةُ : ثُمَّ اسْتَفْتَنِي النَّاسُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَيَسْتَفْتَنُكُمْ فِي النَّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يَعْلَمُ بِمَا يَفْتَنُكُمْ فِيهِنَّ) قَالَتْ : فَبَيْنَ اللَّهِ فِي هَذِهِ أَنِ الْيَتِيمَةُ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ جَمَالٍ وَمَالٍ رَغَبُوا فِي نِكَاحِهَا وَلَمْ يَلْحِقُوهَا بِسُنْنَتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ، فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوبَةً عَنْهَا فِي قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوهَا وَالْتَّمَسُوا غَيْرَهَا مِنَ النَّسَاءِ، قَالَ : فَكَمَا

ان کے سوا کسی دوسری عورت کو تلاش کرتے۔ راوی نے کہا جس طرح ایسے لوگ رغبت نہ ہونے کی صورت میں ان یتیم لڑکیوں کو چھوڑ دیتے، اسی طرح ان کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ جب ان لڑکیوں کی طرف انہیں رغبت ہو تو ان کے پورے مرکے محاٹلے میں اور ان کے حقوق ادا کرنے میں انصاف سے کام لئے بغیر ان سے نکاح کریں۔

يَنْهَا حِينَ يُزْفَبُونَ عَنْهَا فَلَنْ يَسْتَهِنَ لَهُمْ  
أَنْ يَنْكِحُوهَا إِذَا رَغِبُوا فِيهَا إِلَّا أَنْ  
يُقْسِطُوا لَهَا الْأُنْوَافِ مِنَ الصَّدَاقِ وَيَنْفَعُوهَا  
حَقَّهَا)). [راجح: ۲۴۹۴]

**تَسْبِيحَةٌ** تاریخ و روایات میں مذکور ہے کہ یتیم لڑکیوں جو اپنے والی کی تربیت میں ہوتی تھیں اور وہ لڑکی اس ولی کے مال و غیرہ میں بوجہ قرابت کے شرک ہوتی تو اب دو صورتیں پیش آتی تھیں، کبھی تو یہ صورت پیش آتی کہ وہ لڑکی خوبصورت ہوتی اور ولی کو اس کے مال و جمال ہر دو کی رغبت کی وجہ سے اس سے نکاح کی خواہش ہوتی اور وہ تھوڑے سے مرپر اس سے نکاح کر لیتا کیونکہ کوئی دوسرا شخص اس لڑکی کا دوستیدار نہیں ہوتا تھا اور کبھی یہ صورت پیش آتی کہ یتیم لڑکی صورت مثل میں حسین ہوتی گر اس کا وہ ولی یہ خیال کرتا کہ دوسرے کسی سے اس کا نکاح کر دوں گا تو لڑکی کا مال میرے قبضے سے نکل جائے گا۔ اس مصلحت سے وہ نکاح تو اس لڑکی سے ٹوغا د کر حاکمیت گردیے اس سے کچھ رغبت نہ رکھتا۔ اس پر اس آیت کا نزول ہوا اور اولیاء کو ارشاد ہوا کہ اگر تم کو اس بات کا ذر ہے کہ تم ایسی یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے اور ان کے مرا و ان کے ساتھ سن معاشرت میں تم سے کوئی ہو گی تو تم ان سے نکاح مت کرو بلکہ اور عورتیں جو تم کو مرغوب ہوں ان سے ایک چھوڑ چار سک کی تم کو اجازت ہے۔ قاعدہ شرعیہ کے مطابق ان سے نکاح کر لوتا کر یتیم لڑکیوں کو بھی نقصان نہ پہنچ کیونکہ تم ان کے حقوق کے حاصل رہو گے اور تم بھی اسی کتاب میں نہ پڑو گے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ بہر حال اولیاء کا فرض ہے کہ یتیم بچوں اور بچیوں کے مال کی خدا تری کے ساتھ حفاظت کریں اور ان کے ببلغ ہونے پر جیسے ان کے حق میں بہتر جائیں وہ مال ان کو ادا کر دیں۔ واللہ اعلم

**باب سورۃ نساء میں اللہ کا یہ ارشاد کہ**

## ۲۲ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَابْتَلُو اِنْتَامِي حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ  
فَإِنْ آتَنْتُمْ مِنْهُمْ رِهْنًا فَاذْفَعُو اِلَيْهِمْ  
أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِمْرَأًا وَيَدِارًا أَنْ  
يَنْكِرُوا، وَمَنْ كَانَ غَيْرًا فَلَيُسْتَغْفِفَ، وَمَنْ  
كَانَ فَقِيرًا فَلَيَأْكُلْ بِالسَّعْرُوفِ، فَإِذَا  
ذَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ،  
وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا لِلرُّجَالِ بَهْرَبَتْ مِمَّا  
تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَعِيشُ  
مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَ مِنْهُ  
أَوْ كَثُرَ نَعِيشُ مَفْرُوضَاتِهِ [النساء:

۶-۷] حسیناً یعنی کافیا۔ ضرور ایک حصہ مقرر ہے ”آیت میں خسیناً کے معنی کافی کے ہیں۔

جاہلیت کے زمانہ میں عرب لوگ ترکہ میں صرف مردوں کا حق سمجھتے تھے، عورتوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ اللہ نے یہ بری رسم باطل کر دی اور عورت مرد سب کا حصہ مقرر کر دیا، اب بھی ہست ہی جاہل قوموں میں جو مسلمان ہیں مگر لڑکی کا حصہ دینے کا رواج نہیں ہے۔ یہ سراسر ظلم اور باطل رسم ہے، لڑکی کو بھی اسلام نے حصہ دار نہ کر دیا ہے، اس کا بھی حصہ ادا کرنا ضروری ہے، اسلام اور ادیان سابقہ میں عورتوں کی حیثیت پر ایک پراز معلومات مقالہ آزمیں مولوی سید امیر علی ایم۔ اے بیرٹریٹ لاء نے اپنی قانونی کتاب ”جامع الاحکام فی فقہ الاسلام“ میں حوالہ قلم کیا ہے جس کا اختصار درج ذیل ہے۔

”جو اصلاحی شارع اسلام شیخ نے فرمائیں ان سے عورتوں کی حالت میں نمایاں ترقی واقع ہوئی، عرب میں بھی اور ان یہودیوں میں جو جزیرہ نماںے عرب میں سکونت پذیر تھے۔ عورتوں کی حالت بست ہی انتہی تھی۔ عورت اپنے باپ کے گھر میں کنیر کی حالت میں رہتی تھی اور اگر وہ مبالغہ ہوتی تو اس کے باپ کو اس کے بچے ڈالنے کا اختیار ہوتا تھا۔ اس کا باپ اور باپ کی وفات کے بعد اس کا بھائی جو چاہتا تھا اس کے ساتھ سلوک کرتا تھا جو بھر کسی خاص صورت کے بیٹی بالکل مجبوب الارث تھی۔ مشرکین عرب میں عورت صرف ایک جائزہ معمولہ سمجھی جاتی تھی اور اپنے باپ یا شوہر کی ملکیت کا ایک جزو اعظم تصور کی جاتی تھی اور ہر شخص کی یہوی مثل اور متروک کے اس کی بیٹی اور بیٹیوں کو بطور ترکہ پدری کے ملکی تھیں، اسی وجہ سے سوتیلی ماوں کی شادیاں اکثر سوتیلے بیٹیوں کے ساتھ ہو جاتی تھیں، اس فرع رسم کو اسلام میں حرام کر دیا گیا۔

شرع محمدی کے بحسب عورت کی حیثیت انگلستان کی عورتوں کی حالت سے بہتر و برتز ہے جب تک وہ ناکتمد رہتی ہے، اپنے باپ کے گھر میں رہتی ہے اور جب تک مبالغہ رہتی ہے کی قدر اپنے باپ کے یا اس کے قائم مقام کے اختیار رہتی ہے، بالغ ہو جانے پر اس کو وہ تمام حقوق شرعی حاصل ہو جاتے ہیں جو بالغ اور رشید انسان کو ملنے چاہیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مال باپ کے ترکہ میں حصہ بلتی ہے اور اگرچہ بیٹی اور بیٹی کے حصہ میں فرق ہے مگر یہ فرق بھائی اور بن کے حالات کا منصفانہ لحاظ کر کے رکھا گیا ہے۔ شادی کے بعد بھی اس کے تشخص میں کچھ فرق نہیں آتا اور وہ ایک جدا گانہ ممبر یعنی شریک سوسائٹی کی حیثیت میں بلتی رہتی ہے اور اس کا وجود اس کے شوہر کے وجد کے ساتھ ایسی نہیں ہو جاتا، اس کا مال اس کے شوہر کا مال نہیں ہو جاتا بلکہ اس کا مال اسی کا رہتا ہے اور وہ ایک ذاتی حق اپنی ملکیت میں رکھتی ہے، وہ اپنے قرضداروں پر علانیہ عدالت میں ناٹش کر سکتی ہے اور کسی ولی کو شریک کرنے یا اپنے شوہر کے نام سے ناٹش کرنے کی ضرورت نہیں رکھتی۔ جب وہ اپنے باپ کے گھر سے اپنے شوہر کے مکان میں جا چکتی ہے تو بھی اس کو سب حقوق شرعی و مدنی حاصل رہتے ہیں جو مردوں کو حاصل ہیں تمام ہوا جب اور حقوق جو ایک عورت اور زوجہ کو حاصل ہونے چاہیں اس کو صرف مروت اور اخلاق کی رو سے حاصل نہیں ہیں جس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ نص قرآنی کے موجب حاصل ہیں۔ وہ اپنی جائیداد کو بلا اجازت شوہر منتقل کر سکتی ہے اور وہ وصیت کر سکتی ہے، وہ اوروں کی جائیداد کی وصیہ اور منتظمہ مقرر ہو سکتی ہے اور اوقاف کی متولیہ بھی مقرر ہو سکتی ہے۔

باب وصی کے لئے یتیم کے مال میں تجارت اور محنت کرنا

درست ہے اور پھر محنت کے مطابق اس میں سے کھالینا

درست ہے

وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ

مَالِ الْيَتَمِ

وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهِ  
۲۷۶۴ - حدثنا هارون بن أشعث (۲۷۶۳) ہم سے ہارون بن اشعث نے بیان کیا، کہا ہم سے بخواہم

کے غلام ابو سعید نے بیان کیا، ان سے صحن بن جویریہ نے بیان کیا تابع سے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن بخش نے اپنی ایک جائداد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وقف کر دی، اس جائداد کا نام شمع تھا اور یہ ایک سمجھور کا ایک باغ تھا۔ عمر بن بخش نے عرض کیا ایسا رسول اللہ ! مجھے ایک جائداد ملی ہے اور میرے خیال میں نمایت عمدہ ہے، اس لئے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کروں تو نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ اصل مال کو صدقہ کر کہ نہ پیچا جائے نہ بہ کیا جائے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے، صرف اس کا پھل (اللہ کی راہ میں) صرف ہو۔ چنانچہ عمر بن بخش نے اسے صدقہ کر دیا، ان کا یہ صدقہ غازیوں کے لئے، غلام آزاد کرنے کے لئے، محتاجوں اور کمزوروں کے لئے، مسافروں کے لئے اور رشتہ داروں کے لئے تھا اور یہ کہ اس کے نگران کے لئے اس میں کوئی مضاائقہ نہیں ہو گا کہ وہ دستور کے موافق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ اس میں سے مال جمع کرنے کا رادا نہ رکھتا ہو۔

حدَّثَنَا أُبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَحْرُ بْنُ جُوبَرْيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ)) - وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثُغْنَةً، وَكَانَ نَخْلًا - فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْنَدَتُ مَالًا وَهُوَ عِنِّي نَفِيسٌ فَأَرَدَتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَصَدَّقْ بِأَصْنَلِهِ، لَا يَنْعَثُ وَلَا يُوَهَّبُ وَلَا يُورَثُ، وَلَكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرَةً، فَتَصَدَّقْ بِهِ عُمَرُ، فَصَدَّقَتْهُ بِلَكْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِينِ وَالظَّفَافِ وَأَبْنِي السَّبِيلِ وَلِذِي الْفُرْقَانِ، وَلَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلَيْهِ أَنْ يَأْكُلْ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يُؤْكِلْ صَدِيقَهُ غَيْرَ مُتَمَوِّلِ بِهِ)).

[راجح: ۲۳۱۳]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وقف کا متولی اپنی محنت کے عوض دستور کے موافق اس میں سے کھا سکتا ہے جیسا کہ حضرت عمر بن بخش نے اپنا باغ وقف فرمائتے وقت طے کر دیا تھا۔ امام قطلانی فرماتے ہیں و مطابقة الحديث للترجمة من جهة ان المقصود جواز اخذ الاجرة من مال الیتم لقول عمر ولا جناح على من ولیه ان يأكل منه بالمعروف (قسطلانی) مطلب وہ ہی ہے جو اپر مذکور ہوا۔

(۲۷۴) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا ہشام سے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قرآن مجید کی اس آیت) ”اور جو شخص مالدار ہو وہ اپنے کو یتیم کے مال سے بالکل روکے رکھے، البتہ جو شخص نادار ہو تو وہ دستور کے مطابق کھا سکتا ہے“ کے بارے میں فرمایا کہ یتیموں کے ولیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ یتیم کے مال میں سے اگر کوئی نادار ہو تو دستور کے مطابق اس کے مال میں سے لے سکتا ہے۔

حدَّثَنَا عَبْيَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِيرَةَ عَنْ هِشَامِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: (وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلَا يَسْتَغْفِفْ، وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَاكُلْ بِالْمَعْرُوفِ) فَأَلَّتْ : أَنْزَلَتْ فِي وَالِيِّ الْيَتَيمِ أَنْ يُصْبِبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَا لِهِ بِالْمَعْرُوفِ. [راجح: ۲۲۱۲]

اس حدیث سے باب کا پلا حصہ یعنی یتیموں کے مال میں نیک نیت سے تجارت کرنا، پھر اپنی محنت کے مطابق اس میں سے کھانا درست ہے۔

### باب سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کرے

”بے شک وہ لوگ جو تیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاجاتے ہیں“ وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں، وہ ضرور دمکتی ہوئی آگ ہی میں جھوک دیے جائیں گے۔

ابن الی حاتم میں ابو سعید خدریؓ سے حدیث صراحت میں مقول ہے کہ آپ نے وزن میں ایسے لوگ دیکھے جن کے پیٹ اونٹوں کے پیٹ میں ہیں۔ جن میں وزن کا دھکتا ہوا پھر لا جا رہا ہے اور وہ یخچے سے نکل جاتا ہے۔ آپؓ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تیموں کا مال کھا جایا کرتے تھے۔

(۲۷۶۶) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انسوں نے کما کر مجھ سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید مدنی نے بیان کیا، ان سے ابو غیث نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، پچھتے رہو۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، سود کہنا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ جانا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تمثیل لگانا۔

### ۴۳۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النِّسَاءِ إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَلَوْكَ وَسَيَقْنَطُونَ سَعْيَهُمْ﴾ [النساء: ۱۰].

۲۷۶۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَلِيمَانُ بْنُ بَلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الْمَدْنَىٰ عَنْ أَبِي الْفَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجتَبِيوا السَّيِّعَ الْمُمْبَقَاتِ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ((الشَّرِكُ بِاللَّهِ، وَالسَّخْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَّا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتَمِّ، وَالْعَزْلَىٰ يَوْمَ الرُّحْفَةِ، وَقَذْفُ الْمُخْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ)).

[طرفاہ فی : ۵۷۶۴ ، ۶۸۵۷]

کبیرہ گناہوں کی تعداد ان سات پر ختم نہیں ہے اور بھی بہت سے گناہ اس ذیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ بعض علماء نے ان کی تفصیلات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، بہر حال یہ گناہ ہیں جن کا مرکب اگر بغیر توبہ کے مرگیا تو یقیناً وہ ہلاک ہو گیا یعنی جنم رسید ہوا۔ باب کی مطابقت یتیم کا مال کھانے سے ہے جن کی نہمت آیت مذکورہ فی الباب میں کی گئی ہے۔ اس حدیث کے جملہ راوی مدنی ہیں اور حضرت امام نے اسے کتب الطہ و الحارثین میں بھی نکلا ہے۔

### باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا کہ

”آپؓ سے لوگ تیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپؓ کہ دیجئے کہ جہاں تک ہو سکے ان کے مالوں میں بتری کا خیال رکھنا ہی بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ (ان کے اموال میں) ساتھ مل جل کر رہو تو (بہر حال) وہ بھی تمہارے ہی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ سنوارنے والے

### ۴۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ، قُلْ إِصْلَاحُ لَهُمْ خَيْرٌ، وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَلَا خُوَانِكُمْ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ، وَلَنُزِّلَ شَاءَ اللَّهُ لَأَغْتَنَكُمْ، إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾

اور فساد پیدا کرنے والے کو خوب جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں تنگی میں بٹلا کر دیتا، بلاشہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔“ (قرآن کی اس آیت میں) لاعنتکم کے معنی ہیں کہ تمہیں حرج اور تنگی میں بٹلا کر دیتا اور (سورہ طہ میں لفظ) تحت کے معنی منہ جھک گئے، اس اللہ کے لئے جو زندہ ہے اور سب کا سنبھالنے والا۔

(۲۷۶۷) اور امام بخاری نے کہا ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حمد بن اسامہ نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی وصی بناتا تو وہ بھی انکار نہ کرتے۔ ابن سیرین تابعی رضی اللہ عنہ کا محبوب مشغله یہ تھا کہ تیم کے مال و جائداد کے سلسلے میں ان کے خیر خواہوں اور ولیوں کو جمع کرتے تاکہ ان کے لئے کوئی اچھی صورت پیدا کرنے کے لئے غور کریں۔ طاؤس تابعی رضی اللہ عنہ سے جب تیمود کے بارے میں کوئی سوال کیا جاتا تو آپ یہ آیت پڑھتے کہ ”اور اللہ فساد پیدا کرنے والے اور سنوارنے والے کو خوب جانتا ہے۔“ عطاء رضی اللہ عنہ نے تیمود کے بارے میں کہا خواہ وہ معمولی قسم کے لوگوں میں ہوں یا بڑے درجے کے، اس کا ولی اس کے حصہ میں سے جیسے اس کے لا اق ہو، ویسا اس پر خرج کرے۔

[البقرة : ۲۲۰] لاغنتکم :  
لآخر حکم و ضيق. وَعَنْتْ : خَضْعَتْ.

۲۷۶۷ - وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَادَةَ  
عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ : مَا زَدَ إِنْ أَعْمَرَ  
عَلَى أَحَدٍ وَصَبَّتْهُ . وَكَانَ إِنْ سِيرِينَ  
أَحَبُّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْهِ فِي مَالِ الْيَتَمِّ أَنْ  
يَخْتَمِّ إِلَيْهِ نَصْحَاؤهُ وَأَوْلَيَاءُهُ فَيَنْظَرُوا  
إِلَيْهِنَّ هُوَ خَيْرُهُنَّ . وَكَانَ طَاؤُسٌ إِذَا سَمِّلَ  
عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِ الْيَتَامَىٰ قَرَأَ : هُوَ اللَّهُ  
يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُمْلِحِ . وَقَالَ  
عَطَاءُ فِي يَتَامَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ : يُنْفَقُ  
الْوَلِيُّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهِ مِنْ حِصْبِهِ .

**تَفَسِّيرِ حَمَادَةَ** حضرت امام بخاریؓ کا قول و قال لنا سلیمان حدثنا حماد الخ یہ حدیث موصول ہے متعلق نہیں ہے کیونکہ سلیمان بن حرب امام بخاریؓ کے شیوخ میں سے ہیں اور تعبیر ہے یعنی سے کہ انہوں نے حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ اعتراف جعلیا کہ اس حدیث کا موصول ہونا کسی لفظ سے نہیں پایا جاتا حالانکہ اس میں صاف قال لنا کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام بخاری نے سلیمان سے سنا اور یہ امام بخاری کا کمال احتیاط ہے کہ انہوں نے ایسے مقالات پر حدثنا یا اخیرنا کا لفظ استعمال نہیں فرمایا کیونکہ سلیمان نے امام بخاری کو یہ روایت بطور تدبیر کے نہ سنائی ہو گی بلکہ وہ کسی اور سے مخاطب ہوں گے اور امام بخاری نے سن لیا ہو گا (وحیدی)

حدیث موصول یا متعلّل و متعلّق کی تعریف شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے لفظوں میں یہ ہے۔ فان لم يسقط راو من الرواۃ من البین فالحادیث متصل و یسمی عدم السقوط اتصالا و ان سقط واحد او اکثر فالحادیث منقطع وهذا السقوط انقطاع والسقوط اما ان یکون من اول السنّد و یسمی معلقاً وهذا الاسقط تعلقاً والاسقط قد یکون واحد او قد یکون اکثر و قد یعذف تمام السنّد كما هو عادة المصنفین یقولون قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والتعليقات کثیرۃ فی تراجم صحیح البخاری ولها حکم الاتصال لانه التزم فی هذا الكتاب ان لا یاتی الا بالصحیح (مقدمة مشکوہ) یعنی سنّد کے راویوں میں سے کوئی راوی ساقط نہ ہو، اس حدیث کو متعلّل (یا موصول) کہیں گے اور اس عدم سقوط کو دوسرا نام اتصال کا دیا گیا ہے اور اگر کوئی ایک راوی یا زیادہ ساقط ہوں پس وہ حدیث منقطع ہے اس سقوط کو انقطع کہتے ہیں۔ کبھی سقوط راوی سنّد میں سے ہوتا ہے، ایسی حدیث کو متعلّل کریں اور اس اسقطاط کو تعليق کہتے ہیں، ساقط کبھی ایک

راوی ہوتا ہے کبھی زیادہ جیسا کہ مصنفوں کی عادت ہے کہ وہ بغیر سند بیان کئے قال رسول اللہ ﷺ کہ دیتے ہیں اور اس قسم کی تعلیقات صحیح بخاری کے ابواب میں بکثرت ہیں اور ان سب کے لئے اتصال ہی کا حکم ہے کیونکہ حضرت امام بخاریؓ نے التزام کیا ہوا ہے کہ وہ اس کتاب میں صرف صحیح احادیث و آثار ہی کو نقل کریں گے۔

ترجمہ الباب میں مذکورہ آیت شریفہ (وَيَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْيَتَامَةِ) الخ (البقرۃ: ۲۲۰) کاشان نزول یہ ہے کہ جب آیت (وَلَا تُغْرِبُوا مَانَ الْيَتَامَةَ) الخ (الانعام: ۱۵۲) نازل ہوئی تو لوگوں نے خوف کے مارے تیمور کا کھانا پینا سب بالکل الگ کر دیا پس وہ کچھ بچ جاتا تو خراب ہو جاتا، یہ امر بہت مشکل ہوا تو انہوں نے نبی کرم ﷺ کی خدمت القدس میں اس مشکل کا ذکر کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور بتلیا گیا کہ ان کو اپنے ساتھ ہی کھلاڑ پڑا، ان کے مال کی حفاظت کرو، اگر تمہاری نیت درست ہو گی تو اللہ خوب جانتا ہے (وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْغَافِسِ مِنَ الْمُضْلِبِ) (البقرۃ: ۲۲۰)

### باب سفر اور حضر میں یتیم سے کام لینا جس میں اس کی بھلانی ہو اور مال اور سوتیلے باپ کا یتیم پر نظر ڈالنا

(۲۷۶۸) ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے اساعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے انس بن شیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ کوئی خادم نہیں تھا۔ اس لئے ابو طلحہ (جو میرے سوتیلے باپ تھے) میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت لے گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! انس بھجہ دار بچہ ہے۔ یہ آپ کی خدمت کیا کرے گا۔ انس بن شیر کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی سفر اور حضر میں خدمت کی، آپ نے مجھ سے کبھی کسی کام کے بارے میں جسے میں نے کر دیا ہو، یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا، اسی طرح کسی ایسے کام کے متعلق جسے میں نہ کر سکا ہوں آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

حضرت ابو طلحہ نے جو حضرت انسؓ کے سوتیلے باپ تھے، ان کو آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جبکہ آپ ایک جنگ کے لئے نکل رہے تھے، اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ حضرت انس بن شیر قابل صد مبارک ہادر ہیں کہ ان کو سفر و حضر میں پورے دس سال آنحضرت ﷺ کی خدمت کا موقع حاصل ہوا اور آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا بہت قریب سے انہوں نے معائنہ کیا اور قیامت نکل کے لئے وہ خادم رسول اللہ ﷺ کی حیثیت سے دنیا میں یادگار رہ گئے (بنیٹھ وارضاہ) یہ ابو طلحہ زید بن سل انصاری شوہرام سلیم (والدہ انسؓ) کے ہیں اور اس حدیث کے جملہ راوی بصیری ہیں جس طرح کہ قسطانی نے بیان کیا ہے۔

### باب اگر کسی نے ایک زمین وقف کی (جو مشہور و معلوم

### ۲۵ - باب استیخدام الیتیم فی السُّفَرِ وَالْحَضْرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَهُ وَنَظَرِ الْأَمْ أَوْ زَوْجِهَا لِلْيَتِيمِ

(۲۷۶۸) - حدثنا يعقوب بن إبراهيم بن كثير حدثنا ابن عليلة حدثنا عبد العزير عن أنس رضي الله عنه قال: ((قديم رسول الله ﷺ المدينة ليس له خادم، فأخذ أبو طلحة بيديه فأنطقني بي إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله إن أنسا غلام ليس لي خادم، قال: فخدمته في السفر والحضر، ما قال لي لشئ صنعته ليم صنفت هذا هكذا؟ ولا لشيء لم أصنعه ليم لم تصنف هذا هكذا؟)). [طرفاه في : ۶۰۳۸، ۶۹۱۱].

## ہے) اس کی حدیں بیان نہیں کیں تو یہ جائز ہو گا، اسی طرح ایسی زمین کا صدقہ دینا

(۲۷۶۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے احراق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک بن شہر سے نہ، آپؐ بیان کرتے تھے کہ ابو طلحہ بن شہر کھجور کے باغات کے اعتبار سے مدینہ کے انصار میں سب سے بڑے مالدار تھے اور انہیں اپنے تمام مالوں میں مسجد بنوی کے سامنے بیرحماء کا باغ سب سے زیادہ پسند تھا۔ خود نبی کشمیری بھی اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے۔ انس بن شہر نے بیان کیا کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ”تیکی تم ہر گز نہیں حاصل کرو گے جب تک اپنے اس مال سے نہ خرچ کرو جو تمہیں پسند ہوں“ تو ابو طلحہ بن شہر اٹھے اور آکر رسول اللہ بن شہر سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”تم تیکی ہر گز نہیں حاصل کر سکو گے جب تک اپنے ان مالوں میں سے نہ خرچ کرو جو تمہیں زیادہ پسند ہوں“ اور میرے اموال میں مجھے سب سے زیادہ پسند بیرحماء ہے اور یہ اللہ کے راستے میں صدقہ ہے، میں اللہ کی بارگاہ سے اس کی تیکی اور ذخیرہ آخرت ہونے کی امید رکھتا ہوں، آپؐ کو جہاں اللہ تعالیٰ بتائے اسے خرچ کریں۔ آنحضرت بن شہر نے فرمایا شabaش یہ تو برا فائدہ بخش مال ہے یا (آپؐ نے بجائے رابع کے) رانچ کما یہ تک عبد اللہ بن مسلمہ راوی کو ہوا تھا۔ اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سب سن لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے ناظر والوں کو دے دو۔ ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور اپنے بچوں کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ اسماعیل، عبد اللہ بن یوسف اور سعیجی بن سعیجی نے مالک کے واسطے سے رانچ کے بجائے رانچ بیان کیا ہے۔

[راجح: ۱۴۶۱] ترجمہ باب کی مطابقت صاف ظاہر ہے کہ ابو طلحہ نے عرض کیا کہ کیونکہ بیرون مذکور و معروف تھا، ہر کوئی اس کو جانتا تھا اگر کوئی ایسی زمین وقف کرے کہ وہ معروف و مشورہ نہ ہو تب تو اس کی حدود بیان کرنی ضروری

## الْحَدُودُ فَهُوَ جَائِزٌ، وَكَذِيلُ الصَّدَقَةِ

۲۷۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَعْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بِيرَحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَّسٌ: فَلَمَّا نَزَّلَتْ {لَمْ تَنَالُوا الْبَرَّ حَتَّى تَنْفِعُوا مِمَّا تَعْجُلُونَ} قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا يَقُولُ: {لَمْ تَنَالُوا الْبَرَّ حَتَّى تَنْفِعُوا مِمَّا تَعْجُلُونَ} وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيْيَ بِيرَحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةُ اللَّهِ أَرْجُوا بِرُّهَا وَذَخَرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَغَّهَا حَبْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ: ((بَخْ ذَلِكَ مَالٌ رَابِعٌ - أَوْ رَابِعٌ، شَكُّ ابْنِ مَسْلَمَةَ - وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبَيْنَ)). قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعُلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقْرَبِهِ وَبَيْنِ عَمَّهُ). وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: ((رَابِعٌ)).

میں۔

لقطہ بیرہاء و دلمون سے مرکب ہے پہلا کلمہ یہ ہے جس کے معنی کنوں کے ہیں دوسرا کلمہ ہے اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ کسی مرد یا عورت کا نام ہے یا کسی جگہ کا نام۔ جس کی طرف یہ کنوں مفہوم کیا گیا ہے یا یہ کلمہ اونٹوں کے ڈائشے کے لئے بولا جاتا تھا اور اس جگہ اونٹ بکھرت چڑائے جاتے تھے، لوگ ان کو ڈائشے لیتے لقطہ بیرہاء استعمال کرتے۔ اسی سے یہ لقطہ بیرہاء مل کر ایک کلمہ بن گیا۔ پھر حضرت ابو طلحہ کا سارا باغ یعنی اس نام سے موسم ہو گیا کیونکہ یہ کنوں اس کے اندر تھا لفظ بینج بن وادہ کی جگہ بولا جاتا تھا۔

**۲۷۷۰ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ**

أخبرنا رُوحُ بْنُ عَبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاً بْنَ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ عَكْرَمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَمَةَ تُؤْتَى أَيْنِفُعُهَا إِنْ تَصْدِقُ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْهَا، وَأَشْهِدْكَ أَنِّي قَذَّصَتْ بِهِ عَنْهَا).

[راجح: ۲۷۵۶]

یہاں بھی اس باغ کی حدود کو بیان نہیں کیا گیا۔ اس سے مقصد باب ثابت ہوا۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ ایصال ثواب کیلئے کنوں یا کوئی باغ وقف کر دیا ہے تو سن مدد و معاشرہ جاری ہے کہ مخلوق اس سے فائدہ حاصل کرتی رہے گی اور جس کیلئے بیان کیا گیا اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

**۲۷ - بَابُ إِذَا وَقَفَ جَمَاعَةً أَرْضًا مُشَاعَأً فَهُوَ جَائزٌ**

**(۱۷۷۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالثیاہ یزید بن حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ میں) مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنی نجار سے فرمایا تم اپنے اس باغ کا مجھ سے مول کرو۔ انہوں نے کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم ہم تو اللہ ہی سے اس کامول لیں گے۔**

**لَشَبْرِيج** سے یوں روایت کی ہے کہ آپ نے یہ زمین دس دینار میں خریدی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیمت ادا کی۔ اس صورت میں بھی باب کا مقصد کل آئے گا اس طرح سے کہ پسلی نجار نے اس کو وقف کرنا چاہا اور آپ نے اس پر انکار نہ کیا۔ واقعی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے قیمت اسلئے دی کہ دو یتیم بچوں کا بھی اس میں حصہ تھا (وچیدی) یہ حدیث ابواب الہماز میں بھی گزر چکی ہے۔

## باب وقف کی سند کیوں نکر لکھی جائے

(۲۷۷۲) ہم سے مسد بن مسید نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ذریع نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، عمر بن شعبہ کو خبر میں ایک زمین ملی (بس کام مُثْقَلٌ) تو آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے ایک زمین ملی ہے اور اس سے عمدہ مال مجھے کبھی نہیں ملا تھا، آپ اس کے بارے میں مجھے مشورہ دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو اصل جائداد اپنے قبضے میں روک رکھ اور اس کے منافع کو خیرات کر دے۔ چنانچہ عمر بن شعبہ نے اس شرط کے ساتھ صدقہ (وقف) کیا کہ اصل زمین نہ پیگی جائے نہ بہہ کی جائے اور نہ وراثت میں کسی کو ملے اور فقراء، رشتہ دار، غلام آزاد کرنے، اللہ کے راستے (کے محبذوں) مسمانوں اور مسافروں کے لئے (وقف ہے) جو شخص بھی اس کا متولی ہو اگر دستور کے مطابق اس میں سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ مال جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمر بن شعبہ نے وقف کی یہ شرطیں لکھوادیں گرامام بخاری نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو ابو داؤد نے نکلا۔ اس میں یوں ہے کہ حضرت عمر بن شعبہ نے یہ شرطیں معیقب کی قلم سے لکھوادیں جس میں یہ تھا کہ اصل جائداد کو کوئی بیع یا بہہ نہ کر سکے، اسی کو وقف کہتے ہیں۔ ناطے والوں میں مالدار اور نادار سب آگئے تو باب کا مقصد نکل آیا (وجیدی) حضرت عمر بن شعبہ کا یہ واقعہ <sup>ح</sup> میں اس کا متولی حضرت حصہ "ام المؤمنین" کو بنا یا تھا اور یہ لکھا تھا کہ هذا ما كتب عبد الله عمر امير المؤمنين في ثمغ انه الى حصصه ما عاشت تفق ثمرة حيث ارواها الله فان توفيت فالى ذوى الرأى من اهلها وقف نادم كامتن لكتنے والي معیقب تھے اور گواہ عبداللہ بن ارقم۔ آخرست شیخیم کے مبارک عمد میں یہ زبانی وقف تھا، بعد میں حضرت عمر بن شعبہ نے اپنے عمد حکومت میں اسے باشناط تحریر کرایا (فتح الباری)

## باب مالدار اور محتاج اور مہمان سب پر وقف کر سکتا ہے

(۲۷۷۳) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خبر میں ایک

## ۲۸- باب الوقف، کیف یُكتب؟

۲۷۷۲- حدثنا مسند حدثنا يزيد بن ذرية عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: ((أصحابنا أصلحت أرضنا ثم أصبنا مالاً قد أنفس منه، فكيف تأمرني به؟)) قال: ((إن شئت حبسن أصلتها وتصدقت بها)). فتصدق عمر رضي الله عنه لا ينفع أصلتها ولا يوهب ولا يوزع في الفقراء والرقاء وفي سبيل الله والضيوف وأبناء السبيل، لا جناح على من ولتها أن يأكل منها بالمخروف أو يطعم صديقاً غير متمول فيه)). [راجع: ۲۳۱۳]

## ۲۹- باب الوقف للفقير والضييف

۲۷۷۳- حدثنا أبو عاصم حدثنا ابن عون عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه وجد مالاً

**بِخَيْرٍ، فَلَتَّى الَّتِيْنِ فَأَخْبَرَهُ قَالَ: ((إِنْ  
شِئْتَ تَصَدَّقَ بِهَا)) فَصَدَّقَ بِهَا فِي  
الْفَقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَذِي الْقُرْبَى  
وَالظِّيفُو. [راجع: ۱۲۱۳]**

**لِشَجَرَةِ حَاظَ ابْنُ جَبْرِ فَرِمَاتَ هُنْ فِي جَوَازِ الْوَقْفِ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ لَمْ ذُو الْقُرْبَى وَالظِّيفُو لَمْ يَقِيدْ بِالْحَاجَةِ وَهُوَ الْأَصْحُ عِنْدَ الْأَشَافِعِيَّةِ  
(فتح) یعنی اس سے اغنیاء پر وقف کرنے کا جواز نکلا، اس لئے کہ قربداروں اور مسمانوں کے لئے حاجت مند ہونے کی قید  
نہیں لگائی اور شافعیہ کے نزدیک یہ سچ مسلک ہے۔**

### باب مسجد کے لئے زمین کا وقف کرنا

(۲۷۷۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الصمد  
نے بیان کیا، کہا کہ میں نے اپنے والد (عبد الوارث) سے سنا، ان سے  
ابوالیلاح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے  
بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے مسجد  
بنانے کے لئے حکم دیا اور فرمایا اے بنو نجرا! اپنے باغ کی مجھ سے  
قیمت لے لو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہم تو اس کی قیمت  
صرف اللہ سے ملتی ہیں۔

**۳۰- بَابُ وَقْفِ الْأَرْضِ إِلَيْهِ  
۲۷۷۴ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الصَّمْدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا أَبِي  
الْتَّيَاحَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَّسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ ((إِنَّا قَدِيمٌ رَسُولُ اللهِ  
الْمَدِينَةِ أَمْرَ بِالْمَسْجِدِ وَقَالَ: (يَا بَنِي  
النَّجَارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطَكُمْ هَذَا)), قَالُوا: لَا  
وَاللهُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَةَ إِلَّا إِلَى اللهِ).**

[راجع: ۲۲۴]

**لِشَجَرَةِ** لجعل البخاری اراد الرد على من خص جواز الوقف بالمسجد و كانه قال: قد نفذ وقف الأرض المذكورة قبل ان تكون مسجدا  
فدل على ان صحة الوقف لا تختص بالمسجد ووجه اخذه من حديث الباب ان الذين قالوا لا نطلب ثمنها الا الى الله كانوا  
تصدقوا بالارض المذكورة لحتم انعقاد الوقف قبل البناء فيوخذ منه ان من وقف ارضاعلى ان يبنيها مسجدا ينعقد الوقف قبل البناء (فتح)  
خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ مسجد کا نام پر تعمیر سے پہلے ہی کسی زمین کا وقف کرنا درست ہے کچھ لوگ اس کو جائز نہیں کہتے، ان کی  
ترویج کرنا۔ امام بخاریؓ کا مقصد ہے: بنو نجرا نے پہلے زمین کو وقف کر دیا تھا بعد میں مسجد بنوی وہاں تعمیر کی گئی۔

### باب جانور اور گھوڑے اور سامان اور

#### سو ناچاندی وقف کرنا

زہری و جابری نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا تھا جس نے ہزار دینار  
اللہ کے راستے میں وقف کر دیئے اور انہیں اپنے ایک تاجر غلام کو  
دے دیا تھا کہ اس سے کاروبار کرے اور اس کے نفع کو وہ شخص  
محتجوں اور ناطے والوں کے لئے صدقة کیا۔ کیا وہ شخص ان اشرافیوں

**۳۱- بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِ وَالْكُرَاعِ  
وَالْعُرُوضِ وَالصَّامِتِ**

**فَالَّذُهْرِيُّ فِيمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِينَارٍ فِي  
سَبِيلِ اللهِ، وَدَعَهَا إِلَى غُلَامٍ لَهُ تَاجِرٌ  
يَتَجَرُّ بِهَا، وَجَعَلَ رِبْحَهُ صَدَقَةً لِلْمَسَاكِينِ  
وَالْأَقْرَبِينَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ رِبْحِ**

کے نفع میں سے کچھ کھا سکتا ہے، اس نے اس نفع کو محتاج پر صدقہ نہ کیا ہو جب بھی اس میں سے کھائیں سکتا۔

ذَلِكَ الْأَنْفُو شَيْئًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ خَلْقَ رِبِّهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِينِ؟ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَاكُلَّ مِنْهَا.

ترجمہ۔ الیب کا مقصود جاندار منقولہ کا وقف کرتا ہے۔ کراع کاف کے ضر کے ساتھ گھوڑوں کو کما جاتا ہے۔ لفظ عروض نقدی کے علاوہ دیگر اسیاب پر بولا جاتا ہے اور صامت سونے چاندی پر مستعمل ہے (فُحْ) خاصہ یہ کہ جاندار منقولہ اور غیر منقولہ بشرط معلومہ سب کا وقف کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ اشریفان اللہ کی راہ میں نکالیں تو کویا صدقہ کر دیں، اب صدقہ کامان اپنے خرچ میں کیوں نکر لاسکتا ہے، اس اثر کو ابن وہب نے اپنے مؤطایش وصل کیا ہے (ویدی)۔

(۲۷۷۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ عمری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حیثیت نے اپنا ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں (جہاد کرنے کے لئے) ایک آدمی کو دے دیا۔ یہ گھوڑا آنحضرت ﷺ کو حضرت عمر بن حیثیت نے دیا تھا، اس لئے کہ آپ جہاد میں کسی کو اس پر سوار کریں۔ پھر عمر بن حیثیت کو معلوم ہوا کہ جس شخص کو یہ گھوڑا ملا تھا، وہ اس گھوڑے کو بازار میں بیچ رہا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ اسے خرید سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہر گز سے نہ خرید۔ اپنا دیا ہوا صدقہ واپس نہ لے۔

[راجع: ۱۴۸۹] گو حضرت عمر بن حیثیت نے یہ گھوڑا صدقہ دیا تھا مگر وقف کا حکم بھی صدقہ پر قیاس کیا، اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وقف میں تو اصل جاندار روک لی جاتی ہے اور صدقہ میں اصل جاندار کی ملکیت خلائق کی جاتی ہے، اس لئے یہ قیاس صحیح نہیں۔ اب یہ کہا کہ حضرت عمر بن حیثیت نے یہ گھوڑا وقف کیا تھا، اس لئے صحیح نہیں ہو سکتا کہ اگر وقف کیا ہوتا تو وہ شخص جس کو گھوڑا ملا تھا، اس کو بینچے کے لئے بازار میں کیوں نکر کر کر رکھا۔

باب وقف کی جاندار کا اہتمام کرنے والا اپنا خرچ اس میں سے لے سکتا ہے

(۲۷۷۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی، انسیں ابو الزناد نے، انسیں اعرج نے اور انسیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی میرے وارث ہیں، وہ روپیہ اشرفی اگر میں چھوڑ جاؤں تو وہ تقسیم نہ کریں، وہ میری بیویوں کا خرچ اور جاندار کا اہتمام کرنے والے کا

۲۷۷۵ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْتَى حَدَّثَنَا عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : (أَنَّ عَمْرَ حَمَلَ عَلَى فَرْسٍ لَهُ لِي سَبِيلَ اللَّهِ أَغْطَاهَا رَسُولُ اللَّهِ يَحْمِلُ عَلَيْهَا رَجْلَهُ فَأَخْبَرَ عَمْرَ أَنَّهُ قَدْ وَقَهَا بِيَقِنِهَا، فَسَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ أَنَّ يَتَعَاهَدَا، فَقَالَ : ((لَا يَتَعَاهَدَا وَلَا تَرْجِعُنَّ لِي صَدَقَتِكُمْ)).

2776 - حَدَّثَنَا عَنْهُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَسَّكْتَ - بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَانِي

خرج نکلنے کے بعد صدقہ ہے۔

وَمَؤْوِنَةٌ عَامِلِيٌّ – فَهُوَ صَدَقَةٌ).  
[طرفہ فی : ۳۰۹۶ ، ۶۷۲۹]

معلوم ہوا کہ جو کوئی وققی جائداد کا انتظام کرے، اس کا وہ متوالی ہو وہ اپنی محنت کا واجبی معاوضہ جائداد میں سے دلانے کا مستحق ہو گا۔ (وحیدی)

(۷۷۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن عینہ نے کہ عمر بن بخشش نے اپنے وقف میں یہ شرط لگائی تھی کہ اس کا متوالی اس میں سے کھا سکتا ہے اور اپنے دوست کو کھلا سکتا ہے پر وہ دولت نہ جوڑے۔

باب کسی نے کوئی کنوں وقف کیا اور اپنے لئے بھی اس میں سے عام مسلمانوں کی طرح پانی لینے کی شرط لگائی یا زمین وقف کی اور دوسروں کی طرح خود بھی اس سے فائدہ لینے کی شرط کرنی تو یہ بھی درست ہے

اور انس بن مالک بخشش نے ایک گھر وقف کیا تھا ( مدینہ میں) جب کبھی مدینہ آتے، اس گھر میں قیام کیا کرتے تھے اور حضرت زیر بخشش نے اپنے گھروں کو وقف کر دیا تھا اور اپنی ایک مطلقہ لڑکی سے فرمایا تھا کہ وہ اس میں قیام کریں لیکن اس گھر کو نقصان نہ پہنچائیں اور نہ اس میں کوئی دوسرا نقصان کرے اور جو خاوند والی بیٹی ہوتی اس کو وہاں رہنے کا حق نہیں اور ابن عمر بن عینہ نے حضرت عمر بن بخشش کے (وقف کردہ) گھر میں رہنے کا حصہ اپنی محنت اولاد کو دے دیا تھا۔

(۷۷۸) عبدالان نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خردی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابو اہمیق نے، انہیں ابو عبدالرحمن نے کہ جب حضرت عثمان غنی بخشش محاصرے میں لئے گئے تو (اپنے گھر کے) اور پڑھ کر آپ نے باغیوں سے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی کرم مسیح کے اصحاب سے قسمی پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ جب رسول اللہ مسیح نے فرمایا

۲۷۷۷ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَادًا عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ عُمَرَ اشْرَطَ فِي وَقْفِهِ أَنْ يَأْكُلَ مَنْ وَلَيْهِ وَتَوْكِلَ صَدِيقَةً غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَالَهُ)). [راجح: ۲۲۱۳]

۳۳ - بَابٌ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بَنِرًا  
اشترط  
لنفسه مثل دلاء المسلمين

وَأَوْقَفَ أَنْسًَ دَارًا، فَكَانَ إِذَا قَدِيمَ نَزَلَهَا.  
وَتَصَدَّقَ الرَّبِيعُ بِدُورِهِ وَقَالَ لِلْمَرْدُوذَةِ مِنْ بَنَاتِهِ: أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَلَا مُضِرٌّ بِهَا، فَلَمَّا اسْتَغْفَتَ بِزَوْجِ لَفَنِسَ لَهَا حَقُّ.  
وَجَعَلَ أَبْنَ عُمَرَ نَصِيفَةً مِنْ دَارِ عُمَرِ  
سُكْنَى لِلْذَّوِي الْحَاجَةِ مِنْ آلِ عَبْدِ اللَّهِ.

۲۷۷۸ - وَقَالَ عَبْدَانَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ: ((أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيْثُ حَوْصِيرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: أَنْشَدْكُمُ اللَّهُ، وَلَا أَنْشَدُ إِلَّا أَنْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

جو شخص بزرگ مدد کو کھو دے گا اور اسے مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اس کنوں کو کھودا تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ آخرین صرف نے جب فرمایا تھا کہ جیش عسرت (غزوہ توبک پر جانے والے لٹکر) کو جو شخص ساز و سامان سے لیں کر دے گا تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اسے مسلح کیا تھا۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ کی ان باتوں کی سب نے تصدیق کی تھی۔ حضرت عمر بن حنبل نے اپنے وقف کے متعلق فرمایا تھا کہ اس کا مفہوم اگر اس میں سے کھائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ منتظم خود واقف بھی ہو سکتا ہے اور کبھی دوسرے بھی ہو سکتے ہیں اور ہر ایک کے لئے یہ جائز ہے۔

یعنی کسی نے اپنے وقف سے خود بھی فائدہ اٹھانے کی شرط لگائی تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔ ابن بطال نے کہا کہ اس مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ اگر کسی نے کوئی چیز وقف کرتے ہوئے اس کے منافع سے خود یا اپنے رشتہ داروں کے لفظ (احٹانے) کی بھی شرط لکھی تو جائز ہے ملکا کسی نے کوئی کنوں وقف کیا اور شرط لگائی کہ عام مسلمانوں کی طرح میں بھی اس میں سے پانی پا کروں گا تو وہ پانی بھی لے سکتا ہے اور اس کی یہ شرط جائز ہو گی۔

حضرت زید بن عوام کے اثر کو داری نے اپنی مندی میں وصل کیا ہے۔ آپ خالوند والی بیٹی کو اس میں رہنے کی اس لئے اجازت نہ دیتے کہ وہ اپنے خالوند کے گھر میں رہ سکتی ہے یہ اثر ترجیح باب سے اس طرح مطابق ہوتا ہے کہ کوئی بیٹی ان کی کنوواری بھی ہو گی اور صحبت سے پہلے اس کو طلاق دی گئی ہو گی تو اس کا خرچ باب کے ذمہ ہے اس کا رہنا گویا خود باب کا وہاں رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اثر کو ابن سعد نے وصل کیا ہے، یہ وہ گھر تھا جس کو عمر بن حنبل وقف کرنے تھے تو اثر ترجیح باب کے مطابق ہو گیا۔ عبداللہ بن بخاریؓ کے شیخ تھے تو یہ تعلیق نہ ہو گی اور دارقطنی اور امام ابی عیلؓ نے اس کو وصل بھی کیا ہے۔ دوسری روایتوں میں یوں ہے کہ حضرت عثمان بن حنبل نے یہ کنوں خرید کر کے وقف کیا تھا، مکدوانا نہ کرو نہیں ہے لیکن شاید حضرت عثمان بن حنبل نے اس کو کچھ وسیع کرنے کے لئے مکدوانا بھی ہو۔ یہ روایت لا کر امام بخاریؓ نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو ترمذی نے نکالا۔ اس میں یوں ہے کہ آخرین صرف نے فرمایا کہ جو کوئی رومہ کا کنوں طے گا۔ نائلی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنبل نے یہ کنوں میں ہزار یا پہکیں ہزار میں خریدا تھا۔ مذکور جیش عصرہ یعنی تھنگی کا لٹکر جس سے مراد وہ لٹکر ہے جو جنگ توبک میں آپ کے ساتھ گیا تھا، اس جنگ کا سالمان مسلمانوں کے پاس بالکل نہ تھا۔ حضرت عثمان بن حنبل نے آخرین صرف نے آنحضرت مسیح موعید کے ارشاد پر سب سالمان اپنی ذات سے فراہم کر دیا جس پر آخرین صرف نے بہت ہی زیادہ اطمینان سرت فرماتے ہوئے حضرت عثمانؓ کے لئے زندہ جنتی ہونے کی بشارت پویش فرمائی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی آزمائش کے دنوں میں صحابہ کرام کو اس طرح مخاطب فرمایا جو اس میں مذکور ہے تو پیش صحابہ نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی جن میں حضرت علی اور علیہ اور زید اور سعد بن ابی و قاص نیکاشہ پیش پویش تھے۔ اس حدیث کے ذیل میں حضرت عثمان بن حنبل کے مناقب سے متعلق حافظ ابن حجرؓ نے کئی احادیث کو نقل کیا ہے الاحتیاج الی ذلک لدفع مضرة او تحصل منفعة وانما يکرہ ذلک عدد المفاخرة

والکاثرہ والعجب (فع) یعنی اس سے اس امر کا حواز ثابت ہوا کہ کسی نصیان کو دفع کرنے یا کوئی نفع حاصل کرنے کے لئے آدمی خود اپنے مناقب بیان کر سکتا ہے، لیکن فخر اور خود پرندی کے طور پر ایسا کرنا ممکن ہے۔

### باب اگر وقف کرنے والا یوں کہے کہ اس کی قیمت اللہ ہی سے لیں گے تو وقف درست ہو جائے گا

(۲۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے اُنس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تھا اے بنو نجاش! تم اپنے بلاغ کی قیمت مجھ سے وصول کر لو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں چاہتے۔

### باب (سورہ مائدہ میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرماتا

”مسلمانو! جب تم میں سے کوئی مرنے لگے تو آپس کی گواہی و میت کے وقت تم میں سے۔ (یعنی مسلمانوں میں سے یا عزیزوں میں سے) وہ معتبر شخصوں کی ہوتی چاہتے یا اگر تم سفر میں ہو اور وہاں تم موت کی مصیبت میں گرفتار ہو جاؤ تو غیر یہ (یعنی کافر یا جن سے قربت نہ ہو) وہ شخص سی (میت کے داروں) ان دونوں گواہوں کو عصر کی نماز کے بعد تم روک لو اگر تم کو (ان کے پچھے ہونے میں شہبہ ہو) تو وہ اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس گواہی کے عوض دنیا کی انہیں چاہتے گو جس کے لئے گواہی دیں وہ اپنا رشتہ دار ہو اور نہ ہم خدا واسطے گواہی چھپائیں گے، ایسا کریں تو ہم اللہ کے قصور وار ہیں، پھر اگر مغلوم ہو واقعی یہ گواہ جھوٹے تھے تو دوسرے وہ دو گواہ کھڑے ہوں جو میت کے نزدیک کے رشتہ دار ہوں (یا جن کو میت کے دو نزدیک کے رشتہ داروں نے گواہی کے لاکن سمجھا ہو) وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی پسلے گواہوں کی گواہی سے زیادہ معتبر ہے اور ہم نے کوئی حق بات نہیں کی، ایسا کیا ہو تو بے شک ہم گنگا رہوں گے۔ یہ تدبیر ایسی ہے جس سے ٹھیک ٹھیک گواہی دینے کی زیادہ امید پڑتی ہے یا اتنا تو ضرور ہو گا کہ وصی یا گواہوں کو ڈر رہے گا ایسا نہ ہو ان کے قسم

### ۴-۳- بَابُ إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَظُلُّ شَمَنَةً إِلَّا إِلَى اللَّهِ فَهُوَ جَائِزٌ

۲۷۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَيْدَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِيهِ التَّيَّاحِ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (بِإِيمَانِ الْجَاهِرِ ثَامِنُونِي بِخَاطِطِكُمْ)), قَالُوا: لَا نَظُلُّ شَمَنَةً إِلَّا إِلَى اللَّهِ)). [راجح: ۲۳۴]

۳۵- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿إِنَّمَا الَّذِينَ آتَوْا شَهَادَةَ يَتِيمَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ حِينَ الْوَصِيَّةِ إِنَّمَا ذَوَا عَذْلَ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنَّمَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابْتُكُمْ مُصِيبَةً الْمَوْتِ تَخْسِنُهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ، فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ إِنِّي أَرَيْتُمْ لَا نَشْرِي بِهِ لَمَنَا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى، وَلَا نَكْتُمْ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذَا لَمْنَا الْأَئْمَانِ، فَإِنَّ عَيْرَ عَلَى أَنْهُمَا اسْتَخْفَا إِنْهُمَا فَالْأَخْرَانِ يَقُولُونَ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحْقَ عَلَيْهِمُ الْأَوْزَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتِهِمَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اغْنَدَنَا، إِنَّا إِذَا لَمْنَا الظَّالِمِينَ، ذَلِكَ أَذْنَى أَنْ يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَى وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانُهُمْ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ، وَأَنْقُوا اللَّهَ وَأَسْمَعُوا، وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (المائدۃ: ۱۸)

۱۰۷-۱۰۶

کھانے کے بعد پھر وارثوں کو قسم دی جائے اور اللہ سے ڈرتے رہو  
اور اس کا حکم سنو اور اور اللہ نافرمان لوگوں کو (راہ پر) نہیں لگاتا۔“

(۲۸۷) حضرت امام بخاریؓ نے کہا مجھ سے علی بن عبد اللہ مدنیؓ نے  
کہا ہم سے بیکھی بن آدم نے، کہا ہم سے ابن ابی زائدؓ نے، انسوں  
نے محمد بن ابی القاسمؓ سے، انسوں نے عبد الملک بن سعید بن جبیرؓ  
سے، انسوں نے اپنے باپ سے، کہا ہم سے عبد اللہ بن عباسؓ سے  
سے انسوں نے کہانی سُم کا ایک شخص تمیم داری اور عدیؓ بن بدّاع  
کے ساتھ سفر کو نکلا، وہ ایسے ملک میں جا کر مرگ یا جہاں کوئی مسلمان نہ  
تھا، یہ دونوں شخص اس کا متروکہ مال لیکر میں وہاں واپس آئے۔ اسکے  
اسباب میں چاندی کا ایک گلاس گم تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں  
کو قسم کھانے کا حکم فرمایا (انسوں نے قسم کھائی) پھر ایسا ہوا کہ وہ گلاس  
کھد میں ملا، انسوں نے کہا ہم نے یہ گلاس تمیم اور عدی سے خریدا  
ہے۔ اس وقت میت کے دو عزیز (عمرو بن عاصی اور مطلب کھڑے  
ہوئے اور انسوں نے قسم کھائی کہ یہ ہماری گواہی تمیم اور عدی کی  
گواہی سے زیادہ معتبر ہے، یہ گلاس میت ہی کا ہے۔ عبد اللہ بن عباس  
سے نہیں کہا ان ہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (جو اپر گزری)  
(یا یہاں الذین امنوا شہادة بینکم) آخر آیت تک۔

باب میت پر جو قرضہ ہو وہ اس کا وصی ادا کر سکتا ہے گو  
دوسرے وارث حاضر نہ ہوں

(۲۸۸) ہم سے محمد بن سابقؓ نے بیان کیا یا فضل بن یعقوب نے محمد  
بن سابق سے (یہ تک خود حضرت امام بخاریؓ کو ہے) کہا ہم سے  
شیعیان بن عبدالرحمن ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے فراس بن بیکھیؓ  
نے بیان کیا، ان سے شبیحی نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ  
النصاریؓ نے بیان کیا کہ ان کے والد (عبد اللہ بن بشیرؓ) احمد کی لڑائی  
میں شہید ہو گئے تھے۔ اپنے بیکھیؓ کے لڑکیاں چھوڑی تھیں اور قرض  
بھی۔ جب کھجور کے پھل توڑنے کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی

۲۷۸۰ - وَقَالَ لِي عَلِيٌّ بْنُ عَنْدِيِ اللَّهِ :  
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ  
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَاقِسِ عَنْ عَنْدِيِ  
الْمَعْلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جَيْنِيرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
ابْنِ عَيَّاشِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (خَرَجَ  
رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَهْلٍ مَعَ تَمِيمَ الدَّارِيِ  
وَعَدِيِّ بْنِ بَنَاءَ ، فَقَاتَ السَّهْلِيِّ بِأَرْضِ  
لَيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ ، فَلَمَّا قَدِمَا بِغَرَبِ كَبِيْرَةِ فَقَدُوا  
جَامِا مِنْ فِضَّةٍ مُّخْوَصًا مِنْ ذَهَبٍ ،  
فَأَخْلَفُوهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ وُجِدَ الْجَامِ  
بِسِكْكَةِ فَقَالُوا : ابْتَغُنَاهُ مِنْ تَمِيمٍ وَعَدِيِّ ،  
فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ أَوْلَيَاهُمْ فَخَلَفَهُ : لَشَهَادَتَا  
أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَإِنَّ الْجَامِ لِصَاحِبِهِمْ ،  
قَالَ وَفِيهِمْ نَزَّلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : هُنَّا أَئِهَا  
الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةً بِيَنِكُمْ ) .

۳۶- بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيَّ دِيْوَنَ  
الْمَيْتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِنَ الْوَرَثَةِ

۲۷۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقَ - أَوْ  
الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْهُ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ  
أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسِ قَالَ : قَالَ الشَّغَفِيُّ  
حَدَّثَنِي حَابِرُ بْنُ عَنْدِيِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((أَنَّ أَبَاهَا اسْتَشْهَدَ يَوْمَ  
أَخْدِ وَتَرَكَ مِنْ بَنَاتِهِ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دِيْنًا ،  
فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ

خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ؟ آپ کو یہ معلوم ہی ہے کہ میرے والد ماجد احمد کی لڑائی میں شہید ہو چکے ہیں اور بت زیادہ قرض چھوڑ گئے ہیں، میں چاہتا تھا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں (تاکہ قرض میں کچھ رعایت کر دیں) لیکن وہ یہودی تھے اور وہ نہیں مانے اسلئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور ہکلیاں میں ہر قسم کی کھجور الگ الگ کرو جب میں نے ایسا ہی کر لیا تو آنحضرتؐ کو بلایا، قرض خواہوں نے آنحضرتؐ کو دیکھ کر اور زیادہ سختی شروع کر دی تھی۔ آنحضرتؐ نے جب یہ طرز عمل ملاحظہ فرمایا تو سب سے بڑے کھجور کے ڈھیر کے گرد آپؐ نے تین چکر لگائے اور وہیں بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلواد۔ آپؐ نے ناپ ناپ کر دینا شروع کیا اور اللہ میرے والد کی تمام امانت ادا کر دی، اللہ گواہ ہے کہ میں اتنے پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کا تمام قرض ادا کر دے اور میں اپنی بہنوں کیلئے ایک کھجور بھی اس میں سے نہ لے جاؤں لیکن ہوا یہ کہ ڈھیر کے ڈھیر نجح رہے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے تو ایک کھجور بھی نہیں بیٹھا جس ڈھیر بیٹھے ہوئے تھے اس میں سے کما کہ اغروابی (حدیث میں دی گئی تھی۔ ابو عبد اللہ امام بخاریؓ نے کہا کہ اغروابی (حدیث میں الفاظ) کے معنی ہیں کہ مجھ پر بھڑکے اور سختی کرنے لگے۔ اسی معنی میں قرآن مجید کی آیت (فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء) میں فاغرینا

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ  
وَالَّذِي اسْتَشْهَدَ يَوْمَ أَخْبُو وَتَرَكَ عَلَيْهِ دِينًا  
كَثِيرًا، وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَكَ الْغَرَمَاءَ. قَالَ:  
(إِذْهَبْ فَيَبْيَزْ كُلُّ تَمَرٍ عَلَى نَاحِيَةِ).  
فَقَعَلْتُ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ  
أَغْرُوَا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ، فَلَمَّا رَأَى مَا  
يَضْنَعُونَ طَافَ حَوْلَ أَغْطِيمَهَا. يَنْدَرُ ثَلَاثَ  
مَرَاتٍ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : (إِذْغِ  
أَصْحَابَكَ)، فَمَا زَالَ يَكْبِلُ لَهُمْ حَتَّى  
أَدْئِيَ أَمَانَةَ وَالْدِيَ، وَأَنَا وَاللَّهِ رَاضِي أَنْ  
يُؤَذِّيَ اللَّهُ أَمَانَةَ وَالْدِيَ، وَلَا أَرْجِعُ إِلَى  
أَخْوَاتِي تَمَرَّةَ، فَسَلَمَ وَاللَّهُ أَبْيَادِرُ كُلُّهَا  
حَتَّى أَنِي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْنَدِرِ الَّذِي عَلَيْهِ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَهُ لَمْ يَنْقُضْ تَمَرَّةَ  
وَاحِدَةً). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: ((أَغْرُوَا  
بِي)) يَعْنِي هِيجُوا بِي. (فَأَغْرَيْنَا بِيْهُمْ  
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ)). [راجع: ۲۱۲۷]

**تَسْبِيحٌ** آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان عداوت اور بیغض کو بھرا کا دیا۔ حدیث کا لفظ اغروابی اغرينا تھی کے معنی میں ہے۔ جابرؓ تو آنحضرتؐ ﷺ کو اس لئے لے گئے تھے کہ آپؐ کو دیکھ کر قرض خواہ نزی کریں گے مگر ہوا کہ وہ قرض خواہ اور زیادہ بیچھے پڑ گئے کہ ہمارا سب قرض ادا کرو۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب آنحضرتؐ ﷺ کے پاس تشریف لائے ہیں تو اگر جابرؓ سے کل قرضہ ادا نہ ہو سکے گا تو آنحضرتؐ ﷺ ادا کر دیں گے یا ذمہ داری لے لیں گے۔ اس غلط خیال کی بنا پر انہوں نے قرض وصول کرنے کے سلسلے میں اور زیادہ سخت رو یہ اختیار کیا جس پر آنحضرتؐ ﷺ نے حضرت جابرؓ بیٹھ کے باغ میں دعا فرمائی اور جو بھی ظاہر ہوا وہ آپ کا کھلا مجبورہ تھا۔ یہ حدیث اپر کمی بار گزر چکی ہے اور حضرت مجتبی مطلق امام بخاریؓ نے اس سے کئی اب مسائل کا اخراج فرمایا ہے۔ یہاں باب کا مطلب یوں تھا کہ جابرؓ بیٹھ جو اپنے باپ کے وصی تھے، انہوں نے اپنے باپ کا قرض ادا کیا، اس وقت دوسرے وارث ان کی بھین موجود تھیں ان قرض خواہوں نے اپنا نقصان آپ کیا۔ آنحضرتؐ ﷺ نے ان کو کمی بار سمجھایا کہ تم اپنے قرض کے بدل یہ ساری کھجوریں لے لو، انہوں نے کھجوروں کو کم سمجھ کر قبول نہ کیا۔

الحمد لله كَرَّتْ الشُّوَطَ ثُمَّ هَوَّ كَرَّ آگَهُ كِتَابَ الْجَهَادِ شُرُوعٍ هُوَ رَعِيٌّ هُوَ. جِئْسُ مِنْ حُضُورِ امامِ بخاریؓ نے مُكَلَّمَ جہاد کے اوپر پُوری روشنی ڈالی ہے۔ اللہ پاک خیرت کے ساتھ کتابِ اہماد کو ختم کرائے۔ آمين والسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین.

## ۵۷- کتابِ الجہاد و السیر

# کتابِ جہاد کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱- بَابُ فَضْلِ الْجَهَادِ وَالسَّيْرِ  
وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:

هُبَّنَ اللّٰهُ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ  
وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يَقْبَلُونَ فِي  
سَيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَغَدَا عَلَيْهِ  
حَقًا فِي التُّرْزَادَةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ، وَمَنْ  
أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ؟ فَاسْتَبْشِرُوا بِيَتِعْكُمْ  
الَّذِي بَاعْتُمْ بِهِ۔ إِلَى قَوْلِهِ - وَبَشِّرِ  
الْمُؤْمِنِينَ [التوبہ: ۱۱۱] قَالَ ابْنُ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: الْحَدُودُ  
الظَّاهِرَةُ.

بابِ جہاد کی فضیلت اور رسول کریم ﷺ کے حالات کے بیان میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ“ میں اس بد لے میں خرید لئے ہیں کہ ان کی جان اور ان کے مال اس بد لے میں خرید لئے ہیں کہ انہیں جنت ملے گی، وہ مسلمان اللہ کے راستے میں جلواد کرتے ہیں اور اس طرح (خمارب کفار کو) یہ مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ (کہ مسلمانوں کو ان کی قربانیوں کے نتیجے میں جنت ملے گی) سچا ہے، تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدہ کا پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خوش ہو جاؤ تم اپنے اس سوداگی وجہ سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے، آخر آیت (وَبَشَّرَ الْمُؤْمِنِينَ) تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ کی حدود سے مراد اس کے احکام کی اطاعت ہے۔

انجیل میں جہاد کا حکم نہیں ہے مگر انجیل میں تورات کا صحیح اور پیغمبر کا حکم ہوتا ذکر ہے تو تورات کے سب احکام گویا انجیل میں بھی موجود ہیں۔ آیت مذکورہ میں آگے (وَالْخَفِيفُونَ يُعْذَبُونَ اللّٰهُ) (التوبہ: ۱۱۷) کے الفاظ بھی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر امام بخاریؓ نے نقل کر دی ہے، اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں نکلا ہے، آیت کا شان زدول لیلۃ الحجۃ میں انصار کے بیعت کرنے سے متصل ہے اور حکم قیامت تک کے لئے عام ہے۔ اس بیعت کے وقت حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ! آپ

اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے ہم سے جو چاہیں عذر لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کے لئے عذر لیتا ہوں کہ صرف اسی ایک کی عمدت کرو اور اپنے لئے یہ کہ نفع و نقصان میں اپنے نفوس کے ساتھ مجھ کو شریک کرو، انسوں نے کہا کہ اس کا بدلہ ہم کو کیا لے گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت ملے گی، اس پر وہ بولے کہ یہ تو بت ہی نفع بخش سودا ہے (فتح الباری)

(۲۷۸۲) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن مغول نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ولید بن میرار سے سن، ان سے سعید بن ایاس ابو عمرو شیبانی نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ دین کے کاموں میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا، میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا و الدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔ پھر میں نے آپ سے زیادہ سوالات نہیں کئے، ورنہ آپ اسی طرح ان کے جوابات عنایت فرماتے۔

۲۷۸۲ - حَدَّثَنَا الْحَسْنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مَغْوِلٍ قَالَ: سَمِعْتَ الْوَلِيدَ بْنَ الْعَيْزَارَ ذَكَرَ عَنْ أَبِي عَمْرِو الشَّيْبَانِيَّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((سَأَلَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلٌ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى مِيقَاتِهَا)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((نُمْ بُرُ الْوَالَدِينِ)). قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). فَسَكَتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَلَوْ اسْتَرْذَدْتُهُ لَزَادَنِي)).

[راجع: ۵۲۷]

(۲۷۸۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعید قطن نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور بن معتمر نے بیان کیا جاہد سے، انسوں نے طاؤس سے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فتح مکہ کے بعد اب تحریت (فرض) نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت پذیر کرنا اب بھی باقی ہیں اور جب تمہیں جہاد کے لئے بلا یا جائے تو تکل کھڑے ہو اکرو۔

[راجع: ۱۳۴۹]

۲۷۸۳ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا هِجْرَةٌ بَعْدَ الْفُتُوحِ، وَلِكُنْ جِهَادٌ وَرِيَةٌ، وَإِذَا اسْتَفِرْتُمْ فَاقْرِبُوا)).

**لَشَيْخِي** یعنی اب فتح کے ہونے کے بعد وہ خود دارالاسلام ہو گیا، اس لئے یہاں سے بھرت کر کے مدینہ آنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ یہ مطلب نہیں کہ بھرت کا سلسہ سرے سے ہی ختم ہو گیا ہے جملہ تک بھرت کا عام تعلق ہے یعنی دنیا کے کسی بھی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف بھرت، تو اس کا حکم اب بھی باقی ہے مگر اس کے لئے کچھ شرائط ہیں جن کا مفوظ رکھنا ضروری ہے۔

یعنی قیامت تک جہاد فرض رہے گا، دوسری حدیث میں ہے کہ جب سے مجھ کو اللہ نے بھیجا قیامت تک جہاد ہوتا رہے گا، یہاں تک کہ اخیر میں میری باست وجہ سے مقابلہ کرے گی۔ جہاد اسلام کا ایک رکن اعلیٰ ہے اور فرض کفایہ ہے لیکن جب ایک جگہ ایک

مک کے مسلمان کافروں کے مقابلہ سے عاجز ہو جائیں تو ان کے پاس والوں پر اس طرح تمام دنیا کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اس کے ترک سے سب گنجار ہوتے ہیں۔ اسی طرح جب کافر مسلمانوں کے مک پر چڑھ آئیں تو ہر مسلمان پر جہاد فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عورتوں اور بڑھوں اور بچوں پر بھی۔ ہمارے زمانہ میں چند دنیاوار خوشاب خورے جھوٹے و غلط مولویوں نے کافروں کی خاطر سے عام مسلمانوں کو بہکادیا ہے کہ اب جہاد فرض نہیں رہا، ان کو خدا سے ڈرتا ہاہنے اور توبہ کرنا بھی ضروری ہے، جہاد کی فرمیت قیامت تک ہلی رہے گی۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ایک امام عادل سے پہلے بیعت کی جائے اور (ماہرب) کافروں کو حسب وحدہ نوٹس دیا جائے اگر وہ اسلام یا جزیہ قول نہ کریں، اس وقت اللہ پر بھروسہ کر کے ان سے جنگ کی جائے اور فتح اور عورتوں اور بچوں کی خوزینی کی شریعت میں جائز نہیں ہے (وجیدی)

لفظ جہاد کی تشریع میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، "والجهاد بکسر الجيم اصله لغة المشقة بقال جهادا بلغة المشقة وشرعا بذلك الجهاد في قتال الكفار وبطريق ايضا على مجاهدة النفس والشيطان والفساق فاما مجاهدة النفس فعلى تعلم امور الدين ثم على العمل بها على تعليمها واما مجاهدة الشيطان فعلى دفع ما ياتي من الشبهات وما يزينه من الشهوات واما مجاهدة الكفار فدفع فباليد والمال واللسان والقلب واما مجاهدة الفساق فباليد ثم اللسان ثم القلب (فتح الباري)" یعنی لفظ جہاد حتم کے کرو کے ساتھ لفظ میں مشقت پر بولا جاتا ہے اور شریعت میں (ماہرب) کافروں سے لڑنے پر اور یہ لفظ نفس اور شیطان اور فساق کے محبدات پر بھی بولا جاتا ہے پس نفس کے ساتھ جہاد و نبی علوم کا حاصل کرنا، پھر ان پر عمل کرنا اور دوسروں کو اپنی سکھانا ہے اور شیطان کے ساتھ جہاد یہ کہ اس کے لائے ہوئے شبهات کو دفع کیا جائے اور ان کو جو وہ شہوات کو مزین کر کے پیش کرتا ہے، ان سب کو دفع کرنا شیطان کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور ماہرب کافروں سے جہاد ہاتھ اور مال اور زبان اور دل کے ساتھ ہوتا ہے اور فاسق فاجر لوگوں کے ساتھ جہاد یہ کہ یا تھے سے ان کو افال بد سے روکا جائے پھر زبان سے، پھر دل سے۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ محبد جب جہاد کئے لئے لکھتا ہے تو اس کا سونا، بیٹھنا، چلتا، گھوڑے کا دانہ پانی کرنا، سب عبادات ہی عبادات ہوتا ہے تو جہاد کے برابر دوسرا کون عبادت ہو سکتی ہے البتہ کوئی برابر عبادات میں مصروف رہے ذرا دم نہ لے تو شاید جہاد کے برابر ہو گرا ایسا کس سے ہو سکتا ہے۔ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی جہاد سے بھی افضل ہے، ایک حدیث میں ہے کہ ایام عشر میں عبادت کرنے سے بہتر کر کوئی عمل نہیں، ان حدیثوں میں تاقض نہیں ہے بلکہ سب اپنے محل اور موقع پر دوسرے تمام اعمال سے افضل ہیں مثلاً جب کافروں کا زور بڑھ رہا ہو تو جہاد سب عملوں سے افضل ہو گا اور جب جہاد کی ضرورت نہ ہو تو ذکر الٰہی سب سے افضل ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا رجعنا من العجہاد الا صغر الی العجہاد الاکبر یعنی نفس کشی اور ریاضت کو آپ نے بڑا جہاد فرمایا (وجیدی)

(۲۸۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم سے حبیب بن ابی عمرہ نے بیان کیا عائشہ بنت طلحہ سے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا (ام المؤمنین) نے کہ انہوں پوچھا یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ جہاد افضل اعمال میں سے ہے پھر ہم (عورتیں) بھی کیوں نہ جہاد کریں؟ آپ نے فرمایا لیکن سب سے افضل جہاد مقبول حج ہے جس میں گناہ نہ ہوں۔

٤-٢٧٨ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ حَدَّثَنَا حَالِدٌ  
حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ  
بْنَتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَرِى الْجَهَادَ  
أَفْضَلُ الْعَمَلِ، أَفَلَا نُجَاهِدُ، قَالَ: ((لَكِنْ  
أَفْضَلُ الْجَهَادِ حَجَّ مَبْرُورٌ)).

[راجح: ۱۵۲۰]

یہ حدیث پہلے گزر پکی ہے، باب کا مطلب اس حدیث سے یہی لکا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کو سب سے افضل کیا اور

(۲۷۸۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عفاف بن مسلم نے خبر دی، کہا ہم سے ہام نے، کہا ہم سے محمد بن جادہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو حصین نے خبر دی، ان سے ذکوان نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ بن بشیر نے بیان کیا کہ ایک صاحب (نام نامعلوم) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جادہ کے لئے) نکلے تو تم اپنی مسجد میں آکر برادر غماز پڑھنی شروع کر دو اور (غماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاملی تھیں محسوس نہ ہو، اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے؟ ابو ہریرہ بن بشیر نے فرمایا کہ مجاہد کا گھوڑا جب رسی میں بندھا ہوا زمین پر پاؤں) مارتا ہے تو اس پر بھی اس کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

باب سب لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں

### اپنی جان اور مال سے جہاد کرے

اور اللہ نے (سورہ صفحہ میں) فرمایا کہ ”اے ایمان والو! کیا میں تم کو بتاؤں ایک ایسی تجارت جو تم کو نجات دلاتے دکھ دینے والے عذاب سے دویں کہ ایمان لا اور اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے“ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو، اگر تم نے یہ کام انجام دیئے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں جن کے نیچے نہ سرس بھتی ہوں گی اور ہترین مکانات تم کو عطا کئے جائیں گے، جنات عدن میں یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔“

(۲۷۸۶) ہم سے ابو ایمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عطاء

آنحضرت ﷺ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

۲۷۸۵ - حدثنا إسحاق بن منصور أخبرنا عفان حدثنا همام حدثنا محمد بن جحادة قال: أخبرني أبو حصين أن ذكره أن حدثه أن أبا هريرة رضي الله عنه حدثه قال: (( جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: ذلقي على عمل يعدل الجهاد. قال: ((لا أجرة)). قال: هل تستطيع إذا خرج المجاهد أن تدخل مسجدك فتقوم ولا تفتر، وتصوم ولا تُنطر )) قال: ومن تستطيع ذلك؟ قال أبو هريرة: إن فرس المجاهد ليست في طوله. فيكتب له حسنهات ))

[راجع: ۱۵۲۰]

### ۲- باب أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ

بنفسه وماله في سبيل الله وقوله تعالى: **بِهَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هُنَّ أَذْلَكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيُّكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ؟ تَوْمَنُ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ، ذلِكُمْ خَيْرُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ.** يغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجربی من تخیلها الانہار ومساکن طیبۃ في جنات عدن، ذلک الفوز العظیم (الصف: ۱۰).

۲۷۸۶ - حدثنا أبو ایمان آخرنا شعبان عن الزهري قال: حدثني عطاء بن يزيد

بن یزید لیش نے کما اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون شخص سب سے افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہ نے پوچھا اور اس کے بعد کون؟ فرمایا وہ مومن جو پہاڑ کی کسی گھٹائی میں رہنا اختیار کرے، اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہو اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔

**اللَّذِيْنَ أَنَّ أَبْهَا سَعِيْدَ الْخُذْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: قُتِلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ:**  
**((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ)). قَالُوا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِي شَفَعِ مِنَ الشَّعَابِ يُنْقَلِي اللَّهُ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)).** [طرفہ فی: ۶۴۹۴].

**لَشَبِيحَ** جب آدمی لوگوں میں رہتا ہے تو ضرور کسی کی غیبت کرتا ہے یا کسی پر فحص کرتا ہے، اس کو ایذا دینا شنی کو اخلاط سے بہتر جانتا ہے۔ جسمور کافہ ہب ہے کہ اخلاط افضل ہے اور حق یہ ہے کہ یہ غنف ہے باختلاف اشخاص اور احوال اور زمانہ اور موقع کے۔ جس شخص سے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فائدے پہنچتے ہوں اور وہ لوگوں کی برا یوں پر مبرکر کئے، اس کیلئے اخلاط افضل ہے اور جس شخص سے اخلاط سے گناہ سرزد ہوتے ہوں اور اس کی صحبت سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو، اس کیلئے عزلت افضل ہے۔ اور پر حدیث میں ای الناس افضل کونا آدمی بہتر ہے جواب میں جو کچھ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حقیقت میں ایسا مسلمان دوسرے سب مسلمانوں سے افضل ہو گا کیونکہ جان اور مال دنیا کی سب چیزوں میں آدمی کو بہت محبوب ہیں تو ان کا اللہ کی راہ میں خرج کرنے والا سب سے بڑھ کر ہو گا (بعضوں نے کہا لوگوں سے عام مسلمان مراد ہیں ورنہ علماء اور صدیقین مجاهدین سے بھی افضل ہیں۔ میں (مولانا وجید الزمان مرحوم) کہتا ہوں کفار اور طلحہ اور حلقہ شفیعین دین سے بحث مباحثہ کرنا اور ان کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کریں، جواب دینا اور ایسی کتابوں کا چھاپنا اور چھوٹانا یہ بھی جہاد ہے (وحیدی) اس نازک دور میں جبکہ عام لوگ قرآن و حدیث سے بے رغبتی کر رہے ہیں اور دن بدن جہالت و ضلالت کے غار میں گرتے چلے جا رہے ہیں، بخاری شریف جیسی اہم پاکیزہ کتاب کا باہر جسد و تشریع شائع کرنا بھی جہاد سے کم نہیں ہے اور میں اپنے اثراء صدر کے مطابق یہ کہنے کیلئے تیار ہوں کہ جو حضرات اس کا خیر میں حصہ لے کر اسکی محیل کا شرف حاصل کرنے والے ہیں یقیناً وہ اللہ کے دفتر میں اپنے ماں سے مجاهدین فی سبیل اللہ کے دفتر میں لکھے جا رہے ہیں

(راز)

(۲۷۸۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے خردی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمारہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثل --- اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوص دل کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کیلئے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے --- اس شخص کی سی ہے جو رات میں برا بر نماز پڑھتا رہے اور دن میں برا بر روزے رکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے

۲۷۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الْوُهْرَيْيِ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسْتَبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ - كَمَنْ كَمَنَ الصَّابِرِ الْقَابِنِ). وَتَوَكَّلَ اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ بَأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يَدْخُلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ

وائلے کیلئے اس کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے شہادت دے گا تو  
اسے بے حساب و کتاب جنت میں داخل کرے گایا پھر زندہ و سلامت  
(گھر) ثواب اور مال غیرمت کے ساتھ داپس کرے گا۔

یعنی نیت کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ مغلص ہے یا نہیں، اگر مغلص ہے تو وہ مجہد ہو گا ورنہ کوئی دنیا کے مال و جاہ اور

ہماری کے لئے لڑے وہ مجہد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ مثال میں نماز پڑھنے سے نماز نفل اُنی طرح روزہ رکھنے سے نفل روزہ مراد ہے  
کہ کوئی شخص دن بھر نفل روزے رکھتا ہو اور رات بھر نفل نماز پڑھتا ہو، مجہد کا درجہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

### باب جہاد اور شہادت کے لئے مرد اور عورت

### ۳- بَابُ الدُّعَاءِ بِالْجَهَادِ وَالشَّهَادَةِ

#### لِلْرِجَالِ وَالنِّسَاءِ

وَقَالَ عُمَرٌ: أرْزُقْنِي شَهَادَةً فِي بَلْدَ رَسُولِكَ.

اور حضرت عمر بن الخطbor نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے  
شر (مدینہ طیبہ) میں شہادت کی موت عطا فرمائیو۔

(۸۹) ۲۷۸۸ (۲۷۸۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا امام مالک  
سے، انسوں نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے اور انہوں نے  
انس بن مالک بن الخطbor سے سنا، آپ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ ام  
حرام کے یہاں تشریف لے جیا کرتے تھے (یہ انسؓ کی خالہ تھیں جو  
عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں) ایک دن رسول اللہ ﷺ  
ترشیف لے گئے تو انہوں نے آپؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور  
آپؐ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں، اس عرصے میں آپؐ سو گئے،  
جب بیدار ہوئے تو آپؐ مسکرا رہے تھے۔ ام حرامؓ نے بیان کیا میں  
نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ؟ کس بات پر آپؐ ہنس رہے ہیں؟ آپؐ  
نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش  
کئے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا کے بیچ میں  
سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے  
بادشاہ تخت روائی پر سوار ہوتے ہیں یہ شک اسحاق راوی کو تھا۔ انہوں  
نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ؟ آپؐ دعا فرمائیے کہ اللہ  
مجھے بھی انہیں میں سے کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا  
فرمائی پھر آپؐ اپنا سر رکھ کر سو گئے، اس مرتبہ بھی آپؐ جب بیدار  
ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ؟ کس بات پر آپؐ

۲۷۸۸ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللهِ بْنِ يُوسُفَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْخَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ يَقُولُ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَذْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنَتِ مِلْحَانَ فَاطِعَمْهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عَبَادَةَ بْنِ الصَّامِيتَ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ فَأَطْعَمَهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، قَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ اسْتَيقَظَ ، وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: وَمَا يَضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: (نَاسٌ مِنْ أَمْيَانِ عَرَضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ تَبَعَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسْرَةِ - أَوْ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَةِ)، شَكَ إِسْخَاقُ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اذْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَاهَا رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيقَظَ وَهُوَ

نہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے جا رہے ہیں پسلے کی طرح، اس مرتبہ بھی فرمایا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے میرے لئے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہیں میں سے کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہو گی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ بن خثیر کے زمانہ میں ام حرام ہی تھا نے، بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہو گئی۔

يَضْعُكُتْ. قَلْتَ: وَمَا يَضْعِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَىٰ غُزْوَةً هُنَىٰ سَيْلِ اللَّهِ - كَمَا قَالَ هُنَىٰ إِلَيْهِ الْأَوَّلِ)) - قَالَتْ: قَلْتَ: فَقُلْتَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَذْغِ اللَّهَ أَنْ يَعْلَمَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأُوَّلِينَ)). فَرَكِبَتِ النَّجْرَنَ فِي زَمْنٍ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ فَصَرَّعَتْهُ عَنْ ذَابِيَّهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ)). [اطرافہ فی: ۲۷۹۹، ۲۸۷۷، ۲۸۹۴، ۶۲۸۲]، [۷۰۰۱] [اطرافہ فی: ۲۸۰۰، ۲۸۷۸، ۲۸۹۵]، [۷۰۰۲، ۶۲۸۳، ۲۹۲۴]

**لَئِنْ يَرْجِعُونَ** حضرت معاویہ بن خثیر اس وقت مصر کے گورنر تھے اور عثمان بن خثیر کی خلافت کا دور تھا، جب معاویہ بن خثیر نے آپ سے روم پر لٹکر کشی کی اجازت مانگی اور اجازت مل جانے پر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری پیروزی تیار ہوا جس نے روم کے خلاف جنگ کی۔ ام حرام ہی تھا بھی اپنے شہر کے ساتھ اس لڑائی میں شریک تھیں اور اس طرح آنحضرت کی پیشین کوئی کے مطابق مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ میں شریک ہو کر شہید ہوئیں۔ فرضی اللہ عنہما۔ شادوت کا وقوع اس وقت ہوا جب مسلمان جہاد سے لوٹ کر آ رہے تھے، گوام حرام خود نہیں لیں گے اللہ کی راہ میں نکلی اور نفس قرآن و حدیث کی رو سے جو کوئی جہاد کے لئے نکلے اور راہ میں اپنی موت سے مر جائے وہ بھی شہید ہے۔ پس ام حرام کو شادوت نصیب ہوئی اور اس طرح دعائے نبوی کا ظمور ہوا۔ حضرت ام حرام ہی تھا آپ کی دودھ کی خالہ ہوتی ہیں، اسی لئے آپ ان کے ہاں آیا جیا کرتے تھے، وہ بھی آپ کے لئے مل سے بھی زیادہ شفیق تھیں، (بَنِي بَنِي) روایت سے عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔ حضرت امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ جیسے مرد یہ دعا کر سکتا ہے یا اللہ مجھ کو تو مجاهدین میں کر، مجھ کو شادوت نصیب کر، ایسے ہی عورت بھی یہ دعا کر سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس کے بعد خلفاء راشدین کے زمانوں میں بھی عورتیں مجاهدین نکے ہمراہ رہی ہیں۔ ان کے کھانے پینے، زخم پی کرنے کی خدمات عورتوں نے انجام دی ہیں۔ حضرت عمر بن خثیر کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ مدینہ میں ابو لولو بھوی کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے (فرضی اللہ عنہ وارضاہ)

#### ۴۔ بَابُ درَجَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي

**بَابُ مُجَاهِدِينَ فِي سَيْلِ اللَّهِ كَوْنَاتِ الْمُجَاهِدِينَ فِي**  
سَيْلِ الْمُجَاهِدِينَ

سَيْلِ اللَّهِ.

يَقُولُ هَذِهِ سَيْلِي، وَهَذَا سَيْلِي

سَيْلِ الْمُجَاهِدِينَ، وَهَذَا سَيْلِي

دُونُونَ طَرْحَ اسْتِعْمَالٍ ہوتا ہے۔

لَئِنْ يَرْجِعُونَ

چوکہ حدیث میں فی سَيْلِ اللَّهِ کا لفظ آیا تھا تو امام بخاری نے اس مصادب سے سَيْلِ کی تحقیق بیان کر دی کہ یہ لفظ عربی زبان میں نہ کرو اور مؤنث دونوں طرح بولا جاتا ہے ہذا سیلی اور ہذا سیلی دونوں طرح کہتے ہیں بعض نسخوں میں اس کے بعد اتنی عبارت اور ہے وقارابن عبد اللہ عزی واحدها عازی درجات لهم درجات لهم سورہ آل عمران رکوع ۱۶ میں جو غزی کا لفظ آیا

ہے تو غری غازی کی حجت ہے اور ہم درجات کا منی لهم درجات ہے لئے درجے ہیں (وجیہی) ۲۷۹۰ (۲۷۹۰) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کما ہم سے فلیخ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ جنت میں داخل کرے گا خواہ اللہ کے راستے میں وہ جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے جمال پیدا ہوا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں سورج ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں، ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان و زمین میں ہے۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجہ پر ہے یحییٰ بن صالح نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں یوں کما کہ اس کے اوپر پروردگار کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ محمد بن فلیخ نے اپنے والد سے وفوقہ عرش الرحمن ہی کی روایت کی ہے۔

فَلَيْلَةً عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَمَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُذْخِلَهُ الْجَنَّةَ، جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ أَنْتَ وَلَدُ فِيهَا)). فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَلَا تُنْشِرُ النَّاسَ؟ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرْجَةً أَعْدَهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ الدُّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَسَأْلُوهُ الْفِرْزَدُوسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَغْلَى الْجَنَّةِ - أَرَاهُ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ - وَمِنْ تَفَجُّرِ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فَلَيْلَةَ عَنْ أَبِيهِ: ((وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ)).

[طرفة فی: ۷۴۲۳].

لَيْلَةُ الْمُحْرَمَةِ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو لیکن دوسرے فرائض ادا کرتا ہے اور اسی حال میں مرجائے تو آخرت میں اس کو بہشت ملے گی گواں کا درجہ مجاہدین سے کم ہو گا۔ محمد بن فلیخ کے روایت کردہ اضافہ میں شک نہیں ہے جیسے یحییٰ بن سلیمان کی روایت میں ارادہ الحج وارد ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔ کما بہشت کی نہروں سے وہ چار نہریں پانی اور دودھ اور شراب کی مراد ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔

(۲۷۹۱) ہم سے مویٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کما ہم سے جریر نے، کما ہم سے ابو رجاء نے، ان سے سمرہ بن جندب بن ثابت نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، میں نے رات میں دو آدمی دیکھے جو میرے پاس آئے پھر وہ مجھے لے کر ایک درخت پر چڑھے اور اس کے بعد مجھے ایک ایسے مکان میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور بڑا پاکیزہ تھا، ایسا

۲۷۹۱ - حَدَثَنَا مُوسَى حَدَثَنَا جَرِيرٌ حَدَثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ الْلَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيْانِيَ فَصَعَدَا بِي الشَّجَرَةَ فَأَذْخَلَنِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، لَمْ أَرْ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا،

خوبصورت مکان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کماکہ یہ  
گھر شہیدوں کا ہے۔

قالاً أَمَا هَذِهِ الدَّارُ فَذَارُ الشَّهِيدَاءِ)).

[راجع: ۸۴۵]

منفصل طور پر یہ حدیث کتب الجائز میں گزرنگی ہے۔ دو مخصوص سے مراد حضرت جبراہل و میکاہل ہیں جو پہلے آپ کو بیت المقدس لے گئے تھے، بعد میں آسمانوں کی سیر کرائی اور جنت و دوزخ کے بہت سے مناظر آپ کو دکھالائے۔ جسمانی معراج کا واقعہ الگ ہے جو بالکل حق اور حقیقت ہے۔

### باب اللہ کے راستے میں صحیح و شام چلنے کی اور جنت میں ایک کمان برابر جگہ کی فضیلت

(۲۷۹۲) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے (فضل جہاد میں) بیان کیا، کہا ہم سے حمید طویل نے اور ان سے انس بن مالک ہاشم نے کہ کبی کرم ملکیت نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صحیح یا ایک شام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

(۲۷۹۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن فتح نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ہلال بن علی سے، ان سے عبدالرحمن بن ابی نمرہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ملکیت نے فرمایا جنت میں ایک (کمان) باہتھ جگہ دنیا کی ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صحیح یا ایک شام چلانا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

(۲۷۹۴) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا انہوں نے ابو حازم سے اور ان سے سمل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستے میں گزرنے والی ایک صحیح و شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے

بڑھ کر ہے۔

### ۵- بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرُّوْحَةِ فِي سَيِّلِ اللَّهِ، وَقَابَ قَوْسٍ أَخَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ

(۲۷۹۲) - حدثنا معلى بن أسد، حدثنا وهب بن حميدة عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((الغدوة في سيل الله أو روحة خير من الدنيا وما فيها)). [طرفاه في: ۲۷۹۶، ۶۵۶۸].

(۲۷۹۳) - حدثنا إبراهيم بن المنذر، حدثنا محمد بن فتح قال: حدثني أبي عن هلال بن علي عن عبد الرحمن بن أبي عمرة عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((لقاب قوس في الجنة خير مما تطلع عليه الشمس وتغرب). وقال: لغدوة أو روحة في سيل الله خير مما تطلع عليه الشمس وتغرب)). [ظرفه في: ۳۲۵۳].

(۲۷۹۴) - حدثنا قبيصة، حدثنا سفيان عن أبي حازم عن سهل بن سعد رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((الروحة والغدوة في سيل الله أفضل من الدنيا وما فيها)). [أطراfe في: ۲۸۹۲، ۳۲۵۰، ۶۴۱۵].

جنابی سبیل اللہ کے فحائل میں بہت سی آیات قرآنی اور احادیث بھی ہیں جو فضائل جہاد کو واضح لفظوں میں ظاہر کر رہی ہیں۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی زندگی شہید ہے کہ انہوں نے اسلام کو اور اس کے مقاصد عالیہ کو کما حقد سمجھا تھا اور وہ اسی بنا پر سپر کفن باندھے ہوئے پوری دنیا میں سرگردان اور کوشش ہوئے اور ایک ایسی تاریخ بنانے کے جو قیامت تک آنے والے اہل اسلام کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

### باب بڑی آنکھ والی حوروں کا بیان، ان کی صفات جن کو دیکھ کر آنکھ حیران ہو گی

جن کی آنکھوں کی پتلی خوب سیاہ ہو گی اور سفیدی بھی بہت صاف ہو گی اور (سورہ دخان میں) زوجناہم کے معنی انکھناہم کے ہیں۔

(۲۷۹۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے معادیہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے تمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بھی اللہ کا بندہ جو مر جائے اور اللہ کے پاس اس کی کچھ بھی نیک جمع ہو وہ پھر دنیا میں آتا پسند نہیں کرتا گو اس کو ساری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ مل جائے مگر شہید پھر دنیا میں آتا چاہتا ہے کہ جب وہ (اللہ تعالیٰ کے) یہاں شہادت کی فضیلت کو دیکھے گا تو چاہے گا کہ دنیا میں دوبارہ آئے اور پھر قتل ہو (اللہ تعالیٰ کے راستے میں)

(۲۷۹۶) اور میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے تھے کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام بھی گزار دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے اور کسی کے لئے جنت میں ہاتھ جگہ بھی یا (راوی کو شبہ ہے) ایک قید جگہ، قید سے مراد کوڑا ہے، دنیا و میحاصے بہتر ہے اور اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین و آسمان اپنی تمام و سعتوں کے ساتھ منور ہو جائیں اور خوشبو سے معطر ہو جائیں۔ اس کے سر کا دو پہاڑ بھی دنیا اور اس کی ساری چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

۶۔ بَابُ الْحُوْرِ الْعَيْنِ وَصِفْهَنَ  
يَحْرُزُ فِيهَا الظَّرْفُ. شَدِيدَةُ سِوَادِ الْعَيْنِ،  
شَدِيدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ. وَرَوْحَنَاهُمْ:  
أَنْكَحَنَاهُمْ.

۲۷۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ  
حَدَّثَنَا مُعاوِيَةُ بْنُ عَمْرُو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ  
عَنْ حَمَيْدٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (مَا  
مِنْ عَبْدٍ يَمُوتُ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ يَسْرُهُ أَنْ  
يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنْ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا،  
إِلَّا الشَّهِيدُ لَمَّا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ،  
فَإِنَّهُ يَسْرُهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً  
أُخْرَى)). ( طرفہ فی: [۲۸۱۷] )

۲۷۹۶ - قَالَ: وَسَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكَ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَرْوَحَةٌ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ أَوْ غَذْوَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا،  
وَلَقَابٌ قَوْسٌ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعٌ  
قِيدٌ - يَغْنِي سَوْطَةً - خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا  
فِيهَا. وَلَوْ أَنْ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطْلَعَتْ  
إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لِأَضَاءَتْ مَا تَبَاهَمَا  
وَلَمَلَأْتَهُ رِيْخَا، وَلَصَيْفَهَا عَلَى رَأْسِهَا  
خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)).

**لشیخ** بعض طفین بے دین حوروں کے نور اور خوبی پر استجاد پیش کرتے ہیں، ان کا جواب یہ ہے کہ مشت کا قیاس دنیا پر نہیں گئے، دوزخ کا بلکہ سے پلاعذاب آدمی کو ایسی طاقت دی جائے گی کہ وہ دوزخ کے عذابوں کا تحمل کرے گا اور پھر زندہ رہے گا۔ الغرض اخروی امور کو دنیاوی حالات پر قیاس کرنے والے خود فہم و فراست سے محروم ہیں۔

### باب شہادت کی آرزو کرنا

(۲۷۹۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انس بن سعید بن میب نے، ان سے ابوہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ آپ فرم رہے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؟ اگر مسلمانوں کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں ان کو چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں ہیں کہ ان سب کو سوار کر کے اپنے ساتھ لے چلوں تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے ایسے لشکر کے ساتھ جانے سے بھی نہ رکتا جو اللہ کے راستے میں غزہ کے لئے جا رہا ہوتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے؟ میری تو آذرو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں۔

[راجح: ۳۶] معلوم ہوا کہ شہادت کی آرزو کرنا اس نیت سے کہ اس سے شہر اسلام کی ایمارتی ہو گی اور آخرت میں بلند درجات حاصل ہوں گے۔ یہ جائز بکہ سنت ہے اور ضروری ہے۔

(۲۷۹۸) ہم سے یوسف بن یعقوب صفار نے بیان کیا، کہا تم سے اسماعیل بن علیہ نے، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا آپ نے فریلایا فوج کا جھنڈا اب زید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے پھر جعفر نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور اب پھر عبد اللہ بن رواح نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور اب کسی ہدایت کا انقلاب کئے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور ان کے ہاتھ پر اسلامی لشکر کو فتح ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا

۲۷۹۷ - حدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّوفِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسْتَبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَيِّفُتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ, لَوْلَا أَنْ رَجَالًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطْبِقُ أَنفُسُهُمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي, وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ, مَا تَخَلَّفَتْ عَنْ سُرِّيَّةِ تَغْدِيَةِ سَيِّلِ اللَّهِ, وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَذَّتْ أُنِي أُقْتَلَ فِي سَيِّلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْتَى, ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْتَى, ثُمَّ أُقْتَلَ ثُمَّ أُحْتَى, ثُمَّ أُقْتَلَ)).

۲۷۹۸ - حدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الصَّفَارَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَسِنِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَطَّبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((أَخَذَ الرَايَةَ زَيْدَ فَأَصْبَبَ ثُمَّ أَخْذَهَا جَعْفَرَ فَأَصْبَبَ ثُمَّ أَخْذَهَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَأَصْبَبَ, ثُمَّ أَخْذَهَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِفْرَةٍ فَفَتَحَ لَهُ)). وَقَالَ:

اور ہمیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ یہ لوگ جو شہید ہو گئے ہیں ہمارے پاس زندہ رہتے کیونکہ وہ بہت عیش و آرام میں چلے گئے ہیں۔ ایوب نے بیان کیا یا آپ نے یہ فرمایا کہ انہیں کوئی اس کی خوشی بھی نہیں تھی کہ ہمارے ساتھ زندہ رہتے، اس وقت آخر ہرست کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

**لئے** شہید ہو جائیں تو جعفر کو سردار بنانا، اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواہ کو اتفاق سے یکے بعد دیکھے یہ تینوں سردار شہید ہو گئے اور خالد بن ولید نے آخر میں افسری جمنڈا اٹھایا تاکہ مسلمان ہمت نہ ہاریں کیونکہ لڑائی سخت ہو رہی تھی۔ گوان کے لئے آخر ہرست **لئے** نے کچھ نہیں فرمایا تھا۔ آپ کافروں سے یہاں تک لڑے کہ اللہ نے آپ کے ذریعہ اسلام کے لٹکر کو فتح نصیب فرائی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے خوش ہو کر خالد کے حق میں فرمایا کہ وہ اللہ کی تکواروں میں سے ایک تکوار ہے۔ مزید تفصیلات جگہ موت کے ذکر میں آئیں گی۔

### باب اگر کوئی شخص جہاد میں سواری سے گر کر مر جائے تو

اس کا شمار بھی مجاہدین میں ہو گا، اس کی فضیلت

اور سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی نیت کر کے نکلے اور پھر راستے ہی میں اس کی وفات ہو جائے تو اللہ پر اس کا اجر (ہجرت کا) واجب ہو گیا (آیت میں) وقوع کے معنی و وجہ کے ہیں۔

**لئے** کتنے ہیں ایک شخص ضرور ہاں جو مسلمان تھا کہ میں رہ گیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ॥ الہ تک ارض اللہ واسعة فتها جروا فیہا ॥ یعنی ”کیا اللہ کی زمین فراخ نہیں ہے کہ تم اس میں ہجرت کر جاؤ“ یہ آیت سن کر انہوں نے پیاری میں میںہ کا سفر شروع کر دیا مگر راستے ہی میں ان کو موت آگئی۔ جہاد بھی اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص جہاد کو نکلے مگر راستے ہی میں اپنی موت سے مر جائے تو اس کو بھی مجاہدین کا ثواب ملے گا اور وہ عند اللہ شہیدوں سے لکھا جائے گا۔ مشور حدیث انصا لکل امری مانوی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ہجرت اپنادین ایمان پچانے کے لئے دارالاحب سے دارالاسلام میں چلے جانے کو کہتے ہیں اور یہ قیامت تک کے لئے باقی ہے۔

(۲۷۹۹، ۲۸۰۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے لیٹ نے بیان کیا، کما ہم سے تیکی بن سعید النصاری نے بیان کیا، ان سے محمد بن تیکی بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک **لئے** نے اور ان سے ان کی خالہ ام حرام بنت ملحوظ **لئے** نے بیان کیا کہ ایک ان نبی کریم **لئے** میرے قریب ہی سو گئے۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو

((مَا يَسْرُكُمْ أَنْهُمْ عِنْدَنَا)) قَالَ أَيُّوبُ: أَوْ قَالَ: ((مَا يَسْرُكُمْ أَنْهُمْ عِنْدَنَا، وَعِنْنَا تَلْرِفَانِ)). [راجح: ۱۴۴۶]

### ۸- بَابُ فَضْلٍ مَنْ يُصْرَغُ فِي سَبِيلٍ

اللَّهُ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ

وَقُولِ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يَذْرُكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْزَهُ عَلَى اللَّهِ﴾  
[النساء : ۱۰۰] وقع : واجب.

مکار ہے تھے، میں نے عرض کیا کہ آپ کس بات پر نہ رہے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو غزوہ کرنے کے لئے اس بستے دریا پر سوار ہو کر جا رہے تھے جیسے باشہ تخت پر چڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا پھر آپ میرے لئے بھی دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ پھر دوبارہ آپ سو گئے اور پلے کی طرح اس مرتبہ بھی کیا (بیدار ہوتے ہوئے مکرانے) ام حرام پیش کیا تھا نے اس مرتبہ بھی عرض کی اور آپ نے وہی جواب دیا۔ ام حرام پیش کیا تھا نے عرض کیا آپ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم سب سے پلے لکھر کے ساتھ ہو گی چنانچہ وہ اپنے شوہر عبادہ بن صامت پیش کے ساتھ مسلمانوں کے سب سے پلے بھری بیڑے میں شریک ہوئیں۔ معاویہؓ کے زمانہ میں غزوہ سے لوٹتے وقت جب شام کے ساحل پر لکھر اتا تو ام حرام پیش کیے تھے قریب ایک سواری لائی گئی تاکہ اس پر سوار ہو جائیں لیکن جانور نے انہیں گرا دیا اور اسی میں ان کا انتحال ہو گیا۔

انبیاء کے خواب بھی وحی اور المام ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی امت کے کچھ لوگ بڑی شان اور شوکت کے ساتھ باشہوں کی طرح سمندر پر سوار ہو رہے ہیں۔ آخر آپ کا یہ خواب پورا ہوا اور مسلمانوں نے عمد معاویہؓ میں بھری بیڑہ تیار کر کے شام پر حملہ کیا، ترجیہ باب اس طرح تکالک ام حرام گر آنحضرت نے ان کو مجہدین میں شامل فرمایا اور انت من الاولین سے آپ نے پیش گوئی فرمائی۔

### باب حس کو اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچے (عنی اس کے کسی عضو کو صدمہ ہو)

(۲۸۰۱) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا کہا ہم سے ہمام نے، ان سے اسحاق نے اور ان سے انس پیشوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنو سلیم کے ستر آدی (جو قاری تھے) بنو عامر کے یہاں بھیجے۔ جب یہ سب حضرات (بزرگوں پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحن بن پیشوں نے کہا میں (بنو سلیم کے یہاں) آگے جاتا ہوں اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں ان تک

استیقظَ يَبْسِمُ، فَقَلَّتْ: مَا أَضْحَكَكَ؟  
قال: ((أَنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوا عَلَيْيَ  
يَرَكُونَ هَذَا الْبَخْرُ الْأَخْضَرُ كَالْمُلُوكِ  
عَلَى الْأَسْرَةِ)), قَالَ: فَأَذْعُ اللَّهَ أَنْ  
يَعْغَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ النَّاسَيَةَ،  
فَفَعَلَ مِثْلُهَا، فَقَالَتْ: مِثْلَ قَوْلِهَا، فَأَجَابَهَا  
مِثْلُهَا، فَقَالَتْ: اذْعُ اللَّهَ أَنْ يَعْغَلَنِي  
مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأُوْتَيْنِ)).  
لَعَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عَبَادَةً بْنِ الصَّابِطِ  
خَازِيَّاً أَوْلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُونَ الْبَخْرَ مَعَ  
مُعَاوِيَةَ، فَلَمَّا انْصَرُوا مِنْ غَزْوِهِمْ قَالُلَّهُ  
لَقَنَّوْلَا الشَّامَ فَقَرَبَتْ إِلَيْهَا دَاهِةٌ لِرَكِبِهَا  
فَصَرَعَنَهَا فَمَاتَتْ)).

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

۹- بَابُ مَنْ يُنْكَبُ أَوْ يُطْعَنُ فِي

سَبِيلِ اللَّهِ

۲۸۰۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ  
الْحَوْضِيُّ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ  
آنِسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((يَعْثُثُ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْوَاماً مِنْ بَنِي  
سَلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ، فَلَمَّا  
قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي: أَتَقْدَمُمُكُمْ، فَإِنْ

پہنچاؤں تو، ترور نہ تم لوگ میرے قریب تو ہوئی۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باشیں سنائی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے آپؐ کے پرچم پوست کر دیا جو آرپار ہو گیا۔ اس وقت ان کی زبان سے لکھا اللہ اکبر میں کامیاب ہو گیا۔ اکعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرام ہٹھ کے دوسرا ساتھیوں کی طرف (جو ستر کی تعداد میں تھے) پر میں اور سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ایک صاحب جو لکڑے تھے، پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ہام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھی (پہاڑ پر چڑھتے تھے) (عمرو بن امیہ ضمری) اس کے بعد جبرائیل نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ آپؐ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جاتے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد ہم (قرآن کی دوسری آئینوں کے ساتھ یہ آیت بھی) پڑھتے تھے (ترجمہ) ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آٹے ہیں، ہم ہمارا رب خود بھی خوش ہے اور ہمیں بھی خوش کر دیا ہے۔ اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی، نبی کریم ﷺ نے چالیس دن تک صحیح کی نمازیں قبیلہ رعل، ذکوان، نبی الحیان اور نبی عصیہ کے لئے بدعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

**لشیخ** مانو نے کہا اس میں حفص بن عمر امام بخاری کے شیخ سے سو ہو گیا ہے اور صحیح یوں ہے کہ حضرت ﷺ نے ام سليم کے نے دین کی تعلیم پھیلانے کے لئے قبیلہ نبی عامر کے ہل پیچے تھے جن کے لئے خود اس قبیلہ نے درخواست کی لیکن راستے میں بو سليم نے دعا کی اور ان غریب قاریوں کو ناقص قتل کر دیا۔ بو سليم کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ لخت کے سلسلہ میں جن قبائل کا ذکر روایت میں آیا ہے یہ سب بو سليم کی شاخیں ہیں۔ آیت جس کا ذکر روایت میں آیا ہے ان آئینوں میں سے ہے جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔

(۲۸۰۲) ہم سے موی بن اسٹھیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے اور ان سے جذب بن سفیان ہٹھ کے نبی کریم ﷺ کسی لڑائی کے موقع پر موجود تھے اور آپؐ کی

امتنوی حتیٰ أبلغهم عن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مُنِيَ قَرِيبًا. تَقْرَئُمَ فَأَنْتُمْ، فَيَسِّنَا يَعْدِلُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوْمَرُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَدَهُ، قَالَ: إِنَّهُ أَكْثَرُ، فَزُنْتُ وَرَبُّ الْكَوْكَبَةِ. ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوْهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَغْرَجَ صَعْدَةَ الْجَبَلِ، قَالَ هَمَّامٌ: قَارَاهُ آخَرَ مَعَهُ، فَأَخْبَرَ جَرْنِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضَيْنَاهُمْ وَأَرْضَاهُمْ، فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلَّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبِّنَا فَرَضَيْنَاهُمْ وَأَرْضَاهُمْ، ثُمَّ نُسْخَ بَعْدَهُ، فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبعِينَ صَبَاحًا؛ عَلَى رِغْلِ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحَيَانَ وَبَنِي عَصِيَّةَ الَّذِينَ عَصَوُا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

[راجح: ۱۰۰۱]

۲۸۰۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْنَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جَذَبِ بْنِ سُفْيَانَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

انگلی زخمی ہو گئی تھی۔ آپ نے انگلی سے مخاطب ہو کر فرمایا تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے (مولانا حیدر اہل مرحوم نے ترجیح یوں کیا ہے)

ایک انگلی ہے تیری ہستی یہی  
جو خدا کی راہ میں زخمی ہوئی  
باب جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا؟ اس کی فضیلت کا

### بیان

(۲۸۰۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابو الزناد سے، انہوں نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کوئی زخمی ہوا ہے، وہ قیامت کے دن اس طرح سے آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہ رہا ہو گا، رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن اس میں خوشبو منکر جیسی ہو گی۔

یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ خالص اس کی رضا جوئی کے لئے کون لڑتا ہے اور اس میں ریا اور ناموری کا شاہراہ ہے یا نہیں۔ امام نووی نے کہا ہے کہ جو شخص باعیوں یا برہنزوں کے ہاتھ سے زخمی ہوا دین کی تعلیم کے دوران میں مر جائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے، آج کل جو مسلمان دشمنوں کے ہاتھ سے مظلومانہ قتل ہو رہے ہیں وہ بھی اسی ذیل میں ہیں (والله اعلم بالصواب)

### باب فرمانِ الٰہی کہ

اے پیغمبر! ان کافروں سے کہہ دو تم ہمارے لئے کیا انتفار کرتے ہو، ہمارے لئے تو دونوں میں سے (شہادت یا فتح) کوئی بھی ہو اچھا ہی ہے اور لڑائی ہے کبھی ادھر کبھی ادھر۔

(۲۸۰۴) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یوں نے بیان کیا ابن شاہب سے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے انہیں عبد اللہ بن عباس پیش کیا تھا نے خبر دی اور انہیں ابوسفیان بن شہر نے خبر دی کہ ہر قل نے ان سے کما تھا میں نے

کان فی بعض المشاهد و قد دمت  
اصبغة فقال: ((هل أنت إلا أصبغ دمت،  
ولي سبّل الله ما لقيت)).  
[طرفة فی : ۶۱۴۶]

### ۱۰- بَابُ مَنْ يُخْرَجُ فِي سَبِيلِ الله

#### غَزَّ وَجَلَّ

۲۸۰۳- حدَثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ الأَغْرَجِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا  
يَكُلُّمُ أَخَدَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ - وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
بِمَنْ يَكُلُّمُ فِي سَبِيلِهِ - إِلَّا جَاءَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ وَجَرَحَهُ يَشْعُبُ وَاللُّؤْنُ لَوْنُ الدُّمِ  
وَالرَّبِيعُ رِبْعُ الْمِسْنَكِ)). [راجع: ۲۲۷]

یعنی اللہ کو خوب معلوم ہے کہ خالص اس کی رضا جوئی کے لئے کون لڑتا ہے اور اس میں ریا اور ناموری کا شاہراہ ہے یا نہیں۔ امام نووی نے کہا ہے کہ جو شخص باعیوں یا برہنزوں کے ہاتھ سے زخمی ہوا دین کی تعلیم کے دوران میں مر جائے اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے، آج کل جو مسلمان دشمنوں کے ہاتھ سے مظلومانہ قتل ہو رہے ہیں وہ بھی اسی ذیل میں ہیں (والله اعلم بالصواب)

### ۱۱- بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

فَلَنْ هُلْ تَرَبَصُونَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى  
الْخَسْنَتَيْنِ [النور: ۵۲]  
وَالْحَرَبُ سِخَالٌ

۲۸۰۴- حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَثَنَا  
اللَّيْثُ قَالَ حَدَثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ  
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ  
عَبَّاسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ سَفِيَانَ أَخْبَرَهُ (أَنَّ

تم سے پوچھا تھا کہ ان کے یعنی (نی کرم یعنی) کے ساتھ تماری لڑائیوں کا کیا انجام رہتا ہے تو تم نے بتایا کہ لڑائی ڈولوں کی طرح ہے، کبھی ادھر کبھی اور ہر یعنی کبھی لڑائی کا انجام ہمارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیاء کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ ان کی آزمائش ہوتی رہتی ہے (کبھی حق اور کبھی ہمارے) لیکن انجام انہیں کے حق میں اچھا ہوتا ہے۔

یعنی یا تو مسلمان لڑتے رہتے اپنی جان دے دے گا یا پھر فتح حاصل ہوگی۔ ایمان لانے کے بعد مسلمانوں کے لئے دونوں انجام نیک اور اچھے ہیں۔ فتح کی صورت کو تو سب اچھی سمجھتے ہیں لیکن لڑائی میں موت اور شادوت ایک مومن کا آخری مقصود ہے، اللہ کے راستے میں لڑتا ہے اور اپنی جان دے رہتا ہے، جب اللہ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو اس کی نوازشیں اور خیانتیں اسے خوب حاصل ہوتی ہیں۔

### باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ

”مومنوں میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو حق کر دکھالیا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، پس ان میں کچھ تو ایسے ہیں جو اللہ کے راستے میں شہید ہو کر اپنا عمد پورا کر چکے اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عمد سے وہ پھرے نہیں ہیں۔

آیت میں عمد سے مراد وہ عمد ہے جو صحابہؓ نے احمد کے دن کیا تھا یا المیلۃ الحقبہ میں کہ آنحضرتؐ کا ساتھ دیں گے اور کسی حال میں منہ نہ موڑیں گے۔ بعض تو اپنا فرض ادا کر چکے ہیں انس بن نفر، عبد اللہ انصاری، حمزہ، طلحہ وغیرہ بعض شادوت کے مختصر ہیں جیسے حضرات خلفاءؓ ارجمند اور دوسرے صحابہؓ جو بعد میں شہید ہوئے اور عموم کے لحاظ سے قیامت تک آنے والے وہ جملہ مسلمان جو دل ان میں ایسی تنار کرتے ہیں جعلنا اللہ منہم امین

(۲۸۰۵) ہم سے محمد بن سعید خزاعی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے حیدر نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مثہل سے پوچھا (دوسری سند) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زیادتے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حمید طویل نے بیان کیا اور ان سے انس بن مثہل نے بیان کیا کہ میرے بچپا انس بن نصر بن مثہل بدرا کی لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے، اس لئے انہوں نے عرض کیا لیا رسول اللہ! میں پہلی لڑائی ہی سے غائب رہا جو آپ نے مشرکین کے خلاف لڑی لیکن اگر اب اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کپا کرتا ہوں۔ پھر جب احمدؓ کی لڑائی کا موقع آیا

### ۱۲۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

فِيمَا أَمْرَأْتُكُمْ إِذَا رَجَالَ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَةً وَمِنْهُمْ  
مَنْ يَتَنَظَّرُ وَمَا يَدْلُو تَبْدِيلًا. [الأحزاب  
۲۳].

۲۸۰۵ - حدثنا محمد بن سعيد  
الخرناعي حدثنا عبد الأعلى عن حميد  
قال: سألت أنساً. ح حدثنا عبدون بن  
زرارة حدثنا زياد قال: حدثني حميد  
الطويل عن أنس رضي الله عنه قال:  
(غاب عمي أنس بن النضر عن قتال  
بدر: فقال: يا رسول الله، غبت عن أول  
قتال قاتلت المشركين، لين الله أشهدني  
قتال المشركين ليرين الله ما أصنع).

اور مسلمان بھاگ لئے تو انس بن نظر نے کما کر اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں نے کیا میں اس سے مذہر ت کرتا ہوں اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ آگے بڑے (مشرکین کی طرف) تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا۔ ان سے انس بن نظر رضی اللہ عنہ نے کما لے سعد بن معاذ میں توجہت میں جاتا چاہتا ہوں اور نفر رضی اللہ عنہ کے باپ کے رب کی قسم میں جنت کی خوبیوں احمد پہاڑ کے قریب پاتا ہوں۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کمایا رسول اللہ! جو انسوں نے کر دکھلایا اس کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد جب انس بن نظر رضی اللہ عنہ کو ہم نے پایا تو تواریخ سے اور تیر کے تقریباً اسی زخم ان کی جسم پر تھے، وہ شہید ہو چکے تھے، مشرکوں نے ان کے اعضاء کاٹ دیئے تھے اور کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکا تھا، صرف ان کی بین الگیوں سے انہیں پہچان سکی تھیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہم سمجھتے ہیں (یا آپ نے بجائے نبی کے نظرنے کما) مطلب ایک ہی ہے کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مومنین کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ””مومنوں میں کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے اس وعدے کو سچا کر دکھلایا جو انسوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا“ آخر آیت تک۔

(۲۸۰۶) انسوں نے بیان کیا کہ انس بن نظر رضی اللہ عنہ کی ایک بہ ربع نبی رضی اللہ عنہ نے کسی خاتون کے آگے کے دانت تو زدیے تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ انس بن نظر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بیالا ہے (قصاص میں) ان کے دانت نہ نوٹیں گے۔ چنانچہ مدعا تکان لینے پر راضی ہو گئے اور قصاص کا خیال چھوڑ دیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ خود ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

**لشیخ** حضرت انس بن نظر نے جو کما اس کا مطلب یہ تھا کہ میں دونوں کاموں سے ناراض ہوں، مشرق تو کم جنت ملپاک ہیں جو حق پر لا رہے ہیں۔ ان سے قطعاً بیزار ہوں اور مسلمان جن کو حق پر تم کر لڑنا چاہئے تھا وہ بھاگ لئے ہیں، ان کی حرکت کو

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُخْدِي وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ  
قَالَ: إِنَّمَا أَعْذِرُ إِلَيْكُمْ مَا صَنَعْتُ  
هُؤُلَاءِ، يَعْنِي أَصْحَابَهُ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكُمْ مَا  
صَنَعْتُ هُؤُلَاءِ، يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ. ثُمَّ تَقَدَّمَ  
فَاسْقَبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مَعَافٍ، فَقَالَ: يَا سَعْدَ  
بْنَ مَعَافٍ، الْجَنَّةُ وَرَبُّ النُّصُرِ، إِنِّي أَجَدُ  
رِبْحَهَا مِنْ ذُوْنِ أَخِدٍ. قَالَ سَعْدٌ: فَمَا  
اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعْتَ  
قَالَ أَنَّسٌ: فَوَجَدْنَا بِهِ بِصْنَعَ وَكَمَانِينَ  
ضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ أَوْ طَفْنَةً بِرِفْنَجٍ أَوْ رَمَيَهُ  
بِسَهْمٍ. وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُبِّلَ وَقَدْ مَثَلَ بِهِ  
الْمُشْرِكُونَ. فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أَخْتَهَ  
بِسَاهِهِ. قَالَ أَنَّسٌ: كَنَّا نَرَى - أَوْ نَظَرْنَا -  
أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَّلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ:  
﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا  
اللَّهُ عَلَيْهِهِ إِلَى آخرِ الآيَةِ﴾.

[طرفہ فی: ۴۰۴۸، ۴۷۸۳].

۲۸۰۶ - وَقَالَ: إِنِّي أَخْتَهُ - وَهِيَ تُسَمَّى  
الرُّبَيعَ - كَسَرَتْ ثَنَةً امْرَأَةً فَأَمَرَ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَّسٌ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثْتَ بِالْحَقِّ لَا يَنْكُسُ  
ثَيْثَاهَا، فَرَضُوا بِالْأَرْضِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ،  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ  
مَنْ لَوْلَمْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا يَبْرُرُهُ)).

[راجح: ۲۷۰۳]

**لشیخ** حضرت انس بن نظر نے جو کما اس کا مطلب یہ تھا کہ میں دونوں کاموں سے ناراض ہوں، مشرق تو کم جنت ملپاک ہیں جو

بھی ناپسند کرتا ہوں اور تحری درگاہ میں معدودت کرتا ہوں کہ میں ان بھائیوں والوں میں سے نہیں ہوں۔ یہ کہ کرانوں نے کفار پر حمل کیا اور کتوں کو جنم رسید کرنے ہوئے آخر جام شادت پی لیا۔ بھائیوں والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو جنگ احمد میں ایک درے کی خلافت پر ہامور کیا گیا تھا اور بتائیں کہ دیا گیا تھا کہ تاذن ہر گز درہ نہ چھوڑیں مگر انوں نے شروع میں مسلمانوں کی فتح دیکھی تو درہ غال چھوڑ دیا اور جس میں سے کفار قریش نے دوبادہ وار کیا اور میدان احمد کا نقشہ ہی بدلتا گیا، جنگ احمد اسلامی تاریخ کا ایک بہت ہی دروناک مرکز ہے جس میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور اسلام کو بڑا زبردست نقصان پہنچا۔ میدان احمد میں تن ٹھنڈیں ان ہی شہدائے احمد کا یادگاری قبرستان ہے جزاهم اللہ جزا حسنا

بخاراب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے یہ سب پوداہی کی لگائی ہوئی ہے

(۲۸۰) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا کہا، ہم کو شعیب نے خردی

زہری سے دوسری سند اور مجھ سے اساعلی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے میرا خیال ہے کہ محمد بن عقیل کے واسطے ان سے ابن شاہب (زہری) نے اور ان سے خارجہ بن زید نے کہ زید بن ثابت فتوح نے بیان کیا جب قرآن مجید کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ ﷺ سے برابر آپ کی تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا (جب میں نے اسے تلاش کیا تو) صرف خزیمہ بن ثابت انصاریؑ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہؑ وہی ہیں جن کی اکیلیہ کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا تھا۔ وہ آیت یہ تھی ﴿ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ﴾ (الاحزاب: ۲۳)

ترجمہ باب کے ذیل میں گزر چکا ہے

۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سَلِيمَانَ أَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي عَيْنَةِ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَسْخَتُ الصُّحْفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدَتْ آيَةً مِنْ سُورَةِ الْأَخْزَابِ كَتُتْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بَهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ حُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُهُ: هُمْ الْمُؤْمِنُينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ)).

[اطراfe في: ۴۰۴۹، ۴۶۷۹، ۴۷۸۴، ۴۷۸۵]

، ۷۱۹۱، ۴۹۸۸، ۴۹۸۹، ۴۹۸۶

. ۷۴۲۵

**لَشِیْخِ حَسَنِ** اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ قرآن شریف ایک شخص کی روایت پر جمع ہوا ہے کیونکہ یہ آیت سنی تو بت سے آدمیوں نے تھی میسے حضرت عمر اور ابی بن کعب اور ہلال بن امسیہ اور زید بن ثابتؓ وغیرہم سے مگر اتفاق سے لکھی ہوئی کسی بے پاس نہ ملی۔

حضرت خزیمہؑ کی شادت کو آپ نے دو شادتوں کے برابر قرار دیا، یہ خاص خزیمہ کے لئے آپؑ نے فرمایا تھا۔ ہوا یہ کہ آپؑ نے ایک شخص سے کوئی بات فرمائی، اس نے انکار کیا۔ خزیمہ نے کامیں اس کا گواہ ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ تمھے سے تو گواہی طلب نہیں کی گئی پھر تو گواہی دیتا ہے۔ خزیمہ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم آسمان سے جو حکم اترتے ہیں ان پر آپؑ کی تصدیق کرتے ہیں یہ کوئی بڑی بات ہے۔ آپؑ نے خزیمہ کی شادت پر فیصلہ کر دیا اور ان کی شادت دوسرے دو آدمیوں کی شادتوں کے برابر رکھی (وحدیری)

### باب جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل کرنا

اور ابو درداء بن شریخ نے کہا کہ تم لوگ اپنے (تیک) اعمال کی بدولت جنگ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کا (سورہ صاف میں یہ) ارشاد کہ ”اے لوگو! جو ایمان لا پچھے ہو اسی باقی کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے اللہ کے زندیک یہ بست بڑے غصے کی بات ہے کہ تم وہ کو جو خود نہ کرو، بے شک اللہ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اسکے راستے میں صاف بنا کر ایسے جم کر لڑتے ہیں جیسے سیسے پلانی ہوئی ٹھوس دیوار ہوں“

**لشیخ** مسلمانوں کی دو صفتیں اللہ کو بہت ہی محبوب ہیں۔ ایک صفت تو وہ جو نماز میں قائم کرتے ہیں کہ چیرے پر، کندھے سے کندھا طاکر اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسری صفت وہ جو وہ دشمن کے مقابلہ پر سیسے پلانی ہوئی دیواروں کی شکل میں قائم کر کے جلا کرتے ہیں، یہ ہر دو صفتیں اللہ کو بہت محبوب ہیں اور صد افسوس کہ اس دور نازک میں یہ ہر قسم کی حقیقی صفت بندی مسلمانوں میں سے منقوص ہو چکی ہے۔ جہاد کی صفت بندی تو خواب و خیال میں بھی نہیں مگر نمازوں کی صفت بندی کا بھی برا حال ہے کسی بھی مسجد میں جا کر دیکھو صفوں میں ہر نمازی دوسرے نمازی سے اس طرح دور دور ہذا نظر آئے گا کویا وہ دوسرانمازی اور اس کے قدم چھوٹے سے کوئی گناہ کبیرہ لازم آجائے گا۔

صفیں کج، ول پر شان، سجدہ بے ذوق کہ انداز جنون بالی نہیں ہے

(۲۸۰۸) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شابیہ بن سوار فزاری نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب بن شریخ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ پہنے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے اسلام لاو پھر جنگ میں شریک ہوئا۔ چنانچہ وہ پہلے اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پالا۔

بعضوں نے کہا یہ شخص عمرو بن ثابت انصاری تھا۔ ابن اسحاق نے مجازی میں نکلا کہ حضرت ابو ہریرہ بن شریخ لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ بھلا بتاؤ وہ کون شخص ہے جس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت میں چلا گیا، پھر کہتے یہ عمرو بن ثابت ہے۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر تیک کام کی قبولت کے لئے پہلے مسلم ہونا شرط ہے۔ غیر مسلم جو سنکی کرے دنیا میں اس کا بدلہ اسے ملے گا اور آخرت میں اس کے لئے کچھ نہیں۔

باب کسی کو اچانک نامعلوم تیر لگا اور اس تیر نے اسے مار دیا،

۱۳ - بَابُ عَمَلِ صَالِحٍ قَبْلَ الْفِتَنِ  
وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُفَاتِلُونَ بِأَغْمَالِكُمْ  
وَقَوْلُهُ هُبَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَا لَمْ تَقُولُنَّ  
مَا لَا تَفْعَلُونَ. كَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللَّهِ أَنْ  
تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُدْنِينَ  
يُفَاتِلُونَ فِي سَيِّلِهِ صَفَا كَانُوكُمْ بُنْيَانَ  
مَرْضُوصَهُ.

**لشیخ** مسلمانوں کی دو صفتیں اللہ کو بہت ہی محبوب ہیں۔ ایک صفت تو وہ جو نماز میں قائم کرتے ہیں کہ چیرے پر، کندھے سے کندھا طاکر اللہ کی عبادت کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ دوسری صفت وہ جو وہ دشمن کے مقابلہ پر سیسے پلانی ہوئی دیواروں کی شکل میں قائم کر کے جلا کرتے ہیں، یہ ہر دو صفتیں اللہ کو بہت محبوب ہیں اور صد افسوس کہ اس دور نازک میں یہ ہر قسم کی حقیقی صفت بندی مسلمانوں میں سے منقوص ہو چکی ہے۔ جہاد کی صفت بندی تو خواب و خیال میں بھی نہیں مگر نمازوں کی صفت بندی کا بھی برا حال ہے کسی بھی مسجد میں جا کر دیکھو صفوں میں ہر نمازی دوسرے نمازی سے اس طرح دور دور ہذا نظر آئے گا کویا وہ دوسرانمازی اور اس کے قدم چھوٹے سے کوئی گناہ کبیرہ لازم آجائے گا۔

۲۸۰۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَارٍ الْفَوَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ أَبْرَاهِيمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَتَى النَّبِيُّ رَجُلٌ مُفْتَنٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفْتَأِلُ وَأَسْلِمُ؟ قَالَ: (أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ). فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فُقِيلَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((عَمَلٌ قَلِيلًا وَأَجْرٌ كَثِيرًا)).

۱۴ - بَابُ مَنْ أَتَاهُ مَسْهُومٌ غَرْوبٌ

### اس کی فضیلت کا بیان

(۲۸۰۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین بن محمد ابو احمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا قاتدہ سے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام الریبع بنت براء رضی اللہ عنہا ہو حارثہ بن سراۃ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں۔۔۔ حارثہ بو شجوہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے، انہیں ہامعلوم سوت سے ایک تیر آ کر لگا تھا۔۔۔ کہ اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے روؤں دھوؤں۔۔۔ آپ نے فرمایا۔۔۔ ام حارثہ! جنت کے بہت سے درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

### فقیلہ

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَسْيَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو أَخْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَاتِدَةَ حَدَّثَنَا أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الْرَّبِيعِ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تَعْذِّبُنِي عَنْ حَارِثَةَ - وَكَانَ فِي يَوْمٍ بَنْزَرَ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرَبَ - فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرَتْ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْهَدَتْ عَلَيْهِ فِي الْأَبْكَاءِ. قَالَ: (Yَا أُمَّ حَارِثَةَ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ، وَإِنَّ أَبْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَغْلَى)).

[اطرافہ فی: ۳۹۸۲، ۶۵۵۰، ۶۵۶۷].

روایت میں ام ریبع کو براء کی بیٹی ہے تھا اور اسی کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ ام ریبع نظر کی بیٹی ہیں اور انس بن مالک کی بھوپی ہیں۔ ان کا بیٹا حارثہ نامی بدر کی لڑائی میں ایک ہامعلوم تیر سے شہید ہو گیا تھا، ان ہی کے بارے میں انہوں نے یہ تحقیق فرمائی۔ یہ سن کرام حارثہ نہیں ہوئی گئی اور کہنے لگیں حارثہ مبارک ہوا! مبارک ہو! پہلے یہ سمجھیں کہ حارثہ دشمن کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا شہید اسے جنت نہ ملے مگر بھارت نبوی سن کر ان کو اطمینان ہو گیا۔ سچان اللہ عمد نبوی کی مسلمان عورتوں کا بھی کیا ایمان اور یقین تھا کہ وہ اسلام کے لئے مر جانا موجب شادوت و دخول جنت جانتی تھیں۔ آج کل کے مسلمان ہیں جو اسلام کے نام پر ہر ہر قدم یکچھ ہی ہٹتے جا رہے ہیں پھر بھلا ترقی اور کامیابی کیوں نہیں ہے۔ اقبال نے یہ کہا ہے۔

آتَحُهُ كُوْتَابًا هُوْ تَقْدِيرِ اِمَّ کیا ہے۔ شَیْرِ وَشَانِ اول، طَاؤْسِ وَرَبَابِ آخر

**۱۵۔ بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةً**

کا کلمہ بلند رہے، اس کی فضیلت

الله هي العلیا

(۲۸۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، ان سے ابو واکل نے اور ان سے ابو موی اشعری بو شجوہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (احق بن ضمیرہ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غیمت حاصل کرنے کے لئے، ایک شخص

۲۸۱۰۔ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِيهِ وَأَبِيلٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الرَّجُلُ يَقْاتِلُ لِلْمُعْنَمِ، وَالرَّجُلُ يَقْاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يَقْاتِلُ

جنگ میں شرکت کرتا ہے ٹاوری کے لئے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تاکہ اس کی بھادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو تاکہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے، صرف وہی اللہ کے راستے میں لڑتا ہے۔

**ليرى مكانته، فمن في سبيل الله؟ قال :**  
**((من قاتل ليكون كلامه الله هي الغنيا**  
**لها في سبيل الله)).**

[راجع: ١٢٣]

[١٢٣: راجع]

مقصد یہ کہ اصل چیز خلوص ہے اگر یہ ہے تو سب کچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ قیامت کے دن کتنے بھی، کتنے قاری، کتنے مجاہدین دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ وہ ہوں گے جن کا مقصد صرف ریا اور نمود تھا، تaurی اور شرست طلبی کے لئے انہوں نے یہ کام کئے، اس لئے ان کو سیدھا دوزخ میں ڈال دیا جائے گا (اعاذنا اللہ منهَا)

باب جس کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آکواد ہوئے اس

کاٹوں

اور سورہ براہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ «ما كان لأهل المدينة» اللہ تعالیٰ کے ارشاد «ان الله لا يضيع أجر المحسنين» تک

١٦ - بَابُ مَنْ اغْبَرَتْ قَدْمَاهُ فِي

**سَيِّئِ الْهُ وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى:**  
﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ - إِلَى قُرْبَةِ -  
إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيقُ أَجْزَاءَ الْمُخْسِنِينَ﴾

[النوبة : ١٢٠]

(۲۸۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن مبارک نے خردی، کہا ہم سے مجھی بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی مررم نے بیان کیا، انہیں عبایہ بن رافع بن خدچ نے خردی، کہا کہ مجھے ابو محبس رضی اللہ عنہ نے خردی، آپ کا نام عبدالرحمن بن جبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے کے بھی قدم اللہ کے راستے میں غبار آکو ہو گئے، انہیں (جہنم کی) آگ چھوئے؟ (یہ نامکن

٢٨١١- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ  
بْنُ الْمَبَارِكَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ:  
حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ أَخْبَرَنَا عَبَيْهُ بْنُ  
رَافِعٍ بْنَ خَدِيفَ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ  
هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَبَرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (مَا اغْتَرَتْ قَدَّمَا عَبْدِي فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ). [رَاجِعٌ: ٩٠٧]

<sup>٩٠٧</sup> الله فتمسَّه النار). [راجع: ١٣]

پوری آیات باب کا ترجمہ یہ ہے ”مینہ والوں کو اور جوان کے آس پاس گنوار رہتے ہیں“ یہ مناسب نہ تھا کہ اللہ کے بغیر **لشیح مرتضیٰ** کے پیچے بیٹھ رہیں اور اس کی جان کی فکر نہ کر کے اپنی جان پہلانے کی فکر میں رہیں۔ اس لئے کہ لوگوں کو یعنی جہاد کرنے والوں کو خدا کی راہ میں پیاس ہو، بھوک ہو، اس مقام پر چلیں جس سے کافر خفا ہوں، دشمن کو کچھ بھی نقصان پہنچائیں، ہر ہر کے بدال ان پانچوں کاموں میں ان کا نیک عمل خدا کے پاس لکھ لیا جاتا ہے، بے شک اللہ یکوں کی محنت برپا نہیں کرتا۔“ اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب نکلا کہ اللہ کی راہ میں اگر آدی ذرا بھی چلے اور پاؤں پر گرد پڑے تو بھی ثواب طے گا، جب اللہ کی راہ میں پاؤں گرد آکلوں ہونے سے یہ اثر ہو کہ دوزخ کی آگ چھوئے بھی نہیں تو وہ لوگ کیسے دوزخ میں جائیں گے جنہوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں کوشش کی ہو گی۔ اگر ان سے کچھ قصور بھی ہو گئے ہیں تو اللہ جل جلالہ سے امید محفوظ ہے۔ اس حدیث سے مجددین کو خوش ہونا چاہئے کہ وہ دوزخ سے محفوظ رہیں گے (وحیدی)

## باب اللہ کے راستے میں جن لوگوں پر گردپڑی ہو ان کی گرد پوچھنا

(۲۸۱۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الوہاب ثقی نے خردی، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا عکرمہ سے کہ اب عباس یعنی ان سے اور (اپنے صاحبزادے) علی بن عبد اللہ سے فرمایا تم دونوں ابو سعید خدری و شیخ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے احادیث نبوی سنو۔ چنانچہ ہم حاضر ہوئے، اس وقت ابو سعید اپنے (رضائی) بھائی کے ساتھ باغ میں تھے اور باغ کو پانی دے رہے تھے، جب آپ نے ہمیں دیکھا تو (مارے پاس) تشریف لائے اور (چادر اوڑھ کر) گوٹ مار کر بیٹھ گئے، اسکے بعد بیان فرمایا ہم مسجد نبوی کی اینٹیں (بھرت نبوی کے بعد تعمیر مسجد کیلئے) ایک ایک کر کے ڈھور رہے تھے لیکن عمار دو دو اینٹیں لارہے تھے، اتنے میں نبی کریم ﷺ ادھر سے گزرے اور ان کے سر سے غبار کو صاف کیا پھر فرمایا افسوس! عمار کو ایک باغی جماعت مارے گی، یہ تو انسیں اللہ کی (اطاعت کی) طرف دعوت دے رہا ہو گا لیکن وہ اسے جنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و حالات پلے بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں مراد جنگ صفین سے ہے جس میں یہ حضرت علیؓ کے ساقیوں میں تھے اور ۵۴۶ھ میں یہ دہلی ۹۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ آخرت میں ہم نے ازراہ شفقت و محبت ان کا سرگرد و غبار سے صاف کیا، اس سے ان کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور باب کامتد بھی ثابت ہوا۔

## جنگ اور گرد و غبار کے بعد غسل کرنا

(۲۸۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خردی ہشام بن عروہ سے، انسیں ان کے والد نے اور انہیں عائشہ یعنی انہنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ خندق سے (فارغ ہو کر) واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہا تو جبرائیل علیہ السلام آئے، ان کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا۔ جبریل ﷺ نے کہا آپ نے ہتھیار اتار دیئے، اللہ کی قسم میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ نے

## ۱۷- بَابُ مَسْنَعِ الْفَيَارِ عَنِ النَّاسِ فِي سَيِّلِ اللَّهِ

۲۸۱۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ  
عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلَعْلِيَّ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ أَنْتَ بْنَ أَبَا سَعِيدٍ فَاسْمَعْ مَا مِنْ  
حَدِيثِهِ فَلَمَّا رَأَيْنَا وَهُوَ وَآخُوهُ فِي حَاطِطٍ لَهُمَا  
يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَأَيْنَا جَاءَ فَاحْتَبَيْ وَجَلَسَ  
فَقَالَ كُنْ تَنْقُلْ لَبْنَ الْمَسْجِدِ لَبْنَةَ لَبْنَةَ  
وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلْ لَبْتَنِ لَبْتَنِ، فَعَمَّرَ بِهِ  
النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْفَيَارَ وَقَالَ:  
((وَنَبَعَ عَمَّارٌ تَقْتُلُهُ الْفِتَّةُ الْأَبَاغِيَّةُ، عَمَّارٌ  
يَذْغُوْهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَذْغُوْهُمْ إِلَى النَّارِ)).

[راجع: ۴۴۷]

## ۱۸- بَابُ الْفَسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْفَيَارِ

۲۸۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَهُ عَنْ  
مِشَامٍ بْنِ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا رَجَعَ  
يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السَّلَاحَ وَأَغْسَلَ  
فَتَاهَ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْفَيَارَ فَقَالَ  
((وَضَعْتَ السَّلَاحَ؟ فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ)).

دیریافت فرمایا تو پھر اب کمال کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا اور ہنوز قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔

فقالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَأَئِنِّي؟)) قَالَ: هَا هُنَّا. وَأَوْنَمًا إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ - قَالَتْ: فَعَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ). [۴۶۳]

بنو قریظہ کے یہود نے جگ خدق میں مسلمانوں سے معلیہ کے خلاف مشرکین کہہ کا ساتھ دیا تھا اور یہ اندر وہی سازشوں میں تجزی کے ساتھ معروف رہے تھے، اس لئے ضروری ہوا کہ ان کی سازشوں سے بھی مدینہ کو پاک کیا جائے چنانچہ اللہ نے ایسا ہی کیا اور یہ سب مدینہ سے نکال دیئے گئے، باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

باب ان شہیدوں کی فضیلت جن کے بارے میں ان آیات کا نزول ہوا ”وَلَوْلَ جَوَّالَهُ كَرَّةً مِّنْ قُلْيَةٍ كَرِيْبَةً“ (وہ جنت میں) مت خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں (وہ جنت میں) رزق پاتے رہتے ہیں، ان (الْمُتَوَمِّنُونَ) سے بے حد خوش ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہیں اور جو لوگ ان کے بعد والوں میں سے ابھی ان سے نہیں جاتے ان کی خوشیں منار ہے ہیں کہ وہ بھی شہید ہوتے ہی (بے ذر اور بے غم) ہو جائیں گے۔ وہ لوگ خوش ہو رہے ہیں اللہ کے انعام اور فضل پر اور اس پر کہ اللہ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

(۲۸۱۳) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے اور ان سے انس بن مالک بن عثیمین نے بیان کیا کہ اصحاب بزر معاونہ (بُشَّارَةً) کو جن لوگوں نے قتل کیا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ نے تیس دن تک صحیح کی نماز میں بدعا کی تھی۔ یہ رعل ذکوان اور عصیہ قبائل کے لوگ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی۔ انس بن عثیمین نے بیان کیا کہ جو (۵۰ قاری) صحابہ بزر معاونہ کے موقع پر شہید کر دیئے گئے تھے، ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی تھی جسے ہم تک پڑھتے رہے تھے بعد میں آیت مفسوخ ہو گئی تھی (اس آیت کا ترجمہ یہ ہے) ”ہماری قوم کو پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آٹے ہیں، ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں۔“

۱۹ - بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :  
﴿وَلَا تَخْسِنَ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْياءً عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ. فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبَشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْعَظُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَنَّ لَا حَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. يَسْتَبَشِرُونَ بِيَعْمَلَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيقُ أَجْزَءَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [آل عمران: ۱۸۱، ۱۷۹]

۲۸۱۴ - حَدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْنَاقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((ذَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ الْأَنْبَاءَ قَاتِلُوا أَصْنَابَ بَنْزَرَ مَعْوَنَةً. ثَلَاثَيْنِ غَدَاءً، عَلَى رِغْلِ وَذَكْوَانَ وَغَصِّيَّةَ عَصَتِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. قَالَ أَنَسٌ: أَنْزَلَ فِي الَّذِينَ قَاتَلُوا بَيْنَ مَعْوَنَةَ قُرْآنَ قُرْآنَهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدَهُ: بَلَّغُوا قَوْمَنَا أَنَّ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضَنَا عَنَا وَرَضِينَا عَنْهُ)).

[راجح: ۱۰۰۱]

(۲۸۱۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان نے بیان کیا عمرو سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ بن جوش سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ کچھ مصلحت نے جگ احمد کے دن صبح کے وقت شراب پی (ابھی تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی) پھر وہ شہید ہو گئے۔ سفیان بن حذیث (راوی حدیث) سے پوچھا گیا کیا اسی دن کے آخری حصے میں (ان کی شہادت ہوئی تھی) جس دن انہوں نے شراب پی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حدیث میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

لیکن اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ اسی دن شام کو شراب پی تھی بلکہ صبح کو پینے کا ذکر ہے، جگ احمد جب ہوئی اس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی۔ شہید کی فضیلت اس حدیث سے یوں نکلی کہ اللہ نے جابر بن جوش کے باپ سے کلام کیا جنوں نے یہ آرزو کی کہ میں پھر دنیا میں بیچج دیا جاؤں پھر انہوں نے اللہ سے یہ دعا کی کہ میرا حال میرے ساتھیوں کو پچاڑے۔ اس پر یہ آیت اتری ﴿وَلَا تَعْسِنَ الَّذِينَ قُبِلُوا فِي مَسِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا﴾ (آل عمران: ۲۷۹) اس روایت کو ترقی نے نکلا ہے اور حضرت امام بخاریؓ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس روایت میں ان شہداء سے مختلف شراب نوشی کا ذکر صدقنا آگیا ہے، بعد میں شراب کی حرمت نازل ہوئے پر جملہ اصحاب نبوی نے شراب کے برتن تک توڑ کر اپنے گھروں سے باہر پھینک دیئے تھے جیسے۔ حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں مطابقۃ الترجمۃ فیہ عسر الا ان یکون مرادہ ان الخمر التي شربوها یومذلتم تصریح لان اللہ عزوجل النبی علیہم بعد موتهم ورفع عنهم العویف والحزن وابعا کان ذالک لان کانت یومذل مباحۃ (فتح) لیکن حدیث اور باب میں مطابقت مشکل ہے مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ اس دن ان شہیدوں نے شراب پی تھی جس سے ان کی شہادت میں کوئی نقصان نہیں ہوا بلکہ اللہ نے موت کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے خوف و غم کو دور کر دیا۔ یہ اس لئے کہ اس دن تک شراب کی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی اس لئے وہ مباح تھی۔ بعد میں حرمت نازل ہو کر وہ قیامت تک کے لئے حرام کر دی گئی۔

## باب شہیدوں پر فرشتوں کا

### سایہ کرنا

(۲۸۱۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کما کہ ہمیں سفیان بن عیینہ نے خردی، کما کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں نے جابر بن جوش سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائے گئے (احد کے موقع پر) اور کافروں نے ان کے ناک کان کاٹ ڈالے تھے، ان کی لعش نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھی گئی تو میں نے آگے بڑھ کر ان کا چہرہ کھولنا چاہا لیکن میری قوم کے لوگوں نے مجھے منع کر دیا پھر نبی کریم ﷺ نے رونے پینے کی آواز سنی (تو دریافت فرمایا کہ کس کی آواز ہے؟) لوگوں نے بتایا کہ عمرو کی لڑکی ہیں (شہید

## ۲۰۔ بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ

۲۸۱۶ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: ((جَنِيَّ بِأَبِيهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثَلَّ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ، فَنَهَانِي قَوْمِي، فَسَمِعَ صَوْتَ صَانِحَةَ، فَقَيْلَ: أَبْنَةُ عَمْرُو - أَوْ أَخْتَ عَمْرُو - فَقَالَ: ((لَمْ تَبْكِيِ، أَوْ لَا تَبْكِيِ،

کی بہن) یا عمرو کی بہن ہیں (شہید کی پچی تک راوی کو قا) آپ نے فرمایا وہ کیوں رہی ہیں یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) روئیں نہیں ملائکہ برادر ان پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ امام بخاری ”کہتے ہیں کہ میں نے صدقہ سے پوچھا کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ (جنازہ) اٹھائے جانے تک تو انہوں نے بتایا کہ سفیان نے بعض اوقات یہ الفاظ بھی حدیث میں بیان کئے تھے۔

### باب شہید کا دوبارہ دنیا میں واپس آنے کی آرزو کرنا

(۲۸۱۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے قیادہ سے نا، کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص بھی ایسا ہے ہو گا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آتا پسند کرے، خواہ اسے ساری دنیا میں جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہو گی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ وہ شہادت کی عزت دہل دیکھتا ہے۔

### باب جنت کا تکواروں کی چمک کے نیچے ہونا

**السیوف**

اس باب کے ذیل حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال ابن المنیر کان البخاری اراد ان السیوف لما کانت لها بارقة کان لها ایضاً ظل قال القرطبي وهو من الكلام النافيس الجامع الموجز المشتمل على ضرورة من البلاغة مع الوجازة وعنوية اللفظ فانه الفاضل الحض على الجهاد والاعبار بالثواب عليه والحضور على مقاربة العدو واستعمال السیوف كالاجتماع حين الرفع حتى تضير السیوف نظر المقاتلين وقال ابن الجوزي المراد ان الجنة تحصل بالجهاد والظلال جمع ظل واذا تداني الخصمان صار كل منهما تحت ظل سيف صاحبه لحرصه حل دفعه عليه ولا يكون ذلك الا عند التحام القتال (فتح الباری) خلاص عبارت کا یہ کہ گواہام بخاری نے یہ مراد لی ہے کہ جب تکواروں کی چمک ہوتی ہے تو ان کا سایہ بھی ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا کہ یہ بست ہی نیس کلام ہے جامع مختصر جو فصاحت و بلاغت کی بست سی قسموں پر مشتمل ہے جو بست ہی طلوات اور عذوبت اپنے اندر رکھتا ہے اور دشمن سے قریب ہونے اور تکواروں کے استعمال کرنے کی بھی ترغیب ہے اور لڑائی کے وقت اجتماع کی بھی، یہاں تک کہ فریقین کی تکواریں جمع ہو کر سایہ اپنی ہونے لگتی ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ جنت جہاد سے حاصل ہوتی ہے اور ظلال ظل کی میمع ہے اور جب دشمن تکواریں

ما زالت الملائكة نظرة  
باجحيتها). قلت لصدقة: أينه حتى رفع؟  
قال: ربما قاله)).

[راجع: ۱۲۴۴]

### ٤١- بَابُ ثَمَنِ الْمُجَاهِدِ أَنْ

#### يَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا

٤٨١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَنْ  
حَدَّثَنَا شَبَّةً قَالَ: سَمِعْتُ قَنَادَةً قَالَ: سَمِعْتَ  
أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
قَالَ: ((مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ  
إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلَّا  
الشَّهِيدُ يَعْمَلُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ  
مَرَّاتٍ، لَمَّا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ)).

[راجع: ۲۷۹۵]

### ٤٢- بَابُ الْجَنَّةِ تَحْتَ بَارِقَةِ

#### السیوف

**السیوف**

اس باب کے ذیل حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال ابن المنیر کان البخاری اراد ان السیوف لما کانت لها بارقة کان لها ایضاً ظل قال القرطبي وهو من الكلام النافيس الجامع الموجز المشتمل على ضرورة من البلاغة مع الوجازة وعنوية اللفظ فانه الفاضل الحض على الجهاد والاعبار بالثواب عليه والحضور على مقاربة العدو واستعمال السیوف كالاجتماع حين الرفع حتى تضير السیوف نظر المقاتلين وقال ابن الجوزي المراد ان الجنة تحصل بالجهاد والظلال جمع ظل واذا تداني الخصمان صار كل منهما تحت ظل سيف صاحبه لحرصه حل دفعه عليه ولا يكون ذلك الا عند التحام القتال (فتح الباری) خلاص عبارت کا یہ کہ گواہام بخاری نے یہ مراد لی ہے کہ جب تکواروں کی چمک ہوتی ہے تو ان کا سایہ بھی ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا کہ یہ بست ہی نیس کلام ہے جامع مختصر جو فصاحت و بلاغت کی بست سی قسموں پر مشتمل ہے جو بست ہی طلوات اور عذوبت اپنے اندر رکھتا ہے اور دشمن سے قریب ہونے اور تکواروں کے استعمال کرنے کی بھی ترغیب ہے اور لڑائی کے وقت اجتماع کی بھی، یہاں تک کہ فریقین کی تکواریں جمع ہو کر سایہ اپنی ہونے لگتی ہیں۔ ابن جوزی نے کہا مراد یہ ہے کہ جنت جہاد سے حاصل ہوتی ہے اور ظلال ظل کی میمع ہے اور جب دشمن تکواریں

لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے ہیں تو ہر ایک پر تکواروں کا سلیہ پڑتا ہے اور وہ مدافعت کی کوشش کرتا ہے اور یہ لڑائی کے گرم ہونے پر ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ جہاد اور اعلاءِ کلۃ اللہ عی وہ عمل ہیں جو اسلام کی سر بلندی کا واحد ذریعہ ہیں مگر جہاد کے لئے شریعت نے کچھ اصول و ضوابط مقرر کئے ہیں اور یہ جہادِ عین مدافعت اعداء کے لئے ہوتا ہے۔ اسلام نے جارحانہ جنگ کی ہر گز اجازت نہیں دی ہے۔ آیت قرآنی (اذن للذین يقاتلون بانهم ظلموا و ان الله على نصرهم لقدير) (الج ۳۹: ۲۹) اس پر کھلی دلیل ہے کہ اہل اسلام کو جب وہ مظلوم ہوں مدافعتِ جہاد کی اجازت ہے

اور مخیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اپنے رب کا یہ پیغام دیا ہے کہ ہم میں سے جو بھی (اللہ کے راستے میں) قتل کیا جائے وہ سید حاجت میں جائے گا اور عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا تھا کیا ہمارے مقتول جنتی اور ان کے (کفار کے) مقتل دوزخی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا تھا کیوں نہیں۔

(۲۸۱۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے معلویہ بن عمرو نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا موسیٰ بن عقبہ سے، ان سے عمر بن عبید اللہ کے مویل سالم ابوالنفر نے، سالم عرب بن عبید اللہ کے کاتب بھی تھے، بیان کیا کہ عبد اللہ بن ابی اویٰ رضی اللہ عنہ نے عمر بن عبید اللہ کو کھاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یقین: بوجنت تکواروں کے سائے کے نیچے ہے۔ اس روایت کی متابعت اوسی نے ابن ابی الزناد کے داس्तم سے کی اور ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا۔

وقالَ الْمُهَاجِرُ بْنُ عَفْعَةَ: أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا: مَنْ قُتِلَ مِنْ صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ النَّبِيِّ: أَيْسَرُ قَاتِلًا فِي الْجَنَّةِ وَقَاتَلُوهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ ((بَلَى))

۲۸۱۸ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْعَةَ عَنْ مَالِكٍ أَبْنِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ - وَكَانَ كَاتِبَهُ - قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ طَلَالِ السَّيْوِفِ)). تَابَعَهُ الْأَوْتَسِيُّ عَنْ أَبْنِ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْعَةَ.

[اطراfe في: ۲۸۳۳، ۲۹۶۶، ۳۰۲۴، ۷۲۳۷]

## ۲۳ - بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ

### لِلْجَهَادِ

۲۸۱۹ - وَقَالَ الْلَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرَيْزٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ

## بابِ جو جہاد کرنے کے لئے اللہ سے اولادِ مانگے اس کی فضیلت

(۲۸۲۰) یاث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربعہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ہرمز نے بیان کیا انسوں نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ سلیمان بن داؤد طیمہ السلام نے فرمایا آج رات اپنی سویا (راوی) کو شک تھا) ننانوے یو یوں کے پاس جاؤں گا اور ہر یوں ایک ایک شہسوار بنے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جلد کریں گے۔ ان کے ساتھی نے کہا کہ ان شاء اللہ بھی کہہ لجھے لیکن انہوں نے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ چنانچہ صرف ایک یوں حاملہ ہوئیں اور ان کے بھی آدھا چھپیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر سلیمان ﷺ اس وقت ان شاء اللہ کہہ لیتے تو (تمام یو یاں حاملہ ہوتیں اور) سب کے یہاں ایسے شہسوار بچے پیدا ہوتے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

رسُولُ اللَّهِ قَالَ: ((قَالَ مُتَّيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَا طُوفَنَ النَّيْلَةَ عَلَى مِائَةَ اَفْرَأَةٍ - أَوْ يَسْعِ وَيَسْعِينَ - كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، فَلَمْ تَخْيِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا اُمْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقْ رَجُلٍ. وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهَهُوَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَسَانًا أَجْسَمُونَ)).

[اطرافہ فی: ۳۴۲۴، ۵۲۴۲، ۶۶۳۹، ۶۷۲۰۔]

مزید تفصیلات حضرت سلیمان ﷺ کے ذکر میں آئیں گی۔ ان شاء اللہ۔

## باب جنگ کے موقع پر بہادری اور برذوقی کا بیان

(۲۸۲۰) ہم سے احمد بن عبد الملک بن واقد نے بیان کیا، کہا ہم سے حمابن زید نے بیان کیا ثابت ہٹلی سے اور ان سے انس بن مالک ہٹلی نے کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ حسین (خوبصورت) سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ فیاض تھے، مدینہ طیبہ کے تمام لوگ (ایک رات) خوف زدہ تھے (اوaz سنائی دی تھی اور سب لوگ اس کی طرف بڑھ رہے تھے) لیکن نبی کریم ﷺ اس وقت ایک گھوڑے پر سوار سب سے آگے تھے (جب وابس ہوئے تو) فرمایا اس گھوڑے کو (دوڑنے میں) ہم نے سمند رپیا۔

﴿لَئِنْ بَرِّحْ﴾ یعنی ہے نکان چلا ہی جاتا ہے، کہیں رکتا یا اڑتا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ رات کے وقت بغیر نیس یکہ اس تھا آواز کی طرف تشریف لے گئے اور دشمن کا کچھ بھی ڈرنہ کیا۔ سبحان اللہ شجاعت ایسی، سخاوت ایسی، حسن و جمال ظاہری ایسا، کملات بالطفی ایسے، قوت ایسی، رحم و کرم ایسا کہ کبھی سائل کو محروم نہیں کیا، کبھی کسی سے بدلتا نہیں چلا، جس نے معافی چاہی معاف کر دیا۔ عبادت اور خدا تری ایسی کہ رات رات بھر نماز پڑھتے پڑھتے پاؤں درم کر گئے، تدبیر اور رائے ایسی کہ چند روز ہی میں عرب کی کلیا پلٹ کر رکھ دی، بڑے بڑے بہادروں اور اکڑوں کو نچا دکھا دیا، ایسے عظیم پیغمبر پر لاکھوں بار درود وسلام۔

۲۸۲۰ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَنْدَ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ. وَلَقَدْ فَرَغَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَبَقُهُمْ عَلَى فَرَسٍ، وَقَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَخْرًا)).

[راجح: ۲۶۲۷]

۲۸۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرْنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّفْرَى قَالَ: أَخْبَرْنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ جَيْبَرٍ بْنُ مُطَعْمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَيْبَرٍ قَالَ: أَخْبَرْنِي جَيْبُرُ بْنُ مُطَعْمٍ أَنَّهُ يَئِسَّمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَةً مِنْ حَنْينٍ، فَعَلِمَ النَّاسُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرَّهُ إِلَى سَمْرَةَ فَخُطِفَ رِذَاةُ فَوْقَفَ السَّيِّدُ فَقَالَ: ((أَغْطُونِي دِيَالِي، لَوْ كَانَ لِي عَدَدٌ هَذِهِ الْأَعْصَاءِ نَعْمًا لَقَسْمَتُهُ يَئِسَّكُمْ، ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَعْيَلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَيَانًا)).

[طرفة فی: ۳۱۴۸].

یہ اس لئے فرمایا کہ بخلی کے نتائج میں جھوٹ اور بزدلی اور سخوت کے نتائج میں صداقت اور بہادری لازم ہیں، یہ جگہ حسین سے واپسی کا واقعہ ہے۔ مزید تفصیلات کتاب المعاڑی میں آئیں گی۔

## ۲۵ - بَابُ مَا يَعْوَذُ مِنَ النَّجِنِ

۲۸۲۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ سَمْفُتُ عَمَرُو بْنُ مَيْمُونٍ الْأَوْذِي قَالَ: ((كَانَ سَفَدٌ يَعْلَمُ بَيْنَهُ هَوْلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يَعْلَمُ الْمُعْلَمُ الْفَلَمَانُ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يَعْوَذُ مِنْهُنْ ذِبْرَ الصَّلَاةِ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنَ الْجِنِّ، وَأَغُوذُ بِكَ أَنْ أَرَدَ إِلَى أَرَدَلِ الْعُمُرِ، وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). فَحَدَّثَنَا بِهِ مُصْنِعًا فَصَدَّقَهُ).

[أطراfe فی: ۶۳۶۵، ۶۳۷۰، ۶۳۷۴]

(۲۸۲۱) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شیعہ نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم نے خبر دی، انہیں محمد بن جبیر نے خردی کما کر مجھے جبیر بن مطعم پہنچنے خر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے، آپ کے ساتھ اور بہت سے صحابہ بھی تھے۔ وادی حسین سے واپس تشریف لارہے تھے کہ کچھ (بدو) لوگ آپ کو پلٹ گئے۔ بلا خر آپ کو مجبوراً ایک ببول کے درخت کے پاس جاتا پڑا۔ وہاں آپ کی چادر مبارک ببول کے کائنسے میں الجھ گئی تو ان لوگوں نے اسے لے لیا (تاکہ جب آپ انہیں کچھ عنایت فرمائیں تو چادر واپس کریں) آپ ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دے دو، اگر میرے پاس درخت کے کاٹنوں جتنے بھی اونٹ بکریاں ہوتیں تو میں تم میں تقسیم کروں، مجھے تم بخیل نہیں پاؤ گے اور نہ جھوٹا اور بزدل پاؤ گے۔

## باب بزدلی سے خدا کی پناہ مانگنا

(۲۸۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، انہوں نے عمر بن میمون اور وی سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ سعد بن ابی و قاسی پہنچنے اپنے بچوں کو یہ کلمات و عائیہ اس طرح سکھاتے تھے جیسے معلم بچوں کو لکھتا سکھاتا ہے اور فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ مانگتے تھے (دعا کا ترجمہ یہ ہے) "اے اللہ! بزدلی سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ عمر کے سب سے ذلیل حصے میں پنچا دیا جاؤں اور تیری پناہ مانگتا ہوں میں دنیا کے فتوں سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے" پھر میں نے یہ حدیث جب مصعب بن سعد سے بیان کی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی۔

[۶۳۹]

(۲۸۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہ اتم سے معتبر نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے ”اے اللہ! میں تیری پنہ ماں تھا ہوں عاجزی اور سستی سے بزدلی اور برعکس کی ذلیل حدود میں پہنچ جانے سے اور میں تیری پنہ ماں تھا ہوں زندگی اور موت کے فتوں سے اور میں تیری پنہ ماں تھا ہوں قبر کے عذاب سے۔“

۲۸۲۳ - حَدَّثَنَا شَهْدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَدِلٌ قَالَ: سَيِّفُتُ أَبِي قَالَ: سَيِّفُتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْكَسْلِ، وَالْجُنُونِ وَالْهَرَمِ. وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمُحْتَاجِ وَالْمُحَمَّاتِ. وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْفَتَنِ)).

[اطرافہ فی: ۴۷۰۷، ۶۳۶۷، ۶۳۷۱].

برعکس کی ذلیل حدود جس میں انسان کا دلخواہ ماؤف ہو جاتا ہے اور وہ بچوں مجھی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ ہوش و حواس اور عمل و شعور عاتیب ہو جاتے ہیں ایسی عمر میں پہنچنے سے بھی پناہ مانگنی ہائیئے، ایسے عی عاجزی، کاملی، بزدلی، زندگی اور موت کے فتنے اور قبر کا عذاب یہ سب ایسا ہیں کہ ہر مسلمان کو ان سے پناہ مانگنی ضروری ہے۔

## ۲۶- بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَسَاهِدِهِ فِي بَابِ جُنُونِ اِلْرَأْيِ كَمَا كَارَنَا مَنْ بَيَانَ كَرَءَ اَسَ كَا بَيَانُ'

اس باب میں ابو عثمان نے سعد بن ابی وقارؓ سے روایت کیا ہے۔

یہ دوسرے مسلمانوں کی مت بڑھانے کے لئے جائز ہے نہ کہ ریا اور تاموری کے لئے۔ (۲۸۲۳) ہم سے قیقبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا محمد بن یوسف سے، ان سے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقارؓ، مقداد بن اسود اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کی صحبت میں بیٹھا ہوں لیکن میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتے نہیں سن۔ البتہ طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ احمد کی جنگ کے متعلق بیان کیا کرتے تھے۔

## الْحَرْبُ

قالَ أَبُو عَثَمَانَ عَنْ سَعِيدٍ: قَالَ: يَوْمَ رَأَى مُحَمَّدٌ نَبِيًّا مُّصَدِّقًا عَنِ السَّابِقِينَ بْنَ يَزِيدَ فَقَالَ: ((صَحِيحَتْ طَلْحَةُ بْنُ عَيْنِيَ اللَّهُ وَسَعْدًا وَالْمُقْدَادَ بْنَ الْأَمْوَادَ وَعَبْدَ الْوَحْمَنَ بْنَ عَوْفَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، لَمَّا سَمِعَتْ أَخْدَانَ مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةً يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أَحْدِي)). [طرفة فی: ۴۰۶۲].

دوسرے صحابہ بطور اختیاط کثرت روایت سے پر ہیز کرتے تھا کہ کسی غلط بیانی ہو کر بھاشن کنہ عظیم نہ ہو پھر بھی ان جملہ حضرات کی مرویات موجود ہیں جو بہت ہی ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے روایت کی ہیں۔ جنگ احمد میں آخر پرست میں کے پاس صرف طلحہ اور سعد رہ گئے تھے اور طلحہ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا، انہوں نے مشرکوں کے دار اپنے ہاتھ پر لئے اور آخر پرست میں کو پھیلا۔ سعد وہ بزرگ ہیں

جن کو کافروں کا تمرب سے پلے آکر کا بیسا کر کتاب المقاومی میں آئے گا۔

## باب جہاد کے لئے نکل کرنا ہو ناوجہب ہے اور جہاد کی نیت

رکھنے کا واجب ہونا

اور سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نکل پڑو ہلکے ہو یا بھاری اور اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم جاؤ، اگر کچھ مال آسانی سے مل جانے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی ہو تو اسیہ لوگ (منافقین) اے منافق! ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو تو (جوک) کا سفر بھی دور دراز معلوم ہوا اور یہ لوگ اب اللہ کی قسم کھائیں گے "الآیۃ اور اللہ کا ارشاد" اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کما جاتا ہے کہ نکلو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تو تم زمین پر ڈھیر ہو جاتے ہو؟ کیا تم دنیا کی زندگی پر آخرت کے مقابلہ میں راضی ہو گئے ہو؟ سو دنیا کی زندگی کا سامان تو آخرت کی زندگی کے سامنے بتتی تھوڑا ہے "اللہ کے ارشاد" اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے "سک۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے (پہلی آیت کی تفسیر میں) منقول ہے کہ جدا جدا مکاریاں ہا کر جہاد کے لئے نکلو کما جاتا ہے کہ بیات (جمع) کا مفروضہ ہے۔

(۲۸۲۵) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا مجبل سے، انہوں نے طاؤس سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کرم ﷺ نے فتح کہ کے دن فریلای تھا کہ فتح ہونے کے بعد (اب کہ سے مدینہ کے لئے) بھرت بلقی شیخی ہے، لیکن خلوص نیت کے ساتھ جہاد بھی بلقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلا یا جائے تو نکل کرٹے ہو۔

**لئے** آئیں غزوہ توک کے بارے میں ہاں ہوئیں۔ توک کہ سے شرمیدہ کے شال کی سرحد پر واقع ہے۔ مدینہ منورہ سے نکلنے پر توک کی مسافت بارہ منزلوں کی ہے۔ شام پر اس وقت عیاں یوں کی حکومت تھی، آخرت میں غزوہ ختنی سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ والپیں ہوئے تو آپؐ کو خربلہ کہ عیال فویں مقام توک میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں گی ہوئی ہیں، جن کی آپؐ نے خود ہنر پڑھ کر مدافعت کرنی چاہی۔ چنانچہ تمیں ہزار فوج آپ کے ساتھ ہو گئی، لیکن موسم سخت گرمی کا تھا،

## ۲۷ - بَابُ وُجُوبِ الْفَيْرِ، وَمَا

يَجُبُ مِنَ الْجَهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِهِ

۱۴] هُنَافِرُوا حِفَاوًا وَنَقَالُوا وَجَاهُدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ. لَوْ كَانَ عَرَضاً قَرِيبًا وَسَفَرًا فَاصْدِنَا لِاتَّبِعُوكُمْ، وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّفَقَةُ، وَسَيَخْلُفُونَ بِاللَّهِ [التوبہ: ۳۸]

یذکر عن ابن عباس (انفروا ثبات: سرایا متفرقین). يقال: واحد الثبات ثبات.

۲۸۲۵ - حَدَثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَىٰ حَدَثَنَا يَحْيَىٰ حَدَثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَثَنِي مُنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤِسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ)، وَلَكِنْ جِهَادٌ وَرِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتَفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)).

[راجح: ۱۳۴۹]

لئے آئیں غزوہ توک کے بارے میں ہاں ہوئیں۔ شام پر اس وقت عیاں یوں کی حکومت تھی، آخرت میں غزوہ ختنی سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ والپیں ہوئے تو آپؐ کو خربلہ کہ عیال فویں مقام توک میں جمع ہو رہی ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں میں گی ہوئی ہیں، جن کی آپؐ نے خود ہنر پڑھ کر مدافعت کرنی چاہی۔ چنانچہ تمیں ہزار فوج آپ کے ساتھ ہو گئی، لیکن موسم سخت گرمی کا تھا،

کھوروں کی نصلی پکنے اور کتنے کا زمانہ تھا جس پر الٰہ مدد کی گزدان بڑی حد تک موقوف تھی؛ مقابلہ بھی ایک باقاعدہ فوج سے تھا اور وہ بھی اپنے وقت کی بڑی سلسلت کی فوج اور سفر بھی دور دراز، اس لئے بعضوں کی ہستیں جواب دے گئیں اور مخالفین نے تو خوب ہی بنائے لگائے پھر بھی جب عیسائیوں کو حلاطات کی ہمارافت کے پابھو مسلمانوں کی اس تیاری کا علم ہوا تو خود ہی ان کے حوالے پست ہو گئے اور انہیں فوج کشی کی ہوتی نہ ہوئی۔ لٹکر اسلام ایک مرتبہ تک انقلاب کے بعد واپس چلا آیا (سورہ توبہ میں) آیات شریفہ (يَعْتَذِرُونَ إِنَّكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ) (التوبہ: ٩٣) میں اس بجھ سے مخالفین مخالفین کا ذکر ہے دنیا کا رہ گہا عمل ہے، وقت آنے پر ہی چڑائے والوں کو اسلامی اصطلاح میں لفظ مخالف سے یاد کیا گیا ہے کوئکہ اسلام سراسر عالمی زندگی کا ہام ہے، حق ہے عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جنم بھی یہ غاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

۲۸- بَابُ الْكَافِرِ يَقْتَلُ الْمُسْلِمَ،  
بَابُ كَافِرٍ أَكْفَرُ كَفْرِي حَالَتِ مِنْ مُسْلِمٍ كَوَارِيَ بَهْرَ مُسْلِمٍ  
ہو جائے، اسلام پر مضبوط رہے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے

### تو اس کی فضیلت کا بیان

(۲۸۴۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خردی ابو الز HAR سے انہوں نے اعن ج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ R قبتو سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ پلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا وہ شہید ہو گیا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا۔ اس طرح دونوں قاتل و مقتول بلا آخر جنت میں داخل ہو گئے۔

**لشیخ** یعنی قاتلہ تو یہ ہے کہ قاتل اور محتول ایک ساتھ جنت یا جنم میں جمع نہ ہوں، اگر محتول اور شہید (اللہ کے راستے کا) بختی ہے تو پیغمبر ایسے انسان کا قاتل جنم میں جائے گا لیکن اللہ پاک خود اپنی قدرت کے عجائب ملاحظہ فرماتا ہے تو اسے نہیں آجائی ہے کہ ایک شخص نے کافروں کی طرف سے لوتے ہوئے ایک مسلم جلد کو شہید کر دیا پھر خدا کی قدرت کے اسے بھی یہ ایمان کی ملات نصیب ہوئی اور اس کے بعد وہ مسلمانوں کی طرف سے لوتے ہوئے شہید ہو گیا اور اس طرح قاتل اور محتول دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ اللہ پاک جب اپنی قدرت کا یہ بجوبہ دیکھتا ہے تو نہیں آجائی ہے جیسے اللہ کی اور صفات حق ہیں اس طرح اس کاہنسا بھی حق ہے۔ جس کی کیفیت میں کریمہ کتابت ہے، سلف کا یہی ملک ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام لانے سے اور جہاد کرنے سے کفر کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، امام احمد اور ہمام کی روایت سے یہ صراحت تھی ہے کہ ان دو شخصوں میں ایک مومن تھا ایک کافر۔ میں اگر ایک مسلم دوسرے مسلم کو محمد یعنی جان بوجہ کر کبھی شرعی وجہ کے بغیر قتل کر کے قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو تو اس کا گناہ معاف نہ ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ قول ہے کہ قاتل مومن کی توبہ قبول نہیں اور جہور علامہ کہتے ہیں کہ اس کی توبہ بھی ہے اور آئت (وَمَنْ يَعْتَذِلْ مُؤْمِنًا مُّتَقْتَلًا) (الناء: ۳۹) بر طریق مختلف ہے کہ لوگ اس سے باز

۲۸۲۶- حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِجِ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ: ((يَضْحَكُ اللَّهُ إِلَى رَجُلَيْنِ  
يَقْتَلُ أَحَدَهُمَا الْآخَرُ يَدْخُلُانِ الْجَنَّةَ،  
يَقْاتِلُ هُذَا فِي سَيِّلِ اللَّهِ يَقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوبُ  
اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشَهِدُ)).

رہیں، خلود سے مراد ہست بدست تک رہنا ہے (خلاصہ دحیدی)

آج عید الاضحیٰ ۱۴۴۰ھ کو جبکہ جماعت کی دعوت پر بہتی عید الاضحیٰ پڑھانے آیا ہوا تھا، یہ تشریحی بیان حوالہ، قلم کیا گیا۔ اللہ پاک آج کے مبارک دن میں یہ دعا قبول کرے کہ اس مبارک کتاب کی محیل کا شرف حاصل ہو۔ آئین یارب العالمین۔

قال ابن الجوزی اکثر السلف یمتّعون من تاویل مثل هنّا و یرونه کما جاء و یتبھی ان یروعی مثل فی مثل هنّا الامراً اعتقاده انه یتبھی صفات الله صفات الخلق و معنی الامراً عدم العلم بالمراد منه مع اعتقاد التزیه (فی الماری) یعنی ابن جوزی نے فرمایا کہ اکثر السلف صالحین اس حکم کی صفات الہی کی تاویل سمع جانتے ہیں بلکہ جس طرح یہ دارد ہوتی ہیں اسی طرح تسلیم کرتے ہیں، اس اعتقاد کے ساتھ کہ اللہ کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ تسلیم کرنے کا مطلب یہ کہ ہم کو ان کے معانی معلوم ہیں، یقینیت معلوم نہیں۔

(۲۸۲۷) ہم سے حیدری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیض نے

بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبسہ بن سعید نے خردی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خیر میں تمہرے ہوئے تھے اور خیر فتح ہو چکا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میرا بھی (مل غیبت میں) حصہ لگائی۔ سعید بن العاص کے ایک لڑکے (ابن بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا یا رسول اللہ؟ ان کا حصہ نہ لگائی۔ اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بولے کہ یہ شخص تو ابن قول (نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ) کا قاتل ہے۔ ابن بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کتنی عجیب بات ہے کہ یہ جانور (یعنی ابو ہریرہ ابھی تو پہاڑ کی چوٹی سے بکریاں چراتے چراتے یہاں آگیا ہے اور ایک مسلمان کے قتل کا مجھ پر الزام لگاتا ہے۔ اس کو یہ خبر نہیں کہ نے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں سے (شہادت) عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں سے ذلیل ہونے سے بچالیا (اگر اس وقت میں مارا جاتا تو دوزخی ہوتا، عبسہ نے بیان کیا کہ اب مجھے یہ نہیں معلوم کہ آپ نے ان کا بھی حصہ لگایا ہنسیں۔ سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعیدی نے اپنے دادا کے واسطے سے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ ابو عبداللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ سعیدی سے مراد عمرو بن محبی بن سعید بن عباس ہیں۔

روایت میں ابن قول سے مراد نعمان بن مالک ابن شعبہ بن احرم بن فربن، فتم محلی ہیں، قول ان کے دادا شبلہ کا تقب تھا، وہ احمد کے دن ایمان کے ہاتھ شہید ہوئے تھے۔ کہتے ہیں انہوں نے اس دن یہ دعا کی کہ یا اللہ! سورج ڈوبنے سے پلے میں جنت کی سیر کروں، اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی اور وہ سورج غروب ہونے سے پلے ہی شہید ہو گئے۔ وہ عرب میں ملی سے چھوٹا ایک جانور،

حدَّثَنَا الرَّحْمَنِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ  
حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْسَةُ بْنُ  
سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
(أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَهُوَ بِخَيْرٍ بَعْدَ مَا افْتَحْوَهَا فَقَلَّتْ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَسْهِمْ لِي، فَقَالَ بَعْضُ أَبْنَاءِ  
سَعِيدٍ بْنِ الْفَاصِ: لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ، فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ: هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْنَلِ،  
فَقَالَ ابْنُ سَعِيدٍ بْنِ الْفَاصِ: وَاعْجَبًا لَوْبِرِ  
تَدَلَّيْتَ عَلَيْنَا مِنْ قَدْوَمِ حَنَانَ يَنْعِيْ عَلَيَّ قُلْ  
وَجْلِ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللَّهُ عَلَى يَدِيْ وَلَمْ  
يَهْنِي عَلَى يَدِيْهِ. قَالَ: فَلَا أَذْرِي أَسْهِمَ لَهُ  
أَمْ لَمْ يُسْهِمْ). قَالَ سُفْيَانُ : وَحَدَّثَنِي  
السَّعِيدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ. قَالَ  
أَبُو عَنْدَرَ اللَّهِ: السَّعِيدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ  
يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ الْفَاصِ.

[اطرافہ فی: ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹۔]

جس کی دم اور کان چھوٹے ہوتے ہیں۔ قدم اور شان جو لفظ آیا ہے بعضوں نے کہا یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو قبلہ دوں کے قریب تھا حضرت ابو ہریرہ ادھری کے باشندے تھے گویا اب ان بن سعید نے حضرت ابو ہریرہؓ پر یہ طعن کیا، ان کے پستہ قد ہونے کو دیرے سے تشبیہ دی اور بکریوں کا گذرا قرار دیتے ہوئے اپنے جرم کا اقرار بھی کیا گری یہ کہ اس وقت وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں اللہ نے دولتِ اسلام سے سرفراز کر دیا۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں والمراد منه ههنا قول اباں اکرمہ اللہ علی یہدی ولم یہنی علی یہدی واراد بذلك ان النعمان استشهد ببر اباں فاکرمہ اللہ بالشهادة ولم یقتل اباں علی کفرہ فبدخل النار وهو المراد بالاهنة بل عاش اباں حتى تاب واسلم وكان اصلامہ قبل خیرہ بعد الحدبیہ وقال ذلك الكلام بحضورة النبی صلی اللہ علیہ وسلم واقرہ علیہ وموافق لما تضمنه للترجمة (فتح الباری) قول اباں سے یہ مل مراویہ کہ اللہ نے میرے ہاتھ پر ان کو عزت شہادت دی اور ان کے ہاتھوں سے قتل کرا کر مجھ کو ذلیل نہیں کیا، جس سے مراد یا کر نعمانؓ اباںؓ کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس اللہ نے ان کا اکرام فرمایا اور اباں کفرہ نہیں مراوڑہ دونخ میں جاتا۔ اللہ نے ان کو حدیبیہ کے بعد اسلام نیسب فرمایا۔ اباں نے یہ باتیں آخرت میں کے سامنے بیان کیں آپؐ خاموش رہے، اس سے ترجمہ باب ثابت ہوا۔ آپؐ نے حضرت ابو ہریرہ کا حصہ نہیں لگایا۔ اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں واحتتج به من قال ان من حضر بعد فراغ الوعة ولو كان خرج مدداللهم ان لا يشارک من حضرها وهو قول الجمهور (فتح الباری) یعنی اس سے دلیل لی اس نے جس نے کماکہ جو شخص بیگ ہونے کے بعد حاضر ہو اگرچہ وہ مدد کرنے کے عی لئے آیا ہو، اس کو حاضر ہونے والوں کے ساتھ حسوب میں شریک نہیں کیا جائے گا۔ جسور کا یہی قول ہے۔

### باب جملہ کو (نقیٰ روزوں پر) مقدمہ رکھنا

### ۲۹۔ بَابُ مِنِ اخْتَارَ الْفَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ

۲۸۲۸۔ حدثنا آدم حدثنا شعبة حدثنا ثابت البشّاني قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله عنه قال: ((كان أبو طلحة لا يصوم على عهد النبي ﷺ من أجل الفزو، فلما قبض النبي ﷺ لم أرَه مفترًا إلا يوم بطرب أو أضنه)).

(۲۸۲۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بیانی نے، کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ پر ٹھہر سے نہ انہوں نے بیان کیا کہ ابو طلحہ زید بن سہیلؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جہادوں میں شرکت کے خیال سے (نقیٰ) روزے نہیں رکھتے تھے لیکن آپؐ کی وفات کے بعد پھر میں نے انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سواروے کے بغیر نہیں دیکھا۔

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس میں فرض نماز بھی کم ہو جاتی ہے پھر نقیٰ نماز اور روزوں کا ذکر یعنی کیا ہے کیونکہ جہاد ان سب پر مقدمہ ہے مگر عام طور پر مسلمان اس فریضہ سے غافل ہو گئے اور نقیٰ بلکہ خود ساختہ نمازوں و ظیفوں نے ان کو میدان جہاد سے قطعاً غافل کر دیا الاما شاء اللہ۔ پیچے تلایا جا چکا ہے کہ اسلام میں جہاد یعنی قتل محض مدافعتہ طور پر ہے جا رہا ہے ہرگز اسلام نے جنگ کو جائز نہیں رکھا۔

### ۳۰۔ بَابُ الشَّهَادَةِ سَبْعَ سَوَى سَلَاتِ قَتْلٍ

### باب اللہ کی راہ میں مارے جانے کے سوا شہادت کی اور بھی سات قسمیں ہیں

۲۸۲۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الشَّهِدَاءُ خَمْسَةٌ: الْمَطْعُونُ وَالْمَطْطُونُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَمْ وَالشَّهِيدُ فِي سَيْئِ اللَّهِ)).

[راجع: ۶۵۳]

**لشیخ** بعض احادیث میں شادت کی سات قسموں کا صاف ذکر آیا ہے، حضرت امام<sup>ؑ</sup> نے عنوان انہیں احادیث کے پیش نظر لگایا ہے لیکن چونکہ یہ احادیث ان کی شرائط پر نہیں تھیں، اس لئے انہیں باب کے تحت نہیں لائے۔ مقصد یہ ہے کہ شادت صرف جاد کرتے ہوئے قتل ہو جانے کا ہی ہام نہیں ہے بلکہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ شادت جاد کرتے ہوئے شادت پانے کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ (دوسری روایتوں میں ہے کہ جو جل کر یا نمونیہ میں مر جائے یا عورت زیگی میں یا آؤی اپنے مال و جان کی حفاظت میں یا سانپ اور پھوک کے کائٹ سے یا درندے کے پھاڑنے سے مر جائے وہ شہید ہے، امام نووی<sup>ؓ</sup> فرماتے ہیں المراد بشهادة هؤلاء كلهم غير المقتول في سبيل الله انهم يكون لهم ثواب الشهداء واما في الدنيا فيقتلون وبصل علىهم وقد سبق في كتاب الإيمان بيان هذا وان الشهداء ثلاثة اقسام شهيد في الدنيا والآخرة وهو المقتول في حرب الكفار وشهيد في الآخرة دون احكام الدنيا وهم هؤلاء المذكورون هنا وشهيد في الدنيا دون الآخرة وهو من غل في الفئمة او قتل مدبرا (نووی، ج: ۲/ ص: ۱۳۳) یعنی مقتول کے علاوہ ان جملہ شادتوں سے مراد یہ کہ آخرت میں ان کو شداء کا ثواب طے گا مگر دنیا میں وہ شداء کی طرح نہیں بلکہ عام مسلمانوں کی طرح عسل دینے جائیں گے اور ان پر نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ شداء تم قسم کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہیں جو دنیا و آخرت میں شہید ہیں، جو جاد میں کفار کے ہاتھوں سے مارے جائیں۔ دوسری قسم کے شہید وہ جو آخرت میں شہید ہوئے اگر آخرت میں شہید نہیں وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مال غیرہ میں خیانت کی۔ تیسرا قسم کے شہید وہ جو دنیا میں شہید ہیں مگر دنیا میں ان پر احکام شداء جاری نہ ہوں گے، ایسے ہی شداء یہاں مذکور ہیں۔ لفظ شہید کی حقیقت بتلانے کے لئے حضرت امام نووی شارح مسلم لکھتے ہیں واما سب تسمیہ شہیداً فقال النضر بن شعبيل لانه حى فان ادواحهم شهدت و حضرت دارالسلام وارواح غیرهم انما تشهدها يوم القيمة وقال ابن الانباري لان الله تعالى وملائكته عليهم الصلوة والسلام يشهدون له بالجنة وقيل لانه شهد عند خروج روحه ما اعده الله تعالى له من الثواب والكرامة وقيل لان ملائكة الرحمة يشهدونه فياخذونه روحه وقيل لان شهده بالإيمان وختامة الخير بظاهر حاله وقيل لان عليه شاهدا بكونه شهيدا وهو الدم وقيل لانه يشهد على الام يوم القيمة بابلاغ الرسالة اليهم وعلى هذا القول يشارکهم غيرهم في هذا الوصف (نووی، ج: ۲/ ص: ۱۳۳) یعنی شہید کی وجہ تسمیہ کے بارے میں پس نضر بن شعبیل نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی ان کی روح دارالسلام میں زندہ اور حاضر رہتی ہے جبکہ ان کے غیر کی رو حیں قیامت کے دن وہاں حاضر ہوں گی۔ اہنے انباری نے کہا اس لئے کہ اللہ پاک اور اس کے فرشتے اس کے لئے جنت کی شادت دینے ہیں اور کہا گیا کہ اس لئے کہ جب بھی اس کی روح نکلی اس نے ثواب اور کرامت سے متعلق اللہ کے وعدوں کا مشہدہ کیا اور کہا گیا کہ اس لئے کہ رحمت کے فرشتے اس کی شادت کے وقت حاضر ہوتے اور اس کی روح کو لے لیتے ہیں اور کہا گیا کہ اس لئے کہ ظاہری شادت کی بنا پر اس کے ایمان اور خاتمه بالخیر کی شادوت دی گئی اور کہا گیا کہ اس پر اس کا خون شاہد ہو گا جو اس کے شہید ہونے کی شادت دے گا اور کہا گیا کہ اس لئے کہ وہ۔

قیامت کے دن دوسری امتوں پر شہادت دے گا کہ ان کے رسولوں نے ان کو اللہ کے پیقلات پنجاہیے اور اس قول پر ان کے غیر بھی اس میں ان کے شریک ہوں گے۔

(۲۸۳۰) ہم سے بشربن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عاصم نے خبر دی حفظہ بنت سیرین سے اور انہوں نے انس بن مالک بنثیر سے کہ نبی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون کی موت ہر مسلمان کے لئے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

۲۸۳۰ - حدثنا بشرُّ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَيِّدِنَا عَنْ أَنَسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ ((الطَّاغُونَ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)).

[طرفة فی : ۵۷۲۲].

اس لئے طاعون زدہ علاقوں سے بھاگنا یا ان میں داخل ہونا منع ہے، اس بیماری میں آدمی کے گلے یا بغل میں گلٹی ہوتی ہے اور شدید بخار کے ساتھ دودن میں آدمی ختم ہوتا ہے، اسی کو پیک بھی کہتے ہیں۔

### باب قول اللہ تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں یہ فرماتا کہ مسلمانوں میں جو لوگ معذور نہیں ہیں اور جہاد سے بیٹھ رہیں وہ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، اللہ نے ان لوگوں کو جو اپنے مال اور جان سے جہاد کریں، بیٹھے رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کا چھاؤ دہ سب کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجہدوں کو بیٹھنے والوں پر بہت بڑی فضیلت دی ہے۔ ”اللہ کے فرمان غفور ارجح ماتک۔“

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولَى الضررِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضْلُ اللَّهِ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةٌ وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى، وَفَضْلُ اللَّهِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ - إِلَى قَوْلِهِ - غُفُورًا رَّحِيمًا﴾ [ النساء : ۹۵].

پہلے یہ آیت یوں اتری تھی ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ﴾ آخر تک۔ اس میں ﴿غیر اولی الضرر﴾ کے الفاظ نہ تھے پھر اللہ نے یہ لفظ نازل فرمایا کہ لفظ ﴿لَا يَسْتَوِي﴾ اندھے، اپاچ لوگوں کو نکال دیا کیونکہ وہ معذور ہیں۔

امام نووی اس کے ذیل میں فرستے ہیں۔ فیہ دلیل لسقوط الجہاد عن المعنورین ولكن لا یکون ثواب المجاهدين بل لهم ثواب نباتهم ان کان لهم نیۃ صالحۃ كما قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم ولكن جہاد و نیۃ و فیہ ان الجہاد فرض کفاية ليس بفرض عن وفیہ رد على من يقول انه کان فی زم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین وبعده فرض کفاية والصحیح انه لم یزل فرض کفاية من حين شرع وهذه الاية ظاهرة في ذلك لقوله تعالى وكلا و وعد الله الحسنی وفضل الله المجاهدين على القاعدین اجرا عظیماً یعنی یہ دلیل ہے کہ معذور لوگوں سے جہاد معاف ہے مگر ان کو مجہدوں کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ ان کی یہی نیت کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ نیت صالحة رکھتے ہوں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاد اور نیت جہاد قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاد فرض عین نہیں بلکہ صرف فرض کفایہ ہے اور اس میں اس شخص کا بھی رد ہے جو کہتا ہے کہ آنحضرت کے زمان میں جہاد فرض میں تھا بعد میں فرض کفایہ ہو گیا، صحیح یہ ہے کہ جہاد بیش سے فرض کفایہ ہی چلا آ رہا ہے۔ آیت باب کا ظاہر مفہوم بھی یہی ہے کہ اللہ نے سب سے نیک درجہ فرمایا ہے اور قاعدین پر مجہدوں کو بڑی فضیلت ہے۔ قاعدین یعنی جہاد سے بیٹھ رہنے والے لوگ مراد ہیں۔

٢٨٣١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا نَزَّلَتْ: ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ رَبِّهِ زِيَّدًا فَجَاءَ بِكِتْفِ فَكَتَبَهَا. وَشَكَّا ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ ضَرَارَتَهُ فَنَزَّلَتْ: ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرِ أُولَى الضرَرِ﴾.

[اطرافہ فی: ٤٥٩٣، ٤٥٩٤، ٤٦٩٠].

اس زمانہ میں چونکہ کافند زیادہ نہیں تھا، اس لئے ہڈی یا اور بستی دوسری چیزوں پر بھی خاص طریقے استعمال کرنے کے بعد اس طرح لکھا جاتا کہ صاف پڑھا جاسکتا تھا اور کتابت بھی ایک طویل زمانہ تک بالی رہتی تھی۔ یہاں ایسی ہی ایک ہڈی پر آیت لکھتے کا ذکر ہوا ہے۔ اس آیت نے تایبا وغیرہ معدورین کو فرضیت چہاد سے مستثنیٰ کر دیا۔ جس دور میں جیسا کہ آج کل ہے شراکٹ جہاد پرے طور پر موجود نہ ہوں اس دور کے اہل اسلام بھی معدورین ہی میں شامل ہوں گے مگر ایسے دور کو ضعف اسلام کا دور کہا جائے گا جیسا کہ بدءِ الاسلام غریباً و سیعوڈ کما بداء سے ظاہر ہے۔

٢٨٣٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدِ الرُّفَوِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَتْ حَتْنِي جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَأَخْبَرْتَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ رَبِّهِ مَلَى عَلَيْهِ: ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾) انسوں نے بیان کیا کہ کما ہم سے ابراہیم بن سعد زہری نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے بیان کیا این شاب سے، انسوں نے سمل بن سعد زہری بن عثیمین سے، انسوں نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن حکم (ظفیلہ اور اس وقت کے امیر مدینہ) کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے قریب گیا اور پسلو میں بیٹھ گیا اور پھر انہوں نے ہمیں خبر دی کہ زید بن ثابت انصاری بن عثیمین نے ائمیں خردی تھی کہ رسول اللہ مصطفیٰ نے ان سے آیت لکھوائی ﴿لَا يَسْتُوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ انسوں نے بیان کیا پھر عبد اللہ بن ام مکتوم بن عثیمین آئے، آپ اس وقت مجھ سے آیت مذکورہ لکھوار ہے تھے، انسوں نے کما یا رسول اللہ! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا، وہ تایبا تھے، اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول مصطفیٰ پر وحی نازل کی۔ اس وقت آپ کی ران میری ران پر تھی میں نے آپ

لشیل پر وحی کی شدت کی وجہ سے آپؐ کی ران کا اتابو جھ محسوس کیا کہ مجھے ذر ہو گیا کہ کہیں میری ران پھٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپؐ سے ختم ہو گئی اور اللہ عزوجل نے فقط «غیر اولی الصرر» نازل فرمائے۔

علیٰ رسولہ ﷺ وَفِخْدَةٌ عَلَىٰ فَخْدَةٍ.  
فَنَقْلَتْ عَلَيْهِ حَنْتٌ حَنْتَ أَنْ تُرِضَ فَخْدَةٍ.  
ثُمَّ سُرَيْ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
هُغْيَرْ أُولَى الصَّرَرِ». [طرفة في: ٤٥٩٢]

رسول کریم ﷺ پر جب وہی نازل ہوتی تو آپ کی حالت دگرگوں ہو جاتی، سخت سردی میں پیند پیند ہو جاتے اور جسم مبارک بو جھل ہو جاتا۔ اسی کیفیت کو راوی نے بیان بیان کیا ہے۔ آئیں میں ان الفاظ سے تابیبا پیار اپاچ لوگ فرضیت جہاد سے مستثنی کر دیئے گئے۔ جو ہے ((لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا)) (البقرة: ٢٨٦) احکام الی صرف انسانی وسعت و طاقت کی حد تک پھالانے ضروری ہیں۔

### باب کافروں سے لڑتے وقت صبر کرنا

(۲۸۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق موسیٰ ابن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی النفر نے کہ عبد اللہ بن ابی اوی رضی اللہ عنہ نے ( عمر بن عبد اللہ کو) لکھا تو میں نے وہ تحریر پڑھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تمہاری کفار سے مذہبیہ ہو تو صبر سے کام لو۔

### ۳۲- بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ

۲۸۳۳- حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْيَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبْنِ النَّضْرِ أَنَّ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى كَتَبَ فَقَرَأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا لَقِيْمُوهُمْ فَاصْبِرُو)). [راجح: ۲۸۱۸]

یعنی مستقل مزاجی کے ساتھ ہے رہو اور حالات جیسے بھی ہوں بد دل ہرگز نہ ہو، بزدلی یا فرار مومن کی شان نہیں۔ اگر موت مقدر نہیں ہے تو یقیناً سلامتی کے ساتھ واپسی ہو گی اور موت مقدر ہے تو کوئی طاقت نہ پچا سکے گی۔ یہی ایمان اور یقین ہے جو مرد مومن کو غازی یا شہید کے معزز القاب سے ملقب کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے ((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ يَعِيشُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ)) (البقرة: ۱۵۳) ترجمہ: اے ایمان والو! صبرا و نماز سے مدد حاصل کرو، بے شک اللہ پاک صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

### ۳۳- بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الْقِتَالِ:

(اور سورہ افال میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ  
«اے رسول! مسلمانوں کو (محارب) کافروں سے لڑنے کی رغبت دلانا

وَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى:

«خَرْضُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ»

الإنفال: ۶۵۔

کافروں سے مراد وہ جو اسلامی ریاست پر حملہ کریں۔ جو غیر مسلم مسلمانوں کے ساتھ امن و صلح کے ساتھ رہیں ان کے ساتھ جگ و جہاد و غداری ہرگز جائز نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے ((وَإِن جنحوا للسلم فاجنح لها)) (الافال: ۱۱) اگر وہ غیر مسلم صلح مقالی کے لئے بھکھیں تو تم بھی اس کے لئے جگ جاؤ، امن و امان و صلح کے ساتھ رہو کہ اللہ کو یہی پسند ہے ((وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ)) (البقرة: ۲۰۵) اللہ فدا کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

۲۸۳۴- حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَحَدَّثَنَا أَبُو

(۲۸۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے

حیدر نے بیان کیا کہ میں نے انس بخش سے سن، وہ بیان کرتے تھے کہ  
نبی کریم ﷺ (غزوہ خندق کے شروع ہونے سے کچھ پسلے جب خندق  
کی کھدائی ہو رہی تھی) میدان خندق کی طرف تشریف لے گئے، آپ  
نے دیکھا کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم السَّلَامُ میں سردی کی  
خختی کے باوجود صحیح ہی صبح خندق کھودنے میں مصروف ہیں، ان کے  
پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ آپ نے  
ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھا تو آپ نے دعا فرمائی ”اے اللہ! زندگی  
تو پس آخرت ہی کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت  
فرمایو۔“

لیعنی -

درحقیقت جو مزہ ہے آخرت کا ہے مزہ

بخش دے انصار اور پردویسیوں کو اے خدا

صحابہ نے اس کے جواب میں کہا ”ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر  
اس وقت تک جہاد کرنے کا عمل کیا ہے جب تک ہماری جان میں جان  
ہے“

لیعنی -

اپنے پیغمبر محمدؐ سے یہ بیعت ہم نے کی  
جب تک ہے زندگی لڑتے رہیں گے ہم سدا

باب خندق کھودنے کا بیان

(۲۸۳۵) ہم سے ابو مسٹرنے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے  
بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک  
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا  
خطہ ہوا تو) مدینہ کے اردو گرد مہاجرین و انصار خندق کھودنے میں

إِسْحَاقُ عَنْ جَمِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّهَا  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ  
وَالْأَنْصَارُ يَحْفَرُونَ فِي غَدَاءَ بَارِدَةَ، فَلَمْ  
يَكُنْ لَّهُمْ عَيْنَةٌ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا  
رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ قَالَ:  
((اللَّهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرِ  
لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرِةَ). فَقَالُوا مُجَيْبِنَ لَهُ:  
نَحْنُ الْذِينَ بَأْيَاعُوا مُحَمَّدًا  
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيَّا أَبَدًا

[اطرافہ فی: ۲۸۳۵، ۲۹۶۱، ۳۷۹۵]

[۳۷۹۶، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۶۴۱۳]

. [۷۲۰۱]

### ۳۴- بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ

پہلے زمانوں میں دشمنوں سے محفوظ رہنے کی صورتوں میں سے ایک صورت یہ بھی تھی کہ قلعے یا شرکے چاروں طرف گردی خندق  
کھود کر اس کو پانی سے لبریز کر دیا جاتا، اسی طرح وہ قلعہ یا شرہ دشمن سے محفوظ ہو جایا کرتا تھا۔ مسلمانوں کو بھی ایک دفعہ مدینہ کی  
حفاظت کے لئے ایسا ہی کرنا پڑا دور حاضرہ میں جنگ کے پرانے حالات سب دوسری صورتوں میں تبدیل ہو چکے ہیں، اب جگ زمین  
سے زیادہ فضائی لڑی جاتی ہے۔

(۲۸۳۶) - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَنْ  
الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيرِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ  
وَالْأَنْصَارُ يَحْفَرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ

مشغول ہو گئے، مٹی اپنی پشت پر لالا د کر اٹھاتے اور (یہ رجز) پڑھتے جاتے "ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لئے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔" نبی کریم ﷺ ان کے پاس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے "اے اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں، پس آپ تو انصار اور مهاجرین کو برکت عطا فرمائیو۔

الْمَدِينَةَ وَيَقْلُونَ الرُّبَابَ عَلَىٰ مُتْبِعِهِمْ  
وَيَقُولُونَ:

نَحْنُ الَّذِينَ نَأْيَفُوا مُحَمَّداً  
عَلَىٰ الْإِسْلَامِ مَا نَبَقَيْنَا أَبَدًا  
وَالنَّبِيُّ هُنَّا يَحْتَمِلُونَ وَيَقُولُونَ:  
اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ  
فَارْكُ فِي الْأَصْنَافِ وَالْمُهَاجِرَةِ

[راجح: ۲۸۳۴]

حدیث میں مدینہ شریف کے ارد گرد خندق کھودنے کا ذکر ہے۔ یہی ترجمۃ الباب ہے۔

(۲۸۳۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہوں نے براء بن عازب بن شریعت سے سنا کہ نبی کریم ﷺ (خندق کھودتے ہوئے مٹی) اٹھا رہے تھے اور فرماتا ہے تھے کہ "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں ہدایت فضیل نہ ہوتی" یعنی اطراہ فی: ۲۸۳۷، ۳۰۳۴، ۴۱۰۴، ۴۱۰۶، ۶۶۲۰، ۷۲۳۶۔

یہ جگ شوال ۵۵ میں ہوئی تھی، جس میں جملہ اقوام عرب نے متعدد ہو کر اسلام کے خلاف یخارکی تھی مگر اللہ نے ان کو ذیل کر کے لوٹا دیا۔ سورہ احزاب میں اس جگ کے کچھ لرزہ خیز کو اکف مذکور ہوئے ہیں۔

(۲۸۳۷) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب بن شریعت نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر دیکھا کہ آپ مٹی (خندق کھودنے کی وجہ سے جو نکلتی تھی) خود ڈھو رہے تھے، مٹی سے آپ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ شعر کہ رہے تھے۔

۲۸۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ سَمْفُوتِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ هُنَّا يَحْتَمِلُونَ وَيَقُولُونَ: ((لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا)).

۲۸۳۷ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَخْرَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ - وَقَدْ وَارَى التُّرَابَ يَأْضَنَ بَطْنَهِ - وَهُوَ يَقُولُ:

تُو ہدایت گرنہ ہوتا تو کمال ملتی نجات کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ  
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات پاؤں جوا دے ہمارے دے لائی میں ثبات  
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آتے ہیں

[راجح: ۲۸۳۶]

حدیث میں ذکر کردہ آخری الفاظ ان الاولی قد بغرا علینا کا مطلب یہ کہ یا اللہ! دشمنوں نے خواہ خواہ ہمارے خلاف قدم اٹھایا اور ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے، اس لئے مجبوراً ہم کو ان کے جواب میں آتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جگ مدافعانہ

ہوتی ہے جس کا مقصد عظیم فتوح کو فرو کر کے امن و امان کی فضایا کرنا ہوتا ہے۔ جو لوگ اسلام پر قتل و غارت گری کا الزام لگاتے ہیں وہ حق سے سراسر ناداقیت کا ثبوت دیتے ہیں۔

## بابِ جو شخص کسی معقول عذر کی وجہ سے جمادیں شریک نہ ہو سکا

(۲۸۳۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شرہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک سے والبیں ہوئے۔

(۲۸۳۹) امام بخاری رضی اللہ عنہ حدیث کی دوسری سند بیان کرتے ہیں کہ) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حمادنے بیان کیا، یہ زید کے بیٹے ہیں، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک بن شرہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوہ (تبوک) پر تھے تو آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھلائی یا وادی میں (جہاد کے لئے) چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آسکے۔ اور موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے حمادنے بیان کیا، ان سے حمید نے، ان سے موسیٰ بن انس نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

پہلی سند وہ جس میں حمید اور انس کے درمیان موسیٰ بن انس کا واسطہ نہیں ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں میں کچھ واقعی ایسے مغلص تھے جن کے عذرات صحیح تھے، وہ دل سے شرکت چاہتے تھے مگر مجبوراً پیچھے رہ گئے، انہی کے بارے میں آپ نے یہ بشارت پیش فرمائی۔ ترجیح اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

## جماعیں روزے رکھنے کی فضیلت

(۲۸۴۰) ہم سے اسحاق بن نفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریر نے خبر دی، کہا کہ مجھے یحییٰ بن سعید اور سیمیل بن ابی صالح نے خبر دی، ان دونوں حضرات نے نعمان بن ابی عیاش سے سنایا، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، آپ

## ۳۵- بَابُ مَنْ حَجَّسَةَ الْعَذْرِ عَنِ الْغَزْوِ

۲۸۳۸- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا رُهْبَنْ حَدَّثَنَا حُمَيْدًا أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَنَاهُ قَالَ: ((رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفہ فی : ۲۸۳۹، ۲۸۳۹، ۴۴۲۳] .

۲۸۳۹- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَوْبَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ رَبِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي غَزْوَةِ فَقَالَ: ((إِنَّ أَفْوَاماً بِالْمَدِينَةِ خَلَفَنَا مَا سَلَكْنَا شَعْبَنَا وَلَا وَادِيَنَا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيهِ، حَسَبُهُمُ الْعَذْرُ)). وَقَالَ مُوسَى: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: الْأَوَّلُ أَصَحُّ. [راجع: ۲۸۳۸]

## ۳۶- بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِي

### سَبِيلِ اللَّهِ

۲۸۴۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُوَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسَهْلٌ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ

نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے نا، آپ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے جنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا۔

**لشیخ حنفی** گیا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی جہاد کرتے ہوئے رکھنا مراد ہے جس سے نفل روزہ مراد ہے اور اسی کی یہ فضیلت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد مجاهد کا روزہ اور مرد مجاهد کی نماز بہت اونچا مقام رکھتی ہے۔

### باب اللہ کی راہ (جہاد) میں خرج کرنے کی فضیلت

### ۳۷ - بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي

#### کا بیان

(۲۸۳۱) ہم سے سعد بن خفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا یعنی سے، وہ ابو سلمہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرج کیا تو اسے جنت کے داروغہ بلا کیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلاۓ گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے آ۔ اس پر ابو ہریرہ بولے یا رسول اللہ! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا۔ آنحضرت نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہیں میں سے ہو گے۔

#### سَبِيلِ اللہِ

۲۸۴۱ - حَدَثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَثَنَا شِيبَانٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ سَلْمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دُعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ - كُلُّ خَزَنَةٍ بَابٌ - أَيْ فُلُ، هَلْمٌ)). قَالَ أَبُوبَكْرٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَاكُ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَرْجُوا أَنْ تَكُونُ مِنْهُمْ)).

[راجح: ۱۸۹۷]

اس حدیث میں بھی لفظی سبیل اللہ سے جہادی مراد ہے جوڑا خرج کرنے سے مراد ہے کہ جو چیز بھی دی وہ کم از کم دو دو کی تعداد میں دی اس پر یہ فضیلت ہے۔

(۲۸۳۲) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فلح نے بیان کیا، ان سے ہلال نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میرے بعد تم پر دنیا کی جو برکتیں کھول دی جائیں گی، میں تمہارے بارے میں ان سے ڈر رہا ہوں کہ (کہیں تم ان میں بتلانے ہو جاؤ) اس کے بعد آپ نے دنیا کی رنگینیوں کا ذکر فرمایا۔ پہلے دنیا کی برکات کا ذکر کیا پھر اس کی رنگینیوں کو بیان فرمایا، اتنے میں ایک صحابی

۲۸۴۲ - حَدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانٍ حَدَثَنَا فَلَيْحَ حَدَثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: ((إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ)). ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَا يَا خَدَاهُمَا وَتَنَّى

کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا بھائی براہی پیدا کروے گی۔ آپ اس پر تھوڑی دری کے لئے خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ سب لوگ خاموش ہو گئے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ اس کے بعد آپ نے چہرہ مبارک سے پیشہ صاف کیا اور دریافت فرمایا سوال کرنے والا کمال ہے؟ کیا یہ بھی (مال اور دنیا کی برکات) خیر ہے؟ تین مرتبہ آپ نے یہی جملہ دہرا دیا پھر فرمایا دیکھو بھار کے موسم میں جب ہری گھاس پیدا ہوتی ہے، وہ جانور کو مار ڈالتی ہے یا مرنے کے قریب کر دیتی ہے مگر وہ جانور نفع جاتا ہے جو ہری ہری دوب چرتا ہے، کوئی بھرتے ہی سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ یہ گور پیشab کرتا ہے پھر اس کے ہضم ہو جانے کے بعد اور چرتا ہے، اسی طرح یہ مال بھی ہر ابھر اور شیریں ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمده ہے جسے اس نے طلاق طریقوں سے جمع کیا ہوا اور پھر اسے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) قیوموں کے لئے اور مسکینوں کے لئے وقف کر دیا ہو لیکن جو شخص ناجائز طریقوں سے جمع کرتا ہے تو وہ ایک ایسا کھانے والا ہے جو کبھی آسودہ نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ بن کر آئے گا۔

**باب جو شخص غازی کا سامان تیار کر دے یا اس کے پیچھے اس کے گھروالوں کی خبر گیری کرے، اس کی فضیلت**

(۲۸۳۳) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ہم سے حسین نے بیان کیا، کہا مجھ سے تیجی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے بصر بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن خالد بن شہر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو سازو سامان دیا تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر یا کی گمراہی کی تو وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا۔

(۲۸۳۴) ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان

بالآخری۔ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ يَأْتِيَ الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، قُلْنَا يُوحَى إِلَيْهِ، وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّهُ عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ. ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَجْهِهِ الرُّحْضَاءَ فَقَالَ: ((أَئِنَّ السَّائلَ أَنِيفًا؟ أَوْ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثَةً. إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ. وَإِنَّهُ كُلُّ مَا يُنْبَتُ الرُّبْعَيْنَ مَا يُقْتَلُ حَبَطًا أَوْ يَلْمُ، أَكْلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَتْ خَاصِيرُهَا اسْنَقَبَلَتِ الشَّمْسُ فَلَطَّطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَأَتَتْ. وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ حَضِيرَةً حَلْوَةً، وَنَعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخْذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْأَيَّامِ وَالْمَسَايِّنِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْأَكْلِ الَّذِي لَا يَشْتَغِلُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[راجع: ۹۲۱]

**۳۸- بَابُ فَضْلٍ مِنْ جَهَنَّمَ غَازِيًّا أَوْ خَلْفَةَ بِخَيْرٍ**

(۲۸۴۳) - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنَارْ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَينُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْتَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي بَرْ سُرْ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَهَنَّمَ غَازِيًّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَّ، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًّا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَّ)).

(۲۸۴۴) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

سے اسحاق بن عبد اللہ نے اور ان سے انس بن مالک بھی شتر نے کہ بھی  
کشمیر میں مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا  
کرتے تھے گرام سلیم کے پاس جاتے۔ آخرت سے جب اس کے  
متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے، اس کا بھائی  
(حرام بن ملخان بھٹک) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

وہ ستر قاری مبلغین صحابہ قبائل رعل و ذکوان وغیرہ نے جن کو دعو کا سے شہید کر دیا تھا، ان میں اولین شہید یہی حضرت حرام بن ملخان تھے۔ علماء نے ام سلیم کو آپ کی رضائی خالہ بھی بتالیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں علی انها کانت محروم الہ صلی اللہ علیہ وسلم و اختلقو فی کیفیۃ ذلك فقال ابن عبدالبر وغيره کانت احدی خالاته صلعم من الرضاعۃ وقال اخرون بل کانت خالہ لایہ او لجده لان عبد المطلب کانت امه من بنی النجار (نووی) یعنی ام سلیم آپ کیلئے حرم تھی بعض لوگوں نے ان کو آپ کی خالہ بتالیا ہے اور رضائی بھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد یا آپ کے دادا کی خالہ تھیں، اسلئے کہ عبد المطلب کی والدہ ماجدہ بنو نجار سے تھیں۔

### باب جنگ کے موقع پر خوشبو ملنا

(۲۸۳۵) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کما ہم سے خالہ بن حارث نے بیان کیا، کما ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے موی بن انس نے بیان کیا جنگ یاماہ کا وہ ذکر کر رہے تھے، بیان کیا کہ انس بن مالک بھٹک ثابت بن قیس بھٹک کے یہاں گئے، انہوں نے اپنی ران کھول رکھی اور خوشبو لگا رہے تھے۔ انس بھٹک نے کماچچا اب تک آپ جنگ میں کیوں تشریف نہیں لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹھے بھی آتا ہوں اور وہ پھر خوشبو لگانے لگے پھر (کفن پین کر) تشریف لائے اور بیٹھے گئے (مراد صف میں شرکت سے ہے) انس بھٹک نے گھنگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف سے کچھ کمزوری کے آثار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے۔ (یعنی پہلی صف کے لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے کمزوری کا ہرگز مظاہرہ نہیں ہونے دیتے تھے) تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بڑی چیز کا عادی بنادیا ہے (تم جنگ کے موقع پر بچھے ہٹ گئے) وہ حملہ کرنے لگے۔ اس حدیث کو حماد نے ثابت سے اور انہوں نے انس بھٹک سے روایت کیا۔

حدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَذْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سَلَيْمَ، إِلَّا أَنَّ أَزْوَاجَهُ، فَقِيلَ لَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي أَرْحَمُهُمَا، فَقِيلَ أَخْوَهَا مَعِيَ)).

### ۳۹- بَابُ التَّحْتُنَطِ عِنْدِ الْقِتَالِ

(۲۸۴۵) حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حدَّثَنَا أَبْنُ عَوْنَ عنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ: وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ: ((أَتَيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ثَابَتْ بْنُ قَيْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخْدِيهِ وَهُوَ يَتَحْتَنِطُ فَقَالَ: يَا عَمَّ مَا يَعْجِسْكَ أَنْ لَا تَجِيءِ؟ قَالَ: إِلَآنِ يَا أَبْنَ أَخِيِ، وَجَعَلَ يَتَحْتَنِطُ - يَعْنِي مِنَ الْحَوْنَطِ - ثُمَّ جَاءَ فِي جَلْسٍ، فَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ انْكِشَافًا مِنَ النَّاسِ قَالَ: هَكَذَا عَنْ وُجُوهِهَا حَتَّى تُعَنَّرِبَ الْقَوْمَ، مَا هَكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِنِسَ ما عَوَدْتُمْ أَفْرَانَكُمْ)) رَوَاهُ حَمَادٌ عَنْ ثَابَتِ عَنْ أَنَسٍ.

جنگ یہاں زمانہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میلہ کتاب مدح نبوت سے لوئی گئی تھی۔ تفصیلات کتاب المذاہی میں آئیں گی۔  
ان شاء اللہ العزیز۔

### باب دشمنوں کی خبر لانے والے وسٹے کی فضیلت

لفظ طیبہ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں ای من بیعثت الی العدو ليطلع علی احوالہم وہو اسم جنس لیشمل الواحد فما فوقه (فتح الباری) یعنی جو شخص دشمنوں کے حالات کی اطلاع حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے اور یہ اسی جنس ہے جو واحد اور جمع سب پر مشتمل ہے۔

(۲۸۳۶) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے محمد بن مکدر نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ بن جعفر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خندق کے دن فربیاد شمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ (شمن سے مراد یہاں بن قریظہ تھے) زبیر بن جعفر نے کہا کہ میں۔ آپ نے دوبارہ پھر پوچھا شمن کے لشکر کی خبریں کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر بن جعفر نے کہا کہ میں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (چے مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری (زبیر) ہیں۔

۲۸۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا سُفيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ يَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَخْرَابِ؟)) قَالَ الرَّبِيعُ: أَنَا. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ يَأْتِنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟)) قَالَ الرَّبِيعُ: أَنَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيًّا الرَّبِيعَ)). [اطرافہ فی: ۲۸۴۷، ۲۹۹۷، ۳۷۱۹، ۴۱۱۳، ۷۲۶۱]

باب کیا جاسوسی کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا جاسکتا ہے؟  
(۲۸۳۷) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خردی، کہا ہم سے ابن مکدر نے بیان کیا، انہوں نے جابر بن عبد اللہ بن جعفر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو (نبی قریظہ کی خبر لانے کے لئے) دعوت دی۔ صدقہ (امام بخاری) کے استاذ نے کہا کہ میرا خیال ہے یہ غزوہ خندق کا واقعہ ہے۔ تو زبیر بن جعفر نے اس پر لبیک کما پھر آپ نے بلا یا اور زبیر بن جعفر نے لبیک کما پھر تمہری بار آپ نے بلا یا اور اس مرتبہ بھی زبیر بن جعفر نے لبیک کما۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر بن حوما ہیں (زمخت).

۲۸۴۷ - حَدَّثَنَا صَدَقَةً أَخْبَرَنَا أَبْنَ عَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَبْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى النَّاسِ - قَالَ صَدَقَةً أَظْهَرَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ - فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ، ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيًّا الرَّبِيعَ بنَ الْعَوَامِ)). [راجع: ۲۸۴۶]

باب دو آدمیوں کامل کر سفر کرنا  
(۲۸۳۸) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو شاب

### باب سفرِ الإثنین

۴۸۴۸ - حَدَّثَنَا أَخْمَدَ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا

ابو شہاب عن خالد الحداء عن أبي  
قلابة عن مالك بن الحويرث قال:  
انصرفت من عند النبي ﷺ فقال لها -  
أنا وصايعك لمني - ((اذنا وأقيمت  
وليمكما أكتبركما)). [راجع: ٦٢٨]

نے بیان کیا، ان سے خالد حداء نے، ان سے ابو قلابة نے اور ان سے  
مالک بن حويرث بن شریعت نے بیان کیا کہ جب ہم نبی کرم ﷺ کے یہاں  
سے وطن کے لئے واپس لوٹے تو آپ نے ہم سے فرمایا ایک میں تھا  
اور دوسرے میرے ساتھی، (ہر نماز کے وقت) اذان پکارنا اور اقامۃ  
کہنا اور تم دونوں میں جو بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ میں گزر ہے یہاں حضرت امام بخاری اس کو اس لئے کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اکیلا  
سفر کرنے والا شیطان ہے اور دو شخص سفر کرنے والے دشیطان ہیں اور تین شخص جماعت۔ اس حدیث کی رو سے بعضوں نے دو  
شخصوں کا سفر کروہ رکھا ہے، امام بخاریؓ نے اسی حدیث سے اس کا جواز نکلا معلوم ہوا کہ ضرورت سے دو آدمی بھی سفر کر سکتے ہیں۔

### ٤٣ - بَابُ الْخَيْلِ مَعْقُودٌ فِي

بند ہی ہوئی ہے

نَوَاصِنِهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

**لَسْبِيْحَ** سواری کے جانوروں میں گھوڑے کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے، یہ جانور اپنی وفا شعاری و فرماتہ دراری کے لحاظ سے انہوں  
کے لئے بیش سے ایک محبوب جانور رہا ہے۔ جنگ میں گھوڑے سے سواری کی خدمت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ آج بھی جبکہ  
آج کے مشینی دور میں بہتر سے بہتر سواریاں ایجاد میں آچکی ہیں، قدم قدم پر موڑو ہوائی جہاز موجود ہیں مگر گھوڑے کی اہمیت آج بھی  
مسلم ہے۔ لشکروں کی زیست جو گھوڑے کے ساتھ وابستہ ہے دوسرا سواریوں کے ساتھ نہیں ہے۔ دنیا میں کوئی حکومت ایکی نہیں  
بس میں گھوڑا سوار فوج کا دست نہ ہو۔ اسلام نے نہ صرف جنگ و جہاد بلکہ رفاه عام کے لئے بھی گھوڑا پالنے کی بڑی فضیلت بیان کی  
ہے، بت سے ایسے مقامات جہاں مشینی سواریوں کی پہنچ نہیں ہوتی گھوڑا وہاں تک رسائی پالنے میں مشور ہے۔ ان جملہ احادیث میں  
گھوڑے کی فضیلت ان ہی خوبیوں کی بنا پر وارد ہوئی ہے۔ خاص طور پر جبکہ پسلے زمانوں میں یہی جانور جنگ میں بہادروں کا مonus جان  
ہوتا تھا۔ اسلامی نقطہ نظر سے محابرین کے گھوڑے بڑی فضیلت رکھتے ہیں اور ان ہی پر ان جملہ سواریوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے جو آج  
مشینی سواریاں بھری و بری و فضائل مقابلوں میں استعمال میں آتی ہیں۔ آج کے مشینی دور میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ جو قویں اپنے  
آلات جنگ میں زیادہ تعداد ایسی ہی آلات کی میا کرتی ہیں، وہی قویں آج فتح یا ب ہوتی ہیں اور جن کے پاس یہ آلات نہیں ہوتے وہ  
بے حد کروں تصور کی جاتی ہیں۔ آج کی دنیا میں امریکہ اور روس کا نام اس لئے روشن ہے کہ وہ اس قسم کے آلات میا کرنے میں دنیا  
کی سب قوموں سے آگے ہیں۔ الفاظ باب میں خیر سے مراد ہر بھلائی اور مال بھی مراد ہے۔ عموماً اہل عرب خیر کا لفظ مال پر بولتے ہیں جیسا  
کہ آہت کریس میں لفظ **إِنْ تَرَكَ خَيْرًا لِّوَصِيَّةٍ** (البقرة: ١٨٠) میں خیر سے مال ہی مراد ہے۔

٢٨٤٩ - حَدَّثَنَا عبدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمَةَ (٢٨٣٩) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک  
نے بیان کیا، ان سے تافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن شیاستا نے بیان  
کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے  
ساتھ خیر و برکت والستہ رہے گی۔ (کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا  
رہے گا)

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ : ((الْخَيْلُ فِي نَوَاصِنِهَا الْخَيْرُ  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [طرفہ فی: ٣٦٤٤].

(۲۸۵۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین اور ابن ابی السفر نے، ان سے شبی نے اور ان سے عروہ بن جعده بن میثہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت بندھی رہے گی۔ سلیمان نے شبہ کے واسطہ سے بیان کیا کہ ان سے عروہ بن ابی الجعد بن میثہ نے اس روایت کی متابعت (جس میں بجائے ابن الجعد کے ابن ابی الجعد ہے) مسدود نے ہشیم سے کی، ان سے حصین نے، ان سے شبی نے اور ان سے عروہ ابن ابی الجعد نے۔

سدود نے بھی ابن ابی الجعد کہا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابو الجعد کا نام سعد تھا۔ سلیمان کی روایت ابو حییم کے متخرج میں اور مسدود کی روایت ان کے مند میں موجود ہے۔

(۲۸۵۱) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے شبی نے بیان کیا، ان سے شبہ نے، ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس بن مالک بن میثہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔

۲۸۵۰ - حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ وَأَبْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((الْخَيْلُ مَقْفُوذٌ فِي نَوَاصِبِهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شَعْبَةَ : ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)). تَابِعَةٌ مُسَدَّدٌ عَنْ هَشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ)).

[اطرافہ فی: ۲۸۵۲، ۳۱۱۹، ۳۶۴۳] .

سدود نے بھی ابن ابی الجعد کہا۔ ابن مدینی نے بھی اسی کو نحیک کہا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ ابو الجعد کا نام سعد تھا۔ سلیمان کی روایت ابو حییم کے متخرج میں اور مسدود کی روایت ان کے مند میں موجود ہے۔

۲۸۵۱ - حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ شَعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((الْبَرَكَةُ فِي نَوَاصِبِ الْخَيْلِ)).

[اطرفہ فی: ۳۶۴۵] .

## باب مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا ظالم

اس کی قیادت میں جہاد ہیشہ ہوتا رہے گا  
کیونکہ نبی کرم ﷺ کا ارشاد ہے ”گھوڑے کی پیشانی میں قیامت  
تک خیر و برکت قائم رہے گی۔“

اور گھوڑا اسی لئے مبارک ہے کہ وہ آلہ جہاد ہے تو معلوم ہوا کہ جہاد بھی قیامت تک ہوتا رہے گا۔ حضرت امام بخاریؓ امام ابو داؤدؓ کی یہ حدیث نہ لائی کہ جہاد واجب ہے تم پر ہر ایک بادشاہ اسلام کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا بد گو کیہرہ گناہ کرتا ہو اور انسؓ کی یہ حدیث کہ جہاد جب سے اللہ نے مجھ کو بھیجا قیامت تک قائم رہے گا۔ اخیر میری امت دجال سے ٹوے گی، کسی ظالم کے ظلم یا عادل کے عدل سے جہاد باطل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دونوں حدیثیں امام بخاری کی شرط کے موافق نہ تھیں۔ خلاصہ یہ کہ جہاد امام عادل ہو یا ظالم  
ہر دو کے ساتھ درست ہے۔

۲۸۵۲ - حدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاً عَنْ عَبْرِيْرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةَ الْبَارِقِيَّ أَنَّ النَّبِيَّ

## ٤ - بَابُ الْجَهَادِ ماضٍ مَعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((الْخَيْلُ مَقْفُوذٌ فِي نَوَاصِبِهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

مُتَبِّعُوْلَم نے فرمایا خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتار ہے گا۔

فَالْخَيْلُ مَقْفُودٌ فِي نَوَاصِيْهَا  
الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ).

[راجع: ۲۸۵۰]

**تَسْبِيحَ** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں خیر و برکت کے متعلق حدیث آئی ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر و برکت قائم رہے گی تو اس سے نکلا کر جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا دور ہر اچھا اور برا دنیوں ہو گا اس لئے مسلمانوں کے امراء بھی اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہوں گے اور کبھی ایسے نہیں ہوں گے لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی بند نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سربلندی کا ذریعہ ہے۔ اس لئے اسلامی مغار کے پیش نظر نظام حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جاتا رہے گا۔

باب جو شخص جہاد کی نیت سے (گھوڑا پالے) اللہ تعالیٰ کے

ارشاد (وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ)

کی تعمیل میں

۴۵ - بَابُ مَنِ احْتَسَسَ فَرَسًا

لقوله تعالیٰ: (وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ)

[الأنفال : ۶۰]

(۲۸۵۳) ہم سے علی بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے امام عبد اللہ بن المبارک نے بیان کیا، کہا مجھ کو طلحہ بن ابی سعید نے خبر دی، کہا کہ میں نے سعید مقبری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ابو ہریرہ بن بشیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدہ ثواب کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں (جهاد کے لئے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا اور اس کا پیشتاب ولید سب قیامت کے دن اس کی ترازو میں ہو گا اور سب پر اس کو ثواب ملے گا۔

۲۸۵۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ الْمَبَارِكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ فَقَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدًا الْمُقْبَرِيَّ يَحْدُثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (مَنِ احْتَسَسَ فَرَسًا فِي سَيِّلِ اللَّهِ، إِيمَانًا بِاللَّهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شَيْعَةَ وَرِيَةَ وَرَوَةَ وَبَوْلَةَ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ).

**تَسْبِيحَ** حافظ صاحب فرماتے ہیں فی هذا الحديث جواز وقف الخيل للمدافعة عن المسلمين وليس بشرط منه جواز وقف غير الخيل من المعنولات ومن غير المعنولات من باب أولى (فتح الباري) یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دشمنوں کی مaufت کے لئے گھوڑے کو وقف کرنا جائز ہے، اسی سے گھوڑے کے سوا اور کبھی جاندار معنولة کا وقف کرنا ثابت ہوا، جاندار غیر معنولة کا وقف تو بر صورت بستر ہے۔ دور حاضرہ میں مشین آلات حرب و ضرب بہت سی قسموں کے وجود میں آپکے ہیں جن کے بغیر آج میدان میں کامیابی مشکل ہے، اسی لئے اقوام عالم ان آلات کی فراہمی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ جب بھی کبھی کسی بھی جگہ اسلامی قواعد کے تحت جہاد کا موقع ہو گا، ان آلات کی ضرورت ہوگی اور ان کی فراہمی سب پر مقدم ہوگی۔ اس لحاظ سے ایسے موقع پر ان سب کی فراہمی بھی دور رسالت میں گھوڑوں کی فراہمی جیسے ثواب کا موجب ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ

باب گھوڑوں اور گدھوں کا نام رکھنا

۴۶ - بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

(۲۸۵۴) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، ان سے عبد اللہ بن ابی قادہ نے اور ان سے ان کے باپ نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے موقع پر نکلے۔ ابو قادہ بن شوہر اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے دوسرا تام ساتھی تو محروم تھے لیکن انہوں نے خود احرام نہیں باندھا تھا۔ ان کے ساتھیوں نے ایک گور خر دیکھا۔ ابو قادہ بن شوہر کے اس پر نظر پڑنے سے پہلے ان حضرات کی نظر اگرچہ اس پر پڑی تھی لیکن انہوں نے اسے چھوڑ دیا تھا لیکن ابو قادہ بن شوہر اسے دیکھتے ہی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے، ان کے گھوڑے کا نام جرادہ تھا، اس کے بعد انہوں نے ساتھیوں سے کہا کہ کوئی ان کا کوڑا اٹھا کر انہیں دے دے (جسے لئے بغیر وہ سوار ہو گئے تھے) ان لوگوں نے اس سے انکار کیا (محرم ہونے کی وجہ سے) اس لئے انہوں نے خود ہی لے لیا اور گور خر پر حملہ کر کے اس کی کوچیں کاٹ دیں انہوں نے خود بھی اس کا گوشت کھلایا اور دوسرا ساتھیوں نے بھی کھلایا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب یہ لوگ آپؐ کے ساتھ ہو لئے آپؐ نے پوچھا کہ کیا اس کا گوشت تمہارے پاس بچا ہوا باقی ہے؟ ابو قادہ نے کہا کہ ہاں اس کی ایک ران ہمارے ساتھ باقی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی وہ گوشت کھلایا۔

گھوڑے کا نام جرادہ تھا، اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

(۲۸۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے معن بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابی بن عباس بن سهل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے ان کے دادا (سل بن حقد ساعدی بن شوہر) سے بیان کیا کہ ہمارے بلاغ میں نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس کا نام لجیف تھا۔

(۲۸۵۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے بھی بن آدم سے نہیں، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو الاحوص نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے معاذ بن شوہر

۲۸۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سَلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَادَةَ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَتَخَلَّفَ أَبُو قَاتِدَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُخْرِمُونَ وَهُوَ غَيْرُ مُخْرِمٍ، فَرَأَوَا حِمَارًا وَخَشِيَّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوهُ حَتَّى رَأَاهُ أَبُو قَاتِدَةَ، فَرَسَبَ فَرَسًا لَهُ يَقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ، فَسَأَلَهُمْ أَنْ يَنَالُوهُ سُوْطَةً فَأَتَبُوا، فَسَأَلَهُمْ فَحَمَلُ فَقَرَّةً، ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوا، فَقَدِمُوا، فَلَمَّا أَذْرَكُوهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟)) قَالَ: مَعَنَا رِجْلٌ، فَأَخْذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا)).

[راجح: ۱۸۲۱]

۲۸۵۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنِي أَبِي ثُمَّ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: ((كَانَ لِنَبِيِّ ﷺ فِي حَاطِنَةِ نَبِيٍّ يُقَالُ لَهُ الْلَّحِيفُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْلَّحِيفُ.

۲۸۵۶ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ

نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے، میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام غیر تھا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمیس معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول علی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھرا ریں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ تھرا رہا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیشیں گے۔ (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)

عَنْ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَذْفَةً  
النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ غَنِيرٌ، فَقَالَ:  
(يَا مَعَاذُ، هَلْ تَعْلَمُ مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى  
عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟) قَالَتْ:  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَخْلَمُ. قَالَ: ((فَإِنَّ حَقَ اللَّهُ  
عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْتَدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ  
شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَعْتَدَ  
مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)). فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَفَلَا أَبْشِرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: ((لَا  
تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَكَبُّلُوا)).

[اطرافہ فی: ۵۹۶۷، ۶۲۶۷، ۶۵۰۰]  
[۷۳۷۳]

**لَشَيْءٍ** یہل گدھے کا نام غیر ذکور ہے، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حدیث ہذا سے شرک کی انتہائی نہ مرت اور توحید کی انتہائی خوبی بھی ثابت ہوئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں ذکور ہے کہ شرک اتنا بداگنا ہے جو شخص بحال شرک دنیا سے چلا گیا، اس کے لئے جنت قطعاً حرام ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے نار و نیخ میں جلتا رہے گا۔ صد افسوس کہ کتنے نام نہاد مسلمان ہیں جو قرآن مجید پڑھنے کے ہو جو دنیے ہو کر شرکیہ کاموں میں گرفتار ہیں بلکہ بت پرستوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ جو قبروں میں دفن شدہ بزرگوں سے حاجات طلب کرتے، دور دراز سے ان کی دھلائی دیتے اور ان کے ہموں کی نذر نیاز کرتے ہیں اور ایسے ایسے غلط اعتقادوں بزرگوں کے ہمارے میں رکھتے ہیں جو اعتقاد کھلے ہوئے شرکیہ اعتقاد ہیں اور جو بت پرستوں کو ہمی نیب دیتے ہیں گر کام نہاد مسلمانوں نے اسلام کو بیواد کر دیا ہے ہدایات اللہ الی صراط مستقیم توحید و شرک کی تفصیلات کے لئے تقویۃ الایمان کا مطالعہ نہیں اہم اور ضروری ہے۔

(۲۸۵۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا کہ میں نے قادہ سے سنا کہ انس بن مالک بو شوش نے بیان کیا (ایک رات) امینہ میں کچھ خطرہ سا محسوس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمارا (ابو طلحہ بو شوش کا جو آپ کے عزیز تھے) گھوڑا منگوایا، گھوڑے کا ہم مندوب تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خطرہ تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا البتہ اس گھوڑے کو ہم نے سمندر پلایا ہے۔

وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَخْرًا). [راجح: ۲۶۲۷]

ایک دفعہ مدینہ میں رات کو ایسا خیال لوگوں کو ہوا کہ چائے کسی دشمن نے شرپ عملہ کر دیا ہے، آنحضرت خود بغش نہیں مندوب

خَذَرَ حَدَّنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّنَا  
خَذَرَ حَدَّنَا شَعْبَةُ سَعِيفَتُ قَنَادَةُ عَنْ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعْنَانَ فَرَعَ  
بِالْمَدِينَةِ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسَأَ لَنَا يُقَالُ  
لَهُ مَنْدُوبٌ قَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَعَ،  
وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَخْرًا)).

سموڑے پر سوار ہو کر اندر میری رات میں اس نے تحقیق کے لئے لکھے گمراں افواہ کو آپ نے غلط پایا، یعنی واقعہ یہاں مذکور ہے۔  
باب اس بیان میں کہ بعض گھوڑے منخوس

۴۷ - بَابُ مَا يُذْكُرُ مِنْ شُومٍ

ہوتے ہیں

(۲۸۵۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں سالم بن عبد اللہ نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن عمر شیعیت نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے تا آپ نے فرمایا تھا کہ نحودت صرف تین ہی چیزوں میں ہوتی ہے، گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

### الفرس

۲۸۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّثْفَرِيِّ قَالَ: أَخْرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَوْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّمَا الشُّوْمَ فِي ثَلَاثَةِ فِي الْفَرْسِ وَالْمَرْأَةِ وَالْدَّارِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

**لشیخ** یعنی اگر نحودت کوئی چیزوں میں ہوتی جیسے آگے کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ ابوادود کی روایت میں ہے کہ بدقال کوئی چیزوں میں اگر کوئی چیز ہو تو گھر اور گھوڑے اور عورت میں ہوگی اور این خریس اور حاکم نے نکلا کہ دو شخص حضرت عائشہؓ کے پاس گئے کہ ابو ہریرہؓ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ تین چیزوں میں نحودت ہوتی ہے گھوڑے اور عورت اور گھر میں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ بہت غصے ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آنحضرتؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپ نے جالیت والوں کا یہ خیال بیان فرمایا تھا کہ وہ ان چیزوں میں نحودت کے قائل تھے۔ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ واقعی ان چیزوں میں نحودت کوئی شے ہے یا نہیں، اکثر نے انکار کیا ہے کیونکہ دوسری صحیح حدیث میں ہے کہ بد ٹھوٹی کوئی چیز نہیں ہے نہ جھوٹ کوئی چیز نہ تیرہ تیری اور بعضوں نے کہا کہ نحودت سے یہ مراد ہے کہ گھوڑا بذاتِ کمال، شری، بسیار خوار ہو یا عورت بد زبان، بد رویہ ہو یا گھر شک اور بے ہوا اور گندہ ہو۔ ابوادود کی ایک حدیث میں ہے آپؐ سے ایک شخص نے بیان کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم ایک گھر میں جا کر رہے تو ہمارا شام کم ہو گیا، مال گھٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا یہ بے گھر کو محورڑو (وحیدی)

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں باب ما یذکر من شنوم الفرس ای هل هو علی عمومہ او مخصوص بعض الخیل وهل هو علی ظاهرہ او مادل وقد اشار باپر اد حديث سهل بعد حديث ابن عمر الی ان الحصر الذى في حديث ابن عمر ليس على ظاهره وترجمة الباب الذى بعده وهي الخيل الثالثة الى ان شنوم مخصوص بعض الخیل دون بعض وكل ذلك من لطيف نظره ودقیق فکره قال الكرمانی فان قلت الشنوم قد يكن في غيرها فاما معنی الحصر قال الخطابی الیمن والشنوم علامتان لما يصيب الانسان من الخیر والشر ولا يكون شنی من ذلك الا بقضاء الله الی آخره (فتح) یعنی باب جس میں گھوڑے کی نحودت کا ذکر ہے وہ اپنے عموم پر ہے یا اس سے بعض گھوڑے مراد ہیں اور کما وہ ظاہر ہے یا اس کی تاویل کی گئی ہے اور «حضرت امام بخاریؓ نے حدیث ابن عمر کے بعد حدیث سل لا کرا اشارہ فرمایا ہے کہ حدیث ابن عمر کا حصر اپنے ظاہر پر نہیں ہے اور ترجمۃ الباب جو بعد میں ہے جس میں ہے کہ گھوڑا تین قسم کے آدمیوں کے لئے ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نحودت عام نہیں ہے بلکہ بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور یہ حضرت امام بخاریؓ کی باریک نظری ہے اور آپؐ کی گھری فکر ہے (جو ایک مجتہد مطلق کی شان کے عین لائق ہے) اگر کوئی کہے کہ نحودت اس کے غیر میں حصر کے معنی میں آتی ہے تو اس کے جواب میں خطابی نے کہا ہے کہ برکت اور نحودت دو ایسی علامتیں ہیں جو خیر اور شر سے انسان کو پہنچتی ہیں اور ان میں سے بغیر اللہ کے فیصلہ کے کوئی بھی چیز لا حق نہیں ہو سکتی اور مذکورہ تینوں چیزوں محل اور مکروف ہیں۔ ان میں

سے کوئی چیز بھی مبعا برکت یا نحوس نہیں رکھتی ہاں اگر ان کو استعمال کرتے وقت ایسی چیز پیش آجائے تو وہ چیزان کی طرف منسوب ہو جاتی ہے، مکان میں سکونت کرنی پڑتی ہے، عورت کے ساتھ گزارن کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور کبھی ضرورت کے لئے گھوڑا پالنا پڑتا ہے تو ان کے ساتھ بعض موقع برکت یا نحوس اضافی چیزیں ہیں ورنہ جو کچھ ہوتا ہے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ یہ بھی کما گیا ہے کہ عورت کی نحوس سے یہ مراد ہے کہ وہ بانجھ رہ جائے اور گھوڑے کی نحوس یہ کہ کبھی اس پر چڑھ کر جہاد کا موقع نصیب نہ ہو اور گھر کی یہ کہ کوئی پڑوی برامل جائے اور یہ بھی سب کچھ اللہ کے قضا و قدر کے تحت ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ پیش کیا ہے اس بحث کا خاتمه اس آیت پر فرمایا تھا ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِبِيرٍ مِّنْ قَلِيلٍ أَنْ يُنَزَّلَهَا﴾ (الحمدید: ۲۲) یعنی زمین میں یا تمہارے نفوں میں تم پر کوئی بھی مصیبت آئے وہ سب آئے سے پہلے ہی اللہ کی کتاب لوح محفوظ میں درج شدہ ہیں، اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

(۲۸۵۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا انہوں نے امام مالک سے روایت کیا، انہوں نے ابو حازم بن دینار سے، انہوں نے سمل بن سعد سعیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نحوس اگر ہوتی تو وہ گھوڑے، عورت اور مکان میں ہوتی۔

۲۸۵۹ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِيدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ كَانَ فِي شَيْءٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ)).

[حضرہ فی : ۵۰۹۵].

#### ۴۸ - بَابُ الْخَيْلِ لِثَلَاثَةِ، وَقَوْلِهِ

تعالیٰ :

﴿وَالْخَيْلُ وَالْبَغَالُ وَالْحَمِيرُ لِتَرْكَبُوهَا وَرِيْبَتُهُ﴾ (النحل : ۸)

تمن طرح کے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور گھوڑے، چیز اور گدھے (اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے) تاکہ تم ان پر سوار بھی ہوا کرو اور زینت بھی رہے۔"

امام بخاریؓ نے یہ آیت لا کراس طرف اشارہ کیا کہ اگر زیب و زینت کے لئے بھی کوئی گھوڑا رکھے تو جائز ہے بشرطیہ تکبر اور غور نہ کرے اور گناہ کا کام ان سے نہ لے۔

(۲۸۶۰) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کے لئے وہ باعث اجر و ثواب ہیں، بعضوں کے لئے وہ صرف پرده ہیں اور بعضوں کے لئے وہ بال جان ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا اجر و ثواب کا باعث ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا (یہ فرمایا کہ) کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر

۲۸۶۰ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيهِ هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةِ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتُّ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَمَا أَلَّدَ لَهُ أَجْرٌ، فَرَجُلٌ رَبِطَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاطَّالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طَلِيلِهَا ذَلِكَ مِنَ الْمُرْجِ أَوْ

کے باندھتا ہے (تاکہ چاروں طرف سے چرے کے) تو گھوڑاں کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رہی میں بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رہی ترا کر ایک زغن یا دوزغن لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں میں بھی مالک کے لئے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہ سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا رادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں، دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر، دکھاوے اور اہل اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لئے وہاں جان ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا ان کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ ”جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدله پائے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا اس کا بدله پائے گا۔“

الرؤضۃ کانت لہ حسناً، ولنَّ انہا قطعت طبیلہا فاستث شرفًا او شرفین کانت ازو انہا و آثارہا حسناً لہ، ولنَّ انہا مررت ببیر فشربت منه و لم يردا ان یستقیها کان ذلك حسناً لہ الرجلُ الْذِي هِيَ عَلَيْهِ وَزَرٌ فَهُوَ رَجُلٌ رَبِطَهَا فَخْرًا وَرِياءً وَنَوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وَزْرٌ عَلَى ذَلِكِ). وَسَلَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْحَمْرِ فَقَالَ: ((مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هُدًى لِلنَّاسِ الْجَامِعَةُ الْفَادِهُ: ))فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يُرَأَهُ، وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يُرَأَهُ)). [راجع: ۲۳۷۱]

ایں روایت میں اس کا ذکر چھوڑ دیا جس کے لئے ثواب ہے نہ عذاب۔ دوسری روایت میں اس کا بیان ہے وہ شخص ہے جو اپنی تو گر، کی وجہ سے اور اس لئے کہ کسی سے سواری مانگتا نہ پڑے باندھے پھر اللہ کا حق فرماویں نہ کرے یعنی تھکے ماندے محتاج کو ضرورت کے وقت سوار کرادے، کوئی مسلمان عاریتا مانگے تو اس کو دے دے۔ آیت مذکورہ کو بیان فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو استنباط احکام کا طریقہ بتایا کہ تم لوگ آیت اور احادیث سے استدلال کر سکتے ہو۔

## باب جماد میں دوسرے کے جانور کو مارنا

(۲۸۶۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو عقیل و بشر بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابوالمتوکل ناجی (علی بن داؤد) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنائے، ان میں سے مجھ سے بھی کوئی حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھا، ابو عقیل روایت نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں (یہ سفر) جماد کے لئے تھا یا عمرہ کے لئے (واپس

## ۴۹ - بَابُ مَنْ ضَرَبَ ذَبَابَةَ غَيْرِهِ فِي

### الغزو

۲۸۶۱ - حدثنا مُسلِّمٌ حدثنا أبو عَقِيلٍ حدثنا أبو المُتوكِّلُ الناجيُ قال: أتَيْتُ جابرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيَ فَقُلْتُ لَهُ: حَدَثَنِي بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ - قَالَ أَبُو عَقِيلٍ: لَا أَذْرِي غَزَوَةً أَوْ غَمْرَةً - فَلَمَّا أَنْ أَفْلَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَتَعَجَّلْ إِلَى أَهْلِهِ فَلْيَعَجِّلْ)). قَالَ جَابِرٌ :

ہوتے ہوئے جب (مہینہ منورہ) دکھائی دینے لگا تو آنحضرت نے فرمایا جو شخص اپنے گھر جلدی جانا چاہے وہ جاسکتا ہے۔ جابر بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ پھر ہم آگے بڑھے۔ میں اپنے ایک سیاہ مائل سرخ اوٹ بے داغ پر سوار تھا و سرے لوگ میرے پیچھے رہ گئے، میں اسی طرح چل رہا تھا کہ اوٹ رک گیا (تھک کر) حضور اکرم نے فرمایا جابر! اپنا اوٹ تھام لے، آپ نے اپنے کوڑے سے اوٹ کو مارا، اوٹ کو دکر چل نکلا پھر آپ نے دریافت فرمایا یہ اوٹ پیچو گے؟ میں نے کہاں! جب مدینہ پہنچے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو میں بھی آپ کی خدمت میں پہنچا اور "بلاط" کے ایک کونے میں میں نے اوٹ کو باندھ دیا اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یہ آپ کا اوٹ ہے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے اور اوٹ کو گھمانے لگے اور فرمایا کہ اوٹ تو ہمارا ہی ہے، اس کے بعد آپ نے چند اوقیہ سونا مجھے دلوایا اور دریافت فرمایا تم کو قیمت پوری مل گئی۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا اب قیمت اور اوٹ (دونوں ہی) تمہارے ہیں۔

امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا ذرا اس کو بھا، میں نے بھایا پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ لکڑی تو مجھ کو دے، میں نے دی، آپ نے اس لکڑی سے اس کو کئی سونے دیئے، اس کے بعد فرمایا کہ سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ ترجس باب یکیں سے نکلا ہے کہ آپ نے پرانے اوٹ لیعنی جابر کے اوٹ کو مارا۔ بلاط وہ پھر کافرش مسجد کے سامنے تھا۔ یہ سفر غزوہ توبک کا تھا۔ ابن احیا نے غزوہ ذات الرحمہ تعالیٰ ہے۔

### باب سخت سرکش جانور اور زرگھوڑے کی سواری کرنا

اور راشد بن سعد تابعی نے بیان کیا کہ صحابہ زرگھوڑے کی سواری پسند کیا کرتے تھے کیونکہ وہ دوڑتا بھی تیز ہے اور بہادر بھی بست ہوتا ہے۔

یعنی اور حافظ اور قطلانی کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس اثر کو کس نے دصل کیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ صحابہ حالت خوف میں مادیان کو بہتر سمجھتے تھے اور صفوں پر حملہ کرنے میں زرگھوڑے کو۔ یعنی نے کما آنحضرت ﷺ سے یہ شہزادہ زرگھوڑے پر سواری منتقل ہے۔ اسی طرح صحابہ میں صرف سعید سے یہ منتقل ہے کہ وہ مادیان پر سوار ہوئے تھے۔

فاقتباً و أنا على جمل لي أرمك ليس فيه شيء والناس خلفي، فبينما أنا كذلك إذ قام علي فقال لي النبي ﷺ : ((يا جابر استمسك)). فضربه بسوطه ضربة، فرثب العبر مكانه، فقال: ((أتبعي الجمل)) قلت: نعم، فلما قدمنا المدينة ودخل النبي ﷺ المسجد في طوائف أصحابه، فدخلت إليه وعلقت الجمل في ناحية البلاط فقلت له: هذا جملك. فخرج فجعل ينظيف بالجمل ويقول: ((الجمل جملنا)). فبعث النبي ﷺ أواق من ذهب فقال: ((أعطوهها جابر)). ثم قال: ((استوفيت الثمن؟)) قلت: نعم، قال: ((الثمن والجمل لك)). [راجح: ٤٤٣]

امام احمد کی روایت میں یوں ہے آپ نے فرمایا ذرا اس کو بھا، میں نے دی، آپ نے اس لکڑی سے اس کو کئی سونے دیئے، اس کے بعد فرمایا کہ سوار ہو جا۔ میں سوار ہو گیا۔ ترجس باب یکیں سے نکلا ہے کہ آپ نے پرانے اوٹ لیعنی جابر کے اوٹ کو مارا۔ بلاط وہ پھر کافرش مسجد کے سامنے تھا۔ یہ سفر غزوہ توبک کا تھا۔ ابن احیا نے غزوہ ذات الرحمہ تعالیٰ ہے۔

### ٥- باب الرُّسُكُوبِ عَلَى الدَّائِبَةِ الصَّعْدَةِ وَالْفَحْوَلَةِ مِنَ الْخَيلِ

وقال راشد بن سعد: كان السلف يستحبون الفحولة لأنها أحرى وأحسن.

(۲۸۶۲) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قادہ نے اور انہوں نے انس بن مالک بن شٹھ سے سنا کہ مدینہ میں (ایک رات) کچھ خوف اور گھبراہت ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ابو طلحہ بن شٹھ کا ایک گھوڑا مانگ لیا۔ اس گھوڑے کا نام ”مندوب“ تھا۔ آپ اس پر سوار ہوئے اور واپس آ کر فرمایا کہ خوف کی توکوئی بات ہم نے نہیں دیکھی البتہ یہ گھوڑا کیا ہے دریا ہے!

اس حدیث کی مطابقت ترجیح باب سے مشکل ہے کیونکہ فرس تو عربی زبان میں نہ اور مادہ دونوں کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے کمان و جدناہ میں جو ضمیر مذکور ہے اس سے حضرت امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ وہ زر گھوڑا تھا۔ اب باب کا پہ مطلب کہ شریر جانور پر سوار ہونا اس سے نکلا کہ زراکثر مادیان کی بہ نسبت تیز اور شریر ہوتا ہے، اگرچہ کبھی مادہ زر سے بھی زیادہ شریر اور سخت ہوتی ہے (وحیدی) باب (غیمت کے مال سے) گھوڑے کا حصہ کیا ملے گا

(۲۸۶۳) ہم سے عبید بن اسما علیل نے بیان کیا ابو اسامہ سے، انہوں نے عبید اللہ عمری سے، انہوں نے نافع سے اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مال غیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربی اور ترکی گھوڑے سب برابر ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ”اور گھوڑوں اور چخروں اور گدھوں کو سواری کے لئے بنایا اور ہر سوار کو ایک ہی گھوڑے کا حصہ دیا جائے گا۔“ (گو اس کے پاس کئی گھوڑے ہوں)

لشیخ تو اللہ تعالیٰ نے عربی گھوڑے کی تخصیص نہیں کی۔ عربی اور ترکی سب گھوڑوں کو برابر حصہ ملے گا یعنی سوار کو تین حصے میں گے، پیدل کو ایک حصہ۔ اکثر اماموں اور اہل حدیث کا یہ قول ہے۔

باب اگر کوئی لڑائی میں دوسرے کے جانور کو  
کھینچ کر چلائے

(۲۸۶۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سمل بن یوسف نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابو اسحاق نے کہ ایک شخص نے براء بن عازب بن شٹھ سے پوچھا کیا تھیں کہ لڑائی میں آپ لوگ رسول

۲۸۶۲ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ فَتَادَةَ سَجْفَتَ أَنْسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَرَعَ، فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَأَبِيهِ طَلْحَةَ يَقَالُ لَهُ مَنْدُوبٌ، فَرَكِبَهُ وَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ فَرَعَ، وَإِنَّ وَجْدَنَا لَبَحْرًا)).

#### ۵۱ - بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ

۲۸۶۳ - حَدَّثَنَا عَبْيِيدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِيهِ أَسَمَّةَ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ عَنْ أَبِيهِ غَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهَمَيْنِ وَلِصَاحَابِهِ سَهَمَمَا)).

[طرفة فی: ۴۲۲۸]

وَقَالَ مَالِكٌ: يُسْنَهُ لِلْخَيْلِ وَالْبَرَادِينِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى: «وَالْخَيْلُ وَالْبَغَانُ وَالْحَمِيرُ لَتَرْكُبُوهَا» [النَّحْل: ۸] وَلَا يُسْنَهُ لَا كُثْرَ مِنْ فَرَسٍ.

۵۲ - بَابُ مَنْ قَادَ ذَبَابَةَ غَيْرِهِ فِي الْحَرْبِ

۲۸۶۴ - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنِ يُوسُفَ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ: ((قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:

اللَّهُ شَهِيدٌ كُوچھوڑ کر جلے گئے تھے؟ براء بن بشیر نے کہا ہل لیکن رسول اللَّهُ شَهِيدٌ فرار نہیں ہوئے تھے۔ ہوازن کے لوگ (جن سے اس لڑائی میں مقابلہ تھا) بڑے تیر انداز تھے، جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو شروع میں ہم نے حملہ کر کے انہیں ٹکست دے دی، پھر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمن نے تیروں کی ہم پر پارش شروع کر دی پھر بھی رسول کرم ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے سفید خپڑے سوار تھے، ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن بشیر اس کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپ یہ شعر فرمائے تھے کہ ”میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں“۔

أَفْرَدْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ شَهِيدًا يَوْمَ حَسْنٍ؟  
قَالَ: لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ شَهِيدًا لَمْ يَفِرْ، إِنَّ  
هَوَازِنَ كَانُوا قَوْمًا رُمَادًا، وَإِنَّا لَمَا لَقِيَاهُمْ  
حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَرَمُوا، فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُونَ  
عَلَى الْغَنَائمِ، فَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسَّهَامِ، فَأَمَّا  
رَسُولُ اللَّهِ شَهِيدًا فَلَمْ يَفِرْ، فَلَقِدْ رَأَيْنَاهُ وَإِنَّهُ  
لَعَلَى بَعْلَمِهِ الْبَيْضَاءَ، وَإِنَّ أَبَا سَفِيَّانَ آخَذَ  
بِلِحَامِهَا وَالنَّبِيُّ شَهِيدٌ يَقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا  
كَذِبٌ، أَنَا أَبُنْ عَبْدِ الْمُطَلَّبِ)).

[اضرافہ فی: ۲۸۷۴، ۲۹۳۰، ۳۰۴۲، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶]

یعنی میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ نے جو مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا تعاوہ برحق ہے، اس لئے میں بھاگ جاؤں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔ مولانا وحید الزماں مر جوم نے اس کا ترجمہ شعر میں یوں کیا ہے۔

ہوں میں بیغبر بلاشک و خطر اور عبدالمطلب کا ہوں پر

مزید تفصیل جگہ نہیں کے حالات میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۵۳- بَابُ الرَّكَابِ، وَالْغَرْزِ لِلَّدَابَةِ

۲۸۶۵- حَدَّثَنَا عَبْيَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ  
أَبِي أَسَمَّةَ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ عَنْ أَبِنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((عَنِ النَّبِيِّ شَهِيدًا أَنَّهُ  
كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ  
بِهِ نَافِقَةً قَانِمَةً أَهْلَ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي  
الْحُلْيَةِ)). [راجع: ۱۶۶]

(۲۸۶۵) ہم سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے جب اپنا پائے مبارک غرز (رکاب) میں ڈالا اور اونٹی آپ کو لے کر سیدھی اٹھ گئی تو آپ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس لبیک کما (احرام پاندھا)

غرز بھی رکاب ہی کو کہتے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ رکاب اگر لوہے کا ہو یا لکڑی کا تو اسے رکاب کہتے ہیں لیکن اگر چڑے کا ہو تو اسے غرز کہتے ہیں۔ بعضوں نے کمار رکاب گھوڑے میں ہوتی ہے اور غرز اونٹ میں۔

باب گھوڑے کی نگلی پیٹھ پر سوار ہونا

(۲۸۶۶) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک بن بشیر نے کہ نبی

۵۴- بَابُ رُكُوبِ الْفَرَسِ الْعَرْيِ

۲۸۶۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنَ حَدَّثَنَا  
حَمَّادًا عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

کرم شَهِیدِ گھوڑے کی نگلی پیش پر جس پر زین نہیں تھی، سوار ہو کر صحابہ سے آگے نکل گئے تھے۔ آنحضرتؐ کی گردان مبارک میں تکوار لٹک رہی تھی۔

((اَسْتَبْلِهُمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى فَرْسٍ عَزِيزٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عَنْقِهِ سَيْفٌ)).

[راجع: ۲۶۲۷]

سبحان اللہ! یہ حسن و جمال اور یہ شجاعت اور بہادری نگلی پیش گھوڑے پر سواری کرتا ہوئے ہی شہسواروں کا کام ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس فن میں آنحضرتؐ یا ملکے یا کتابے روزگار تھے۔ بارہا ایسے موقع آئے کہ آپؐ نے ہمزین شہسواری کا ثبوت پیش فرمایا۔ صد افسوس کہ آج کل عوام تو درکنار خواص یعنی علماء و مشائخ نے ایسی اہم سنتوں کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ خاص کر علماء کرام میں بہت ہی کم ایسے ملیں گے جو ایسے فون مسنونہ سے الفت رکھتے ہوں حالانکہ یہ فون قرآن و سنت کی روشنی میں مسلمانوں کے عوام و خواص میں بہت زیادہ ترویج کے قاتل ہیں۔ آج کل شانہ بازی جو بندوق سے سکھائی جاتی ہے وہ بھی اسی میں داخل ہے اور فن حرب سے متعلق جو نئی ابجادوں ہیں، ان سب کو اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

## باب ست رفار گھوڑے پر سوار ہونا

(۲۸۶۷) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک ہنڈھ نے کہ ایک مرتبہ (رات میں) اہل مدینہ کو دشمن کا خطرہ ہوا تو نبی کرم شَهِیدِ ابو طلحہ ہنڈھ کے ایک گھوڑے (مندوب) پر سوار ہوئے، گھوڑا ست رفار تھا یا (راوی نے یوں کہا کہ) اس کی رفار میں سستی تھی، پھر جب آپؐ واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم نے تو تمہارے اس گھوڑے کو دریا پلیا (یہ بڑا ہی تیز رفار ہے) چنانچہ اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔

یہ گھوڑا بے حد ست رفار تھا لیکن آنحضرتؐ کی سواری کی برکت سے ایسا تیز اور چلاک ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کے برابر نہیں چل سکتا تھا۔ آپؐ اس ست رفار گھوڑے پر سوار ہوئے، اسی سے باب کا مطلب تکلا۔ آنحضرتؐ ہنڈھ نے یہ الدام فرمایا کہ آنندہ آنے والے خلفائے اسلام کے لئے ایک مثال قائم فرمائی تاکہ وہ ست الہود بن کرنہ رہ جائیں بلکہ ہر موقع پر بہادری و جرأت و مقابلہ میں عوام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

## باب گھوڑوڑ کا بیان

(۲۸۶۸) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبداللہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کرم شَهِیدِ فرمائے تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ مقام حفیاء سے ثانیہ الوداع تک کرائی تھی اور جو گھوڑے تیار نہیں کئے گئے تھے ان کی دوڑ ثانیہ الوداع سے مسجد زریق تک کرائی تھی۔ ابن

## ۵۵- بَابُ الْفَرْسِ الْقَطْوَفِ

۲۸۶۷ - حَدَّثَنَا عَنْدَ الْأَعْلَى بْنَ حَمَادٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَزَغُوا مَرْءَةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لَأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطَفُ - أَوْ كَانَ فِيهِ قَطَافٌ - فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ: ((وَجَدْنَا فَرْسَكُمْ هَذَا بَخْرًا)), فَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ لَا يَجْهَرُ)). [راجع: ۲۶۲۷]

## ۵۶- بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

۲۸۶۸ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَجْرِيَ النَّبِيُّ ﷺ مَا ضَمَرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفِيَاءِ إِلَى ثَانِيَةِ الْوَدَاعِ، وَأَجْرِيَ مَا لَمْ يَضْمُرْ مِنَ النَّسَّةِ

عمر بن حفیاء نے بیان کیا کہ گھوڑوڑ میں شریک ہونے والوں میں میں بھی تھا۔ عبد اللہ نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ حفیاء سے شنیۃ الوداع تک پانچ میل کا فاصلہ ہے اور شنیۃ الوداع سے مسجد بنی مسجد بنی زریق میل۔ [راجح: ۴۲۰]

حفیاء اور شنیۃ الوداع دونوں مقاموں کے نام میں مدینہ سے باہر تیار کئے گئے یعنی ان کا اضمار کیا گیا۔ اضمار اس کو کہتے ہیں کہ پہلے گھوڑے کو خوب کھلا پلا کر موٹا کیا جائے پھر اس کا وانہ چارہ کم کر دیا جائے اور کوٹھری میں جھوول ڈال کر بند رہنے دیں تاکہ پہنہ خوب کرے اور اس کا گوشت کم ہو جائے اور شرط میں دوڑنے کے لائق ہو جائے۔

گھوڑوڑ کے متعلق حافظ صاحب فرماتے ہیں و قد اجمع العلماء علی جواز المسابقة بغیر عوض لکن قصرہا مالک و الشافعی علی الخف والحافار والصل و خصہ بعض العلماء بالخیل واجازہ عطا فی کل شنیۃ (فتح الباری)، یعنی علمائے اسلام نے دوڑ کرنے کے جواز پر اتفاق کیا ہے جس میں بطور شرط کوئی معاوضہ مقرر نہ کیا گیا ہو لیکن امام شافعی اور امام مالک نے اس دوڑ کو اونٹ اور گھوڑے اور تیر اندازی کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض علماء نے اسے صرف گھوڑے کے ساتھ خاص کیا ہے اور عطا نے اس مسابقت کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے۔ ایک روایت میں ہے لا سبق الا فی خف او حافر او نصل یعنی آگے بڑھنے کی شرط تین چیزوں میں درست ہے، اونٹ اور گھوڑے اور تیر اندازی میں اور ایک روایت میں یہ من ادخل فرسین فان کان یومن ان یسبق فلا خیر فيه (لغات الحديث) (حرف س، ص: ۳۰). جس شخص نے ایک گھوڑا شرط کے دو گھوڑوں میں شریک کیا اگر اس کو یہ یقین ہے کہ یہ گھوڑا ان دونوں سے آگے بڑھ جائے گوت تو بتہ نہیں اگر یہ یقین نہیں تو شرط جائز ہے۔ اس تیرے شخص کو محلل کہتے ہیں یعنی شرط کو حلال کر دینے والا مزید تفصیل کے لئے دیکھو (لغات الحديث، حرف س، صفحہ: ۳۰)

#### ۵۷۔ بَابُ إِعْسَمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ

بعضوں نے ترجیہ باب کا یہ مطلب رکھا ہے کہ شرط کے لئے اضمار کا ضروری نہ ہونا۔ اس صورت میں باب کی حدیث باب سے مطابق ہو جائے گی۔

(۲۸۶۹) ہم سے احمد بن یوس نے بیان کیا، کما ہم سے یاث نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عثیم نے کہ نبی کرم ﷺ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا اور دوڑ کی حد شنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک رکھی تھی اور عبد اللہ بن عمر بن عثیم نے بھی اس میں شرکت کی تھی۔ ابو عبد اللہ نے کہا کہ امدا (حدیث میں) حد اور انتہا کے معنی میں ہے (قرآن مجید میں ہے) ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمْدُ﴾ جو اسی معنی میں ہے۔

إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زَرِيقٍ قَالَ أَبْنُ عُمَرَ: وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْزَى)). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: بَيْنَ الْحَفَيَاءِ إِلَى ثَبَّةَ الْوَدَاعِ خَمْسَةً أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةً، وَبَيْنَ ثَبَّةَ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زَرِيقٍ مِيلٌ. [راجح: ۴۲۰]

۲۸۶۹۔ حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الْأَنْتِ لَمْ تُضْمَرْ، وَكَانَ أَمْدَهَا مِنَ الشَّيْءِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زَرِيقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابِقَ بَهَا)). قَالَ أَبْوَ عَبْدِ اللَّهِ أَمْدَهَا غَايَةَ هُفَاطَالِ عَلَيْهِمُ الْأَمْدُ)) الحدید: ۱۹ [راجح: ۴۲۰]

اس حدیث کی مطابقت ترجیح باب سے مشکل ہے۔ باب میں تو اضافہ شدہ گھوڑوں کی شرط نہ کور ہے اور حدیث میں ان گھوڑوں کا ذکر ہے جن کا اضافہ نہیں ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری کی عادت ہے کہ حدیث کا ایک لفظ لا کر اس کے دوسرے لفظ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں، اس حدیث میں دو سال الفاظ ہے کہ جن گھوڑوں کا اضافہ ہوا تھا آپ نے ان کی شرط کرائی، خفیاء سے شنیٰ تک جیسے اور گزرا۔

## باب تیار کئے ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی حد کمال تک ہو

(۲۸۷۰) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے، ان سے موئی بن عقبہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی جنہیں تیار کیا گیا تھا۔ یہ دوڑ مقام خفیاء سے شروع کرائی اور شنیٰ الوداع اس کی آخری حد تھی (ابو اسحاق راوی نے بیان کیا کہ) میں نے ابو موئی سے پوچھا اس کا فاصلہ کتنا تھا؟ تو انہوں نے بتایا کہ چھ یا سات میل اور آنحضرت نے ان گھوڑوں کی بھی دوڑ کرائی جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا۔ ایسے گھوڑوں کی دوڑ شنیٰ الوداع سے شروع ہوئی اور حد مسجد بنی زریق تھی۔ میں نے پوچھا اس میں کتنا فاصلہ تھا؟ انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک میل۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی دوڑ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔

[راجع: ۴۲۰] حضرت امام بخاری کا مقصد باب یہ ہے کہ اضافہ شدہ گھوڑوں کی دوڑ کی حد چھ یا سات میل ہے جیسا کہ مقام خفیاء اور شنیٰ الوداع کا فاصلہ ہے اور غیر اضافہ شدہ کی حد تقریباً ایک میل جو شنیٰ الوداع اور مسجد بنی زریق کی حد تھی۔ ایک متین حکومت کے لئے اس مشتمل دور میں بھی گھوڑے کی بڑی اہمیت ہے۔ عربی نسل کے گھوڑے جو فویت رکھتے ہیں وہ محظاج تشریع نہیں۔ زمانہ رسالت میں گھوڑوں کو سروہانے کے لئے یہ مقابلہ کی دوڑ ہوا کرتی تھی مگر آج کل ریس کی دوڑ جو آج عام طور پر شرپوں میں کرائی جاتی ہے اور گھوڑوں پر بڑی بڑی رقم بطور جوئے ہاڑی کے لگائی جاتی ہیں یہ کھلا ہوا جا ہے جو شرعاً قطعاً حرام ہے اور کسی پر مختیٰ نہیں۔ صد افسوس کہ عام مسلمانوں نے آج کل حلال و حرام کی تمیز ختم کر دی ہے اور کتنے ہی مسلمان ان میں حصہ لیتے ہیں اور تباہ ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ آج کل ریس کی گھوڑ دوڑ میں شرکت کرنا بالکل حرام ہے، اللہ ہر مسلمان کو اس باتی سے بچائے آئیں۔

## باب نبی کریم ﷺ کی اوّل نشیٰ کا بیان

ہم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اسامہ بن زید کو قصواء (نای اوّل نشیٰ) پر اپنے پیچھے ٹھیکایا تھا۔ سورہ بن مخمرہ نے کہا نی

## ۵۸- بَابُ غَایَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ

### الْمُضَمَّرَةُ

۲۸۷۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَابَقَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أَضْمَرَتْ، فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَقْبَاءِ، وَكَانَ أَمْدَهَا ثَيَّبَةُ الْوَدَاعِ. فَقَلَّتْ لِمُوسَى: فَكُمْ كَانَ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: سِتَّةُ أَتْيَالٍ أَوْ سَبْعَةً. وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمِّرْ، فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَيَّبَةَ الْوَدَاعِ، وَكَانَ أَمْدَهَا مَسْجِدُ بَنِي زَرِيقٍ. فَقَلَّتْ فَكُمْ بَيْنَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِيلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ أَبْنَى عُمَرَ مَمْنُ سَابِقَ فِيهَا)).

## ۵۹- بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ

قَالَ أَبْنَى عُمَرَ أَرْذَفَ النَّبِيَّ ﷺ أَسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ. وَقَالَ النَّمَسُورُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ

ما خَلَّاتِ الْقُصْرَاءِ)). کریم مسیح بن ابی ذئب نے فرمایا قصواء نے سرکشی نہیں کی ہے۔

یہ صلح مدینہ کے موقع پر جبکہ غیرۃ الوداع پر آپ پہنچتے اور آپ کی یہ اوپنی قصواء تابی پیغامِ حقیٰ، آپ نے فرمایا تھا کہ اس اوپنی کی پیغام کی عادت نہیں ہے لیکن آج اسے اس اللہ نے بخدا دیا ہے جس نے کسی زمانہ میں ہاتھی والوں کو کہکش پر چڑھانے سے ہاتھی کو بخدا دیا تھا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ حُمَّالُ اللَّهِ كَيْرُكَمْ وَالْأَنْوَارُ كَيْرُكَمْ تھیم کی تھیم سے متعلق جو بھی شرط پیش کریں گے تو میں اسے منعور کر لوں گا۔ پھر آپ نے اس اوپنی کو ڈالنا اور وہ انھوں کر چلے گئی۔

یہ حدیث پارہ نمبر ۱۱ کے شروع میں باب الشرط فی الجہاد میں گزر چکی ہے، ہجرت نبوی کے وقت بھی یہی اوپنی آپ کی سواری میں تھی، جو ہری نے کما کر قصواء وہ اوپنی جس کے کان کتے ہوئے ہوں اور عضباء جس کے کان چیردیئے گئے ہوں۔ آخر حضرت مسیح بن ابی ذئب کی اوپنی میں یہ ہر دو عیب نہیں تھے۔ صرف ان تبعوں سے اس کو مطبق کر دیا گیا تھا (کاملی)

(۲۸۷۱) ۲۸۷۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ (۲۸۷۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، ان سے ابو حاشیل ابراہیم نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنًا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوپنی کا نام عضباء تھا۔

مؤرخین اسلام اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ قصواء جدعاء اور عضباء یہ آخر حضرت مسیح بن ابی ذئب کی تمن اوپنیوں کے نام تھے یا اوپنی صرف ایک تھی اور نام اس کے تمن تھے۔ سورہ بن غفران والی تعلیق کو ابو داؤد نے وصل کیا ہے۔ کہتے ہیں قصواء اور عضباء ایک ہی اوپنی کے نام تھے اور اسی کا نام جدعاء بھی تھا اور شباء بھی۔ وہی اترنے کے وقت آپ کو یہی اوپنی سنبھالتی اور کوئی اوپنی نہ اخراج کی تھی، اس کے سوا آپ کی اور بھی کئی اوپنیاں تھیں۔

(۲۸۷۲) ۲۸۷۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ (۲۸۷۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن معاویہ نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک بن ابی ذئب نے کہ نبی کریم مسیح بن ابی ذئب کی ایک اوپنی تھی جس کا نام عضباء تھا۔ کوئی اوپنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی یا حمید نے یوں کہا وہ پچھے رہ جانے کے قریب نہ ہوتی پھر ایک دساتی ایک نوجوان اور قوی اوپنی پر سوار ہو کر آیا اور آخر حضرت مسیح بن ابی ذئب کی اوپنی سے ان کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ براشاق گزرا لیکن جب نبی کریم مسیح بن ابی ذئب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے (کبھی کبھی) اسے وہ گرا آتا بھی ہے۔ موسیٰ نے حادثے اس کی روایت طول کے ساتھ کی ہے، تمادنے ثابت سے، انہوں نے انس بن ابی ذئب سے، انہوں نے نبی کریم مسیح بن ابی ذئب سے۔

حدَّثَنَا مُعاوِيَةً حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ حَمِيدٍ قَالَ: سَمِعْتَ أَنَّسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَقَالُ لَهَا الْعَضَبَاءُ)). [طرفة فی: ۲۸۷۲]

حدَّثَنَا زَهْرَيُّ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَّسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ نَاقَةً تُسَمَّى الْعَضَبَاءَ لَا تُسْبِقُ - قَالَ حَمِيدٌ: أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبِقُ - فَجَاءَ أَغْرَابِيٌّ عَلَى قُفُودِ فَسِيقَهَا، فَسَقَى ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ حَتَّىٰ غَرَّهُ فَقَالَ: حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُرْتَفَعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَصَعَدَهُ طَوْلَهُ مُوسَىٰ عَنْ حَمَادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَّسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجح: ۲۸۷۱]

اس حدیث سے بت سے مسائل پر روشنی پڑتی ہے۔ اونٹ، گھوڑے کا نام رکھتا ان میں دوڑ کرانا اور بطور قلعہ کلیے یہ کہ دنیا میں بڑھنے والی اور مغور ہونے والی طاقتیں کو اللہ ضرور ایک نہ ایک دن نجاد کھاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ ساری باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

### باب گدھے پر بیٹھ کر چنگ کرنا

بعض شنوں میں یہ باب مذکور نہیں۔ البتہ شیخ فواد عبد البالی والے نئے میں یہ باب ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کے سفید چرخ کا بیان

اس کا ذکر انس <sup>ؓ</sup> نے اپنی حدیث میں کیا اور ابو حید سالمی نے کماکہ ایله کے بادشاہ نے نبی کریم ﷺ کو ایک سفید چرخ تختہ میں بھجوایا تھا۔ (۲۸۷۳) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا ہم سے تھیں قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے سن، انسوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (وقات کے بعد) سوا اپنے سفید چرخ کے اور اپنے ہتھیار اور اس زمین کے جو آپ نے خیرات کر دی تھی اور کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔

**تَبَرِّعُ** یہ چرخ ہے جو ولد کے نام سے مشهور ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد بھی یہ چرخ زندہ رہا تھا۔ زمین کیا تھی فذ ک کا آدم حصہ اور وادی القمری کا تھا جسے اور خیر کی خس میں سے آپ کا حصہ اور بھی نصیر میں سے جو آپ نے مجن لی تھی۔ ان ہی چیزوں کو حضرت قاطیہ زہراء نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کی خلافت کے زمانہ میں مانگا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سائی کہ آنحضرت ﷺ فراچکے ہیں ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں ہمارے بعد وہ خیرات ہے۔ آپ کا حقیقی ورش علوم کتاب و سنت کا لاقلنی خزانہ ہے جس کے حاصل کرنے کی عام اجازت ہی نہیں بلکہ تاکید شدید ہے۔ اسی لئے اسلام کو مجازی طور پر آپ کے خلفاء سے موسم کیا گیا ہے جن کے لئے آپ نے دعائیں بھی پیش فرمائی ہیں۔ اللہ پاک ہم سب اس مقدس کتب پر بخاری شریف پڑھنے پڑھانے والوں کا شمار اسی جماعت میں کر لے (آمین)

(۲۸۷۳) ہم سے محمد بن عینی نے بیان کیا، کہا ہم سے تھی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے بیان کیا براء بن عازب <sup>ؓ</sup> سے کہ ان سے ایک شخص نے پوچھا اے ابو عمارہ! کیا آپ لوگوں نے (مسلمانوں کے لئکر نے) جنین کی لڑائی میں پیونچ پھرلی تھی؟ انسوں نے فرمایا کہ نہیں خدا گواہ ہے نبی کریم ﷺ نے پیونچ نہیں پھرلی تھی البتہ جلد باز لوگ (میدان سے) بھاگ پڑے تھے (اور وہ لوٹ میں لگ گئے تھے) قبلہ ہوازن

### ۶۰- بَابُ الْغَزوِ عَلَى الْحَمِيرِ

بعض شنوں میں یہ باب مذکور نہیں۔

### ۶۱- بَغْلَةُ النَّبِيِّ الْأَيُّضَاءِ

فَالَّهُ أَنْسُوْقَانَ أَبُو حَمِيدَ: أَهْذَى مَلِكَ أَيْلَةً  
لِلنَّبِيِّ الْأَيُّضَاءِ بَغْلَةً يَيْضَاءَ.

۲۸۷۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيٍّ حَدَّثَنَا  
يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرُو بْنَ الْحَارِثَ  
قَالَ: ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ هَذِهِ إِلَّا بَغْلَةَ الْيَيْضَاءِ  
وَسَلَاحَةَ، وَأَرْضاً تَرَكَهَا صَدَقَةً)).

[راجع: ۲۷۳۹]

يَحْيَى بن سعید عن سفیان قال حَدَّثَنَا  
أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ التَّبَرِّيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا عَمَارَةَ وَلَيْسَ يَوْمَ حُنَينَ،  
قَالَ: لَا وَاللَّهِ مَا وَلَى النَّبِيُّ هَذِهِ، وَلَكِنْ  
وَلَى سَرْعَانَ النَّاسِ. فَلَقِيَهُمْ هُوازِنٌ بِالنَّبِيلِ  
وَالنَّبِيُّ هَذِهِ عَلَى بَغْلَةِ الْيَيْضَاءِ، وَأَبُو

نے ان پر تیر بر سانے شروع کر دیئے لیکن نبی کرم ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث اس کی لگام تھا میں ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ فرمائے تھے کہ میں نبی ہوں جس میں جھوٹ کا کوئی دخل نہیں۔ میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔

سفیان بن الحارثِ آخذِ بلجامها والنبی ﷺ یقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذَبٌ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). [راجح: ۲۸۶۴]

اس میں آنحضرت ﷺ کے سفید خچر کا ذکر ہے، اسی لئے حضرت مجتبؑ مطلق امام بخاریؓ نے اس حدیث کو بیان لائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد میں مناسب طور پر آباء و اجداد کی بہادری کا ذکر کیا جا سکتا ہے۔ جنگ حنین ماه شوال ۸ھ میں قبائل ہوازن و شفیف کے جارحانہ حملوں کی مدافعت کے لئے ریزی گئی تھی۔ دشمنوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی اور اسلامی لشکر بارہ ہزار پر مشتمل تھا اور اسی کثرت تعداد کے گھنٹہ میں لشکر اسلام مراحل حزم و اختیاط سے غافل ہو گیا تھا جس کی پاداش فرار کی صورت میں بھکتی پڑی، بعد میں جلد ہی مسلمان سنبھل گئے اور آخر میں مسلمانوں کی عی قیم ہوئی۔ مزید تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

### باب عورتوں کا جہاد کیا ہے

(۲۸۷۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں معاویہ ابن اسحاق نے، انہیں عائشہ بنت طلحہ نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حرج ہے اور عبد اللہ بن ولید نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث نقل کی۔

یہ امام وقت کی بصیرت پر موقوف ہے کہ وہ جنگ کو اتفاق کی شرکت ضروری بھکتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مسلمان عورت جہاد میں نہ شریک ہو سکے بلکہ وہ حج ہی کر سکتی ہے تو اس فریض اس کے لئے بھی اس کو جہاد ہی کا ثواب ملے گا۔

(۲۸۷۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا اور ان سے معاویہ نے یہی حدیث اور ابوسفیان نے جبیب بن ابی عمرو سے یہی روایت کی جو عائشہ بنت طلحہ سے ام المؤمنین عائشہ بنت زین العابدین کے واسطہ سے ہے (اس میں ہے کہ) نبی کرم ﷺ سے آپ کی ازواج مطررات نے جہاد کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ حج بہت ہی عمدہ جہاد ہے۔

[راجح: ۱۵۲۰] سفر حج بس عورتوں کے لئے جہاد سے کم نہیں ہے مگر خود جہاد میں بھی عورتوں کی شرکت ثابت ہے بلکہ بھری جہاد کے لئے ایک اسلامی خاتون کے لئے آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی موجود ہے جس کے پیش نظر مجتبؑ مطلق حضرت امام بخاریؓ نے نیچے عورتوں کا بھری جہاد میں شریک ہونے کا باب منعقد فرمایا۔

### ۶۲ - بَابُ جِهَادِ النِّسَاءِ

۲۸۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سَفِيَّاً عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَسْتَأْذِنُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ ((جِهَادٌ كُنْ الْحِجَّ)).

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدٍ: حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا. [راجح: ۱۵۲۰]

۲۸۷۶ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهَذَا. وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلَهُ نِسَاؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ: ((بَعْدُ الْحِجَّةِ الْحِجَّ)).

[راجح: ۱۵۲۰]

### باب دریا میں سوار ہو کر عورت کا جلوہ کرنا

(۲۸۷۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے ہم سے ابو اسحاق نے ان سے عبد اللہ بن عبد الرحمن النصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس بن ثابت سے نا، وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ام حرام بنت ملحن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یہاں تکیہ لگا کر سو گئے پھر آپ ﷺ تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کیوں نہ رہے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں (جلوہ کے لئے) بزر سمندر پر سوار ہو رہے ہیں ان کی مثال (دنیا یا آخرت میں) تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہوں کی سی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیجھے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! انہیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے پھر دوبارہ آپ لیٹھے اور (اٹھے) تو مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے اس مرتبہ بھی آپ سے وہی سوال کیا اور آپ ﷺ نے بھی پہلی بھی وجہ تائی۔ انہوں نے پھر عرض کیا آپ دعا کر دیجھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لشکر میں شریک ہو گی اور یہ کہ بعد والوں میں تمہاری شرکت نہیں ہے۔ انس بن ثابت نے بیان کیا کہ پھر آپ نے (ام حرام نے) عبادہ بن صامت بن ثابت کے ساتھ نکاح کر لیا اور بت قحط معاویہ بن ثابت کی بیوی کے ساتھ انہوں نے دریا کا سفر کیا۔ پھر جب واپس ہوئیں اور اپنی سواری پر چڑھیں تو اس نے ان کی گردن توڑ دی۔ وہ اس سواری سے گر گئی اور (اسی میں) ان کی وفات ہوئی۔

**تَسْبِيحٌ** یہ نکاح کا معاملہ دوسری روایت کے خلاف، پڑتا ہے، جس میں یہ ہے کہ اسی وقت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ شاید انہوں نے طلاق دے دی ہو گی، بعد میں ان سے نکاح مانی کیا ہو گا۔ یہ اس جگہ کا ذکر ہے جس میں حضرت عثمان بن عثمان بن ثابت کے زمانے میں رب ۲۸ھ میں سب سے پہلا سمندری بیڑہ حضرت معاویہ بن ثابت نے امیر المؤمنین کی اجازت سے تیار کیا اور قبرص پر پڑھائی کی۔ یہ مسلمانوں کی سب سے پہلی بحری جنگ تھی جس میں ام حرام بن ثابت جو کہ نبی اکرم ﷺ کی عزیزہ تھیں، شریک ہوئیں اور شہادت بھی پائی۔ حضرت معاویہ بن ثابت کی بیوی کا نام فاختہ تھا اور وہ بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک تھیں۔

۶۳- بَابُ غَزوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ  
۲۸۷۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةً بْنَ عُمَرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ ((دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى ابْنَةِ مُلْحَانَ فَاتَّكَاهُنَّ عَنْهَا، ثُمَّ فَضَحَّكَ، فَقَالَتْ: لَمْ تَضْنَحْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرَرِ)). قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، اذْعُ اللَّهَ أَذْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ)). ثُمَّ عَادَ فَضَحَّكَ، فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ أَوْ مِمْ - ذَلِكَ، فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَتْ اذْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأُوْلَىٰ وَلَستِ مِنَ الْآخْرِينَ)) قَالَ أَنَّسٌ فَتَرَوَّجَتْ عِبَادَةُ بْنِ الصَّامتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بَنْتِ قَرْظَةَ، فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتِ دَابَّهَا، فَوَقَسَتْ بِهَا، فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ).

## بَابُ آدِي جَهَادٍ مِّنْ أَنْوَى إِلَى أَنْوَى كَوْنَةٍ لَّمْ يَجُئْ (يَهُ دَرْسٌ)

(۲۸۷۹) ہم سے حاج بن منہل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبداللہ بن عمر نسیری نے، انہوں نے کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے بیان کیا، کہا میں نے این شاب زہری سے سنا، کما کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقہ بن وقار، اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سنی، ان چاروں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث مجھ سے تھوڑی تھوڑی بیان کی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کرم ﷺ باہر تشریف لے جاتا چاہتے (جادوں کے لئے تو اپنی ازواج میں قرعہ ذاتے اور جس کا نام نکل آتا انہیں آپ اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک غرہ کے موقع پر آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی تو اس مرتبہ میرا نام آیا اور میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئی، یہ پر دے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا واقعہ ہے۔

بلب عورتوں کا جنگ کرنا اور مردوں کے ساتھ لڑائی میں شرکت کرنا  
معلوم ہوا کہ پر دے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت گمر کے باہر نہ نکلی جیسے بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے بلکہ شرعی پر دے کے ساتھ عورت ضروریات کے لئے گمر سے باہر بھی نکل سکتی ہے، خاص طور پر جادوں میں شرکت کر سکتی ہے جیسا کہ متعدد روایات میں اس کا ذکر موجود ہے۔

## ۶۴- بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ اغْرِيَةً فِي الْغَزوَةِ دُونَ بَعْضِ نِسَائِهِ

(۲۸۷۹) - حدثنا حجاج بن منهال حدثنا عبد الله بن عمر النميري حدثنا يونس قال: سمعت الزهربي قال: سمعت عروة بن الزبير وسعيد بن المسميع وغلقمة بن وقاص وعبيد الله بن عبد الله عن حديث عائشة، كل حديثي طائفه من الحديث قال: ((كان النبي ﷺ إذا أراد أن يخرج أفرع بين نسائه فايتهن يخرج سهمنها خرج بها النبي ﷺ فلما فخر بنتها في غزوة غزاه، فخرج فيها سهمني، فخرجت مع النبي ﷺ بعد ما أنزل الحجاب)). [راجع: ۲۵۹۳]

## بَابُ غَزْوِ النِّسَاءِ وَقَاتِلَهُنَّ مَعَ الرِّجَالِ

(۲۸۸۰) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بن شحہ نے بیان کیا کہ احمد کی لڑائی کے موقع پر مسلمان نبی کرم ﷺ کے پاس سے جدا ہو گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور امام سلیمان بن عثمان (انس بن شحہ کی والدہ) کو دیکھا کہ یہ اپنے ازار سیٹھے ہو۔ تھیں اور (تیز چلنے کی وجہ سے) اپنی کے مشکیزے چھلکاتی ہوئی لئے جا رہی تھیں اور ابو معمر کے علاوہ جعفر بن میران نے بیان کیا کہ مشکیزے کو اپنی پشت پر ادھر سے ادھر جلدی جلدی لئے پھرتی

2880 - حدثنا أبو مفتر حدثنا عبد الوارث حدثنا عبد العزير عن أنس رضي الله عنه قال: ((لما كان يوم أحد النزيم الناصر س عن النبي ﷺ قال: ولقد رأيت عائشة بنت أبي بكر وأم سليم وبنتهما لمشرمتان أرزي خدم سوقهما تنقران بالقرب - وقال غيره: تنقلان بالقرب على متنهما ثم تفرغانه في أفواه القوم،

تم ترجمان فَمَلَأَنَهَا ثُمَّ تَجْنَبَانِ فَفَرَغَانَهَا  
تَحِينٌ أَوْ قَومٌ كَوَاسِ مِنْ سَبْلِيْنِيْلَيْتِيْنِيْسِ؛ بَهْرَوَالِيْسِ آتَى تَحِينٌ أَوْ  
مَشْكِيرُونِ كَوَهْرَكَرَلِيْ جَاتِيْ تَحِينٌ أَوْ قَومٌ كَوَلَلَتِيْتِيْنِيْسِ؛ مِنْ انَكَ  
پَاؤِلِيْ كَپَازِتِيْسِ دَكَّهِ رَهَا تَهَا۔

[اطرافہ فی: ۲۹۰۳، ۳۸۱۱، ۴۰۶۴]

**لَشَرِيف** زندہ قوموں کی عورتوں میں بھی جذبہ آزادی پر رجہ، اتم موجود ہوتا ہے جس کے سارے وہ بعض وفع میدان جگ میں ایسے کاربائے نمایاں کر گزرتی ہیں کہ ان کو دیکھ کر ساری دنیا حیرت زدہ ہو جاتی ہے جیسا کہ آج کل یہودیوں کے خلاف مجاہدین فلسطین بہت سے مسلمانوں کے مجاہد ان کارناموں کی شہرت ہے۔ حضرت ام سلیم مشور صحابیہ ملنک کی میٹی ہیں جو مالک بن نفر کے نکاح میں تھیں۔ ان ہی کے بطن سے مشور صحابی حضرت انس پیدا ہوئے۔ مالک بن نفر حالات کفری میں وفات پا گئے تھے۔ بعد میں ان کا نکاح ابو طلحہ سے ہوا۔ ان سے بہت سے صحابہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

## باب جہاد میں عورتوں کا مردوں کے پاس مشکیزہ اٹھا کر لے جانا

(۲۸۸۱) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں ابن شلب نے، ان سے شعلہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب بن عثیمین نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں۔ ایک نئی چادر فتحی تو بعض حضرات نے جو آپ کے پاس ہی تھے کہا یا امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیتھے، جو آپ کے گھر میں ہیں۔ ان کی مراد (آپ کی بیوی) ام کلثوم بنت علی بنت ابی اسے تھی لیکن عمر بن عثیمین نے جواب دیا کہ ام سلیط بنت اس کی زیادہ سخت ہیں۔ یہ ام سلیط بنت ابی اس انصاری خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر بن عثیمین نے فرمایا کہ آپ احمد کی لڑائی کے موقع پر ہمارے لئے مشکیزے (پانی کے) اٹھا کر لاتی تھیں۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری (راضی)) نے کہا (حدیث میں) (الظاهر تزلف کا معنی یہ ہے کہ سیتی تھی۔

۶۶ - بَابُ حَمْلِ النَّسَاءِ الْقَرَبَ إِلَى

## النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

۲۸۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ ثَلَاثَةُ  
بْنُ أَبِي مَالِكٍ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرْوَطًا بَيْنَ نِسَاءِ مِنْ  
نِسَاءِ الْمَدِينَةِ، فَبَقَيَ مُرْطَ جَيْدٌ، فَقَالَ لَهُ  
بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ  
هَذَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ الَّتِي عِنْدَكَ -  
بِرِينِدُونَ أُمُّ كَلْثُومَ بِنْتَ عَلَيٍّ - فَقَالَ  
عُمَرُ: أُمُّ سَلَيْطِ أَحَقُّ. وَأُمُّ سَلَيْطِ مِنْ  
نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَاتَعَ رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ عُمَرُ: فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزَفَّ لَنَا الْقَرَبَ  
يَوْمَ أَحَدٍ)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: تَزَفَّ تَخْيَطُ.

[اطرفہ فی: ۴۰۷۱]

**لَشَرِيف** تزلف کا معنی یعنی سے کرنا صحیح نہیں ہے، صحیح معنی یہ ہے کہ اٹھا کر لاتی تھی۔ قطلانی نے کما امام بخاری نے یہ معنی ابو سالم کاتب لیث کی تقلید سے نقل کر دیا۔ حضرت عرّکا عدل و انصاف یہاں سے معلوم کرنا چاہئے۔ یہ چادر آپ اپنی بیوی ام کلثوم کو دے دیتے مگر صرف اس خیال سے نہ دی کہ وہ ان کی بیوی تھیں اور غیر کو جس کا حق زیادہ تھا مقدم کیا۔ انصاف کا تقاضا ہمیں کی ہے۔

## باب جہاد میں عورتیں زخمیوں کی مرہم پڑی کر سکتی ہیں

(۲۸۸۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے ربع بنت معوذ بنی ہنخ نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم مسیح علیہ السلام کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوتے تھے، مسلمان فوجیوں کو پانی پلاتے تھے، زخمیوں کی مرہم پڑی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے انہیں مدینہ اٹھا کر لاتے تھے۔

## ٦٧- بَابُ مُدَّاواةِ النِّسَاءِ الْجَرْحِيِّ فِي الْغَزْوِ

(۲۸۸۲) حدثنا علي بن عبد الله حدثنا بشر بن المفضل حدثنا خالد بن ذكوان عن الربيع بنت معوذ قالت: ((كنا مع النبي ﷺ نسقي ونداوي الجرحى، وترد القتلى إلى المدينة)). [صراحت في: ۲۸۸۳، ۲۸۷۹، ۵۶۷۹]

## باب زخمیوں اور شہیدوں کو عورتیں لے کر جا سکتی ہیں

(۲۸۸۳) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربع بنت معوذ بنی ہنخ نے بیان کیا کہ ہم نبی کرم مسیح علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تھے، جہاد مسلمانوں کو پانی پلاتے تھے، ان کی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہیدوں کو اٹھا کر مدینہ لے جاتے تھے۔

## ٦٨- بَابُ رَدِّ النِّسَاءِ الْجَرْحِيِّ وَالْقُتْلِيِّ

(۲۸۸۳) حدثنا مسدد حدثنا بشر بن المفضل عن خالد بن ذكوان عن الربيع بنت معوذ قالت: ((كنا نغزو مع النبي ﷺ نسقي الترم وندخدمهم، وترد القتلى والجرحى إلى المدينة)).

[راجع: ۲۸۸۲]

اس سے بھی عورتوں کا جہاد میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

(۲۸۸۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے یزید بن عبد اللہ نے اور ان سے ابو بردہ نے ان سے ابو موسیٰ اشعری بنی ہنخ نے بیان کیا کہ ابو عامر بنی ہنخ کے گھنٹے میں تیر لگا تو میں ان کے پاس پہنچا، انہوں نے فرمایا کہ اس تیر کو کھینچ کر نکال لو میں نے کھینچ لیا تو اس سے خون بننے لگا پھر نبی کرم مسیح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ کو اس حادثہ کی اطلاع دی تو آپؐ نے (ان کے لئے)

## ٦٩- بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَذْنِ

(۲۸۸۴) حدثنا محمد بن العلاء حدثنا أبو أسامه عن برباد بن عبد الله عن عن أبي موسى رضي الله عنه قال: زمه أبو عامر في ركبته فانهارت إليه، قال: انزع هذا السهم، فنزعته، فترزا منه الماء، فدخلت على النبي ﷺ فأخبرته فقال:

دعا فرمائی کہ اے اللہ! عبد ابو عامر کی مغفرت فرمائیو۔

((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِنَا أَبِي غَامِرٍ)).

[طرفہ فی : ۴۳۲۳ : ۶۲۸۳].

آلات جرائمی جو آج کل وجود میں آچکے ہیں، اس وقت نہ تھے۔ اس لئے زخمیوں کے جسموں میں پوست تباہوں ہی سے نکالے جاتے تھے۔ ابو عامر ایسے ہی محلہ ہیں جو تیر سے گماں ہوں جو اسلام شہادت نوش فرمائے گئے تھے۔ نبی کرم ﷺ نے بطور اطمینان افسوس ان کا نام لیا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ابو عامر ابو موسیٰ اشتری کے پھجاتے تھے۔ جنگ اعظم میں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

## باب اللہ کے راستے میں جہاد میں پسروہ دینا

## ۷۰ - بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِي

کیا ہے؟

(۲۸۸۵) ہم سے اسماعیل بن خلیل نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مسر نے خردی، کہا ہم کو سعید بن سعید نے خردی، کہا ہم کو عبد اللہ بن ربیعہ بن عامر نے خردی، کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، آپ بیان کرتی تھیں کہ نبی کرم ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گزاری، مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا، کاش! میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد ایسا ہوتا جو رات بھر ہمارا پسروہ دینا! ابھی یہی باشیں ہو رہی تھیں کہ ہم نے تھیمار کی جھکار سنی۔ آنحضرت نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے) کہا میں ہوں سعد بن ابی وقار، آپ کا پسروہ دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی کرم ﷺ خوش ہوئے۔ ان کے لئے دعا فرمائی اور آپ سو گئے۔

**لشیخ** دوسری روایت میں ہے یہاں تک کہ آپ کے خرانے کی آواز سنی۔ ترمذی نے حضرت عائشہؓ سے نکلا ہے اکرم ﷺ کو کچھ چوکی پسروہ رکھتے تھے، جب یہ آیت اتری ((وَاللَّهُ يَقْصِدُكُم مِّنَ النَّاسِ)) (المائدہ: ۲۷) (اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا) تو آپ نے چوکی پسروہ اٹھا دیا۔ حاکم اور اہن ماجہ نے مرفوعاً نکلا۔ جہاد میں ایک رات چوکی پسروہ دینا ہزار راتوں کی عبادت اور ہزار دنوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

(۲۸۸۶) ہم سے سعید بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بکر نے خبر دی، انسیں ابو حصین نے انسیں ابو صالح اور انسیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہے کہ نبی کرم ﷺ مصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اشرفتی کا بندہ، روپے کا بندہ، چادر کا بندہ، کمبل کا بندہ ہلاک ہوا کہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تب تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جائے تو نار ارض ہو جاتا ہے، اس حدیث کو اسرا میل اور محمد بن جادہ نے ابو حصین سے

سَبِيلِ اللهِ

۲۸۸۵ - حدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْنَهُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهْرًا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ: ((لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسْنِي الْلَّيْلَةَ)), إِذَا سَمِعْنَا صَوْتَ سَلَاجٍ، فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالَ: أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ جِنْتُ لِأَخْرُسَكَ.

((وَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ)). اطرفہ فی: ۲۲۳۱].

۲۸۸۶ - حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُوبَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَسَ عَنْ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقُطْنِيَّةِ وَالْخَمِيسَةِ إِنْ أُغْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُغْطَ لَمْ يَرْضِ)) لَمْ يَرْفَعْ

مرفوع نہیں کیا۔

إِسْرَائِيلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أُبَيِّ

خَصِّينَ [طرفہ فی: ۲۸۸۷، ۶۴۳۵].

٢٨٨٧ - وَرَأَدْنَا عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَنْهُ  
الْوَخْمَنُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أُبَيِّ  
عَنْ أُبَيِّ صَالِحٍ عَنْ أُبَيِّ هُرَيْزَةَ عَنْ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَعْسَ عَنْهُ  
الدِّينَارِ وَعَنْ الدَّرْهَمِ وَعَنْ الْخَمِيسَةِ:  
إِنْ أَغْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُغْطِ سَخْطَ  
تَعْسَ وَاتَّكِسْ، وَإِذَا شَيْكَ فَلَا تَقْشِّ)  
طَوْبَى لِعَنْهُ أَخْدَ بَعْنَانَ فَرَسِيهَ فِي سَبِيلِ  
اللَّهِ، أَشَعَّ رَأْسَهُ مُغَيْرَةً قَدْمَاهَا، إِنْ كَانَ  
فِي الْجَوَاسِةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ  
فِي السَّاقَةِ، إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ  
شَفَعَ لَمْ يُشَفَعْ)).

قَالَ أَبُو عَنْدِ اللَّهِ: لَمْ يَرْفَعْ إِسْرَائِيلُ  
وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أُبَيِّ خَصِّينَ.  
وَقَالَ: ((تَعْسَ)), فَكَانَهُ يَقُولُ: فَلَأَتَعْسِهِمُ  
اللَّهُ ((طَوْبَى)): فُلْمَى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ  
طَيْبٌ وَهِيَ يَاءُ حَوْلَتِ إِلَيْهِ الْوَادِ، وَهِيَ  
مِنْ يَعْطِيْبَ). [راجع: ۲۸۸۶]

(۲۸۸۷) اور عمرو ابن مرزوق نے ہم سے بڑھا کر بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے خبر دی، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ بن بشیر سے، انہوں نے آخر پرست محدث سے، آپ نے فرمایا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور کمل کا بندہ تباہ ہوا، اگر اس کو کچھ دیا جائے تو خوش جو نہ دیا جائے تو غصے ہو جائے، ایسا شخص تباہ سرگوں ہوا۔ اس کو کاشا لگ کے تو خدا کرے پھر نہ نکلے، مبارک وہ بندہ جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھاے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پر اگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پرے پر لگادیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تتدھی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تتدھی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ زندگی میں غربت کی وجہ سے اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے، ابو عبد اللہ (حضرت امام بخاری) نے کہا کہ اسرائیل اور محمد بن جادہ نے ابو حسین سے یہ روایت مرفوع انہیں بیان کی ہے اور کہا کہ قرآن مجید میں جو لفظ تعشا آیا ہے گویا یوں کہنا چاہئے کہ «فاتعسهم اللہ» (اللہ انہیں گرانے ہلاک کرے) طوبی « فعلی » کے وزن پر ہے ہر اچھی اور طیب چیز کے لئے، واواصل میں یا تھا (اطینبی)، پھر یا کو واوے سے بدل دیا گیا اور یہ طیب سے نکلا ہے۔

حدیث ہذا میں ایک غریب تخلص مرد مجہد کے چوکی پرہ دینے کا ذکر ہے، یہی باب سے وجہ مطابقت ہے، اللہ والے بزرگ ایسے ہی پوشیدہ غریب نامعلوم غیر مشہور بزرگ ہوتے ہیں جن کی دعائیں اللہ قبول کرتا ہے مگر یہ مقام ہر کسی کو نصیب نہیں ہے۔

باب جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت کا بیان

(۲۸۸۸) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان

٧٩ - بَابُ فَضْلِ الْخَدْمَةِ فِي الْفَزْوِ

٢٨٨٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْغَةَ حَدَّثَنَا

کیا، ان سے یونس بن عبید نے، ان سے ثابت ہانی نے اور ان سے انس بن مالک ہنگو نے بیان کیا کہ میں جریر بن عبد اللہ بھلی ہنگو کے ساتھ تھا تو وہ میری خدمت کرتے تھے حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے، جریر ہنگو نے بیان کیا کہ میں نے ہر وقت انصار کو ایک ایسا کام کرتے دیکھا (رسول اللہ ﷺ کی خدمت) کہ جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم و اکرام کرتا ہوں۔

**شَفَعَةُ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبِيْدٍ عَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَاحِبُتْ جَرِيزَ بْنَ عَنْدَ اللَّهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ أَكْبَرُ مِنِّي أَنَّسٌ. قَالَ جَرِيزٌ: إِنِّي رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُونَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمَهُ)).**

**لشیخ** وہ بات یہ تھی کہ انصاری جتاب رسول کرم ﷺ سے بہت محبت رکھتے اور آپؐ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ معلوم ہوا جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھے اس کی خدمت کرنا میں سعادت ہے۔ بہ طور اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے مشکل ہے، میں نے کما مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ محبت سفر میں ہوئی اور سفر عام ہے جو جہاد کے سفر کو بھی شامل ہے پس باب سے مطابقت ہو گئی۔

۲۸۸۹ - حَدَّثَنَا عَنْدُ الْغَزِيرِ بْنَ عَنْدَ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ أَبِي عَمْرُو مُولَى الْمُطَلَّبِ بْنِ خَطَّابٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ بْنَ مَالِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: حَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِلَى خَيْرِ الْأَنْذَمَةِ. فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبِدَا لَهُ أَحَدٌ قَالَ: ((هَذَا جَنَلٌ يَعْجِنُ وَنُجْجَةً)). ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَحْرَمْتُ مَا بَيْنَ لَابْتِهَا كَتْحَرِنِيمَ إِبْرَاهِيمَ مَنْكَةً. اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَاتِ وَمَدَنَاتِ)). ارجح ۳۷۱

(۲۸۸۹) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے مطلب بن خطب کے مولیٰ عمرو بن ابی عمرو نے اور انہوں نے انس بن مالک ہنگو سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیر (غزوہ کے موقع پر) گیا، میں آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا، پھر جب آپؐ واپس ہوئے اور احمد پہاڑ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے اللہ! میں اس کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کے خطے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم ﷺ نے مکہ کو حرمت والا شزر قرار دیتا تھا، اے اللہ!

ہمارے صانع اور ہمارے مدین میں برکت عطا فرم۔

اس سے مدینہ شریف کی حرمت بھی ثابت ہوئی جیسا کہ مکہ شریف کی حرمت ہے، مدینہ کے لئے بھی حدود حرم متین ہیں جن کے اندر وہ سارے کام ناجائز ہیں جو حرم کہ میں ناجائز ہیں۔ الجدیث کا یہی مسلک ہے کہ مدینہ بھی مکہ ہی کی طرح حرام ہے۔ (والتفضل مقام اخر) خیر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام ہے۔ یہ یہودیوں کی آبادی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو حدیث سے آئے ہوئے ایک ماہ سے کم ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپؐ نے خیر کے یہودیوں کی سازش کا حال سنا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں، انہی کی مدافعت کے لئے آپؐ نے پیش کی تدبیح اور اہل اسلام کو فتح میں حاصل ہوئی۔

۲۸۹۰ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا اسْمَاعِيلَ بْنَ زَكَرِيَّاءَ نَسْبَةَ اسْمَاعِيلَ بْنِ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا

عبلی نے اور ان سے اُنس بنی شہر نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ کچھ صحابہ کرام روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ موسم گرمی کا تھا، ہم میں زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا، اپنا کمبل تان لیتا۔ خیر جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکتے تھے اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا تو انہوں نے ہی اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور روزہ داروں کی خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے تمام) کام کئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لوٹ کر لے گئے۔

**لئے جس میں** [یعنی روزہ داروں سے زیادہ ان کو ثواب ملا] معلوم ہوا کہ جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنا روزے سے زیادہ اجر رکھتا ہے۔ روزہ ایک انفرادی نیکی ہے مگر مجاہدین کی خدمت پوری ملت کی خدمت ہے، اس لئے اس کو بہر حال فویت حاصل ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ بھی ہے کہ روزہ اگرچہ خیر محسن ہے اور مخصوص و مقبول عبادت ہے پھر بھی سفر وغیرہ میں ایسے موقع پر جبکہ اس کی وجہ سے دوسرے اہم کام رک جانے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ جو واقعہ حدیث میں ہے اس میں بھی یہی صورت پیش آئی کہ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام تحکم وغیرہ کی وجہ سے نہ کر سکے لیکن بے روزہ داروں نے پوری وجہ سے تمام خدمات انجام دیں، اس لئے ان کا ثواب روزہ رکھنے والوں سے بھی بڑھ گی۔

## باب اس شخص کی فضیلت جس نے سفر میں اپنے ساتھی کا

سامان اٹھا دیا

(۲۸۹۱) ہم سے احراق بن نفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے، ان سے ابوہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزانہ انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے اور اگر کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرے کہ اس کو سارا دے کر اس کی سواری پر سوار کر دے یا اس کا سامان اس پر اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اچھا اور پاک لفظ بھی (زبان سے نکالنا) صدقہ ہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور (کسی مسافر کو) راستہ بتارنا بھی صدقہ ہے۔

حدیث عام ہے مگر سفر جہاد کے مسافر خصوصیت سے یہاں مراد ہیں، اسی لئے حضرت امام رضا علیہ السلام اس کو کتاب الجہاد میں لائے ہیں۔ کوئی بھائی اگر اس مبارک سفر میں تھک رہا ہے یا اس پر بوجھ زیادہ ہے تو اس کی امداد بڑا ہی درجہ رکھتی ہے۔ یوں ہر مسافر کی مدد بست بڑا کار خیر ہے، مسافر کوئی بھی ہو۔ اسی طرح زبان سے ایسا لفظ نکالنا کہ سننے والے خوش ہو جائیں اور وہ کلمہ خیر یعنی سے متعلق ہو تو ایسے الفاظ بھی صدقہ کی مدد میں لکھے جاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے الفاظ کو اس صدقہ سے بہت ہی بہتر قرار دیا ہے جس صدقہ کی وجہ سے

غاصِمٌ عَنْ مُورَقِ الْعَجْلِيِّ عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا طَلَّا اللَّذِي يَسْتَظِلُّ بِكِسَانِهِ، وَأَمَّا الَّذِينَ صَانُوهَا فَلَمْ يَعْمَلُوا شَيْئًا، وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْطَرُوا فَعَغَلُوا الرَّكَابَ، وَأَفْتَهُوا وَعَالُجُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ذَهَبَ الْمُفْطَرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ)).

## ۷۲- بَابُ فَضْلٍ مِنْ حَمْلَ مَتَاعٍ

صاحبہ فی السفر

۲۸۹۱ - حدثنا إسحاق بن نصر بن حذيفة  
عبد الرزاق عن معمر عن همام عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال:  
((كُلُّ سُلَامٍ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلُّ يَوْمٍ يَعِينُ  
الرَّجُلُ فِي دَائِبِهِ يَحَمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ  
عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ،  
وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ،  
وَكُلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ)). [راجع: ۲۷۰۷]

جس پر وہ صدقہ کیا گیا ہے اس کو سن کر تکلیف ہو، اسی لئے ہر مسلمان مومن کا فرض ہے کہ یا تو کفر، خیر زبان سے نکالے یا خاموش رہے۔ ہر قدم جو نماز کے لئے اٹھے وہ بھی صدقہ ہے اور کسی راہ گم کئے ہوئے مسافر کو راستہ بتاؤ دینا بھی بست ہی بڑا صدقہ ہے۔ یہی اسلام کی وہ اخلاقی پاکیزہ تعلیم ہے جس نے اپنے پچے بیروت کاروں کو آسمانوں اور زمینوں میں قبول عام بخشنا۔ اللهم اجعلنا منہم (آمين)

### باب اللہ کے راستے میں سرحد پر ایک دن پرہ وینا کتنا پڑا ثواب ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”اے ایمان والو صبر سے کام لو اور دشمنوں سے صبر میں زیادہ رہو“ اور مورچے پر جسے رہو آخر آیت تک۔

صبراً یک بہت بڑی انسانی قوت کا نام ہے جس کے نتیجے میں بہت سے انسانوں نے بڑی بڑی تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہمارے رسول پاک ﷺ کی مثال اظہر من الشس ہے۔

(۲۸۹۲) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوالغفار ہاشم بن قاسم سے نہ، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو حازم (سلہ بن دینار) نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پرہ دنیا و مافیحہ سے بڑھ کر ہے، جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیحہ سے بڑھ کر ہے اور جو شخص اللہ کے راستے میں شام کو چلے یا صبح کو تو وہ دنیا و مافیحہ سے بہتر ہے۔

### ۷۳- بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى :

هُنَّا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا  
وَرَابطُوا كَمَا الآية [آل عمران : ۲۰]

صبراً یک بہت بڑی انسانی قوت کا نام ہے جس کے نتیجے میں بہت سے انسانوں نے بڑی بڑی تاریخی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ہمارے رسول پاک ﷺ کی مثال اظہر من الشس ہے۔

(۲۸۹۲) حدثنا عبد الله بن مثیر سمعَ أبا الصنفِ حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن دينار عن أبي حازم عن سهل بن سعد الساعدي رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((رباط يوم في سبيل الله خير من الدنيا وما عليها. وموضع سوط أحدكم من الجنة خير من الدنيا وما عليها، والرؤحة يردها العبد في سبيل الله أو الفدوة خير من الدنيا وما عليها))

[راجح: ۲۷۹۴]

اسلامی شرعی ریاست میں سرحد پر چوکی پہرے کی خدمت جس کو سونپی جائے اور وہ اسے بخوبی انجام دے تو اس کا نام بھی مجہدین میں ہی لکھا جاتا ہے اور اس کو وہ ثواب ملتا ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ دنیا بہر حال قائل اور اس کا ثواب بہر حال باقی ہے۔ الرباط بکسر الراء لموحدة الخفيفة ملازمة المكان الذي بين المسلمين والكافر لحراسة المسلمين منهم واستدل المصنف بالالية اختيار لشهر التفاسير فعن الحسن البصري والفتادة اصبروا على الطاعة الله وصابرها اعداء الله في الجهاد ورابطوا في سبيل الله وعن محمد بن الكعب اصبروا على الطاعة وصابرها الانتظار الرعد ورابطوا العدو وتقووا الله فيما بينكم (فتح)

### ۷۴- بَابُ مَنْ غَزا بِصَبَيْ لِلْجِدْمَةِ باب اگر کسی نچے کو خدمت کے لئے جہاد میں ساتھ لے جائے

اس میں اشارہ ہے کہ پچھے جہاد کے لئے مخاطب نہیں ہے لیکن خدمت کے لئے بچوں کو جہاد میں بھراہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۲۸۹۳) ہم سے قتبہ بن سعید نے کہا، ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عمرو نے اور ان سے انس بن مالک بخشش نے کہ بھی کرم شیخیم نے ابو طلحہ بخشش سے فرمایا کہ اپنے بچوں میں سے کوئی بچہ میرے ساتھ کر دو جو خیر کے غزوے میں میرے کام کر دیا کرے، جبکہ میں خیر کا سفر کروں۔ ابو طلحہ اپنی سواری پر اپنے بچپنے بھاگ رنجھے (انسؑ کو) لے گئے، میں اس وقت ابھی لڑکا تھا بالغ ہونے کے قریب۔ جب بھی آنحضرت کیسی قیام فرماتے تو میں آپؑ کی خدمت کرتا۔ اکثر میں سننا کہ آپؑ یہ دعا کرتے اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم اور عاجزی، سستی، بُل، بُردوی، قرض داری کے بوجھ اور ظالم کے اپنے اوپر غلبہ سے، آخر ہم خیر پسچے اور جب اللہ تعالیٰ نے خیر کے قلعہ پر آپؑ کو فتح دی تو آپؑ کے سامنے صفیہ بنت حی بن اخطبؓ بیٹھا کے جمال (ظاہری و باطنی) کا ذکر کیا گیا ان کا شوہر (یسودی) لاوائی میں کام آگیا تھا اور وہ ابھی دلسی میں تھیں (اور چونکہ قبیلہ کے سردار کی لڑکی تھیں) اس نے رسول کرم شیخیم نے (ان کا اکرام کرنے کے لئے) انہیں اپنے لئے پند فرمایا۔ پھر آپؑ انہیں ساتھ لے کر زہاں سے چلے۔ جب ہم سد الصباء پر پسچے تو وہ حیض سے پاک ہوئیں، تو آپؑ نے ان سے خلوت کی۔ اس کے بعد آپؑ نے صیس (کبھوڑ، پیپر اور گھی سے تیار کیا ہوا ایک کھانا) تیار کر کر ایک چھوٹے سے دستخوان پر رکھوایا اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے آس پاس کے لوگوں کو دعوت دے دو اور یہی آنحضرت شیخیم کا حضرت صفیہ بیٹھا کے ساتھ نکاح کا وسم تھا۔ آخر ہم مدینہ کی طرف چلے، انس بخشش نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آنحضرت شیخیم صفیہ بیٹھا کی وجہ سے اپنے بچپنے (اونٹ کے کوہاں کے اردو گرد) اپنی عبادت سے پرده کئے ہوئے تھے (سواری پر جب حضرت صفیہ بیٹھا سوار ہوتیں) تو آپ شیخیم اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھنٹا کھڑا رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم اپنا پاؤں حضور اکرمؐ کے گھنٹے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ اس طرح ہم چلتے رہے اور جب مدینہ منورہ کے قریب پسچے تو آپؑ نے احمد پہاڑ کو

۲۸۹۳ - حدثنا قُبَيْلَةُ حدثنا يَغْقُوبُ عنْ عَمْرُو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ : ((الْتَّمَسْ لِي غُلَامًا مِنْ عِلْمَانِكُمْ يَعْدِمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْرِهِ)), فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي وَأَنَا غُلَامٌ رَاهِفْتُ الْحَلْمَ، فَكَنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ، فَكَنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيرًا يَقُولُ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنَ الْأَهْمَّ وَالْحَرَزِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ، وَالْبَخْلِ وَالْجُنُنِ، وَضَلَالِ الدِّينِ، وَغَلَبةِ الرِّجَالِ)). ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْرِهِ، فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذَكَرَ لَهُ جَمَالٌ صَفِيَّةَ بُنْتِ حَسَنِ بْنِ أَخْطَبَ - وَقَدْ قُيلَ زَوْجُهَا، وَكَانَتْ عَرْوَسًا - فَاضْطَفَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ، فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَقْنَا سَدَ الصَّهْبَاءِ حَلْتَ، فَبَنَى بِهَا، ثُمَّ صَنَعَ حَسَنًا فِي نَطْعِ صَفِيَّةِ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((آذِنْ مِنْ حَوْلَكَ)). فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيَّةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَفِيَّةِ، ثُمَّ خَرَجَنَا إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ : فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْوِي لَهَا وَرَاءَةً بَعْبَاءَةً، ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعْزِهِ فَقَضَى رَجْبَتَهُ، فَقَضَى صَفِيَّةَ رِجْلَهَا عَلَى رَجْبَتِهِ حَتَّى تَرَكَبَ، فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا أَشْرَقَنَا عَلَى الْمَدِينَةِ نَظَرَ إِلَى أَخْدِ

فَقَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يَحْبَثُ وَنَجِيْهُ)). ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَخْرَمْ مَا بَيْنَ لَابْتِهَا بِمِثْلِ مَا حَرَمَ إِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ. اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَذْهَمِهِمْ وَصَاعِدِهِمْ)).

اور صاع میں برکت و سبحان!

[راجع: ۳۷۱]

**لَشِّيج** رسول کریم ﷺ نے غزوہ خیبر میں حضرت انسؓ کو خدمت کے لئے ساتھ رکھا ہوا بھی مبلغ تھے، اسی سے مقصد باب ثابت ہوا۔ اسی لڑائی میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے حرم میں داخل ہوئیں جو ایک خاندانی خاتون تھیں اس رشتے سے اہل سلام کو بہت سے علی فوائد حاصل ہوئے۔ روایت ہذا میں ایک دعائے منورہ بھی ذکر ہوئی ہے جو بہت سے فوائد پر مشتمل ہے جس کا یاد کرنا اور دعاوں میں اسے پڑھتے رہنا بہت سے امور دینی اور دنیاوی کے لئے مفید ثابت ہو گا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے تفصیلی حالات پیچھے ذکر ہو چکے ہیں اسی حدیث سے مدینہ منورہ کا بھی مثل کہ شریف حرم ثابت ہوا۔ حضرت انسؓ پلے ہی سے آپؐ کی خدمت میں تھے مگر سفر میں ان کا پہلا موقع قما کہ خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ دعاء منورہ میں لفظ ہم اور حزن ہم متنی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہم وہ فکر جو واقع نہیں ہوا لیکن وقوع کا خطرہ ہے، حزن و غم و فکر جو واقع ہو چکا ہے۔ حضرت انسؓ خدمت نبوی میں پلے ہی تھے مگر اس موقع پر بھی ان کو ہمراہ لیا گیا ان کی بدت خدمت نو سال ہے، احمد پہاڑ کے لئے جو آپؐ نے فرمایا وہ حقیقت پر مبنی ہے ((إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ مُكْلِفِي شَنِيْقِ قَدِيرٍ)) (البقرة: ۲۰)

## باب جہاد کے لئے سمندر میں سفر کرنا

(۹۵-۹۶) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے بھی ابن سعید انصاری نے، ان سے محمد بن بھی بن حبان نے اور ان سے انس بن مالک بن شٹو نے بیان کیا اور ان سے ام حرام بن بھٹانے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن ان کے گھر تشریف لا کر قیلولہ فرمایا تھا۔ جب آپؐ بیدار ہوئے توہنس رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ؟ کس بات پر آپؐ نہ رہے ہیں؟ فرمایا مجھے اپنی امت میں سے ایک ایسی قوم کو (خواب میں دیکھ کر) خوش ہوئی جو سمندر میں (غزوہ کے لئے) اس طرح جا رہے تھے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی وہ ان میں سے کر دے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم بھی ان میں سے ہو۔ اس کے بعد پھر آپؐ سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو پھر ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے اس مرتبہ بھی وہی بات بتائی۔ ایسا دو یا

## ۷۵- بَابُ رُكُوبِ الْبَحْرِ

۲۸۹۴، ۲۸۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النَّعْمَانَ حَدَّثَنَا حَمَّادَ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى بْنُ حِيَّا حَدَّثَنَا عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((حَدَّثَنِي أُمُّ حَرَامَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمًا فِي بَيْتِهِ، فَاسْتَيقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَضْحَكُكَ؟ قَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوكِ عَلَى الْأَسْرِرِ)), فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْعُ اللَّهَ أَنْ يَعْلَمَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتَ مِنْهُمْ)). ثُمَّ نَأَمَ فَاسْتَيقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَاتَ، قَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ

تین دفعہ ہوا۔ میں نے کہا۔ اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب سے پلے لکھر کے ساتھ ہو گی وہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کے نکاح میں تھس اور وہ ان کو (اسلام کے سب سے پلے۔ بھری بیڑے کے ساتھ) غزوہ میں لے گئے، واپسی میں سوار ہونے کے لئے اپنی سواری سے قریب ہوئیں (سوار ہوتے ہوئے یا سوار ہونے کے بعد) گر پڑیں جس سے آپ کی گروہ نوٹ گئی اور شہادت کی موت پائی، یعنی ہلا۔

اذْعُ اللَّهَ أَنْ يَغْفِلَنِي مِنْهُمْ فَيَقُولُ:  
(أَنْتَ مِنَ الْأُولَئِينَ). فَتَرَوْجَ بِهَا عِبَادَةً  
بَنِ الصَّابِطِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوَةِ، فَلَمَّا  
رَجَعَتْ قَرِبَتْ ذَاهِةً لِتَرْكِهَا، فَوَقَعَتْ  
فَانْدَفَتْ غُنْفَهَا).

[راجع: ۲۷۸۸، ۲۷۸۹]

یہ حدیث اور اس پر نوٹ پیچھے لکھا جا چکا ہے یہاں مرحوم اقبال کا یہ شعر بھی یاد رکھنے کے قتل ہے۔  
وَشَتَّتَتْتَ هَذِهِ دُرِّيَّاتِيْنِ نَهْجَوْرَتْتَ هُنَّ

بَابُ لِرَأْيِيْ مِنْ كَنْزُورَتَوَالِ (جیسے عورتیں، پچے، اندھے، معذور اور مساکین) اور نیک لوگوں سے مدد چاہنا، ان سے دعا کرنا، اور حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ مجھ کو ابوسفیان بن عثیمین نے خبر دی کہ مجھ سے قیصر (ملک روم) نے کہا کہ میں نے تم سے پوچھا کہ امیر لوگوں نے ان (حضور اکرم ﷺ) کی پیروی کی ہے یا کنوزر غریب طبقہ والوں نے؟ تم نے بتایا کہ کنوزر غریب طبقہ نے (ان کی اتباع کی ہے) اور انبیاء کا پیروکاری کی طبقہ ہوتا ہے۔

(۲۸۹۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے مصعب ابن سعد نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقارؓ (بن عثیمین) کا خیال تھا کہ انہیں دوسرا بہت سے صحابہ پر (اپنی مادری اور بہادری کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے تو نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ صرف اپنے کنوزر معذور لوگوں کی دعاوں کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے مدد پہنچائے جاتے ہو اور انہی کی دعاوں کے سے رزق دیے جاتے ہو۔

قال ابن بطال تاویلہ ان الضعفاء اشد اخلاصاً في الدعاء وأكثر خشوعاً في العبادة لخلاء قلوبهم عن العلائق بزخرف الدنيا (فتح) يعني ضعفاء وعاكرتے وقت اخلاص میں بہت سخت ہوتے ہیں اور عبادات میں ان کا خشوع زیادہ ہوتا ہے اور ان کے دل دنیاوی زیب و زینت سے پاک ہوتے ہیں۔ اس لئے ضعیف لوگوں سے دعا کرنا بہت ہی موجب برکت ہے۔

(۲۸۹۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

۷۶ - بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالْعُسْفَاءِ  
وَالصَّالِحِينَ فِي الْحَرْبِ  
وقال ابن عباس رضي الله عنهما أخبرني  
أبو سفيان قال: ((قال لي قيصر: سألك  
أنشراف الناس أتبعوه أم ضعفاً لهم؟  
فرعانت ضعفاً لهم، وهم أتباع الرسل)).

۲۸۹۶ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُضْعِبِ  
بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَأَى سَعْدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
إِنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ، فَقَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((هُلْ تَتَصَرَّفُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا  
بِضُعْفَائِكُمْ)).

عیینہ نے بیان کیا کہ ان سے عمرو بن دینار نے انسوں نے جابرؓ سے نہ آپ ابو سعید خدریؓ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج کی فوج جمل پر ہوں گی جن میں پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے نبی کرم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو، کہا جائے گا کہ ہاں تو ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس وقت اس کی تلاش ہو گئی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی کرم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو، (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی کرم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔

[طرفہ فی: ۳۵۹۴، ۳۶۴۹].

**تشریح** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ والے نیک لوگوں کی نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ رسول کرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرا زمانہ پھر میرے صحابہ کا زمانہ ہے اور پھر تابعین کا زمانہ یہ ہترن زمانے ہیں۔ ان خیر و برکت کے زمانوں میں مسلمان صحیح مفتون میں خدا رسیدہ مسلمان تھے، ان کی دعاؤں کو قبول عام حاصل تھا۔ بہرحال ہر زمانے میں ایسے خدا رسیدہ لوگوں کا وجود ضروری ہے۔ ان کی صحبت میں رہتا، ان سے دعائیں کرنا اور روحانی نفع حاصل کرنا میں خوش نصیبی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید میں اولیاء اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے: جن کی شان میں ﴿الذین امنوا و کانوا بتقون﴾ کہا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے ایمان میں پختہ اور تقویٰ میں کامل ہوتے ہیں۔ جن میں یہ چیز نہ پائی جائیں ان کو اولیاء اللہ جانا انتہائی حمact ہے۔ مگر افسوس کہ آج کل پیشتر نہاد مسلمان اس حمact میں جلا ہیں کہ وہ بہت سے چرسی ایغوانی حرام خور عکھتو لوگوں کو محض ان کے بالوں اور جبوں قیوں کو دیکھ کر خدا رسیدہ جانتے ہیں، حالانکہ ایسے لوگوں کے بھیں میں ابلیس کی اولاد ہے جو ایسے بہت سے کم عقولوں کو گمراہ کر کے دوزخی بنانے کا فرض ادا کر رہی ہے۔ اللہ ہم انا نعوذ بک من شرور انسان حدیث سے میدان جماد میں نیک ترین لوگوں سے دعا کرنے کا ثبوت ہوا الدعاء صلاح المؤمن مومن کا ہترن تھیصار دعا ہے۔ حق ہے ”بلا کو ٹال دیتی ہے دعا اللہ والوں کی“۔

**باب قطعی طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص شہید ہے (کیونکہ نیت اور خاتمه کا حال معلوم نہیں ہے) اور ابو ہریرہؓ نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں جماد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔**

**تشریح** جب تک حدیث سے ثابت نہ ہو جیسے قطعی طور پر کسی کو بہتی نہیں کہ سکتے مگر صرف ان لوگوں کو جن کو آنحضرت ﷺ

حدَّثَنَا سُفْيَانٌ عَنْ عَمْرِو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَأْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فَنَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيَقَالُ: فِينَكُمْ مِنْ صَاحِبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَيَقَالُ: نَعَمْ. فَيَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ نَعَمْ. ثُمَّ يَأْتِي زَمَانٌ فَيَقَالُ: فِينَكُمْ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَيَقَالُ: نَعَمْ. فَيَقَالُ: نَعَمْ يَأْتِي زَمَانٌ فَيَقَالُ: فِينَكُمْ مِنْ صَاحِبِ صَاحِبِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيَقَالُ: نَعَمْ. فَيَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ نَعَمْ).

[طرفہ فی: ۳۵۹۴، ۳۶۴۹].

**وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (إِنَّ اللَّهَ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ، اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يَكْلُمُ فِي سَبِيلِهِ).**

نے فرمایا کہ وہ بہتی ہیں۔ حضرت امام مخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا جس کو حضرت امام احمد نے کتاب کر تم اپنے جگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہوا ایسا نہ کو۔ یوں کو جو خدا کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ دوسری روایت میں ہے بت لوگ ایسے ہیں کہ ان کو دشمن کا تیر لگتا ہے اور وہ مر جاتے ہیں مگر وہ عذر اللہ حقیقی شہید نہیں ہیں۔ جو دنیا میں ریا و نمود کے لئے لڑے اور مارے گئے، جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت موجود ہے۔

۲۸۹۸ - حَدَّثَنَا قُتْبَيْهُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقِيُّ هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَلُو، فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِ عَسْكُرٌ وَمَا لَهُ أَخْرَوُنَ إِلَى عَسْكُرِهِمْ، وَفِي أَصْنَابِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدْعُ لَهُمْ شَذَّةً وَلَا فَادِةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ، فَقَالَ : مَا أَجْزَأَ مِنْ أَنِّي مُؤْمِنٌ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَمَّا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ))، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : أَنَا صَاحِبُهُ، فَقَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلُّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ، وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ، قَالَ : فَخَرَجَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَغْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذَبَابَةٌ بَيْنَ ثَدَيْهِ، ثُمَّ تَحَمَّلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَلَّ نَفْسَهُ، فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ : قَالَ ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ : الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَغْظَمَ النَّاسَ ذَلِكَ، فَقَلَّتْ : أَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجَتْ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جَرَحَ جُرْحًا شَدِيدًا، فَاسْتَغْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ

(۲۸۹۸) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سل بن سعد ساعدی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی (اپنے اصحاب کے ہمراہ احد یا خبر کی لڑائی میں) مشرکین سے مدد بھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی، پھر جب آپ (اس دن لڑائی سے فارغ ہو کر) اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنی پڑاؤ کی طرف تو آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا لڑائی لڑنے میں ان کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر کسی طرف نظر پڑ جاتا تو اس کا پیچا کر کے وہ شخص اپنی تکوڑے سے قتل کر دیتا۔ سل نے اس کے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے، ہم میں سے کوئی بھی اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس پر فرمایا کہ لیکن وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں کما اچھا میں اس کو پیچھا کروں گا) (دیکھوں) حضور صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے) بیان کیا کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے دن لڑائی میں موجود رہا، جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا تو یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ بیان کیا کہ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا زخم بردا کر رہا تھا۔ اس نے چاہا کہ موت جلدی آجائے اور اپنی تکوڑا کا پھل زمیں پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کر لیا اور تکوڑا پر گر کر اپنی جان دے دی۔ اب وہ صاحب رسول اللہ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے پچ رسول ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے، صاحبہ کرام پر یہ آپ کا فرمان بڑا شائق گزر اتھا۔ میں نے

ان سے کماکہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چالا کر جلدی موت آجائے۔ اس نے اپنی تکوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل کر لیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل وزن میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل وزن کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

سیفہ فی الْأَرْضِ وَذَبَابَةٌ بَيْنَ ثَدَيْهِ نَمَّ  
تَحَمَّلَ عَلَيْهِ فَقُتِلَ نَفْسَهُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَغْفَلُ عَمَلَ  
أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ  
أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَغْفَلُ عَمَلَ أَهْلِ  
النَّارِ فِيمَا يَنْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ  
الْجَنَّةِ)۔ [اطرافہ فی: ۴۲۰۷، ۴۲۰۷، ۶۴۹۳].

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ ظاہر میں وہ شخص میدان جناد میں بہت بڑا جلید معلوم ہو رہا تھا مگر قسمت میں وزن لکھی ہوئی تھی، جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے وہی اور الامام کے ذریعہ معلوم کر کے فراہدا تھا۔ آخر وہی ہوا کہ خود کشی کر کے حرام موت کا شکار ہوا اور وزن میں داخل ہوا۔ انعام کا تکریر ہر وقت ضروری ہے۔ اللہ پاک راقم الحروف اور جملہ قارئین کرام کو خاتمه بالغ نصیب فرمائے آمن۔

## باب تیراندازی کی ترغیب و لانے کے بیان میں

(اور سورہ انفال میں) اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”اور ان (کافروں) کے مقابلے کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سلان تیار رکھو، قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے، جس کے ذریعہ سے تم اپنا رب رکھتے ہو اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر“

وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى :  
وَأَعْدُوا لِهِمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ  
رِبَاطِ النَّعْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوُ اللَّهِ  
وَعَدُوكُمْ [الأنفال : ۶۰]

**لَشَبْرَخْ** آیت شریفہ میں قوہ میں توہین تحریر کے لئے ہے جس سے میدان جنگ میں کام آنے والی ہر قسم کی قوت مراد ہے، جسملی، فی اور آلات کی قوت جس میں وہ سارے آلات جنگ شامل ہیں جو اب تک وجود میں آپے ہیں اور قیامت تک وجود میں آئیں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جملہ آلات میا کریں، ان سے پوری واقفیت پیدا کریں، ان کو خود بیانیں ان کا استعمال یکیں۔ آیت میں تحریر سب کو شامل ہے اس ایسی دور کی بھی جملہ جنگی قوتیں اس آیت کی تحریر ہو سکتی ہیں اور آئندہ دور میں جو ہوں، سب کو یہ آیت شامل ہو گی۔ آیت میں اگلا کلمہ **لَرْتُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوُ اللَّهِ وَعَدُوكُمْ** ہے (الأنفال : ۶۰) اور بھی زیادہ توجہ طلب ہے کہ آلات جنگ کا استعمال محض ملک گیری کے لئے نہ ہو بلکہ ان کا مقصد یہ ہو کہ اللہ کے دین کے دشمنوں کو دبا کر خلق اللہ کے لئے زمین کو گوارہ امن و علیت بنالیا جائے کیونکہ اللہ کے دین کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں اس کی مخلوق چین و سکون کی زندگی بمرکر سکے، ظلم و عدوں کو مٹانا یہی اسلامی جہاد کا مفہوم ہے اور اس۔

۲۸۹۹ - حدثنا عبد الله بن مسلمة حدثنا حاتم بن إسحاق عين عن يزيد بن أبي  
عيين قال: سمعت سلمة بن الأكوع

(۲۸۹۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عیید نے بیان کیا، انہوں نے سلمہ بن اکوع بن خوش سے سنا، انہوں بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا قبلہ بنو

اسلم کے چند صحابہ پر گزر ہوا تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ آپ شہزادہ نے فرمایا اس اساعیل علیہ السلام کے بیٹو! تیر اندازی کرو کہ تمہارے بزرگ دادا اس اساعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ ہاں! تیر اندازی کرو، میں بنی فلاں (ابن الاورع بن بشیر) کی طرف ہوں۔ بیان کیا، جب آپ شہزادہ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو مقابلے میں حصہ لینے والے (دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ آپ نے فرمایا کیا بات پیش آئی، تم لوگوں نے تیر اندازی بند کیوں کر دی؟ دوسرے فریق نے عرض کیا جب آپ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو بھلا ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس پر آنحضرت شہزادہ نے فرمایا اچھا تیر اندازی جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

رضی اللہ عنہ قال: ((مَنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفْرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْصَلِلُونَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ، فَإِنْ أَبَاكُمْ كَانَ رَأْمِيَا، ازْمُوا وَأَنَا مَعَ بَنِي فِلانِ)). قَالَ: فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيقَيْنَ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ؟)) قَالُوا: كَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعْهُمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذْمُوا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ)).

[طرفah في : ۳۵۰۷، ۳۳۷۳].

**تَسْبِيح** سیرہ طیبہ کے مطلع کرنے والوں پر واضح ہے کہ آپ نے اپنے پیروکاروں کو بیشہ سپاہی بنانے کی کوشش فرمائی اور مجہادوں زندگی گزارنے کے لئے شب و روز تلقین فرماتے رہے جیسا کہ اس حدیث سے بھی واضح ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوا کہ عربوں کے جد امجد حضرت اس اساعیل علیہ السلام بھی بڑے زبردست سپاہی تھے اور نیزہ بازی ہی ان کا مشغل تھا۔ آج کل بندوق، توپ، ہوانی جہاز اور پتھنے بھی آلات حرب وجود میں آچکے ہیں وہ سب اسی ذیل ہیں۔ ان سب میں ممارت پیدا کرنا سب کو اپنانا یہ خدا پرستی کے خلاف نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان پر ان کا سیکھنا فرض ہے۔

(۲۹۰۰) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن غیل نے، ان سے حمزہ بن ابی اسید نے، اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بنی کشمیر شہزادہ نے بدر کی لڑائی کے موقع پر جب ہم قریش کے مقابلہ میں صفائی میں ہوئے کھڑے ہو گئے تھے اور وہ ہمارے مقابلہ میں تیار تھے، فرمایا کہ اگر (حملہ کرتے ہوئے) قریش تمہارے قریب آ جائیں تو تم لوگ تیر اندازی شروع کر دینا تاکہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوں۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ آنحضرت شہزادہ نے میدان بدر میں مجہدین اسلام کو جنگی تربیت بھی فرمائی اور جنگ و جہاد کے قواعد بھی تعلیم فرمائے۔ درحقیقت امیر لشکر کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ وہ قوم کو ہر طرح سے کنٹول کر سکے (شہزادہ)

باب برچھے سے (مشق کرنے کے لئے) کھلنا

(۲۹۰۱) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں ابن الحسین نے اور ان

۲۹۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَسْبِيلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أَسِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَّنَا لِقُرْيَشٍ وَصَفَّوْنَا لَنَا: ((إِذَا أَكْتَبْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالثُّبُلِ)).

[طرفah في : ۳۹۸۴، ۳۹۸۵].

۷۹ - بَابُ اللَّهِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوُهَا

۲۹۰۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَفْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ

سے ابوہریرہ بن شوہن نے بیان کیا کہ جب شکر کے کچھ لوگ بنی کرم میں پڑنے کے سامنے حرب (چھوٹے نیزے) کا کھیل دکھان رہے تھے کہ عمر بن شوہن آگئے اور کنکریاں انھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ نے فرمایا عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔ علی بن مديّنی نے یہ بیان زیادہ کیا کہ ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خردی کہ مسجد میں (یہ صحابہ اپنے کھیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

یہ حکی کرتہ ہوں کی مشق تھی۔ حضور نبوی میں حضرت عمرؓ نے اسے خلاف ادب سمجھا گر کہ حضرت نبی ﷺ نے جبشی مجیدین کی ہمت افزائی فرمائی اور ان کی اس مشق کو جاری رہنے دیا۔ عمر رسالت میں نعرو اشاعت ملکہ جملہ امور نظم و نظم ملت کے لئے دفتر کا کام بھی مسجد ہی سے لیا جاتا تھا۔ اسلام کا ابتدائی دور تھا، آج جیسی آسانیاں میاں تھیں اس لئے ملی امور کے لئے مسجد ہی کو بطور مرکز ملت استعمال کیا گیا۔ آج بھی مساجد کو اسلامی ملی امور کے لئے بیان طور استعمال کیا جا سکتا ہے وہی کفایۃ اللہ دریہ استعمال کیا گیا۔

## باب ڈھال کا بیان اور جواب پس ساتھی کی ڈھال کا استعمال

کرے اس کا بیان

(۲۹۰۲) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خردی، کہا ہم کو اوزاعی نے خردی، انہوں نے کہا کہ ہمیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو طلحہ اپنی اور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑا یک ہی ڈھال سے کر رہے تھے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پڑے اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر مارتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر انھا کر دیکھتے کہ تیر کماں جا کر گرا ہے۔

ابن المُسَبِّبُ عن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَنْبَأُ النَّبِيُّ بِكُلِّ شَيْءٍ بِالْحِرَاءِ مِمَّا دَخَلَ عَمَرٌ فَأَفْوَى إِلَى الْحَصَبَاءِ فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: ((ذَغُّهُمْ يَا عُمَرُ)) وَذَادَ عَلَيْهِ حَدَّثَنَا عِنْ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ ((فِي الْمَسْجِدِ)).

یہ حکی کرتہ ہوں کی مشق تھی۔ حضور نبوی میں حضرت عمرؓ نے اسے خلاف ادب سمجھا گر کہ حضرت نبی ﷺ نے جبشی مجیدین کی ہمت افزائی فرمائی اور ان کی اس مشق کو جاری رہنے دیا۔ عمر رسالت میں نعرو اشاعت ملکہ جملہ امور نظم و نظم ملت کے لئے دفتر کا کام بھی مسجد ہی سے لیا جاتا تھا۔ اسلام کا ابتدائی دور تھا، آج جیسی آسانیاں میاں تھیں اس لئے ملی امور کے لئے مسجد ہی کو بطور مرکز ملت استعمال کیا گیا۔ آج بھی مساجد کو اسلامی ملی امور کے لئے بیان طور استعمال کیا جا سکتا ہے وہی کفایۃ اللہ دریہ

## ۸۰- بَابُ الْمِجْنَنِ وَمَنْ يَتَرَسُّ

بَتْرُسٌ صَاحِبِهِ

(۲۹۰۴) - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَنْ أَنْبَأِ اللَّهِ أَخْبَرْنَا الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحَاقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَرَسُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَتْرُسٌ وَاحِدٌ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْمَيِّ، فَكَانَ إِذَا رَمَيَ يُشَرِّفُ النَّبِيَّ ﷺ فَيُنْظَرُ إِلَى مَوْضِعِ نَبِيِّ))

[راجع: ۲۸۸۰]

ایک ہی ڈھال سے دو مجیدین کے پجاوے کرنے کا جواز ثابت ہوا جیسا کہ حضرت ابو طلحہؓ کا عمل ہوا۔ آنحضرت نبی ﷺ ان کی نشانہ بازی کی کامیابی معلوم کرنے کے لئے نظر انھا کر دیکھتے کہ تیر کماں جا کر گرا ہے، ان کی ہمت افزائی کے لئے بھی۔

(۲۹۰۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سل بن سعد ساعدی بن شوہن نے بیان کیا کہ جب احمد کی لڑائی میں آنحضرت نبی ﷺ کا خود آپؐ کے سر مبارک پر توڑا گیا اور چہرہ مبارک خون آلوہ ہو کیا اور آپؐ کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو علی بن شوہن ڈھال میں بھر بھر

يَغْفُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: ((لَمَّا كُسِّرَتْ يَنْصَبَةُ النَّبِيِّ عَلَى رَأْسِهِ وَأَذْمَيَ وَجْهَهُ وَكُسِّرَتْ رَبَاعِيَّةُ، وَكَانَ عَلَيْهِ يَخْتَلِفُ بِالْسَّمَاءِ فِي

کپانی بار بار لارہے تھے اور حضرت فاطمہ زینب زخم کو دھوری تھیں۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خون پانی سے اور زیادہ نکل رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپ کے زخموں پر لگایا، جس سے خون آنابند ہو گیا۔

المُجِنْ وَكَانَتْ فَاطِمَةٌ تَفْسِلُهُ، فَلَمَّا رَأَتِ  
الدُّمَ يَزِينُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَيْهِ  
حَسِيرٌ فَأَخْرَقَهَا وَأَلْصَقَهَا عَلَى جُزْجِهِ  
فَرَفَقَ الدُّمُّ). [راجح: ۲۴۳]

**لئے جائیں** دنیان مبارک کو صدمہ پہنچانے والا عتبہ بن ابی و قاص مددود تھا، اس نے آپ کے قریب جا کر ایک پتھر مارا مگر فوراً یعنی حضرت طالب بن ابی بتعد بیٹھنے والی ضرب سے ایک ہی ضرب سے اس کی گردن اڑا دی۔ اور عبد اللہ بن قیمہ مددود نے پتھر مارے۔ آپ نے فرمایا اللہ تھے تباہ کرے۔ ایسا ہی ہوا کہ ایک پہاڑی بکری نے نکل کر اس کو سینگوں سے ایسا مارا کہ بکرے بکرے کر دیا۔ جس ہے وہ لوگ کس طرح فلاخ پا سکتے ہیں جن کے ہاتھوں نے اپنے زناہ کے نی ٹھیکی کے سر کو زخمی کر دیا ہو۔

۲۹۰۴ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ عَمْرِو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكٍ بْنِ أُوْنِسٍ بْنِ الْحَدَّاثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مَمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفْ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بَخِيلٌ وَلَا رِكَابٌ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً وَكَانَ يَنْفَقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنِّيَّةً، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقَيَ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عَدَّةً فِي سَيِّلِ اللَّهِ)). [اطرافہ فی: ۳۰۹۴، ۴۰۳۳، ۴۸۸۵]

(۲۹۰۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دثار نے، ان سے زہری نے، ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے اور ان سے عمر بن بیٹھنے نے بیان کیا کہ بن نصیر کے باغات وغیرہ اموال ان میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بغیر لڑے دے دیا تھا۔ مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ کے تھے جن میں سے آپ اپنی ازواج مطہرات کو سلامانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جماد کے لئے) ہر وقت تیاری رہے۔

۲۹۰۵ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سَفِيَّاً عَنْ حَدَّثِي سَعْدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلَيٍّ. حَدَّثَنَا قِيسَةً حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ سَعْدٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ:

(۲۹۰۵) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن شداد نے اور ان سے علی بن بیٹھنے نے (دوسری سندر) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبد اللہ بن شداد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ سعد بن ابی و قاص بیٹھنے کے بعد میں نے کسی

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيًّا ﷺ يَنْدَدِي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ، سَمِعْتُ

کے متعلق نبی کرم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر صدقے کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ فرمारہے تھے تیر بر سارہ (سعد) تم پر میرے مال باب قربان ہوں۔

یقُولُ ((أَرْمَ فِدَاكَ أَبِي وَأَمِّي)).

[اطرافہ فی: ۴۰۵۹، ۴۰۵۸، ۶۱۸۴].

**تَشْرِيفٌ** اس حدیث سے تیر اندازی کی فضیلت ثابت ہوئی اس طور پر کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت سعد بن ابی و قاصہ بن شریح کی تیر اندازی پر ان کو شلباش پیش فرمائی۔ معلوم ہوا کہ فون حرب جن میں ممارت پیدا کرنے سے الشپاک کی رضا مطلوب ہو بڑی فضیلت اور درجات رکھتے ہیں۔ عصر حاضر کے جملہ آلات حرب میں ممارت کو اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے صد افسوس کہ مسلمانوں نے ان نیک کاموں کو قلعہ بھلا دیا جس کی سزا وہ مختلف عذابوں کی شکل میں بھکت رہے ہیں۔

### باب ڈھال کے بیان میں

(۲۹۰۶) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے این وہب نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ مجھ سے ابوالاسود نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے تو دو لاکیاں میرے پاس جنگ بعاث کے گیت گاری تھیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور چڑھے مبارک دوسری طرف کر لیا اس کے بعد ابو بکرؓ آگئے اور آپ نے مجھے ڈانا کہ یہ شیطانی گانا اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں! لیکن آپ ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انہیں گانے دو، پھر جب ابو بکرؓ دوسری طرف متوجہ ہو گئے تو میں نے ان لاکیوں کو اشارہ کیا اور وہ چل گئیں۔

(۲۹۰۷) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عید کے دن سوڈان کے کچھ صحابہ ڈھال اور حراب کا کھلی دکھلارہے تھے، اب یا میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے کہا یا آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا چڑھے آپ کے چڑھے پر تھا جی ہاں۔ آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا، میرا چڑھے آپ کے چڑھے پر تھا (اس طرح میں پیچھے پر دے سے کھلیں کو جنوبی دیکھ لکتی تھی) اور آپ فرمारہے تھے خوب بوارندہ! جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا بس؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا تو پھر جاؤ۔ احمد نے بیان کیا اور ان سے این وہب نے (ابو بکرؓ) کے آنے کے بعد دوسری طرف متوجہ ہو جانے کے لئے لفظ عمل کے بجائے فلماغفل نقل کیا۔

### ۸۱- باب الدُّرْق

۲۹۰۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي  
ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ  
عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
((دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَنْدِي  
جَارِيَتَانِ تُغَيَّبَانِ بِعْنَاءِ بَعَاثِ، فَاضْطَجَعَ  
عَلَى الْفَرَاشِ وَخَوْلَ وَجْهَهُ، فَدَخَلَ  
أَبُوبَكْرٌ فَاتَّهَرَنِي وَقَالَ: مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ  
عِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)). فَلَمَّا عَمِلَ  
عَمَرْتُهُمَا فَخَرَجَا)). [راجع: ۴۵۴]

۲۹۰۷ - قَالَتْ: وَكَانَ يَوْمُ عِيدِ يَلْعَبُ  
السُّوْدَانَ بِالدُّرْقِ وَالْجَرَابِ، فَإِنَّمَا سَأَلَتْ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا قَالَ: ((تَشْهِينٌ  
تَنْظَرِينَ؟)) فَقَلَّتْ: نَعَمْ، فَأَقْاتَنِي، وَرَأَءَهُ  
خَدْيَيْ عَلَى حَدَّهِ وَيَقُولُ: ((دُونَكُمْ يَا بَنِي  
أَرْفَدَةَ حَتَّى إِذَا مَلَّتْ قَالَ: ((حَسْبِكِ؟))  
قَلَّتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَاذْهَبِي)). قَالَ أَخْمَدُ  
عَنْ ابْنِ وَهْبٍ: ((فَلَمَّا غَفَلَ)).

[راجع: ۹۴۹]

یعنی جب وہ ذرا غافل ہو گئے۔

روایت میں کچھ صحابہ کے ڈھالوں اور بر بھیوں سے جتنی کرتب دکھلانے کا ذرہ ہے، اسی سے مقدمہ باب ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخی اور جنگی کرتبوں کا نظارہ دکھلا جائز ہے، پر وہ کے ساتھ عورتیں ایسے محمل دیکھے سکتی ہیں۔

### باب تکواروں کی حاکمیت اور تکوار کا

#### گلے میں لٹکانا

(۲۹۰۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مخدوم نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ سب سے زیادہ خوب صورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا تھا، سب لوگ اس آواز کی طرف بڑے لیکن نبی کرم ﷺ سب سے آگے تھے اور آپ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔ آپ ابو طلحہ بن مخدوم کے ایک گھوڑے پر سوار تھے جس کی پشت تنگی تھی۔ آپ کی گردن سے تکوار لٹک رہی اور آپ فرار ہے تھے کہ ڈرومت۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پلایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا چیسے سمندر ہے۔

مدینہ میں ایک دفعہ رات کو دشمن کے چلے کی افواہ پھیل گئی تھی۔ اسی کی تحقیق کے لئے آپ حضرت جعفر خود بغرض نیس نکل اور چاروں طرف دور تک ملاحظہ فرمایا کہ کچھ خطرہ نہیں ہے۔ جس گھوڑے پر آپ سوار تھے اس کی تیز رفتاری سے بت خوش ہوئے۔

### باب تکوار کی آرائش کرنا

(۲۹۰۹) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ نے خبردی، انہوں نے کہا ہم کو اوزاعی نے خبردی، انہوں نے کہا کہ میں نے سلیمان بن حبیب سے سنا، کہا میں نے ابو امامہ بالطی سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک قوم (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بستی فتوحات کیں اور ان کی تکواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوئی تھی بلکہ اونٹ کی پشت کا چجزہ، یہ سے اور لوہا ان کی تکواروں کے زیور تھے۔

عبد جاہلیت میں تکواروں کی زیبائش سونے چاندی سے کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ظاہری زیبائش سے قلع نظر کر کے تکواروں

### ۸۲ - باب الحِمَائِلِ وَتَغْلِيقِ

#### السَّيْفِ بِالْعُقْدِ

۲۹۰۸ - حدثنا سليمان بن حرب حدثنا  
حماد بن زيد عن ثابت عن أنس رضي  
الله عنه قال: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْسَنَ  
النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَرَغَ أَهْلُ  
الْمَدِينَةِ لِلَّهِ فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوْتِ  
فَاسْقَبُلُهُمُ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ اسْتَبَرَ الْحَبَرُ  
وَهُوَ عَلَى فِرْسٍ لَأْبَيِ طَلْحَةَ غَرْبِيِّ وَفِي  
غَفَقِ السَّيْفِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَمْ تُرَاغُوا)).  
ثُمَّ قَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَخْرًا)). أَوْ قَالَ:  
((إِنَّهُ لَبَخْرٌ)). [راجع: ۲۶۲۷]

مدینہ میں ایک دفعہ رات کو دشمن کے چلے کی افواہ پھیل گئی تھی۔ اسی کی تحقیق کے لئے آپ حضرت جعفر خود بغرض نیس نکل اور چاروں طرف دور تک ملاحظہ فرمایا کہ اس کی تیز رفتاری سے بت خوش ہوئے۔

### ۸۳ - باب حِلْيَةِ السَّيْفِ

۲۹۰۹ - حدثنا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا  
عَنْ أَنَّهُ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ  
سَلِيمَانَ بْنَ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أَمَامَةَ  
يَقُولُ ((لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوحُ قَوْمًا كَانَتْ  
حِلْيَةً سَيْوِفِهِمُ الْذَّهَبُ وَلَا الْفِضَّةُ، إِنَّمَا  
كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْغَلَابِيُّ وَالْأَنْكَ وَ  
الْحَدِيدِ)).

عبد جاہلیت میں تکواروں کی زیبائش سونے چاندی سے کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے ظاہری زیبائش سے قلع نظر کر کے تکواروں

کی زیارت اور معنوی عمدگی ہے اور لوہے سے کی کہ درحقیقت یہی ان کی زیارت تھی۔ آلات حرب کو بترے سے بتر ٹھل میں رکھنا آج بھی جملہ متدن اقوام عالم کا دستور ہے۔

### باب جس نے سفر میں دوپر کے آرام کے وقت اپنی تکوار درخت سے لٹکائی

(۲۹۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کما کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کما مجھ سے سنان بن ابی سنان الدؤلی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہیں جابر بن عبد اللہ بن عثمان نے خبر دی کہ وہ نبی کرمؐ کے ساتھ نجد کے اطراف میں ایک غزوہ میں شریک تھے۔ جب حضور اکرمؐ جادہ سے واپس ہوئے تو آپ کے ساتھ یہ بھی واپس ہوئے۔ راستے میں قیولہ کا وقت ایک ایسی وادی میں ہوا۔ جس میں بول کے درخت بکثیر تھے۔ آنحضرتؐ نے اسی وادی میں پڑاؤ کیا اور صاحبہ پوری وادی میں (درخت کے سامنے کے لئے) پھیل گئے۔ آپؐ نے بھی ایک بول کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تکوار درخت پر لٹکا دی۔ ہم سب سو گئے تھے کہ آنحضرتؐ نے کے پارنے کی آواز سنائی دی، دیکھا گیا تو ایک بدودی آپؐ کے پاس تھا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس نے غفلت میں میری ہی تکوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور میں سویا ہوا تھا، جب بیدار ہوا تو نیکی تکوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کما مجھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! تمین مرتبہ (میں نے اسی طرح کما اور تکوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرفتی) حضور اکرمؐ نے اعرابی کو کوئی سزا نہیں دی بلکہ آپؐ بیٹھ گئے۔ (پھر وہ خود متاثر ہو کر اسلام لائے)

**شیخ** این احراق نے مخازی میں یوں روایت کیا ہے کہ کافروں نے اس گنوار سے جس کا نام دھور تھا یہ کما کہ اس وقت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اکیلے ہیں اور موقع اچھا ہے۔ چنانچہ وہ آپؐ کی تکوار لے کر آپؐ کے سرہانے کمزہا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب آپؐ کو کون بچائے گا؟ آپؐ نے فرمایا میرا بچانے والا اللہ ہے۔ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ فوراً حضرت جبرايل تشریف لائے اور اس گنوار کے سینے پر ایک گونسا مارا اور تکوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، جو آپؐ نے اٹھا لی اور فرمایا کہ اب تمہ کو کون بچائے گا اس نے کما کوئی نہیں۔

(لوہے کاٹوپ: جس سے میدان جنگ میں سرکاپچوک لیا جاتا تھا) (۲۹۱۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے اور ان سے مسلم بن سعد ساعدی بن شوہن نے، ان سے احمد کی لڑائی میں نبی کرم ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتالیا آپؐ کے چہہ مبارک پر زخم آئے اور آپؐ کے آگے کے دانت نوث گئے تھے اور خود آپؐ کے سر مبارک پر نوث گئی تھی۔ (جس سے سرپر زخم آئے تھے) حضرت فاطمہؓ خون دھوری تھیں اور علی کرم اللہ وجہہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون برادر پر دھستا ہے جا رہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپؐ کے زخموں پر لگایا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔

۲۹۱۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّهُ سَمِّلَ عَنْ حُرْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ أَخْدِ فَقَالَ: حَرْجٌ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسْرَتْ رَباعِيَّةُ وَهُشَمَتْ الْيَضْنَةُ عَلَى رَأْسِهِ، فَكَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَفْسِلُ الدَّمَ وَعَلَيْهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ. فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَرْبَدُ إِلَّا كُثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَخْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ، فَاسْتَحْسَنَكَ الدَّمُ)).

[راجح: ۲۴۳]

**لَذْبَرْجَنْج** جنگ احمد میں سب سے زیادہ المناک حادث یہ ہوا کہ رسول کرم ﷺ کو چوٹیں آئیں اور آپؐ زخمی ہو گئے۔ چہہ کا زخم این توڑنے والا عبد اللہ بن بشام تھا۔ خود لوہے کاٹوپ جو سرکی حفاظت کے لئے سرپر پہننا جاتا ہے۔ حدیث سے اس کا پہننا ثابت ہوا۔ جنگ احمد کے تفصیلی حالات کتاب المغازی میں آئیں گے، ان شاء اللہ۔

## باب کسی کی موت پر اس کے تھیمار وغیرہ توڑنے درست

### عِنْ الْمَوْتِ

۲۹۱۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: ((مَا تَرَكَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا سِلَاحًا وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضَانًا جَعَلَهَا صَدَقَةً)). [راجح: ۲۷۳۹]

**لَذْبَرْجَنْج** عرب جاہلیت کا یہ دستور تھا کہ جب کسی قبیلہ کا سردار یا قبیلہ کا کوئی بہادر مر جاتا تو اس کے تھیمار توڑ دیئے جاتے یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ اب ان تھیماروں کا حقیقی معنوں میں کوئی اخلاقی والا بقلی نہیں رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں ایسا عمل ہرگز جائز نہیں۔ رسول کرم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے تھیمار وغیرہ سب بالی رکھے گئے۔ اسی سے ترجمہ الہب ثابت ہوا امام بخاریؓ نے یہ باب لاکر اشارہ کیا کہ شریعت اسلامی میں یہ کام منع ہے کیونکہ اس میں عمل کا ضائع کرنا ہے۔

**لَذْبَرْجَنْج** بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ اب ان تھیماروں کا حقیقی معنوں میں کوئی اخلاقی والا بقلی نہیں رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام میں ایسا عمل ہرگز جائز نہیں۔ رسول کرم ﷺ کی وفات کے بعد آپؐ کے تھیمار وغیرہ سب بالی رکھے گئے۔ اسی سے ترجمہ الہب ثابت ہوا امام بخاریؓ نے یہ باب لاکر اشارہ کیا کہ شریعت اسلامی میں یہ کام منع ہے کیونکہ اس میں عمل کا ضائع کرنا ہے۔

باب دوپر کے وقت درختوں کا سایہ حاصل کرنے کے لئے  
فوچی لوگ امام سے جدا ہو کر (متفرق درختوں کے سائے  
تلے) پھیل سکتے ہیں

(۲۹۱۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہا کہ ہم کو شعیب نے خبردی، انسیں زہری نے ان سے سنان بن الی سنان اور ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان دونوں حضرات کو جابر بن عبد اللہ نے خبردی۔ اور ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، انسیں ابراہیم بن سعد نے خبردی، انسیں ابن شاب نے خبردی، انسیں سنان بن الی سنان الدؤلی نے اور انسیں جابر بن عبد اللہ عینہ شیخ نے خبردی کہ وہ نبی کرم مسیح علیہ السلام کے ساتھ ایک لڑائی میں شریک تھے۔ ایک ایسے جنگل میں جہاں بولوں کے درخت بکثرت تھے۔ قیلولہ کا وقت ہو گیا، تمام صحابہ سائے کی تلاش میں (پوری وادی میں متفرق درختوں کے نیچے) پھیل گئے اور نبی کرم مسیح علیہ السلام نے بھی ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ آپ نے تکوار (درخت کے تنے سے) لٹکا دی تھی اور سو گئے تھے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کے پاس ایک اجنبی موجود تھا اس اجنبی نے کہا کہ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ پھر آخر حضرت مسیح علیہ السلام نے آواز دی اور جب صحابہ عینہ شیخ نے آپ کے قریب پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری ہی تکوار مجھ پر کھینچ لی تھی اور مجھ سے کہنے لگا تھا کہ اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ (اس پر وہ شخص خود ہی دہشت زدہ ہو گیا) اور تکوار نیام میں کر لی، اب یہ بیٹھا ہوا ہے آخر حضرت نے اسے کوئی سزا نہیں دی تھی۔

یہ حدیث اور گزر چکی ہے یہاں حضرت امام بخاری اس حدیث کو یہ امر ثابت کرنے کے لئے لائے کہ فوچی لوگ دوپر میں کہیں چلتے ہوئے جنگل میں قیلولہ کریں تو اپنی پسند کے مطابق سایہ دار درخت تلاش کر سکتے ہیں اور اپنے قائد سے آرام کرنے کے لئے الگ ہو سکتے ہیں اور یہ آداب جنگ کے مثالی نہیں ہے۔

باب بحوالوں (نیزوں) کا بیان  
اور ابن عمر عینہ شیخ سے بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کرم مسیح علیہ السلام نے فرمایا میری

۸۷- بَابُ تَفْرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ  
عِنْدَ الْفَاقِيلَةِ وَالْإِسْنَظَلَالِ بِالشَّجَرِ

۲۹۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَيَّادُ بْنُ أَبِي سَيَّادٍ  
وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ حَدَّثَنَا مُوسَى  
بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ بْنُ سَعْدٍ  
أَخْبَرَنَا أَبْنُ شَهَابٍ عَنْ سَيَّادِ بْنِ أَبِي سَيَّادٍ  
الْدُّولِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ غَرَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَادْرَكُهُمُ الْفَاقِيلَةَ فِي وَادِ  
كَثِيرِ الْعَصَاءِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعَصَاءِ  
يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ، فَتَرَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةَ فَعَلَقَ بِهَا سَيِّفَهُ  
ثُمَّ نَامَ، فَاسْتَيقَظَ وَعِنْدَهُ رَجْلٌ وَهُوَ لَا  
يَشْعُرُ بِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا  
اخْتَرَطَ سَيِّفِي فَقَالَ: مَنْ يَمْنَعُكَ؟ قَلَّتْ  
اللَّهُ)). فَشَامَ السَّيِّفُ، فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ.  
ثُمَّ لَمْ يَعْاقِبْهُ)). [راجح: ۲۹۱۰]

۸۸- بَابُ مَا قُلَّ فِي الرِّمَاحِ  
وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

روزی میرے نیزے کے سائے کے نیچے مقدر کی گئی ہے اور جو میری شریعت کی خلافت کرے اس کیلئے ذلت اور خواری کو مقدر کیا گیا ہے۔

((جعل رِذْقِي تَحْتَ ظِلَّ رُمْحِي، وَجَعْلَ الذَّلَّةَ وَالصَّغَارَ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي)).

اس حدیث کو امام احمد نے وصل کیا۔ مطلب یہ کہ میرا پیشہ ساہ گری ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میری امت کی سوداگری جادہ ہے۔

(۲۹۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عمر بن عبد اللہ کے موٹی ابو النفر نے اور انہیں ابو قادہ انصاری کے موٹی نافع نے اور انہیں ابو قادہ بن شوہر نے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) مکہ کے راستے میں آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے، لشکر سے پہچپے رہ گئے۔ خود قادہ بن شوہر نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ پھر انہوں نے ایک گور خردیکھا اور اپنے گھوڑے پر (شکار کرنے کی نیت سے) سوار ہو گئے، اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں سے (جو احرام باندھے ہوئے تھے) کہا کہ کوڑا اٹھادیں انہوں نے اس سے انکار کیا، پھر انہوں نے اپنا نیزہ مانگا اس کے دینے سے انہوں نے انکار کیا، آخر انہوں نے خود اسے اٹھایا اور گور خر پر جھپٹ پڑے اور اسے مار لیا۔ نبی کریم ﷺ کے محلہ میں سے بعض نے تو اس گور خر کا گوشہ کھلایا اور بعض نے اس کے کھانے سے (احرام کے غدر کی بنا پر) انکار کیا۔ پھر جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو اس کے متعلق مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ایک کھانے کی جیز تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی۔ اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ان سے عطاء بن یساري نے بیان کیا اور ان سے ابو قادہ بن شوہر نے گور خر کے (شکار سے) متعلق ابو النفر ہی کی حدیث کی طرح (البتہ ان روایت میں یہ زائد ہے کہ) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کا کچھ بچا ہوا گوشہ ابھی تمہارے پاس موجود ہے؟

**لشیخ** اس حدیث میں حضرت ابو قادہ بن شوہر کا نیزہوں سے مسلح ہونا ذکر ہوا ہے، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن حنبل کی روایت کا مقدمہ یہ کہ مسلمان کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ کا سپاہی ہے ہر حال میں

۲۹۱۴ - حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضِيرِ مَوْلَى عَمَرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِعْضُ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابِهِ مُخْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُخْرِمٍ، فَرَأَى حِمَارًا وَخَشِيبًا، فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِيهِ، فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَنَاوِلُوهُ سَوْطَةً فَأَبَوَا، فَسَأَلَهُمْ رَمْحَةً فَأَبَوَا، فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَ عَلَى الْحِمَارِ لَفَتَّلَهُ، فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُ، فَلَمَّا أَذْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلَوْهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ ((إِنَّمَا هِيَ طَعْمَةً أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ)). وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَخَشِيبِ مِثْلِ حَدِيثِ أَبِي النَّضِيرِ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)).

[راجع: ۱۸۲۱]

پاپیلند زندگی گزارنا کیسی اس کا اور ہتنا اور پھونا ہے۔ صد افسوس کہ عام الہ اسلام بلکہ خاص تک ان حقائق اسلام سے حد درجہ غافل ہو گئے ہیں۔ علائے نواہر صرف فروعی مسائل میں الجھ کر رہے گئے اور حقائق اسلام نظروں سے ہالکل او جمل ہو گئے جس کی سزا سارے مسلمان عام طور پر غلامانہ زندگی کی خل میں بھگت رہے ہیں۔ الا من شاء اللہ

### باب آخرتست شیعیل کاظمی میں زردہ پہننا

اسی طرح کرتہ (لوہے) کا اور آخرتست شیعیل نے فرمایا تھا کہ ”خالد بن ولید نے تو اپنی زرہیں اللہ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں“  
(پھر اس سے زکوٰۃ کا مانگنا بے جا ہے)

(۲۹۱۵) ہم سے محمد بن شفیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس بیٹھا نے بیان کیا کہ نبی کرم شیعیل (بدر کے دن) دعا فرمائے تھے، اس وقت آپ ایک خیمہ میں تشریف فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میں تیرے عمد اور تیرے وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ اس پر حضرت ابو بکر شیعیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس تجھے اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے رب کے حضور میں دعا کی حد کر دی ہے۔ آخرتست اس وقت زردہ پسند ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی (ترجمہ) ”جماعت (مشرکین) جلد ہی شکست کھا کر بھاگ جائے گی اور پیغمب و کھانا اختیار کرے گی اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہو گا“ اور وہیب نے بیان کیا، ان سے خالد نے بیان کیا کہ بد رکے دن کا

(یہ واقعہ ہے)

لشیعیل یعنی اے اللہ! آج تو اپنا وعدہ اپنے نفل و کرم سے پورا کر دے۔ وعدہ یہ تھا کہ یا تو قافلہ آئے گا یا کافروں پر فتح ہو گی۔ آخرتست شیعیل کو اللہ کے وعدہ پر کامل بھروسہ تھا۔ مگر مسلمانوں کی بے سر و سالمی اور قلت اور کافروں کی کثرت کو دیکھ کر بہ مقضیانے بشریت آپ نے فرمایا تم بعد بعدهم تبعید بعد بعدهم کام مطلب یہ کہ دنیا میں آج تیرے خالص پوجنے والے یہی تین سو تھوڑے آدمی ہیں، اگر تو ان کو بھی ہلاک کر دے گا تو تیری مرضی۔ چونکہ میرے بعد پھر کوئی پیغمبر آئے والا نہیں تو قیامت تک شرک رہے گا اور تجھے کوئی نہ پہنچے گا۔ اللہ نے اپنے پارے نبی کی دعاوں کو قبول فرمایا اور بد رمیں کافروں کو وہ شکست دی کہ آئندہ کے لئے ان کی کمر ثوث گئی اور اہل اسلام کی ترقی کے راستے کھل گئے۔ حدیث ہذا سے میدان جنگ میں زردہ پہننا ثابت ہوا۔ آج کل مشینی دور ہے لہذا میدان جنگ کے بھی قدیم الطوار بدل گئے ہیں۔

۸۹- بَابُ مَا قُتِلَ فِي دَرْزِ النَّبِيِّ ﷺ

وَالْقَمَصِ فِي الْحَزْبِ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ

أَمَّا خَالِدٌ فَقَدْ أَخْتَبَسَ أَذْرَاعَهُ فِي سَبِيلِ

الله

۲۹۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّشِّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْرَمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ : ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْشَدْلًا عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ。 اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْذِّبْ بَعْدَ يَوْمِ الْيَوْمِ))۔ فَأَخَذَ أَبُوبَكْرَ بِيَدِهِ فَقَالَ: حَسْبِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ أَلْحَقْتَ عَلَى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدَّرْزِ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((سَيَهْزَمُ الْجَمْعَ وَيُبُوْلُونَ الدَّبَّرَ。 بِلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَفُهُ وَأَمْرُهُ))۔

وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ((يَوْمَ بَذْنٍ)) بِلِ

السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَفُهُ وَأَمْرُهُ۔

رأطرا فه في: ۳۹۵۳، ۴۸۷۵، ۴۸۷۷.]

(۲۹۱۶) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ائمہ اعمش نے، ائمہ ابراہیم نے، ائمہ اسود نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تھیں صلح جو کے بدے میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ اور یعلیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا کہ لوہے کی زرہ (تحقی) اور معلیٰ نے بیان کیا، ان سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوہے کی ایک زرہ رہن رکھی تھی۔

اس حدیث سے زرہ رکھنے کا ثبوت ہوا۔ زرہ لوہے کا کرتہ جس سے جنگ میں سارا جسم چھپ جاتا ہے اور اس پر کسی نیزے یا بر جھکے کا اثر نہ ہوتا تھا۔ قدیم زمانے میں تقریباً ساری ہی دنیا میں میدان جنگ میں زرہ پہنچنے کا رواج تھا۔

(۲۹۱۷) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ بن مخջو نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا بخیل (جو زکوٰۃ نہیں دیتا) اور زکوٰۃ دینے والے (تحقی) کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے، دونوں لوہے کے کرتے (زرہ) پہنچے ہیں، دونوں کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے ہیں زکوٰۃ دینے والا (تحقی) جب بھی زکوٰۃ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کرتہ اتنا کشاہد ہو جاتا ہے کہ زمین پر چلتے میں گھستا جاتا ہے لیکن جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ایک ایک حلقة اس کے بدن پر تنگ ہو جاتا ہے اور اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن سے جڑ جاتے ہیں۔ ابو ہریرہ بن مخջو نے نبی کرم ﷺ کو یہ فرماتے سن کہ پھر بخیل اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔

**لئے جسے** یہ حدیث کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حتیٰ کا دل تو زکوٰۃ اور صدقہ دینے سے خوش اور کشاہد ہو جاتا ہے اور بخیل اول تو زکوٰۃ دیتا نہیں دوسرے جبراً کچھ دے بھی تو دے تو دل تنگ اور رنجیدہ ہو جاتا ہے، اس کی زرہ کے حلقة سکڑنے کی لیے تعمیر ہے۔ بخیل کی مذمت میں بہت سی آیات و احادیث موجود ہیں، مرد مومن زکوٰۃ نکالنے اور اللہ کے لیے خرج کرنے سے اس قدر خوش ہوتا ہے گویا اس کی زرہ نے کشاہد ہو کر اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیا، اس کی زرہ کی کشاہدگی سے بھی زیادہ اس کا دل کشاہد ہو جاتا ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ خوبی عطا کرے آئیں۔ چونکہ اس حدیث میں زرہ کا ذکر تھا، اس لئے حضرت امام

۲۹۱۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سَفِيَّاً عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْنَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَرَعَهُ مَرْهُونَةً عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِلَاجِنَّ صَانَعاً مِنْ شَعْبِينَ)). وَقَالَ يَغْلِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ((دَرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ)) وَقَالَ مُعْلَى حَدَّثَنَا عِنْدَ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ ((رَهْنَةٌ دَرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ)). [راجح: ۲۰۶۸]

۲۹۱۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((مَثُلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثُلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جَبَّاتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلُّمَا هُمُ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَسْعَتْ عَلَيْهِ حَتَّى تَغْفِي أَثْرَهُ، وَكُلُّمَا هُمُ الْبَخِيلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَتِهِ إِلَى حَاصِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْصَمَّتْ يَدَاهُ إِلَى تَرَاقِيهِ)). فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((فِي جِهَدِهِ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَسْعَ)). [راجح: ۱۴۴۳]

بخاری یہاں اس کو لائے اور زرد کا اثبات فرمایا۔

## ۹۰۔ بَابُ الْجُبَيْةِ فِي السَّفَرِ

### وَالْحَرْبِ

۲۹۱۸۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَغْمَشُ عَنْ أَبِي الصَّحْنِ مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صَبَّيْعٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغَيْرَةُ بْنُ شَبَّةَ قَالَ: أَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِحَاجَةِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ، فَلَقِيَتْهُ بَمَاءً - وَعَلَيْهِ جَمَّةٌ شَامِيَّةٌ - فَمَضَمَضَ وَاسْتَشْقَ، وَغَسَّلَ وَجْهَهُ، فَذَهَبَ يَخْرُجُ يَدِيهِ مِنْ كُمَيْهِ فَكَانَ ضَيْقَيْنِ، فَأَخْرَجُهُمَا مِنْ تَحْتِهِ، فَفَسَّلَهُمَا، وَفَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفْيِهِ۔ [راجع: ۱۸۲]

## ۹۱۔ بَابُ الْحَرْبِ فِي الْحَرْبِ

**تَسْبِيحَ** اس مسلمہ میں اختلاف ہے، امام مالک اور امام ابو حیفیہ نے مطلقاً اس کا پسناہ مردوں کے لئے جائز نہیں رکھا اور امام شافعی اور امام ابو یوسف نے کما ضرورت کے لئے جائز ہے جیسے غارش یا جوؤں میں اور الحدیث کے نزدیک لڑائی میں بھی جائز ہے بلکہ اہن ما جشوں نے کما مستحب ہے دشمن کو ڈرانے کے لئے۔

۲۹۱۹۔ حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ عَنْ قَاتِدَةَ أَنَّ أَنَّسًا حَدَّثَهُمْ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَصَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالرَّبِيعِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِبَرٍ مِنْ حِكْمَةٍ كَانَتْ بِهِمَا)) [اطرافہ فی: ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۵۸۳۱]

**تَسْبِيحَ** یہ حدیث لا کر حضرت امام بخاری نے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جو آگے بیان کیا کہ یہ اجازت جہاد میں ہوئی اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ یہ اجازت سفر میں دی۔ اب دوسری روایت میں اجازت کی علت جوئیں مذکور ہیں اس روایت میں کھلبی۔ دونوں میں تطبیق یوں ہو گی کہ پہلے جوئیں پڑی ہوں گی پھر جوؤں کی وجہ سے کھلبی پیدا ہو گئی ہو گی۔ کہتے ہیں

ریشی کپڑا خارش کو کھو دیتا ہے اور جوؤں کو مار دالتا ہے (ویدی) (۲۹۲۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے قاتا ہے اور ان سے انس بن میثاق نے (دوسری صد) اور ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے قاتا ہے اور ان سے انس بن میثاق نے کہ عبد الرحمن بن عوف اور زیر بن عوام بن میثاق نے نبی کریم ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ائمہ ریشی کپڑے کے استعمال کی اجازت دے دی، پھر میں نے جملہ میں ائمہ ریشی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

عَنْ قَاتِدَةٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدًا بْنَ سَيَّانَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَاتِدَةٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنَ بْنَ عَوْفٍ وَالزَّيْرَ شَكَوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِي الْقُمْلَ - فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ، فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَّةٍ)).

[راجح: ۲۹۱۹]

(۲۹۲۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ائمہ قاتا ہے، خبردی اور ان سے انس بن میثاق نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبد الرحمن بن عوف اور زیر بن عوام بن میثاق کو ریشی کپڑے پہنے کی اجازت دے دی تھی۔

۲۹۲۱ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شَعْبَةَ: أَخْبَرَنِي قَاتِدَةُ أَنَّ أَنَسَ حَدَّثَهُمْ قَالَ: ((رَأَخْصَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزَّيْرِ بْنَ الْعَوَامِ فِي حَرِيرٍ)).

[راجح: ۲۹۱۹]

(۲۹۲۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انسوں نے قاتا ہے، نا اور انسوں نے انس بن میثاق سے کہ (نبی کریم ﷺ نے) رخصت دی تھی یا (یہ بیان کیا کہ) رخصت دی گئی تھی، ان دونوں حضرات کو خارش کی وجہ سے جو ان کو لاثق ہو گئی تھی۔

۲۹۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدًا بْنَ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنَدْرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ: سَمِعْتُ قَاتِدَةً عَنْ أَنَسَ قَالَ: ((رَأَخْصَ - أَوْ رَأَخْصَ - لَهُمَا لِحَكْمَةٍ بِهِمَا)). [راجح: ۲۹۱۹]

### باب چھری کا استعمال کرنا درست ہے

(۲۹۲۳) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے جعفر بن عمرو بن امیہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ شانے کا گوشت (چھری سے) کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر نماز کے لئے اذان ہوئی تو آپ نے نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا، ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی اور ائمہ زہری نے (اس روایت میں) یہ زیادتی بھی موجود ہے کہ

۹۲ - بَابُ مَا يُذْكُرُ فِي السُّكِّينِ  
۲۹۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ شَهَابٍ عَنْ جَعْفَرٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ أَمِيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْ كَتَفٍ يَعْتَزِزُ مِنْهَا، ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ)). حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ: ((فَأَلْقَى

(جب آپ نماز کے لئے بلائے گئے تو) آپ نے چھری ڈال دی۔

یہ حدیث کتاب الوضوء میں گزر ہے اور یہاں امام تخاری اس کو اس لئے لایے کہ جب چھری کا استعمال درست ہوا تو جلو میں بھی اس کو رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی ایک تصاریح ہے۔ مجددین کو بتتے ہی ضروریات میں چھری بھی کام آنکھی ہے، اس لئے اس کا بھی سفر میں ساتھ رکھنا جائز ہے۔

### باب نصاریٰ سے لڑنے کی فضیلت کا بیان

(۲۹۲۳) ہم سے اسحق بن یزید و مشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بیان کیا، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے عُمر بن اسود عنی نے بیان کیا کہ وہ عبادہ بن صامت بنتھ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا قیام ساحل حص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ (آپ کی بیوی) ام حرام بنتھ بھی تھیں۔ عُمر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم بنتھ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت کا سب سے پلاٹکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا، اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام بنتھ نے بیان کیا کہ میں نے کما تھا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی ان کے ساتھ ہو گی۔ پھر نبی کرم بنتھ نے فرمایا سب سے پلاٹکر میری امت کا جو قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شر (قطنهنیہ) پر چڑھائی کرے گا، ان کی مغفرت ہو گی۔ میں نے کہا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ نہیں۔

[راجح: ۲۷۸۹]

**لشیخ** پلاٹکار حضرت عثمان کے زمانہ میں (حضرت معاویہ کی قیادت میں) ۲۸۴ھ میں ہوا جس پر جزویہ قبرص کے نصاریٰ پر چڑھائی کی گئی، اسی میں حضرت ام حرام شریک تھیں، واہی میں یہ راست پر سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔ دوسرا جہاد ۵۵ھ میں بزمانہ حضرت معاویہ بنتھ ہوا جس میں قطنهنیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ حضرت ابوالیوب النصاریٰ بنتھ نے اسی میں شہادت پائی اور قطنهنیہ ہی میں دفن کئے گئے۔ یہ لٹکر بزید بن معاویہ کے زیر قیادت تھا۔ مگر خلافت حضرت معاویہ بنتھ ہی کی تھی اس لئے اس سے بزید کی خلافت کی صحت پر دلیل پکڑنا غلط ہوا اور لٹکر والوں کی بخشش کی جو بشارت دی گئی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ لٹکر کا ہر ہر فرد بختا جائے۔ خود آنحضرت کے ساتھ ایک آدمی خوب بہادری سے لڑا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ دوزخی ہے پس بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمه کا انتبار ہے۔ (وحیدی)

نوٹ: یہاں علامہ وحید الزہابی کو ایک زبردست غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور نبی بنتھ کی پیشین گوئی کی بے جا کویں کرو ڈالی ہے۔ ملا نکر

نی تہذیب کی کوئی بلت حرف، حرف پر زی بوتی ہے۔ نی تہذیب کے ساتھ جو لکھ لرا رہا تھا، ان سب کے جتنی ہونے کی پیشیں گئی آپ نے نہیں فرمائی تھی اور اس کے برعکس تختیب کے سارے لکھریوں کے جتنی ہونے کی آپ نے پیشیں گئی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو مدد و دکرنے کا اختیار کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ (محمدو الحسن اسد)

### باب یہودیوں سے لڑائی ہونے کا بیان

(۲۹۲۵) ہم سے اسحاق بن محمد فروی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر بیہقی نے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا (ایک دور آئے گا جب) تم یہودیوں سے جنگ کرو گے۔ (اور وہ نکست کہا کہ بھاگت پھر مس گے) کوئی یہودی اگر پھر کے پیچے چھپ جائے گا تو وہ پھر بھی بول اٹھے کہ ”اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچے چھپا بیٹھا ہے اسے قتل کر دا۔“

### ۹۴- بَابُ قِتَالِ الْيَهُودِ

۲۹۲۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَزْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تُقَاتِلُونَ الْيَهُودَ حَتَّىٰ يَخْتَمُوا أَحَدُهُمُ وَرَاءَ الْحَجَرِ فَيَقُولُ يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَأَيْتِ فَاقْتُلْهُ)).

[طرفہ نی: ۳۵۹۳]

(۲۹۲۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو جریئے نے خبر دی عمارہ بن قلعے سے، اُنہیں ابو زرعة نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عبید نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قام نہ ہو گی جب تک یہودیوں سے تماری جنگ نہ ہو لے گی اور وہ پھر بھی اس وقت (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول انھیں گے جس کے پیچے یہودی چھپا ہوا ہو گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑے کر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر دا۔

یہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ پیغمبر کے نزول کے بعد ہوا۔

### باب ترکوں سے جنگ کامیابان

### ۹۵- بَابُ قِتَالِ الْتُّرُكِ

ترک سے مراد یہ دو قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہے ہے ان کو قوم تار تار کہا گیا ہے۔ یہ لوگ خلفاء کے عمد تک کافرتے ہیں تک کہ ہلاکو خال ترک نے عربوں پر چھالی کی اور خلافت بنو عباسیہ کا کام تمام کیا۔ اس کے پچھے بعد ترک مشرف بالسلام ہوئے جن کے اسلام کی مختصر کملی یہ ہے۔

تاتاری دولت: ایل خانیہ کا دہ پلا پہلو شاہ جس نے اسلام قبول کیا تک دار حکومت، یہ ہلاکو خال کا چھوٹا لڑکا تھا، جو باقا خال کے بعد مغل تخت و تکن کا مالک ہوا۔ ڈاکٹر سر قاسم آرٹلڈ نے پرچنگ آف اسلام میں اس دور کے عیسیٰ مسیح کے حوالہ سے تک دار خال کا ایک مکتب نقل کیا ہے جو اس نے سلطان مصر کے نام ارسال کیا تھا۔ مکتب نقل کرنے سے پہلے وہ عیسیٰ مسیح تک دار کا تعارف کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

نکووار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب کے مطابق ہوئی تھی۔ مجھپن میں اسے اصطلاح ملخا اور اس کا نام نکولس رکھا گیا تھا لیکن نکولس جب جوان ہوا تو اسے مسلمانوں کی صحبت نصیب ہو گئی، مسلمانوں کی صحبت نے نکولس پر بہت اثر ڈالا وہ اس تعلق اور میں جوں کو بہت عزیز رکھنے لگا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ نکولس کے میں جوں کا یہ تجھے لکھا کہ وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے اپنا نام سلطان محمد رکھا۔ اسلامی نظریات قبول کر کے نکولس یعنی سلطان محمد نے اس امر کی کوشش کی کہ اس کی پوری قوم تاتاری اسلام کی روشنی سے منور ہو جائے۔ وہ ایک باطنوت شہنشاہ تھا۔ اس نے اسلامی توحید اور اسلامی اخلاق قبول کرنے والوں کے لئے انعام و اکرام مقرر کیا اور انہیں اختیار اور عزت کے عمدوں پر ماہور کیا۔ شہنشاہ کے اس اعزاز و اکرام کا تاتاری عوام پر بڑا اثر پڑا اور تاتاریوں کی بڑی تعداد نے توحید و آخرت کا اسلامی تصور قبول کر لیا۔

اس تعارف تمیذ کے بعد اس دور کا عیسائی مورخ سلطان محمد (گولس) کا وہ تاریخی مکتب نقل کرتا ہے جو اس نے مصری فرمانروائی کے نام پہنچا تھا۔ وہ مکتب یہ ہے:

سلطان محمد کا فرمان شاہ مصر کے نام۔ بعد تمیید کے واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہدایت کی روشنی عطا فرمائی۔ جوانی کے آغاز ہی میں ہم کو اپنی الوہیت و وحدانیت کا اقرار کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی پیغمبرانہ صفات کو تسلیم کرنے اور خدا کے نیک بندوں کے بارے میں اچھی رائے رکھنے کی توفیق بخشی۔ (فَعَلَمَ ثَبُودُ اللَّهِ أَنَّ قَهْدِيَّةَ يَشْرُخُ صَنْدَرَةَ الْإِسْلَامِ) (اللانحہ آیت ۲۵)

ترجمہ: خدا تعالیٰ جس کو زندگی کے بہترن راستے پر چلانا چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ ہم اس وقت سے آج تک دین حق کو سربلند کرنے اور مسلمانوں کے محالات کو سدھارنے پر توجہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ والدہ بزرگوار ہلاک خان اور برادر بزرگ (اباقا خان) کی طرف سے حکمرانی کی ذمہ داری ہم پر آپزی اور خدا تعالیٰ نے ہماری آرزوؤں کو پورا کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ایک وقت تھا کہ مقدس کورنلی ( مجلس امراء ) میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہمارے برادر بزرگ کے حکم سے فوج کشی مم کو جاری رکھا جائے اور ہماری ان افواج کو ہر طرف روانہ کیا جائے جن کی کثرت سے خدا کی زمین باوجود وسیع ہونے کے نیک ہو چکی تھی اور جن افواج کی صولات و بیبٹ سے دنیا کا دل کاپٹا اور تم تھرا تھا اور افواج کشی کا فیصلہ ہمارے ایوان امراء کے شزادگان اور پہ سلا ران ایسے مغلum عزم وارادہ سے کرتے کہ جس کے سامنے پہاڑ جھک جائیں اور سگ خارا کی چنانیں موسم ہو جائیں۔ لیکن آج وہ وقت ہے کہ ہماری مجلس شزادگان و امراء میں یہ مشورہ ہوتا ہے کہ اسلام کے کلمہ کو سربلند کیا جائے، خوزیزی کا سلسہ بند کیا جائے، ہماروں طرف امن و امان کا دورہ ہو، ہماری ملکت کے حکام ہماری شفقت سے آرام پائیں کیونکہ ہم خدا کی عظمت کو تسلیم کرتے ہیں اور بندگان خدا پر مہربان ہیں۔ ہمارے اس فیصلہ کو شیخ الاسلام قدوسہ العارفین کے نیک مشوروں نے تقویت دی ہے۔ ہم نے تھاںیں القناۃ قلب الدین شیرازی اور اتابک بناء الدین کو اطراف ملک میں بیسجا ہے تاکہ وہ عوام کو ہمارے اس طریقہ کار سے آگہ کریں، اسلام تمام پھیلے گئا ہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اب خدا نے ہم کو حق کی پروردی کی تو فیض عطا فرمائی ہے۔

ہلاکو خاں کے لارکے مکووار خاں کے اس مکتب کے بعد سر تھامس لکھتا ہے۔ مغل تاریخ کے جانے والے کو اس مکتب کے مطالعہ سے راحت اور سکون حاصل ہوا ہے گا۔

(۷) ۲۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا حَرْبٌ  
بْنُ حَازِمَ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ:  
حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ  
الَّذِي ((إِنْ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ

بتوں کی ہناتے ہیں (یا ان کے بل بست لے ہوں گے) اور قیامت کی ایک نشانی یہ ہے کہ ان لوگوں سے لڑو گے جن کے منہ چوڑے چوڑے ہوں گے گواہ و خالیں ہیں چراجمی ہوئی (یعنی بست موئے منہ والے ہوں گے)

حدیث میں مطوفہ یا مطرقبہ ہے سقین دونوں کے ایک عیین اقوام تماار مراد ہیں جو بعد میں دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے۔

**لشیخ** ترک سے مراد یہاں وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہے۔ علی العوم تماار کے لوگ آنحضرت ﷺ اور خلقانے کے بعد کچھ ترک مشرف بالسلام ہوئے۔ وہب بن منبه نے کہا کہ ترک یا برج ماہون کے چھپرے بھائی ہیں۔ جب سد بیانی گئی تو یہ لوگ غائب تھے وہ دیوار کے اسی طرف رہ گئے۔ اسی لئے ان کا ہم ترک یعنی متروک ہو گیا، واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۹۲۸) ہم سے سعید بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم تکون سے جگ نہ کرو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ہاک موٹی پھیلی ہوئی ہو گی، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے تند پھراگی ہوئی ہوتی ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جگ نہ کرو گے جن کے جوتے بال کے بے ہوئے ہوں گے۔

## باب ان لوگوں سے لڑائی کا بیان جو بالوں کی یوتیاں پہنے ہوں گے

(۲۹۲۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے لڑائی نہ کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جگ نہ کرو گے

تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْتَهُلُونَ بِعَالَ الشَّغْرِ، وَإِنْ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوهِ كَانَ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطَرَّقَةُ). [طرفہ فی: ۳۵۹۲]

۲۹۲۸ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَغْرِيْجَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ، صِفَارَ الْأَعْنَينِ حُمَرَ الْوُجُوهِ، ذُلْفَ الْأَلْوَفِ، كَانَ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطَرَّقَةُ. لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْعَالَهُمُ الشَّعْرُ). [اطرافہ فی: ۲۹۲۹، ۳۵۸۷، ۳۵۹۱، ۳۵۹۰].

## ۹۶- بَابُ قِتَالِ الَّذِينَ يَنْتَهُلُونَ الشَّعْرَ

۲۹۲۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ الرُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا يَنْعَالَهُمُ الشَّعْرُ، لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَانَ وُجُوهُهُمْ

جن کے چرے تے شد ڈھالوں جیسے ہوں گے۔ سفیان نے بیان کیا کہ اس میں ابو الزندہ نے اعرج سے اور انہوں نے ابو ہریرہ بن ہشمت سے یہ زیادہ نقل کیا کہ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، تاک مولیٰ چھرے ایسے ہوں گے جیسے تب تپڑہ گلی ڈھال ہوتی ہے۔

المَجَانُ الْمُطْرَقَةُ). قَالَ سُفِيَّانُ: وَزَادَ لِيْهُ أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رِوَايَةً: ((صِفَارُ الْأَعْنَى، ذَلِكُ الْأَنْوَفُ، كَانَ وَجْهُهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ)).

[راجع: ۲۹۲۸]

اس حدیث میں بھی قوم ترک کا بیان ہے اور یہ ان کے قول اسلام سے پلے کا ذکر ہے۔ کتنے ہیں کہ دنیا میں تین قومیں ایسی ہیں کہ انہوں نے خاص طور پر ساری قوم نے اسلام قول کر لیا، عرب، ترک اور افغان۔ یہ جب اسلام میں داخل ہوئے تو روئے زمین پر سب ہی مسلمان ہو گئے۔ (ذلک فضل اللہ یوبیہ من یشاء)

### باب ہارجانے کے بعد امام کا سواری سے اتنا اور بچ کچھ لوگوں کی صفائی کر اللہ سے مدعا نہیں

(۲۹۳۰) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے براء بن عازب بن ہشمت سے سنا، ان سے ایک صاحب نے پوچھا تھا کہ ابو عمرہ؟ کیا آپ لوگوں نے ہمیں کی لڑائی میں فرار اختیار کیا تھا؟ براء بن ہشمت نے کہا نہیں خدا کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے پشت ہر گز نہیں پھیری تھی۔ البتہ آپ کے اصحاب میں جو نوجوان تھے بے سر و مسلمان جن کے پاس نہ زرد تھی نہ خود اور کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے، انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترن تیز انداز تھے کہ کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر سائے اور شاید ہی کوئی شتابہ ان کا خطاب ہوا ہو (اس دوران میں مسلمان) نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ آپ اپنے سفید نمپر سوارتے اور آپ کے چھپرے بھائی ابو سفیان بن حارث ابن عبد المطلب آپ کی سواری کی لکام تھے ہوئے تھے۔ حضور نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا اٹکی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں اس میں غلط بیانی کا کوئی شتابہ نہیں، میں عبد المطلب کی اولاد ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی (نئے طریقے پر) صاف بندی کی۔

۹۷ - بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَرَبِيَّةِ وَنَزَلَ عَنْ دَائِيَّهِ وَاسْتَصْرَأَ ۲۹۳۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زَهْرَيْرُ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَنْرَاءَ - وَسَأَلَهُ رَجُلٌ: أَكْتُمْ فَرَوْتُمْ يَا أَبَا عُمَرَةَ يَوْمَ حَنِينٍ - قَالَ لَا وَاللَّهِ، مَا وَلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِكُنْهُ خَرَجَ شَبَانَ أَصْحَابِهِ وَخِفَافِهِمْ حَسْرًا لَّئِسَ سِلَاحًا، فَلَتَوَا قَوْمًا رَّمَاهُ جَمْعَهُوَازِنَ وَبَيْنِ نَصْرٍ، مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ، فَرَشَقُوهُمْ رَشَقًا مَا يَكَادُونَ يُخْطِلُونَ، فَأَقْبَلُوا هَنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ وَهُوَ عَلَى بَقْلَبِهِ الْيَقِنَاءُ وَإِنْ عَمِّهُ أَبُو سُفِيَّانُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوذُ بِهِ، فَنَزَلَ وَاسْتَصْرَأَ ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَلِبٌ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ).

[راجع: ۲۸۶۴]

## باب مُشَرِّكِينَ کے لئے نکست اور زنزٹے کی بدوعا کرنا

(۲۹۳۱) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے بشام نے بیان کیا، ان سے محمد نے، ان سے عبیدہ نے اور ان سے علی بن ابی تھوڑے نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب (خندق) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کو) یہ بدعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ و سطی (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی (یہ آپ نے اس وقت فرمایا) جب سورج غروب ہو چکا تھا اور عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔

(۲۹۳۲) ہم سے قیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابن ذکوان نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ابی تھوڑے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (صحیح کی) دعائے قوت میں (دوسری رکعت کے رکوع کے بعد کر) یہ دعاء پڑھتے تھے (ترجمہ) اے اللہ! سلمہ بن بشام کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ (جو کہ میں مشرکین کی سختیاں جھیل رہے تھے) اے اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل کر، اے اللہ! ایسا قحط نازل کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔

(۲۹۳۳) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خردی، انہیں اسماعیل بن ابی جالد نے خردی اور انہوں نے عبد اللہ بن ابی اوفر بن ابی تھوڑے سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تھی اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے (قیامت کے دن) حساب بڑی سرعت سے لینے والے اے اللہ! مشرکوں اور کفار کی جماعتوں کو (جو مسلمانوں کا استیصال کرنے آئی ہیں) نکست دے۔ اے اللہ! انہیں

## ۹۸- بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ بِالنَّهْرِيْمَةِ وَالْزَّلَّةِ

۲۹۳۱ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عِيسَى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَيْنَيْهِ عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَخْرَابِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (مَلَأَ اللَّهُ بَيْوَهُمْ وَقَبُورَهُمْ نَارًا شَفَلُونَا عَنْ صَلَوةِ الْوَسْطَى حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ)).

[اطرافہ فی: ۴۱۱، ۴۵۳۳، ۶۳۹۶].

۲۹۳۲ - حَدَّثَنَا قَبِيْضَةُ حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ عَنْ أَبْنَى ذَكْوَانَ عَنِ الْأَغْرِجَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُونَ فِي الْفَتْوَاتِ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِبْ سَلَمَةً بْنَ هِشَامَ، اللَّهُمَّ أَنْجِبْ الْوَرِيدَةَ بْنَ الْوَرِيدَ، اللَّهُمَّ أَنْجِبْ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رِيْنَةَ، اللَّهُمَّ أَنْجِبْ الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. اللَّهُمَّ اشْدُّدْ وَطَائِكَ عَلَى مُضَرِّ، اللَّهُمَّ سِينَ كَسِنِيْ يُوسُفَ)). [راجع: ۷۹۷]

۲۹۳۳ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهُ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلَ بْنَ أَبِي خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أُوفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْأَخْرَابِ عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: (اللَّهُمَّ مُنْزِلُ الْكِتَابِ سَرِيعُ الْحِسَابِ، اللَّهُمَّ اغْرِمُ الْأَخْرَابَ، اللَّهُمَّ اهْرِهْمُمْ وَرَأْنِهْمُمْ)

مکت دے اور ائمہ جنگجو ڈکر رکھ دے۔

[اطرافہ فی : ۲۹۶۵، ۳۰۲۵، ۴۱۱۵]

. [۷۴۸۹، ۶۳۹۲]

(۲۹۳۳) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا، ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے ابو اسحاق نے، ان سے عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رہنگ نے کہ نبی کرم ﷺ کعبہ کے سامنے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جل اور قریش کے بعض دوسرے لوگوں نے کماکہ اونٹ کی او جھڑی لا کر کون ان پر ڈالے گا؟ مکہ کے کنارے ایک اونٹ ذبح ہوا تھا (اور اسی کی او جھڑی لانے کے واسطے) ان سمجھوں نے اپنے آدمی بیجے اور وہ اس اونٹ کی او جھڑی اٹھالائے اور اسے نبی کرم ﷺ کے اوپر (نماز پڑھتے ہوئے) ڈال دیا۔ اس کے بعد قاطمہ آئیں اور انہوں نے آپ کے اوپر سے اس گندگی کو ہٹالا۔ آخر خضرت ﷺ نے اس وقت یہ بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش کو کپڑا اے اللہ! قریش کو کپڑا اے اللہ! قریش کو کپڑا، ابو جل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط سب کو کپڑا لے۔ عبداللہ بن مسعود نے کماچناچی میں نے ان سب کو جنگ بدر میں بدر کے کنوں میں دیکھا کہ سب ہوں کو قتل کر کے اس میں ڈال دیا گیا تھا۔ ابو اسحاق نے کماکہ میں ساتوں شخص کا (جس کے حق میں آپ نے بد دعا کی تھی نام) بھول گیا اور یوسف بن ابی اسحاق نے کماکہ ان سے ابو اسحاق نے (سفیان کی روایت میں ابی بن خلف کی بجائے) امیہ بن خلف بیان کیا اور شعبہ نے کماکہ امیہ یا ابی (شک کے ساتھ ہے) لیکن صحیح امیہ ہے۔

(۲۹۳۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے اہن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ بنت خدا نے کہ بعض یہودی نبی کرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کما السلام علیکم (تم پر موت آئے) میں نے ان پر لعنت بھیجی۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کیا انہوں نے بھی جو

۲۹۳۴۔ حدثنا عبد الله بن أبي شيبة حدثنا جعفر بن عون حدثنا سفيان عن أبي إسحاق عن عمرو بن ميمون عن عبد الله رضي الله عنه قال: ((كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلّى في ظل الكعبة، فقال أبو جهل وناس من قريش، وإنحرفت جزور بناحبة مكة فازسلوا فجاءوا من سلاها وطروحه عليه، فجاءت فاطمة فألقته عنده، فقال: ((اللهم عليك بقريش، اللهم عليك بقريش، اللهم عليك بقريش، لأبي جهل بن هشام وعنة بن ربيعة وشيبة بن ربيعة وأوليد بن عبة وأبي بن خلف وعنة بن أبي معين)). قال عبد الله: فلقد رأيتهم في قلب بذر قتلي)) قال أبو إسحاق: وثبتت السابعة. وقال يوسف بن أبي إسحاق عن أبي إسحاق ((أميمة بن خلف))، وقال شعبة: ((أميمة أو أميمة)) والصحيح أمية.

[۲۴۰]

۲۹۳۵۔ حدثنا سليمان بن حرب حدثنا حماد عن أبوب عن ابن أبي ململة عن عائشة رضي الله عنها أن اليهود دخلوا على النبي ﷺ فقالوا: السلام عليك، فلعلتهم. فقال: مالك؟ قالت: أولم

کہا تھا آپ نے نہیں سنایا؟ آپ نے فرمایا "کیا اور تم نے نہیں سنائے میں  
نے اس کا لیا جواب دیا "وَعَلَيْکُمْ" یعنی تم پر بھی وہی آئے (یعنی میں نے  
کوئی برافتال زبان سے نہیں نکلا صرف ان کی بلت انہی پر لوٹا دی) [اطرافہ فی : ۶۰۲۴، ۶۰۳۰، ۶۲۵۶، ۶۴۰۱، ۶۹۲۷، ۶۳۹۵]

اسی لئے نامحکوم اور بے ہودی حرکتوں کا جواب یونہی ہونا چاہیجئے۔ آئت قرآن (ادفع بالبی می احسن) (فصلت: ۳۳) کا تفاصیل ہے کہ ہماری کا جواب بحلائی سے دوا جائے۔ یہودی کی فطرت بیشہ سے شر پسند رہی ہے۔ خود اپنے انجیاء کے ساتھ ان کا برداشت اچھا نہیں رہتا اور کبھی کیا حقیقت ہے۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف میں یہودیوں نے کوئی کسر اخلاصیں رکھی تھی یہ مل سک کہ ملاقات کے وقت زبان کو توڑ کر السلام علیکم کی جگہ السلام علیکم کہہ دالتے کہ تم پر موت آئے۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے ان کی اس حرکت پر اطلاع پا کر اتنا ہی کافی سمجھا "وَعَلَيْکُمْ" یعنی تم پر بھی وہی آئے جو میرے لئے منہ سے کھل رہے ہو۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ نے یہودی کی اس حرکت کے جواب میں حضرت عائشہؓ کے لئے خوبی دالے جواب کو پسند نہیں فرمایا بلکہ جو جواب آپ نے دیا، اسی کو کافی سمجھا۔ یہ آپ کے مکمل اخلاق حسنہ کی دلیل ہے۔

### باب مسلمان اہل کتب کو دین کی بات بتلائے یا ان کو قرآن سکھائے؟

(۲۹۳۶) ہم سے اسحق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہماں مجھے میرے بھتیجے ابن شلب نے خبر دی، ان سے ان کے پچھا نے بیان کیا، اُنس عبد اللہ بن عباسؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (روم کے پادشاہ) قیصر کو (خط) لکھا جس میں آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر تم نے (اسلام کی دعوت سے) منہ موڑا تو اپنے گنہ کے ساتھ ان کاشکاروں کا ہمی گنہ تم پر پڑے گا (جن پر تم حکمرانی کر رہے ہو)

تَسْمَعَ مَا قَالُوا: قَالَ: ((قَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَلَّتْ: وَعَلَيْكُمْ)).

[اطرافہ فی : ۶۰۲۴، ۶۰۳۰، ۶۲۵۶، ۶۴۰۱، ۶۹۲۷، ۶۳۹۵]

### ۹۹- بَابُ هَلْ يُرِشدُ الْمُسْلِمُ أَهْلُ الْكِتَابِ أَوْ يَعْلَمُهُمُ الْكِتَابُ؟

(۲۹۳۶) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَقْتُوبُ بْنُ إِنْزَاهِيمْ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَنْجَى أَبْنُ شِيهَابِ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَيْنَيْدُ اللَّهُ بْنُ عَنْدُو اللَّهُ بْنُ عَنْتَةَ بْنُ مَسْعُودٍ أَنَّ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عَنْتَةِ زَضِيَ اللَّهِ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ وَقَالَ: ((لَمَّا تَوَلَّتْ قَيْصَرٌ عَلَيْكَ إِنْمَّا الْأَرْسَيْتُينَ)).

[اطرافہ فی : ۲۹۴۰]

یہ حدیث تفصیل کے ساتھ شروع کتب میں گزدھی ہے۔ اس خط میں آپ نے قرآن مجید کی آئت بھی لکھی تھی تو باب کا ترجمہ ثابت ہو گیا یعنی اہل کتب کو قرآن سکھانا گریہ جب ہے کہ ان سے خیر کی امید ہو۔ اگر ان سے گستاخی اور بے ادبی کا خطرہ ہے تو ان کو قرآن شریف ہرگز ہرگز نہیں سکھانا چاہیے۔

### ۱۰۰- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِينَ

بِالْهَدِيِّ لِيَغَافِلُهُمْ

(۲۹۳۷) - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعْبَ

### باب شرکیں کا دل ملانے کے لئے ان کی ہدایت کی دعا کرنا

(۲۹۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی،

کماہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قبیلہ دوس کے لئے دعا کیتھی تھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں۔ آپ ان پر بد دعا کیجئے! بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (داہہ اسلام میں) کھینچ ل۔

حدَّثَنَا أَبُو الرَّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِيمٌ طَفَّيلٌ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْنَا وَأَنْتَ، فَاذْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا، فَقَيْلٌ: هَلْكَتْ دَوْسٌ. قَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْدِ دَوْسًا وَأَنْتَ بِهِمْ)).

[طرفہ فی : ۴۳۹۲ ، ۶۳۹۷] .

حضرت ابو ہریرہؓ بھی قبیلہ دوس کے تھے۔ لوگوں نے بد دعا کی درخواست کی تھی مگر آپ نے ان کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور بعد میں اس قبیلہ کے لوگ خوشی خوشی مسلمان ہو گئے۔

## باب یہود اور نصاریٰ کو کیوں نکر دعوت دی جائے

اور کس بات پر ان سے لڑائی کی جائے

اور ایسا ان اور روم کے بادشاہوں کو نبی کریم ﷺ کا خطوط لکھنا اور لڑائی سے پسلے اسلام کی دعوت دینا۔

(۲۹۳۸) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کماہم کو شعبہ نے خبر دی تقدار سے انہوں نے کہا کہ میں نے انس بنت جنہی سے ناکہ آپ بیان کرتے تھے کہ جب نبی کریم ﷺ نے شاہ روم کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ لوگ کوئی خط اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ سر بہرنہ ہو، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ گویا دست مبارک پر اس کی سفیدی میری نظرؤں کے سامنے ہے۔ اس انگوٹھی پر ”محمد رسول اللہ“ کہدا ہوا تھا۔

وَالنَّصْرَانِيُّ، وَعَلَى مَا يُقَاتَلُونَ عَلَيْهِ؟

وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى

كِسْرَى وَقِصْرَ، وَالدُّغْوَةَ قَبْلَ الْفِتَالِ

۲۹۳۸ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنْسَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِصَّةٍ، فَكَانَ أَنْظَرُ إِلَى يَتَّاصِبِهِ فِي يَدِهِ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ)).

[راجع: ۶۵]

مقصد یہ ہے کہ اسلام کی دعوت باضایط تحریری طور پر سربراہ کی مر سے مزین ہوئی چاہئے۔ یہ جب ہے کہ شہابان عالم کو دعوتی خطوط لکھے جائیں اس سے تحریری تبلیغ کا بھی مسنون ہونا ثابت ہوا۔

۲۹۳۹ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ

حدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ: حدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي غَيْبَةُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ

عیاش رضی اللہ عنہ مسلمانے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط کسری کے پاس بھیجا۔ آپ نے (ایچی سے) یہ فرمایا تھا کہ وہ آپ کے خط کو بھرن کے گورنر کو دے دیں، بھرن کا گورنر نے کسری کے دربار میں پہنچا دے گا۔ جب کسری نے مکتوب مبارک پڑھا تو اسے اس نے چاڑھا لالا۔ مجھے یاد ہے کہ سعید بن مسیب نے بیان کیا تھا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اس پر بد دعا کی تھی کہ وہ بھی پارہ پارہ ہو جائے۔ (چنانچہ اسلامی ہوا)

اللَّهُ بْنَ عَبْدِهِ أَنَّ عَبْدَهُ بْنَ عَبْدِهِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
بَعْثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كَسْرَى، فَأَمْرَأَهُ أَنْ يَذْنَفَهُ  
إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ يَذْنَفَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ  
إِلَى كَسْرَى). فَلَمَّا قَرَأَهُ كَسْرَى خَرَقَهُ،  
فَحَسِبَتْ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبَ قَالَ:  
فَدُعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمْزَقُوا كُلُّ  
مُمْزَقٍ)). [راجح: ۶۴]

تاریخ میں مذکور ہے کہ فرزند کسری جو ایک نوجوان عیاش قسم کا آدمی تھا اور وہ موقع کا انتفار کر رہا تھا کہ اپنے والد کسری کو ختم کر کے جلد سے جلد تخت اور خزانوں کا مالک بن جائے۔ چنانچہ جب کسری نے یہ حرکت کی اس کے بعد جلد ہی ایک رات کو اس کے لئے کسری کے پیٹ پر چڑھ کر اس کے پیٹ کو چھپا گونپ دیا اور اسے ختم کر دیا۔ بعد میں وہ تخت و تاج کا مالک بنا تو اس نے خزانوں کا جائزہ لیتے ہوئے خزانے میں ایک دوا کی شیشی پائی جس پر قوت باد کی دوا کھانا ہوا تھا۔ اس نے سوچا کہ والد صاحب اسی دوا کو کھا کھا کر آخر تک داد بیش دیتے رہے مجھے کو بھی دوا کھالین چاہئے۔ درحقیقت اس شیشی میں سم الفارغ تھا اس نے اس کو کھلایا اور فوراً ہی وہ بھی ختم ہو گیا۔ اس طرح اس کی سلطنت پارہ پارہ ہو گئی اور عمد فاروقی میں سارا ملک اسلامی قلم رو میں شامل ہو گیا اور اللہ کے پچے رسول ﷺ کی دعا نے پورا پورا اثر دکھلایا تھیجیل۔ کمالی وغیرہ میں ہے کہ اس کے لئے کاتام خیر ویہ تھا جس نے اپنے ہاپ پرویز نامی کا پیٹ چاک کیا اور چہ ماہ بعد خود بھی وہ مذکورہ نہر کھا کر ہلاک ہو گیا۔ عمد فاروقی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں یہ ملک فتح ہوا۔ یہاں روایت میں یہی خرو پریز مراد ہے جو لقب کسری سے یاد کیا گیا (حاشیہ بخاری شریف، جلد: اول / ص: ۱۵)

## ۱۰۲ - باب دُعَاء النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

(غیر مسلموں کو) اسلام کی طرف دعوت دینا اور اس بات کی دعوت کہ وہ خدا کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ کسی بندے کے لئے یہ لاائق نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے (کتاب و حکمت) عطا فرمائے تو (وہ) مجھے اللہ تعالیٰ کی عبالت کے لوگوں سے اپنی عبادات کی لئے کے) آخر آیت تک

وَأَنْ لَا يَتَّخِذَ بَعْضَهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ ذُوْنِ  
اللَّهِ، وَقُولُهُ تَعَالَى: فَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ  
يُؤْتِيهِ اللَّهُ الْكِتَابَ إِلَى آخر الآية [آل عمران: ۱۷۹]

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بتلانا چاہتے ہیں کہ اسلامی جہاد کا مقصد عظیم محض ملک کیری ہرگز نہیں بلکہ اس کا مقصد عظیم محض اللہ پاک کے دین برحق اسلام کو ہر ملک میں پھیلانا ہے تاکہ دنیا میں ہر جگہ اللہ کی حکومت کا تصور اشاعت پائے اور دنیا امن و امان کا گوارہ بن جائے اور کوئی انسان دوسرے لوگوں پر ایسی برتری اپنے لئے نہ اختیار کرے کہ لوگ اسے خدائی درجہ میں سمجھنے پر مجبور ہو جائیں۔ اسلامی جہاد کا مقصد عبالت اللہ اور سعادت انسانی کو فروغ دینا ہے اور اس طور کیت کو جز سے اکھڑا جس میں ایک انسان تخت پر بیٹھ کر اپنے دوسرے ہم بھن انسانوں سے اپنی خدائی تسلیم کرائے حتیٰ کہ انبیاء و رسول جو مقبولان بارگاہ احادیث

ہوتے ہیں، ان کو بھی یہ لائق نہیں کہ وہ خدا کے کچھ حصہ دار بننے کا دعویٰ کر سکیں۔ اسلام کے اسی انسانیت نواز پہلو کا اثر تھا کہ نوع انسان نے ملک اور مذہب کے نام پر ہونے والے مظالم کا احساس کیا اور دنیاوی پلا شاہروں اور مذہبی رہنماؤں کی اصل حقیقت کی طرف متوجہ کیا کہ وہ انسان ہونے کے ناطے پوری میں نوع انسان کے خادم ہیں۔ اگر وہ اپنی حدود سے آگے بڑھیں گے تو ان کا مقام رفتہ ذلت سے تبدیل ہو سکے گا۔ آج جسمورت اور سعادتوں کی جو امور دنیا میں موجود ہیں، ان کو پیدا کرنے میں اسلام نے ایک زبردست کوار ادا کیا ہے۔ حق ہے۔

بخاراب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے یہ سب پوداں کی لگائی ہوئی ہے

(۲۹۳۰) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے اور انہیں عبد اللہ بن عباس مجتبی نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے قیصر کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی تھی۔ وجہہ کلبی مجتبی کو آپ نے مکتوب دے کر بھیجا اور انہیں حکم دیا تھا کہ مکتوب بصری کے گورنر کے حوالہ کر دیں وہ اسے قیصر تک پہنچا دے گا۔ جب فارس کی فوج (اس کے مقابلے میں) شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئی تھی (اور اس کے ملک کے مقوضہ علاقے واپس مل گئے تھے) تو اس انعام کے شکرانہ کے طور پر جو اللہ تعالیٰ نے (اس کا ملک اسے واپس دے کر اس پر کیا تھا ابھی قیصر جمیں سے ایلیاء (بیت المقدس) تک پیدل چل کر آیا تھا۔ جب اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک پہنچا اور اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر ان کی (آنحضرت ﷺ کی) قوم کا کوئی شخص یہاں ہو تو اسے تلاش کر کے لاوتا کہ میں اس رسول ﷺ کے متعلق اس سے کچھ سوالات کروں۔

(۲۹۳۱) ابن عباس مجتبی نے بیان کیا کہ مجھے ابو سفیان ہمیشہ نے خبر دی کہ قریش کے ایک قافلے کے ساتھ وہ ان دونوں شام میں مقیم تھے۔ یہ قافلہ اس دور میں یہاں تجارت کی غرض سے آیا تھا جس میں آنحضرت اور لگوار قریش میں باہم صلح ہو چکی تھی۔ (صلح حدیبیہ) ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے آدی کی ہم سے شام کے ایک مقام پر ملاقات ہوئی اور وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ایئے ساتھ (قیصر کے دربار میں بیت المقدس) لے کر چلا پھر

٤٩٤٠ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ  
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ  
كَيْسَانَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَيْدِيْدِ اللَّهِ بْنِ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْتَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ كَتَبَ إِلَى قِصْرٍ يَدْعُوهُ إِلَى  
الإِسْلَامِ وَبَعْثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ  
الْكَلْبِيِّ وَأَمْرَهُ رَسُولُ اللَّهِ كَتَبَ أَنْ يَدْفَعَهُ  
إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى لِيَدْفَعَهُ إِلَى قِصْرٍ  
وَكَانَ قِصْرُ لَهَا كَشْفَ اللَّهِ جُنُودُ فَارَسَ  
مَشَى مِنْ حَمْصَ إِلَى إِيلِيَّاءَ شَكْرًا لِهَا  
أَبْلَأَهُ اللَّهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قِصْرَ كِتَابَ رَسُولِ  
اللَّهِ كَتَبَ قَالَ حِينَ قَرَأَهُ التَّمِسُوا لِي هَا  
هَذَا أَخْدَأَ مِنْ قَوْمِهِ لِأَسْأَلُهُمْ عَنْ رَسُولِ  
اللَّهِ كَتَبَ)). ارْجِعْ : ٢٩٣٦

٢٩٤١ - قال ابن عباس: فاحذرني أبو سفيان أنه كان بالشام في رجال من قريش قيموا تجارة في المدة التي كانت بين رسول الله ﷺ وبين كفار قريش. قال أبو سفيان: فوجدنا رسول قيصر ببعض الشام، فانطلق بي

جب ہم الیا (بیت المقدس) پہنچے تو قصر کے دربار میں ہماری باریابی ہوئی۔ اس وقت قیصر دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا اور روم کے امراء اس کے ارد گرد تھے، اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ جنہوں نے ان کے یہاں نبوت کا دعویٰ کیا ہے نسب کے اعتبار سے ان سے قریب ان میں سے کون شخص ہے؟ ابوسفیان نے بیان کیا کہ میں نے کما میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔ قیصر نے پوچھا تم ساری اور ان کی قربت کیا ہے؟ میں نے کہا (رشتے میں) وہ میرے پچازار بھائی ہوتے ہیں، اتفاق تھا کہ اس مرتبہ قافلے میں میرے سوانح عبد مناف کا اور آدمی موجود نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس شخص (ابوسفیان بخت) کو مجھ سے قریب کر دو اور جو لوگ میرے ساتھ تھے اس کے حکم سے میرے پیچھے قریب میں کھڑے کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس شخص (ابوسفیان) کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ اس سے میں ان صاحب کے بارے میں پوچھوں گا جو نبی ہونے کے مدعا ہیں، اگر یہ ان کے بارے میں کوئی جھوٹ بات کے تو تم فوراً اس کی مکذبیب کر دو۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ خدا کی قسم! اگر اس ون اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ کہیں میرے ساتھی میری مکذبیب نہ کر بیٹھیں تو میں ان سوالات کے جوابات میں ضرور جھوٹ بول جاتا جو اس نے آخرت کے بارے میں کہتے تھے لیکن مجھے تو اس کا خطروہ لگا رہا کہ کہیں میرے ساتھی میری مکذبیب نہ کر دیں۔ اس لئے میں نے سچائی سے کام لیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو کہ تم لوگوں میں ان صاحب کا نسب کیا سمجھا جاتا ہے؟ میں نے بتایا کہ ہم میں ان کا نسب بہت عمده سمجھا جاتا ہے۔ اس نے پوچھا اچھا یہ نبوت کا دعویٰ اس سے پہلے بھی تم سارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعویٰ سے پہلے ان پر کوئی جھوٹ کا الزام تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں، اس نے پوچھا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا تو اب ہرے امیر لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں یا کمزور اور کم حیثیت کے لوگ؟ میں نے کہا کہ کمزور اور معمولی حیثیت کے لوگ ہی ان کے (زیادہ تر

وَبِأَصْحَابِيِّ حَتَّىٰ قَدِفْنَا إِلَيْهَا، فَلَأَذْخَلَنَا عَلَيْهِ، إِلَّا هُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِ مُلْكِهِ وَعَلَيْهِ التَّاجُ، وَإِذَا حَوَّلَهُ عَظِيمَةُ الرُّومِ فَقَالَ لِتَرْجِمَانِهِ: سَلَّمُوا إِلَيْهِمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قَالَ أَبُو سَفِيَانَ: فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا. قَالَ: مَا فَرَاهُمْ مَا يَنْكِنُ وَيَبْيَنُ؟ فَقُلْتُ هُوَ أَبِنُ عَمِّيِّ. وَلَنِسْ فِي الرُّكْبَ بَوْمَنِيدُ أَحَدُهُ مِنْ بَنِي عَنْدَهُ مَنَافٌ غَنِيٌّ. فَقَالَ قَيْصَرُ: أَذْنُوهُ. وَأَمَرَ بِأَصْحَابِيِّ فَجَعَلُوا خَلْفَ ظَهُورِيِّ عِنْدَ كَهْفِيِّ. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجِمَانِهِ: قُلْنَ لِأَصْحَابِيِّ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذَبُوهُ. قَالَ أَبُو سَفِيَانَ: وَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاةُ يَوْمَنِيدُ مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِيِّ عَنِّي الْكَذَبَ لِكَذِبِنِهِ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ، وَلَكِنِي اسْتَحْيَتُ أَنْ يَأْثُرُوا الْكَذَبَ عَنِّي فَصَدَقَهُ. ثُمَّ قَالَ لِتَرْجِمَانِهِ: قُلْ لَهُ كَيْفَ نَسَبُ هَذَا الرَّجُلِ فِينَكُمْ؟ قُلْتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ. قَالَ: فَهَلْنِ قَالَ هَذَا الْقَوْلُ أَحَدُ مِنْكُمْ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ: لَا. فَقَالَ: كُنْتُمْ تَهْمُونَهُ عَلَى الْكَذَبِ قَلِيلٌ أَنْ يَقُولُ مَا قَالَ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَهَلْنِ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَهْمُونَهُ أَمْ ضَعَفَاؤُهُمْ؟ قُلْتُ: بَلْ ضَعَفَاؤُهُمْ. قَالَ: فَيَرِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟

مانے والے ہیں) اس نے پوچھا کہ اس کے مانے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی جا رہی ہے؟ میں نے کہا جی نہیں تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ اس نے پوچھا کہ ان کے دین سے بیزار ہو کر اسلام لانے کے بعد پھر بھی گیا ہے کیا؟ میں نے کہا کہ نہیں، اس نے پوچھا، انہوں نے کبھی وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں لیکن آج کل ہمارا ان سے ایک معاہدہ ہو رہا ہے اور ہمیں ان کی طرف سے معاہدہ کی خلاف ورزی کا خط رو ہے۔ ابو سفیان نے کہا کہ پوری گفتگو میں سوا اس کے اور کوئی ایسا موقعہ نہیں ملا جس میں میں کوئی ایسی بات (جو ہو) ملا سکوں جس سے آنحضرت کی توبہ ہو۔ اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے بھی جھلانے کا ذر نہ ہو۔ اس نے پھر پوچھا کیا تم نے کبھی ان سے لارائی کی ہے یا انہوں نے تم سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، اس نے پوچھا تمہاری لڑائی کا کیا نتیجہ لکھتا ہے؟ میں نے کہا لارائی میں ہیشہ کسی ایک گروہ نے فتح نہیں حاصل کی۔ کبھی وہ ہمیں مغلوب کر لیتے ہیں اور کبھی ہم انہیں، اس نے پوچھا وہ تمہیں کن کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ کہا ہمیں وہ اس کا حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرا کیں، ہمیں ان بتوں کی عبادت سے وہ منع کرتے ہیں جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے، نماز، صدقہ، پاک بازی و مروت، وفاء عمد، اور امانت کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب میں اسے یہ تمام باتیں بتا چکا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا، ان سے کو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق دریافت کیا تو تم نے بتایا کہ وہ تمہارے یہاں صاحب نسب اور شریف سمجھے جاتے ہیں اور انبیاء بھی یوں ہی اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ کیا نبوت کا دعویٰ تمہارے یہاں اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تم نے بتایا کہ اگر اس سے پہلے تمہارے یہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یہ بھی کہ سکتا تھا کہ یہ صاحب بھی اسی دعویٰ کی نقل کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کیا جا چکا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے

فَلَّتْ: بْنَ يَرِينْدُوْثْ. قَالَ : فَهَلْ يَرِنْدَهْ أَحَدْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَذْخُلَ فِيهِ؟ فَلَّتْ: لَا. قَالَ: فَهَلْ يَغْدِرُ؟ فَلَّتْ: لَا، وَتَخْنُ الْآنِ مِنْهُ فِي مَدْهَهْ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ. قَالَ أَبُو سَفِيَّانَ: وَلَمْ يُمْكِنْنِي كَلِمَةً أَذْخُلُ فِيهَا شَيْئًا أَنْقَصَهُ بِهِ - لَا أَخَافُ أَنْ تُؤْنَرَ عَنِّي - غَيْرُهَا. قَالَ: فَهَلْ قَاتَلْتُمُهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ؟ فَلَّتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبَهُ وَحَرْبِكُمْ؟ فَلَّتْ: دُولَةً وَسِجَالَأً : يَدَالْ عَلَيْنَا الْمَرْأَةَ وَنَدَالْ عَلَيْهِ الْأَخْرَى. قَالَ: فَمَا ذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ: يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آباؤُنَا، وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالنَّفَافِ، وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ. فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهِ حِينَ فَلَّتْ ذَلِكَ لَهُ: قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيْكُمْ، فَرَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرَّسُلُ تُبَغِّثُ فِي نَسَبِ قَوْمَهَا. وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هَذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَرَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقَلَّتْ لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَالَ هَذَا الْقَوْلُ قَبْلَهُ فَلَّتْ رَجُلٌ يَأْتِمُ بِقَوْلٍ فَذَقَّ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَهْمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَنَّ مَا قَالَ؟ فَرَعَمْتَ أَنْ لَا، فَعَرَفْتَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدِعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ

کبھی ان کی طرف جمود منسوب کیا تھا۔ تم نے بتایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ممکن نہیں کہ ایک شخص جو لوگوں کے متعلق کبھی جمود نہ بول سکا ہو وہ خدا کے متعلق جمود بول دے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کے باپ دادوں میں کوئی پادشاہ تھا، تم نے بتایا کہ نہیں۔ میں نے اس سے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی پادشاہ گزارا ہوتا تو میں یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ (نبوتوں کا دعویٰ کر کے) وہ اپنے باپ دادا کی سلطنت حاصل کرنا چاہتے ہیں، میں نے تم سے دریافت کیا کہ ان کی اتباع قوم کے بڑے لوگ کرتے ہیں یا اکثر اور بے حیثیت لوگ، تم نے بتایا کہ کمزور غریب قسم کے لوگ ان کی تابعداری کرتے ہیں اور یہی گروہ انبیاء کی (ہر دور میں) اطاعت کرنے والا رہا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ ان تابعداروں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا تکھٹی بھی ہے؟ تم نے بتایا کہ وہ لوگ برا بر بڑھتی رہے ہیں، ایمان کا بھی یہی حال ہے، یہاں تک کہ وہ مکمل ہو جائے، میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد کبھی اس سے پھر بھی گیا ہے؟ تم نے کہا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا، ایمان کا بھی یہی حال ہے جب وہ دل کی گمراہیوں میں اتر جائے تو پھر کوئی چیز اس سے مومن کو ہٹانی نہیں سکتی۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا انسوں نے وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ تم نے اس کا بھی جواب دیا کہ نہیں، انبیاء کی یہی شان ہے کہ وہ وعدہ خلافی کبھی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ کیا تم نے کبھی ان سے یا انسوں نے تم سے جگ بھی کی ہے؟ تم نے بتایا کہ ایسا ہوا ہے اور اور تمہاری لڑائیوں کا نتیجہ یہ شے کسی ایک ہی کے حق میں نہیں گیا، بلکہ کبھی تم مغلوب ہوئے ہو اور کبھی وہ۔ انبیاء کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے وہ امتحان میں ڈالے جاتے ہیں لیکن انعام اُنہیں کا بہتر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے دریافت کیا کہ وہ تم کو کون کاموں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے بتایا کہ وہ ہمیں اس کا حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراو، اور تمہیں تمہارے ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتے ہیں جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے۔ تمہیں وہ نماز،

من آہائے من ملک؟ فَرَعْمَتْ أَنْ لَا، فَقَلَّتْ لَوْ كَانَ مِنْ آهَائِهِ مِلْكٌ فَلَّتْ يَطْلَبُ مُلْكٌ آهَائِهِ، وَسَأَلَتْ أَشْرَافَ النَّاسِ يَتَبَعُولَهُ أَمْ ضَعَفَاؤُهُمْ؟ فَرَعْمَتْ أَنْ ضَعَفَاؤُهُمْ أَتَعْوَهُ، وَهُمْ أَتَيَاعُ الرَّوْسِلِ، وَسَأَلَتْ هَلْ يَرِينَدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ فَرَعْمَتْ أَنَّهُمْ يَرِينَدُونَ، وَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّى يَمْ، وَسَأَلَتْ هَلْ يَرِنَدُ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ فَرَعْمَتْ أَنْ لَا، فَكَذَلِكَ الْإِيمَانُ حِينَ تَخْلُطُ بَشَاشَةُ الْقُلُوبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ، وَسَأَلَتْ هَلْ يَغْدِرُ؟ فَرَعْمَتْ أَنْ لَا، وَكَذَلِكَ الرَّوْسِلُ لَا يَغْدِرُونَ، وَسَأَلَتْ هَلْ فَاتَتْمُوْهُ وَقَاتَلُكُمْ؟ فَرَعْمَتْ أَنْ فَذَ فَلَ، وَأَنْ حَرَبُكُمْ وَخَرَبَهُ تَكُونُ دُوَلَةً، وَيَدَالَ عَلَيْكُمُ الْمُرْءَةُ وَتَدَلُّونَ عَلَيْهِ الْأَخْرَى، وَكَذَلِكَ الرَّوْسِلُ تُبَلَّى وَتَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ، وَسَأَلَتْ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَرَعْمَتْ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقْبَدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَيَأْمُرُكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقَةِ وَالْقَفَافِ، وَالْأَوْفَاءِ بِالْعَهْدِ، وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ، قَالَ: وَهَذِهِ صِفَةُ نَبِيٍّ فَذَكَّتْ أَغْلَمَ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَكِنْ لَمْ أَظْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ، وَإِنْ يَكُ مَا قَلَّتْ حَقًا فَيُوشَكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيْ هَاتِئِينَ،

صدقة، پاکبازی، وعدہ و فلائی اور اداء امانت کا حکم دیتے ہیں، اس نے کماکہ ایک نبی کی صفت ہے میرے بھی علم میں یہ بات تھی کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ تم میں سے وہ مبعوث ہوں گے، جو باتیں تم نے بتائیں اگر وہ صحیح ہیں تو وہ دن بست قریب ہے جب وہ اس جگہ پر حکمران ہوں گے جمل اس وقت میرے دونوں قدم موجود ہوں گے، اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کی توقع ہوتی تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی پوری کوشش کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں موجود ہوتا تو ان کے پاؤں دھوتا۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ اس کے بعد قیصر نے رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک طلب کیا اور وہ اس کے سامنے پڑھا گیا اس میں لکھا ہوا تھا (ترجمہ) شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا ہی میریان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ خط ہے محمد اللہ کے بننے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کی طرف، اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت قبول کر لے۔ اما بعد میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کرو، تمہیں بھی سلامتی و امن حاصل ہو گی اور اسلام قبول کرو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا ایک تمہارے اپنے اسلام کا اور دوسرا تمہاری قوم کے اسلام کا بخوبی تمہاری وجہ سے اسلام میں داخل ہو گی (لیکن اگر تم نے اس دعوت سے منہ موڑ لیا تو تمہاری رعلیا کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ اور اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمہ پر آکر ہم سے مل جاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان ایک ہی ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو پروردگار بنائے اب بھی اگر تم منہ موڑتے ہو تو اس کا اقرار کرلو کہ (اللہ تعالیٰ کے واقعی) فرمان بردار ہم ہی ہیں۔ ابو سفیان نے بیان کیا کہ جب ہرقل اپنی بات پوری کر چکا تو روم کے سردار اس کے ارد گرد جمع تھے، سب ایک ساتھ چینتے گئے اور شور و غل بنت بڑھ گیا۔ مجھے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے۔ پھر ہمیں حکم دیا گیا اور ہم دہل سے نکال دیئے گئے۔ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دہل سے چلا آیا اور ان کے ساتھ تسلی ہو کی تو میں نے کماکہ ابن الی کب شہ

وَلَوْ أَرْجُوا أَنْ أَخْلُقَ إِلَيْهِ تَجَشَّثَ  
لِقِيَةً، وَلَوْ كَثُرَ عِنْدَهُ لَفْسَلَتُ قَدَمَيْهِ.  
قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ: لَمْ دَعَا بِكَحَابَ رَسُولَ  
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَرِيَةٍ، فَإِذَا  
فِيهِ.

[راجع: ۷]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ  
عَظِيمِ الرُّوْمِ.

سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ。 أَمَّا بَعْدُ فَلَيْتَ  
أَذْغُوكَ بِدِعَائِيَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلِمْ،  
وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْزَكَ مَرْتَبَيْنِ، فَإِنَّ  
تَوَتَّتْ فَعَيْنَكِ إِنَّمَا الْأَرْبَيْسِينِ ۝فَلْنِ يَا أَهْلَ  
الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةِ سَوَاءٍ يَسْتَأْ  
وَيَسْتَكْمِمُ أَلَا تَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نُشْرِكُ بِهِ  
شَيْئًا، وَلَا يَتَعْجَلَ بِغُصْنَنَا بِغُصْنَنَا أَرْتَاهَا مِنْ  
ذُونِ اللَّهِ. فَإِنْ تَوَتَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُو بِإِنَّا  
مُسْلِمُوْنَ ۝ [آل عمران : ۶۴].

قَالَ أَبُو سُفْيَانٍ : فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَاتَلَةَ  
عَلَتْ أَصْنَوَاتُ الْذِينَ حَوَلَهُ مِنْ عَظَمَاءِ  
الرُّوْمِ وَكَثُرَ لَفَطَهُمْ، فَلَا أَذْرِي مَاذَا قَالُوا.  
وَأَمْرَ بِنَا فَأَخْرِجَنَا. فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ  
أَصْحَابِيِّ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَقَدْ أَمْرَ أَمْرٌ  
إِنِّي أَبِي كَبْشَةَ، هَذَا مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ

(مراد حضور اکرم ﷺ سے ہے) کام عاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے، بولا الصفر (رومیوں) کا بلاد شاہ بھی اس سے ڈرتا ہے، ابوسفیان نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اسی دن سے اپنی ذلت کا یقین ہو گیا تھا اور برادر اس پست کا بھی یقین رہا کہ آخر پرست ﷺ ضرور غالب ہوں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام داخل کر دیا۔ حالانکہ (پسلے) میں اسلام کو برا جانتا تھا۔

يَخَافُهُ فَلَمَّا أَبْوَ سُفِينَانَ وَاللَّهُ مَا زَلَتْ  
ذَلِيلًا مُسْتَقِنًا بِأَنَّ أَغْرِيَ سَيِّدَهُ، حَتَّى  
أَذْخَلَ اللَّهَ قَلْبِيِ الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهٌ۔

**تَسْبِيحٍ** اس طویل حدیث کو حضرت مجتهد مطلق امام بخاریؓ کی جگہ لاتے ہیں اور اس سے بہت سے سائل کا استبطاط فرمایا ہے۔ یہاں اس غرض سے لائے کہ اس سے یہاں غیر مسلموں کو دعوت اسلام پیش کرنے کے طریقوں پر روشنی پڑتی ہے۔ اس میں ہر قل کی طرف دعوت اسلامی کا ذکر ہے جس کا لقب قیصر تھا ہر قل مجھے اور علم ہونے کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ کسی بھی اس کو کہتے تھے اس نے اکتیس سال تک حکومت کی تھی۔ آخر پرست ﷺ کا اسی دوران انقلاب ہو چکا تھا۔ لفظ ایمان سے بیت المقدس مراد ہے یہاں حضرت ابوسفیان بن عثیمین نے آپؐ کو اپنے پچھا کا بیٹا بتلایا تھا حالانکہ آپؐ ان کے دادا کے پچھا کے بیٹے ہیں ابوسفیان کا نسب یہ ہے ابو سفیان حضر بن حرب بن امیہ بن عبد مناف۔ اور رسول کریم ﷺ کا نسب نامہ یہ ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپؐ کو یہاں ابوسفیانؓ نے ابن الی کبشہ سے تشیہ دی جو بن خزاعہ کا ایک آدمی تھا اور سارے عرب کے خلاف وہ ستارہ شعری کا بچاری تھا اور اسی مخالفت عرب کی وجہ سے لوگ آخر پرست ﷺ کو بھی ابن الی کبشہ سے تشیہ دیا کرتے تھے۔

(۲۹۴۲) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد العزیز بن الی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے ان سے سمل بن سعد ساعدی بن عثیمین نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپؐ نے خبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جہذا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھنے جہذا کے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو سب سر کر کرہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش! انہیں کو مل جائے لیکن آخر پرست ﷺ نے دریافت فرمایا علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں بتلا ہیں، آخر آپؐ کے حکم سے انہیں بلا یا گیا۔ آپؐ نے اپنا لعب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگادیا اور فور آئی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علی بن عثیمین نے کہا، ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آخر پرست ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہر و پسلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی

۲۹۴۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ  
الْعَفَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمَ  
عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ: بِسَمْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ يَوْمَ خَيْرٍ: ((الْأَغْرِيَنَ الرَّأْيَةَ رَجَلًا  
يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدِنِيهِ)), فَقَامُوا يَرْجُونَ  
لِذَلِكَ أَيُّهُمْ يُفْطَى، فَهَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُونَ  
أَنْ يُفْطَى، فَقَالَ: ((أَيَّنَ عَلَىٰ؟)) فَقَيْلَ:  
يَشْتَكِي عَنِيهِ، فَأَمَرَ فَدَعَعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِي  
عَنِيهِ فَبَرَأً مَكَانَهُ حَتَّىٰ كَانَهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ  
شَيْءٌ، فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتَّىٰ يَكُونُوا مِثْلًا.  
فَقَالَ: ((عَلَىٰ رِسْلِكَ حَتَّىٰ تَنْزِلَ  
بِسَاحِتِهِمْ، ثُمَّ اذْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ،  
وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ، فَوَاللَّهِ لَأَنَّ

یہندی بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمُرٍ  
دَعْوَتْ دَرْبَهُ لَوْا وَرَانَ كَلَّهُ جَوْزِيْزٌ ضَرُورِيٌّ بِيْسَ انَّ كَيْ خَرْ كَرْ دَوْ (پھر وہ  
نَهْ مَانِيْسَ تَوْ لَرْنَا) اللَّهُ كَيْ قَمْ! اَكَرْ تَمَارَےْ ذَرِيعَهُ اِيكْ مُخْصُّ كَوْ بَحِيْ  
الْنَّعْمَ)).  
ہدایتِ لِل جَائِعَهُ تَوْيِهُ تَمَارَےْ خَنْ مِنْ سَرْخَ اوْنُوْنَ سَےْ بَهْرَهُ۔

[اطرافہ فی : ۳۰۰۹، ۳۷۰۱، ۴۲۱۰]۔  
اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے لڑائی شروع کرنے سے پہلے فرقہ مقتول کے سامنے حضرت علیؓ کو  
دعوت پیش کرنے کا حکم فرمایا ساتھ ہی یوں ارشاد ہوا کہ پہلے چالنیں کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کرو اور یاد رکھو اگر ایک  
آدمی بھی تمہاری تبلیغی کوشش سے نیک راستے پر آگیا تو تمہارے لئے سرخ اوونوں سے بھی زیادہ بیتی چیز ہے۔ عرب میں کالے اوونوں  
کے مقابله پر سرخ اوونوں کی بڑی قیمت تھی۔ اس لئے مثال کے طور پر آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اسلام کسی سے جنگ جہاد لڑائی کا  
خواہ ہرگز نہیں ہے۔ وہ صرف سلسلہ صفائی امن و امان چاہتا ہے گرچہ مدافت ناگزیر ہو تو پھر بمحروم مقابلہ کا حکم بھی دیتا ہے۔

۲۹۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ (۲۹۲۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے  
معلویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسحاق نے بیان کیا، ان سے  
حیدر نے کہا کہ میں نے انس بن شہر سے نا، آپ بیان کرتے تھے کہ  
رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر چھٹھالی کرتے تو اس وقت تک کوئی  
اقدام نہ فرماتے جب تک صح نہ ہو جاتی، جب صح ہو جاتی اور اذان کی  
آواز سن لیتے تو رک جاتے اور اگر اذان کی آواز سنائی نہ دیتی تو صح  
ہونے کے بعد حملہ کرتے۔ چنانچہ خیر میں بھی ہم رات میں پہنچتے۔  
اس حدیث میں بھی اشارہ ہے کہ جنگ شروع کرنے سے پہلے ہر وہ موقع علاش کر لینا چاہئے جس سے جنگ کا خطرہ مل سکے کیونکہ  
اسلام کا مقصد جنگ ہرگز نہیں ہے۔

۲۹۴۴ - حَدَّثَنَا قَيْمَيْهُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ (۲۹۲۳) ہم سے قیمیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے  
بیان کیا، ان سے حیدر نے اور ان سے انس بن شہر نے کہ نبی کریم ﷺ  
ہمیں ساتھ لے کر ایک غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔

۲۹۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:  
أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى خَيْرٍ فَجَاءَهَا يَلِيَا  
- وَكَانَ إِذَا جَاءَهَا قَوْمًا بَلِيلٍ لَا يُغَيِّرُ  
عَلَيْهِمْ حَتَّى يُصْبِحَ - فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ  
يَهُودَ بِمَسَاجِدِهِمْ وَمَكَابِلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ  
قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَاللَّهُ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ.

[راجح: ۳۷۱]

(دوسری صد) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے حیدر نے اور ان سے انس بن شہر نے کہ رسول کریم ﷺ رات میں خیر تشریف ملے گئے اور آپؐ کی عادت تھی کہ جب کسی قوم تک رات کے وقت پہنچتے تو صح سے پہلے ان پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ جب صح ہوئی تو یہودی اپنے پھاؤڑے اور ٹوکرے لے کر باہر (کھیتوں میں کام کرنے کے لئے) نکلے جب انہوں نے اسلامی لٹکر کو دیکھا تو صح پرے محو واللہ محمد لٹکر سمیت آگئے۔ اس

پر نبی کرم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے۔ اب خیر تو خیر، اُنا اِذَا نَزَّلَنَا بِسَاحَةَ قَوْمٍ فَسَاءَ تُرَاءَهُ (کفر سے) ذرائے ہوئے لوگوں کی صبحِ مخصوص ہو جاتی ہے۔

بُجَّ خَيْرٌ كَمْ مُتْرَبٌ يَوْمَ الْيَوْمِ أَوْ طَبَقَ فَسَادَ أَكْبَرَى تَحْتِي۔ تفصیل حالات اپنے موقع پر بیان ہوں گے۔ حدیث میں لفظ مساحہ مسحہ کی صبح ہے جس سے مراد پھاؤڑہ ہے اور مکاٹہم مکحل کی صبح ہے، وہ توکری جو پذرہ صلح وزن کی دست رکھتی ہے۔ عصیں سے مراد ہو چکی حصول پر خیس ہوتا ہے مینہ اور میسرہ قلب اور صافہ اور مقدمہ اسی نسبت سے لٹکر کو خمیں کما گیا ہے اور مساحہ سے مراد ان ہے واصلہا الفعاد بین المنازل کلنا فی المجمع والمعنی والکرمانی۔

(۲۹۳۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خردی، انسیں زہری نے، کہا تم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی خدا عنہ نے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کر لیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبد نہیں، پس جس نے اقرار کر لیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبد نہیں تو اس کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہے سوا اس حق کے جس کی بنا پر قانون اس کی جان و مل زدیں آئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ اس کی روایت عمر اور ابن عمر جو محدثین بھی نبی کرم ﷺ کے سے کی ہے۔

**شیخ** اس حدیث میں رسول کرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا بعهد عظیم بیان فرمایا کہ ملک عرب میں بمحض اپنی حیات میں اصول اسلام یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله کا فتوحہ کر دتا ہے جو لوگ خوشی سے اس دعوت کو قبول کر لیں گے وہ جاری اسلامی برادری کے ایک ممبر بن کر ان سارے حقوق کے مستحق ہو جائیں گے جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کئے ہیں اور جو لوگ اس دعوت کے مد مقابل بن کر لڑائی ہی جائیں گے ان سے میں برابر لڑائی بھی رہوں گا یہاں تک کہ اش پاک حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ ویسے جو لوگ نہ مسلمان ہوں اور نہ لڑائی جھکڑا کریں ان کے لئے اسلام کا اصول لا اکواہ فی الدین کا ہے یعنی دین اسلام کی اشاعت میں کسی پر زبردستی جائز نہیں ہے۔ یہ سب کی مرضی پر ہے، آزادی کے ساتھ جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے وہ قبول نہ کرے، اسلام نے مذہب کے بارے میں کسی بھی زبردستی کو روشنیں رکھا۔

### باب لڑائی کا مقام چھپانا (دو سرا مقام بیان کرنا) اور جمعرات کے دن سفر کرنا

(۲۹۳۷) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا تم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شلب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خردی اور

لَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ، خَرَبَتْ خَيْرَتْ حَتَّى إِذَا نَزَّلْنَا بِسَاحَةَ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَّاغَ الْمُنْذَرِينَ)). [راجح: ۳۷۱]

۲۹۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرْنَا شَعْبَتْ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسْتَبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمْرَنَا أَنْ أَقْتَلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ فَقَدْ مَنَّ نَفْسَهُ وَمَا لَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَجَسَانَةُ عَلَى اللَّهِ)). رَوَاهُ عَمَرُ وَابْنُ عَمَرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

**شیخ** اس حدیث میں رسول کرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کا بعهد عظیم بیان فرمایا کہ ملک عرب میں بمحض اپنی حیات میں اصول اسلام یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله کا فتوحہ کر دتا ہے جو لوگ خوشی سے اس دعوت کو قبول کر لیں گے وہ جاری اسلامی برادری کے ایک ممبر بن کر ان سارے حقوق کے مستحق ہو جائیں گے جو اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کئے ہیں اور جو لوگ اس دعوت کے مد مقابل بن کر لڑائی ہی جائیں گے ان سے میں برابر لڑائی بھی رہوں گا یہاں تک کہ اش پاک حق و باطل کا فیصلہ کرے۔ ویسے جو لوگ نہ مسلمان ہوں اور نہ لڑائی جھکڑا کریں ان کے لئے اسلام کا اصول لا اکواہ فی الدین کا ہے یعنی دین اسلام کی اشاعت میں کسی پر زبردستی جائز نہیں ہے۔ یہ سب کی مرضی پر ہے، آزادی کے ساتھ جو چاہے قبول کرے جو نہ چاہے وہ قبول نہ کرے، اسلام نے مذہب کے بارے میں کسی بھی زبردستی کو روشنیں رکھا۔

۲۹۴۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ ثَكْبَرٍ حَدَّثَنَا الْيَتْمُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابَيْ قَالَ:

أَخْبَرْنِي عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنْهُ اللَّهُ بْنِ

انیں عبد اللہ بن کعب بن شری نے، کعب بن شری (جب تایب ہو گئے تھے) کے ساتھ ان کے دوسرا صاحبزادوں میں بھی عبد اللہ انیں لے کر راستے میں ان کے آگے آگے چلتے تھے، رسول اللہ مسیح کا اصول یہ تھا کہ جب آپؐ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو (صلحت کے لئے) دوسرا مقام بیان کرتے (تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو)

کعب بن مالکؓ اُن عَنْدَ اللَّهِ بْنَ كَفَبِ -  
وَكَانَ قَائِمَةً كَعْبَ مِنْ بَنِيهِ - قَالَ :  
سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ  
رَسُولِ اللَّهِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ  
يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَأَى بِغَيْرِهَا.

[راجع: ۲۷۵۷]

**لَظَّةُ تَوْرِيهِ** کے معنی یہ کہ کسی بات کو اشارے کنائے سے کہہ دیا کہ صاف طور سے کوئی نہ سمجھ سکے۔ ایسا تو ریه جملی مصلحت کے لئے جائز ہے۔ لعل الحکمة فیہ ماروی عن قوله صلی الله علیہ وسلم بورک لامتی فی بکورها يوم الخميس وکونه صلی الله علیہ وسلم کان یحب الخروج يوم الخميس لا يستلزم المواظبة عليه القيام مانع منه وسيأتي بعد باب انه خرج في بعض اسفاره يوم السبت لم اورد المصنف طرقا من حدیث کعب بن مالک الطوبیل وهو ظاهر فيما ترجم له قال الكروماني کعب هو ابن مالک الاصنافی أحد الثلاثة الذين خلفوا وصار اعمی و كان له ابناء و كان عبد الله يقوده من بين سائر بنیه (احاشیة بخاری) لئنی اس میں حکمت یہ کہ آنحضرت مسیح یسوع مسیح سے مردی ہے کہ میری امت کے لئے جمرات کے روز صحیح سفر کرنے میں برکت رکھی گئی ہے مگر اس سے موافقت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ بعض سفر آپؐ نے ہتھے کو بھی شروع فرمائے ہیں۔ حضرت امام میلان کعب بن مالک کی طویل حدیث لائے ہیں جس کے ترجمۃ الباب ظاہر ہے۔ کعب بن مالک وہی انصاری صحابی ہیں جو تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ آپؐ کے کمی لڑکے تھے جن میں سے عبد اللہ ثانی آپ کا ہاتھ پکڑ کے چلا کرتا تھا۔

(۲۹۳۸) اور مجھ سے احمد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا تم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انیں یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انیں عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے تا آپ بیان کرتے تھے کہ ایسا کم اتفاق ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی جماں کا قصد کریں اور وہی مقام بیان فرمائیں کہوند چھپائیں۔ جب آپؐ غزوہ تبوک کو چلانے لگے تو چونکہ یہ غزوہ بڑی سخت گری میں ہوتا تھا، لباس فتح اور جنگلوں کو طے کرنا تھا اور مقابلہ بھی بہت بڑی فوج سے تھا، اس لئے آپؐ نے مسلمانوں سے صاف صاف فرمادیا تھا کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کر لیں چنانچہ (غزوہ کیلئے) جمل آپؐ کو جانا تھا (یعنی تبوک) اس کا آپؐ نے صاف اعلان کر دیا تھا۔

(۲۹۳۹) یونس سے روایت ہے، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے

۲۹۴۸ - حَدَثَنِي أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ :  
أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : كَانَ رَسُولُ  
اللهِ قَلَمَّا يُرِيدُ غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَأَى  
بِغَيْرِهَا، حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةً تَبُوكَ فَهَزَأَهَا  
رَسُولُ اللهِ فِي حَرَ شَدِيدٍ، وَاسْتَقْبَلَ  
سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ غَزْوَةً عَدُوًّا  
كَثِيرًا، فَجَلَى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لَيَتَاهُوا  
أَهْبَةً عَدُوِّهِمْ، وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي  
يُرِيدُ). [راجع: ۲۷۵۷]

۲۹۴۹ - وَعَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ :

نے کماکر مجھے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے خبر دی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کما کرتے تھے کہ کم ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں جمرات کے سوا اور کسی دن نکلیں۔

آخرینی عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكَ كَانَ يَقُولُ: لَقَلَمًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ.

[راجع: ۲۷۵۷]

(۲۹۵۰) مجھ سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہیں سعمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے اور انہیں ان کے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کرم مُحَمَّد غزوہ تبوک کے لئے جمرات کے دن نکلے تھے۔ آپ جمرات کے دن سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔

۲۹۵۰ - حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ يَخْرُجُ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ). [راجع: ۲۷۵۷]

غزوہ تبوک کے موقع پر آخر خضرت مُحَمَّد نے توریہ نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف لفظوں میں اس جگہ کا اعلان فرمادیا تھا کیونکہ ہر لحاظ سے یہ مقابلہ ہستہ سخت تھا اور مسلمانوں کو اس کے لئے پورے پورے طور پر تیار ہونا تھا۔ مقصود باب یہ کہ امام حالات کے تحت غفار ہے کہ وہ حسب موقع توریہ سے کام لے یا نہ لے جیسا موقع عمل دیکھے دیا ہی کر لے۔

### باب

#### ظہر کی نماز کے بعد سفر کرنا۔

#### ۱۰۴ - بَابُ النُّخْرُوجِ بَعْدَ الظُّهُرِ

بعض وفعہ ظہر کے بعد میں سفر میں نکلا آپ سے ثابت ہے۔ حدیث گزشتہ میں صحیح کی قید صرف اس لئے مذکور ہوئی کہ وہ وقت خوشی کا ہوتا ہے میں کی خصوصیت نہیں ہے۔

(۲۹۵۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سخنیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر چار رکعت پڑھی پھر عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے سنا کہ صحابہؓ اور عمرہ دونوں کا الیک ایک ساتھ پکار ہے تھے۔

۲۹۵۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِيهِ قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهُرَ أَرْبَعًا، وَالْعَصْرَ بِدِي الْحَلِيفَةِ رَكْعَتَيْنِ، وَسَمِيقَتَهُمْ يَصْرِخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا). [راجع: ۱۰۸۹]

آخر خضرت مُحَمَّد کا یہ سفر جس کے لئے تھا مگر سفر جہاد کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ بہتر ہے ظہر کی نماز پڑھ کر اطہران سے یہ سفر شروع کیا جائے۔

#### باب میڈنے کے آخری دنوں میں سفر کرنا

#### ۱۰۵ - بَابُ النُّخْرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ

اور کتب نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم (جنت الوداع کے لئے) مدینہ سے اس وقت نکلے جب ذی قعده کے پانچ دن باقی تھے۔ اور چار ذی الحجه کو مکہ پہنچ گئے تھے۔

یعنی مدینہ کے آخری دنوں میں سفر کرنا جائز ہے کچھ برا نہیں جیسے بعض جاہل سمجھتے ہیں کہ چاند کے عروج میں سفر کرنا چاہئے نہ نزول میں۔ حدیث باب میں مذکورہ سفر کا تعقیل حج سے ہے مگر جادو کے سفر کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ حسب موقع اگر آخر ماہ میں سفر جادو پر نکلا پڑے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۲۹۵۲) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا امام مالک سے، ان سے تیجی بن سعید نے، ان سے عمرہ بنت عبد الرحمن نے اور ان سے عائشہ بنت عاصی نے بیان کیا کہ مدینہ سے (جنت الوداع کے لئے) رسول کرم شیخیل کے ساتھ ہم اس وقت نکلے جب ذی قعده کے پانچ دن باقی تھے، ہفتہ کے دن ہمارا مقصود حج کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ جب ہم مکہ سے قریب ہوئے تو رسول کرم شیخیل نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو جب وہ بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مرودہ کی سعی سے فارغ ہو جائے تو احرام کھول دے۔ (پھر حج کے لئے بعد میں احرام باندھے) حضرت عائشہ بنت عاصی نے کہا کہ دسویں ذی الحجه کو ہمارے یہاں گائے کا گوشت آیا، میں نے پوچھا کہ گوشت کیسا ہے؟ تو بتایا گیا کہ رسول کرم شیخیل نے اپنی بیویوں کی طرف سے جو گائے قربانی کی ہے یہ اسی کا گوشت ہے۔ تیجی نے بیان کیا کہ میں نے اس کے بعد اس حدیث کا ذکر قاسم بن محمد سے کیا تو انہوں نے بتایا کہ قسم اللہ کی! عمرہ بنت عبد الرحمن نے تم سے یہ حدیث ٹھیک ٹھیک بیان کی ہے۔

یہاں بھی آخرست شیخیل کے سفر حج مبارک کا ذکر ہے کہ آپ آخر ماہ میں اس کے لئے نکلے اور یہ موقع بھی ایسا ہی تھا۔ ہم جادو کے لئے بھی امام جیسا موقع دیکھے سفر شروع کرے۔ اگر مدینہ کے آخری دنوں میں نئنے کا موقع مل سکے تو یہ اور بہتر ہو گا کہ مت نبوی پر عمل ہو سکے گا۔ برعکس ایام کی صواب دید پڑے۔

روایت میں حضرت امام مالک بن محبہ کا نام آیا ہے، جن کاظم مالک بن انس بن مالک بن عامر ابھی ہے۔ ابو عبد اللہ کیت ہے، امام دار الحجرة و امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشور ہیں ان کے دادا عامر ابھی صحابی ہیں جو بدر کے سواتم غزوات میں شریک ہوئے۔ امام صاحب ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تیج تائبین میں ہے ہیں۔

اگرچہ مدینہ مولود مسکن خاکمرک کی صحابی کے شرف نہیں ہوئے۔ یہ شرف کیا کم ہے کہ امام دار الحجرة تھے۔ حرم

وَقَالَ كُرِبَّةٌ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ لِحَمْضٍ بَقِيَّ مِنْ ذِي الْقُعْدَةِ وَقَدِيمٌ مَكَّةُ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ)).

۲۹۵۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ : ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِحَمْضٍ لَيَالٍ بَقِيَّ مِنْ ذِي الْقُعْدَةِ وَلَا نَرَى إِلَّا الْحِجَّةَ ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمْرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَذِهِ إِذَا طَافَ بِالنَّبِيِّ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحْلِمَ . قَالَتْ عَائِشَةُ : فَدَخَلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النُّخْرِ بِلَحْمٍ بَقِيرٍ ، فَقَلَّتْ : مَا هَذَا ؟ فَقَالَ : نَحْرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ ) قَالَ يَحْيَى فَذَكَرَتْ هَذَا الْحَدِيثَ لِلْفَاسِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَنْتَ وَاللَّهِ بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ ) . [راجح: ۲۹۴]

محترم نبی ﷺ کے مدرس و مفتی نافع رہیہ رائی، امام جعفر صادق اور ابو حازم دفیوبت شیخن سے علم حاصل کیا جن کی تعداد نو سو بیان کی گئی ہے۔ نافع نے وفات پائی تو امام صاحب ان کے جائشیں ہوئے، اس وقت آپ کی سرہ سال کی عمر تھی۔ امام صاحب کی جائے سکونت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مکان اور نشست گاہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ امام صاحب کی مجلس درس نہایت آرائست و پیرواست ہوتی تھی۔ سب لوگ مودوبت بیٹھتے تھے، امام صاحب عسل کر کے خوشبو لگا کر عمدہ لباس پہن کر نہایت وقار و ممتازت سے بیٹھتے تھے، خلیفہ ہارون رشید خود حاضر درس ہوتا تھا، عالم شرق سے غرب تک امام صاحب کے آوازہ شہرت سے گونج آٹھا۔ شیخ عبدالرحمن بن مسی کا قول ہے کہ روئے زینت پر ماں کے سے بڑھ کر کوئی حدیث نبوی کا امامت دار نہیں۔ امام صاحب نے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں ان کا انتساب مؤطا ہے (مقدمہ شرح مؤطا) امام صاحب تھی واعظہ و مرتضی تھے۔ اہل علم کی بہت مد کرتے تھے، امام شافعیؓ کو گیارہ ہزار دیتے تھے، امام صاحب کے اصطبیل میں بہت سے گھوڑے تھے مگر کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ میں نہ نکلتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ جو زینت رسول کریمؐ کے قدم مبارک سے مشرف ہوئی ہے اس کو میں جانوروں کے سموں سے روندوں۔ امام صاحب کے تلافہ کی تعداد تیرہ سو ہے، ان میں بڑے بڑے ائمہ اور محدثین اور امراء شامل ہیں۔ ماں کی مذہب کی پیروی کرنے والے عرب اور شامی افریقہ میں ہیں۔ امام ماں کی بہت سی تصانیف ہیں زیادہ مشہور مؤطا ہے۔ کتاب المسائل ہیں۔ خلیفہ ابوالعباس سفاح کے سامنے بہت سے منتشر اور اراق پرے تھے جن کے متعلق خلیفہ نے کہا کہ یہ امام ماں کے ستر ہزار مسائل کا مجموعہ ہے۔ (ترمیم الملک) جس حدیث کا سلسلہ روایت ماں عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عَمْرِ بُزُّوْقَا، اس کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ جعفر گورنر زمینہ نے امام صاحب کو حکم دیا کہ آئندہ طلاق (جری) کا فتوی نہ دیا کریں، امام صاحب کو بکتیان حق گوارانہ ہوا۔ قیل حکم نہ کی، جعفر نے غصب ماں ہو کر ستر کوڑے لگوائے۔ تمام پیچھے خون آلوہ بھی، دونوں ہاتھ مونڈھوں سے اتر گئے۔ خلیفہ منصور جب مدینہ آیا تو امام صاحب سے غدر کیا اور کہا بھیج کو آپ کی تحریر کا علم نہیں۔ میں جعفر کو سزا دوں گا۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے معاف کیا،<sup>۱۹</sup> اس میں وفات پائی، ان مبارک و بھی نفان ان کے شاگرد تھے۔ امام صاحب اپنے اس شعر کو اکثر پڑھا کرتے تھے جس میں انہوں نے ایک حدیث کے مضون کو لیا ہے۔

خیر الامور الدين ما كان سنته و شر الامور المحدثات البداع

### خاتمه پارہ نمبر گیارہ

عرضہ دراز کی مسلسل جدوجہد کے بعد محض اللہ ذوالجلال والا کرام کی توفیق و اعانت سے آج بخاری شریف کے پارہ<sup>۲۰</sup> کے ترجمہ اور مختصر تشریحات کی تزوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ کام جس قدر اہم اور مرحلہ جتنا کشمن تھا وہ اہل فن ہی جانتے ہیں، خاص طور پر یہ پارہ جس کا کتاب الوصلیا کے بعد سارا حصہ کتاب الجہاد پر مشتمل ہے ظاہر ہے کہ لفظ جہاد پر بعض متضصب غیر مسلم حضرات نے خواہ گواہ بے جا متحمل اعتراضات کئے ہیں جن کی مدافت بھی ضروری تھی؛ اس لئے اس کتاب میں حتی الامکان اس امر پر خاص توجہ دی گئی ہے جیسا کہ قارئین کرام خود اندازہ لگا سکیں گے ہر ممکن کوشش کے باوجود یہ بھی یعنی ممکن ہے کہ علائے فن کو ترجمہ اور تشریحات میں کچھ خامیاں نظر آئیں، ایسے معزز حضرات سے مدد بانہ التماں کروں گا کہ جمل بھی واقعی کچھ خای نظر آئے مطلع فرمائ کر شکریہ کا موقع دیں۔

میں اس مبارک مقدس کتاب کا ایک ادنیٰ ترین طالب علم ہوں اس کی گمراہیوں تک کلیتے پہنچا بھیجیسے خام طبع کم علم انسان کا کام نہیں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود محض جذبہ خدمت نبوی کے تحت جو بھی بھجھ سے ہو سکا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اختمار و ایجاز بھی ضروری تھا کہ آج کل شا تلقین کرام اگر اس قدر بھی مطالعہ فرمایا کر حدیث نبوی سے اپنے ایمان روشن کر سکیں تو یہ بھی بہت کچھ ہے ورنہ طوالت کا میدان بے حد و سیع ہے کہ الفاظ حدیث نبوی و سند و رجال و تراجم پر تفصیلاً قلم اٹھایا جاتا تو ہر پارہ ایک مشتعل دفتر بن جاتا جس کا طبع کرنا، پھر شا تلقین کرام کا حاصل کرنا پھر مطالعہ کرنا بہت ہی گراس بار ہو جاتا اگرچہ فتنی حیثیت سے اکابر فن شاید اس

خاں کو محوس فرمائیں مگر با ادب عرض کروں گا کہ ایسے ہی موقع کے لئے خیر الکلام ماقبل ودل کہا گیا ہے۔

آخر میں = دل سے بارگاہ احمدت میں دست دعا دراز کرتا ہوں کہ اے پور دگار! ساری کائنات کے پاسدار ہاجیز کی اس حیر خدمت اسلام کو قبول فرمائ کر قبول عام عطا کر دے اور نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے جملہ معاونین کرام کے لئے، میرے والدین مرحومین کے لئے، میری آل اولاد کے لئے، اساتذہ عظام کے لئے اور جملہ مطالعہ کرنے والوں کے لئے اس کتاب کو ذریحہ ترقی دارین ہنادے اور اس سے ایمان میں ترقی عطا فرمایا اور اپنی اور اپنے جیب مٹھیوں کی محبت سے ہم سب کے قلوب کو بھرپور کر کے خاتمه بالآخر نسب فرمائیں۔

یا شد! جس طرح اس اہم خدمت کو تو نے اس منزل تک پہنچایا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ احسن طریق پر بلند منازل کو طے کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

رب اشرح لی صدری و بسری امری و اغفرلی خطائی وجہی (آمین) وصلے اللہ علی خیر الخلق سید الانبیاء محمد ن المصطفی  
واله المجتنی واصحابہ مصابیح الہدیٰ الی یوم الدین برحمتك یا ارحم الراحمین

**خادم حدیث نبوی محمد داؤ دراز بن عبد اللہ السلفی الدھلوی**

مقیم مسجد اہل حدیث نمبر ۳۲۱

اجیزی گیٹ دہلی ۷ بھارت

اوائل محرم الحرام ۱۴۹۵ھ



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## بارہوال پارہ

### باب رمضان کے میئنے میں سفر کرنا

(۲۹۵۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباس بھیتھی نے کہ نبی کرم ﷺ (فُضْلَكَمَ كَمَ لَمْ يَدْعُهَا) رمضان میں نکلے اور روزے سے تھے۔ جب آپ مقام کدید پر پہنچے تو آپ نے اظفار کیا۔

سفیان نے کہا کہ زہری نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ابن عباس بھیتھی نے پھر کی حدیث بیان کی۔

### ۱۰۶ - بَابُ الْخُرُوجِ فِي رَمَضَانَ

۲۹۵۳ - حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ)).

فَالآن سُفْيَانُ: قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ.. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

[راجع: ۱۹۴۴]

**لَمْ يَقُولْ** اس آخری سند کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ عبد اللہ سے ملائ کی اس میں زہری نے تصریح کی ہے اور پہلی روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے، بعض شخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے۔ امام بخاری نے کہا، زہری اور ان کے ہم خیالوں کا یہی قول ہے کہ اثنائے رمضان میں سفر درپیش ہونے سے اظفار درست نہیں اور چاہئے کہ آخرت رضی اللہ عنہ کے آخر فصل کو لیا جائے۔ یعنی آخر فعل آپ کا یہ ہے کہ آپ نے کدید میں پہنچ کر اظفار کر لیا۔

تو معلوم ہوا کہ اگر رمضان میں سفر پیش آئے تو اظفار کرنا درست ہے اور یہ مسئلہ آہت قرآنی (وَمَنْ كَانَ مُرْبِطًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعَلَهُ مِنْ أَهْمَّ أَخْرَجْ) (البقرة: ۱۸۵) سے ثابت ہے۔ یہاں اس حدیث کو لانے سے حضرت مجتبی مطلق امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ جس شخص نے رمضان میں سفر کر دیا، اس کا قول صحیح نہیں۔

آج ۲۲ عمر ۱۴۴۰ھ کو داتا پور پٹنہ میں تخلصی و محی حضرت حاجی عبد القفار صاحب ٹیکر کے دولت کردہ پر نظر ٹانی شروع کر رہا ہوں۔ اللہ پاک تمام کی توفیق ہے۔ اور میرے محترم جعلی کو برکات دارین سے مزید در مزید نوازے۔ اور ان کے حنات جاریہ کو قبول فرمائے آئیں۔ ۱۸ مارچ ۱۴۴۰ء

### باب سفر شروع کرتے وقت مسافر کو رخصت کرنا

### ۱۰۷ - بَابُ التَّوْدِينَ

(۲۹۵۳) اور عبد اللہ بن وہب نے کہا کہ مجھ کو عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں کیرنے، انہیں سلیمان بن یسیار نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک فوج میں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اگر فلاں فلاں دو قریشی (ہبہاں اسود اور نافع بن عبد عمر) جن کا آپ نے نام لیا تم کو مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جب ہم آپؐ کی خدمت میں آپؐ سے رخصت ہونے کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے، اس وقت آپؐ نے فرمایا کہ میں نے تمیں پہلے ہدایت کی تھی کہ فلاں فلاں قریشی اگر تمیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ آگ کی سزا وہنا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے سزاوار نہیں ہے۔ اس لئے اگر وہ تمیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دینا۔ (آگ میں نہ جلانا)

۶۴- وَقَالَ أَبْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ بَكْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي بَعْثَتْ وَقَالَ لَنَا: ((إِنَّ لَقَنِيْمَ فُلَانًا وَفُلَانًا - لِرُجَلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا - فَحَرَقُوهُمَا بِالنَّارِ)). قَالَ: ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوذْعَةً حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمْرَتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوْا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَإِنَّ أَخْدَتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)).

[طرفة في : ۳۰۱۶].

**تَسْبِيحٌ** ان ہر دو مردوں نے آخر پرست ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو راستے میں بحالت حمل ایسا برچھا مارا تھا کہ آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ اس لئے آپؐ نے پہلے ان کو ملنے پر آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ پھر بعد میں قتل کا حکم دیا۔ معلوم ہوا کہ آگ میں جلانا حرام ہے، پہلے آپؐ نے رائے سے حکم دیا تھا۔ پھر وہی اللہ سے اس کو منسوخ فرمادیا۔ قطلانی نے کماپس اور کھل وغیرہ کا بھی آگ میں جلانا کر دیا ہے۔ اور بعض ڈاکوؤں کے لئے جو آپؐ نے آنکھوں میں گرم سلاپیاں ڈالنے کا حکم دیا تھا وہ قصاصاً تھا، کیونکہ ان غالموں نے اصحاب رسولؐ کے ساتھ یہی حرکت کی تھی۔ ارشاد باری ہے یا ایہا الدین امنوا کتب عليکم القصاص فی القتلی الحرب بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی یعنی قصاص میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت قتل کی جائے گی بلکہ آنکھ کے بدلتے آنکھ اور دانت کے بدلتے دانت توڑے جائیں گے۔ اسی قانون اللہ کے تحت ان ڈاکوؤں کو یہ ٹکنیں سزاوی گئی تھیں۔

### باب امام (باو شاہ یا حاکم) کی اطاعت کرنا

(۲۹۵۵) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے بیکھی بن سعید قطلان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن عثمان نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے، اللہ سے این عمر بن عثمان نے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا (غایفہ وقت کے احکام) سننا اور انہیں بجالانا (ہر مسلمان کے لئے) واجب ہے، جب تک کہ گناہ کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ اسے سننا چاہئے

۱۰۸- بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلإِلَامِ  
۶۵۵- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.  
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ  
بْنِ زَكَرِيَا عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:  
((السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ، مَا لَمْ يُؤْمِنْ  
بِالْمَعْصِيَةِ، فَإِذَا أَمْرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعٌ

اور نہ اس پر عمل کرنا چاہئے۔

وَلَا طَاعَةً). [طرفة فی : ۷۱۴۴].

کیونکہ دوسری حدیث میں ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ النحالق بِرَا بادشاہ حق تعالیٰ ہے، اس کے حکم کے خلاف میں کسی کا حکم نہ سننا چاہئے۔ اگر کوئی بادشاہ خلاف حکم دے تو اس کو سمجھنا چاہئے۔ ورنہ سب لوگ مل کر ایسے بادشاہ کو معزول کر دیں۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا بھی رد ہوا جو آیات قرآنی و احادیث نبویہ کے ہوتے ہوئے اپنے اہموں کے قول پر مجھے رہتے ہیں۔ اور آیات و احادیث کی غلط تاویلیات کر کے ان کو ٹال دیتے ہیں۔ جن کی بہت سی مثالیں علامہ ابن قیمؒ کی کتاب اعلام المؤقعن میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ بقول حجۃ‌النذر حضرت شاہ ولی اللہ رضیہ ایسے لوگ کیا جواب دیں گے جس دن اللہ کی عدالت عالیہ میں کھڑے ہونا ہو گا۔ قرآن مجید میں جہاں اطاعت والدین کا حکم ہے وہاں صاف موجود ہے کہ اگر مال باپ شرک کرنے کا حکم دیں تو ان کی اطاعت ہرگز نہ جائے۔ اس حدیث سے تقلید جامد کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ کہنے والے نے حق کہا ہے۔

فَاهْرَبْ عَنِ التَّقْلِيدِ فَهُوَ ضَلَالٌ   ان المقلد فی سبیل الہالک

یعنی تقلید جامد سے دور رہو یہ بر بادی کارست ہے۔۔۔۔۔ یہ نقطہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل کے لئے معیار الحجۃ حضرت شیخ الکل مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ حدث دہلوی کا مطالعہ کیا جائے۔

**باب امام (بادشاہ اسلام) کے ساتھ ہو کر اڑنا اور اس کے زیر  
سایہ اپنا (دشمن کے حملوں سے) بچاؤ کرنا**

(۲۹۵۶) ہم سے ابو ایمان نے بیان کیا، ہم کو شیعہ بنے خبر دی، کہماں سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضیہؓ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے کہ ہم لوگ گو دنیا میں سب سے پیچھے آئے لیکن (آخرت میں) جنت میں سب سے آگے ہوں گے۔

(۲۹۵۷) اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔ امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر اس کی آڑ میں (یعنی اس کے ساتھ ہو کر) جگہ کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ (دشمن کے حملہ سے) بچا جاتا ہے، پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کرے اس کا ثواب اسے ملے گا، لیکن اگر بے انصاف کرے گا تو اس کا دبال اس پر ہو گا۔

وَيَقْنَى بِهِ

۲۹۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادُ أَنَّ الْأَغْرَاجَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ)). [راجع: ۲۳۸]

۲۹۵۷ - وَهَذَا الإِسْنَادُ: ((مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ، وَمَنْ يُطِيعَ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ يَغْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي). وَإِنَّمَا الْإِمَامَ جُنَاحَةً يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ، وَيَقْنَى بِهِ فَإِنْ أَمْرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا، وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ)).

[طرفة فی : ۷۱۳۷].

**لشیخ** یعنی امام کی ذات لوگوں کا بچاؤ ہوتی ہے۔ کوئی کسی پر ظلم کرنے نہیں پاتا۔ دشمنوں کے حملہ سے اسی کی وجہ سے حفاظت ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمہ وقت مدافعت کے لئے تیار رہتا ہے۔ ان احادیث سے امام وقت کی شخصیت اور اس کی طاقت پر روشنی پڑتی ہے اور سیاست اسلامی و حکومت شرعی کا مقام ظاہر ہوتا ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے آج ہر جگہ اسلام غریب ہے اور مسلمان علامانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان احادیث پر ان حضرات کو بھی غور کرنا چاہئے جو اپنے کسی مولوی صاحب کو امام وقت کا نام دے کر اس کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور حالات یہ کہ مولوی صاحب کو حکومت کے معمولی چپرائی بختی طاقت و سیاست حاصل نہیں ہے۔

### بابِ لڑائی سے نہ بھاگنے پر اور بعضوں نے کامِ رجانے پر بیعت کرنا

کیونکہ اللہ پاک نے سورہ فتح میں فرمایا، بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہو چکا ہے جب وہ درخت (شجرۃ رضوان) کے نیچے تیرے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔

**لشیخ** لفظ بیعت باع بیع کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بیع ذات کے ہیں۔ ایک مسلم خلیفہ وقت کے ہاتھ پر جنت کے عوض اپنے آپ کو بیع ذات کا اقرار کرتا ہے، اس اقرار کا نام بیعت ہے۔ عمد نبوی میں یہ بیعت اسلام کے لئے اور جہاد کے لئے کی جاتی تھی۔ عمد خلافت میں خلیفہ وقت کی اطاعت فرما برداری کرنے کے لئے بیعت ہوتی تھی۔ اسلام لانے کے لئے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا یہ اب بھی جاری ہے۔

(۲۹۵۸) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حین نے کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے تو ہم میں سے (جنوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی تھی) دو شخص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں ہو سکے۔ جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اور یہ صرف اللہ کی رحمت تھی۔ جو یہ نے کہا، میں نے نافع سے پوچھا، آنحضرت ﷺ سے نے صحابہ سے کس بات پر بیعت کی تھی؟ کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں، بلکہ صبر و استقامت پر بیعت لی تھی۔

**لشیخ** صلح حدیبیہ سے پہلے کہ سے جب حضرت عثمان بن عفی کے قتل کی افواہ آئی، تو آنحضرت ﷺ نے اس ناقن خون کا بدله لینے کے لئے تمام صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بینہ کر بیعت لی تھی کہ اس ناقن خون کے بدله کے لئے آخری دم تک کفار سے لڑیں گے۔ اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اطمینان قرآن میں فرمایا تھا۔ اور یہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام صحابہ کے لئے فخر اور دین دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہو سکتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن حین کے لئے یہ کہتے ہیں کہ پھر بعد میں جب ہم صلح کے سال عمرو کی

### ۱۱۰- بَابُ الْيَتِيَّةِ فِي الْحَرْبِ أَنَّ لَا يَفْرُوا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَلَى الْمَوْتِ

لقولِ اللہ تعالیٰ: **هَلْقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ نَيَّأُونَكُمْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ** [الفتح: ۱۸].

تفاکر نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ گئے تو ہم اس جگہ کی نشان دہی نہ کر سکے جمل میں کہ آپ نے ہم سے عمد لیا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوا جمال میں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے تمام صحابہؓ سے اللہ کے دین کے لئے اتنی اہم بیعت لی تھی۔ اس لئے ممکن تھا کہ اگر وہ جگہ تھیں معلوم ہوتی تو امت کے کچھ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جاتے اور ممکن تھا کہ جانل اور خوش عقیدہ قوم کے مسلمان اس کی پوجا پاٹ شروع کر دیتے۔ اس لئے یہ بھی خدا کی بہت بڑی رحمت تھی کہ اس جگہ کے آثار و نشانات ہمارے ذہنوں سے بھلا دیئے۔ اور امت کے ایک طبقہ کو اللہ نے شرک میں بٹالا ہونے سے بچایا۔ شرک کے اکثر مرکز کا آغاز ایسے ہی توقعات کی بنا پر شروع ہوا ہے۔ ابتداء میں لوگ کچھ یادگاریں بناتے ہیں۔ بعد میں وہاں پوجا پاٹ شروع ہو جاتی ہے۔

(۲۹۵۹) ہم سے موی بن اساعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہ بنے بیان کیا کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے، ان سے عباد بن تمیم نے اور ان سے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانے میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظله لوگوں سے (زید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اب میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

۲۹۶۰ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال: حدثنا وهبٌ قال: حدثنا عمرو بن يحيى عن عباد بن تميم عن عبد الله بن زيد رضي الله عنه قال: ((لما كان زمان الحربة آتاه آتٍ فقال له: إني بن حنظلة يبايع الناس على الموتِ. فقال: لا أبايع على هذا أحداً بعد رسول الله ﷺ)).

[طرفہ فی : ۴۱۶۷۔]

**تَسْبِيحٌ** حرج کی لڑائی کی تفصیل یہ کہ ۳۶۴ھ میں حضرت عبداللہ بن حنظله اور کہی میسنه والے زید کو دیکھنے گئے۔ جبکہ وہ لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لے رہا تھا۔ میسنه کے اس وفد نے جائزہ لیا تو زید کو خلافت کا انعام پایا۔ لور اسکی حرکات ناشائستہ سے بیزار ہو کر واپس میسنه لوٹے اور حضرت عبداللہ بن زید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ زید کو جب خبر ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو سردار بنا کر ایک بڑا لشکر میسنه روانہ کر دیا۔ جس نے انہیں میسنه پر بست سے ظلم ڈھانے، سینکڑوں ہزاروں صحابہ و تابعین اور عوام و خواص، مروعوں و مورتوں اور بچوں تک کو قتل کیا۔ یہ حادثہ حرج نامی ایک میدان مصل میسنه میں ہوا۔ اسی لئے اسکی طرف منسوب ہوا۔ عبداللہ بن زید کا مطلب یہ تھا کہ ہم تو خود رسول کرم ﷺ کے دست حق پر است کی بیعت کر چکے ہیں۔ اب دوبارہ کسی اور کے ہاتھ پر اس کی تجدید کی ضرورت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ موت پر بھی بیعت کی جا سکتی ہے۔ جس سے استقامت اور صبر مراد ہے۔

(۲۹۶۰) ہم سے گلی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے زید بن ابی عبید نے بیان کیا کہا اور ان سے سلمہ بن الاؤکوں نے بیان کیا کہ (حدبیہ کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ پھر ایک درخت کے سامنے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا، ابن الاؤکوں کی بیعت نہیں کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا، ابن الاؤکوں کی بیعت نہیں کرو گے؟ انہوں نے فرمایا، دوبارہ اور بھی! چنانچہ میں نے دوبارہ بیعت کی (زید بن ابی

حدثنا زیند بن أبي عبيد عن سلمة رضي الله عنه قال: ((بايافت النبي ﷺ ثم عذلت إلى ظل الشجرة، فلما خفت الناس قال: ((يا ابن الأكوع ألا تبايع؟)) قال: قلت: قد بايافت يا رسول الله، قال: ((وأيضا)). فبايغته الثانية. فقلت له: يا

عبداللہ کہتے ہیں کہ) میں نے سلمہ بن الکوع بنتھو سے پوچھا، ابو مسلم:  
اس دن آپ حضرات نے کس بات پر بیعت کی تھی؟ کہا کہ موت پر۔

أَبَا مُسْلِمٍ، عَلَى أَيِّ شَيْءٍ، كُتْمَ تَبَاعِعُونَ  
يَوْمَئِدٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ)).

[اطرافہ فی: ۴۱۶۹، ۷۲۰۶، ۷۲۰۸۔]

یہاں بھی حدیثیہ میں بیعت الرضوان مراد ہے۔ جو ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی۔ سورہ فتح میں اللہ تعالیٰ نے ان جملہ مجہدین کے لئے اپنی رضا کا اعلان فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عده آیت شریفہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ بیاعونک تحت الشجرہ (فتح) میں اسی کا بیان ہے۔

(۲۹۶۱) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا۔ کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا اور انہوں نے انس بنتھو سے سن۔ آپ بیان کرتے تھے کہ انصار خندق کھو دتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقع پر) کہتے تھے۔

”ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے یہاں کے لئے جب تک ہمارے جسم میں جان ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے اس پر جواب میں یوں فرمایا۔

”اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مهاجرین کا اکرام فرمانا۔“

۲۹۶۱ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا  
شَعْبَةُ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ  
الْخَنْدَقِ تَقُولُ:

نَحْنُ الَّذِينَ بَأْيَعُوا مُحَمَّدًا  
عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيَّنَا أَبَدًا  
فَأَجَاهُنَّمُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ:  
(إِنَّلَّهَمَّ لَا عِيشَ إِلَّا عِيشُ الْآخِرَةِ  
فَأَنْكِرْمُ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ)

[راجع: ۲۸۳۴]

**لشیخ** غزوہ خندق کے بارے میں سورہ احزاب نازل ہوئی جس میں کفار کہ جملہ مذاہب عرب کی ایک بڑی جمعیت ہمراہ لے کر مددیہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ سردی مددیہ میں شباب پر تھی۔ اور مسلمان ہر طرح سے ٹک دست تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کے بعد شر کے اندر رہ کر ہی مدافعت کافیلہ صادر فرمایا۔ شر کی حفاظت کے لئے اطراف میں ایک عظیم خندق کھود کر اسے پانی سے بھر دیا گیا۔ یہ تدبیر بڑی کارگر ہوئی اور کفار کو اندر داخل ہونے کا موقعہ نہ مل سکا۔ آخر ایک دن سخت آندھی سے ڈر کر یہ لوگ میدان چھوڑ گئے۔ دیگر تفصیلات آگے آئیں گی۔

(۲۹۶۲، ۲۹۶۳) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن فضیل سے نہیں کہا، انہوں نے عاصم سے، انہوں نے ابو عثمان نہیں کہا، اور ان سے مجاشع بن مسعود سلمی بنتھو نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ (فتح کہ کے بعد) آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم سے بھرت پر بیعت لے لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھرت تو (کہ کے فتح ہونے کے بعد، وہاں سے) بھرت کر کے آئے والوں پر ختم ہو گئی۔ میں نے عرض کیا، پھر آپ ہم سے کس

۲۹۶۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فَضِيلَ عَنْ  
عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعِ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَخِي  
فَقُلْتُ: بَأْيَنَا عَلَى الْهِجْرَةِ، فَقَالَ:  
(مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا)). فَقُلْتُ: عَلَامَ  
بَأْيَنْنَا؟ (قَالَ: عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ)).

بات پر بیعت لیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

[اطرافہ فی: ۳۰۷۸، ۴۳۰۵، ۴۳۰۷].

[اطرافہ فی: ۳۰۷۹، ۴۳۰۶، ۴۳۰۸].

عبد رسالت میں بھرت کا جو شانہ قادہ فتح کے پر ختم ہو گیا۔ کیونکہ سارا عرب دارالاسلام بن گیا، بعد کے زمانوں میں کی زندگی کا نقشہ سامنے آنے پر بھرت کا سلسلہ جاری ہے۔ نیز اسلام اور جہاد بھی باقی ہے۔ لہذا ان سب پر بیعت لی جاسکتی ہے۔ بیعت سے مراد حلف اور اقرار ہے کہ اس پر ضرور قائم رہا جائے گا۔ خلاف ہرگز نہ ہو گا۔ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں جو بیان ہوں گی۔

باب بادشاہ اسلامی کی اطاعت لوگوں پر واجب ہے جہاں

۱۱۱ - بَابُ عَزْمِ الْإِمَامِ عَلَى النَّاسِ

تک وہ طاقت رکھیں

(۲۹۶۲) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا تم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابو داؤل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک شخص آیا، اور ایسی بات پوچھی کہ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دوں۔ اس نے پوچھا، مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ ایک شخص بتی خوش اور ہتھیار بند ہو کر ہمارے امیروں کے ساتھ جہاد کے لئے جاتا ہے۔ پھر وہ امیر ہمیں ایسی چیزوں کا مکلف قرار دیتے ہیں کہ ہم ان کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم! میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہاری بات کا جواب کیا دوں، البتہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کی حیات مبارکہ میں) تھے تو آپ کو کسی بھی معاملہ میں صرف ایک مرتبہ حکم کی ضرورت پیش آتی تھی اور ہم فوراً ہمیں اسے بجالاتے تھے، یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تم لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی جب تک تم اللہ سے ڈرتے رہو گے، اور اگر تمہارے دل میں کسی معاملہ میں شہ پیدا ہو جائے (کہ کیا چاہئے یا نہیں) تو کسی عالم سے اس کے متعلق پوچھ لو تاکہ تشغیل ہو جائے، وہ دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی ایسا آدمی بھی (جو صحیح صحیح مسئلے بتادے) تمہیں نہیں ملے گا، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبد نہیں! جتنی دنیا باقی رہ گئی ہے وہ دادی کے اس پانی کی طرح ہے جس کا صاف اور اچھا حصہ تو پیا جا چکا ہے اور گدلا حصہ باقی رہ گیا ہے۔

۲۹۶۴ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْزُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَالْيَلِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((لَقَدْ أَتَيْنَا إِلَيْنَا الْيَوْمَ رَجُلًا فَسَأَلَنَا عَنْ أَمْرٍ مَا دَرَيْتُ مَا أَرْدَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا مُؤْذِنًا نَشِيْطًا يَخْرُجُ مَعَ أَمْرَانَا فِي الْمَغَازِيِّ، فَيَغْزِمُ عَلَيْنَا فِي أَشْيَاءِ لَا نُخَصِّبُهَا. فَقُلْتُ لَهُ: وَاللَّهِ مَا أَذْرَيْنَا مَا أَفْوَلُ لَكَ، إِلَّا أَنَا كَمَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَسَى أَنْ لَا يَغْزِمَ عَلَيْنَا فِي أَمْرٍ إِلَّا مَرَّةً حَتَّى نَفْعَلَهُ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَنْ يَزَالَ بِغَيْرِ مَا اتَّقَى اللَّهُ. وَإِذَا شَكَ فِي نَفْسِهِ شَيْءًا سَأَلَ رَجُلًا فَسَفَاهًا مِنْهُ، وَأَوْشَكَ أَنْ لَا تَجِدَهُ. وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، مَا أَذْكُرُ مَا غَيْرَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَالْتَغْبَبِ شَرِبَ صَفْوَهُ، وَبَقَيَ كَذَرُهُ)).

**تَبَرِّجُ** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گول مول جواب دیا۔ ان کا مطلب یعنی ہے کہ افسر کا حکم جب شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کی اطاعت لازم اور ضروری ہے۔ آپ نے قرآن کی آیت ﴿فَسَلُّوا أَهْلَ الْكِتَابَ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَنْفَعُونَ﴾ (الخیل: ٢٣) کے موافق حکم دیا اور یہ تخصیص نہیں کی کہ فلاں عالم سے پوچھئے۔ بلکہ عای کام یہ ہے کہ جس کی عالم کو دیندار اور پرہیزگار اور خدا ترس کے بغیر اس سے دین کا مسئلہ پوچھ لے۔

اس سے تقلید شخصی کا بھی رد ہوا کہ یہ غلط ہے کہ عام آدمی ایک عالم ہی کے ساتھ چٹ جائے۔ بلکہ جو بھی عالم اسکو اچھا نظر آئے اس سے مسئلہ پوچھ لے۔ یہ حکم بھی ان عالموں کیلئے ہے جو زندہ موجود ہوں۔ پھر جن کو دنیا سے گئے ہوئے صدیاں بیت ہجی ہیں، ان ہی کی تقلید کے جانا، بلکہ اسکے نام پر ایک مستقل شریعت گھر لینا یہ وہ مرض ہے جس میں عام مقلدین گرفتار ہیں۔ جنہوں نے دین حق کو چار ٹکروں میں تقسیم کر کے وحدت میں کوپارہ پارہ کر دیا ہے۔ صد افسوس! کہ امت میں پلا ملک فساد اسی تقلید شخصی سے شروع ہوا۔

دین حق راجح اور مدحوب ماختہ  
حدیث میں لفظ غیر سے مراد گذا پانی لیں تو تمہرے پانی سے تشبیہ ہو گی اور جو بال قرہنے کے منہ لیں تو گندے سے تشبیہ ہو گی۔  
مطلوب یہ کہ اچھے لوگ چلے گئے اور بے رہ گئے۔

۱۱۲ - بَابُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا لَمْ  
تُوْسُرْجَ كَوْهَنَتْ  
إِذَا مَلْقُوْرَ كَوْهَنَتْ  
يُقَاتِلَ أَوْلَ النَّهَارِ أَخْرَ الْقِتَالَ حَتَّى  
تَرْزُولَ الشَّمْسَ

ای لان الریاح تهب غالباً قید الزوال فیحصل منها تبرید السلاح وال Herb و زیادة من النشاط (فتح) یعنی یہ اس لمحے کے بعد ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں پس اس سے تھیاروں کی حدت برودت سے بدل جاتی ہے اور لڑائی میں بھی مہنڈک سے طاقت ملتی اور فرحت میں بھی زیادتی ہوتی ہے۔

(۲۹۶۵) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا، ان سے موکی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبد اللہ کے غلام سالم ابی التفرنے، (سالم ان کے مشی تھے) بیان کیا کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے اپنی خط لکھا اور میں نے اسے پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جملوں کے موقع پر جس میں لڑائی بھی ہوئی تھی سورج کے ڈھنے تک جنگ نہیں شروع کی۔

(۲۹۶۵) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عَمْرَ بْنِ عَيْنِيَّ اللَّهُ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَرَأَهُ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ أَتَى لَهُ فِيهَا انتَظَرَ حَتَّى مَالَ الشَّمْسُ).

[راجح: ۲۹۳۳]

(۲۹۶۶) اس کے بعد آپ نے صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا، لوگوں

- ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيْتاً قَالَ:

دشمن کے ساتھ بُنگ کی خواہش اور تناول میں نہ رکھا کرو؛ بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کی دعا کیا کرو، البتہ جب دشمن سے مذہبیز ہو ہی جائے تو پھر صبر و استقامت کا ثبوت دو، یاد رکھو کہ جنت تکواروں کے سامنے تھے ہے، اس کے بعد آپ نے یوں دعا کی، اے اللہ! کتب کے نازل کرنے والے، پاول بھینجنے والے، احزاب (دشمن کے دستوں) کو نکلت دینے والے، ائمہ نکلت دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

((أَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَنَعَّلُ لِقاءَ الْقَدْرِ،  
وَسَلُوا اللَّهَ الْغَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ  
فَاصْبِرُوْا، وَاغْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظَلَالِ  
السَّيْفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزَلِ  
الْكِتَابِ، وَمَجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمِ  
الْأَخْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ)).

[راجع: ۲۸۱۸]

معلوم ہوا کہ جمل تھک ممکن ہو لای کو ہاتھا چھاہے۔ اگر کوئی صلح کی عدمہ صورت نکل سکے۔ کیونکہ اسلام فتنہ و فساد کے سخت خلاف ہے۔ ہاں جب کوئی صورت نہ ہے اور دشمن مقابلہ ہی پر آمد ہو تو جم کر اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے اور ایسے موقعہ پر اس دعائے منورہ کا پڑھنا ضروری ہے جو یہاں مذکور ہوئی ہے۔ لعنِ اللہِمَّ مُنْزَلِ الْكِتَابِ وَمَجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمِ الْأَخْزَابِ اہزمہم وَانصُرْنَا علیہم جنت تکواروں کے سامنے تھے۔ اس کا مطلب یہ کہ جنت کے لئے ملی و جلنی قربانی کی ضرورت ہے جنت کا سودا کوئی ستا سودا نہیں ہے۔ جیسا کہ آیتِ قرآن ﴿إِنَّ اللَّهَ اَشْعَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الْفَسَّمَ وَأَمْوَالَهُمْ بِاَنَّهُمْ الْجَنَّةُ﴾ (آل عمران: ۳۰) میں مذکور ہے۔

۱۱۳۔ بَابُ اسْتِبْدَانِ الرَّجُلِ الْإِمَامِ بَابُ اگر کوئی جہلوں سے لوٹا چاہے یا جہلوں میں نہ جانا چاہے

### تو امام سے اجازت لے

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں کہ ”بے شک مومن وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ اللہ کے رسول کے ساتھ کسی جہلو کے کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ان سے اجازت لئے بغیر ان کے یہاں سے چلے نہیں جاتے۔ بے شک وہ لوگ جو آپ سے اجازت لیتے ہیں۔“ آخر آیت تک۔

(۲۹۶) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم کو جریئے خبر دی، ائمہ مخیو نے، ائمہ شعبی نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ بن عثیہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (بنگ تبک) میں شریک تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پہچھے سے آکر میرے پاس تشریف لائے۔ میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا۔ چونکہ وہ تحک چکا تھا، اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تحک گیا ہے۔ جابر نے

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ  
وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَى أَمْرٍ جَامِعٍ لَمْ  
يَدْهُوْا، حَتَّى يَسْتَأْذِنُوْهُ، إِنَّ الَّذِينَ  
يَسْتَأْذِنُونَكُمْ هُمْ إِلَى آخرِ الآيةِ﴾

۲۹۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا جَرِيْزُ عَنِ الْمُغَيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ  
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: ((غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَلَمَّا حَقَّ بِي النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآتَا عَلَى نَاضِحٍ لَنَا قَدْ  
أَعْيَا فَلَا يَكَادُ يَسْبِيرُ، فَقَالَ لِي: ((مَا  
لِغَيْرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَنِي. قَالَ:

بیان کیا کہ پھر آپ پہنچ گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی۔ پھر تو وہ برابر دوسرے انسوں کے آگے آگے چلتا رہا۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا، اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے۔ آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر کیا اسے پہنچ گے؟ انسوں نے بیان کیا کہ میں شرمند ہو گیا، کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں رہا تھا۔ مگر میں نے عرض کیا، جی ہاں! آپ نے فرمایا پہنچ دے۔ چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ کو پہنچ دیا اور یہ طے پلایا کہ مہینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے (آگے بڑھ کر اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی۔ تو آپ نے اجازت عنایت فرمادی۔ اس لئے میں سب سے پہلے امنیت پہنچ آیا۔ جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انسوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا۔ جو معاملہ میں کرچکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی۔ تو انسوں نے مجھے برا بھلا کہا۔ (ایک اونٹ تھا تیرے پاس وہ بھی پہنچ ڈالا اب پانی کس پر لائے گا) جب میں نے حضور اکرم ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا یہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا یہ سے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ باکہ سے کیوں نہ کی، وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے۔ (کیونکہ حضرت جابر بن زید بھی ابھی کنوارے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے باب کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ (احمد میں) شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ انہیں جیسی کسی لڑکی کو بیاہ کے لاوں، جونہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے یہو سے شادی کی تاکہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے۔ انسوں نے بیان کیا، کہا پھر جب نبی کشم شہید مہینہ پہنچ تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت شہید نے مجھے اس اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس

فَخَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْجَرَةً وَدَعَا لَهُ، فَمَا زَالَ يَبْيَنُ إِلَيْهِ فُدَافِهَا يَسِيرُ، فَقَالَ لَهُ ((كَيْفَ تَرَى بَعْزِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: بِغَيْرِ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَةً. قَالَ: ((أَتَعْبِغُ عَيْهِ؟)) قَالَ: فَأَسْتَحْيِيَتْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهَا نَاصِحٌ غَيْرُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَبِغَيْنِيهِ)), فَبَعْثَةَ إِيَاهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهِيرَهُ حَتَّى أَتَلَعَّبَ الْمَدِينَةَ. فَقَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي عَرُوضٌ، فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذْنَنَ لِي، فَتَقْدَمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ، فَلَلَّقِينِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ التَّعْبِرِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيهِ فَلَامَنِي.

قَالَ وَلَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ جِينَ اسْتَأْذَنْتُهُ: ((هَلْ تَرْوِجْتَ بِكُنْرَا أَمْ نَيَّا؟)) فَقُلْتُ: تَرْوِجْتُ ثَيَّا. فَقَالَ: ((هَلْ لَا تَرْوِجْتَ بِكُنْرَا تَلَأْعِبَهَا وَتَلَأْعِبُكَ؟)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُؤْتِنِي وَالدِّينِ - أُو اسْتَهْنَدَ - وَلَنِي أَخْوَاتِ صِفَارَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَرْوِجَ مِنْهُنْ فَلَا تُرْدِبَهُنْ وَلَا تَقْوُمُ عَلَيْهِنْ، فَتَرْوِجْتُ ثَيَّا لِتَقْوُمَ عَلَيْهِنْ وَتُرْدِبَهُنْ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِيمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْعَيْرِ، فَأَغْطَانِي لَمَّا وَرَدَهُ عَلَيْهِ) قَالَ الْمُغْفِرَةَ: هَذَا فِي قَضَائِنَا حَسَنَ لَا تَرَى بِهِ بَأْسًا.

[راجح: ۴۴۳]

کر دیا۔ مغیرہ راویؒ نے کماکہ ہمارے نزدیک بیچ میں یہ شرط لگاتا اچھا ہے کچھ برائیں۔

ترجمہ باب یہاں سے نکلا کہ حضرت جابر بنثیر اجازت لے کر آپؐ سے جدا ہوئے۔ یہ حدیث کافی جگہ گزر چکی ہے اور حضرت امامؓ نے اس سے بہت سے سائل کا استباط فرمایا ہے۔

**باب نئی شادی ہونے کے باوجود جنہوں نے جادو کیا**  
اس باب میں جابر بنثیر کی روایت نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ہے (جو  
ذکور ہوئی)

**۱۱۴ - بَابُ مَنْ غَرَّ وَهُوَ حَدِيثٌ**

عَهْدٌ بِعَرْسِهِ،  
فِيهِ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

**۱۱۵ - بَابُ مَنْ اخْتَارَ الْغَزْوَ**

بَعْدَ الْبَنَاءِ،

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

جو آگے آئے گی۔ کہ ایک پیغمبر جادو کو گئے اور فرمایا میرے ساتھ ایسا کوئی غرض نہ نکلے جس نے لکاح تو کر لیا ہو مگر ابھی اس نے  
اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔

**باب خوف اور دہشت کے وقت (حالات معلوم کرنے کے  
لئے) امام کا آگے بڑھنا**

(۲۹۶۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قادہ نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک بنثیر نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک دفعہ کچھ دہشت پھیل گئی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر (حالات معلوم کرنے کے لئے سب سے آگے تھے) پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہم نے تو کوئی بات نہیں دیکھی۔ البتہ اس گھوڑے کو ہم نے دوڑنے میں دریا کی روائی جیسا تیرپیا ہے (باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے)

**باب خوف کے موقع پر جلدی سے گھوڑے کو  
ایڑلگانا**

(۲۹۶۹) ہم سے فضل بن سل نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک بنثیر نے بیان کیا کہ (مدینہ میں) لوگوں میں

**۲۹۶۸ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَنِي  
عَنْ شَعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَنَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِينَةِ  
فَرَغَ، فَرَسَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَسَأَ لِأَبِي  
طَلْحَةَ قَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ، وَإِنَّ  
وَجَدْنَاهُ لَبَخْرًا)). [راجح: ۲۶۲۷]**

**۱۱۷ - بَابُ السُّرْعَةِ وَالرَّكْضِ فِي  
الْفَزْعِ**

**۲۹۶۹ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ  
بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ**

دہشت پھیل گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ ابو طلحہ کے ایک گھوڑے پر جو بہت ست تھا، سوار ہوئے اور تھا ایڈ لگاتے ہوئے آگے بڑھے۔ محلب بن شہبز بھی آپ کے پیچے سوار ہو کر نکلے۔ اس کے بعد واپسی پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوفزدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے، البتہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ اس دن کے بعد پھر وہ گھوڑا (دوڑو غیرہ کے موقع پر) کبھی پیچے نہیں رہا۔

[راجح: ۲۶۲۷] آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر فوراً ہی معلومات کے لئے حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر ایڈ لگائی اور مدد کے دور دور اطراف میں گھوم پھر کر آپ واپسی تشریف لائے اور وہ فرمایا جو روایت میں مذکور ہے۔ اسی سے ترجیح باب ثابت ہوا۔

## باب خوف کے وقت اکیلے

لکھنا

باب کسی کو اجرت دے کر اپنے طرف سے جہاد کرنا اور  
اللہ کی راہ میں سواری دینا

مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جہاد میں شرکت کا ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی اس میں اپنا کچھ مال خرچ کر کے تمہاری مدد کروں۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا داری ہوا میرے پاس کافی ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ تمہاری سرمایہ داری تمہارے لئے ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اس طرح میرا مال بھی اللہ کے راستے میں خرچ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ بہت سے لوگ اس مال کو (بیت المال سے) اس شرط پر لے لیتے ہیں کہ وہ جہاد میں شریک ہوں گے لیکن پھر وہ جہاد نہیں کرتے۔ اس لئے جو شخص یہ حرکت کرے گا تو ہم اس کے مال کے زیادہ مستحق ہیں اور ہم اس سے وہ مال جو اس نے (بیت المال سے) لیا ہے واپس وصول کر لیں گے۔ طاؤس اور مجاہد نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی چیز اس شرط کے ساتھ دی جائے کہ اس کے بد لے میں تم جہاد کے لئے نکلو گے۔ تو تم اسے جہاں جی چاہے خرچ کر

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فَنَعَّمَ النَّاسُ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَسَّا لِأَبِي طَلْحَةَ بَعْثَيْنَا، ثُمَّ خَرَجَ يَرْكُضُ وَخَدَةً، فَرَكِبَ النَّاسُ يَرْكُضُونَ خَلْفَهُ لَقَالَ: (إِنَّمَا تُرَاغُوا، إِنَّهُ لَبَخْرٌ). فَمَا سُبِّقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ).

[راجح: ۲۶۲۷]

## ۱۱۸ - بَابُ الْخُرُوجِ فِي الْفَزَعِ وَخَدَةٌ

مذکورہ بالا باب ہندوستانی شخوں میں نہیں۔ البتہ شیخ فواد عبدالبلقیں کی تحقیقی وائلے نجف میں ہے۔  
۱۱۹ - بَابُ الْجَعَالِ وَالْحُمَلَانِ

فِي السَّيْلِ

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: قُلْتُ لِأَنِّي عُمَرٌ الْفَزُوُّ. قَالَ: إِنِّي أَحِبُّ أَنْ أُعِينَكَ بِطَائِفَةٍ مِّنْ مَالِي. قُلْتُ: أَوْسَعْ اللَّهُ عَلَيْهِ. قَالَ: إِنْ غِنَاكَ لَكَ، وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَكُونَ مِنْ مَالِي فِي هَذَا الْوَجْهِ. وَقَالَ عُمَرٌ: إِنْ نَاسًا يَأْخُذُونَ مِنْ هَذَا الْمَالِ لِيَجَاهِدُوا، فَمُمْلَأُ بِيَجَاهِدِهِنَّ، فَمَنْ فَعَلَهُ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمَالِهِ حَتَّى نَأْخُذَ مِنْهُ مَا أَخْذَ. وَقَالَ طَاؤُسٌ وَمُجَاهِدٌ: إِذَا دَفَعْتِ إِلَيْكَ شَيْءًا تَخْرُجُ بِهِ فِي سَيْلِ اللَّهِ فَأَصْنِعْ بِهِ مَا شِئْتَ وَضَعْفَةً عِنْدَ أَهْلِكَ.

سکتے ہو۔ اور اپنے اہل و عیال کی ضروریات میں بھی لا سکتے ہو۔ (اگر)

شرط کے مطابق جماد میں شرکت ضروری ہے)

شافعی نے اس کو جائز رکھا ہے کہ اجرت لے کر کسی کی طرف سے جماد کرے۔ لیکن مالکیہ اور حنفی نے حکمہ رکھا ہے۔ مگر جب بیت المال میں روپیہ نہ ہو اور مسلمان تاؤں ہوں تو جائز ہے۔ البتہ غازی کی اعانت اور مدد گوہ مالدار ہو سب کے نزدیک درست ہے۔ (وحیدی)

لفظ بحائل جعلہ کی جمع ہے، وہی ما يجعله القاعد من الاجرة لمن يغزو عنه یعنی یہ وہ چیز ہے جو بطور اجرت پڑھنے والا اپنی طرف سے غزوہ کرنے والے کے لئے مقرر کرے۔ اور حملان بعض الحاء حمل بعمل کا مصدر ہے جس سے مراد جلدی کو بطور امداد سواری دینا ہے۔

(۲۹۷۰) ہم سے حیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے مالک بن انس سے نہیں سے زید بن اسلم سے پوچھا تھا اور زید نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا تھا، وہ بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رض نے فرمایا میں نے اللہ کے راستے میں (جماد کیلئے) اپنا ایک گھوڑا ایک شخص کو سواری کیلئے دے دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ (بازار میں) وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اسے خرید سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ اس گھوڑے کو تم نہ خریدو اور اپنا صدقہ (خواہ خرید کرہی ہو) واپس نہ لو۔

**تَسْبِيحٌ** ترجمۃ الباب میں وہ اجرت مراد ہے جو جماد میں شرکت نہ کرنے والا کوئی شخص اپنی طرف سے کسی آدمی کو اجرت دے کر جماد پر بھیتا ہے۔ جہاں تک جماد پر اجرت کا تعلق ہے تو ظاہر ہے کہ اجرت لئی جائز ہے۔ یوں تو جماد کا حکم سب کے لئے برابر ہے۔ اس لئے کسی معقول عذر کے بغیر اس میں شرکت سے پلوٹی کرنا مناسب نہیں۔ البتہ یہ صورت اس سے الگ ہے کہ کسی پر جماد فرض یا واجب نہ ہو اور وہ جماد میں جانے والے کی مدد کر کے ثواب میں شریک ہو جائے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے کہا تھا۔ ہاں جماد میں شرکت سے بچنے کے لئے اگر ایسا کرتا ہے تو بتہ نہیں ہے۔

(۲۹۷۱) ہم سے اس اعمیل نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رض نے کہ عمر بن خطاب رض نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے۔ اپنے گھوڑے کو انہوں نے خریدنا چاہا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا، تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو۔ اور اس طرح

۲۹۷۰ - حَدَّثَنَا الْحَمْيَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً قَالَ: سَمِعْتَ مَالِكَ بْنَ أَنْسَ مَوْلَى زَيْنَدَ بْنَ أَسْلَمَ، فَقَالَ زَيْنَدٌ: سَمِعْتَ أَبِي يَقْوُلَ: قَالَ عَمْرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَرَأَيْتُهُ يَنْاغَ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَشْرِبَهُ؟ فَقَالَ: ((لَا تَشْرِبُهُ وَلَا تَعْذِذْ فِي صَدَقَتِكَ)).

[راجح: ۱۴۹۰]

۲۹۷۱ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَجَدَهُ يَنْاغَ فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَاغِهَ فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ (لَا تَنْتَاغْهُ وَلَا تَعْذِذْ فِي صَدَقَتِكَ).

[راجع: ۱۴۸۹]

اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

حضرت عمر بن الخطاب نے وہ گھوڑا ایک شخص کو جہاد کے خیال سے بطور ارادتے دیا تھا۔ اسی سے باب کامطلب ثابت ہوا۔ بعد میں وہ شخص اس کو بازار میں بیچنے لگا جس کا ذکر روایت میں ہے۔

(۲۹۷۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے بھی بن سعید النصاری نے بیان کیا، کما جھ سے ابو صالح نے بیان کیا، کما کہ میں نے ابو ہریرہ بن عبد الرحمن سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر یہ امر مشکل نہ گزرتا تو میں کسی سریہ (یعنی جاہدین کا ایک چھوٹا دستہ جس کی تعداد زیادہ سے زیادہ چالیس ہو) کی شرکت بھی نہ چھوڑتا۔ لیکن میرے پاس سواری کے اتنے اونٹ نہیں ہیں کہ میں ان کو سوار کر کے چلوں اور یہ مجھ پر بہت مشکل ہے کہ میرے ساتھ مجھ سے پیچھے رہ جائیں۔ میری تو یہ خوشی ہے کہ اللہ کے راستے میں میں جہاد کروں، اور شہید کیا جاؤں۔ پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں۔

### باب جو شخص مزدوری لے کر جہاد میں شریک ہو

امام حسن بصری اور ابن سیرین نے کہا کہ مال غنیمت میں سے مزدور کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ عطیہ بن قیس نے ایک گھوڑا (مال غنیمت کے حصے کے) نصف کی شرط پر لیا۔ گھوڑے کے حصہ میں (فتح کے بعد مال غنیمت سے) چار سو بیار آئے۔ عطیہ نے دوسو بیار خود رکھ لئے اور دوسو گھوڑے کے مالک کو دے دیئے۔

(۲۹۷۳) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ابن جریح نے، ان سے عطاء نے، ان سے صفوان بن یعلیٰ نے اور ان سے ان کے والد (یعلیٰ بن امیہ بن عبد الرحمن) نے بیان کیا کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا اور ایک جوان اونٹ میں نے چڑھنے کو دیا تھا، میرے خیال میں میرا یہ عمل، تمام دوسرے اعمال کے مقابلے میں سب سے زیادہ قابل بھروسہ تھا۔ (کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو گا) میں بنے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ پھر وہ مزدور ایک شخص (خود یعلیٰ بن امیہ بن عبد الرحمن) سے لڑ پڑا اور

۲۹۷۲ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشْقَى عَلَى أَمْيَانِي مَا تَحْلَفُ عَنْ سُرْيَةٍ وَلَكِنْ لَا أَجِدْ حَمُولَةً وَلَا أَجِدْ مَا أَخْمَلُهُمْ عَلَيْهِ، وَيَسْقُطُ عَلَى أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي، وَلَوْدِدْتُ أَنِّي قَاتَلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقُتِلْتُ ثُمَّ أَخْيَتُ، ثُمَّ قُتِلْتُ ثُمَّ أَخْيَتُ)). [راجع: ۳۶]

### ۱۲۰ - بَابُ الْأَجِزِيرِ

وَقَالَ الْحَسَنُ وَابْنُ سِيرِينَ يَقُسِّمُ إِلَيْهِ الْأَجِزِيرَ مِنَ الْمَفْتُمِ وَأَخَذَ عَطِيلَةَ بْنَ قَيْسٍ فَرَسًا عَلَى النَّصْفِ، فَبَلَغَ سَهْمُ الْفَرَسِ أَرْبَعِمَائِةَ دِينَارٍ، فَأَخَذَ مِائَتَيْنِ وَأَغْطَى صَاحِبَهُ مِائَتَيْنِ.

۲۹۷۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءَ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: غَرَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَحَمَلْتُ عَلَى بَكْرٍ، فَهُوَ أَوْنَقُ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَاسْتَأْجَرْتُ أَجِزِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَ أَحَدَهُمَا الْآخَرَ، فَانْتَرَعَ يَدُهُ مِنْ فِيهِ وَنَزَعَ

ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹ لیا۔ دوسرے نے جھٹ جواپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے آگے کا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں فریادی ہوا لیکن آخر پرست ﷺ نے ہاتھ کھینچنے والے پر کوئی تکاوی نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا تم سارے منہ میں وہ اپنا ہاتھ یوں ہی رہنے دیتا تاکہ تم اسے چجا جاؤ جیسے اونٹ چباتا ہے۔

لَيْسَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَهَا فَقَالَ: ((أَيْدِفْعُ يَدَهُ إِلَيْكَ لَفَقْضِيمُهَا كَمَا يَقْضِمُ الْفَحْلُ؟)).

[راجع: ۱۸۴۸]

**لَيْسَهُ** یعنی اگر کسی مجاہد نے جہاد کے لئے جاتے وقت اگر کچھ مزدور، مزدوری پر اپنی ضروریات کے لئے اپنے ساتھ لے لئے تو کیا یہ مزدور اپنی مزدوری پا لینے کے بعد مال غیبت کے بھی مستحق ہوں گے یا نہیں؟ اسی کا جواب اس باب میں دیا ہے۔ امام احمد بن حبل اور اسحاق اور اوزاعی کے نزدیک حصہ نہیں ہے۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ حصہ ہے۔ کا۔ ابوداود کی روایت میں یوں ہے کہ میں بوڑھا آدمی تھا۔ میرے ساتھ کوئی خدمتگار بھی نہ تھا تو میں نے ایک شخص کو مزدوری پر نصیریا۔ اور اس کے لئے دو حصے مقرر کیے۔ مگر وہ اس پر راضی نہیں ہوا۔ تو اس کی مزدوری تین دن بار مقرر کی۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ یعلیٰ نے کاتا اور مزدور نے اپنا ہاتھ کھینچا تو یعلیٰ کا دانت نکل پڑا۔

## باب آخر پرست ﷺ کے جھنڈے

### کا بیان

**لَيْسَهُ** حدیث میں لواء کا لفظ ہے۔ لواء اور رایہ دونوں ایک ہیں۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپ کا رایہ سیاہ تھا۔ اور لواء سفید۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔ بعضوں نے کما لواء جو نیزے پر ایک پرزا لگا دیا جاتا ہے اور گہر نہیں دی جاتی۔ رایہ وہ جو گہر دے کر پاندھا جاتا ہے جس کو علم بھی کہتے ہیں آخر پرست ﷺ کے زمانہ میں یہ جھنڈا شکر کا بوج سردار ہوتا وہ تھا سے رکھتا۔ اور آپ کے جھنڈے کا نام عقب تھا۔

روایت میں قیس بن سعد النصاریؓ کا ذکر ہے۔ جنہوں نے سر کے ایک طرف سکھی کی تھی کہ ان کا ایک غلام کمزرا ہوا اور اس نے ہدی کے جانور کو ہار پسندیا۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ ہدی کی تقلید ہو گئی تو ج کی لبک پکاری اور سر کی دوسری طرف سکھی نہ کی۔ یہ قیس سعد بن عبادؓ کے بیٹے تھے جو خزریق قبیلہ کے سردار تھے۔ حضرت قیس معزز اصحاب میں تھے۔ جنکی معاملات میں صاحب تدبیر لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت علیؓ نے ان کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ مدینہ میں ۶۰ھ میں انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہ وارضا۔

(۲۹۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے لیٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھے عقیل نے خبر دی، ان سے ابن شلب نے بیان کیا، انسیں شلبہ بن ابی ماک قرعی نے خبر دی کہ قیس بن سعد النصاری رضی اللہ عنہ نے جو جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علیحدہ دار تھے، جب صحیح کا ارادہ کیا تو (احرام پاندھے سے پسلے) سکھی کی۔

۴۲۷۴ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مُرْتَمِّلَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَعْلَمَةُ بْنُ أَبِي مَالِكِ الْقَرَاطِيُّ: ((أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَكَانَ صَاحِبَ لَوَاءِ رَسُولِ اللَّهِ - أَرَادَ الْحَجَّ فَرَجَّلَ)).

علوم ہو اک جہاد میں علم نبوی اٹھایا جاتا تھا۔ اور اس کے اٹھانے والے قبیل بن سعد الفصاری ہنگڑھ ہوا کرتے۔ جگ خبر میں یہ جہنڈا اٹھانے والے حضرت علیؓ تھے۔ جیسا کہ آگے ذکر ہے۔

(۲۹۷۵) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسما علی نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع ہنگڑھ نے بیان کیا کہ غزوہ خیر کے موقع پر حضرت علی ہنگڑھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ نکلے اور آخر حضرت سے جاتے۔ اس رات کی شام کو جس کی صبح کو خیر فتح ہوا ہے آخر حضرت ہنگڑھ نے فرمایا کہ میں اسلامی پر چم اس شخص کو دوں گایا (آپ نے یہ فرمایا کہ) کل اسلامی پر چم اس شخص کے ہاتھ میں ہو گا جسے اللہ اور اس کے رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں۔ یا آپ نے یہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ پھر حضرت علی ہنگڑھ بھی آگئے۔ حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں کوئی امید نہ تھی۔ (کیونکہ وہ آشوب چشم میں بدلاتھے) لوگوں نے کہا کہ یہ علی ہنگڑھ بھی آگئے اور آپ نے جہنڈا نہیں کو دیا۔ اور اللہ نے انہیں کے ہاتھ پر فتح فرمائی۔ [طرفاہ فی : ۳۷۰۲، ۴۲۰۹]۔

حضرت علیؓ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ آپ فاتح خیر ہیں اور اس موقع پر فتح کا جہنڈا آپ ہی کے دست مبارک سے لہرا گیا۔ اس سے بھی علم نبوی کا اثبات ہوا۔ اور اسی وجہ سے حضرت امام بخاری اس واقعہ کو یہاں لائے۔

(۲۹۷۶) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے نافع بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ حضرت عباس ہنگڑھ حضرت زبیر ہنگڑھ سے کہہ رہے تھے کہ کیا میں پر نبی کریم ﷺ نے آپ کو پر چم نصب کرنے کا حکم فرمایا تھا؟

ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح آخر حضرت ہنگڑھ کے جہنڈے کا ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت امام ان احادیث کو یہاں لائے۔ احادیث سے اور بھی بہت سے سائل ثابت ہوتے ہیں جن کو حضرت امام نے موقع پر موقع بہ موقع بیان فرمایا ہے۔ رحمہ اللہ۔

باب آخر حضرت ہنگڑھ کا یہ فرمانا کہ ایک مینے کی راہ سے اللہ نے میرار عب (کافروں کے دلوں میں) ڈال کر میری مدد کی

۲۹۷۵ - حدَّثَنَا فُيّيْهَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ عَيْنَدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْنَوْعَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((كَانَ عَلَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَحْلِفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْرٍ، وَكَانَ بِهِ رَمَدَةً، فَقَالَ: أَنَا أَتَحْلِفُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَخَرَجَ عَلَيْ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ الْمِنَّةِ فَصَحَّهَا فِي صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا غَطِينَ الرَّوَايَةَ - أَوْ قَالَ: لَيَأْخُذَنَ عَذَّرًا رَجُلٌ يُجْهِهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قَالَ: يُحَبُّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيْهِ)) فَإِذَا نَحْنُ بِعَلَىٰ وَمَا نَرْجُوهُ. فَقَالُوا: هَذَا عَلَيْنَا فَأَغْطِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ)).

۲۹۷۶ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءَ قَالَ حدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هَشَّامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جَيْرَةَ قَالَ ((سَمِعْتُ الْعَبَاسَ يَقُولُ لِلْزَيْنِيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَا هُنَا أَمْرَكَ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ تَرْكُّرَ الرَّوَايَةَ)).

۱۲۲ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:  
(الْنُّصِيرَةُ بِالرُّغْبِ مَسِيرَةُ شَهْرٍ)

ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”عَنْرِيبُهُمْ أَنَّ لَوْغُوْنَ كَدُولُوْنَ کَدُولُوْنَ“ مرعوب کر دیں گے جنہوں نے کفر کیا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے! جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کرم ﷺ کے حوالہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(۲۹۷) ہم سے تیجی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے جامع کلام (حمس کی عبارت مختصر اور فصح و ملینگ ہو اور معنی بست و سمع ہوں) دیکھ رکھیا گیا ہے اور رب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو (اپنے رب کے پاس) جا چکے۔ اور (جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں) انہیں اب تم نکال رہے ہو۔

اس خواب میں آنحضرت ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گے۔ چنانچہ بعد میں اس خواب کی تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیں اور ابو ہریرہ کا بھی اس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کام کو پورا کر کے اللہ پاک سے جا طے لیکن وہ خزانے اب تمارے ہاتھوں میں ہیں۔ روایت مذکورہ میں ایک میں کی راہ سے یہ مذکور نہیں ہے۔ لیکن جابرؓ کی روایت جو امام بخاری نے کتاب النبیم میں نکالی ہے اس میں اس کی صراحت موجود ہے۔

(۲۹۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شیعہ نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبادہ نے، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خردی اور انہیں ابو سفیان نے خردی کہ آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک جب شاہ روم ہرقل کو ملا تو اس نے اپنا آدی انہیں تلاش کرنے کیلئے بھیجا۔ یہ لوگ اس وقت ایسا میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آخر (طویل گفتگو کے بعد) اس نے نبی کرم ﷺ کا نامہ مبارک ملکوایا۔ جب وہ پڑھا جا چکا تو اس کے دربار میں ہنگامہ بپا ہو گیا۔ (چاروں طرف سے) آواز بلند ہونے لگی۔ اور ہمیں باہر

وَقَوْلُهُ جَلَّ وَعَزَّ: ﴿سَلَقَيْ فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّغْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ﴾ [آل عمران: ۱۵۱] ﴿قَالَهُ جَابِرٌ عَنِ النَّبِيِّ﴾

- ۲۹۷۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَيْثُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((عَنْتُ بِحَوَامِعِ الْكَلْمَ، وَنُصُرَتْ بِالرُّغْبَ. فَيَسِّأُ أَنَّ نَابِمَ أَوْنِتُ بِعَفَانِيَخَ خَرَانِ الْأَنْضَ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي)).

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَأَنْتُمْ تَشَلُّونَهَا.

(اطرافہ فی: ۶۹۹۸، ۷۰۱۳، ۷۰۱۳، ۷۲۷۳). [۷۲۷۳]

- ۲۹۷۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَيْنَدُ اللَّهِ بْنُ عَنْدَ اللَّهِ أَنَّ أَبِنَ عَبَاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَفِيَّانَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ هَرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ - وَهُوَ يَأْبَيْأَهُ - فَلَمْ يَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ: فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّحَّبُ فَأَرْتَفَعَتِ الْأَصْنَافُ وَأَخْرَجَهُ، فَقَلَّ

لأضحاى حين آخر جنا: لَقَدْ أَمَرْتُ أَمْرًا  
أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ الْبَرِّ  
كَهْبَةُ (مراد رسول اللہ ﷺ سے ہے) كامعالہ توبہ بت  
آگے بڑھ چکا ہے۔ یہ ملک بنی اصفر (قیصر روم) بھی ان سے ڈرنے کا  
لَا الصَّفَرِ). [راجع: ۷]

شام کا ملک جمال اس وقت ہر قل تھامہ نہ سے ایک مدینہ کی راہ پر ہے، تو باب کا مطلب نکل آیا کہ آخرت میں کار عرب ایک مدینہ کی راہ سے ہر قل پر ہے۔ آپ کے بے شمار مجموعات میں سے یہ بھی آپ کا اہم مجرہ تھا۔ آپ کے دشمن جو آپ سے صد ہا میلوں کے قاطلے پر رہتے تھے وہ دہلان سے ہی بیٹھے ہوئے آپ کے رعب سے مرعوب رہا کرتے تھے۔ میں

۱۲۳ - بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ  
اوَّلُ الْحَلَّةِ : ﴿ وَتَرَوْذُوا فَإِنْ خَيْرٌ  
الْرَّادُ الْقَوْيٰ ﴾ [البقرة: ۱۹۷]

اشارہ بہذه الترجمۃ الى ان حمل الزاد فی السفر ليس مناہی للتعوکل کذا فی الفتح یعنی اس ترجیح میں اشارہ فرمایا کہ سفر میں تو شہ ساتھ لے جانا تو کل کے منانی نہیں ہے۔

یعنی سفر میں جاتے وقت اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان ہمراہ لے لیا کرو، تاکہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے۔ یہی بہترین تو شہ ہے جس کے ذریعہ لوگوں سے مائکنے سے بچ جاؤ گے اور تقویٰ حاصل ہو سکے گا۔

۲۹۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامَ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
أَبِي - وَحَدَّثَنِي أَيْضًا فَاطِمَةُ - عَنْ  
أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((صَنَعْتُ  
سُفْرَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ  
جِينَ أَرَادَ أَنْ يُهَاجِرْ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَتْ:  
فَلَمْ نَجِدْ لِسْفَرَتِهِ وَلَا لِسَقَائِهِ مَا نَرِبَطُهُمَا  
بِهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: وَاللَّهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا  
أَرِبَطُ بِهِ إِلَّا نِطَافِي. قَالَ: فَشَفَقَهُ بِالثَّيْنِ  
فَلَرَبِطَهُ بِوَاحِدِ السَّقَاءِ، وَبِالْآخِرِ  
السُّفْرَةِ، فَفَعَلَتْ، فَلِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ  
النِّطَافَيْنِ)). [طرفاه فی : ۳۹۰۷، ۵۳۸۸].

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نام اسماء بن حوشب ہے۔ یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ مکہ ہی میں اسلام لائیں۔ اس وقت تک صرف سڑہ آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ یہ حضرت عائشہؓ سے دس برس بڑی تھیں۔ اپنے

صاجزادے حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ۳۷۴ھ میں بصریاں سو سال آپ نے کہی میں انقلاب فرملا۔ باب کامطلب یوں ثابت ہوا کہ آپ کے لئے اس نیک خاتون نے بھرت کے سفر کے وقت ناشت تیار کیا۔ اسی سے ہر سفر میں خواہ جو کاسفرو یا جہاد کا راشن ساتھ لے جانے کا ثابت ہوا۔ خاص طور پر فوجوں کے لئے راشن کا پورا انتظام کرنا ہر متعدد حکومت کے لئے ضروری ہے۔

(۲۹۸۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم کو سفیان نے خبر دی، ان سے عمرو نے بیان کیا، کما مجھ کو عطاء نے خبر دی، انوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں قربانی کا گوشت (بطور توشه) مدینہ لے جایا کرتے تھے۔ (یہ لے جانا بطور توشه ہوا کرتا تھا۔ اس سے آپ کامطلب ثابت ہوا)

(۲۹۸۱) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کما کہ مجھے بشیر بن یسار نے خبر دی اور انہیں سوید بن نعمان نے خبر دی کہ خیر کی جگ کے موقع پر وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ گئے تھے۔ جب لشکر مقام صباء پر پہنچا جو خیر کا نیشی علاقہ ہے تو لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے کھانا مگوایا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی اور ہم نے وہی ستو کھایا اور پیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے کلی کی ہم نے بھی کلی کی اور نماز پڑھی۔

(یہ ستوبطور راشن رکھا گیا تھا۔ اس سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا)

(۲۹۸۲) ہم سے بشیر بن مرحوم نے بیان کیا، کما ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بوشر نے بیان کیا کہ جب لوگوں کے پاس زاد راہ ختم ہونے لگا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لوگ اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت لینے حاضر ہوئے۔ آپ نے اجازت دے دی۔ اتنے میں حضرت عمر بوشر سے ان کی ملاقات ہوئی۔ اس اجازت کی اطلاع انہیں بھی ان لوگوں نے دی۔ عمر بوشر نے سن کر کہا، ان انہوں کے بعد پھر تمہارے پاس باقی کیا رہ جائے گا (یونکہ انہیں پر سوار ہو کرتی دور دراز کی مسافت بھی تو طے کرنی تھی) اس کے بعد عمر بوشر نبی کریم ﷺ کی

۲۹۸۰ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَمْرِو قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءَ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (( كَتَنَا نَزَّرْوْدَ لَحُومَ الْأَضَاحِي عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ ) ). [ راجع: ۱۷۱۹ ]

۲۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشَّنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ : سَمِعْتُ يَحْتَى قَالَ أَخْبَرَنِي بَشِيرُ بْنُ بَسَارٍ أَنَّ سُوِيدَ بْنَ النُّعْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ (( أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَامِ خَيْرَ، حَتَّى إِذْ كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ - وَهِيَ أَذْنِي خَيْرَ - فَصَلَوُا الْعَصْرَ، فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْأَطْعَمَةِ، فَلَمْ يَزُدْ النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا بِسَوْقٍ، فَلَمَّا كَانَتَا وَشْرِينَا، ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَضْمِضَ وَمَضْمِضَنَا وَصَلَّيْنَا ) ). [ راجع: ۲۰۹ ]

۲۹۸۲ - حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ مَرْحُومٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَيْنَى عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : حَفَّتْ أَزْوَادَ النَّاسِ وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبْلِيهِمْ، فَأَذِدْنَ لَهُمْ، فَلَقِيْهِمْ عُمَرُ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالُوا : مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبْلِيهِمْ؟ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا بَقَاؤُهُمْ بَعْدَ إِبْلِيهِمْ؟ قَالَ

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ؟ لوگ اگر اپنے اونٹ بھی ذبح کر دیں گے۔ تو پھر اس کے بعد ان کے پاس باقی کیا رہ جائے گا؟ آپ نے فرمایا پھر لوگوں میں اعلان کر دو کہ (اونٹوں کو ذبح کرنے کے بجائے) اپنا بچا کچھ تو شے لے کر بیان آ جائیں۔ (سب لوگوں نے جو کچھ بھی ان کے پاس کھانے کی چیز باقی نہ گئی تھی، آنحضرت ﷺ کے سامنے لا کر رکھ دی) آپ نے دعا فرمائی اور اس میں برکت ہوئی۔ پھر سب کو ان کے برتنوں کے ساتھ آپ نے بلایا۔ سب نے بھر بھر کراس میں سے لیا۔ اور جب سب لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبد نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

**رسولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :** ((نَادَ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ، فَدَعَا وَرِئْكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَهُمْ فَاخْتَيَ النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَشَهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِنِّي رَسُولُ اللَّهِ)).

[راجح: ۲۴۸۴]

**لئے بیخ** یہ مجھہ دیکھ کر خود آپ نے اپنی رسالت پر گواہی دی، مجھہ اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے جسے وہ اپنے رسولوں کی صفات ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں سے دکھلایا کرتا ہے۔ حضرت عمر بن بیٹو نے یہ اس لئے فرمایا کہ اونٹ تمام ذبح کر دیے جاتے تو پھر فوجی مسلمان سواری کس پر کرتے اور سارا سفر بیدل کرنا بے حد مشکل تھا۔ یہ مشورہ صحیح تھا اس لئے آنحضرت ﷺ نے اسے قول فرمایا اور بعد میں سارے فوجیوں کے راشن کو جو باقی رہ گیا تھا آپ نے اکٹھا کر کر برکت کی دعا فرمائی اور اللہ نے اس میں اتنی برکت دی کہ سارے فوجیوں کو کافی ہو گیا۔

مجھے کا وجود برحق ہے۔ مگریہ اللہ کی مرضی پر ہے وہ جب چاہے اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں یہ دکھلائے۔ خود رسولوں کو اپنے طور پر اس میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من يشاء)

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وفی الحدیث حسن خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجابتہ الى ما یلتسم منه اصحابه واجرائهم على العادة البشرية في الاحتياج إلى الزاد في السفر ومنقبة ظاهرة لعمر دالة على قوته يقينه باجابة دعاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلى حسن نظره للمسلمين على انه ليس في اجاية النبي صلی اللہ علیہ وسلم لهم على نحر ابلهم ما يتحتم انهم يبقون بلا ظهر لاحتمال ان يبعث الله لهم ما يحملهم من غنیمة وتحولها لكن اجاب عمر الى ما اشاربه لتعجیل المعجزة بالبرکة التي حصلت في الطعام وقد وقع لعمر شيء بهذه القصة في الماء وذلك فيما اخرجه ابن ابي خزيمة وغيره وستاتی الاشارة اليه في علامات النبوة الخ (فتح الباری) یعنی اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضل پر روشنی پڑتی ہے اور اس پر بھی کہ آپ صاحبہ کرامؐ کے کسی بھی بارے میں التساں کرنے پر فوراً توجہ فرماتے اور سفر میں تو شے راشن وغیرہ حاجات انسانی کا ان کے لئے پورا پورا خیال رکھتے تھے۔ اس سے حضرت عمر بن بیٹو کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ ان کو آنحضرت ﷺ کی دعاوں کی قبولیت پر کس قدر یقین کا احتیاط اور مسلمانوں کے متعلق ان کی کتنی اچھی نظر تھی۔ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے جو اونٹوں کو ذبح کرنے کا مشورہ دیا ہے یہ اس احتیاط پر ہے کہ ان کو ذبح کرنے کے بعد بھی اللہ پاک ان کے لئے غنیمت وغیرہ سے سواریوں کا انتظام کراہی دے گا۔ لیکن حضرت عمر بن بیٹو نے آنحضرت ﷺ کی برکت کی دعاوں کے لئے بھل تکارے بطور مجھہ کھانے میں برکت حاصل ہو اور اونٹوں کو ذبح کرنے کی نوبت ہی نہ آئے پائے۔ ایک دفعہ پانی کے قصہ میں بھی حضرت عمرؓ کو اسی کے مشابہ معاملہ پیش آیا تھا۔ جس کا اشارہ علامات النبوة میں آئے گا۔

بعض فقہاء نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے کہ گرفتار کے وقت امام لوگوں کے فال تو غلہ کے ذخیروں کو بازار میں فروخت کے لئے حکماً نکلا سکتا ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کے لئے اسی میں خیر ہے نہ کہ غلہ کے پوشیدہ رکھنے میں۔

#### ۱۲۴- بَابُ حَمْلِ الزَّادِ عَلَى الرَّقَابِ

سفر میں خاص طور پر جہاد کے سفر میں ہر سپاہی بقدر ضرورت راشن اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ مصنف نے اسی کا جواز ثابت فرمایا ہے۔

(۲۹۸۳) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر

دی، انیں ہشام نے، انیں وہب بن کیمان نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم (ایک غزوہ پر) نکلے، ہماری تعداد تین سو تھی، ہم اپنا راشن اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ آخر ہمارا تو شہ جب (تقریباً) ختم ہو گیا، تو ایک شخص کو روزانہ صرف ایک کھجور کھانے کو ملنے لگی۔ ایک شاگرد نے پوچھا، اے ابو عبد اللہ! (جابر بن شعیب) ایک کھجور سے بھلا ایک آدمی کا کیا بنتا ہو گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کی تدریب میں اس وقت معلوم ہوئی جب ایک کھجور بھی باقی نہیں رہ گئی تھی۔ اس کے بعد ہم دریا پر آئے تو ایک ایسی مچھلی ملی جسے دریا نے باہر پھینک دیا تھا۔ اور ہم اٹھا رہے دن تک خوب جی پھر کراں کو کھاتے رہے۔

**تشریح** غلبہ وہیل مچھلی ہو گی جو بعض دفعہ اسی فٹ سے سرف تک طویل ہوتی ہے اور جو آیات الہی میں سے ایک عجیب مخلوق ہے۔ اٹھا رہے دن تک صرف اسی مچھلی پر گزارہ کرنا یہ محض اللہ کی طرف سے تائید غیری تھی۔ یہ رب ۸۸ کا واقعہ ہے۔ باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ یہ تین سو جاہدین اپنا اپنا راشن اپنے اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ زمانہ بھی اسی مچھلیوں کا تھا۔ نہ آج جیسا کہ ہر قسم کی سولتیں میرہ ہو گئی ہیں پھر بھی بعض موقع پر سپاہی کو اپنا راشن خود اٹھانا پڑ جاتا ہے۔

#### ۱۲۵- بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ

أَخِيهَا

(۲۹۸۴) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابڑ عاصم نے

بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی طیکہ

نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے عرض کیا،

یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس جا رہے

ہیں اور میں صرف حج کر پائی ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

پھر جاؤ (عمرہ کر آؤ) عبد الرحمن بن بشیر (عائشہؓ کے بھائی) تمہیں اپنی

أخبرنا عبدة عن هشام عن وهب بن كيسان عن جابر رضي الله عنه قال: ((حرجنا ونحن ثالثمائة نحمل زادنا على رفينا، ففني زادنا، حتى كان الرجل منا يأكل في كل يوم تمرة. قال رجل: يا أبا عبد الله، وأين كانت التمرة تقع من الرجل؟ قال: لقد وجدنا فقدها حين فقدناها، حتى أتينا البحر، فإذا خوت قد قذفة البحر، فاكتلنا منه ثمانية عشر يوما ما أحببنا)). [راجع: ۲۴۸۳]

حدثنا عمرو بن علي قال حدثنا عثمان بن الأسود قال حدثنا ابن أبي مليكة عن عائشة رضي الله عنها: ((أنها قالت: يا رسول الله يرجع أصحابك بأجر حج و عمرة، ولم أزد على الحج؟ فقال لها:

سواری کے پیچے بھالیں گے۔ چنانچہ آپ نے عبد الرحمن بن عثیم کو حکم دیا کہ شعیم سے (حرام پاندھ کر) عائشہؓ کو عمرہ کرالا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عرصہ میں مکہ کے بالائی علاقوں پر ان کا انتظام کیا۔ یہاں تک کہ وہ آگئیں۔

(۲۹۸۵) مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عمرو بن اوس نے اور ان سے عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ اپنی سواری پر اپنے پیچے حضرت عائشہؓ پیغماڑ کو بھاکر لے جاؤں، اور شعیم سے (حرام پاندھ کر) انہیں عمرہ کرالا۔

اس موقع پر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے اپنی محترمہ بن حضرت عائشہؓ کو سواری پر پیچے بھالیا۔ اس سے باب کا مقصد ثابت ہوا۔ پہلی حدیث میں مزید تفصیل بھی نہ کوہ ہوئی۔

### باب جہاد اور حج کے سفر میں دو آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا

(۲۹۸۶) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن شیراز نے بیان کیا کہ میں ابو طلحہ بن عثمانؓ کی سواری پر ان کے پیچے بیٹھا ہوا تھا۔ تمام صحابہ حج اور عمرہ دونوں ہی کے لئے ایک ساتھ لبیک کہہ رہے تھے۔

### باب ایک گدھے پر دو آدمیوں کا سوار ہونا

(۲۹۸۷) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو صفوان نے بیان کیا، ان سے یونس بن زیند نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر اس کی پالان رکھ کر سوار ہوئے۔ جس پر ایک چادر پچھی ہوئی تھی اور اسامہؓ کو آپ نے اپنے پیچے بھا

((اذْهِي وَلَيْرُدْفُكْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ)). فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ أَنْ يُعْمَرَهَا مِنَ التَّقْيِيمِ فَانْتَظَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَعْلَى مَكَّةَ حَتَّى جَاءَتْ). [راجح: ۲۹۴]

(۲۹۸۵) - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّ عَيْنِيَةَ عَنْ عُمَرِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عُمَرِ بْنِ أُونِسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَمْرَنِي اللَّهُ بِكُلِّ أَنْ أَرْدُفَ عَائِشَةَ وَأَعْمَرَهَا مِنَ التَّقْيِيمِ)). [راجح: ۱۷۸۴]

اس موقع پر حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے اپنی محترمہ بن حضرت عائشہؓ کو سواری پر پیچے بھالیا۔ اس سے باب کا مقصد ثابت ہوا۔ پہلی حدیث میں مزید تفصیل بھی نہ کوہ ہوئی۔

### ۱۲۶ - بَابُ الْإِرْتِدَافِ فِي الْغَرْوِ وَالْحَجَّ

(۲۹۸۶) - حَدَّثَنَا قَبَّيْةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عبدُ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنْتُ رَدِيفَ أَبِي طَلْحَةَ، وَإِنَّهُمْ لَيَصْرُخُونَ بِهِمَا جَهِيفًا: الْحَجَّ وَالْعُمَرَةِ)). [راجح: ۱۰۸۹]

(۲۹۸۷) - بَابُ الرَّدْفِ عَلَى الْحِمَارِ  
صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ زَيْنَدٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ عَنْ عُرْزَوَةَ عَنْ أَسَاطِةَ بْنِ زَيْنَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَسِيبٌ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ

رکھا تھا۔

فَطِيفَةٌ، وَأَرْذَفَ أَسَامَةً وَرَاءَهُ).

[أطرافہ فی: ۴۵۶۶، ۵۶۶۳، ۵۹۶۴]

]. ۶۲۰۷

علوم ہوا کہ ایک گدھے پر دو آدمی سوار ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ طاقتو رہ ہو لفظ اکاف گدھے کے پالان کے لئے اسی طرح مستعمل ہے جس طرح گھوڑے کے لئے لفظ سرج مستعمل ہے۔

(۲۹۸۸) ہم سے تجھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمر بن عبید اللہ نے کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول کرم ﷺ کہ کے بالائی علاقے سے اپنی سواری پر تشریف لائے۔ اسامہ بن زید کو آپ نے اپنی سواری پر تیچھے بھادرا تھا اور آپ کے ساتھ بلال "بھی تھے اور عثمان بن طلحہ "بھی جو کعبہ کے کلید بردار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مسجد الحرام میں اپنی سواری بھادرا اور عثمانؓ سے کہا کہ بیت اللہ الحرام کی کنجی لا سیں۔ انہوں نے کعبہ کا دروازہ کھول دیا اور رسول کرم ﷺ اندر داخل ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ اسامہ، بلال اور عثمانؓ بھی تھیں بھی تھے۔ آپؐ کافی دیر تک اندر ٹھہرے رہے۔ اور جب باہر تشریف لائے تو صحابہ نے (اندر جانے کیلئے) ایک دوسرے سے آگے ہونے کی کوشش کی سب سے پہلے اندر داخل ہونے والے عبد اللہ بن عمر بن عبید اللہ نے اپنے کعبہ کے پیچے کھڑا پایا اور ان سے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ نے نماز کمال پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت احمد بن عمر بن عبید اللہ نے بیان کیا کہ مجھے یہ پوچھنا یاد نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَغْلَى مَكْهَةَ عَلَى رَاجِلِهِ مُرْدِفًا أَسَامَةَ بْنَ زَيْدَ وَمَعْنَةَ بَلَالَ وَمَعْنَةَ عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَّةِ حَتَّى أَنَّا خَلَقْنَا فِي الْمَسْجِدِ، فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسَامَةَ وَبَلَالَ وَعُثْمَانَ، فَمَكَثَ فِيهَا نَهَارًا طَوِيلًا، ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ، فَوَجَدَ بَلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَينَ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ فَأَشَارَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَسِيَّنْتُ أَنْ أَسَأَلَهُ: كَمْ صَلَّى مِنْ سَجْدَةٍ).

[راجح: ۳۹۷]

**تَسْبِيحٌ** ترجمہ باب اس سے تکا کہ رسول کرم ﷺ نے اوپنی پر اپنے پیچھے حضرت اسامہ بن زید بن عبید اللہ نے کو بھی بھلا رکھا تھا۔ اونٹی بھی ایک جانور ہے جب اس پر دو آدمیوں کا سوار ہوتا ثابت ہوا تو گدھے کو بھی بھلا رکھا تھا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو کئی جگہ لائے ہیں اور اس سے بہت سے مسائل کا اتساباط فرمایا ہے جیسا کہ اپنے مقام پر بیان ہوا ہے۔ یہی آپؐ کے مجتہد مطلق ہونے کی اہم دلیل ہے اور یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ ایک مجتہد مطلق کے لئے جن شرائط کا ہوتا ضروری ہے وہ سب آپؐ کی ذات گرامی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ اللہ سارے مجتہدین کرام کو جزاۓ خیر دے جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے اپنے آپؐ کو کلیہ وقف کر دیا تھا، رضی اللہ عنہم و رضوان علیہ۔ حدیث میں لفظ جمع ہے جو دربان کے لئے بولا

جاتا ہے۔ کعبہ شریف کے کلید بردار اور درب ان کی خاندان چلا آ رہا ہے۔

علاقوں بحوث کچھ کے تاریخی دورہ از ۲۰ مئی تا ۸ جون ۱۷۶۰ء کے دوران اس پارے کی حدیث ۲۹۸۸ اور ۲۹۳۸ تک تسویہ و تسفیہ کی گئی، اللہ پاک کی خدمت حدیث کو جملہ بردار ان شا تلقین، بخاری شریف کے حق میں بطور صدقہ جاریہ قبول فرمائے آئیں۔

**باب جور کاب پکڑ کر کسی کو سواری پر چڑھا دے یا کچھ ایسی**

**۱۲۸ - بَابُ مَنْ أَخْدَى بِالرَّكَابِ**

**ہی مدد کرے، اس کا ثواب**

(۲۹۸۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمراً نے خبر دی، انسیں ہمام نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہوتا ہے۔ ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور کسی کو سواری کے معاملے میں اگر مدد پہنچائے، اس طرح پر کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھ دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے اور ہر قدم جو نماز کے لئے امتحانت ہے وہ بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

چونکہ اس حدیث میں بذیل بیان صدقات کی انسان کی بہ سلسلہ سواری کوئی ممکن مدد کرنا بھی مذکور ہوا ہے اس لئے اس روایت کو اس باب کے ذیل میں لایا گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ روزانہ اپنے ہر جوڑ کی سلامتی کے شکریہ میں کچھ نہ کچھ کار خیر ضرور کرتا رہے۔ لفظ سلامی آدمی کا ہر جوڑ اور انکی کے پور مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ ہر جو فدار ہڈی کو سلامی کہا جاتا ہے واحد اور جمع کے لئے یہی لفظ ہے۔ بعضوں نے اسے لفظ سلامیہ کی جمع کہا ہے۔

**۱۲۹ - بَابُ الْسَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ إِلَى**

**ملک میں جانا منع ہے**

**أَرْضِ الْعَدُوِّ**

دشمن سے مراد وہ ملک ہے جس کی حکومت اسلامی حکومت سے اسلام کے خلاف بر سر پیکار ہو جنے دار الحرب کہا جاتا ہے۔ اور محمد بن بشر سے اسی طرح مروی ہے۔ وہ عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور وہ بنی کریم ﷺ سے اور عبید اللہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور خود بنی کریم ﷺ نے اپنے

وَكَذَلِكَ يُرْوَى عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ بِشْرٍ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ . وَتَابِعَهُ أَبْنُ إِسْحَاقَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ . وَقَدْ سَافَرَ النَّبِيُّ ﷺ

وَأَنْحَاءٌ فِي أَرْضٍ الْعَدُوُّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ صحابہ کے ساتھ دشمنوں کے علاقے میں سفر کیا، حالانکہ وہ سب  
الْقُرْآن.

**لَئِسَهُمْ مُّنْتَهٰ** اس سے حضرت امام بخاریؓ کی یہ غرض نہیں ہے کہ مصحف کا دشمن کے ملک میں لے جانا جائز ہے کیونکہ مصحف کی بات اور ہے اور حافظ قرآن کا دشمن کے ملک میں جانا تو کسی نے منع نہیں رکھا ہے۔ پس ایسا استدلال حضرت امام بخاریؓ کی شان سے بعید ہے۔ بلکہ غرض امام بخاریؓ کی یہ ہے کہ باب کی حدیث میں جو قرآن کو لیکر دشمن کے ملک میں سفر کرنے میں منع کیا ہے اس سے مراد مصحف ہے یعنی لکھا ہوا قرآن نہ دہ قرآن جو حافظوں کے سینے میں ہوتا ہے۔ (وجیدی)  
آج دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں کسی نہ کسی صورت میں قرآن مجید نہ پہنچ چکا ہو اور یہ قرآن مجید کے لئے فتح میں ہے جو فتنہ تعالیٰ حاصل شدہ ہے۔

(۲۹۹۰) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالکؓ نے، ان سے نافعؓ نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا تھا۔

دشمن کے علاقوں میں قرآن پاک لے کر جانے سے اس لئے روکا تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو، کیونکہ جنگ وغیرہ کے موقع پر ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید دشمن کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کی توہین کریں۔ بعض دشمنان اسلام کی طرف سے ایسے واقعات اب بھی ہوتے رہتے ہیں۔ کہ اگر قرآن مجید ان کے ہاتھ لگ جائے تو وہ بے حرمتی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، حالانکہ یہ حرکت اخلاق و شرافت سے بہت ہی بعید ہے۔ جس کتاب کو دنیا کے کروڑوں لوگ اپنی مذہبی مقدس کتاب مانتے ہیں، اس کی اس طور بے حرمتی کرنا گویا دنیا کے کروڑوں انسانوں کا دل دکھانا ہے۔ ایسے گتاخ لوگ کسی نہ کسی محل میں اپنی حرکتوں کی سزا بھیجتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ اسلام کی پاکیزہ تعلیم یہ ہے کہ کسی بھی آسمانی مذہبی کتاب کا احترام ضروری ہے جو اس کی حد کے اندر ہی ہونا چاہئے بشرطیکہ وہ کتاب آسمانی کتاب ہو۔

### باب جنگ کے وقت نعروں سکبیر ملندا کرنا

(۲۹۹۱) ہم سے عبداللہ بن محمد منذری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے انس بن میثا نے بیان کیا کہ صحیح ہوئی تو نبی کریم ﷺ میں داخل تھے۔ اتنے میں وہاں کے رہنے والے (یہودی) چھاؤڑے اپنی گردنوں پر لئے ہوئے تکلی۔ جب آنحضرت ﷺ کو (معد آپ کے لشکر کے) دیکھا تو چلا اٹھے کہ یہ محمد لشکر کے ساتھ (آگئے) محمد لشکر کے ساتھ، محمد لشکر کے ساتھ! (میثا) چنانچہ وہ سب بھاگ کر قلعے میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اس وقت نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ

۲۹۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّ يُسَافِرُ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ)).

### ۱۳۰ - بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الْحَرْبِ

۲۹۹۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَّسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَبَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَقَدْ حَرَجُوا بِالنَّسَاجِيِّ عَلَى أَغْنَاقِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ، فَلَجَؤُوا إِلَى الْحُصْنِ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ:

اٹھائے اور نعروں عکسیں بلند فرمایا، ساتھ ہی ارشاد ہوا کہ خیر تو تباہ ہو جکا۔  
 کہ جب کسی قوم کے آنگن میں ہم اتر آتے ہیں تو ڈرائے ہوئے  
 لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔ اور انسُن نے بیان کیا کہ ہم کو گدھے  
 مل گئے، اور ہم نے انہیں ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا تھا کہ نبی کریم  
 ﷺ کے منادی نے یہ پکارا کہ اللہ اوزاس کے رسول ﷺ تمہیں  
 گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہانڈیوں میں جو کچھ تھا،  
 سب اللہ دیا گیا۔ اس روایت کی متابعت علی نے سفیان سے کی ہے  
 کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تھے۔

الله أكبير، خربت خير، إنا إذا نزلنا  
بساحة قوم فسأء صباح المُنذرين.  
وأصبنا حمرًا فطبخناها، فنادي منادي  
النبي ﷺ: إن الله ورسوله ينهيكم عن  
لحوم الخنزير. فأكفيت القدور بما  
فيها). تابعة علىٰ عن سفيان ((رفع  
النبي ﷺ يدته)).

[٣٧١] [رائع:]

**لشیعہ** رسول کشم میتھیلے نے خبر میں داخل ہوتے وقت نعروہ بکیر بلند فرمایا، اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ ہر مناسب موقود پر شوکت اسلام کے انصار کے لئے نعروہ بکیر بلند کرنا اسلامی شعار ہے۔ مگر صد افسوس کہ آج کل کے پیشتر نام نہاد مسلمانوں نے اس پاک نعروہ کی اہمیت گھٹانے کے لئے ”نعروہ رسالت یار رسول اللہ“۔ ”نعروہ غوثیہ یا شیخ عبدالقدور جیلانی“ مجیئے شرکیہ نعروہ ایجاد کر کے شرک و بدعت کا ایسا دروازہ کھول دیا ہے جو تعلیمات اسلام کے سراسر بر عکس ہے۔ اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔ ایسے نعروہ لگاتا شرک کا ارتکاب کرنا ہے جن سے اللہ اور اس کے رسول میتھیل اور اولیاء کی بھی ناقابلی ہوتی ہے۔ مگر مسلمان نما مشرکوں نے ان کو محبت رسول میتھیل اور محبت اولیاء سے تعبیر کیا ہے جو سراسر شیطانی دھوکا اور ان کے نفس امارہ کا فریب ہے۔

پاپ بہت چلا کر تکبیر کہنا

منشی

(۲۹۹۳) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابو عثمان نے، ان سے ابو موسیٰ اشعری بن بشیر نے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اترتے تو لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی اس لئے آخر پرست ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بسرے یا غائب خدا کو نہیں پکار رہے ہو۔ وہ تو ہمارے ساتھ ہی ہے۔ بے شک وہ منہ والا اور تم سے بہت قریب ہے۔ برکتوں والا ہے۔ اس کا نام اور اس کی عظمت بہت ہی بڑی ہے۔

- ١٣١ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعٍ

٢٩٩٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كُنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُنَّا إِذَا أَشْرَقَتِ النَّارُ عَلَى وَادِ هَلَّنَا وَكَبَرْنَا، ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ أَنْتَعَا). فَقَالَ السُّبْيَانُ: ((بِأَيْمَانِ النَّاسِ، ارْتَفَعُوا عَلَى أَنفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَذَغُونَ أَصْمَمَ وَلَا غَائِبَا، إِنَّهُ مَعَكُمْ، إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ، تَبَارَكَ اسْمُهُ، وَتَعَالَى جَدُّهُ)).

<sup>٣</sup> أطراfe في: ٤٢٠٥، ٦٣٨٤، ٦٤٠٩.

.ו. ר. ו. ו. ו.

**تَشْبِيهٍ** قطلانی نے طبری سے نقل کیا کہ اس حدیث سے ذکر بالہر کی کراہیت ثابت ہوئی اور اکثر سلف مجاہد اور تائیعین کا یہ قول ہے۔ میں (مولانا وحید الزمان مرحوم) کتاب ہوں تحقیق اس باب میں یہ ہے کہ سنت کی ہیروی کرنا چاہئے جو جر آنحضرت ﷺ سے منقول ہے وہاں جر کرنا بہتر ہے۔ مجھے اذان میں اور باتی مقاموں میں آہستہ ذکر کرنا بہتر ہے۔ بعضوں نے کہا اس حدیث میں جس جرسے آپ نے من فرمایا وہ بہت زور کا جر ہے جس سے لوگ پریشان ہوں گے جو جر متوسط پانچل بہت زور سے فرے مارنا اور ضریب لگانا جیسا کہ بعض درویشوں کا معمول ہے، سنت کے خلاف ہے اور حضرت مسیح موعود کی ہیروی ان ہیروی پر مقدم ہے۔ (وحیدی)

مگر اسلامی شان و شوکت کے اظہار کے لئے بجگ جہاد وغیرہ موقع پر نعروہ بھی بلند کرنا یہ امر دیگر ہے جیسا کہ مجھے مذکور ہوا۔ روایت میں اللہ کے ساتھ ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ ہر وقت تمدید اور برلنڈ اور آہستہ آواز کو سنتا ہے اور تم کو ہر وقت وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنی ذات والاصفات سے عرش عظیم پر مستوی ہے۔ مگر اپنے علم اور سمع کے لحاظ سے ہر انسان کے ساتھ ہے۔

### ۱۳۲ - بَابُ التَّشْبِيهِ إِذَا هَبَطَ

سبحان اللہ کرنا

وَادِيَا

(۲۹۹۳) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ بن عباس نے بیان کیا کہ جب ہم اکسی بلندی پر چڑھتے، تو اللہ اکبر کرتے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تو سبحان اللہ کرتے تھے۔

۲۹۹۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((كَتَأْ إِذَا صَعَدَنَا كَبَرَنَا، وَإِذَا نَزَّلَنَا سَبَحَنَا)). [طرفة فی : ۲۹۹۴].

کوئی بھی سفر ہو، راستے میں نشیب و فراز اکثر آتے ہی رہتے ہیں۔ لہذا اس پہاٹ پاک کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ یہاں سفر جہاد کے لئے اس امر کا مشروع ہونا مقصود ہے۔

### باب جب بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کرنا

(۲۹۹۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین نے، ان سے سالم نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم بلندی پر چڑھتے تو اللہ اکبر کرتے اور نشیب میں اترتے تو سبحان اللہ کرتے تھے۔

(۲۹۹۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد العزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن عقبہ نے بیان کیا

۱۳۳ - بَابُ التَّكْبِيرِ إِذَا عَلَّأَ شَرَفًا  
۲۹۹۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدَى عَنْ شَعْبَةَ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ سَالِمِ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((كَتَأْ إِذَا صَعَدَنَا كَبَرَنَا، وَإِذَا نَصَوَّبَنَا سَبَحَنَا)). [راجع: ۲۹۹۳]

۲۹۹۵ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنَ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَبِيسَانَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ

کجب نبی کرم ﷺ حج یا عمرہ سے واپس ہوتے جمل تک میں سمجھتا ہوں یوں کما جب آپ جہاد سے لوٹتے تو جب بھی آپ کسی بلندی پر چڑھتے یا (نشیب سے) کنکریلے میدان میں آتے تو تم مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر فرماتے "اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اس کا ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ ہم واپس ہو رہے ہیں تو بہ کرتے ہوئے "عبادت کرتے ہوئے۔ اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کی حمد پڑھتے ہوئے" اللہ نے اپنا وعدہ حج کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تھنا (کفار کی) تمام جماعتوں کو غلست دے دی۔ صالح نے کما کہ میں نے سالم بن عبد اللہ سے پوچھا کیا عبد اللہ بن عمر بن حنبل نے لفظ آئیوں کے بعد ان شاء اللہ نہیں کہا تھا تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قال: ((کَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَقَلَ مِنَ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةِ - وَلَا أَغْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: الْغَزوَ - يَقُولُ كُلُّمَا أُوفَى عَلَى نَبِيَّهُ أَوْ فَدَقَّهُ كَبَرَ ثَلَاثَةٌ ثُمَّ قَالَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)). آیوں، تائیوں، عابدوں، ساجدُوں لِرَبِّنَا حَامِدُوں۔ صَدَقَ اللَّهُ وَحْدَهُ وَنَصَرَ عَنْهُ، وَهَزَمَ الْأَخْزَابَ وَحْدَهُ)). قَالَ صَالِحٌ : فَقَلَّتْ لَهُ الْأَلْمَ يَقْلَعَ عَنْهُ اللَّهُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ؟ قَالَ: لَا)).

[راجع: ۱۷۹۷]

رسول کرم ﷺ نے حمد کوہہ میں صدق اللہ وعدہ الخ کے الفاظ غزوہ خدق کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے، اور جو الوداع سے واپسی پر بھی جب کہ اسلام کو فتح کاہل ہو بھی تھی اب بھی ان پاک ایام کی یاد تازہ کرنے کے لئے ان جملہ کلمات طیبات کو ایسے مبارک موقع پر پڑھا جاسکتا ہے۔ لفظ مبارک ان شاء اللہ کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے نہ کہ ماضی کے اسی لئے اس موقع پر جو ماضی سے متعلق تھا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ ان شاء اللہ نہیں کہا۔

#### باب مسافر کو اس عبادت کا جو وہ گھر میں رہ کر کیا کرتا تھا ثواب ملنا (گوہ سفر میں نہ کر سکے)

(۲۹۹۶) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بزریڈ بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عوام بن حوشب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم ابو اسماعیل سکسکی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے سنا، وہ اور بزریڈ بن ابی کبشہ ایک سفر میں ساتھ تھے اور بزریڈ سفر کی حالت میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ ابو بردہ نے کہا کہ میں نے (اپنے والد) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے باریسا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے لئے ان تمام عبادات کا ثواب لکھا جاتا ہے جنہیں اقامت یا صحت کے وقت یہ

#### ۱۳۴ - بَابُ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مَا

کَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ

۲۹۹۶ - حَدَّثَنَا مَطْرُ ابنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُنْ بنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَوَامُ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ السُّكَسِكِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بُرْزَدَةَ وَاصْطَحَبَهُ هُوَ وَيَزِيدُنْ بنُ أَبِي كَبْشَةَ فِي سَفَرٍ فَكَانَ يَزِيدُنْ يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ لَهُ أَبُو بُرْزَدَةَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوسَى مِرَارًا يَقُولُ: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِذَا مَرَضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كَبِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ

مُقِيمًا صَحِيفَةً)).

کیا کرتا تھا۔

**لَشَبْرِحَ** باب میں سافر سے سفر جہاد کا مسافر مراد ہے۔ اس کے بعد ہر نیک سفر کا مسافر جس سے مجبوری کی وجہ سے بہت سے نوافل، ورد، و ظائف، نماز تہجد وغیرہ ترک ہو جاتی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ایسے مسافر کے لئے ان جملے اعمال صالحة نافعہ کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ جو وہ حالت حضرتیں کرتا رہتا تھا اور اب حالت سفر میں وہ عمل اُر سے ترک ہو گئے۔ مسلمان مریض کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جو امت محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ یہ اللہ کا محض فضل ہے کہ سفر و حضر ہر جگہ مجھ ناجیز کا عمل تو سید بخاری شریف جاری رہتا ہے۔ جسے میں نقلی عبادت کی جگہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اللہ قبول کرے اور خلوص عطا کرے آمين۔

### باب اکیلے سفر کرنا

### ۱۳۵ - بَابُ السَّيْرِ وَحْدَةٍ

(۷) ۲۹۹ (۷) ۲۹۹ ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا کہ ہم سے محمد بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سن۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک کام کیلئے) غزوہ خندق کے موقع پر صحابہ کو پکارا، تو زبیر بن عثیمین نے اس کیلئے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ پھر آپ نے صحابہ کو پکارا، اور اس مرتبہ بھی زبیر نے اپنے کو پیش کیا، آپ نے پھر پکارا اور پھر زبیر نے اپنے کو پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے آخر فرمایا کہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔ سفیان نے کہا کہ حواری کے معنی معاون مددگار کے ہیں (یا وفادار حرم راز کو حواری کیا گیا ہے)

**لَشَبْرِحَ** بعضوں نے کہ حضرت علیؓ کے ماننے والوں کو حواری اس وجہ سے کہتے کہ وہ سفید پوشک پستتے تھے۔ قادہ نے کہ حواری حضرت زبیر اکیلے کافروں کی خبر لانے گئے۔ یہ جگ خندق سے متعلق ہے جسکے اجزاء بھی کہا گیا ہے۔ سورہ الحزادہ میں اس کی کچھ تفصیلات مذکور ہیں اور کتاب المغازی میں ذکر آئے گا۔

(۷) ۲۹۹ (۷) ۲۹۹ ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، اور ان سے ابن عمر عثیمین نے کہ (دوسری سند) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر عثیمین نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جتنا میں جانتا ہوں، اگر لوگوں کو بھی اکیلے سفر (کی برائیوں) کے متعلق اتنا عالم ہوتا تو کوئی سوار رات میں اکیلا سفر نہ کرتا۔

۲۹۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْحَمْيَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ حَمْدَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَدَبَ النَّبِيُّ ﷺ النَّاسَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ، ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الرَّبِيعُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيًّا الرَّبِيعَ)). قَالَ سُفِيَّانٌ: الْحَوَارِيُّ النَّاصِبُ.

[۲۸۴۶]

۲۹۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ رِيدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَوْلَا يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَأَكَ بَلِيلٌ وَاجِدٌ.

اکثر علماء نے ایکی سفر کرنے کو نکرہ رکھا ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ اکیلا مسافر شیطان ہے، اور دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہیں۔ امام بخاریؓ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ ضرورت کے وقت جیسے جامسوی وغیرہ کے لئے ایکی سفر کرنا درست ہے۔ بعضوں نے کہا اگر راہ میں کچھ ڈرنا ہو تو ایکی سفر کرنے میں کوئی تباہت نہیں اور مراغفت کی حدیث اس پر محول ہے جب ڈر ہو۔ (وحیدی) آج کل ریل موڑ ہوائی جہاز کے سفر بھی اگر بصورت جماعت ہی کے جائیں تو اس کے بہت سے فوائد ہیں جو تہائی کی حالت میں نہیں ہیں۔ سفر میں ایکی ہوتی الواقع بے حد تکلیف کا موجب ہے خواہ دو سفر ریل، موڑ، ہوائی جہاز کا بھی کیوں نہ ہو۔

### باب سفر میں تیز چلننا

ابو حمید نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں مدینہ جلدی پہنچا چاہتا ہوں، اس لئے اگر کوئی شخص میرے ساتھ جلدی چلانا چاہے تو چلے۔

مقصد باب یہ ہے کہ کسی خاص ضرورت کے تحت سفر جادو یا سفرج یا عام سفر میں ساتھیوں سے کہہ کر تیزی کے ساتھ سفر کرنا اور ساتھیوں سے آگے چلانا مجبوب نہیں ہے۔

(۲۹۹۹) ہم سے محمد بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید مجھ سے نبی کریم ﷺ کے حجہ الوداع کے سفر کی رफار کے متعلق پوچھا کہ آخر پرست ﷺ کس کس چال پر چلتے، مجھ نے کہا عروہ نے یہ بھی کہا تھا (کہ میں سن رہا تھا) لیکن میں اس کا کہنا بھول گیا۔ غرض اسامہ مجھ نے کہا آپ ذرا تیز چلتے جب فراخ جگد پاتے تو سواری کو دوڑا دیتے۔ نہ اونٹ کی چال جو عمن سے تیز ہوتی ہے۔

والعنق السیر السهل والفتحة الفرجة بین الشیئین والنصل السیر الشدید (کرمانی)

(۳۰۰۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے بردی، کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے بردی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں تھا، اتنے میں ان کو صفیہ بنت ابی عبید (ان کی بیوی) کے متعلق سخت بیماری کی بردی۔ چنانچہ آپ نے تیز چلانا شروع کر دیا اور جب (سورج غروب ہونے کے بعد) شفق ڈوب گئی تو آپ سواری سے اترے اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی، پھر کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ تیزی کے ساتھ سفر

### ۱۳۶ - باب السُّرْعَةِ فِي السَّيْرِ

وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (إِنِي مَتَعَجَّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلْ مَعِي فَلْيَتَعَجَّلْ).).

(۲۹۹۹) - حدثنا محمد بن المشتى قال حدثنا يحيى عن هشام قال أخبرني أبي قاتل سبل أسامة بن زيد رضي الله عنهما - كان يحيى يقول: وأنا أسمع، فسقط عني - عن مسيرة النبي ﷺ في حجة الوداع قال: فكان يسير العنق. فإذا وجد فجوة نص، والنصل فوق العنق).

[راجع: ۱۶۶۶]

(۳۰۰۰) - حدثنا سعيد بن أبي مريم قال أخبرنا محمد بن جعفر قال : أخبرني زيد - هو ابن أسلم - عن أبيه قال: ((كنت مع عبد الله بن عمر رضي الله عنهما بطريق مكة، فبلغه عن صفية بنت أبي عبيدة شدة وجع فأسرع السير، حتى إذا كان بعد غروب الشفق ثم نزل فصل المغرب والغمة يجمع بينهما

کرنا چاہیے تو مغرب میں تاخیر کر کے دونوں نمازیں (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ادا فرمائے۔

وعلٰٰ: إِنَّمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا جَاءَ جَدَّهُ بِالشَّيْءِ أَخْرَى الْمَغْرِبِ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا)).

[راجح: ۱۰۹۱]

(۳۰۰۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو بکر کے موئی کی نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ بن حوش نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سفر کیا ہے گویا عذاب کا ایک نکڑا ہے، آدمی کی نیند، کھانے پینے سب میں رکاٹ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے جب مسافر اپنا کام پورا کر لے تو اسے جلدی گھرو اپس آ جانا چاہیے۔

۳۰۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قُضِيَ أَحَدُكُمْ نَهَمَّةً فَلْيَعْجِلْ إِلَى أَهْلِهِ)). [راجح: ۱۸۰۴]

احادیث بالا میں آداب سفر بتلیا جا رہا ہے جن میں سفر جاد میں بھی داخل ہے۔ واپسی کا معاملہ حالات پر موقوف ہے۔ بہ طال فراغت کے بعد گھر جلد واپس ہونا آداب سفر میں سے ہے۔ گذشتہ حدیث میں الگچہ مغرب و عشاء کی نماز کو ملا کر پڑھنے سے جمع تاخیر میراد ہے۔ مگر دسری روایت کی بناء پر جمع تقدیم بھی جائز ہے۔

باب اگر اللہ کی راہ میں سواری کے لئے گھوڑا دے پھر اس کو بکتا پائے؟

(۳۰۰۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تاریخ نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر بن حیثیہ نے کہ عمر بن خطاب بن حوش نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں سواری کے لئے دے دیا تھا، پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ انہوں نے چاہا کہ اسے خرید لیں۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسے نہ خریدو، اور اپنے صدقہ کو واپس نہ پکھیو۔

ایک چیز بطور صدقہ خیرات کی کو دے دی جائے اس کا واپس قیمت دے کر بھی لینا جائز نہیں ہے، جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

(۳۰۰۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عمر بن خطاب بن حوش سے سنا، آپ فرمائے تھے کہ میں نے اللہ کے راستے میں ایک گھوڑا سواری کیلئے دیا، اور جسے دیا تھا وہ اسے

۱۳۷ - بَابُ إِذَا حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فَرَآهَا تُبَاعَ

۳۰۰۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَبْتَاعَهُ، وَلَا تَعْدَ فِي صَدَقَتِكِ))). [راجح: ۱۴۸۹]

ایک چیز بطور صدقہ خیرات کی کو دے دی جائے اس کا واپس قیمت دے کر بھی لینا جائز نہیں ہے، مالک نے زید بن اسلم نے، مالک نے زید بن اسلم نے، میفت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بقول: حملت علی فرس فی سبیل الله،

بینچے لگا۔ (آپ نے یہ فرمایا تھا کہ) اس نے اسے بالکل کمزور کر دیا تھا۔ اسلئے میرا ارادہ ہوا کہ میں اسے واپس خرید لوں، مجھے یہ خیال تھا کہ وہ شخص سے داموں پر اسے بچ دے گا۔ میں نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ گھوڑا تمہیں ایک درہم میں مل جائے پھر بھی اسے نہ خریدنا۔ کیونکہ اپنے ہی صدقہ کو واپس لینے والا اس کے کی طرح ہے جو اپنی قے خودی چاٹتا ہے۔

### باب مال باپ کی اجازت لے کر جادو میں جانا

مال باپ کی اطاعت اور ان سے سلوک کرنا فرض میں ہے اور جادو فرض کفایہ ہے۔ اس لئے جمورو علماء کا قول یہی ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ جادو کی اجازت نہ دیں تو جادو میں جانا حرام ہے۔ اگر جادو فرض عین ہو جائے تب مال باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور دادا، دادی، تاتا، تینی کا بھی حکم مال باپ کا ہے۔ (وحیدی) قال جمهور العلماء وبحرم الجهاد اذا منع الابوان او احدهما بشرط ان يكونا مسلمين لان برهماء فرض عين عليه والجهاد فرض كفایة فإذا تعين الجهاد فلا اذن (فتح)

(۳۰۰۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے کہا، ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو العباس شاعر سے نہ، ابو العباس (شاعر ہونے کے ساتھ) روایت حدیث میں بھی لقہ اور قابل اعتماد تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن حیثا سے نہ، آپ بیان کرتے تھے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جادو میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا، کیا تمہارے مال باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر انہیں میں جادو کرو۔ (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)

یعنی ان کی نہ ملت بجالاتا ہی تیرا جادو ہے۔ اسی سے امام بخاریؓ نے باب کا مطلب نکلا کہ مال باپ کی رضا مندی جادو میں جانے کے واسطے لینا ضروری ہے۔ کیونکہ آخر فرث ﷺ نے ان کی خدمت جادو پر مقدم رکھی۔ کہتے ہیں کہ حضرت اولیس قرقیؓ کی والدہ ضیغمہ زندہ تھیں، اور یہ ان کی خدمت میں معروف تھے۔ اس لئے آخر فرث ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضرہ ہو سکے اور صحابت کے شرف سے محروم رہ گئے۔ (وحیدی)

### باب اونٹوں کی گردان میں گھنٹی وغیرہ جس سے آواز نکلے لٹکانا کیسا ہے؟

(۳۰۰۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام

فَابْتَاعَهُ - أَوْ فَأَضَاعَهُ - الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ،  
فَأَرْدَثَ أَنْ أَشْرَبَهُ وَظَنَّتْ أَنَّهُ بَانِعَةٌ  
بِرُّخْصٍ، فَسَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا  
تَشْرِهِ وَإِنْ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَانِدَ فِي هَيَّهِ  
كَالْكَلْبِ يَمُوذُ فِي قَنِيهِ)).

[راجح: ۱۴۹۰]

### بابُ الْجِهَادِ يَاذْنَ الْأَبْوَيْنِ

مال باپ کی اطاعت اور ان سے سلوک کرنا فرض میں ہے اور جادو فرض کفایہ ہے۔ اس لئے جمورو علماء کا قول یہی ہے کہ اگر ماں باپ مسلمان ہوں اور وہ جادو کی اجازت نہ دیں تو جادو میں جانا حرام ہے۔ اگر جادو فرض عین ہو جائے تب مال باپ کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اور دادا، دادی، تاتا، تینی کا بھی حکم مال باپ کا ہے۔ (وحیدی) قال جمهور العلماء وبحرم الجهاد اذا منع الابوان او احدهما بشرط ان يكونا مسلمين لان برهماء فرض عين عليه والجهاد فرض كفایة فإذا تعين الجهاد فلا اذن (فتح)  
٤٠٠٣ - حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا قَالَ شَعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ:  
سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ - وَكَانَ لَا  
يَتَّهِمُ فِي حَدِيثِهِ - قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ  
بْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُونَ: جَاءَ  
رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَذَنَهُ فِي الْجِهَادِ  
فَقَالَ: ((أَحَىٰ وَالْبَدَاكِ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ:  
(فَقِيمُهُمَا فِي جَاهِدَنْ)).

[طرفة في : ۵۹۷۲]

### بابُ مَا قَبِيلَ فِي الْجَرَسِ

وَنَجِوَهُ فِي أَغْنَاقِ الْإِيلِ

٤٠٠٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

مالک نے خردی، ائمہ عبد اللہ بن الی بکرنے، ائمہ عباد بن تمم نے  
اور ائمہ ابو بشیر الانصاری رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ایک سفریں رسول  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ عبد اللہ (بن الی بکر بن حزم  
راوی حدیث) نے کہا کہ میرا خیال ہے ابو بشیر نے کہا کہ لوگ اپنی  
خواب گاؤں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد (زید بن  
حارثہ بن خوش) یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس شخص کے اوٹ کی  
گروں میں تانت کا گذرا ہو یا یوں فرمایا کہ جو گذرا (ہار) ہو وہ اسے کاٹ  
ڈالے۔

علوم ہوا کہ کسی جانور کے گلے میں محض زینت اور تفاخر کے لئے گھنٹی یا کوئی اور باجے کی چیز کا لٹکانا منع ہے۔ قال ابن الجوزی وفي المراد بالاوخار ثلاثة اقوال احدهم انهم كانوا يقلدون الابل اوخار القيسى لولا يصيغها العين بزعمهم فامروا بقطعها اعلاماً باش الاوخار لا ترد من امر الله شيئاً ليني پسلا قول یہ کہ جملائے عرب اوشور کے گلوں میں کوئی تانت بلور تعویذ لکا دیتے تاکہ ان کو نظر نہ گئے۔ پس ان کے کاٹ چھینکنے کا حکم دیا گیا، تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ کے حکم کو یہ لوٹا نہیں سکتی۔  
وسرا قول یہ کہ ایسے تانت وغیرہ جانوروں کے گلوں میں لٹکانے اس خوف سے منع کئے گئے کہ ممکن ہے وہ ان کے گلے میں  
ٹنک ہو کر ان کا گاہونٹ دیں یا کسی درخت سے الجھ کر تکلیف کا پابعث بن جائیں اور جانوروں کو ایذا نہ پہنچ۔  
تمرا قول یہ کہ وہ گھنٹے لٹکاتے حالانکہ بجھے والے گھنٹوں کی جگہ میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ حضرت امام بخاریؓ نے دار  
قطنی کی روایت کردہ اس حدیث پر اشارہ کیا ہے۔ جس میں صاف یوں ہے لا تبین فلادة من وترولا جرس فی عنق بغير اقطع لینی کسی  
بھی جانور کے گلے میں کوئی تانت ہو یا گھنٹہ وہ بلی نہ رکھ جائیں (فتح المباری)

#### باب ایک شخص اپنا نام مجاهدین میں لکھوادے

پھر اس کی عورت حج کو جانے لگے یا اور کوئی عذر پیش آئے تو اس کو  
اجازت دی جاسکتی ہے (کہ جادو میں نہ جائے)

(۳۰۰۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عینیہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو معبد نے اور ان سے ابن عباس بھی شہنشاہ کے انسوں نے نبی کریم ﷺ سے سنایا، آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی (غیر محروم) عورت کے ساتھ تھاں میں نہ  
بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی اس کا محروم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ! میں نے قلائل جادو میں اپنا نام لکھوادیا ہے اور اور ہر پیری یوں حج کے لئے جا رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا

۱۴۰ - بَابُ مِنْ اَكْتَسَبَ فِي جِنِّيْشِ  
فَخَرَجَتِ امْرَأَتُهُ حَاجَةً وَكَانَ لَهُ غَذْرَ هَلْ  
يُؤَذَّنُ لَهُ؟

حدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرُو عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ  
السَّبِيْلَ يَقُولُ : ((لَا يَخْلُوْنَ رَجُلٌ بِأَمْرَأَةٍ ،  
وَلَا تُسَافِرُنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَقْهَاهَا مَحْرُمٌ)).  
فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَكْتَسَبَتِي  
غَزَوَةٌ كَذَا وَكَذَا ، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَةً  
قَالَ ((اَذْهَبْ فَاخْجُجْ مَعَ امْرَأَتِكَ)).

[راجح: ۱۸۶۲]

اور اپنی یوں کوچ کرالا۔

کیونکہ اس کی عورت کے ساتھ دوسرا مرد نہیں جا سکتا اور جادو میں اس کے بدل دوسرا شخص شریک ہو سکتا ہے تو آپ نے ضروری کام کو غیر ضروری پر مقدم رکھا۔ عورت اپنی شخصیت میں ایک مستقل جیشیت رکھتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے مال سے خود حج پر جا سکتی ہے۔ مگر خاوند کا ساتھ ہونا یا اس کی طرف سے کسی ذی محروم کا ساتھ بھیج دینا ضروری ہے۔

### باب جاسوسی کا بیان

### ۱۴۱ - بَابُ الْجَاسُوسِ

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتنع میں فرمایا کہ ”مسلمانو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“ لفظ جاسوس تجسس سے نکلا ہے یعنی کسی بات کو کھوڈ کر نکالنا۔

وقولَ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿لَا تَتَخَذُوا عَدُوِيْنَ وَعَدُوُّكُمْ أُولَاءِ﴾ [المتحنَّة ۱] التَّجَسُّسُ :

یعنی کافروں کے لیے جاسوسی کرنا منع ہے جیسے طالب نے کی تھی کہ مشرکوں کو مسلمانوں کے آنے کی خبر دے دی، البتہ مسلمانوں کی طرف سے جاسوسی درست ہے۔ آخر حضرت مسیح موعیدؑ نے ایک شخص کو جاسوس بناؤ کر بھیجا تھا۔ اور جنگ کا کام بغیر جاسوسی کے چل ہی نہیں سکتا۔ سورہ ممتنع کی آیت متفوہ سے حضرت امام بخاری نے کافروں کی طرف سے جاسوسی کی ممانعت نکال، کیونکہ جاسوس جن کا جاسوس ہوتا ہے ان کا دوست ہوتا ہے اور ان کو فائدہ پہچاتا ہے۔ (وہیدی)

(۳۰۰۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، سفیان نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے حسن بن محمد نے خبر دی، کہا کہ مجھے عبداللہ بن ابی رافع نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طیہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زیر اور مقداد بن اسود (مجشیش) کو ایک صنم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روپہ خال (جو مدینہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے) پر پہنچ جاؤ تو وہاں ایک بڑھیا عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہو گا، تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لئے جا رہے تھے۔ آخر ہم روپہ خال پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک بوڑھی عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے اپنی

۳۰۰۷ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِّيَّا ثُقَّلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ مِنْهُ مَرْءَتَيْنَ قَالَ : أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْيَّدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ : سَمِعْتُ عَلَيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((يَعْتَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَالرَّبِيعُ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدَ وَقَالَ : ((اَنْطَلَقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَالٍ فَإِنْ بِهَا طَفِيلَةٌ وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا)). فَانْطَلَقْنَا تَعَادِي بِنَا خَيْلُنَا، حَتَّى اتَّهَيْنَا إِلَى الرَّوْضَةِ، فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ، فَقُلْنَا: أَخْرِجِي الْكِتَابَ. قَلَّا تَ : مَا مَعِيْ مِنْ كِتَابٍ. فَقُلْنَا: لَتُخْرِجَنَ الْكِتَابَ، أَوْ لَتَنْقِيَنَ الْكِتَابَ. فَأَخْرَجْنَاهُ مِنْ عِقَاصِهَا، فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا فِيهِ: مِنْ

گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے خط نکال کر دیا، اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے، اس کا مضمون یہ تھا، حاطب بن ابی بلخہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف، اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سنا اختیار کر لیا تھا، ان نے رشتہ ناتھ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں ان کی تو کہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور کہ واٹے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت و حمایت کریں گے مگر کہ واٹوں کے ساتھ میرا کوئی نبی تعلق نہیں ہے، اس لئے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کر دوں جس سے اڑ لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفریا ارتادوکی وجہ سے ہرگز نہیں کیا ہے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے بچ کر ہے۔ حضرت عمرؓ نے کمایا رسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سرازادری کر لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں، اللہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑے ہیں اور تمہیں معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ مجہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پسلے ہی سے جانتا تھا، اور وہ خود ہی فرمایا چکا ہے کہ ”تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کر چکا ہوں۔“ سفیان بن عینیہ نے کہا کہ حدیث کی یہ سند بھی کتنی عمرہ

خطاب بن أبي بنعمة إلى الناس من المشركون من أهل مكانة يُخبرُهم بِغَضْبِ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا حَاطِبَ مَا هَذَا؟)) قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا تَفْجَلْ عَلَيْيَ، إِنِّي كَتَبْتُ أَمْرًا مُلْصَفًا فِي قُرْبَى، وَأَنْمَ أَكْنَى مِنْ أَنفُسِهَا، وَكَانَ مِنْ مَعْنَى مِنَ الْمَهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكْنَةٍ يَخْمُونَ بِهَا أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ فَأَخْبَتُ إِذْ لَاقَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَخْدِ عِنْدَهُمْ بِهِمْ أَرْبَدَادًا وَلَا رِضَا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَقَدْ صَدَقْتُكُمْ)). فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دَعْنِي أَضْرِبَ عَنْكَ هَذَا الْمَنَابِقَ، قَالَ: (إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بِهِنَا، وَمَا يَدْرِي نَكَّ لَعْلَ اللَّهُ أَنْ يَكُونَ قَدْ الطَّلْعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: أَغْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)). قَالَ سُفِيَّانٌ : وَأَيُّ إِسْنَادٍ هَذَا.

[اطرافہ فی : ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۲۷۴، ۶۹۳۹، ۶۲۹۰، ۴۸۹۰]

۔

**لَتَبَرُّجَ** مضمون خط کا یہ تھا ”اما بعد! قریش کے لوگو! تم کو معلوم رہے کہ آنحضرت ﷺ ایک جرار لٹکر لئے ہوئے تمارے سر پر آتے ہیں۔ اگر آپ اکیلے آئیں تو بھی اللہ آپ کی مدد کرے گا اور اپنا وعدہ پورا کرے گا، اب تم اپنا چھاؤ کرلو، والسلام۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانون شرعی اور قانون سیاست کے مطابق رائے دی کہ جو کوئی اپنی قوم یا سلطنت کی خبر دشمنوں کو پہنچائے وہ سزا موت کے قتل ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت حاطبؓ کی نیت میں کوئی فور نہیں دیکھا اور یہ بھی کہ وہ بدری صحابہ میں سے تھے جن کی جزوی لغزشوں کو اللہ تعالیٰ نے پسلے ہی معاف کر دیا ہے۔ اس لئے ان کی اس سیاسی غلطی کو آنحضرت ﷺ نے نظر انداز

فرمادا اور حضرت عرّکی رائے کو پسند نہیں فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ذمہ دار لوگوں کے بعض انفرادی یا اجتماعی معاملات ایسے بھی آ جاتے ہیں کہ ان میں سخت ترین غلطیوں کو بھی نظر انداز کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتویٰ دینے سے قبل معاملے کے ہر ہر پہلو پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔ جو لوگ بغیر غور و فکر کے سرسری طور پر فتویٰ دے دیتے ہیں بعض وہم ان کے ایسے فتوے ہوتے ہیں کہ اسلاف کے اسباب بن جاتے ہیں۔ خاخ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گاؤں کا نام تھا۔ اس حدیث سے اہل بدرا کی بھی فضیلت ثابت ہوئی کہ اللہ پاک نے ان کی جملہ لغوشوں کو معاف فرمادا ہے۔

### باب قیدیوں کو کپڑے پہننا

(۳۰۰۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ پیش کیا۔ سنا، انہوں نے بیان کیا کہ بدرا کی لڑائی سے قیدی (مشرکین مکہ) لائے گئے۔ جن میں حضرت عباس (رضوی) بھی تھے۔ ان کے بدن پر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے قیص تلاش کروائی۔ (وہ لبے تد کے تھے) اس نے عبد اللہ بن ابی (مناقف) کی قیص ہی ان کے بدن پر آسکی اور آنحضرت ﷺ نے انہیں وہ قیص پہنادی۔ نبی کریم ﷺ نے (عبد اللہ بن ابی کی موت کے بعد) اپنی قیص اتار کر اسے پہنائی تھی۔ ابن عبیینہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ پر جو اس کا احسان تھا، آنحضرت ﷺ نے چاہا کہ اسے ادا کر دیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس (رضوی) کو قیص پہنائی جو کہ حالت کفر میں آپ کی قید میں تھے۔ اسی سے باب کامقدمہ ثابت ہوا کہ قیدی کو نگار کرنے کی بجائے اسے مناسب کپڑے پہنانے ضروری ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ ہر اخلاقی اور انسانی برآمدہ کرنا ضروری ہے۔ باب کا کیمی ارشاد ہے۔ عبد اللہ بن ابی منافق کے حالات تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

### باب اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام لائے

(۳۰۰۹) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن عبد القاری نے بیان کیا، ان سے ابو حازم مسلمہ ابن دینار نے بیان کیا، انہیں سل بن سعد انصاریؓ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے خبر کی لڑائی کے دن فرمایا، کل میں ایسے

### ۱۴۲ - بَابُ الْكِسْوَةِ لِلْأَسَارِيِّ

۳۰۰۸ - حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو سَعِيدِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَوْمَ بَذْرَ أَبْنَى بَاسَارِيَ وَأَبْنَى بِالْعَبَاسِ وَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ تُوبَةً، فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ فَقِبِصَ، فَوَجَدُوا فَقِبِصَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ أَبْنَى يَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَكَسَأَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ يَا، فَلِذَلِكَ نَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِبِصَةَ الَّذِي أَبْسَطَ)). قَالَ أَبْنُ عَيْنَةَ: كَانَتْ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَدَهُ، فَأَحَبَّ أَنْ يَكَافِئَهُ.

آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس (رضوی) کو قیص پہنائی جو کہ حالت کفر میں آپ کی قید میں تھے۔ اسی سے باب کامقدمہ ثابت ہوا کہ قیدی کو نگار کرنے کی بجائے اسے مناسب کپڑے پہنانے ضروری ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ ہر اخلاقی اور انسانی برآمدہ کرنا ضروری ہے۔ باب کا کیمی ارشاد ہے۔ عبد اللہ بن ابی منافق کے حالات تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں، یہ بھی ثابت ہوا کہ احسان کا بدلہ احسان سے ادا کرنا ضروری ہے۔

### ۱۴۳ - بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدِيهِ رَجُلٌ

جس کی تبلیغی کوششوں سے کوئی انسان نیک راستے پر لگ جائے یا اسلام قبول کر لے، اس کی نیکی کا کیا ملکا کانا ہے، یہ صدقہ جاریہ ہے جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

۳۰۰۹ - حَدَّثَنَا قَبِيْنَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَهْلٌ رَضِيَ اللَّهُ

شخص کے ہاتھ میں اسلامی جہذا دوں گا۔ جس کے ہاتھ پر اسلامی فتح حاصل ہوگی، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔ رات بھروس بصحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھنے کے کے جہذا ملتا ہے۔ جب صحیح ہوئی تو ہر شخص امیدوار تھا، لیکن آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ علی کمال ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا مبارک تحکم ان کی آنکھوں میں لگایا۔ اور اس سے انہیں صحت ہو گئی، کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپ نے انہیں کو جہذا عطا فرمایا۔ علی ہوثیر نے کہا کہ کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑوں جب تک یہ ہمارے ہی جیسے یعنی مسلمان نہ ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ یوں ہی چلا جا۔ جب ان کی سرحد میں اترے تو انہیں اسلام کی دعوت دینا اور انہیں بتانا کہ (اسلام کے ناطے) ان پر کون کون سے کام ضروری ہیں۔ خدا کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ ایک شخص کو بھی مسلمان کر دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

**آنحضرت ﷺ نے حضرت علی ہوثیر کو ہدایت فرمائی کہ وہ لڑائی سے قبل دشمنوں کو اسلام کی تبلیغ کریں، ان کو راہ ہدایت پیش کریں اور جمل تک ممکن ہو لڑائی کی نوبت نہ آئے رہیں۔ لڑائی مدافعت کے لئے آخری تدبیر ہے۔ بغیر لڑائی ہی اگر کوئی دشمن صلح جو ہو جائے یا اسلام ہی قول کر لے تو یہ تسلی عن الدّہ بہت ہی زیادہ قیمت رکھتی ہے۔ اس حدیث سے حضرت علی ہوثیر کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ اللہ نے جگ خبر کی فتح ان کے ہاتھ پر مقدر رکھی تھی۔**

ترجمہ باب حدیث کے الفاظ خیر لک من ای یکون لک حمر النعم سے نکتا ہے۔ سجان اللہ! کسی شخص کو راہ پر لانا اور کفر سے ایمان پر لگانا کتنا برا اجر رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وعظ اور تعلیم اور تلقین میں کوشش میلغ کرتے رہیں۔ کیونکہ یہ پیغمبروں کی میراث ہے اور چپ ہو کر پیش رہنا اور زبان اور قلم کو روک لینا عالموں کے لئے غصب کی پات ہے۔ ہمارے زمانہ کے مولوی اور مشائخ جو گھروں میں آرام سے بیٹھ کر جب لقوں پر ہاتھ مارتے ہیں اور خلاف شرع کام دیکھ کر سکوت کرتے ہیں اور جالبوں کو نصیحت نہیں کرتے، امراء اور دنیا داروں کی خوشابد میں غرق ہیں۔ یہ پیغمبر ﷺ کے سامنے قیامت کے دن کیا جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جو علم و فضل کی دولت عطا فرمائی اس کا شکریہ یہی ہے کہ وعظ و نصیحت میں سرگرم رہیں اور تعلیم و تلقین کو اپنا وظیفہ بنا لیں۔ دہمات کے مسلمانوں کو جو دینی مسائل اور اعتقادات سے ناواقف ہیں، ان کو واقف کرائیں اور ہر جگہ دعوت اسلام پہنچائیں۔ افسوس ہے کہ نصاریٰ تو اپنا باطل خیال یعنی تثنیت پھیلانے کے لئے ہر گاؤں ہر بستی اور راستے اور مجھ میں وعظ کرنے پھریں اور مسلمان پے اعتقاد یعنی توحید پر ہو کر زبان بند رکھیں اور چاہیں پھیلانے میں کوئی کوشش نہ کریں۔ اگرچہ دین کے پھیلانے میں کوئی مصیت پیش آئے تو اس کو عین سعادت اور برکت اور کامیابی سمجھنا چاہئے۔ دیکھو ہمارے پیغمبر ﷺ نے دعوت اسلام میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں۔ زخمی

عنهْ يَغْنِي أَنْ سَعَدَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ حَيْثُرَ: ((الْأَعْظَمُ الرَّأْيَةُ غَدَّاً رَجَلاً يَفْخَحُ عَلَى يَدِيهِ يَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَحْجُجُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ)). فَبَاتَ النَّاسُ لَيْلَتَهُمْ أَيْهُمْ يَغْطِي، فَغَدَا كُلُّهُمْ يَرْجُوهُ، فَقَالَ: ((أَيْنَ عَلَيْهِ؟)) فَقَيلَ: يَشْتَكِي عَنْيَهِ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَعَا لَهُ فَرِأَ كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجْعٌ، فَأَعْطَاهُ، فَقَالَ: أَفَاتُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلًا، فَقَالَ: ((انْفَذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزَلَ بِسَاحِبِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ، فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِي اللَّهُ بِكَ رَجَلاً خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حَمْرُ النَّعْمِ)).

[راجع : ۲۹۴۲]

ہوئے سر پھوٹے، دانت نوتا، گھلایاں کھائیں، یا اللہ! تیری راہ میں اگر ہم کو گھلایاں پڑیں تو وہ عمدہ اور شیرس لقوں سے زیادہ ہم کو لذتیز ہیں۔ اور تیرا سچا دین پھیلانے میں اگر ہم مارے جائیں یا پیٹے جائیں تو وہ ان دنیا دار بادشاہوں کی غلت اور سرفرازی سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یا اللہ! مسلمانوں کی آنکھ کھول دے کہ وہ بھی اپنے پارے پتھر کا دین پھیلانے میں ہمہ تن کوشش شروع کریں، گاؤں گاؤں وعظ کتے پھر۔ دین کی کتابیں اور رسائل چھپوا کر مفت تقدیم کریں، آمین یا رب العالمین۔ (وہیدی)

الحمد لله اس تبلیغی دورہ بھوج کچھ میں جو حال ہی میں یہاں کے ۲۵ دیہات میں کیا گیا، بخاری شریف مترجم اردو کے تین سو سے زائد پارے اور نماز کی کتابیں دوسرا اور کئی متفرق تبلیغی رسائل دو سو سے بھی زائد تعداد میں بطور تحائف و تبلیغ تقدیم کئے گئے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔ اور جملہ حصہ لینے والے حضرات کو اس کی بہتر سے بہتر جزا میں عطا کرے۔ کتابی تبلیغ آج کے دور میں ایک ٹھوس تبلیغ ہے جس کے متاثر بہت دور رس ہو سکتے ہیں و بالله التوفیق۔

### باب قیدیوں کو زنجیروں میں باندھنا

(۳۰۱۵) ہم سے محمد بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بشار نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ بنی کریم مشریعہ نے فرمایا، ایسے لوگوں پر اللہ کو تجہب ہو گا، جو جنت میں داخل ہوں گے حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے وہ بیڑیوں میں تھے۔

لیکن بعد میں اسلام لائے اور فوراً ہی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔ یعنی اللہ نے ان لوگوں پر تجہب کیا جو بہشت میں داخل ہوں گے اور دنیا میں زنجیروں پہننے تھے یعنی پہلے لواری میں قید ہو کر پابہ زنجیر آئے پھر خوشی سے مسلمان ہو گئے اور بہشت پائی۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے قیدیوں کے لئے زنجیروں کا پہننا ثابت فرمایا۔ ای الذین اسروا فی الحرب و جاء بهم المسلمون بالسلسل فاسلموا و انهم المسلمون الذين اسروا فی ایدی الکفار مسلسلین فیمتو نون او یقتلون علی هذه الحالة فیحشرون علیہا و بدخلون الجنۃ کذا فی الخیر الجاری، عبارت ہے اکا خلاصہ مطلب وہی ہے جو اپر بیان ہوا۔

### باب یہود یا نصاری مسلمان ہو جائیں

### ۱۴۴ - بَابُ الْأَسَارَى فِي السَّلَاسِلِ

(۳۰۱۰) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنَّدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَجَبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ)).

لیکن بعد میں اسلام لائے اور فوراً ہی شہید ہو کر جنت میں داخل ہو گئے۔

یعنی اللہ نے ان لوگوں پر تجہب کیا جو بہشت میں داخل ہوں گے اور دنیا میں زنجیروں پہننے تھے یعنی پہلے لواری میں قید ہو کر پابہ زنجیر آئے پھر خوشی سے مسلمان ہو گئے اور بہشت پائی۔ اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے قیدیوں کے لئے زنجیروں کا پہننا ثابت فرمایا۔ اهل الکتابین کے تواب کا بیان

### ۱۴۵ - بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ

### أَهْلِ الْكِتَابِينَ

(۳۰۱۱) - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً بْنُ عَيْنَةَ حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَنٍ أَبْوَ حَسَنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّفَعِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرَزَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ يُؤْتَونَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: الرَّجُلُ تَكُونُ لَهُ الْأَمَةُ فَيَعْلَمُهَا فَيَخْسِنُ تَغْلِيمَهَا، وَيُؤَدِّبُهَا

(۳۰۱۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے صالح بن حی ابو حسن نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے ابو بردہ نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد (ابو موسیٰ اشتریؓ) سے سنا کہ بنی کریم مشریعہ نے فرمایا، تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جنہیں دو گناہوں ملتا ہے۔ اول وہ شخص جس کی کوئی لومہ ہو، وہ اسے تعلیم دے اور تعلیم دینے میں اچھا طریقہ اختیار کرے، اسے ادب سکھائے اور اس میں اچھے

طریقے سے کام لے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اسے دہرا اجر ملے گا۔ دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پسلے (اپنے نبی پر) ایمان لایا تھا، پھر نبی کرم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا، تیرا وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بھی ادائیگی کرتا ہے اور اپنے آتا کے ساتھ بھی بھلائی کرتا ہے۔ اس کے بعد شبی (راوی حدیث) نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ حدیث بلا کسی محنت و مشقت کے دے دی ہے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب اس سے بھی کم حدیث کے لئے مدینہ منورہ تک کاسف رکنا پڑتا تھا۔

[راجع: ۹۷] مقدمہ امام بخاری ”کا یہ ہے کہ جگ سے قبل یہود و نصاری کو اسلام کی دعوت دی جائے اور ان کو یہ بشارت بھی پیش کی جائے کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے تو ان کو دو گناہ ثواب ملے گا۔ یعنی پسلے نبی پر ایمان لانا اور پھر اسلام قبول کر لینا، یہ دو گنے ثواب کا موجب ہو گا۔ بہ صورت فرمائی نہ ہو تو بترہ ہے۔

باب اگر (اڑنے والے) کافروں پر رات کو چھاپے ماریں اور بغیر ارادہ کے عورتیں، بچے بھی زخمی ہو جائیں تو پھر کچھ قباحت نہیں ہے قرآن مجید کی سورہ اعراف میں لفظ بیاتا اور سورہ نمل میں لفظ لنیتہ اور سورہ نساء میں لفظ یبیت آیا ہے۔ ان سب لفظوں کا وہی مادہ ہے جو یبیتون کا ہے۔ مراد سب سے رات کا وقت ہے۔

یہیںون ہاب کی حدیث میں ہے، ”حضرت امام بخاری“ کی عادت ہے کہ جب کوئی لفظ ایسا حدیث میں آتا ہے جس کے مشتملات یا مواد قرآن مجید میں بھی ہوں تو قرآن شریف کے لفظوں کی تغیری کر دیتے ہیں۔ ان کی غرض یہ ہے کہ جو آدی صحیح بخاری سمجھ کر پڑھے وہ قرآن کے الفاظ بھی بخوبی سمجھ لے۔ روایت میں مذکورہ جگہ ابواء نامی مدینہ سے ۲۳ میل پر اور دوان نامی جگہ ابواء سے آگے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔

(۳۰۱۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے، ان سے ابن عباس بن عتبہ نے اور ان سے صعب بن بشامہ بن شٹہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ مقام ابواء یا دوان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل

نیخسین اُدبهما، ثمْ يغفُّهَا فَيُتَرَجِّحُهَا، فَلَهُ أَجْرٌ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ أَهْلُ الْكِتَابُ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ أَمْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَهُ أَجْرٌ أَنَّهُ وَالْعَبْدُ الَّذِي يَوْمَئِيْ حَقَّ اللَّهِ وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ لَهُ). فَمَنْ قَالَ الشَّفَعِيُّ: وَأَغْطَيْتُكُمْ بِغَيْرِ شَيْءٍ، وَلَقَدْ كَانَ الرِّجْلُ يَرْجُلُ فِي أَهْوَانِ مِنْهَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

[راجح: ۹۷]

۱۴۶ - بَابُ أَهْلِ الدَّارِ يَبْيَسُونَ،  
يَصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَادِيُّ  
﴿يَبَأَتَا هُنَّا﴾ [الأعراف: ۴، ۹۷، یوس:]  
۵: لَيْلَةً. ﴿لَنْيَتَهُنَّ﴾ [المل: ۴۹]: لَيْلَةً  
﴿لَنْيَتَهُنَّ﴾ [النساء: ۸۱]: لَيْلَةً.

۳۰۱۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِّيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْيَضِ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ الصَّفَبِ بْنِ جَنَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: مَرْبِي النَّبِيِّ ﷺ بِالْأَنْوَاءِ - أَوْ بِوَدَانَ - وَسَيْلَ عَنْ أَهْلِ الدَّارِ يَبْيَسُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيَصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِهِمْ، قَالَ: ((هُمْ

کرنارہ است ہو گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں اور میں نے آپ سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں تھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا اور کسی کی چراغلہ نہیں ہے۔

(۳۰۱۳) (سابقہ سند کے ساتھ) زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے عبید اللہ سے سنابو اسط ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان سے صعب بن شٹو نے بیان کیا اور صرف ذراري (بچوں) کا ذکر کیا، سفیان نے کہا کہ عمرو ہم سے حدیث بیان کرتے تھے۔ ان سے ابن شاہب زینی اکرم رضی اللہ عنہما سے (سفیان نے) بیان کیا کہ پھر ہم نے حدیث خود زہری (ابن شاہب) سے سنی۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ نے خبر دی، انہیں ابن عباس بن شٹو نے اور انہیں صعب بن شٹو نے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، (مشرکین کی عورتوں اور بچوں کے متعلق کہ) وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ (زہری کے واسطے سے) جس طرح عمرو نے بیان کیا تھا کہ (هم من آبائیہم) وہ بھی انہیں کے باپ اداوی کی نسل ہیں۔ زہری نے خود ہم سے ان الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کیا (یعنی ہم من آبائیہم نہیں کہا بلکہ ہم منہم کہا)

۳۰۱۴ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَيْنَدَ  
اللَّهِ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا الصَّفَبُ فِي  
الذَّرَّارِيِّ. كَانَ عَمْرُو يَحْدُثُنَا عَنْ أَبْنَى  
شَهَابَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،  
فَسَمِعْنَاهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرْنِي عَيْنَدَ  
اللَّهِ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
(عَنِ الصَّفَبِ) قَالَ: هُمْ مِنْهُمْ، وَلَمْ يَقُلْ  
كُمَا قَالَ عَمْرُو: هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ)).

[راجع: ۲۳۷]

**لئے بیچ** اسلام کا حکم یہ ہے کہ لڑائی میں عورتوں بچوں یا بوزھوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر رات کے وقت مسلمان ان پر حملہ آور ہوں تو ظاہر ہے کہ اندر میرے میں عورتوں بچوں کی تیز مشکل ہو جائے گی۔ اب اگر یہ قتل ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ شریعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ قصداً اور ارادہ کر کے عورتوں، بچوں یا لڑائی وغیرہ سے عابز بوزھوں کو لڑائی میں کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے اور نہ انہیں قتل کیا جائے لیکن اگر حالت بجوری ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

چراغہ سے متعلق عربوں کا قائدہ تھا، کہیں آباد اور سر بزر جگل میں پہنچتے تو کہتے کہ اشارہ کرتے وہ بھونکتا جمال تک اس کے بھونکنے کی آواز جاتی وہ جگل بطور چراغہ اپنے لئے محفوظ کر لیتے، کوئی دوسرا اپنا جانور اس میں نہ چاہتا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ طریق جو سراسر قلم ہے موقف کیا اور فرمایا کہ محفوظ چراغہ اللہ یا اس کے رسول ﷺ کا ہو سکتا ہے۔ اور امام یا حاکم بھی رسول کا قائم مقام ہے، دوسرے لوگ کوئی چراغہ محفوظ نہیں کر سکتے، یہ اسلامی عمد کی ہات ہے۔ آج کل حکومتی چراغاہوں کے لئے خود قطعات چھوڑ دیتی ہیں جو عام پیک کے لئے ہوتی ہیں کہ وہ ان میں مقررہ نہیں ادا کر کے اپنے جانوروں کو چراتے ہیں۔ اسلام کی یہ اہم خوبی ہے کہ اس نے تمدنی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی زندگی کا ایک مکمل ترین ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔ دین کامل کی سی شان تھی۔ عج ہے «وَمَنْ يَتَسْعَ غَيْرُ  
الْأَسْلَامِ وَمَنْ قَاتَلَهُ فَإِنَّهُ مُنَاهَدٌ مِنَ الظَّالِمِينَ» (آل عمران: ۸۵) صدق اللہ تبارک و تعالیٰ

قال النبوي اطفالهم فيما يتعلق بالآخرة فيهم ثلاث مذاهب قال الاكثرون هم في النار نبع لابائهم وتوقف طائفه والثالث وهو

الصحيح انهم من اهل الجنة قاله الكرمانی (نبوی)

لیعنی مشرکین کے بچوں کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے کہ اپنے والدین کے تابع ہونے کی وجہ سے دوزخی ہیں۔ ایک جماعت اس میں توقف کرتی ہے اور تیسرا نہ ہب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں اور کسی صحیح ہے واللہ اعلم۔

### باب جنگ میں بچوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

(۳۰۱۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم کویٹھ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔

### ۱۴۷- بَابُ قَتْلِ الصَّيْبَانِ فِي الْحَرْبِ

(۳۰۱۴) حدیثنا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْلَّذِيْنَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَنْهُ اللَّهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَقْتُولَةً فَلَنَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَ الصَّيْبَانِ)).

[طرفة في : ۳۰۱۵].

جنگ میں قصدا عورتوں یا بچوں کا مارنا اسلام میں ناپسندیدہ کام ہے۔ صد افسوس کہ یہ نوٹ ایسے وقت میں لکھ رہا ہوں کہ ملک بگال مشرقی پاکستان میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان مرد، عورت، بچے بکریوں کی طرح ذبح کے جارہے ہیں۔ بگالیوں اور بہاریوں اور پنجابیوں کے ناموں پر مسلمان اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے اسلامی بھائیوں کی خون ریزی کر رہے ہیں۔

آہ! فلیک علی الاصلام من كان باكيا

### باب جنگ میں عورتوں کا قتل کرنا کیسا ہے؟

(۳۰۱۵) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو اسامہ سے پوچھا، کیا عبید اللہ نے آپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت رسول اللہ شیعیم کے زمانہ میں کسی غزوے میں مقتول پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ (تو انہوں نے اس کا اقرار کیا)

### ۱۴۸- بَابُ قَتْلِ النِّسَاءِ فِي الْحَرْبِ

(۳۰۱۵) حدیثنا إسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أَسَمَّةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُهُ كُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((وَجَدَتْ امْرَأَةً مَقْتُولَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قُلْلِ النِّسَاءِ وَ الصَّيْبَانِ)). [راجع: ۳۰۱۵]

ابو اسامہ کا یہ جواب امام بخاری کی روایت میں مذکور نہیں ہے لیکن اسحاق بن راہویہ نے اپنی مند میں یہ حدیث نکالی اس میں صاف مذکور ہے کہ ابو اسامہ نے اقرار کیا ہاں! (وحیدی)

### باب اللہ کے عذاب (آگ) سے کسی کو عذاب نہ کرنا

(۳۰۱۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، ان سے بکیر نے، ان سے سلیمان بن یمار نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ رسول اللہ شیعیم نے ہمیں ایک مسم پر روانہ فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اگر تمہیں فلاں اور فلاں مل جائیں

### ۱۴۹- بَابُ لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللَّهِ

(۳۰۱۶) حدیثنا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْلَّذِيْنَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سَلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: بَعْثَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: ((إِنَّ وَجَدْتُمْ

تو انہیں آگ میں جلا دیتا، پھر جب ہم نے روائی کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو جلا دیتا۔ لیکن آگ ایک ایسی چیز ہے جس کی سزا صرف اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے۔ اس لئے اگر وہ تمہیں میں تو انہیں قتل کرنا۔ (آگ میں نہ جلانا)

فَلَاتَ وَفَلَاتَا فَأَخْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ). نَعَمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: ((إِنِّي أَمْرُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فَلَاتَا وَفَلَاتَا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُغَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ، فَلَمَّا وَجَدْنَمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا)). [راجع: ۲۹۵۴]

**تشریح** بعض صحابہؓ نے اس کو مطلقًا منع جانا ہے گو بطور قصاص کے ہو، بعضوں نے جائز رکھا ہے جیسے حضرت علیؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے منقول ہے۔ مثب نے کہا یہ مماثلت تحریکی نہیں، بلکہ بطور تواضع کے ہے۔ ہمارے زمانہ میں تو آلات حرب توپ اور بندوق اور ڈاکٹامیٹ تار پیڑی وغیرہ سب انگاری انگار ہیں اور چونکہ کافروں نے ان کا استعمال شروع کر دیا ہے، لہذا مسلمانوں کو بھی ان کا استعمال درست ہے۔ (وحیدی)

ترجم کے خیال ناقص میں ان جدید تصریحوں کا استعمال امر دیگر ہے اور مطلق آگ میں جلانا امر دیگر ہے جسے شرعاً داخل اقلام پسند نہیں کیا جاسکتا۔

(۳۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے کہ علی بن بشیر نے ایک قوم کو (جو عبد اللہ بن سبائی کی تمعیق تھی اور حضرت علی بن بشیر کو اپنا خدا کہتی تھی) جلا دیا تھا۔ جب یہ خبر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ پریشان کو ملی تو آپ نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو، البتہ میں انہیں قتل ضرور کرتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنادین تبدیل کر دے اسے قتل کرو۔

۳۰۱۷ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِنْكَرَةِ أَنَّ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَرَقَ قَوْمًا، فَبَلَغَ أَبِنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوْ بِعِذَابِ اللَّهِ)، وَلَقَنْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ بَدَّلَ دِيَنَهُ فَاقْتُلُوهُ)).

[طرفة فی : ۶۹۲۲].

یہ لوگ سبائی تھے۔ عبد اللہ بن سبائیودی کے تابعدار جو مسلمانوں کو خراب کر دلائے کے لئے بظاہر مسلمان ہو گیا تھا اور اندر سے کافر تھا۔ اس مردوں نے اپنے تابعداروں کو یہ تعلیم کی تھی کہ حضرت علیؓ معاذ اللہ آدمی نہیں ہیں بلکہ خدا ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ راشیوں میں ایک فرقہ نصیری ہے جو حضرت علی بن بشیر کو خدائے بزرگ اور امام جعفر صادقؑ کو خدائے خورد کرتا ہے لا حول ولا قوۃ الا بالله (وحیدی)

باب (اللہ تعالیٰ کا سورہ محمد میں یہ فرماتا) کہ قیدیوں کو مفت احسان رکھ کر چھوڑ دیا فدیہ لے کر

اس باب میں ثماںہ کی حدیث ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”نبی کے لئے مناسب نہیں کہ قیدی اپنے پاس رکھ۔ جب تک کافروں کا خوب سنتیاں نہ کرو۔“

۱۵۰ - بَابُ ﷺ فِيمَا مَنَّا بَعْدُ وَإِمَاءَ فَدَاءَ ﷺ [محمد : ۴]

فِيهِ حَدِيثٌ ثَمَانَةَ وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﷺ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُشْعِنَ فِي الْأَرْضِ - حَتَّى يُغْلِبَ فِي الْأَرْضِ -

تُرِينُونَ عَرْضَ الدُّنْيَا ﴿الآية: الأنفال: ٦٧﴾

پوری آئیت یوں ہے۔ جب تم کافروں کو خوب قتل کر چکو (ان کا زور توڑو) اب قیدیوں کے باب میں تم کو اختیار ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑو خواہ فدیہ لے کر بعض سلف کتے ہیں کہ یہ آئیت منور ہے اس آئیت سے «فاقتلو المشرکین حیث وجدهم» اور اکثریت کتے ہیں کہ ملکوں نہیں ہے۔ اب ان میں بعض یوں کتے ہیں کہ قیدیوں کا قتل کرنا درست نہیں یا مفت چھوڑ دیجئے جائیں یا فدیہ لے کر۔ لیکن جمورو علماء کا یہ قول ہے کہ امام کو تین باتوں میں اختیار ہے۔ جیسا مناسب سمجھو دیا کرے، یا قیدیوں کو قتل کرے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔ یا مفت احسان رکھ کر چھوڑ دے۔ (وحیدی)

بقول الجمهور في أمر الكفارة من الرجال الى الامام يفعل ما هو الاحفظ للإسلام والمسلمين (فتح) یعنی کافر قیدیوں کے بارے میں امام جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ دیکھے وہ کام کرے۔ جمورو کا یہی قول ہے۔ شمسہ کی حدیث کو حضرت امام بخاری نے کئی جگہ نقل فرمایا ہے، اس نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ اگر آپ مجھ کو مار ڈالیں گے تو میرے خون کا بدله دو سرے لوگ لیں گے۔ اگر احسان رکھ کر چھوڑ دیں گے تو میں شکرگزار رہوں گا۔ اگر آپ روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا درکار ہو حاضر ہے، آنحضرت ﷺ نے شمسہ کے بیان پر سکوت فرمایا، تو معلوم ہوا کہ قیدی کا قتل بھی درست ہے مگر بعد میں شمسہ مسلمان ہو گئے تھے۔

### باب اگر کوئی مسلمان کافر کی قید میں ہو تو اس کا خون کرنا یا

کافروں سے دعا اور فریب کر کے اپنے تین چھڑالینا جائز ہے اس باب میں سورین مخرمہؓ کی حدیث ہے آنحضرت ﷺ سے۔  
باب اگر کوئی مشرک کسی مسلمان کو آگ سے جلاوے تو کیا

اسے بھی بدله میں جلاایا جا سکتا ہے؟

(۳۰۱۸) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک وہیب نے کہ قبلہ علی کے آئھہ آدمیوں کی جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (اسلام قبول کرنے کو) حاضر ہوئی لیکن مذہبہ کی آب و ہوا ائمہ موافق نہیں آئی، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہمارے لئے (اونٹ کے) دودھ کا انتقام کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے دودھ نہیں دے سکتا، تم (صدقہ کے) اونٹوں میں پلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیو، تاکہ تمہاری صحت نمیک ہو جائے۔ وہ لوگ وہاں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پی کر تندروست ہو گئے تو چراہے کو قتل کر دیا، اور اونٹوں کو اپنے ساتھ لے کر بھاگ نکلے اور اسلام لانے کے بعد کفر کیا، ایک

١٥١ - بَابُ هَلْ لِلأَسْبِيرِ أَنْ يَقْتَلَ  
وَيَخْدُعَ الَّذِينَ أَسْرُواهُ حَتَّى يَنْجُو مِنَ  
الْكَفَرَةِ؟ فِيهِ الْمَسْنُورُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

١٥٢ - بَابُ إِذَا حَرَقَ الْمُشْرِكُ

الْمُسْلِمَ هَلْ يُحَرَّقُ؟

٣٠١٨ - حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسْدٍ حَدَّثَنَا  
وَهُبَيْبٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ عَنْ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَهْطًا مِنِ  
غَكْلِ ثَمَانِيَةَ قَدِيمًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوْرُوا الْمَدِينَةَ، فَقَالُوا: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَتَيْنَا رِسْلًا، قَالَ: (مَا أَجِدُ  
لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحِقُوا بِالذُّوذِ)، فَانطَلَقُوا  
فَشَرَبُوا مِنْ أَنْوَاهِهَا وَأَلْبَانِهَا حَتَّى صَحُوا  
وَسَمِنُوا، وَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَقْوَذُوا الذُّوذِ،  
وَكَفَرُوا بِنَدَاءِ إِسْلَامِهِمْ: فَلَمَّا أَصْرَنَعَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعْثَ

شخص نے اس کی خبر آنحضرت ﷺ کو دی، تو آپ نے ان کی تلاش کے لئے سوار دوڑائے، وہ پرے بھی پسلے ہی وہ پکڑ کر لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ پھر آپ کے حکم سے ان کی آنکھوں میں سلامی گرم کر کے پھیر دی گئی اور انہیں حمد (عینہ کی پھریلی زمین) میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن انہیں نہیں دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سب مر گئے۔ (ایسا ہی انہوں نے انہوں کے چرانے والوں کے ساتھ کیا تھا، جس کا بدله انہیں دیا گیا) ابو طلبہ نے کہا کہ انہوں نے قتل کیا تھا، چوری کی تھی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جگ کی تھی اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کی تھی۔

الْطَّلَبُ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارَ حَتَّىٰ أَتَىٰ بِهِمْ  
فَقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجَلَهُمْ ثُمَّ أَمْوَالَهُمْ  
فَأَخْمَمَتْ فَكَحَلَّهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ  
يَسْتَسْفَنُونَ فَمَا يُسْنَفُونَ حَتَّىٰ مَاتُوا. قَالَ  
أَبُو قَلَّابَةَ: قَتَّلُوا وَسَرَقُوا وَحَارَبُوا اللَّهَ  
وَرَسُولَهُ وَسَعَوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادُوا.

[راجع: ۲۲۳]

**تشییع** تو ایسے بے ایمان، شریر، پاجیوں، نمک حراموں کو سخت سزا دنیا ہی چاہئے تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت ہو اور بندگان خدا ان کے علموں سے محفوظ رہیں۔ اس حدیث کی مناسبت ترجیحہ پاپ سے مشکل ہے۔ کیونکہ اس میں گرم گرم سلامیاں آنکھوں میں پھیرنے کا ذکر ہے جو آگ ہے مگر یہ کہاں ذکر ہے کہ انہوں نے بھی مسلمانوں کو آگ سے عذاب دیا تھا۔ اور شاید امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو تمہی نے روایت کیا۔ اس میں یہ ہے کہ ان لوگوں نے بھی مسلمان چوہا ہوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ (وحیدی)

## باب ۱۵۳ - بَابُ

(۳۰۱۹) ہم سے یحییٰ بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے کہ ابو ہریرہ رض نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ایک چیزوں نے ایک نبی (عزیز یا مویٰ رض) کو کاٹ لیا تھا۔ تو ان کے حکم سے چیزوں کے سارے گھر جلا دیئے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیزوں نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

۳۰۱۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ كَبِيرٍ حَدَّثَنَا  
اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَأَبْنِ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتَ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((فَوَصَّلَتْ نَمَلَةٌ  
نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَأَمَرَ بِقَرْبَةِ النَّمَلِ  
فَأَخْرَقَتْ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ فَوَصَّلَتْ  
نَمَلَةٌ أَخْرَقَتْ أَمَّةً مِّنَ الْأَمْمِ تُسَبِّحُ اللَّهَ)).

[طرفة فی : ۳۳۱۹].

کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ایک ایسی بستی پر سے گزرے جس کو اللہ پاک نے بالکل تباہ کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا پر دردگار! اس بستی میں تو قصور بے قصور ہر طرح کے لوگ، لڑکے، بچے، جانور سب ہی تھے، تو نے سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ایک درخت کے تلے اترے، ایک چیزوں نے ان کو کاٹ لیا، انہوں نے غصہ ہو کر چیزوں کا سارا مل جلا دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے مروضہ کا جواب ادا کیا کہ تو نے کیوں بے قصور چیزوں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت امام بخاریؓ نے اس حدیث سے یہ نکلا کہ آگ سے عذاب کرنا درست

ہے، جیسے ان تغیرتے کیا۔ قسطلانی نے کام اس حدیث سے دلیل لی اس نے جو مودی جائز کہتا ہے۔ اور ہماری شریعت میں تو تجویزی اور شدید کمی کو مارڈائے سے ممکن ہے۔ (وحیدی)

### باب (حربی کافروں کے) گھروں اور باغوں کو جلانا

(۳۰۲۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے قیس بن الی حازم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے جریر بن عبد اللہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ بن عثیمین نے فرمایا، ذوالقصه کو (برپا کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالقصه قبلہ خشم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبلہ امس کے ایک سو بچاں سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑے سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آخر پرست مسیح بن یہیم نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا، میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمایو، اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پالیا ہوا بنا یو، اس کے بعد جریر بن عثیمین روانہ ہوئے، اور ذوالقصه کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگادی۔ پھر رسول اللہ بن عثیمین کو اس کی خبر بھجوائی۔ جریر بن عثیمین کے قاصد (ابوار طاة حسین بن ربیعہ) نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا، اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، جب تک ہم نے ذوالقصه کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا، یا (انہوں نے کہا) خارش و والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے) جریر بن عثیمین نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبلہ امس کے سواروں اور قبلہ کے تمام لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

**ذی القصہ** ذی القصہ نائی بت خانہ حربی کافروں کا مندر تھا، جس وہ جمع ہوتے، اور اسلام کی نہ صرف توپیں کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی مختلف تدابیر سوچا کرتے تھے۔ اس نے آخر پرست مسیح بن یہیم نے اسے ختم کر کر ایک فدا کے مرکز کو ختم کر دیا تاکہ عام مسلمان سکون حاصل کر سکیں۔ ذی القصہ کے عبادت خانے مسلمانوں کی حفاظت میں آجائے ہیں۔ لہذا ان کے لئے ہر دور

### ۱۵۴ - بَابُ حَرْقِ الدُّورِ وَالتَّخْيِلِ

۳۰۲۰ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَبِيسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: قَالَ لِي جَرِيزٌ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا تُرِينُنِي مِنْ ذِي الْحَلَقَةِ؟)) - وَكَانَ يَبْتَأِ فِي خَتْمِ يُسْمَىٰ كَعْبَةَ الْيَمَانِيَّةِ - قَالَ فَانْطَلَقَ فِي خَتْمِ خَمْسِينَ وَمِائَةً فَارِسٍ مِنْ أَخْمَسِ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ، وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، لَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّىٰ رَأَيْتُ أَثْرَ أَصْبَابِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ تَبْتَهْ وَاجْعَلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا)). فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا. ثُمَّ بَعَثَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ يَخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَخْبِرُهُ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيزٍ: وَاللَّهِ يَعْلَمُ بِمَا جَنَّبَكَ حَتَّىٰ تُرَكَتْهَا كَانَهَا جَمِلًا أَجْوَفًا أَوْ أَجْزَبًا. قَالَ ((فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَخْمَسٍ وَرَدَ جَاهِلَهَا خَمْسَ مَرَاثِ)). [اطرافہ فی: ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۶۰۸۹، ۶۲۳۳]

میں اسلامی سربراہوں نے بڑے بڑے اوقاف مقرر کئے ہیں اور ان کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھا ہے جیسا کہ تاریخ شلیہ ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۳۰۲۱) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عینہ نے خبر دی، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے (یہود) بونصیر کے کھجور کے باغات جلوادیے تھے۔

۳۰۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانُ عَنْ مُوسَىٰ بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((حَرَقَ النَّبِيُّ ﷺ نَخْلَ بَنَى النَّضِيرِ)).

[راجح: ۲۲۲۶]  
حالات جنگ مختلف ہوتے ہیں۔ بعض وغیرہ جنگی ضروریات کے تحت دشمنوں کے کھیتوں اور باغات کو بھی جلانا پڑتا ہے۔ ورنہ دیسے عام حالات میں کھیتوں اور باغوں کو جلانا بہتر نہیں ہے۔

### باب (حربی) مشرک سورہ اہو تو اس کامارہ النادرست ہے

یہ جب ہے کہ اس کو دعوت اسلام پہنچ بھی ہو اور وہ کفر و شرک پر اذار ہے یا اس کے ایمان لانے سے مایوس ہو پچھی ہو جیسے ابو رافع یہودی تھا، جو کعب بن اشرف کی طرح پنج برہنہ (پنج) کو ستائے تھا، آپ کی ہو کر تا اور مشرکین کو آپ سے لٹنے کے لئے برائیجیتہ کرتا۔

(۳۰۲۲) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابو الحاق نے اور ان سے براء بن عازب بھٹک نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع (یہودی) کو قتل کرنے کے لئے بھیجا، ان میں سے ایک صاحب (عبداللہ بن عتیک بھٹک) آگے چل کر اس کے قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ اندر جانے کی بعد میں اس مکان میں گھس گیا، جہاں ان کے جانور بندھا کرتے تھے۔ بیان کیا کہ انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، لیکن اتفاق کہ ان کا ایک گدھا ان کے مویشیوں میں سے گم تھا۔ اس لئے وہ اسے تلاش کرنے کے لئے باہر نکلے۔ (اس خیال سے کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں) نکلنے والوں کے ساتھ میں بھی باہر آگیا، تاکہ ان پر یہ ظاہر کر دوں کہ میں بھی تلاش کرنے والوں میں شامل ہوں، آخر گدھا انہیں مل گیا، اور وہ پھر اندر آگئے۔ میں بھی ان کے ساتھ اندر آگیا اور انہوں نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، رات کا وقت تھا، کنجیوں کا گچھا انہوں نے ایک ایسے طاق میں رکھا جسے میں نے دیکھ لیا تھا۔ جب وہ

### ۱۵۵ - بَابُ قُتْلِ النَّاسِ الْمُشْرِكِ

۳۰۲۲ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ مُسْتَلِمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَاً بْنَ أَبِي زَيْنَدَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ أَبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((بَعْثَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ لِيُقْتَلُوهُ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَدَخَلَ حِصْنَهُمْ، قَالَ : فَدَخَلْتُ فِي مَرْبَطِ دَوَابِّ لَهُمْ، قَالَ : وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ إِنَّهُمْ لَفَدَوْا حِمَارًا لَهُمْ فَخَرَجُوا يَطْلَبُونَهُ، فَخَرَجْتُ فِيمَنْ خَرَجَ أَرِيهِمْ أَنِّي أَطْلَبُهُ مَعَهُمْ، فَوَجَدُوا الْحِمَارَ، فَدَخَلُوا وَدَخَلْتُ، وَأَغْلَقُوا بَابَ الْحِصْنِ لَيْلًا، فَوَضَعُوا الْمَفَاتِيحَ فِي كُوْتَةٍ حِيتَ أَرَاهَا، فَلَمَّا نَامُوا أَخْدَتُ الْمَفَاتِيحَ فَفَتَحْتُ بَابَ الْحِصْنِ، ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَيْهِ

سب سو گئے تو میں نے چاپیوں کا کچھا اٹھلیا اور دروازہ کھول کر ابو رافع کے پاس پہنچا۔ میں نے اسے آواز دی، ابو رافع! اس نے جواب دیا اور میں فوراً اس کی آواز کی طرف بدھا اور اس پر وار کر بیٹھا۔ وہ چیختے گا تو میں باہر چلا آیا۔ اس کے پاس سے واپس آکر میں پھر اس کے کرو میں داخل ہوا گویا میں اس کی مدد کو پہنچا تھا۔ میں نے پھر آواز دی، ابو رافع! اس مرتبہ میں نے اپنی آواز بدل لی تھی، اس نے کماکہ کیا کہ رہا ہے، تمہی مال برپا ہو۔ میں نے پوچھا، کیا بات پیش آئی؟ وہ کہنے لگا، نہ معلوم کون شخص میرے کمرے میں آگیا، اور مجھ پر حملہ کر بیٹھا ہے، انہوں نے کماکہ اب کی بار میں نے اپنی تکوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اتنی زور سے دھائی کہ اس کی ہڈیوں میں اتر گئی، جب میں اس کے کرو سے لکھا تو بت دھشت میں تھا۔ پھر قلعہ کی ایک سیڑھی پر میں آیا تاکہ اس سے نیچے اتر جاؤں مگر میں اس پر سے گر گیا، اور میرے پاؤں میں موچ آگئی، پھر جب میں اپنے ساقیوں کے پاس آیا تو میں نے ان سے کماکہ میں تو اس وقت تک میں وہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اس کی موت کا اعلان خود نہ سن لوں۔ چنانچہ میں وہیں نہ گیا۔ اور میں نے روئے والی عورتوں سے ابو رافع جہاز کے سوداگر کی موت کا اعلان بلند آواز سے نہ۔ انہوں نے کماکہ پھر میں وہاں سے اٹھا، اور مجھے اس وقت کچھ بھی درد معلوم نہیں ہوا، پھر ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپؐ کو اس کی بشارت دی۔

(۳۰۲۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن الی زائد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو سحاق نے اور ان سے براء بن عاذب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے چند آدمیوں کو ابو رافع کے پاس (اسے قتل کرنے کے لئے) بھیجا تھا۔ چنانچہ رہات میں عبد اللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ اس کے قلعہ میں داخل ہوئے اور

سر اسے سوتے ہوئے قتل کیا۔

فَقُلْتَ: يَا أَبَا رَافِعٍ، فَأَجَابَهُ، فَقَمَدْتُ الصَّوْتَ فَضَرَبْتُهُ، فَصَاحَ، فَخَرَجْتُ، ثُمَّ جِئْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ كَمَايَ مُؤْمِنَةً فَقُلْتَ يَا أَبَا رَافِعٍ - وَغَيْرُتُ صَوْتِي - فَقَالَ: مَا لَكَ لِأَمْلَكِ الْأَوْتَيلِ، قَلَّتْ: مَا شَانَكَ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي مَنْ دَخَلَ عَلَيَّ فَضَرَبَتِي، قَالَ: لَوْرَضَعْتَ سَيْفِي لِي بَطْهِ، ثُمَّ تَحَمَّلْتَ عَلَيْهِ حَتَّى قَرَعَ الْعَظَمَ، ثُمَّ خَرَجْتُ وَأَنَا ذَهِشْ، فَأَنْتَ سُلْمَانَ لَهُمْ لَا نَزُولَ مِنْهُ فَوَقَعْتَ، فَوَنَّتَ رِجْلِي، فَخَرَجْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَقُلْتَ: مَا أَنَا بِنَارِحٍ حَتَّى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ، فَمَا تَرِخْتَ حَتَّى سَمِعْتَ نَعَيَا أَبِي رَافِعٍ تَاجِرٍ أَهْلِ الْمِجَازِ، قَالَ: فَقَمْتُ وَمَا بِي قَلْبَةٌ حَتَّى أَئْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْنَاهُ)

(اطرافہ فی: ۳۰۲۳، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰)

۳۰۲۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ زَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ الرَّبِّ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى أَبِي رَافِعٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَيْبَكَ بَيْتَ لِيَلَّا فَقْتَلَهُ وَهُوَ نَامٌ)). [راجح: ۳۰۲۲] \* سر اسے سوتے ہوئے قتل کیا۔

عبداللہ بن عثیمین ابو رافع کی آواز پہچانتے تھے، وہاں انہیم راجحیا ہوا تھا، انہوں نے یہ خیال کیا، ایسا نہ ہو میں اور کسی کو مار ڈالوں، اس لئے انہوں نے ابو رافع کو پکارا اور اس کی آواز پر ضرب لکھی۔ گو ابو رافع کو عبد اللہ نے جگادیا گیریہ جگتا صرف اس کی جگہ معلوم کرنے کیلئے تھا۔ ابو رافع دہیں پڑا رہا، تو گویا سوتا ہی رہا۔ اس لئے باب کی مطالبت حاصل ہوتی۔ بعضوں نے کماکہ حضرت امام بخاری نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا، جس میں یہ صراحت ہے کہ عبد اللہ نے ابو رافع کو سوتے میں مارا۔ یہ ابو رافع (سلام بن ابی الحنفی یہودی) کافروں کو مسلمانوں پر جنگ کے لئے اہمara تا اور ہر وقت فساد کرنے پر آمادہ رہتا تھا۔ اس لئے ملک میں قیام امن کے لئے اس کا ختم کرنا ضروری ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو نیست و نابود کرایا۔

### باب دشمن سے مُبھیز ہونے کی آرزو نہ کرنا

(۳۰۲۴) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ عاصم بن یوسف یروی نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے ابو اسحاق فزاری نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عمر بن عبد اللہ کے غلام سالم ابو النصر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبد اللہ کا مشتی تھا۔ سالم نے بیان کیا کہ جب وہ خوارج سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے تو انہیں عبد اللہ بن ابی اوفری رضی اللہ عنہما کا خط ملا۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑائی کے موقع پر انتظار کیا، پھر جب سورج ڈھل گیا۔

۳۰۲۴ - حدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ بْنُ يُوسُفَ الْيَرْبُوعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، كُنْتُ كَاتِبَ اللَّهِ قَالَ: كَبَّ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى حِينَ خَرَجَ إِلَى الْخَرْوَرِيَّةِ فَقَرَأَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ أَلَيْهِ لَقِيَ فِيهَا الْعَذَنُ اَنْتَظَرْ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ).

[راجع: ۲۸۱۸]

(۳۰۲۵) تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی بھڑائی کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی باٹو۔ ہاں! جب جنگ چھڑ جائے تو پھر صبر کر رہا اور رُث کر مقابلہ کرو اور جان لو کہ جنت تکواروں کے سامنے میں ہے۔ پھر آپ نے یوں دعا کی، اے اللہ! کتاب (قرآن) کے نازل فرمانے والے، اے باولوں کے چلانے والے! اے احزاب (یعنی کافروں کی جماعتوں کو غزوہ خندق کے موقع پر) شکست دینے والے! ہمارے دشمن کو شکست دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر اور موسیٰ بن عقبہ نے کماکہ مجھ سے سالم ابو النصر نے بیان کیا کہ میں عمر بن عبد اللہ کا مشتی تھا۔ ان کے پاس حضرت عبد اللہ بن ابی اوفری رضی اللہ عنہما کا خط آیا کہ رسول

۳۰۲۵ - ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((إِنَّ أَيَّهَا النَّاسُ لَا تَمْتَنُوا لِقاءَ الْعَذَنُ وَسَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَأَصْبِرُوْا، وَأَعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّبُوفِ)). ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ مُنْزِلُ الْكِتَابِ، وَمَجْرِيَ السُّحَابِ، وَهَازِمُ الْأَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ)). وَقَالَ مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ: قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ: كُنْتُ كَاتِبَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، فَأَتَاهُ كِتَابًا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى

کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے لڑائی لڑنے کی تمنانہ کرو۔

(۳۰۲۶) ابو عامر نے کہا، ہم سے مخدوہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے لڑنے بھڑنے کی تمنانہ کرو، ہاں! اگر جنگ شروع ہی ہو جائے تو پھر صبر سے کام لو۔

باب اور حدیث کا خلاط ظاہر ہے کہ دشمن سے بر سریکار رہنے کی کوشش کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ صلح مغلی، امن و امان بہر حال ضروری ہیں۔ اس لئے کبھی بھی خواہ مخواہ جنگ نہ چھیڑی جائے نہ اس کے لئے آرزو کی جائے۔ ہاں جب سرسے پانی گزر جائے اور جنگ بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو پھر صبر و استقامت کے ساتھ پوری قوت سے دشمن کا مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

### باب لڑائی مکروہ فریب کا نام ہے

یعنی لڑائی میں مکروہ اور تدبیر ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ عمد توڑے یا دغا بازی کرے وہ تو حرام ہے۔ غزوہ خدق میں مسلمانوں کے خلاف یہود اور قریش اور غلطان سب متفق ہو گئے تھے، آنحضرت ﷺ نے قیم بن مسعودؑ کو سمجھ کر ان میں ناقابلی کو دی، اس وقت آپؐ نے یہ فرمایا کہ لڑائی کر اور فریب ہی کا نام ہے۔ یعنی اس میں داؤ کرنا اور دشمن کو دھوکا دینا ضروری ہے۔ (وجیدی)

(۳۰۲۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، ہم سے عبد الرزاق

(۳۰۲۷) ۳۰۲۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ

حَدَّثَنَا عَنْ الْرَّازِيقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هَلْكَ كَسْرَى، ثُمَّ لَا يَكُونُ كَسْرَى بَعْدَهُ. وَقَيْصَرٌ لَهِلْكَنَّ، ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ. وَلَقَسْمَنْ كَتُوزُهُمَا فِي سَيِّلِ اللَّهِ)).

[أطرافه في: ۳۱۲۰، ۳۶۱۸، ۳۶۳۰].

۳۰۲۸ - ((وَسَمِّيَ الْحَرْبُ حَذْنَعَةً)).

[طرفة في: ۳۰۲۹].

**لَشَبِيجَ** اس زمانے میں روم اور ایران میں مختار حکومتیں قائم تھیں۔ ایرانی بادشاہ کو لفظ کسری سے اور روی بادشاہ کو لفظ قیصر سے محتب کرتے تھے۔ ان ٹکنوں میں بادشاہوں کو خدا کے درجے میں سمجھا جاتا اور رعایا ان کی پرستش کیا کرتی تھی۔ آخر اسلام ایسے ہی مظالم اور انسانی دکھلوں کو ختم کرنے آیا۔ اور اس نے لا الہ الا اللہ کا نعرو بدلہ کیا کہ حقیقی بادشاہ صرف ایک اللہ رب العالمین ہے، دنیا میں بادشاہی کا غور رکھنے والے اور رعایا کا خون چونے والے لوگ جھوٹے مکار ہیں۔ آخر ایسے مظالم کا بیشہ کے لئے ہر دو

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْقَدْوَ)). [راجح: ۲۹۳۳]

۳۰۲۶ - وَقَالَ أَبُو عَمِيرٍ حَدَّثَنَا مُهَبَّةً بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنُوا لِقَاءَ الْقَدْوَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوْا)).

ملکوں سے خاتمہ ہو گیا اور عمد خلافت میں ہر دو ملکوں میں اسلامی پرچم ہوانے لگا۔ جس کے نیچے لوگوں نے سکھ اور اطمینان کا سامنہ لیا اور یہ خالمانہ شاہیت ہر دو ملکوں سے نیت و تابود ہو گئی۔

۳۰۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَبَارِكَ نَعْلَمُ بِنَبَأِهِ أَنَّ النَّاسَ نَعْلَمُ بِنَبَأِهِ كَمَا هُمْ كُوْنُوا إِذْ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ فَإِنَّمَا هُمْ مُعْلَمُونَ

(۳۰۲۹) ہم سے ابو بکر بن اصرم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبه نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی کیا ہے؟ ایک چال ہے۔

(۳۰۳۰) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عبیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تھا، جنگ تو ایک چال بازی کا نام ہے۔

مطلوب یہ کہ جو فرقہ جنگ میں چستی چالاکی سے کام لے گا، جنگ کا پانہ اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ پس مسلمانوں کو ایسے موقع پر بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جنگ میں چستی چالاکی، برصورت ضروری ہے اور اسی شکل میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

### ۱۵۸ - بَابُ الْكَذِبِ فِي الْحَرْبِ

ترفی کی روایت میں ہے کہ تم جگہ جھوٹ بولنا درست ہے۔ مرد کا اپنی بیوی سے اس کو راضی کرنے کو اور لڑائی میں اور دو آدمیوں میں صلح کرانے کو، اب اختلاف اس میں یہ ہے کہ یہ صریح جھوٹ بولنا ان مقاصد میں درست ہے یا تعریض یعنی ایسا کلام کہنا جس سے مخاطب ایک متنی سمجھے وہ جھوٹ ہو، لیکن متكلم اور دوسرا معنی مراز لے اور وہ حق ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ایسے مقاموں میں توریہ کرتے، مثلاً آپ کو ایک مقام میں چلتا ہوتا تو دوسرے مقام کا حال لوگوں سے دریافت فلاتے ہاکر لوگ سمجھیں کہ آپ دہا جانا چاہتے ہیں۔ نووی نے کہا تعریض یہ ترتیب ہے صریح جھوٹ سے۔ (ویدی)

(۳۰۳۱) ہم سے قبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیینہ نے، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں پہنچا چکا ہے۔ محمد بن مسلمه رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ کیا آپ مجھے اجازت بخش دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر محمد بن مسلمه کعب یہودی کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ نبی کرم ﷺ نے توہین تھکار دیا، اور ہم سے آپ زکوٰۃ مانگتے ہیں۔ کعب نے کہا کہ قسم اللہ کی! ابھی کیا ہے ابھی

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ بْنِ مُنْبَهٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((سَمِّيَ النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبُ حَدْعَةً)). [راجح: ۳۰۲۸]

(۳۰۳۰) - حَدَّثَنَا صَدَقَةً بْنَ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ عَمْرُو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْحَرْبُ حَدْعَةٌ)).

مطلوب یہ کہ جو فرقہ جنگ میں چستی چالاکی سے کام لے گا، جنگ کا پانہ اس کے ہاتھ میں ہو گا۔ پس مسلمانوں کو ایسے موقع پر بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ جنگ میں چستی چالاکی، برصورت ضروری ہے اور اسی شکل میں اللہ کی مدد شامل حال ہوتی ہے۔

(۳۰۳۱) - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((مَنْ لِكَفْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ)) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ أَتَحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ((نَعَمْ)). قَالَ فَأَتَاهُ فَقَالَ : إِنْ هَذَا - يَعْنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَدْ عَنَّا

اور مصیبت میں پڑو گے۔ مج بن مسلمہ اس پر کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کی پیروی کی ہے۔ اس لئے اس وقت تک اس کا ساتھ چھوڑنا، ہم مناسب بھی نہیں سمجھتے جب تک ان کی دعوت کا کوئی انجام ہمارے سامنے نہ آجائے۔ غرض محمد بن مسلمہ اس سے اسی طرح بتیں کرتے رہے۔ آخر موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

وَسَأَلَنَا الصَّدِقَةُ قَالَ: وَأَيْضًا وَاللَّهُ تَعَالَى  
قَالَ: فَبِأَنَا أَتَبْعَنَاهُ فَنَكِرَهُ أَنْ نَدْعُهُ حَتَّى  
نَنْظُرَ إِلَى مَا يَصْنُرُ أَمْرَهُ قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ  
يَكْلُمُهُ حَتَّى اسْتَمْكَنَ مِنْهُ فَقَتَلَهُ.

[راجع: ۱۲۵۱۰]

**لشیخ** [کعب بن اشرف یوری مدینہ میں مسلمانوں کا ساخت تین دشمن تھا جو روزانہ مسلمانوں کے خلاف نت نتی سازش کرتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ قریش کے کو بھی مسلمانوں کے خلاف ابھارتا اور ہمیشہ مسلمانوں کی گھمات میں لگا رہتا لیکن اللہ پاک کو اسلام اور مسلمانوں کی بقا منظور تھی اس لئے تباہ صورت اس فساوی کو ختم کر کے اسے جنم رسید کیا گیا،] اسے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن پھونکوں سے یہ چانغ بھیلانہ جائے گا

ابو رافع کی طرح یہ مردود بھی مسلمانوں کی دشمنی پر تلا ہوا تھا۔ رسول کرم ﷺ کی بھوکر تا اور شرک کو دین اسلام سے بترتا تھا، مشرکوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اکساتا، ان کی روپے سے مدد کرتا۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے اس کے خاتمہ کے لئے اجازت مانگی کہ میں جو مناسب ہو گا آپ کی نسبت شکایت کے لئے کہوں گا، آپ نے اجازت دے دی۔ محمد بھی مسلمہ کی اس سے یہ غرض تھی کہ کعب کو میرا اعتبار پیدا ہو، ورنہ وہ پسلے ہی چونک جاتا اور اپنی حفاظت کا بندوبست کر لیتا۔ بخوبوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ محمد بن مسلمہ کا کوئی جھوٹ اس میں نہ کوئی نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مجتہد مطلق حضرت امام بخاریؓ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں صاف یہ نہ کوئی تہذیب نہ چلتے وقت آنحضرت ﷺ سے اجازت لے لی تھی کہ میں آپ کی شکایت کروں گا، جو چاہوں وہ کہوں گا، آپ نے اجازت دی اس میں جھوٹ بولنا بھی آگیا۔ آخر محمد بن مسلمہ نے کعب کو باتوں میں کما یار تیرے سر سے کیا عمده خوشبو آتی ہے۔ وہ مردود کئنے لگا میرے پاس ایک عورت ہے جو سارے عرب میں افضل ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کما یار ذرا اپنے بال مجھ کو سوچنے دو اس نے کما سوچ گھو، محمد بن مسلمہ نے اس بدلے اس کے بال درمیان سر سے پکڑ کر مضبوط تھام لئے اور ساتھیوں کو اشارہ کر دیا، انسوں نے تکوار کے ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا، اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔

## ۱۵۹ - بَابُ الْفَتْكِ بِأَهْلِ الْحَرْبِ

اسی چالاکی ہو شیاری کا نام جنگ ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ آج کے مشین دور میں بھی دشمن کی گھمات میں بیٹھنا اقوام عالم کا معمول ہے۔ اسلام میں یہ اجازت صرف حربی کافروں کے مقابلہ میں ہے ورنہ دھوکہ بازی کی حالت میں جائز نہیں۔

(۳۰۳۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اور ازادہ سے جابر بن عبد اللہ النصاریؓ نے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا، کعب بن اشرف کے لئے کون ہمت کرتا ہے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا کیا میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! انسوں نے عرض کیا کہ پھر آپ مجھے اجازت دیں (کہ میں جو چاہوں جھوٹ کوں) آپ نے

۳۰۳۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ جَابِرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ لَكَفَبْ بْنِ الْأَشْرَفَ)) فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَتَحِبُّ أَنْ أَفْلَهَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَأَذْنُ لِي فَأَقُولُ. قَالَ: ((فَذَفَعْتُ)). [راجح: ۲۵۱۰]

فرمایا کہ میری طرف سے اس کی اجازت ہے۔

یہاں چونکہ کعب بن اشرف پر دھوکہ سے اچاک حملہ کرنے کا ذکر ہے جو حضرت محمد بن مسلم نے کیا تھا، اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ مزید تفصیل ذکور ہو چکی ہے۔

**باب اگر کسی ہے فساد یا شرارت کا اندیشہ ہو تو اس سے مکر**

اور فریب کر سکتے ہیں

(۳۰۳۳) لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن شوہر نے بیان کیا کہ رسول کشم ملٹیپل این صیاد (یہودی پنچے) کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ابی بن کعب بن شوہر بھی تھے (ابن صیاد کے عجیب و غریب احوال کے متعلق آپ خود تحقیق کرنا چاہتے تھے) آپ کو اطلاع دی گئی تھی کہ ابن صیاد اس وقت کھجوروں کی آڑ میں پلنے لگے۔ میں موجود ہے۔ جب آپ وہاں پنچے تو شاخوں کی آڑ میں پلنے لگے۔ (تاکہ وہ آپ کو دیکھنے نہ سکے) ابن صیاد اس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے پنچے پنچے کچھ گنگا رہا تھا، اس کی ماں نے آنحضرت ملٹیپل کو دیکھ لیا اور پکارا تھی کہ اے ابن صیاد! یہ محمد ملٹیپل آپنے، وہ چونک اٹھا، آپ نے فرمایا کہ اگر یہ اس کی خبر نہ کرتی تو وہ کھولتا۔ (یعنی اس کی باتوں سے اس کا حال کھل جاتا)

[راجح: [۱۳۵۵] [لشیخ] ابن صیاد میں ایک یہودی پچھے تھا، جو کامن اور نجومیوں کی طرح لوگوں کو برکایا کرتا اور اپنے آپ کو کبھی نبی اور رسول

بھی کہنے لگتا، وہ بھی ایک قسم کا دجال ہی تھا، کیونکہ جبل و فریب اس کا کام تھا۔ حضرت عمرؓ کی رائے اس کے ختم کر دینے کی تھی، مگر آنحضرت ملٹیپل جو رحمۃ اللعلیمین بن کر تشریف لائے تھے آپ نے بہت سی ملکی و ملی مصالح کی بنا پر اسے مناسب نہ سمجھا، حق ہے («لا اکراه فی الدین») (البقرۃ: ۲۵۶) دینی معاملات میں کسی پر زبردستی کرنا جائز نہیں ہے۔ راہ ہدایت دکھل دینا اللہ و رسول ملٹیپل کا کام ہے اور اس پر چلانا صرف اللہ کا کام ہے۔ (إِنَّكُمْ لَا تَهِدُونَ مِنْ أَخْبَيْتُ لِكُمْ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ) (القصص: ۵۶)۔

باب کا مطلب اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ملٹیپل شاخوں کی آڑ میں چل کر ابن صیاد تک پنچے تاکہ وہ آپ کو دیکھنے نہ سکے، ابن صیاد نے آپ کے امیوں کے رسول ہونے کی تصدیق کی، جس سے اس نے آپ کی رسالت عامہ سے انکار بھی کیا، اسی کے متنقی ان پڑھ کے ہیں۔ اہل عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس کے باوجود وہ ہر فن کے ماہر تھے اور بے پناہ قوت حافظ رکھتے تھے بلکہ ان کو اپنے ای ہونے پر فخر تھا۔ آنحضرت ملٹیپل بھی ان ہی میں پیدا ہوئے اور اللہ پاک نے آپ کو ای ہونے کے باوجود علوم الاولین والآخرین سے ملام فرمایا۔ (لشیخ)

**باب جنگ میں شعر پڑھنا اور کھلائی کھو دتے وقت**

**۱۶۰ - بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْاحْتِيَالِ،**

**وَالْحَدَرِ مَعَ مَنْ يَخْشِي مَعْرَةً**

۳۰۳۳ - قَالَ النَّبِيُّ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ وَمَعْهُ أَبْنُ بْنِ كَعْبٍ قَبْلَ ابْنِ صَيَادٍ - فَحَدَثَ بِهِ فِي نَخْلٍ - فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ الْمُهَاجِرُونَ الْنَّخْلَ، طَبَقَ يَتَّقِيَ بِخَدْوَعِ النَّخْلِ وَابْنَ صَيَادٍ فِي قَطْنَفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمَمَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ صَيَادٍ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَتْ: يَا صَافِ هَذَا مُحَمَّدٌ، فَوَثَّ ابْنُ صَيَادٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَوْ تَرَكْتُهُ يَئِنَ)).

[راجح: [۱۳۵۵]

**۱۶۱ - بَابُ الرَّجِزِ فِي الْحَرْبِ،**

### آواز بلند کرنا

اس باب میں سل اور انس بن عیاش نے احادیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہیں اور یزید بن ابی عبید نے سلمہ بن اکوئی بن شٹھ سے بھی اس باب میں ایک حدیث روایت کی ہے۔

(۳۰۳۲) ہم سے مسدود بن مسجد نے بیان کیا، کہ انہم سے ابوالاھوص نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ غزوہ احزاب میں (خندق کھودتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ خود مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سینہ مبارک کے بال مٹی سے اٹ گئے تھے۔ آپ کے جسم مبارک پر بال بست گئے تھے۔ اس وقت آپ عبد اللہ بن رواحة بن شٹھ کا یہ شعر پڑھ رہے تھے

(ترجمہ) ”اے اللہ! اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم کبھی سیدھا راستہ نہ پاتے، نہ صدقہ کر سکتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اب تو یا اللہ! ہمارے دلوں کو سکون اور اطمینان عطا فرمائیں اور اگر (دشمن سے) مدد بھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھیو، دشمنوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے۔ جب بھی وہ ہم کو فتنہ فساد میں جتنا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔“ آپ یہ شعر بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

### ورفع الصوتِ فی حَفْرِ الْخَنْدَقِ

فِیْ سَهْلٍ وَأَنْسَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، وَفِیْ نَزِنْدَةِ  
عَنْ سَلَمَةَ.

۴۰۳۴ - حَدَّثَنَا مُسْنَدُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو  
الْأَخْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ  
الْأَبْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ يَنْقُلُ التُّرَابَ  
حَتَّىٰ وَارَى التُّرَابَ شَغَرَ صَدْرَهُ - وَكَانَ  
رَجُلًا كَثِيرًا الشَّعْرِ - وَهُوَ يَرْتَجِزُ بِرَجْزِ  
عَنْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: وَيَقُولُ:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا  
وَلَا تَصْدِقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا  
فَأَنْزَلْنَاهُ سَكِينَةً عَلَيْنَا  
وَبَتَّ الْأَفْدَامَ إِنْ لَاقَنَا  
إِنَّ الْأَعْذَاءَ قَدْ بَغَوا عَلَيْنَا  
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

برفع بها صوتہ)). [راجع: ۲۸۳۶]

**لَسْعَنَةُ** حضرت مولانا وحید الزمان مر جوہ نے ان اشعار کا ترجمہ اردو اشعار میں بول کیا ہے۔

تو ہدایت گر نہ کرتا تو کمل ملتی نجات کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات پاؤں جوادے ہمارے دبے لاائی میں ثابت بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں جب وہ برکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

ترجمہ الباب میں حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ وکان المصنف اشار فی الترجمة بقوله ورفع الصوت فی حفر الخندق الی ان کراهة رفع الصوت مختصرة بحالة القتال وذلك فيما اخرجه ابو داود من طريق قيس بن عباد قال كان اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم يكرهون الصوت عند القتال (فتح)

یعنی حضرت امامؐ نے اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ عین لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ اصحاب رسول لڑائی کے وقت آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے۔ حالت قتال کے علاوہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ یہ میں خندق کی کھدائی کے موقع پر مذکور ہے۔

## باب جو گھوڑے پر اچھی طرح نہ جم سکتا ہو (اس کے لئے دعا کرنا)

(۳۰۳۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نعیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن ادریس نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے جریر بن عبد اللہ بکلی بن شہر نے بیان کیا کہ جب سے میں اسلام لایا، رسول کرم ﷺ نے (پردہ کے ساتھ) مجھے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے، خوشی سے آپ مسکرانے لگتے۔

(۳۰۳۶) ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری پر اچھی طرح نہیں جم پاتا ہوں، تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مارا، اور دعا کی اے اللہ! اسے گھوڑے پر جادے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے اور خدا سے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔

مجہد کے لئے دعا کرنا ثابت ہوا۔ کسی بھی اس کی حاجت سے متعلق ہو۔ حضرت جریر بن عبد اللہ بکلی بن شہر گھوڑے کی سواری میں پخت نہیں تھے۔ اللہ نے اپنے حبیب کی دعا سے ان کی اس کمزوری کو دور کر دیا۔ یہی بزرگ محلبی ہیں جنہوں نے یمن کے بہت خانہ ذی الخصہ کو ختم کیا تھا جو یمن میں کعبہ شریف کے مقابلہ پر بنایا گیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

## باب بوریا جلا کر زخم کی دو اکرنا

اور عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا  
اور ڈھال میں پانی بھر بھر کر لانا

زخموں کو خشک کرنے کے لئے بوریا جلا کر لئیں کی راکھ استعمال کرنا زمانہ دراز سے معمول چلا آ رہا ہے۔ مجہدین کے لئے ایسے موقع پر یہی ہدایت ہے اور یہ بھی کہ میدان جہاد وغیرہ میں اگر باپ زخمی ہو جائے تو اس کی لڑکی اس کی ہر ممکن خدمت کر سکتی ہے۔ یہی مقصد باب ہے۔

(۷) (۳۰۳۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو حازم نے بیان کیا، کہا کہ سمل بن سعد ساعدی سے شاگردوں نے پوچھا کہ (جنگ احمد میں) نبی کرم ﷺ کے زخموں کا علاج کس دوسرے کیا گیا تھا؟ سمل نے اس پر

## ۱۶۲ - بَابُ مَنْ لَا يَثْبُتُ عَلَىٰ

### الْخَيْلِ

۳۰۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ  
نُعِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ إِذْرِينَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ  
عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
(مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مَنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا  
رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي).

[طرفہ فی : ۳۸۲۲، ۳۸۹۰۔]

۳۰۳۶ - وَلَقَدْ شَكَوْتُ أَنِّي لَا أَثْبُتُ  
عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي  
وَقَالَ (اللَّهُمَّ تَبَّتْ هَاجِلَةُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا).

[راجع: ۳۰۲۰]

## ۱۶۳ - بَابُ دَوَاءِ الْجُرْحِ بِإِخْرَاقِ

الْحَصِيرِ وَ غَسْلِ الْمَرَأَةِ عَنْ أَبِيهَا الدَّمِ  
عَنْ وَجْهِهِ، وَ حَمْلِ الْمَاءِ فِي التُّرْنسِ.

زخموں کو خشک کرنے کے لئے بوریا جلا کر لئیں کی راکھ استعمال کرنا زمانہ دراز سے معمول چلا آ رہا ہے۔ مجہدین کے لئے ایسے حسنہ کا سُفْیانُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِیُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بَأَيِّ شَيْءٍ دُوَوِيَ جُرْحُ رَسُولِ

اللَّهُ أَعْلَمُ؟ فَقَالَ: مَا يَقْرَئِي أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ  
أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. كَانَ عَلَيَّ يَعْجِيُ بِالْمَاءِ فِي  
تُرْبَسِهِ، وَكَانَتْ - يَعْنِي فَاطِمَةً - تَغْسِيلُ  
الدُّمُّ عَنْ وَجْهِهِ، وَأَحَدٌ حَصِيرَتْ فَأَخْرَقَ،  
ثُمَّ حَشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

[راجع: ۲۴۳]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ جنگ احمد میں آنحضرت ﷺ کو کافی زخم آئے تھے، ایک بوریا جلا کر آپ کے زخموں میں اس کی راکھ کو بھرا گیا، اور چہرہ مبارک سے خون کو دھوایا گیا، سیدنا علیؑ اور سیدہ فاطمہؓ نے ان خدمتوں کو انجام دیا تھا، میدان جنگ میں عورتوں کا جنگی خدمات انجام دینا بھی ثابت ہوا۔

**باب جنگ میں جھگڑا اور اختلاف کرنا مکروہ ہے**  
اور جو سردار لشکر کی نافرمانی کرے،  
اس کی سزا کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں فرمایا "آپس میں پھوٹ نہ پیدا کرو کہ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ قادہ نے کماکہ (آیت میں) رتھ سے مراد لڑائی ہے۔

یعنی اختلاف کرنے سے بنگل طاقت تباہ ہو جائے گی اور دشمن تم پر غالب ہو جائیں گے۔

(۳۰۳۸) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہ اہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی برده نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ان کے دادا ابو موسیٰ اشعریٰ نے کہ نبی کرم ﷺ نے معاذ اور ابو موسیٰ کو یمن بھیجا، آپؐ نے اس موقع پر یہ ہدایت فرمائی تھی کہ (لوگوں کے لئے) آسمانی پیدا کرنا، انہیں سختیوں میں بتلانہ کرنا، ان کو خوش رکھنا، نفرت نہ دلانا، اور تم دونوں آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف نہ پیدا کرنا۔

[راجع: ۲۲۶۱]

**لشیغ** آیت مذکورہ فی الباب ایک ایسی کلیدی ہدایت پر مشتمل ہے جس پر پوری ملت کے تزلیل و ترقی کا دار و مدار ہے۔ جب تک اس ہدایت پر عمل رہا، مسلمان دنیا پر حکمران رہے اور جب سے باہمی تازع و افتراق شروع ہوا، امت کی قوت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات اور احادیث نبوی کی بہت سی مرویات موجود ہیں، جن میں امت کو اتفاق باہمی کی گئی اور اتفاق و اتحاد اور مودت باہمی کے فوائد سے آگاہ کیا گیا ہے اور تازع و افتراق کی خرایوں سے خبر دی گئی ہے۔ خود آیت باب میں غیر

أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي. كَانَ عَلَيَّ يَعْجِيُ بِالْمَاءِ فِي  
تُرْبَسِهِ، وَكَانَتْ - يَعْنِي فَاطِمَةً - تَغْسِيلُ  
الدُّمُّ عَنْ وَجْهِهِ، وَأَحَدٌ حَصِيرَتْ فَأَخْرَقَ،  
ثُمَّ حَشِيَ بِهِ جُرْحُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)).

[راجع: ۲۴۳]

**۱۶۴ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ**  
**وَالْاِخْتِلَافِ فِي الْحَرْبِ، وَعَقُوبَةِ مَنْ**

**عَصَى إِمَامَةً**

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشِلُوا  
وَتَذَهَّبَ رِيحُكُمْ» [الأنفال: ۴۶].

وقال قادة: الرَّبِيعُ الْحَزَبُ.

لیعنی اختلاف کرنے سے بنگل طاقت تباہ ہو جائے گی اور دشمن تم پر غالب ہو جائیں گے۔

۳۰۳۸ - حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْنَعْ  
عَنْ شَعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بَعْثَ مَعَادًا وَأَبَا مُوسَىٰ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ:  
(إِسْرَارًا وَلَا تُعْسِرًا، وَبَشْرًا وَلَا تُنْفِرًا،  
وَتَطَوَّعًا وَلَا تَخْتَلِفَا).

[راجع: ۲۲۶۱]

معمولی تنبیہ موجود ہے کہ تنازع کا نتیجہ یہ ہے کہ تماری ہوا الگر جائے گی اور تم بزدل بن جاؤ گے۔ ہوا اکثر نے کام مطلب ظاہر ہے کہ غیر اقوام کی نظروں میں بے وقت ہو جاؤ گے اور جرأت و بہادری مفقود ہو کر تم پر بزدلی چھا جائے گی۔

دور حاضرہ میں عربوں کے باہمی تنازع کا نتیجہ سقط بیت المقدس کی شکل میں موجود ہے کہ مٹھی بھری ہوئی کروڑوں مسلمانوں کو نظر انداز کر کے مسجدِ اقصیٰ پر قابض بنے بیٹھے ہیں۔

حدیث معاذ کی ہدایات بھی بت سے فائدہ پر مشتمل ہیں۔ لوگوں کے لئے شرعی دائرہ کے اندر اندر ہر ممکن آسانی پیدا کرنا، محنت کے ہر پہلو سے پچا، لوگوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا، کوئی نفرت پیدا کرنے کا کام نہ کرنا، یہ وہ قسمی ہدایات ہیں جو ہر عالم، مبلغ، غلبہ، مذہب، مرشد، ہادی کے پیش نظر رہنی ضروری ہیں۔ ان علماء و مبلغین کے لئے بھی غور کا مقام ہے جو محنتیوں اور نفرتوں کے پیکر ہیں۔

هداہم اللہ۔

(۳۰۳۹) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کما ہم سے زہیر نے بیان کیا، کما ہم سے ابو احیا نے بیان کیا، اب احیا کے میں نے براء بن عازب پر مشتمل سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے جنگ احمد کے موقع پر (تیراندازوں کے) بچاں آدمیوں کا فرمان عبد اللہ بن جبیر پر مشتمل کو بنایا تھا۔ آپ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ پرندے ہم پر ثوٹ پڑے ہیں۔ پھر بھی اپنی اس جگہ سے مت ہتنا، جب تک میں تم لوگوں کو کھلانا بھیجوں۔ اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پاماں کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ملنا، جب تک میں تمہیں خود بلانہ بھیجوں۔ پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی۔ براء بن عازب نے بیان کیا، کہ اللہ کی قسم! میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا کہ تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں۔ ان کے پازیب اور پنڈلیاں و کھلائی دے رہی تھیں۔ اور وہ اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں۔ عبد اللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا، کہ غیمت لوٹو اے قوم! غیمت تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے ساتھی غالب آگئے ہیں۔ اب ڈر کس بات کا ہے۔ اس پر عبد اللہ بن جبیر نے ان سے کہا کیا جو ہدایت رسول اللہ ﷺ نے کی تھی، تم اسے بھول گئے؟ لیکن وہ لوگ اسی پر اڑے رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ غیمت جمع کرنے میں شریک رہیں گے۔ جب یہ لوگ (اکثریت) اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے منہ کافروں نے پھیر دیئے، اور (مسلمانوں کو) شکست زدہ پا کر بھاگتے ہوئے آئے، یہی وہ گھڑی تھی

٣٠٣٩ - حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا زَهْيِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَحْدُثُ قَالَ: جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرِّجَالَةِ يَوْمَ أَخْدُ - وَكَانُوا خَمْسِينَ رَجُلًا - عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَبِيرٍ قَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَعْطُفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرُخُوا مَكَانَكُمْ هَذَا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ، وَإِنْ رَأَيْتُمُونَا هَرَمَنَا الْقَوْمَ وَأُوْطَانَاهُمْ فَلَا تَبْرُخُوا حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ)). فَهَزَّ مُؤْمِنٌ قَالَ: فَأَنَا وَاللَّهِ رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدُّنَ، قَدْ بَدَّتْ خَلَالَهُنَّ وَأَسْوَفُهُنَّ، رَافِعَاتِ ثِيَابِهِنَّ. فَقَالَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبِيرٍ : الْغَيْنِيَّةُ أَيْ قَوْمُ الْغَيْنِيَّةِ، ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَسْتَظِرُونَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَبِيرٍ: أَنْسِيْتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: وَاللَّهِ لَنَا تِينَ النَّاسَ فَلَنْصِيَّنَ مِنَ الْغَيْنِيَّةِ فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صَرُفْتُ وَجْهَهُمْ، فَأَقْبَلُوا مُنْهَرِمِينَ، فَذَاكَ إِذْ

(جس کا ذکر سورہ آل عمران میں ہے کہ) "جب رسول کرم ﷺ تم کو پیچھے کھڑے ہوئے پلا رہے تھے"۔ اس سے یہی مراد ہے۔ اس وقت رسول کرم ﷺ کے ساتھ پارہ صحابہ کے سوا اور کوئی بھی باقی نہ رہ گیا تھا۔ آخر ہمارے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ بدرا کی لڑائی میں آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کے ایک سو چالیس آدمیوں کا نقصان کیا تھا، ستر ان میں سے قیدی تھے اور ستر مقتول، (جب جنگ ختم ہو گئی تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر) ابوسفیان نے کما کیا محمد ﷺ اپنی قوم کے ساتھ موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا۔ لیکن نبی کرم ﷺ نے جواب دینے سے منع فرمادیا تھا۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا ابن ابی قحافہ (ابو بکر بن الجیر) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ سوال بھی تین مرتبہ کیا، پھر پوچھا کیا ابن خطاب (عمرو بن الخطاب) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ یہ بھی تین مرتبہ پوچھا، پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کرنے لگے کہ یہ تینوں قتل ہو چکے ہیں اس پر عمر بن الخطاب سے نہ رہا گیا اور آپ بول پڑے کہ اے خدا کے دشمن! خدا گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ جن کے تو نے ابھی نام لئے تھے وہ سب زندہ ہیں اور ابھی تیرا برادر آنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اچھا! آج کا دن بدرا کا بدلہ ہے۔ اور لڑائی بھی ایک ڈول کی طرح (کبھی ادھر کبھی ادھر) تم لوگوں کو اپنی قوم کے بعض لوگ مثلہ کئے ہوئے ملیں گے۔ میں نے اس طرح کا کوئی حکم (اپنے آدمیوں کو) نہیں دیا تھا، لیکن مجھے ان کا یہ عمل برا بھی نہیں معلوم ہوا۔ اس کے بعد وہ فخریہ رجز پڑھنے لگا، ہبہ (بت کا نام) بلند رہے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے۔ صحابہ نبی ﷺ نے پوچھا، تم اس کے جواب میں کیا کہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کہو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہمارا مدعا کار عزیزی (بت) ہے اور تمہارا کوئی بھی نہیں، آپ نے فرمایا، جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کا جواب کیا دیا جائے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کہو کہ اللہ ہمارا حامی ہے اور تمہارا حامی کوئی نہیں۔

يَذْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِي أَخْرَاهُمْ فَلَمْ يَنْقَعِ  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ  
عَشَرَ رَجُلًا، فَأَصَابُوا مِنَا سَبْعِينَ، وَكَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ  
أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ  
وَمِائَةً وَسَبْعِينَ أَسِيرًا وَسَبْعِينَ قَيْلَاءً، فَقَالَ  
أَبُو سَفِيَّانَ: أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ؟ ثَلَاثَ  
مَرْأَتٍ، فَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنْ يَحْتَوِهُ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي الْقَوْمِ إِنِّي  
أَبِي قَحَّاقَةَ؟ ثَلَاثَ مَرْأَتٍ. ثُمَّ قَالَ: أَفِي  
الْقَوْمِ إِنِّي الْخَطَابُ؟ ثَلَاثَ مَرْأَتٍ ثُمَّ  
رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا هُؤُلَاءِ فَقَدْ  
فَتَلُوا. فَمَا مَلَكَ عُمُرُ نَفْسَهُ فَقَالَ: كَذَنْتَ  
وَاللَّهُ يَا عَذُونَ اللَّهُ، إِنَّ الَّذِينَ عَذَنْتَ  
لِأَحْيَاءِ كُلُّهُمْ، وَقَدْ بَقَيَ لَكَ مَا يَسُوءُكَ.  
فَقَالَ: يَوْمَ بَيْوِمِ بَدْرٍ، وَالْحَرْبُ سِجَالٌ.  
إِنَّكُمْ سَتَسْجُدُونَ فِي الْقَوْمِ مُثْلَهُ لَمْ آمَرْ بِهَا  
وَلَمْ تَسْوُنِي. ثُمَّ أَخَذَ يَرْتَجُزُ: أَغْلُ هَبْلٌ،  
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا  
تُحْيِيُونَهُ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ؟  
فَقَالَ: ((قُولُوا: إِنَّ اللَّهَ أَغْلَى وَأَجْلٌ)). قَالَ:  
إِنَّ لَنَا الْغَرْبَى وَلَا غَرْبَى لَكُمْ فَقَبَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا تُحْيِيُونَهُ؟)) قَالَ:  
قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَقُولُ؟ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ  
مُوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ)).

[اطرافہ فی : ۳۹۸۶، ۴۰۴۳، ۴۰۶۷]

**لئے چکر** جنگ احمد اسلامی تاریخ کا ایک بڑا حادثہ ہے جس میں مسلمانوں کو جانی اور مالی کافی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ رسول کشمیر میں **لئے چکر** نے حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں کو خت تائید کی تھی کہ ہم بھاگ جائیں یا مارے جائیں اور پرندے ہمارا گوشت اچک اچک کر کھا رہے ہوں، تم لوگ یہ درہ ہمارا حکم آئے بغیر ہرگز نہ چھوڑنا یہ درہ بہت عی نازک مقام تھا۔ وہاں سے مسلمانوں پر عقب سے حملہ ہو سکتا تھا، اگر حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھی اس درہ کو نہ چھوڑتے تو کافروں کا لٹکر بھی عقب سے حملہ نہ کر سکتا اور مسلمانوں کو خلاستہ نہ ہوتی، مگر عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھیوں نے جب میدان مسلمانوں کے ہاتھ دیکھا تو وہ اموال غیمت لوئے کے خیال سے درہ چھوڑ کر بھاگ نکلے، اور فرمان رسول اللہ ﷺ اپنی رائے قیاس کے آگے انہوں نے بالکل فرماؤش کر دیا، نتیجہ یہ کہ کافروں کے اس اچانک حملہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے، اور بیشتر مسلمان مجذوبین نے راہ فرار اختیار کی، رسول کشمیر میں **لئے چکر** کے ساتھ صرف ابو بکر صدیق، عمر فاروق، علی رضا، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن حماد، ابو عبیدہ بن جراح، خباب بن منذر، سعد بن معاذ اور اسید بن خیبر میں **لئے چکر** بالی تھے۔ ستر اکابر صحابہ شہید ہو گئے۔ جن میں حضرت امیر مزہ کو سید الشہداء کما جاتا ہے۔ حضرت ابو سفیانؓ جو اس وقت کفار قریش کے لٹکر کی مکان کر رہے تھے، جنگ کے خاتمہ پر انہوں نے فتحیہ مسلمانوں کو لکھا رکھا اور یہ بھی کہا کہ مسلمانوں! تمہارے کچھ شہداء مثلاً کئے ملیں گے، یعنی ان کے ناک کان کاٹ کر ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے ایسا حکم نہیں دیا، مگر میں اسے برا بھی نہیں سمجھتا۔

مشرکوں نے سب سے زیادہ گستاخی حضرت امیر مزہ **لئے چکر** کے ساتھ کی تھی۔ وحشی ہائی ایک غلام نے ان پر چھپ کر وا رکیا، وہ گر گئے۔ ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے باپ اور بھائی کاما را جانا یاد کر کے ان کی نعش کا مثالہ کر دیا اور ان کا لیکچہ نکال کر چبیا اور ان کی نعش پر کھڑی ہوئی اور فتحیہ شعر زدھے۔

ہبیل ایک بت کا نام تھا جو کعبہ کے بتوں میں بڑا لاما جاتا تھا۔ گویا ابو سفیان نے فتح جنگ پر ہبیل کی بجے کا نغمہ بلند کیا کہ آج تمرا غلبہ ہوا اور اللہ والے مغلوب ہوئے۔ اسکے جواب میں آنحضرت **لئے چکر** نے حقیقت افروز نہر اللہ العلیٰ واجل کے لئے نظوں میں بلند فرمایا، جو اسلئے بلند اور برتر ثابت ہوا کہ بعد میں ہبیل اور تمام بتوں کا کعبہ سے خاتمہ ہو گیا اور اللہ عزوجل کا نام وہاں ہیشہ کے لئے بلند ہو رہا ہے۔

اس حدیث سے حضرت امام بخاریؓ نے بہب کا مطلب یوں ثابت کیا کہ عبد اللہ بن جبیرؓ کے ساتھ والوں نے اپنے سردار سے اختلاف کیا اور ان کا کمانہ مانا، مورچہ سے ہٹ گئے، اس لئے سزا پائی، خلاستہ اخلاقی۔ یہیں سے نص صریح کے مانے رائے قیاس کرنے کی انتہائی مدت ثابت ہوئی مگر صد افسوس کہ امت کے ایک کثیر طبقہ کو اس رائے و قیاس نے جاہ و برپاد کر کے رکھ دیا ہے، یہ افتراق امت کا اہم سب تقلید جلد ہے جس نے مسلمانوں کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا۔

دین حق را چار مدد ہب ساختند رخند در دین نبی اندادختند

## ۱۶۵ - بَابُ إِذَا فَرِغُوا بِاللَّيْلِ

(تو چاہئے کہ حاکم اس کی خبر لے)

(۳۰۳۰) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حمدانے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس **لئے چکر** نے کہ رسول اللہ ﷺ کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس **لئے چکر** نے کہ رسول اللہ ﷺ کیا، ان سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ رات کے وقت ایل مہینہ گھر اگئے

۴۰ - حَدَّثَنَا قَيْثَيَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ أَخْسَنَ النَّاسِ، وَأَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ.

تھے، کیونکہ ایک آواز سنائی دی تھی۔ پھر ابو طلحہؓ کے ایک گھوڑے پر جس کی پیشہ نگئی تھی رسول کشم اللہ علیہ السلام حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے تھا اطراف مدینہ میں سب سے آگے تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ واپس آکر صحابہؓ سے ملے تو تکوار آپؐ کی گردان میں لٹک رہی تھی اور آپؐ فرمائے تھے کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں، گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا، میں نے تو اسے دریا کی طرح پایا۔ (تیر دوڑنے میں) آپؐ کا شارہ گھوڑے کی طرف تھا۔

بعض دشمن قبائل کی طرف سے مدینہ منورہ پر اچانک شب خونی کا خطرو تھا، اور ایک دفعہ اندر ہری رات میں کسی نامعلوم آواز پر ایسا شہر ہو گیا تھا جس کی تحقیق کے لئے سب سے پہلے خود رسول کشم اللہ علیہ السلام نکلے اور آپؐ مدینہ کے چاروں طرف دور دور تک پہلے کر واپس لوئے اور مسلمانوں کی تسلی والائی کہ کوئی خطرہ نہیں ہے، اسی سے باب کامضيون ثابت ہوا۔

### باب دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے

قالَ وَقَدْ فَرَّغَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لِيَلَا  
سَمِعُوا صَوْتًا. قَالَ: فَلَقَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ  
عَلَى فَرْسٍ لَأُبَيِ طَلْحَةَ عَرْبِيِّ وَهُوَ مُقْلَدٌ  
سِيفَةً فَقَالَ: لَمْ تَرَاعُوا لَمْ تَرَاعُوا. ثُمَّ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَجَدْتُهُ بَعْثَرًا). يَعْنِي  
الْفَرْس)). [راجح: ۲۶۲۷]

### ۱۶۶ - بَابُ مَنْ رَأَى الْعَدُوَّ فَنَادَى

بِأَعْغَلِي صَوْتِهِ :

يَا صَبَاحَاهُ. حَتَّى يُسْمِعَ النَّاسَ

قال ابن المنیر موضع هذه الترجمة ان هذه الدعوة ليست من دعوى الجاهلية المنهى عنها لأنها استفادة على الكفار (فتح) يعني اس طرح پکارنا منع نہیں ہے۔

(۳۰۳۱) ہم سے کبی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ابی عبدی نے خبر دی، انہیں سلمہ بن اکوع بن خثیر نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ سے غائب (شام کے راستے میں ایک مقام) جا رہا تھا، غائب کی پہاڑی پر ابھی میں پہنچا تھا کہ عبدالرحمن بن عوف بن خثیر کا ایک غلام (رباح) مجھے ملا۔ میں نے کہا، کیا بات پیش آئی؟ کہنے لگا کہ رسول اللہ علیہ السلام کی رودہ میل اوشنیاں (رودہ دینے والیاں) چھین لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے چھینا ہے؟ بتایا کہ قبیلہ غطفان اور فرارہ کے لوگوں نے۔ پھر میں نے تین مرتبہ بست زور سے جیخ کر "یا صباخاہ، یا صباخاہ" کہا۔ اتنی زور سے کہ مدینہ کے چاروں طرف میری آواز پہنچ گئی۔ اس کے بعد میں بست تیزی کے ساتھ آگے بڑھا، اور ڈاکوؤں کو جالیا، اوشنیاں ان کے ساتھ تھیں، میں نے ان پر تیر بر سانا شروع کر دیا، اور کہنے لگا، میں اکوع کا بیٹا سلمہ ہوں اور آج کا دن کیسیوں کی ہلاکت کا

۴۱ - حَدَّثَنَا الْمَكْتَبِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
أَخْبَرْنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عَيْنَةَ عَنْ سَلَمَةَ أَنَّهُ  
أَخْبَرَهُ قَالَ: ((خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا  
سَحْرَ الْفَاغَةِ. حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِثَبَيْثَةِ الْغَافَةِ  
لَقِيَنِي غَلَامٌ لِعْبَدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ.  
قُلْتُ: وَيَحْكُ، مَا بِكَ؟ قَالَ: أَخْدَتُ  
لِقَاحَ النَّبِيِّ ﷺ. قُلْتُ: مَنْ أَخْدَهَا؟ قَالَ:  
غَطَّفَانَ وَفَرَارَةَ. فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَحَاتٍ  
أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَيْهَا : يَا صَبَاحَاهُ، يَا  
صَبَاحَاهُ. ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ وَقَدْ  
أَخْدُوْهُمْ، فَجَعَلْتُ أَرْبِيعَهُمْ وَأَقْوَلُ : أَنَا أَبْنَ  
الْمَكْنُونِ. وَالْيَوْمَ يَوْمُ الرُّضْعَى. فَاسْتَفَدْتُهُمْ

دن ہے۔ آخر تمام اور نتیجیاں میں نے ان سے چھڑا لیں، ابھی وہ لوگ پانی نہ پینے پائے تھے اور انہیں ہانک کرو اپس لا رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی مجھ کو مل گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ڈاکو پیاسے ہیں اور میں نے مارے تیروں کے پانی بھی نہیں پینے دیا۔ اس لئے ان کے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیج دیں۔ آخر خضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابن الکوع! تو ان پر غالب ہو چکا ب جانے والے درگزر کروہ تو اپنی قوم میں پہنچ گئے جہاں ان کی مسمیٰ ہو رہی ہے۔

منہم قَبْلَ أَنْ يَشْرِبُوا، فَأَقْبَلَتْ بَهَا أَسْوَفُهَا، فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلُهُمْ أَنْ يَشْرِبُوا سِقِيَّهُمْ، فَابْتَعَثْتُ فِي إِثْرِهِمْ. فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْأَكْوَعَ مَلَكْتَ فَأَسْجَحْ، إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِي قَوْمِهِمْ)). [طرفة في : ٤١٩٤].

**لَشِّيج** لظہ رضع راضع کی جمع ہے بمعنی پانی، کمینہ اور بد معاش بعض نے کام بخیل جو بخل کی وجہ سے اپنے جانور کا دودھ منہ سے چوتا ہے دوہتا نہیں کہ کہیں دوہنے کی آواز سن کر دسرے لوگ نہ آ جائیں اور ان کو دودھ دینا پڑے، ایک بخیل کا ایسا ہی قصہ مشور ہے۔ بعضوں نے کہا ترجمہ یوں ہے آج معلوم ہو جائے گا کس نے شریف مان کا دودھ پیا ہے اور کس نے کمینہ کا۔ عرب کا قاعدہ ہے کہ کوئی آفت آتی ہے تو زور سے پکارتے ہیں، یا صبا ہاد؛ یعنی یہ سچ مصیبت کی ہے جلد آؤ اور ہماری مدد کرو۔ غالباً ایک مقام کا نام ہے مدینہ سے کئی میل پر شام کی طرف۔ وہاں درخت بہت بنت تھے، وہیں کے جھاؤ سے ممبر نبوی بیالیا گیا تھا۔ غطفان اور فوارہ دو قبیلوں کے نام ہیں سلمہ بن اکوع بن شیخ نے کما تھا کہ وہ ڈاکو پانی پینے کو غمرے ہوں گے، فوج کے لوگ ان کو پالیں گے اور پکڑ لائیں گے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ میرے ساتھ سو آدمی ویجھتے تو میں ان کو مدد ان کے اسباب کے گرفتار کر کے لاتا ہوں۔ آپ نے جو جواب دیا وہ آپ کا مجہرہ تھا۔ واقعی وہ ڈاکو اپنے قبلہ غطفان میں پہنچ چکے تھے۔

۱۶۷ - بَابُ مَنْ قَالَ : حُذْهَا وَأَنَا بَاب حملہ کرتے وقت یوں کہنا اچھا لے میں فلاں کا بیٹا ہوں،  
سلمه بن اکوع بن شیخ نے ڈاکوؤں پر تیر چلائے اور کہا لے  
ابن فلان  
میں اکوع کا بیٹا ہوں  
وَقَالَ سَلَمَةُ: حُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْأَكْوَعَ.

لڑائی کے وقت میں جب دشمن پر وار کرے ایسا کہنا جائز ہے، اور یہ اس غراور تکبر میں داخل نہیں ہے جو منع ہے قال ابن المنیر  
موقعها من الأحكام إنها خارجة عن الافتخار المنهي عنه لا قتضاء الحال ذلك قلت وهو قريب من جواز الاغتيال بالغباء المعجمة في  
الحرب دون غيرها (فتح)

(۳۰۳۲) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا کہ انسوں نے براء بن عازب بن شیخ سے پوچھا تھا، اے ابو عمارة! کیا آپ لوگ ہنین کی جگہ میں واقعی فرار ہو گئے تھے؟ ابو اسحاق نے کہا میں سن رہا تھا، براء نے یہ جواب دیا کہ رسول کرم ﷺ اس دن اپنی جگہ سے بالکل نہیں ہٹے تھے۔ ابو سفیان بن حراث بن عبد المطلب آپ کے چھر کی لگام تھامے ہوئے تھے، جس وقت مشرکین نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ سواری

۴۲ - حَدَّدَنَا عَيْنِيُّ اللَّهُ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: ((سَأَلَ رَجُلَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا أَبَا عَمَارَةَ، أَوْلَيْتُمْ يَوْمَ حَنِينَ؟ قَالَ الْبَرَاءُ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ يُوَلَّ يَوْمَ حَنِينَ، كَانَ أَبُو سُفِيَّانَ بْنَ الْحَارِثَ أَخِذَ بِعِنَانَ بَغْلِيهِ، فَلَمَّا غَشِيَّهُ الْمُشْرِكُونَ نَزَلَ لَجَعْل

سے اترے اور (تہامیداں میں آکر) فرمائے گئے میں اللہ کا نبی ہوں، اس میں بالکل جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ براءؑ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ سے زیادہ بہادر اس دن کوئی بھی نہیں تھا۔

یقُولُ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِيبٌ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)). فَمَا رُتِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُ مِنِي)). [راجح: ۲۸۶۴]

**تہذیب** جنگ حین کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ ((وَيَوْمَ حَتَّىٰ إِذَا أَعْجَبْتُكُمْ كَثُرْتُكُمْ)) (التوبہ: ۲۵) یعنی حین کی لڑائی میں تم کو تمہاری کثرت نے گھمنڈ و غور میں ڈال دیا تھا جس کا نتیجہ یہ کہ تمہاری کثرت نے تم کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا اور قیلہ ہوازن کے تبر اندازوں نے عام مسلمانوں کے مذ موڑ دیے۔ بعد میں رسول کریم ﷺ کی استقامت و بہادری نے اکھڑے ہوئے مجاہدین کے دل بڑھا دیئے اور ذرا سی ہمت و بہادری نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا، اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے انا النبی لا کذب کا نعروہ بلند فرمایا، میدان جنگ میں ایسے توی نعرے بلند کرنا تھا موم نہیں ہے۔ حضرت امام بخاری کا یہی مقصود ہے:

۱۶۸ - بَابُ إِذَا نَزَلَ الْعَدُوُّ عَلَى أَكْفَارِ لَوْگِ اِیک مسلمان کے فیصلے پر راضی ہو کر اپنے

### قلعے سے اتر آئیں؟

(۳۰۳۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو امامہ نے، جو سل بن حنف کے لڑکے تھے کہ ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا جب بنو قریظہ سعد بن معاذؓ کی ٹالشی کی شرط پر تھیمار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے تو رسول کریم ﷺ نے انہیں (سعدؓ کو) بلایا۔ آپ وہیں قریب ہی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے (کیونکہ زخمی تھے) حضرت سعدؓ گدھے پر سوار ہو کر آئے، جب وہ آپؐ کے قریب پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اپنے سردار کی طرف کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو سواری سے اتارو) آخر آپ اتر کر آنحضرت ﷺ کے قریب آکر بیٹھے گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان لوگوں (بنو قریظہ کے یہودی) نے آپ کی ٹالشی کی شرط پر تھیمار ڈال دیئے ہیں۔ (اس لئے آپ ان کا فیصلہ کر دیں) انہوں نے کماکہ پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں، انہیں قتل کر دیا جائے، اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

٣٠٤٣ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ هُوَ ابْنُ سَهْلٍ ابْنُ حَنْيفٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَّارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَّلَتْ بُنُوْقُرِيظَةَ عَلَى حَكْمِ سَعْدٍ هُوَ بْنُ مَعَاذٍ بَعْثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ - فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ ، فَلَمَّا دَنَّا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ)), فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، فَقَالَ لَهُ : ((إِنَّ هُؤُلَاءِ نَزَّلُوا عَلَى حَكْمِكَ)). قَالَ : فَإِنِّي أَخْكُمُ أَنْ تُقْلَلَ الْمُقَاتَلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى الْذُرْيَةُ. قَالَ : ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحَكْمِ الْمَلِكِ)).

[اطرافہ فی: ۳۸۰۴، ۴۱۲۱، ۶۲۶۲].

( بعض نے کماکہ حضرت سعدؓ کچھ بیمار تھے، ان کو سواری سے اتارنے کے لئے دوسرے کی مدد درکار تھی، اس لئے آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ کھڑے ہو کر ان کو اتار لو، ترجمہ باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے، تو نے وہ حکم دیا جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے دیا۔ (وحیدی)

حضرت سُلَيْمَان کا فیصلہ حلالات حاضرہ کے تحت بالکل مناسب تھا، اور اس کے بغیر قام امن ناممکن تھا۔ وہ بنو قریظہ کے یہودیوں کی فطرت سے واقع تھے، ان کا یہ فیصلہ یہودی شریعت کے مطابق تھا۔

### ۱۶۹- بَابُ قَتْلِ الْأَسْبَيْرِ وَقَتْلِ الصَّبَرِ

بس کو عربی میں قتل صبر کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جاندار آدی ہو یا جانور اس کو کسی جہاز درخت وغیرہ سے پاندھ دینا اور تیریا گولی کا نشانہ بنانا، اس باب کو لا کرام بخاریؓ نے ان لوگوں کا رد کیا جو قیدیوں کو قتل کرنا جائز نہیں رکھتے۔

(۳۰۲۲) ہم سے اسماعیل بن الجیل بن اولیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے اور ان سے انس بن مالکؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جب شریں داخل ہوئے تو آپؐ کے سر مبارک پر خود تھا۔ آپؐ جب اسے اتار رہے تھے تو ایک شخص (ابو یزدہ اسلمی) نے آکر آپؐ کو خبر دی کہ ابن خطل (اسلام کا بدترین دشمن) کعبہ کے پردے سے لٹکا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے وہیں قتل کرو۔

[راجح: ۱۸۴۶] یہ عبد اللہ بن خطل کم بخت مرد ہو کر ایک مسلمان کا خون کر کے کافروں میں مل گیا تھا اور آخر پیغمبر ﷺ کی اور مسلمانوں کی بھو رعنیوں سے گواتا۔ یہ حدیث اس حدیث کی تخصیص ہے کہ جو شخص مسجد حرام میں آجائے وہ بے خوف ہے اور اس سے یہ لٹکا کر مسجد حرام میں حد قصاص لیا جا سکتا ہے۔ خود لوہے کا ٹوپ ہو میدان جنگ میں سر کے پچانے کے لئے استعمال ہوتا تھا جس طرح لوہے کا کرتہ زردہ ناہی سے بلی بدن کو پھیلا جاتا تھا۔

### باب اپنے تیئں قید کرنا اور جو شخص قید نہ کرائے اس کا حکم

اور قتل کے وقت دور کعت نماز پڑھنا  
(۳۰۲۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انسیں عمرو بن الجیل بن اسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی، وہی زہرہ کے حلیف تھے اور حضرت ابو ہریرہؓ کے دوست، انسوں نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس صحابہ کی ایک جماعت کفار کی جاؤں کے لئے بھیجی، اس جماعت کا امیر عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا عاصم بن ثابت انصاریؓ کو بنایا اور جماعت روانہ ہو گئی۔ جب یہ لوگ مقام حد اور پسچے جو عسقان اور مکہ کے درمیان میں ہے تو قبیلہ ہذیل کی

٤٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرَ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطْلٍ مُّتَعْلِقٍ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: ((اقْتُلُوهُ)).

[راجح: ۱۸۴۶]

### ۱۷۰- بَابُ هَلْ يَسْتَأْمِرُ الرَّجُلُ؟

وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْمِرْ،

وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ

٤٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سَفِيَانَ بْنِ أَسِيدٍ بْنِ جَارِيَةِ التَّفْقِيِّ - وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِ زُهْرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ - أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَعْثَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطَ سَرِيَّةَ عَيْنَا، وَأَمْرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمٌ

ایک شاخ بولیجان کو کسی نے خردے دی اور اس قبیلے کے دو سو تیر اندازوں کی ایک جماعت ان کی تلاش میں نکلی، یہ سب صحابہ کے نشانات قدم سے اندازہ لگاتے ہوئے چلتے چلتے آخر ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں، جو وہ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ لے کر چلے تھے۔ پچھا کرنے والوں نے کماکہ یہ (گھسلیان) تو یثرب (مدینہ) کی (کھجورون کی) ہیں اور پھر قدم کے نشانوں سے اندازہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ آخر عاصم اور ان کے ساتھیوں نے جب انہیں دیکھا تو ان سب نے ایک پاڑ کی چوٹی پر پناہ لی، مشرکین نے ان سے کماکہ ہتھیار ڈال کر نیچے اتر آؤ، تم سے ہمارا عمدہ بیان ہے۔ ہم کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت ٹسم کے امیر نے کماکہ میں تو آج کسی صورت میں بھی ایک کافر کی پناہ میں نہیں اتروں گا۔ اے اللہ! ہماری حالت سے اپنے نبی کو مطلع کر دے۔ اس پر ان کافروں نے تیر بر سانے شروع کر دیئے اور عاصم اور سات دوسرے صحابہ کو شہید کر ڈالا اور باقی تین صحابی ان کے عمدہ بیان پر اتر آئے، یہ خبیب الانصاری، ابن دشہ اور ایک تیر سے صحابی (عبد اللہ بن طارق بلوی) تھے۔ جب یہ صحابی ان کے قابو میں آگئے تو انہوں نے اپنی کمانوں کے تانت اتار کر ان کو ان سے باندھ لیا، حضرت عبد اللہ بن طارق بلوی نے کماکہ اللہ کی قسم! یہ تمہاری پہلی غداری ہے۔ میں تمہارے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گا، بلکہ میں تو انہیں حضرت کا سوہ اختیار کروں گا، ان کی مراد شدائے سے تھی، مگر مشرکین انہیں کھینچنے لگے اور زبردستی اپنے ساتھ لے جانا چاہا۔ جب وہ کسی طرح نہ گئے تو ان کو بھی شہید کر دیا۔ اب یہ خبیب اور ابن دشہ بھی استھا کو ساتھ لے کر چلے اور ان کو مکہ میں لے جا کر پہنچ دیا۔ یہ جنگ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ خبیب کو حارث بن عامر بن نوبل بن عبد مناف کے لڑکوں نے خرید لیا، خبیب نے ہی بدر کی لڑائی میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ آپ ان کے یہاں کچھ دنوں تک قیدی بن کر رہے (زہری نے بیان کیا) کہ مجھے عبد اللہ بن عیاض نے خبر

بن ثابت الانصاری - جد عاصم بن عمر بن الخطاب - فَانطَلَقُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَاءِ - وَهُوَ بَيْنَ عَسْفَانَ وَمَكَّةَ - وَذَكَرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذِهِنِ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ، فَقَرُرُوا لَهُمْ قَرِيبًا مِنْ مَا تَنَاهُ رَجُلٌ كُلُّهُمْ رَاجِمٌ، فَاقْتَصُرُوا أَثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَا كَلَّهُمْ تَمَرًا تَرَوْدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا هَذَا تَمَرٌ يَشْرِبُ فَاقْتَصُرُوا أَثَارَهُمْ فَلَمَّا رَأَهُمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابَهُ لَجَزَوُا إِلَيْهِ فَذَلِيقٌ، وَأَخَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ، فَقَالُوا لَهُمْ: انْزِلُوا وَأَغْطُونَا بِأَيْدِنِكُمْ، وَلَكُمُ الْغَهْدُ الْمِيَافِقُ وَلَا تَقْتُلُ مِنْكُمْ أَحَدًا. قَالَ عَاصِمٌ بْنُ ثَابِتٍ أَمِيرُ السَّرِيَّةِ : أَمَا أَنَا فَوَّ اللَّهِ لَا أَنْزِلُ الْيَوْمَ فِي ذَمَّةِ كَافِرٍ، اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيًّكَ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّلْلِ، فَقَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ رَهْطٌ بِالْعَهْدِ وَالْمِيَافِقِ، مِنْهُمْ خَبِيبُ الْأَنْصَارِيُّ وَابْنُ دَثَّةَ وَرَجُلٌ آخَرٌ. فَلَمَّا اسْتَمْكَوْا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قَسِيْمِهِمْ فَأَوْتَفُوهُمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ: هَذَا أُولُو الْفَدْرِ، وَاللَّهُ لَا أَصْنَبُكُمْ، إِنْ. فِي هَؤُلَاءِ لَأْسْوَةٌ سِيرِينَدُ الْقَتْلَى - فَعَجَرُوا وَعَالِجُوا عَلَى أَنْ يَصْنَحُهُمْ فَلَمَّا قُتِلُوا، فَانطَلَقُوا بِخَبِيبٍ وَابْنِ دَثَّةَ حَتَّى بَاغُوهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْيَةٍ بَعْدِ، فَابْتَاعَ خَبِيبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ عَبْدِ

دی اور انہیں حارث کی بیٹی (زینب) نے خردی کہ جب (ان کو قتل کرنے کے لئے) لوگ آئے تو زینب سے انہوں نے موئے زیر ناف مونڈنے کے لئے استرا مانگا۔ انہوں نے استرا دے دیا، زینب نے بیان کیا، پھر انہوں نے میرے ایک بچے کو اپنے پاس بالایا، جب وہ ان کے پاس گیاتو میں غافل تھی، زینب نے بیان کیا کہ پھر جب میں نے اپنے بچے کو ان کی ران پر بیٹھا ہوا دیکھا اور استرا ان کے ہاتھ میں تھا، تو میں اس بری طرح گھبرا گئی کہ خبیب بھی میرے چہرے سے کچھ گئے انہوں نے کہا، تمہیں اس کا خوف ہو گا کہ میں اسے قتل کر دالوں گا، یقین کرو میں کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیب سے بہتر کبھی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ کما کرتی تھیں کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی روزی تھی جو اللہ نے خبیب کو بھیجی تھی۔ پھر جب مشرکین انہیں حرم سے باہر لائے تاکہ حرم کے حدود سے نکل کر انہیں شہید کر دیں تو خبیب نے ان سے کما کہ مجھے صرف دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی۔ پھر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا، اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان رکعتوں کو اور لمبا کرتا۔ اے اللہ! ان ظالموں سے ایک ایک کو ختم کر دے، (پھر یہ اشعار پڑھے) ”جبکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھے کسی قسم کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ خواہ اللہ کے راستے میں مجھے کسی پہلو پر بھی پچھاڑا جائے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو اس جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے سکتا ہے جس کی بوئی بوئی کر دی گئی ہو۔ آخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے ان کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیب سے ہی ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے قتل کیا جائے (قتل سے پہلے) دو رکعتیں مشروع ہوئی ہیں۔ اور حادث کے شروع ہی میں حضرت عاصم

مناف، وکان خبیث هو قتل الحارث بن عامر يوم بدء، فلبث خبیث عندهم أسيرا فأخبرني عبید الله بن عياض أن بنت الحارث أخبرته أنهم حين اجتمعوا استعار منها موسى يستجد بها فاغارتنه، فأخذ ابنا لي وأنا غافلة حين أتاه، قالت: فوجدها مجلسه على فحده والموسى بيده، ففرغت فزعه عرفها خبیث هي وجهي، فقال: تحشين أن أقتلها؟ ما كنت لأفعل ذلك. والله ما رأيت أسيرا فقط خيرا من خبیث، والله لقد وجدته يوما يأكل من قطف عنب في يده وإن لم يمتن في الجديد وما يمكّه من شمر، وكانت تقول إله لرزق من الله رزقة خبيثاً، فلما خرجوا من الحرم يقتلونه في الجل، قال لهم خبیث: ذروني أركع رکعتین، فرکوہ فرکع رکعتین ثم قال: لو لا أن ظنوا أن ما بي جزع لطولتها، اللهم أخصهم عددا، وقال: ما أبالي حين أقتل مسلماً على أي شق كان لله مضرغنى وذلك في ذات الإله، وإن يشا يبارك على أوصال شلو ممزع فقتلة ابن الحارث، فكان خبیث هو سُر الرکعتین لکل امریء مسلم قتل صرراً، فاستجاب الله لعاصم بن ثابت يوم

بن ثابت<sup>ؓ</sup> (مُم کے امیر اکی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی تھی) (کہ اے اللہ! ہماری حالت کی خبر اپنے نبی کو دے دے) اور نبی کرم<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے اپنے محلہ کو وہ سب حالات بتا دیئے تھے جن سے یہ مُم دوچار ہوئی تھی۔ کفار قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عاصم شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے ان کی لاش کے لئے اپنے آدمی بھیجے تاکہ ان کی جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لائیں جس سے ان کی شاخت ہو سکتی ہو۔ عاصم<sup>ؓ</sup> نے بدر کی جنگ میں کفار قریش کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بھڑوں کا ایک چھتہ عاصم<sup>ؓ</sup> کی لفڑ پر قائم کر دیا انہوں نے قریش کے آدمیوں سے عاصم<sup>ؓ</sup> کی لاش کو بچالایا اور وہ ان کے بدن کا کوئی نکڑانہ کاٹ سکے۔

اعضیب، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ خَبَرَهُمْ وَمَا أَصْبَاهُ، وَبَعْثَ نَاسًا مِنْ كُفَّارِ قُرْبَانِهِ إِلَى عَاصِمٍ حِينَ حَدَّلُوا إِنَّهُ قَبْلَ لِيَوْنَوَا بِشَيْءٍ مِنْهُ يَعْرَفُ، وَكَانَ قَدْ قَلَّ رَجُلًا مِنْ عَظَمَاتِهِمْ يَوْمَ بَذِيرٍ قَبْعَثَ عَلَى عَاصِمٍ بِمِثْلِ الظُّلْلَةِ مِنَ الدَّبَرِ، فَحَمَّنَهُ مِنْ رَسُولِهِمْ، فَلَمْ يَقْبِلُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوهَا مِنْ لَحْمِهِ ثَنِيًّا).

[اطراfe في: ۳۹۸۹، ۴۰۸۶، ۴۰۲].

**لشیخ** عاصم بن عمر<sup>ؓ</sup> کی والدہ جیلہ عاصم بن عمر<sup>ؓ</sup> کے ماہوں تھے اور جیلہ ان کی بن تھیں۔ خیر ان چھ آدمیوں کو آپ<sup>ؓ</sup> نے عضل اور قارہ والوں کی درخواست پر بھیجا تھا۔ وہ جنگ احمد کے بعد آخر خضرت<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> کے پاس آئے اور آپ<sup>ؓ</sup> سے عرض کیا ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چند صحابہ<sup>ؓ</sup> کو کروجھے جو ہم کو دین کی تعلیم دیں۔ آپ<sup>ؓ</sup> نے مرشد بن ابی مرشد اور خلد بن کبیر اور خبیب بن عدی اور نزید بن دشنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ کر دیا، راستے میں بن لیمان کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور دعا سے مار ڈالا۔ (وحیدی)

## ۱۷۱- بَابُ فَكَاكُ الْأَسْبَيْرِ . فِيهِ عَنْ

أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

باب (مسلمان) قیدیوں کو آزاد کرانا  
اس بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ<sup>ؓ</sup> کی ایک حدیث نبی کرم<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> سے مردی ہے۔

(۳۰۳۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے جری نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو واکل نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رسول کرم<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے فرمایا ”عَلَى“ یعنی قیدی کو چھڑایا کرو، بھوکے کو کھلایا کرو، اور بیمار کی عیادت کیا کرو۔

۳۰۴۶- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ مَعْنَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْفَةُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَابْنِ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَكُوْلَا الْغَانِيَ - يَعْنِي الْأَسْبَيْرَ - وَأَطْعِمُوا الْجَانِعَ، وَغُودُوا التَّمَرِينَ)). [اطراfe في: ۵۱۷۴، ۵۳۷۳، ۵۶۴۹].

یہ تینوں نیکیاں ایمان و اخلاق کی دنیا میں بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ مظلوم قیدی کو آزاد کرانا اتنی بڑی نیکی ہے جس کے ثواب کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح بھوکن کو کھانا کھلانا وہ عمل ہے جس کی تعریف ہے تھی آیات قرآنی و احادیث نبوی میں وارد ہے اور میں کامرانج پر جھٹا بھی مسنون طریقہ ہے۔

(۳۰۲۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے مطرف نے بیان کیا، ان سے عامر نے بیان کیا، اور ان سے ابو حمیفؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا، آپ حضرات (آل بیت) کے پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس ذات کی قسم! جس نے ذانے کو (زمین) چیر کر (نکالا) اور جس نے روح کو پیدا کیا، مجھے تو کوئی ایسی وحی معلوم نہیں (جو قرآن میں نہ ہو) البتہ سمجھ ایک دوسری چیز ہے، جو اللہ کسی بندے کو قرآن میں عطا فرمائے (قرآن سے طرح طرح کے مطالب نکالے) یا جو اس ورق میں ہے۔ میں نے پوچھا، اس ورق میں کیا لکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ دیت کے احکام اور قیدی کا چھڑانا اور مسلمان کا کافر کے بد لے میں نہ مارا جانا، (یہ مسائل اس ورق میں لکھے ہوئے ہیں اور بس)

٤٧- حدثنا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْيِرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُطَرْفٌ أَنَّ عَامِرًا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ جَعْنَيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قُلْتُ لِغَلِيلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ مِنَ الْوَحْيِ إِلَّا مَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسْمَةَ، مَا أَعْلَمُمُ إِلَّا فَهُمَا يُفْطِنُهُ اللَّهُ رَجُلًا فِي الْقُرْآنِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ. قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ: الْغَفْلَةُ، وَفَكَاثُ الْأَسْيَرِ، وَأَنَّ لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ)). [راجع: ۱۱۱]

**لتبیح** اس سے ان شیعہ لوگوں کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں معاذ اللہ قرآن کی اور بہت سی آئیتیں تھیں جن کو آنحضرت ﷺ نے فاش نہیں کیا، بلکہ خاص حضرت علیؓ اور اپنے آل بیت کو بتائیں، یہ صریح جھوٹ ہے۔ آنحضرت ﷺ جب اکیلے بے یار و مددگار مشرکوں میں پھنسے ہوئے تھے اس وقت تو آپ نے کوئی بات چھپائی نہیں، اللہ کا پیغام بے خوف و خطر سنادیا، جس میں مشرکین کی اور ان کے مجبودوں کی کھلی برائیاں تھیں۔ پھر جب آپ کے جانشہ و فدائی صدھا محابہ موجود تھے آپ کو کسی کا پچھہ بھی ڈرنا تھا، آپ اللہ کا پیغام کیسے چھپا کر رکھتے۔ اب رہیں وہ روایتیں جو شیعہ اپنی کتبوں میں آل بیتؑ سے نقل کرتے ہیں تو ان میں اکثر جھوٹ اور غلط اور بنائی ہوئی ہیں۔

ترجمہ باب لفظ ولا یقتل مسلم بکافر سے نکلا۔ قسطلانی نے کما جمور علماء اور الحدیث کا یہی قول ہے کہ مسلمان کافر کے بدل قتل نہ کیا جائے گا، اور صحیح حدیث سے یہی ثابت ہے لیکن امام ابو حنیفؓ نے ایک ضعیف روایت سے جس کو دارقطنی نے نکلا کہ مسلمان ذی کافر کے بدل قتل کیا جائے گا فتویٰ دیا ہے۔ (وحیدی)

### باب مشرکین سے فدیہ لینا

(۳۰۲۸) ہم سے اسماعیل بنی ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس بن عبدالمطلب کا فدیہ

### ١٧٢- بَابُ فِدَاءِ الْمُشْرِكِينَ

٤٨- حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَفْعَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْعَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوا رَسُولَ اللَّهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ اذْنُنِي فَلَتَرْكَنِ

معاف کر دیں، لیکن آپ نے فرمایا، ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

(۳۰۴۹) اور ابراہیم بن حمان نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھریں کا خراج آیا تو حضرت عباس رض خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! اس ماں سے مجھے بھی دیکھئے کیونکہ (بدر کے موقع پر) میں نے اپنا اور عقیل دونوں کا فدیہ ادا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا، پھر آپ لے لیں، چنانچہ آپ نے انہیں ان کے کپڑے میں فدی کو بندھا دیا۔

والحق ان العمال المذكور كان من الغراج او الجزية وهم من العمال المصالح يعني وہ مال خراج یا جزیہ کا تحفاظ لے حضرت عباس کو اس کا لیتا جائز ہوا، تفصیل بیان کتاب الجزریہ میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۳۰۵۰) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معرنے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں محمد بن جبیر نے، انہیں ان کے باپ (جبیر بن مطعم رض) نے وہ بدر کے قیدیوں کو چھڑانے آنحضرت ﷺ کے پاس آئے (وہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ساکہ نبی کریم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھی۔

ہر دو احادیث میں مشرکین سے فدیہ لینے کا ذکر ہے، مشرکین خواہ اپنے عزیز رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔ یہ ہے تو سب کچھ ہے، یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ حضرت عباس کے فدیہ کے بارے میں آپ کا ارشاد گرامی بہت سی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ وہ آپ کے پچھا تھے، ان سے ذرا سی بھی رعایت برداود سرے لوگوں کے لئے سوء ظن کا ذریعہ بن سکتا تھا، اسی لئے آپ نے یہ فرمایا، جو حدیث میں مذکور ہے۔

**باب اگر حربی کافر مسلمانوں کے ملک میں بے امان چلا آئے**  
(تو اس کامارڈانادرست ہے)

(۳۰۵۱) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عیسیٰ عتبہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ایاس بن سلمہ بن اکوع رض نے، ان سے ان کے باپ (سلمہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سفر میں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ آپ غزوہ ہوازن کے لئے تشریف لے

لابنِ أَخْبَتَا عَبَّاسٍ لِدَاءَهُ۔ فَقَالَ: ((لَا تَدْعُونَ مِنْهَا دِرْهَمًا)). [راجع: ۲۵۳۷]  
٤٩ - وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ  
بْنِ صَهْبَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ  
بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَجَاءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ:  
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْطِيْنِي، فَلَمَّا فَادَتِ  
نَفْسِي، وَفَادَتِ عَقِيلًا، فَقَالَ: ((خُذْ  
فَأَغْطِهَا فِي ثُوبِهِ)).

[راجع: ۴۲۱]

٥٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقَ  
الرَّزَاقَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ  
مُحَمَّدِ بْنِ جَبَيرٍ عَنْ أَبِيهِ - وَكَانَ جَاءَ فِي  
أَسَارَى بَدْرٍ - قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ  
يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْطُّورِ)).

[راجع: ۷۶۵]

**بابُ الْحَرْبِيِّ إِذَا دَخَلَ دَارَ**  
الإِسْلَامِ بِغَيْرِ أَمَانٍ

٥١ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو  
الْعَمَيْسٍ عَنْ إِيَاسٍ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَيْنَ مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ - وَهُوَ فِي سَفَرٍ - فَجَلَسَ

جار ہے تھے) وہ جاؤں صحابہ کی جماعت میں بیٹھا، باتیں کیں، پھر وہ واپس چلا گیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کہ اسے تلاش کر کے مار ڈالو۔ چنانچہ اسے (سلیمان بن اکوعؓ نے قتل کر دیا، اور آنحضرت نے اس کے ہتھیار اور اوزار قتل کرنے والے کو دلوا دیئے۔

### باب ذمی کافروں کو بچانے کے لئے رہنا،

#### ان کاغلامِ لوئڈی نہ بنانا

ذمی وہ کافر جو مسلمانوں کی اماں میں رہتے ہیں، ان کو جزیہ دیتے ہیں۔ ایسے کافروں کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اگر وہ عدم توڑا لیں اور مسلمانوں کو دغا دیں تب تو ان کو مارنا اور ان کا لوئڈی غلام بنانا درست ہے۔ (وجیدی) (۳۰۵۲) ہم سے موسى بن امام عیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، اُنہیں حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے عمرو بن میمون نے کہ حضرت عمرؓ نے (وفات سے تھوڑی دیر پہلے) فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا (ذمیوں سے) ہو عدم ہے اس کو وہ پورا کرے اور یہ کہ ان کی حمایت میں ان کے دشمنوں سے جنگ کرے اور ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ان پر نہ ڈال جائے۔

[راجع: ۱۳۹۲] ذمی ان غیر مسلموں کو کہتے ہیں جو اسلامی حکومت کے حدود میں رہتے ہیں۔ اسلام میں ایسے تمام غیر مسلموں کی جان و مال عزت و آبرو مسلمانوں کی طرح ہے اور اگر ان پر کسی طرف سے کوئی آجُ آتی ہو تو حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ ان کی حفاظت کے لئے ان کے دشمنوں سے اگر جنگ بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں اور ان سے کوئی بد عمدی نہ کریں۔ آخر میں جزیہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ اسی قدر لگایا جائے جسے وہ بخوبی برداشت کر سکیں۔

### باب جو کافر و سرے ملکوں سے ایلچی بن کر آئیں ان سے اچھا سلوک کرنا

**لشیخ** وفد یعنی وہ جماعت جو اپنے ملک والوں کی طرف سے بطور سفارت کے آتی ہے، اس باب میں حضرت امام بخاریؓ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی، بعض شخوں میں یہ باب مؤخر اور باب هل بستشفع الخ مقدم ہے اور یہ زیادہ مناسب ہے کیونکہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث اس باب کے مطابق ہے اور باب هل بستشفع سے اس کی مطابقت مشکل ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت امام بخاریؓ نے ان دونوں ابواب کے لئے ابن عباسؓ کی حدیث بیان کی ہے۔ وفد کے ساتھ عدمہ سلوک کرنے کا تو اس میں صاف نہ کوئی ہے، اب ذمیوں کی سفارش تو اس کی نئی امام بخاریؓ نے آپؐ کے اس فرمان سے نکالی کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب کے باہر کر دینا، معلوم ہوا ان کی سفارش نہ سننا چاہئے اور ان کے ساتھ جو معاملہ آپؐ نے کیا یعنی اخراج اس کا بھی اس حدیث میں ذکر ہے۔ (وجیدی)

عند أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ، ثُمَّ اُنْفَلَى، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَتَلْبُوْهُ، وَاقْتُلُوهُ، فَقَتَلَهُ، فَفَلَّهُ سَلَبَهُ)).

### ۱۷۴ - بَابُ يُقَاتَلُ عَنْ أَهْلِ الْذَّمَةِ

#### وَلَا يُسْتَرِقُونَ

ذمی وہ کافر جو مسلمانوں کی اماں میں رہتے ہیں، ان کو جزیہ دیتے ہیں۔ ایسے کافروں کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمہ ہے۔ اگر وہ عدم توڑا لیں اور مسلمانوں کو دغا دیں تب تو ان کو مارنا اور ان کا لوئڈی غلام بنانا درست ہے۔ (وجیدی) (۳۰۵۲) - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حَصَنِيْنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مِيمُونٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((وَأَوْصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُوْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاهِمِهِمْ، وَلَا يُكَلِّفُوا إِلَّا طَاقَتِهِمْ)).

[راجع: ۱۳۹۲]

### ۱۷۵ - بَابُ جَوَانِيرِ الْوَفَدِ

## باب ذمیوں کی سفارش اور ان سے کیا معاملہ کیا جائے

(۳۰۵۳) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان احوال نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس عیاشی نے بیان کیا کہ جعرات کے دن، اور معلوم ہے جعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اپنا روزے کے کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں شدت اسی جعرات کے دن ہوئی تھی۔ تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ، تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھو جاؤں کہ تم (میرے بعد اس پر چلتے رہو تو) کبھی گراہ نہ ہو سکو۔ اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے سامنے جگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی کسم ﷺ (بیماری کی شدت سے) بارہ ہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرنا چاہتے ہو۔ آخر آپ نے اپنی وفات کے وقت تین و صیتیں فرمائی تھیں۔ یہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا۔ دوسرے یہ کہ وفاد سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا، جیسے میں کرتا رہا (ان کی خاطرداری ضیافت وغیرہ) اور تیری ہدایت میں بھول گیا۔ اور یعقوب بن محمد نے بیان کیا کہ میں نے مغروہ بن عبد الرحمن سے جزیرہ عرب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مکہ، مدینہ، میماںہ اور یمن (کامن جزیرہ عرب) ہے۔ اور یعقوب نے کہا کہ عرج سے تمام شروع ہوتا ہے۔ (عرج مکہ اور

مدینہ کے راستے میں ایک منزل کا نام ہے)

[راجح: ۱۱۴]

**تَهْبِيج** بھر کے معنی بیماری کی حالت میں ہدایتی کیفیت کا ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کی بیماری اور غیر بیماری ہر حالت میں ہدایان سے محفوظ تھے۔ بعض روایتوں میں اعجر استھموہ ہے۔ یعنی کیا یغیر صاحب ﷺ کی باتیں ہدایاں ہیں؟ آپ سے اچھی طرح پوچھ لو، سمجھ لو گویا یہ ان لوگوں کا کلام ہے جو کتاب لکھوانے کے حق میں تھے۔ بعضوں نے کہا یہ کلام حضرت عمرؓ نے کہا تھا اور قبیضہ بھی یہی ہے کیونکہ وہ کتاب لکھنے کے خلاف تھے۔ اس صورت میں بھر کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا آپ دنیا کو چھوڑنے والے ہیں؟ یعنی آپ کیا وفات پا جائیں گے۔ حضرت عمرؓ کو گھبراہٹ اور رنج میں یہ خیال سا گیا تھا کہ آپ کو موت نہیں آ سکتی، اس حالت میں کتاب

## ۱۷۶ - بَابُ هَلْ يُسْتَشْفَعُ إِلَى أَهْلِ الْدَّمَةِ؟ وَمَعَالِمُهُمْ

٣٠٥٣ - حَدَّثَنَا قَيْصَرٌ قَيْصَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَيَةَ عَنْ سَلِيمَانَ الْأَخْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّارٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَمِينِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِينِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمَعَةً الْحَصَباءَ قَالَ أَشَدَّ بَرَسُولَ اللَّهِ وَجْهَهُ وَجَمِيعَ يَوْمِ الْخَمِينِ قَالَ ((اَتَوْنِي بِكِتَابٍ أَكْتَبْتُ لَكُمْ كِتَابًا). لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبْدًا)). فَتَازَّعُوا، وَلَا يَنْفَعُ عِنْدَهُ نَبِيٌّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا: هَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ وَجْهُهُ قَالَ: ((دَعُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَذَغُونِي إِلَيْهِ)). وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِتَلَاثَةَ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرْبِ، وَأَجِيزُوا الْوَفَدَ بِنَحْوِ مَا كَنْتُ أَجِيزُهُمْ، وَتَسْيِيتَ الْفَالِلَةَ)). وَقَالَ يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ: سَأَلَتِ الْمُغَيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنَ عَنْ جَزِيرَةِ الْعَرْبِ قَالَ: مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَالْيَمَامَةُ وَالْيَمَنُ. وَقَالَ يَعْقُوبُ: وَالْعَرْجُ أُولُّ تِهَامَةَ.

لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

قطلانی نے کہا، ظاہر یہ ہے کہ آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت لکھوانا چاہتے تھے، جیسے امام مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، تو اپنے باپ اور بھائی کو بلا لے۔ میں ڈرتا ہوں کیونکہ اور خلافت کی آزو کرے، اللہ اور مسلمان سوائے ابو بکرؓ کے اور کسی کی خلافت نہیں مانتے۔

وصالیائے نبوی میں ایک اہم وصیت یہ تھی کہ جزیرہ عرب میں سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کو نکال دیا جائے، عرب کا ملک طول میں عدن سے عراق تک اور عرض میں جدہ سے شام تک ہے۔ اور اس کو جزیرہ اس لئے فرمایا کہ تم طرف سے سندھ راس کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ وصیت حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں پوری کی۔ ملک عرب کو ہرچار جانب سے بحر بنہ و بحر قلزم و بحر فارس و بحر جش نے گھیرا ہوا ہے اس لئے اسے جزیرہ کہا گیا ہے۔

حدیث کے جملہ ولا ینبھی عندنی تنازع پر علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ الظاهر انہ من قوله صلی اللہ علیہ وسلم لا من قول ابن عباس“ كما وقع التصریح به فی کتاب العلّم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا عنی ولا ینبھی عندنی التنازع انتہی والظاهر ان هذا الكتاب الذى اراده انما هو فی النص على خلافة ابی بکرؓ لکھے عدل عنه معلوماً علی ما هو اصله من استخلافه فی الصلوة لتنازعهم واشتدا مرضه صلی اللہ علیہ وسلم وبدل علیہ ما عند مسلم عن عائشة انه صلی اللہ علیہ وسلم قال ادعی لی ابا بکر و اخاک اکتب کتاب فانی اخاف ان یعنی محن و يقول قاتل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر و عند البزار من روایتها انه قال عند اشتداد مرضه ایتنوی بدواہ و کشف او قرطاس اکتب لانی بکر کتابا لا یختلف الناس علیه ثم قال معاذ اللہ ان یختلف الناس علی ابی بکر فهذه النص صریح علی تقديم خلافة ابی بکر (السطلانی)

ظاہر ہے کہ الفاظ قوموا عنی الخ خود آنحضرت ﷺ کے فرمودہ ہیں یہ ابن عباسؓ کے لفظ نہیں ہیں جیسا کہ کتاب العلم میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جھگڑنا مناسب نہیں لذا یہاں سے کھڑے ہو جاؤ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کتاب کے لکھنے کا آنحضرت ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا وہ کتاب خلافت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق آپؓ لکھنا چاہتے تھے۔ پھر آپؓ نے لوگوں کے تنازع اور اپنی تکلیف مرض دیکھ کر اس ارادہ کو ترک فرمایا اور اس لئے بھی کہ آپؓ اپنی حیات طیبہ ہی میں حضرت صدیقؓ اکبرؓ کو نماز میں امام بنا کر اپنی گدی ان کے حوالے فرمائے تھے جیسا کہ مسلم شریف کی روایت عائشہ صدیقہؓ میں ہے کہ آپؓ نے فرمایا، اپنے والد ابو بکرؓ کو بلالو اور اپنے بھائی کو بھی تاکہ میں ایک کتاب لکھوادوں، میں ڈرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی خلافت کی تمنا لے کر کھرا ہو اور کے کہ میں اس کا زیادہ مستحق ہوں، حالانکہ اللہ پاک نے اور جملہ ایمان والوں نے اس ظیہم خدمت کے لئے ابو بکرؓ کو منتخب کر لیا ہے اور بزار میں انہی کی روایت سے یوں ہے کہ آپؓ نے شدت مرض میں فرمایا، میرے پاس دوات کافذ وغیرہ لاؤ کہ میں ابو بکرؓ کے لئے دستاویز لکھوادوں، تاکہ لوگ اس پر اختلاف نہ کریں۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی پناہ اس سے کہ لوگ خلافت ابو بکرؓ میں اختلاف کریں۔ پس حضرت صدیقؓ اکبرؓ کی خلافت پر یہ نص صریح ہے۔

## بابِ وفود سے ملاقات کے لئے اپنے کو آراستہ کرنا

## ۱۷۷ - بَابُ التَّجَمُّلِ لِلْوُفُودِ

(۳۰۵۲) ہم سے سعید بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہ نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حنبل نے بیان کیا کہ عمرؓ نے دیکھا کہ بازار میں ایک ریشی جوڑا فروخت ہو رہا ہے۔ پھر

۳۰۵۴ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكَّرٍ قَالَ حدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَجَدَ عُمَرَ حَلَةً إِسْتِرْبَقِ

اسے وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جوڑا آپ خرید لیں اور عید اور وفود کی ملاقات پر اس سے اپنی زبانش فرمایا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں یا (آپ نے یہ جملہ فرمایا) اسے تو وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ پھر رسول اللہ نے جتنے دنوں چاہا حضرت عمر بن الخطبؓ خاموش رہے۔ پھر جب ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس ایک ریشمی جبہ بھیجا تو حضرت عمرؓ اسے لے کر خدمت بُوی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ: آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ ان کا لباس ہے جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں، یا (عمرؓ نے آپ کی بات اس طرح دہرائی کہ) اسے وہی لوگ پہن سکتے ہیں جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اور پھر آپ نے یہی میرے پاس ارسال فرمادیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ (میرے بھینے کا مقصد یہ تھا کہ) تم اسے بچ لو، یا (فرمایا کہ) اس سے اپنی کوئی ضرورت پوری کر سکو۔

### باب پنج پر اسلام کس طرح

#### پیش کیا جائے

(۳۰۵۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر نے خردی، انہیں زہری نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر نے خردی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت غرّبی شامل تھے، ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جا رہی تھی۔ آخر بون مغالہ (ایک انصاری قبیلے) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھلیتے ہوئے اسے ان لوگوں نے پابیا، ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے (رسول کریم ﷺ کی آمد کا) پتہ نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے (اس کے قریب پنج کر ان پاہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا، اور فرمایا کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد نے آپ کی طرف

تبااغ فی السُّوقِ، فَأَتَیَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّمَا هَذِهِ الْحُلْمَةَ فَتَجَمَّلُ بِهَا لِلْعِيْدِ وَالْوَفْدِ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٍ مِّنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)) - أَوْ إِنَّمَا يَلْبِسُ هَذِهِ مِنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)) - فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللهُ. نَمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِحَجَّةَ دِيَّابِاجِ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ حَتَّى أَتَى بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، قُلْتَ إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسٍ مِّنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، أَوْ إِنَّمَا يَلْبِسُ هَذِهِ مِنْ لَا خَلَاقَ لَهُ، ثُمَّ أَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهَا. فَقَالَ: ((تَبَيَّنَهَا، أَوْ تُصَيِّنُ بِهَا بَعْضَ حَاجَتِكِ)).

[راجح: ۸۸۶]

١٧٨ - بَابُ كَيْفَ يُغَرَّضُ الْإِسْلَامَ

عَلَى الصَّبِّ؟

٣٠٥٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَفِطٍ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ أَنْ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْعُلَمَانِ عِنْدَ أَطْمَيْ بْنِ مَعَاذَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ أَنْ صَيَّادٍ، لِيَخْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ بِشَيْءٍ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهِيرَةً بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:

ویکھا پھر کینے لگا۔ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اس نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے (چے) انبیاء پر ایمان لایا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا، تو کمیادی کھاتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبرچی آتی ہے تو دوسرا جھوٹی بھی۔ آنحضرت نے اس پر فرمایا کہ حقیقت حال تجھ پر مشتبہ ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا، اچھا میں نے تمیرے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتابوہ کیا ہے؟) ابن صیاد بولا کہ دھوan، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ذیل ہو، کم بخت! تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردان مار دوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔

(۳۰۵۶) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ابی بن کعب بن شعیب کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ اس کھجور کے بلغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آپ بلغ میں داخل ہو گئے تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے آپ آگے بڑھنے لگے۔ آپ چاہتے یہ تھے کہ اسے آپ کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اس کی باتیں سن لیں۔ ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑا تھا اور کچھ گنگا رہا تھا۔ اتنے میں اس کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آگے آ رہے ہیں اور اسے آگاہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اس کامام تھا۔ ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہو تو حقیقت کھل جاتی۔

(۳۰۵۷) سالم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی شا

((أَتَشْهِدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)). فَظَرَ  
إِلَيْهِ أَبْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ : أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ  
الْأَمْمَيْنَ. فَقَالَ أَبْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ : أَتَشْهِدُ  
أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ :  
((أَمْتَ بِاللَّهِ وَرَسُلِهِ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :  
((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ أَبْنُ صَيَّادٍ : يَا أَبَنِي  
صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((خُلِطَ  
عَلَيْكَ الْأَمْرُ)). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَنِّي قَدْ  
حَبَّاتُ لَكَ خَيْرِي)). قَالَ أَبْنُ صَيَّادٍ : هُوَ  
الدُّخُونُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِخْسَأً، فَلَنْ تَعْدُ  
فَدْرُكَ)). قَالَ عُمَرٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَّدَنْ  
لِي فِيهِ أَصْنَابٌ عَنْقَهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنْ  
يَكُنْهُ فَلَمْ تُسْلِطْ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلَا  
خَيْرٌ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجح: ۱۳۵۴]

۳۰۵۶ - قَالَ أَبْنُ عُمَرَ : انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ  
وَأَبْنُيُّ بْنُ كَعْبٍ يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ أَبْنُ  
صَيَّادٍ، حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ طَفِيقَ النَّبِيِّ  
ﷺ يَقْنِي بِجَذْدَوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَعْجِلُ أَنْ  
يَسْمَعَ مِنْ أَبْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ،  
وَأَبْنُ صَيَّادٍ مُضطَطَعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي  
قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةٌ، فَرَأَتْ أُمُّ أَبْنِ صَيَّادٍ  
النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقْنِي بِجَذْدَوْعِ النَّخْلِ،  
فَقَالَتْ لِأَبْنِ صَيَّادٍ : أَيُّ صَافٍ - وَهُوَ  
اسْمُهُ - فَقَارَ أَبْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :  
((لَوْ تَرَكْتَهُ يَئِنَّ)). [راجح: ۱۳۵۵]

۳۰۵۷ - وَقَالَ سَالِمٌ : قَالَ أَبْنُ عُمَرَ ثُمَّ  
قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ

بیان کی جو اس کی شان کے لائق تھی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا، اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس کے (فتنوں سے) ڈراتا ہوں، کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس کے فتنوں سے نہ ڈرایا ہو، تو حضرت علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی، اور وہ بات یہ ہے کہ دجال کا ناہو گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَانَ فَقَالَ: ((إِنِي أَنذِرُ كُمُوْهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا فَذَانَدَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنذَرَ نُوحَ قَوْمَهُ: وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِّقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغْوَرَ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوَرِ)). [اطرافہ فی: ۳۲۳۷، ۳۴۳۹، ۴۴۰۲]

[۶۱۷۵، ۷۱۲۳، ۷۱۲۷، ۸۴۰۷].

**ترجمہ الباب الفاظ انشدہ انی رسول اللہ سے لکھتا ہے کہ پچھے کے سامنے اسلام اس طرح پیش کیا جائے، آنحضرت ﷺ کو این صیاد سے چند باتیں دریافت کرنا منظور تھیں، آپ نے خیال کیا کہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ تو جو ہوتا ہے رسول کمل سے ہوا، تو شاید وہ پڑ جائے اور ہمارا مقصد پورا نہ ہو، اس لئے ایسا جامع جواب دیا کہ این صیاد پڑا بھی نہیں اور اس کی بخوبی کا انکار بھی نکل آیا۔ آنحضرت ﷺ نے آیت (بِيَوْمٍ تَأْنِي الشَّهَادَةُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ) (الدخان: ۱۰) کا تصور فرمایا تھا، این صیاد نے "دھنون" کے لفظ سے صرف "دخ" بتایا جیسے شیطانوں کی عادت ہوتی ہے۔ سنی سنائی ایک آدھ بات لے مرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حقیقی دجال کے بارے میں بتایا کہ وہ کانا ہو گا، یہ بڑے دجال کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ پیری است میں تمیں جھوٹے دجال پیدا ہوں گے، جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ یہ دجال است میں پیدا ہو چکے ہیں۔**

ہندوستان پنجاب میں بھی ایک عجیب نبوت کا مدعاً بن کر کھڑا ہوا۔ جس نے ایک کیثر مغلوق کو گمراہ کر دیا اور اب تک اس کے مریدین ساری دنیا میں دجل پھیلانے میں مشغول ہیں جو بظاہر اسلام کا نام لیتے ہیں اور درپرداہ اپنے فرضی نام نما رسول نبی کی رسالت کی تبلیغ کرتے ہیں اور بھی انہوں نے بہت سے غلط عقائد ایجاد کئے ہیں۔ جو سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ علمائے اسلام نے بہت سی کتابوں میں اس فرقہ قادریانیہ کا قلع قلع کیا ہے۔ ہمارے مرحوم استاد حضرت مولانا ابوالوفاء اللہ امر تری نے بھی اس فرقہ کی تردید میں بے نظیر قلمی خدمات انجام دی ہیں۔ اللہم اغفر له وارحمه واعله واعف عنه واکرم نزلہ آمين اس حدیث میں تین قسم ہیں۔ کتاب الجائز میں یہ حدیث منفصل گزر چکی ہے۔

۱۷۹ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلَّيْهُودِ: بَابُ رَسُولِ كَرِيمٍ ﷺ كَالْيُودِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ  
وَالْمُؤْمِنُونَ  
(دنیا اور آخرت میں) سلامتی پاؤ گے

أَسْلَمُوا تَسْلِمُوا

فَالَّهُ الْمَقْبِرِيُّ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۱۸۰ - بَابُ إِذَا أَسْلَمَ قَوْمًا فِي دَارِ  
الْحَرْبِ وَلَهُمْ مَالٌ وَأَرْضُونَ فَهِيَ  
وَهُنَّا كَيْ ہو گی

لَهُمْ

یہ باب لا کرام بخاری نے حنفیہ کا رد کیا۔ وہ کہتے ہیں اگر جبی کافر مسلمان ہو کر دار الحرب میں رہے پھر مسلمان اس ملک کو قبح کریں تو جانکروں اور غیر منقولہ یعنی زمین باغ وغیرہ اس کو نہ طے گی مسلمانوں کی ملک ہو جائے گی۔

(۳۰۵۸) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو معرنے خبر دی انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین نے، انہیں عمرو بن عثمان بن عفان نے اور ان سے اسماعیل بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے جمع الوداع کے موقع پر عرض کیا، یا رسول اللہ! کل آپ (کہہ میں) کہل قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا، ابھی! عقیل نے ہمارے لئے کوئی گھر جھوڑا ہی کب ہے۔ پھر فرمایا کہ کل ہمارا قیام خیعت ہی کنانہ کے مقام حصب میں ہو گا، جہاں پر قریش نے کفر پر قسم کھائی تھی۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ ہی کنانہ اور قریش نے (یہیں پر ایسی ہاشم کے خلاف اس بات کی قسمیں کھائی تھیں کہ ان سے خرید و فروخت کی جائے اور نہ انہیں اپنے گھروں میں آئے دیں۔ زہری نے کہا کہ خیعت وادی کو کہتے ہیں۔

[الْحَسِيفُ الْوَادِيٌّ. [راجح: ۱۵۸۸]

**لشیخ** ہوا یہ تھا کہ ابو طالب عبدالمطلب کے بڑے بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے بعد جانشیت کی رسم کے موافق کل ملک الملک پر ابو طالب نے قبضہ کر لیا۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو ان کے انتقال کے پچھے دن بعد آنحضرت ﷺ اور حضرت علیؓ تو میں نہ منورہ بھرت کر آئے، عقیل اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، وہ کہ میں رہے۔ انہوں نے تمام جاندروں اور مکانات پر کر اس کا روپیہ خوب اڑایا۔ اس حدیث سے باب کا مطلب امام بخاریؓ نے اس طرح تلاکہ آنحضرت ﷺ نے کہ فتح ہونے کے بعد بھی ان مکانوں اور جاندروں کی پیغام رکھی اور عقیل کی تکلیف تسلیم کر لی، تو جب عقیل کے تصرفات اسلام سے پہلے تاذ ہوئے تو اسلام کے بعد طریق اولیٰ تاذ رہیں گے۔

وقال القرطبي يتحمل ان يكون مراد البخاري ان النبي صلى الله عليه وسلم من على اهل مكة باموالهم ودورهم من قبل ان يسلموا (فتح) يعني شايد امام بخاريؓ کی مراد یہ ہو کہ رسول کریم ﷺ نے کہ والوں پر ان کے اسلام سے پہلے ہی یا احسان فرمادیا تھا کہ ان کے مال اور گمراہ رہالت میں ان کی ہی تکلیف تسلیم کر لئے، اس طرح عقیل وہی کیلئے اپنے گمر سب پہلے ہی بخش دیئے تھے (لشیخ)

(۳۰۵۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام بالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے کہ عمر بن خطابؓ نے ہمی تھی اپنے ایک غلام کو (سرکاری) چاگاہ کا حاکم بنایا، تو انہیں پر بدایت کی، اے ہمی! مسلمانوں سے اپنے ہاتھ روکے رکھنا (ان پر ظلم نہ کرنا) اور مظلوم کی بد دعا سے ہر وقت پنجتے رہنا، کیونکہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور ہاں ابن عوف اور ابن عفان اور ان جیسے (امیر صحابہ) کے مویشیوں کے پارے میں تجھے

مالک عن زید بن أسلم عن أبيه (أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه استغفل مولى له يدعى هبنا على الحجى فقال: يا هبنا اضمم جناحك عن المسلمين، وأنق دعوة المظلوم فإن دعوة المظلوم مستجابة. وأدخل رب الصريمة وزب

ڈرتے رہنا چاہئے۔ (یعنی ان کے امیر ہونے کی وجہ سے دوسرے غریبوں کے مویشیوں پر چراگاہ میں انہیں مقدم نہ رکھنا) کیونکہ اگر ان کے مویشی ہلاک بھی ہو جائیں گے تو یہ رؤس اپنے کھجور کے بانات اور کھیتوں سے اپنی معاشر حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن گنے پنے اونٹوں اور گنی چینی بکریوں کا مالک (غیرب) کہ اگر اس کے مویشی ہلاک ہو گئے تو وہ اپنے بچوں کو لے کر میرے پاس آئے گا، اور فریاد کرے گایا امیر المؤمنین! یا امیر المؤمنین! (ان کو پالنا تیرابا پ نہ ہو) تو کیا میں انہیں چھوڑ دوں گا؟ اس لئے (پسلے ہی سے) ان کیلئے چارے اور پانی کا انتظام کر دینا میرے لئے اس سے زیادہ آسان ہے کہ میں ان کیلئے سونے چاندی کا انتظام کروں اور خدا کی قسم! وہ (امل مدنیہ) یہ سمجھتے ہوں گے کہ میں نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے کیونکہ یہ زمینیں انہیں کی ہیں۔ انہوں نے جاہلیت کے زمانہ میں اس کے لئے لڑائیاں لڑی ہیں اور اسلام لانے کے بعد بھی ان کی ملکیت کو بحال رکھا گیا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ اموال (گھوڑے وغیرہ) نہ ہوتے جن پر جنادیں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو ان کے علاقوں میں ایک باشت زمین کو بھی میں چراگاہ نہ بناتا۔

الفَنِيمَةُ، وَإِيَّاهُ وَنَعَمْ أَنِّي عَوْفٌ وَنَعَمْ أَنِّي عَفَانٌ، فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ مَا شَيْتُهُمَا يَرْجِعُانَ إِلَى تَخْلُلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرْعَةِ وَرَبَّ الْفَنِيمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَا شَيْتُهُمَا يَأْتِيَ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَقْتَارُ كُلُّهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ؟ فَالْمَاءُ وَالنَّكَلُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرْقِ، وَأَيْمَنُ اللَّهِ إِنْهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ؛ إِنَّهَا لَبَلَادُهُمْ، فَقَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الإِسْلَامِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْمَالُ الَّذِي أَخْمَلَ عَلَيْهِ فِي سَيْلِ اللَّهِ مَا حَمَّيَتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شَيْئًا).

**لئے بخ** حضرت عبدالرحمن بن عوف<sup>ؓ</sup> اور حضرت عثمان غنی<sup>ؓ</sup> ہر دو مالدار تھے، حضرت عمر<sup>ؓ</sup> کا مطلب یہ تھا کہ ان کے تمول سے مرعوب ہو کر ان کے جانوروں کو مقدم نہ کیا جائے بلکہ غریبوں کے جانوروں کا حق پلے ہے۔ اگر غریبوں کے جانور بھوکے مر گئے تو بیت المال سے ان کو تقد و نظیرہ دنایا پڑے گا۔ آخر حدیث میں حضرت عمر بن عوف کا جو قول ہے اسی سے ترجیح باب لکھتا ہے کہ حضرت عمر نے زمین کی نسبت فرمایا کہ اسلام کی حالت میں بھی ان ہی کی رہی، تو معلوم ہوا کہ کافر کی جانب ایسا غیر مقولہ بھی اسلام لانے کے بعد اسی کی ملک میں رہتی ہے گوہ کافر دار الحرب میں رہے۔ (وجیہی)

### باب خلیفہ اسلام کی طرف سے مردم شماری کرانا

کہتے ہیں کہ یہ مردم شماری جگہ احمد یا جنگ خدق یا صلح عدیہ کے موقع پر کی گئی۔ (۳۰۶۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے ابو والل نے اور ان سے حضرت خدیفہ نے بیان کیا کہ رسول کشم شیعیم نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ

۱۸۱ - بَابُ كِتَابَةِ الْإِمَامِ النَّاسَ

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِيهِ وَإِنِّي عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ

پڑھ چکے ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس لاو۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا جاہاری تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی ہے۔ اب ہم کو کیا ڈر ہے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (آنحضرت ﷺ کے بعد) ہم فتویٰ میں اس طرح گھر گئے کہ اب مسلمان تنہائی پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

ہم سے عبدالنے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے اور ان سے امش نے (ذکورہ بالا سند کے ساتھ) کہ ہم نے پانچ سو مسلمانوں کی تعداد لکھی (ہزار کا ذکر اس روایت میں نہیں ہوا) اور ابو معاویہ نے (انی روایت میں) یوں بیان کیا کہ چھ سو سے سات سو تک۔

ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم اور احمد اور نسلی اور ابن ماجہ نے نکلا ہے۔ وسلک الداؤدی الشارح طریق الجمع فقال لعلهم کتبوا مرات فی مواطن لیعنی تعداد میں اختلاف اس لئے ہوا کہ شاید ان لوگوں نے کئی جگہ مردم شماری کی ہو، بعض نے یہ بھی کہا ڈیڑھ ہزار سے مراد مرد عورت پنج غلام جو بھی مسلمان ہوئے سب مراد ہیں اور چھ سو سے سات سو تک خاص مرد مراد ہیں اور پانچ سو سے خالص لڑنے والے مراد ہیں۔ وفی الحديث مشرووعۃ کتابۃدواین الجیوش وقد یتعین ذالک عند الاحتجاج الی تمیز من يصلح للمقاتلة بمن لا يصلح (فتح)

حدیفہ کا مطلب یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کے عمد مبارک میں تو ہم ڈیڑھ ہزار کا شمار پورے ہونے پر بے ڈر ہو گئے تھے اور اب ہزاروں لاکھوں مسلمان موجود ہیں، پر حق بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کوئی کوئی تو ڈر کے مارے اپنی نماز ایکلے پڑھ لیتا ہے اور منہ سے کچھ نہیں نکال سکتا۔ یہ حدیفہ نے اس زمانے میں کما جب ولید بن عقبہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور نمازیں اتنی دیر کر کے پڑھتا کہ معاذ اللہ۔ آخر بعض تھی لوگ اول وقت نماز پڑھ لیتے پھر جماعت میں بھی اس کے ڈر سے شریک ہو جاتے۔

۳۰۶۱ - حدثنا أبو نعيم قال حدثنا سفيان عن ابن حرتاج عن عمرو بن دينار نے ابن جرير نے ابن سعدي عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول الله ! میرا نام فلاں جہاد میں جانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ ادھر میری یہوی حج کرنے جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر آ۔

اس سے بھی اسم نویسی کا ثبوت ہوا، یہی ترجیح باب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی عورت حج کو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خاوند یا کوئی محروم اس کے ساتھ ہو۔

النَّبِيُّ ﷺ: ((اَكْتَبُوا لِي مِنْ تَلْفُظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ)). فَكَتَبْنَا لَهُ الْأَلْفَ وَخَمْسِمَائَةَ رَجُلٍ. فَقُلْنَا: نَخَافُ وَنَخَنُ الْأَلْفَ وَخَمْسِمَائَةً؟ فَلَقَدْ رَأَيْنَا ابْنَيْنَا حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لِيَصْلِي وَحْدَةً وَهُوَ خَافِنٌ)).

حدثنا عبدان عن أبي حمزة عن الأعمش ((فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَوْهَانَ)). قال أبو معاوية: ((ما بين ستمائة إلى سبعمائة)).

سُفِيَّاً عَنْ أَبِي حُرَيْرَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبُودٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُبِّثْتُ فِي غَزْوَةِ كَدَّا وَكَدَا، وَمَرَأْتِي حَاجَةً، قَالَ: ((ارْجِعْ فَحْجَ مَعَ امْرَأِكَ)). [راجع: ۱۸۶۲]

خاوند یا کوئی محروم اس کے ساتھ ہو۔

## باب اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی مدد ایک فاجر شخص سے بھی کرایتا ہے

(۳۰۶۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شیب نے خردی، انہیں زہری نے (دوسری سند) مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، انہیں معمر نے خردی، انہیں زہری نے، انہیں ابن مسیب نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جواب پنے کو مسلمان کرتا تھا، فرمایا کہ یہ شخص وزنخ والوں میں سے ہے۔ جب جگ شروع ہوئی تو وہ شخص (مسلمانوں کی طرف سے) بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخم بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ؟ جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ وزنخ میں جائے گا۔ آج تو وہ بڑی بے جھری کے ساتھ لڑا ہے اور (زخمی ہو کر) مر بھی گیا ہے۔ آپ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جنم میں گیا۔ حضرت ابوہریرہ نے بیان کیا، کہ ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرانہیں ہے۔ البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی کتاب نہ لارکر خود بخشی کر لی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خردی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے بلالؓ کو حکم دیا، اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی اور داخل نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرایتا ہے۔

۱۸۲ - بَابُ إِنَّ اللَّهَ يُؤْيِدُ الدِّينَ

### بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

۳۰۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَحَدَّثَنِي مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْدَ الرَّزْاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسْتَبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِّنْ يَدْعُونِ الْإِسْلَامَ ((هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ)). فَلَمَّا حَضَرَ الْفِتَنَ قَاتَلَ الرَّجُلَ قِبَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جَرَاحَةً. فَقَبِيلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الَّذِي قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِبَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِلَى النَّارِ)). قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قُبِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَلَكِنْ بِهِ جَرَاحَةً شَدِيدًا. فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجَرَاحَةِ فَقَعَلَ نَفْسَهُ، فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ فَقَالَ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَنْدَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ)). ثُمَّ أَمْرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: ((إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَأَنَّ اللَّهَ يُؤْيِدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)).

[اطرافہ فی: ۴۲۹۳، ۴۲۰۳، ۶۶۰۶.]

**لَئِنْ يَرَهُ** کہتے ہیں اس شخص کا نام فرمان تھا جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا، اس کی مجاہد انہ کیفیت دیکھ کر شیطان نے بظاہر تو لوگوں کو یوں برکایا کہ ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں اس طرح لا کر کر مارا جائے کیونکہ وزنخی ہو سکتا ہے۔ یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں ہے کہ ہم مشرک سے مدد نہ لیں گے۔ کیونکہ وہ ایک موقع کے ساتھ خاص ہے اور جگہ حین میں مغوان بن ایمہ آپ کے

ساتھ تھے۔ حالانکہ وہ مشرک تھے، دوسرے یہ کہ یہ شخص بظاہر تو مسلمان تھا۔ مگر آپ کو دوستی سے معلوم ہو گیا کہ یہ مخالف ہے اور اس کا خاتمہ برآ ہوا گا۔ (وحیدی)

### ۱۸۳ - بَابُ مَنْ تَأْمَرَ فِي الْحَرْبِ کے کسی نئے حکم کے بغیر امیر لشکر بن جائے

اسلام پر کوئی ناٹک وقت آجائے کہ میدان جنگ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل رہا ہو اور قیادت بھی ختم ہو تو کوئی بھی دانا آدی فوری طور پر کشتوں کر لے تو یہ جائز ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں حضرت خالد بن ولید بن شعیب کے امیر لشکر بن جائے کا ذکر ہے۔

۳۰۶۳ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے انس بن مالک بن شعیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مدینہ میں) غزوہ موت کے موقع پر خطبہ دیا، (جب کہ مسلمان سپاہی موتیہ کے میدان میں داد شجاعت دے رہے تھے) آپ نے فرمایا، کہ اب اسلامی علم زید بن حارثہ نے سنبھالا اور انہیں شہید کر دیا گیا، پھر جعفر نے علم اپنے ہاتھ میں اٹھایا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب عبد اللہ بن رواحہ نے علم تھما، یہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ آخر خالد بن ولید نے کسی نئی ہدایت کے بغیر اسلامی علم اٹھایا ہے۔ اور ان کے ہاتھ پر فتح حاصل ہو گئی، اور میرے لئے اس میں کوئی خوشی کی بات نہیں تھی یا آپ نے یہ فرمایا، کہ ان کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں تھی کہ وہ (شداد) ہمارے پاس زندہ ہوتے۔ (کیونکہ شہادت کے بعد وہ جنت میں عیش کر رہے ہیں) اور انس نے بیان کیا کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

### باب مدد کے لیے فوج روانہ کرنا

(۳۰۶۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ابی عدی اور سل بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی عروبة نے، ان سے قادہ نے اور ان سے انس نے کہ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان قبائل کے کچھ لوگ آئے اور یقین دلایا کہ وہ لوگ اسلام لا پچے ہیں اور انہوں نے اپنی کافر قوم کے مقابل امداد اور تعلیم و تبلیغ کے لئے آپ سے مدد چاہی۔ تو نبی کرم

### منْ غَيْرِ إِمْرَةٍ إِذَا خَافَ الْعَدُوُ

حدَّثَنَا أَبْنُ عَلَيَّةَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدَ فَأَصْبَبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَأَصْبَبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ عَلَيْهِ، وَمَا يَسْرُنِي - أَوْ قَالَ: مَا يَسْرُهُمْ - أَنَّهُمْ عِنْدَنَا. وَقَالَ: وَإِنَّ عَيْنَيْهِ لَتَذَرِفَانِ)).

[راجح: ۱۲۴۶]

### ۱۸۴ - بَابُ الْعَوْنَ بِالْمَدَدِ

۳۰۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَشَّارَ قَالَ  
حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَسَهْلُ بْنُ يُوسُفَ  
عَنْ سَعِيدِ عَنْ قَاتَادَةَ عَنْ أَنَّسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَاهُ رِغْلًا وَذَكْوَانًا  
وَعَصِيَّةً وَتَنُورَ لِحِيَانَ فَرَعَمُوا أَنَّهُمْ قَدْ  
أَسْلَمُوا، وَاسْتَمْدَدُوا عَلَى قَوْمِهِمْ، فَأَمَدُهُمْ

شیعیٰ نے ستر انصاریوں کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اُس نے بیان کیا کہ ہم انسیں قاری کہا کرتے تھے۔ وہ لوگ دن میں جنگل سے لکڑیاں جمع کرتے اور رات میں نماز پڑھتے رہتے۔ یہ حضرات ان قبلہ والوں کے ساتھ چلے گئے، لیکن جب بڑے مونہ پہنچے تو انہوں قبلہ والوں نے ان صحابہ کے ساتھ دعا کی اور انہیں شہید کر دیا، حضور اکرم ﷺ نے ایک صینہ تک (نمایز میں) قوت پڑھی اور رعل و ذکوان اور بنو لمیان کے لئے بد دعا کرتے رہے۔ قادہ نے کہا کہ ہم سے اُس نے کما کہ (ان شداء کے بارے میں) قرآن مجید میں ہم یہ آیت یوں پڑھتے رہے (ترجمہ) ”ہاں! ہماری قوم (مسلم) کو تباود کر ہم اپنے رب سے جا ملے۔ اور وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور ہمیں بھی اس نے خوش کیا ہے۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی تھی۔

کتنے ہیں کہ ان قاریوں کو عامرین طفیل نے قتل کیا، اس نے بو سلیم کے آدمی ان پر جمع کئے اور رعل اور ذکوان اور بنی لمیان نے عاصم اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا، حضرت خیبؓ کو بھیجا، آنحضرت شیعیٰؓ کو ہر دو کی اطلاع ہو گئی اسٹھے آپ نے دونوں کیلئے بد دعا کی۔  
باب جس نے دشمن پر فتح پائی اور پھر تین دن تک ان کے

### ملک میں ٹھہرا رہا

(۳۰۶۵) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اُس بن مالکؓ نے ابو طلحہؓ سے بیان کیا کہ نبی کرمؓ شیعیٰؓ کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو میدان جنگ میں تین رات قیام فرماتے۔ روح بن عبادہ کے ساتھ اس حدیث کو معاز اور عبد اللہ علیؓ نے بھی روایت کیا۔ دونوں نے کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، انہوں نے قادہ سے، انہوں نے اُس سے، انہوں نے ابو طلحہ سے، انہوں نے آنحضرت شیعیٰؓ سے۔

باب سفر میں اور جہاد میں مال غنیمت  
کو تقسیم کرنا

الَّذِي هُنَّا بِسْتَغْنَىٰ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَّسٌ: كُنَّا نُسْمَنُهُمُ الْقُرَاءُ، يَخْطُبُونَ بِالنَّهَارِ وَيَصْلُوُنَ بِاللَّيلِ، فَانطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّىٰ يَلْغُوا بِنَرِ مَغْوَثَةً عَدَرُوا بِهِمْ وَقَلُوْهُمْ، فَقَتَّ شَهْرًا يَنْغُو عَلَىٰ رِغْلِ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لِحْيَانَ، قَالَ قَنَادَةً: وَحَدَّثَنَا أَنَّسٌ أَنَّهُمْ قَرَوْا بِهِمْ قُرْآنًا: أَلَا يَنْلَغُوا قُرْآنًا، بَلَّا قَدْ لَقِيَ رَبَّنَا، فَرَضَبَ عَنَّا وَأَرْضَانَا، ثُمَّ رَفَعَ ذَلِكَ بَعْدًا)، [راجع: ۱۰۰۱]

### ۱۸۵ - بَابُ مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ، فَأَقَامَ

#### عَلَىٰ عَرْضِهِمْ ثَلَاثًا

۳۰۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا رُوْحُ بْنُ عَبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ عَنْ قَنَادَةَ قَالَ : ((ذَكَرَ لَنَا أَنَّسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ هُنَّا أَنَّهُ كَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَىٰ قَوْمٍ أَقَامَ بِالْغَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ)). تَابَعَهُ مَعَاذٌ وَعَبْدُ الْأَعْلَى: ((حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَّسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ هُنَّا)).

[طرفة فی : ۳۹۷۶].

۱۸۶ - بَابُ مَنْ قَسَمَ الْغَنِيمَةَ فِي  
غَزْوَةٍ وَسَفَرٍ

اور رافع بن خدیجؓ نے کہا کہ ہم ذوالحیفہ میں نبی کرم ﷺ کے ساتھ تھے، ہم کو بکریاں اور اونٹ غنیمت میں مل تھے اور نبی کرم ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دے کر تقسیم کی تھی۔

(۳۰۶۱) ہم سے ہبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن سیجی نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور انہیں انسؓ نے خبر دی، آپ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے مقام جعرانہ سے جمل آپ نے جنگ حنین کامل غنیمت تقسیم کیا تھا، عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

حنین ایک وادی ہے کہ میں میں پر جمل پر بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے جعرانہ میں میں سفر میں اموال غنیمت کو تقسیم فرمایا، آج کل ایام حج میں حرم شریف سے جعرانہ کو ہر وقت گاڑیاں ملتی ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے حج میں مجھ کو بھی جعرانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ جمل ایک وسیع مسجد اور کنوں ہے، پر فضائی جگہ ہے۔

**باب کسی مسلمان کامل مشرکین لوٹ کر لے جائیں پھر مسلمانوں کے غلبہ کے بعد وہ مال اس مسلمان کو مل گیا۔**

(۳۰۶۲) اور عبد اللہ بن نیر نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ ان کا ایک گھوڑا بھاگ گیا تھا اور دشمنوں نے اس کو پکڑ لیا تھا۔ پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کر دیا گیا۔ یہ واقعہ رسول کرم ﷺ کے عمد مبارک کا ہے۔ اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم میں پناہ حاصل کر لی تھی۔ پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر غلبہ حاصل ہوا تو خالد بن ولیدؓ نے ان کا غلام انہیں واپس کر دیا۔ یہ واقعہ نبی کرم ﷺ کے بعد کا ہے۔

**تشریح** اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور الحدیث یہی کہتے ہیں کہ کافر مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں ہو سکتے اور جب کسی مسلمان کامل ان کے پاس ملے وہ اس مسلمان کو لا دیا جائے گا خواہ مال تقسیم ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو۔ اور امام مالک اور احمد کے نزدیک تقسیم کے بعد ان کو نہیں دلایا جائے گا۔ اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ کافر جب مال لوٹ لے جائیں اور اپنے ملک میں پہنچ جائیں تو وہ اس کے مالک ہو جاتے ہیں اور امام بخاریؓ نے یہ باب لا کر ان کا رد فرمایا ہے۔

(۳۰۶۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے سیجی قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، انہیں نافع نے خبر دی کہ ابن عمرؓ کا ایک غلام بھاگ کر روم کے کافروں میں مل گیا تھا۔ پھر

وَقَالَ رَافِعٌ: كَمَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِلِي  
الْخُلُفَاءِ فَأَصْبَنَا غَصَّاً وَإِبْلَأً، فَعَدَلَ عَشْرَةً  
مِنَ الْغَمِّ بِغَيْرِهِ۔

۳۰۶۶ - حَدَّثَنَا هَذِبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَاتَدَةَ أَنَّ أَنَّسَ أَخْبَرَهُ  
قَالَ: أَعْصَمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْجِفْرَانَةِ حَيْثُ  
قَسَمَ غَنَائمَ حَنِينَ۔ [راجع: ۱۷۷۸]

حنین ایک وادی ہے کہ میں میں پر جمل پر بڑی لڑائی ہوئی تھی۔ باب کی مطابقت ظاہر ہے کہ آپ نے جعرانہ میں میں سفر میں اموال غنیمت کو تقسیم فرمایا، آج کل ایام حج میں حرم شریف سے جعرانہ کو ہر وقت گاڑیاں ملتی ہیں۔

**باب إذا غنم المُشرِكُونَ**

۳۰۶۷ - وَقَالَ ابْنُ نُعْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْيَدُ  
اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: ((ذَهَبَ فَرَسَ لَهُ فَأَخْدَهَ  
الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ فَرُدَّ عَلَيْهِ  
فِي زَمِنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ). وَأَنْقَعَ عَنْهُ لَهُ  
فَلَحِقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ  
فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ  
ﷺ)). [طرفہ فی : ۳۰۶۸، ۳۰۶۹]۔

**تشریح** اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ شافعیہ اور الحدیث کہتے ہیں کہ کافر مسلمانوں کے کسی مال کے مالک نہیں ہو سکتے اور جب حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْيَدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
نَافِعٌ أَنَّ عَبْدًا لِابْنِ عُمَرَ أَبْنَقَ فَلَحِقَ

خالد بن ولید بن شوہر کی سرکردگی میں (اسلامی لشکر نے) اس پر فتح پائی اور خالد بن شوہر نے وہ غلام ان کو واپس کر دیا۔ اور یہ کہ عبد اللہ بن عمر بن حینہ کا ایک گھوڑا بھاگ کر روم پہنچ گیا تھا۔ خالد بن ولید بن شوہر کو جب روم پر فتح ہوئی تو انہوں نے یہ گھوڑا بھی عبد اللہ کو واپس کر دیا تھا۔

۳۰۶۹ ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے موئی بن عقبہ نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر بن حینہ کا نے بیان کیا کہ جس دن اسلامی لشکر کی مدد بھیڑ (رومیوں سے) ہوئی تو وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ سلاطین فوج حضرت ابو بکرؓ کی طرف سے خالد بن ولید بن شوہر تھے۔ پھر گھوڑے کو دشمنوں نے پکڑ لیا، لیکن جب انہیں لکلت ہوئی تو حضرت خالدؓ نے گھوڑا عبد اللہ بن شوہر کو واپس کر دیا۔

علمون ہوا کہ کسی مسلمان کا کوئی مال کسی دشمن حربی کافر کے حوالہ پر جائے تو فتح اسلام کے بعد وہ مال اس کے اصلی مالک مسلمان ہی کو ملے گا وہ اموال غنیمت میں داخل نہ کیا جائے گا۔

### باب فارسی یا اور کسی بھی بھجی زبان میں بولنا

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ کی نشانیوں میں) تمہاری زبان اور رنگ کا اختلاف بھی ہے۔“ اور (اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ) ”ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، لیکن یہ کہ وہ اپنی قوم کا ہم زبان ہوتا تھا۔“

امام بخاریؓ کا اس باب کے لانے سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک زبان کا سیکھنا اور بولنا درست ہے کیونکہ سب زبانیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ انگریزی، ہندی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور دوسری آئیت میں ہے (وَابْنُ مِنْ أُمَّةِ الْأَخْلَافِ هُنَّ ذَرِيرٌ) تو معلوم ہوا کہ ہر ایک زبان بھیگر کی زبان ہے، کیونکہ اس قوم میں جو پیغام آیا ہو گا وہ ان ہی کی زبان بولتا ہو گا۔ ان آئیتوں سے یہ ثابت ہوا کہ انگریزی، ہندی، مرہٹی، روی، جرمنی زبانیں سیکھنا اور بولنا درست ہے۔ زبانوں کا تنصیب انسانی بدینکتی کی دلیل ہے، ہر زبان سے محبت کرنا یعنی مشارعہ اللہ ہے۔

لفظ رطانہ راء کی زیر و زبر کے ساتھ غیر عربی میں بولنا۔ آئیت (وَمَا أَرْسَلْنَا النَّبِيًّا مِّنْ مَّصْفُوفَةٍ) میں صرف کا اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت اقوام عالم کے لئے ہے اس لئے بھی ضروری ہوا کہ آپ دنیا کی ساری زبانوں کی حمایت کریں۔ ان کو خود یا بذریعہ ترجمان سمجھیں۔ پیغامبرؐ۔

(۳۰۷۰) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم

بالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَّ فَرَسًا لَابْنِ عُمَرَ عَارِ فَلَلْحَقَ بِالرُّومِ، فَظَهَرَ عَلَيْهِ فَرَدَّهُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ). [راجع: ۳۰۶۷]

۳۰۶۹ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيرٌ عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّهُ كَانَ عَلَى فَرَسٍ يَوْمَ لَقِيَ الْمُسْلِمُونَ، وَأَمِيرُ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْثَةً أَبُوبَكْرَ، فَأَخَذَهُ الْغَدُوُّ، فَلَمَّا هُزِمَ الْغَدُوُّ رَدَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَرَسَهُ). [راجع: ۳۰۶۷]

علمون ہوا کہ کسی مسلمان کا کوئی مال کسی دشمن حربی کافر کے حوالہ پر جائے تو فتح اسلام کے بعد وہ مال اس کے اصلی مالک مسلمان ہی کو ملے گا وہ اموال غنیمت میں داخل نہ کیا جائے گا۔

### ۱۸۸ - بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَالْخِتْلَافُ أَسْبَتُكُمْ وَالْأُلوَانِكُمْ﴾ [الروم: ۲۲] وَقَالَ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ﴾ [ابراهیم : ۴].

امام بخاریؓ کا اس باب کے لانے سے یہ مطلب ہے کہ ہر ایک زبان کا سیکھنا اور بولنا درست ہے کیونکہ سب زبانیں اللہ کی طرف سے ہیں۔ انگریزی، ہندی کا بھی یہی حکم ہے۔

اور دوسری آئیت میں ہے (وَابْنُ مِنْ أُمَّةِ الْأَخْلَافِ هُنَّ ذَرِيرٌ) تو معلوم ہوا کہ ہر ایک زبان بھیگر کی زبان ہے، کیونکہ اس قوم میں جو پیغام آیا ہو گا وہ ان ہی کی زبان بولتا ہو گا۔ ان آئیتوں سے یہ ثابت ہوا کہ انگریزی، ہندی، مرہٹی، روی، جرمنی زبانیں سیکھنا اور بولنا درست ہے۔ زبانوں کا تنصیب انسانی بدینکتی کی دلیل ہے، ہر زبان سے محبت کرنا یعنی مشارعہ اللہ ہے۔

لفظ رطانہ راء کی زیر و زبر کے ساتھ غیر عربی میں بولنا۔ آئیت (وَمَا أَرْسَلْنَا النَّبِيًّا مِّنْ مَّصْفُوفَةٍ) میں صرف کا اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت اقوام عالم کے لئے ہے اس لئے بھی ضروری ہوا کہ آپ دنیا کی ساری زبانوں کی حمایت کریں۔ ان کو خود یا بذریعہ ترجمان سمجھیں۔ پیغامبرؐ۔

۳۰۷۰ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلَيْهِ قَالَ

لے بیان کیا، اُنسیں حنظله بن ابی سفیان نے خبر دی، اُنسیں سعید بن میناء نے خبر دی، کما کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے (بُنگ خندق میں آنحضرت ﷺ کو بھوکا پر کچکے سے عرض کیا یا رسول اللہ؟ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا پچھے ذبح کیا ہے۔ اور ایک صاع جو کا آٹا کوایا ہے۔ اس لئے آپ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے باواز بلند فرمایا اے خندق کھوئے والو! جابر نے دعوت کا کھانا تیار کر لیا ہے۔ آؤ چلو، جلدی چلو۔

حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَيْفُتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فَلَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بَهِيمَةً لَّنَا وَطَحَّنَتْ صَاعِداً مِنْ شَعِيرٍ فَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرْتُ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ (إِنَّ أَهْلَ الْخَنْدِقِ، إِنَّ جَابِرَاً قَدْ صَنَعَ سُورَةَ فَحِيَهَلَّا بِكُمْ).

[طرفاہ فی: ۴۱۰۲۔ ۴۱۰۳۔]

**لشیخ** فسادِ انسانی تصبب بھی ہے۔ حالانکہ جملہ زبانیں اللہ پاک ہی کی پیدا کردہ ہیں۔ اسلام نے تختن کے ساتھ اس تصبب کا مقابلہ کیا ہے۔ آج کے دور میں زبانوں پر بھی دنیا میں بڑے بڑے فساد برپا ہیں جو سب انسانی جمالت و خلاالت و کنج روی کے نتائج ہیں۔ جو لوگ کسی بھی زبان سے تصبب برتنے ہیں ان کی یہ انتہائی حماقت ہے۔

لظہ سوراً سے دعوت کا کھانا مراد ہے یہ فارسی لظہ ہے۔ حضرت امامؐ نے اس حدیث کے ضعف پر بھی اشارہ فرمایا ہے جس میں مذکور ہے کہ دوزخی لوگ فارسی زبان بولیں گے۔

(اکے ۳۰) ہم سے جان بن مویؑ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، اُنسیں خالد بن سعید نے، اُنسیں ان کے والد نے اور ان سے ام خالد بنت خالد بن سعیدؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی، میں اس وقت ایک زور رنگ کی قیص پہنے ہوئے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا ”سَنَةٌ سَنَة“ عبد اللہ نے کہا کہ یہ لظہ جبشی زبان میں عمدہ کے معنے میں بولا جاتا ہے۔ انسوں نے بیان کیا کہ پھر میں مرنبوتوں کے ساتھ (جو آپ کی پشت پر تھی) کھینچے گئی تو میرے والد نے مجھے ڈانتا، لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اسے مت ڈانتو، پھر آپ نے ام خالد کو (درازی عمر کی) دعا دی کہ اس قیص کو خوب پہن اور پرانی کر، پھر پہن اور پرانی کر، اور پھر پہن اور پرانی کر۔ عبد اللہ نے کہا کہ چنانچہ یہ قیص اتنے دونوں تک باتی رہی کہ زبانوں پر اس کا چرچا آگیا۔

٣٠٧١ - حدَّثَنَا حَبَّانَ بْنَ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ أُمِّي، وَعَلَيْنِ قَبِيصَ أَصْنَفَرَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (سَنَةٌ حَسَنَةٌ). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَهِيَ بِالْحَقِيقَةِ الْبُرُّ، فَرَبَرَنِي أَبِيهِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (دَعَاهَا). ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (أَبَلِي وَأَخْلِقِي). ثُمَّ أَبَلِي وَأَخْلِقِي، ثُمَّ أَبَلِي وَأَخْلِقِي). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَبِيقَتْ حَتَّى ذَكَرَ. [اطرافة فی: ۳۸۷۴، ۵۸۲۳]

۵۸۴۵، ۵۹۹۳۔

ترجمہ باب اس ہے تکلیف کی دعا کی برکت تھی۔ رسول کرم ﷺ کی دعا کی برکت تھی۔

(۳۰۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کما ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حسن بن علیؑ نے صدقہ کی کھجور میں سے (جو بیت المال میں آئی تھی) ایک کھجور اٹھائی اور اپنے منہ کے قریب لے گئے۔ لیکن آخر پرست ﷺ نے انہیں فارسی زبان کا یہ لفظ کہہ کر روک دیا کہ ”کوئی کیا تمیں معلوم نہیں کہ ہم صدقہ ناکلیں کھایا کرتے ہیں۔“

**لَيْسَ بِمُحْفَظَةٍ** کوئی فارسی زبان میں بچوں کو ڈانتے کے لئے کہتے ہیں جب وہ کوئی گندہ کام کریں۔ اس سے بھی عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کا استعمال چاہزہ ثابت ہوا۔ خصوصاً فارسی زبان جو عرصہ دراز سے مسلمانوں کی محبوب ترین زبان رہی ہے۔ جس میں اسلامیات کا ایک بڑا خزانہ محفوظ ہے۔ میدان جنگ میں حسب ضرورت ہر زبان کا استعمال چاہزہ ہے۔

فارسی کی وجہ تسلیہ حافظ صاحب بیان فرماتے ہیں: قيل انهم ينتسبون الى فارس بن كورث واختلف في كورث قيل انه من ذريه سام بن نوح وقيل من ذريه يافث بن نوح وقيل انه من ادم لصلبه وقيل انه ادم نفسه وقيل لهم الفرس لان جدهم الاعلى ولد له سبعة عشر ولداً كان كل منهم شجاعاً فارساً فسموا الفرس (فتح)، یعنی اس طبق کے پاشدے فارس بن کورث کی طرف منسوب ہیں جو سام بن نوح یا یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں، بعض نے ان کو آدم کا بیٹا اور بعض نے خود آدم بھی کہا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ کے سترہ لڑکے پیدا ہوئے جو سب بہادر شوار تھے اس لئے ان کی اولاد کو فارس کہا گیا، والله اعلم۔

**بَابِ مَالِ غَنِيمَةِ مِنْ سَعَيْهِ**  
اور اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران میں فرمایا ”اور جو کوئی خیانت کرے گا وہ قیامت میں اسے لے کر آئے گا۔“

(۳۰۷۳) ہم سے مدد بن سرید نے بیان کیا، کما ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے ابو حیان نے بیان کیا، ان سے ابو زرعہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ بنی کرم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور غلوں (خیانت) کا ذکر فرمایا، اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر کبریٰ لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا الدا ہوا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے

۳۰۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ عَنْ عَنْ أَبِيهِ مُهَمَّرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ بْنَ زِيَادَ عَنْ أَبِيهِ مُهَمَّرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلَىٰ أَخَدَ تَمْرَةَ مِنْ تَمْرَةِ الْمَدْفَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي لِفَيَهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْفَارَسِيَّةِ: ((كَيْخُ، كَيْخُ، أَمَا تَعْرِفُ أَنَا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ؟)). [راجح: ۱۴۸۵]

۱۸۹ - **بَابُ الْغُلُولِ، وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : هُوَ مَنْ يَغْلِلُ بِأَيْمَانِهِ بِمَا غَلَّ بِهِ** [آل عمران: ۱۶۱]

۳۰۷۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو زُرْعَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوهُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَمَهُ وَعَظَمَ أَمْرَهُ، قَالَ: ((لَا أَلْقِنُ أَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقْبَيْهِ شَاءَ لَهَا ثُغَاءٌ عَلَى رَقْبَيْهِ فَوْسَ لَهُ

حَمْخَمَةَ، يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْشِنِي،  
فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئاً، قَدْ أَبْلَغْتُكَ.  
وَعَلَى رَبِّيْهِ بَعِيزَ لَهُ رُغْنَاهُ يَقُولُ: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَغْشِنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئاً، قَدْ  
أَبْلَغْتُكَ. وَعَلَى رَبِّيْهِ صَامِتَ فَيَقُولُ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَغْشِنِي، فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ  
شَيْئاً، قَدْ أَبْلَغْتُكَ. أَوْ عَلَى رَبِّيْهِ رَقَاعَ  
تَحْفِقَ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْشِنِي،  
فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئاً قَدْ أَبْلَغْتُكَ)).  
وَقَالَ أَيُوبُ عَنْ أَبِيهِ حَيَّانَ فَرَسَ لَهُ  
حَمْخَمَةَ.

[راجع: ۱۴۰۲]

کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا۔ اور اس کی گردن پر اوٹ لدا ہوا اور چلا رہا ہو اور وہ غصہ کے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا، یا (وہ اس حال میں آئے کہ) وہ اپنی گردن پر سونا چاندی، اسباب لادے ہوئے ہو اور مجھ سے کہ، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے، لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے ہوا سے حرکت کر رہے ہوں اور وہ کے کہ یا رسول اللہ! میری مدد سمجھو اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا، میں تو (خدا کا پیغام) پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔ اور ایوب سختیانی نے بھی ابو حیان سے روایت کیا ہے گھوڑا لادے دیکھوں جو ہنسنا رہا ہو۔

**لَشَنِيْجَةَ** فتح اسلام کے بعد میدان جنگ میں جو بھی اموال میں وہ سب مال غنیمت کھلتاتا ہے۔ اسے باضابطہ امیر اسلام کے ہاں جمع کرنا ہو گا۔ بعد میں شرعی تقسیم کے تحت وہ مال دیا جائے گا۔ اس میں خیانت کرنے والا عبد اللہ بنت براہم ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں بیان ہوا ہے۔ بکری، گھوڑا اونٹ یہ سب چیزوں تسلیل کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ روایت میں اموال غنیمت میں سے ایک چادر کے چرانے والے کو بھی وزخمی کہا گیا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث آگے نہ کوئی ہے۔ قال المھلب هذا الحديث وعيد لمن انفلد الله عليه من اهل المعاصي ويتحمل ان يكون العمل المذكور لا بد منه عقوبة له بدل الک ليفتضحك على روس الاشهاد واما بعد ذلك فالى الله الامر في تعذيبه او العفو عنه وقال غيره هذا الحديث يفسر قوله عزوجل يات بما غل يوم القيمة اي يات به حاملها له على ربته (فتح) يعني اس حدیث میں وعید ہے اہل معاصی کے لئے۔ اتقال ہے کہ یہ اخہما بطور عذاب اس کے لئے ضروری ہو، تاکہ وہ سب کے سامنے ذمیل ہو، بعد میں اللہ کو اختیار ہے جا ہے اسے عذاب کرے، ہا ہے معاف کرے۔ یہ حدیث آیت کریمہ (بَيْنَ إِنْتَ بِنَاغْلَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ) (آل عمران: ۱۷۱) کی تفسیر بھی ہے کہ وہ عاصی اس خیانت کو قیامت کے دن اپنی گردن پر اٹھا کر لائے گا۔

### باب مال غنیمت میں سے ذرا سی چوری کر لینا

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے باب کی حدیث میں نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نہیں کیا کہ آپ نے چرانے والے کا اسباب جلا دیا تھا اور یہ زیادہ صحیح ہے اس روایت سے جس میں جلانے کا ذکر ہے۔

(۳۰۷۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے سالم بن الجعد نے،

### ۱۹۰ - بَابُ الْقَلِيلِ مِنَ الْغُلُولِ

وَلَمْ يَذْكُرْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ حَرَقَ مَتَاعَهُ، وَهَذَا أَصَحُّ.

۳۰۷۴ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَمْرِو عَنْ سَالِمِ بْنِ

ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامان و اسباب پر ایک صاحب مقرر تھے، جن کا نام کر کرہ تھا۔ ان کا انتقال ہو گیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو جنم میں گیا۔ صحابہ انسیں دیکھنے لگے تو ایک عباء جسے خیانت کر کے انسوں نے چھپا لیا تھا ان کے بیان میں۔

ابو عبد اللہ (ام بخاری) نے کہا کہ محمد بن سلام نے (ابن عینہ سے نقل کیا اور) کہا یہ لفظ کر کہ بفتح کاف ہے اور اسی طرح منقول ہے۔

علوم ہوا کہ مال غیمت میں سے ذرا سی چیز کی چوری بھی حرام ہے جس کی سزا یقیناً دوزخ ہو گی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن گناہوں کی وجہ سے دوزخ نہیں جائے گا۔ قرآن پاک نے صاف اعلان کیا ہے۔ «وَمَنْ يَنْهَا بِإِيمَانِهِ يُؤْمِنُ بِمَا أَنْهَا بِغَيْرِ إِيمَانِهِ» (آل عمران: ۲۶۱) خیانت کرنے والا خیانت کی چیز کو اپنے سر پر اٹھائے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔ یہ وہ جرم ہے کہ اگر کسی مجاهد سے بھی سرزد ہو تو اس کا عمل جہاد اس سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث بڑا سے ظاہر ہوا۔ وہی الحدیث تحريم قلیل الغلوں و کثیرہ و قوله ہو فی النار ای بعذب علی معصیۃ او المراد ہو فی النار ان لم یعف اللہ عنہ (فتح)

## باب مال غیمت کے اونٹ بکریوں کو تقسیم سے پہلے ذبح کرنا مکروہ ہے

(۳۰۷۵) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ وضاح مسکری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن زفاص نے اور ان سے ان کے دادا رافع بن خدیجؑ نے بیان کیا کہ مقامِ ذوالحلیفہ میں ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑا تو کیا۔ لوگ بھوکے تھے۔ ادھر غیمت میں ہمیں اونٹ اور بکریاں میں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے پیچھے کے حصے میں تھے۔ لوگوں نے (بھوک کے مارے) جلدی کی ہانڈیاں چڑھادیں۔ بعد میں نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان ہانڈیوں کو اونڈھا دیا گیا پھر آپ نے غیمت کی تقسیم شروع کی دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ اتفاق سے مال غیمت کا ایک اونٹ بھاگ نکلا۔ لشکر میں گھوڑوں کی کمی تھی۔ لوگ اسے پکڑنے کے لئے دوڑے لیکن اونٹ نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک صحابی (خود رافع) نے اسے تیر مارا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اونٹ جمال تھا وہیں رہ گیا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان (پالتو)

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْرُو قَالَ: ((كَانَ عَلَى ثَقْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُّ يَقَالُ لَهُ كَبُرُّ كِبْرَةُ، فَعَنَاتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((هُوَ فِي النَّارِ)), فَذَهَبُوا يُنْظَرُونَ إِلَيْهِ فَوَجَدُوا عَبَاءَةَ قَدْ غَلَّهَا)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبْنُ سَلَامَ: كَبُرُّ كِبْرَةُ: يَعْنِي بِفَتْحِ الْكَافِ. وَهُوَ مُضْبُطٌ كَذَّا.

علوم ہوا کہ مال غیمت میں سے ذرا سی چیز کی چوری بھی حرام ہے جس کی سزا یقیناً دوزخ ہو گی۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ مومن گناہوں کی وجہ سے دوزخ نہیں جائے گا۔ قرآن پاک نے صاف اعلان کیا ہے۔ «وَمَنْ يَنْهَا بِإِيمَانِهِ يُؤْمِنُ بِمَا أَنْهَا بِغَيْرِ إِيمَانِهِ» (آل عمران: ۲۶۱) خیانت کرنے والا خیانت کی چیز کو اپنے سر پر اٹھائے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔ یہ وہ جرم ہے کہ اگر کسی مجاهد سے بھی سرزد ہو تو اس کا عمل جہاد اس سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث بڑا سے ظاہر ہوا۔ وہی الحدیث تحريم قلیل الغلوں و کثیرہ و قوله ہو فی النار ای بعذب علی معصیۃ او المراد ہو فی النار ان لم یعف اللہ عنہ (فتح)

## ۱۹۱- بَابُ مَا يُنْكَرُهُ مِنْ ذَبْحِ الْإِبْلِ وَالْغَنِمِ فِي الْمَغَانِمِ

۳۰۷۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقِ عَنْ عَبَايَةِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ: ((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنْدِي الْحَلْيَفَةَ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ، وَأَصَبَنَا إِبْلَةً وَغَنَمًا - وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ - فَعَجَلُوا فَنَصَبُوا الْقَدُورَ، فَأَمَرَ بِالْقَدُورِ فَأَكْفَفَتْ ثُمَّ قَسَمَ، فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنِمِ بِعَيْرٍ، فَلَمَّا مِنْهَا بَعْزٌ، وَلِيَ الْقَوْمُ خَيْلٌ بِسَيْرٍ، فَطَلَبُوهُ فَأَتَيَاهُمْ، فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ لَحْيَسَةَ اللَّهِ، فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبَهَانِمُ لَهَا أَوَابَدٌ كَأَوَابِدِ الْوَخْشِ، فَمَا نَدَ عَلَيْكُمْ

جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح بعض دفعہ وحشت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر ان میں سے کوئی قابو میں نہ آئے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا (رافع بن شہر) نے خدمت نبوی میں عرض کیا، کہ ہمیں امید ہے یا (یہ کما کہ) خوف ہے کہ کل کہیں ہماری دشمن سے مُبھیز نہ ہو جائے۔ اور ہماری پاس چھری نہیں ہے۔ تو کیا ہم بانس کی کچھیوں سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو حیز خون بہارے اور ذبح کرتے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو، تو اس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ البتہ وہ چیز (جس سے ذبح کیا گیا ہو) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہئے۔ تمہارے سامنے میں اس کی وجہ بھی بیان کرتا ہوں دانت تو اس لئے نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لئے نہیں کہ وہ جبھیوں کی چھری ہیں۔

فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا). فَقَالَ جَدِّي : إِنَّ نَرْجُوا - أَوْ نَخَافُ - أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدَاءً، وَلَيْسَ مَعَنَا مُدْنِي؛ أَفَلَدْبَحُ بِالْقَصْبِ؟ فَقَالَ: مَا أَنْهَرَ الدَّمْ، وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ، لَيْسَ السُّنَّةُ وَالظُّفُرُ. وَسَاحِدَتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: أَمَا السُّنَّةُ فَعَظِيمٌ، وَأَمَا الظُّفُرُ فَمُدَدِّي الْحَبَشَةَ)).

[راجع: ۲۴۸۸]

رافع بن شہر کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے ہم جانوروں کو اس لئے نہیں کاٹ سکتے کہ کل پر سوں جنگ کا اندر یہ ہے۔ ایسا نہ ہو تمہاریں کند ہو جائیں۔ تو کیا ہم بانس کی کچھیوں سے کاٹ لیں کہ ان میں بھی دھار ہوتی ہے۔ ہڈی جبھیوں کی خوراک ہوتی ہے ذبح کرنے سے بخس ہو جائے گی۔ ناخن جبھیوں کی چھربان ہیں جبھی اس وقت کافر تھے تو آپ نے ان کی مشاہدت سے منع فرمایا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

حافظ صاحب فراتے ہیں۔ وموضـع الترجمـة منه امره صـلى اللهـ عليهـ وـسلمـ باـكافـاء القـدو رـفـانـهـ مشـعـرـ بـكـراـهـةـ ماـصـنـعـواـ مـنـ الذـبـحـ بـغـيرـ اذـنـ (فـ)ـ يـعنـیـ بـابـ كـاـمـطـلـبـ اـسـ سـےـ ظـاـہـرـ ہـےـ كـہـ رـسـوـلـ كـرـیـمـ شـہـرـ نـےـ ہـانـدـیـوـنـ کـوـ اـلـاـکـرـدـیـاـ۔ اـسـ لـئـےـ كـہـ بـغـیرـ اـجـازـتـ اـنـ کـاـذـیـجـ کـرـوـهـ تـھـاـ۔ شـورـبـاـ بـہـارـیـاـ گـیـاـ۔ وـاماـ اللـحـمـ فـلـمـ يـطـلـفـ بـلـ بـحـلـ عـلـیـ اـهـ جـمـعـ وـرـدـ اـلـىـ الـعـفـانـ یـعنـیـ گـوـشـ کـوـ تـلـفـ کـرـنـےـ کـیـ بـجاـءـ جـمـعـ کـرـکـےـ مـالـ غـیـمـ مـیـ شـاملـ کـرـوـیـاـ گـیـاـ۔ وـالـلـهـ اـعـلـمـ بـالـصـوـابـ

## باب فتح کی خوشخبری دینا

۳۰۷۶ ہم سے محمد بن شعبی نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قatan نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابو خالد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے قس بن ابی حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جریر بن عبد اللہ بن مکمل بن شہر نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول کریم شہر نے فرمایا ذی الخصہ (یعنی کے کعبے) کو تباہ کر کے مجھے کیوں خوش نہیں کرتے۔ یہ ذی الخصہ (یعنی کے قبیلے) خشم کابت کرده تھا (کعبے کے مقابل بنیاتھا) جسے کعبۃ الیمانیہ کہتے تھے۔ چنانچہ میں (اپنے قبیلے) احمد کے ذریعہ سواروں کو لے کر تیار ہو گیا۔ یہ سب اچھے شہسوار تھے۔ پھر میں نے

١٩٢ - بَابُ الْبِشَارَةِ فِي الْفُتوْحِ  
٣٠٧٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ جَرِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَيْسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَلَا تُرِينُ حَنْجَمَ ذِي الْخَلْصَةِ؟)) وَكَانَ يَبْشِّرُ فِيهِ حَنْجَمَ يَسْمَى كَبْتَةَ الْيَمَانِيَّةَ. فَانْطَلَقَتْ فِي حَمْسِينَ وَمِائَةَ مِنْ أَخْمَسَ - وَكَانُوا

آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میں گھوڑے پر اچھی طرح سے جم نہیں پاتا تو آپ نے میرے سینے پر (دست مبارک) مارا اور میں نے آپ کی انگلیوں کا شان اپنے سینے پر دیکھا۔ آپ نے پھر یہ دعا دی، اے اللہ! اسے گھوڑے پر جادے اور اسے صحیح راستہ دکھانے والا بنا دے اور خود اسے بھی راہ پایا ہوا کر دے۔ پھر جریرؓ میم پر روانہ ہوئے۔ اور ذی الخصہ کو توڑ کر جلا دیا۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خوش خبری بھجوائی۔ جریرؓ کے قاصد (حصین بن رہیم) نے (خدمت نبوی میں) حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو سچا غیرہ بنا کر مبعث فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا جب تک وہ بت کر جل کرایسا (سیاہ) نہیں ہو گیا جیسا خارش والا یہار اونٹ سیاہ ہوا کرتا ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے قبیلہ اعمش کے سواروں اور ان کے پیڈل جوانوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا فرمائی۔ مددو نے اس حدیث میں یوں کہا ذی الخصہ خشم قبیلے میں ایک گھر تھا۔

غارش زدہ اونٹ پال وغیرہ جھوڑ کر کالا اور دبلاؤ جاتا ہے۔ اسی طرح ذی الخصہ جل بھن کر چھت وغیرہ گر کر کالا پڑ گیا تھا۔ باب کا مطلب اس طرح نکلا کہ جریرؓ نے کام پورا کر کے آپ کو خوش خبر بھیجی۔ فساد اور بد امنی کے مراکز کو ختم کرنا، قیام امن کے لئے ضروری ہے۔ خواہ وہ مراکز مذہب ہی کے نام پر ہنائے جائیں۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں ایک مسجد کو بھی گردیا جو مسجد ضرار کے نام سے مشور ہوئی۔

**باب (فتح اسلام کی) خوش خبری دینے والے کو انعام دینا**  
اور کعب بن مالکؓ نے جب انہیں توبہ کے قول ہونے کی خوش خبری  
سنائی گئی تو خوش خبری سنانے والے کو دو کپڑے انعام دیئے تھے۔

یہ خوش خبری سلمہ بن اکوع یا حمزہ بن عمرو اسلامی نے دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت امام مخاری نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی امر کی خوش خبری سنانے والے کو انعام دیا جانا مستحب ہے۔ پھر جنگ میں فتح کی بشارت تو بڑی اہم جیز ہے۔ اس کی بشارت دینے والا یقیناً انعام کا حقدار ہے۔

**باب فتح مکہ کے بعد وہاں سے ہجرت کرنے کی ضرورت**  
نہیں رہی

(۷۷۰) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان

اصحاب خیل - فَأَخْبَرَتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَثْبَتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ فِي صَدَرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَنَّ أَصْنَابِهِ فِي صَدَرِي، فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ ثِبْتُهُ، وَاجْعَلْهُ هَادِيًّا مَهْدِيًّا)). فَانطَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَقَهَا، فَأَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَهًا، فَقَالَ رَسُولُ جَوَّهِرٍ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالَّذِي بَعَثْتَ بِالْحَقِّ، مَا جِئْتَكَ حَتَّى تَرْكَهَا كَانَهَا جَمِيلٌ أَجْزَبٌ، ((فَبَارَكَ عَلَى خَيْلٍ أَخْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَوَابٍ)). قَالَ مُسَدَّدٌ : ((بَيْتُ فِي خَنْقَمٍ)).

[راجع: ۳۰۲۰]

**۱۹۳ - بَابُ مَا يُعْطِي الْبَشِيرُ**  
**وَأَغْطِي كَهْبَ بْنَ مَالِكٍ ثُوبَينَ حِينَ بُشِّرَ**  
**بِالْغُوَبةِ**

یہ خوش خبری سلمہ بن اکوع یا حمزہ بن عمرو اسلامی نے دی تھی۔ اس حدیث کو حضرت امام مخاری نے کتاب المغازی میں وصل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ کسی بھی امر کی خوش خبری سنانے والے کو انعام دیا جانا مستحب ہے۔ پھر جنگ میں فتح کی بشارت تو بڑی اہم جیز ہے۔ اس کی بشارت دینے والا یقیناً انعام کا حقدار ہے۔

**۱۹۴ - بَابُ لَا هِجْرَةُ**

**بَعْدَ الْفَتْحِ**

حدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ

نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجہد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے عبداللہ بن عباس نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب بھرت (مکہ سے مدینہ کے لئے) باقی نہیں رہی، البتہ حسن نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لئے جب تمیں جہاد کے لئے بلاجیا جائے تو فوراً انکل جاؤ۔

[راجع: ۱۳۴۹] **لشیخ** خاص مکہ سے مدینہ منورہ کی بھرت مراد ہے۔ پلے جب مکہ دارالاسلام نہیں تھا اور مسلمانوں کو وہاں آزادی نہیں تھی، تو وہاں سے بھرت ضروری ہوئی۔ لیکن اب مکہ اسلامی حکومت کے تحت آچکا۔ اس لئے یہاں سے بھرت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا۔ یہ معنی ہرگز نہیں کہ سرے سے بھرت کا حکم ہی فتح ہو گیا۔ کیونکہ جب تک دنیا قائم ہے اور جب تک کفر و اسلام کی لکھش باقی ہے، اس وقت تک ہر اس خطے سے جہاں مسلمانوں کو احکام اسلام پر عمل کرنے کی آزادی حاصل نہ ہو، دارالاسلام کی طرف بھرت کرنا فرض ہے۔

بھرت کے لفظی معنی چھوڑنا، اصطلاح میں اسلام کے لئے اپنا دلن چھوڑ کر دارالاسلام میں جا رہنا، اگر یہ بھرت رضائے الہی کے لئے مقررہ اصولوں کے تحت کی جائے تو اسلام میں اس کا برا درجہ ہے۔ اور اگر دنیا طلبی یا اور کوئی غرض فاسد ہو تو اس بھرت کا عند اللہ کوئی ثواب نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت امام بخاریؓ شروع ہی میں حدیث انما الاعمال بالنبات نقل فرمائچے ہیں۔ اس دور پر فتن میں بھی یہی حکم ہے۔ جو لوگ کسی ملک میں مساجر کے نام سے مشهور ہوں ان کو خود فیصلہ کرنا ہے وہ مساجر کس قسم کے ہیں۔ (بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ وَلَا لِلَّهِ مَقْدِيرَةٌ) (القيامت: ۱۵، ۲۰) کا یہی مطلب ہے کہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ خود گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں اور اپنے بارے میں خود فیصلہ کریں۔

(۹) ۳۰۷۸، ۳۰۷۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرَيْعَةَ عَنْ حَالِدِ بْنِ عَنْ أَبِي عُمَرِ النَّهَدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ مُجَاشِعَ بْنَ أَخْيَهِ مُجَاشِدَ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَيْهِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذَا مُجَاذِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: (لَا هِجْرَةَ بَغْدَادَ فَتْحٌ مَكَّةُ، وَلِكِنَ الْأَبِيَّةُ عَلَى الْإِسْلَامِ). [راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

اس حدیث میں ابتدائے اسلام کی بھرت از کہ بھرت از میتہ مراد ہے۔ جب کہ شریف فتح ہو گیا، تو وہاں تو سے بھرت کا سوال ہی قائم ہو گیا۔ برداشت کا یہی مطلب ہے۔

(۱۰) ۳۰۸۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَمْرُو وَابْنُ جُرْجِيَّ:

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ : ((لَا هِجْرَةَ، وَلِكِنَ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. وَإِذَا اسْتَفِرْتُمْ فَلَمْ يَرُوا)). [راجع: ۱۳۴۹]

مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرَيْعَةَ عَنْ حَالِدِ بْنِ عَنْ أَبِي عُمَرِ النَّهَدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَاءَ مُجَاشِعَ بْنَ أَخْيَهِ مُجَاذِدَ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَيْهِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: هَذَا مُجَاذِدٌ يُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ. فَقَالَ: (لَا هِجْرَةَ بَغْدَادَ فَتْحٌ مَكَّةُ، وَلِكِنَ الْأَبِيَّةُ عَلَى الْإِسْلَامِ). [راجع: ۲۹۶۲، ۲۹۶۳]

قا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں عبد بن عمر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ شیر پاڑ کے قریب قیام فرمائیں۔ آپ نے ہم سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مکہ پر فتح دی تھی، اسی وقت سے ہجرت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ (شیر مشور پاڑا ہے)

**باب ذمی یا مسلمان عورتوں کے ضرورت کے وقت بال دیکھنا درست ہے اس طرح ان کا نگاہ کرنا بھی جب وہ اللہ کی تافرمانی کریں**

(۳۰۸۱) مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب الطائفی نے بیان کیا، ان سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں حسین نے خبر دی، انہیں مسعود بن عبدہ نے اور انہیں ابی عبد الرحمن نے اور وہ عثمانی تھے، انہوں نے این عطیہ سے کہا، جو علوی تھے، کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب (حضرت علیؑ) کو کس چیز سے خون بھانے پر جرأت ہوئی، میں نے خود ان سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے اور زیبیر بن عوامؑ کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا، اور ہدایت فرمائی کہ روپہ خالخ پر جب تم پسچو، تو تمہیں ایک عورت (سارہ نبی) ملے گی۔ جسے حاطب ابن بلتعہ نے ایک خط دے کر بھیجا ہے (تم وہ خط اس سے لے کر آؤ) چنانچہ جب ہم اس باغ تک پہنچے ہم نے اس عورت سے کماخط لالا۔ اس نے کماکہ حاطبؓ نے مجھے کوئی خط نہیں دیا۔ ہم نے اس سے کماکہ خط خود بخود نکال کر دے دے ورنہ (ٹلاشی کے لئے) تمہارے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ تب کہیں اس نے خط اپنے نسے میں سے نکال کر دیا۔ (جب ہم نے وہ خط رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو) آپ نے حاطبؓ کو بلا بھیجا

انہوں نے (حاضر ہو کر) عرض کیا۔ حضور! میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں! اللہ کی قسم! میں نے نہ کفر کیا ہے اور نبیؑ میں اسلام سے ہٹا ہوں، صرف اپنے خاندان کی محبت نے اس پر مجبور کیا تھا۔ آپؓ کے

سَعِفَتْ عَطَاءً يَقُولُ: ذَهَبَتْ مَعَ عَبْيَدِ بْنِ عَمِيرٍ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ مُجَاوِرَةً بَشِيرٍ فَقَالَتْ لَهَا ((النَّقْطَةُ الْهِجْرَةُ مُنْذَلَّةٌ فَتَحَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ مِنْكُمْ))  
[طرفاہ فی : ۴۳۱۲، ۳۹۰۰]۔

**۱۹۵ - بَابُ إِذَا اضْطُرَ الرَّجُلُ إِلَى النَّظَرِ فِي شَعُورِ أَهْلِ الذَّمَةِ وَالْمُزَمِّنَاتِ إِذَا عَصَمَنَ اللَّهُ وَتَجَرَّدَهُنَّ**  
۳۰۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ حَوْشَبِ الطَّائِفِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا هَشَّيْمُ قَالَ أَخْبَرَنَا حَصَّيْنُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْيَدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَ عُثْمَانِيَا، فَقَالَ لَابْنِ عَطِيَّةَ وَكَانَ عَلَوِيَا: إِنِّي لَأَغْلُمُ مَا الَّذِي جَرَأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدَّمَاءِ، سَمِعْتَهُ يَقُولُ: بَعْثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْزَّيْنِ لَقَالَ: ((اَتَّوْا رَوْضَةَ كَذَا، وَتَجِدُونَ بِهَا اُمْرَأَةً أَعْطَاهَا حَاطِبٌ كِتَابًا)). فَأَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَقُلْنَا: الْكِتَابَ، قَالَتْ: لَمْ يَغْطِنِي. فَقُلْنَا: لَعْنَرْجَنُ أَوْ لَأَجْرَدْنِكِي. فَأَخْرَجْتَ مِنْ حَجْزِنِهَا، فَأَرْسَلْتَ إِلَى حَاطِبٍ.  
[راجح: ۳۰۰۷]

فَقَالَ: لَا تَنْجُلْنِ، وَاللَّهُ مَا كَفَرْتُ وَلَا ازْدَدْتُ لِلإِسْلَامِ إِلَّا حَبَّا، وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَهْنَاحِبِكِ إِلَّا وَلَهُ بِمِنْكُهُ مَنْ يَذْفَعُ اللَّهَ

اصحاب (مهاجرین) میں کوئی شخص ایسا نہیں جس کے رشتہ دار وغیرہ کہہ میں نہ ہوں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے خاندان والوں اور ان کی جانداروں کی حمایت حفاظت نہ کرتا ہو۔ لیکن میرا وہاں کوئی بھی آدمی نہیں، اس لئے میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر ایک احسان کر دوں، نبی کرم مسیح بن یہودا نے بھی ان کی بات کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمرؓ فرمائے گئے کہ مجھے اس کا سرا تاریخ دیجئے یہ تو منافق ہو گیا ہے۔ لیکن آنحضرت مسیح بن یہودا نے فرمایا تمہیں کیا معلوم! اللہ تعالیٰ الہ بدر کے حالات سے خوب واقف تھا اور وہ خود الہ بدر کے بارے میں فرماجکا ہے کہ ”جو چاہو کرو“۔ ابو عبد الرحمن نے کہا، حضرت علیؓ کو اس ارشاد نے (کہ تم جو چاہو کرو، خون ریزی پر) لیہ رہا دیا ہے۔

بِعْنَ أَهْلِهِ وَمَالِهِ، وَلَمْ يَكُنْ لِنِي أَحَدٌ،  
فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا، فَصَدَّقَهُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ عَمْرُ  
دَغْنَى أَضْرَبَ عَنْقَهُ، فَإِنَّهُ قَدْ نَافَقَ، فَقَالَ :  
(وَمَا يَنْزِلُكَ لَعْلَى اللَّهِ الظَّلْعَ عَلَى أَهْلِ  
بَدْرٍ فَقَالَ: أَعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ). فَهَذَا الَّذِي  
جَرَأَهُ.

**لشیخ** ابو عبد الرحمن کا کلام مبالغہ ہے۔ حضرت علی بن بیٹھ کی خدا تری اور پرہیز گاری سے بعید ہے کہ وہ خون ناچ کریں۔ امام بخاریؓ نے اس حدیث سے یہ نکلا کہ ضرورت کے وقت عورت کی غلامی لیتا، اس کا بہرہ نہ کرنا درپست ہے۔ بعض روایتوں میں یہ ہے کہ اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی میں سے نکال کر دیا۔ اس پر حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ والجمع بینہ و بین روایۃ اخر جنہے من حجز تھا ای مقعد الاذار لان عقیقتہا طویلہ بعیث نصلی اللہ علیہ وسلم فی عقیقتہا وغیرہ بمحجز تھا (فتح) یعنی ہر دو روایتوں میں مطابقت یہ ہے کہ اس عورت کے سرکی چوٹی اتنی لمبی تھی کہ وہ ازار بند پاندھنے کی جگہ سک لکھی ہوئی تھی، اس عورت نے اس کو چھیا کے اندر گوندھ کر یعنی مقعد کے پاس ازار میں ناٹک لیا تھا۔ چنانچہ اس جگہ سے نکال کر دیا۔ روایوں نے جیسا دیکھا یاں کر دیا۔ سلف امت میں جو لوگ حضرت عثمان بن عوفؓ کو حضرت علی بن بیٹھ پر فضیلت دیتے انسیں عثمانی کہتے اور جو حضرت علی بن بیٹھ کو حضرت عثمان بن عوفؓ پر فضیلت دیتے انسیں علوی کہتے تھے۔ یہ اصطلاح ایک زمانہ تک رعنی ”پھر قائم ہو گئی۔“ الہ سنت میں یہ عقیدہ قرار پایا کہ کسی محالی کو کسی پر فوقیت نہیں دیتا چاہئے۔ وہ سب عند اللہ مقبول ہیں، ان میں فاضل کون ہے اور مفضول کون، یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یوں خلافتے اربعہ کو حسب ترتیب خلافت اور صحابہ پر فوقیت حاصل ہے، پھر عشرہ مبشرہ کو یعنی امعین۔

## باب عازیوں کے استقبال کو جانا (جب وہ جہاد سے لوٹ کر آئیں)

### ۱۹۶ - بَابُ اسْتِقْبَالِ الْغَزَّةِ

(۳۰۸۲) ہم سے عبد اللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع اور حمید بن الاسود نے بیان کیا، ان سے حبیب بن شمید نے اور ان سے ابی ملیکہ نے کہ عبد اللہ بن زبیرؓ نے عبد اللہ بن جعفرؓ سے کہا، تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبد اللہ بن عباسؓ تینوں آگے جا کر رسول اللہ مسیح بن یہودا سے ملے تھے (آپ جہاد سے داپس آرہے تھے) عبد اللہ بن جعفر نے کہا، ہاں یاد ہے۔ اور

۳۰۸۲ - حَدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْيَعٍ وَحَمِيدُ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ أَنَّ أَبِي مُلَيْكَةَ: ((قَالَ أَبْنُ الْزَّبَيرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: أَتَذَكَّرُ إِذْ تَلَقَّنَا رَسُولُ اللَّهِ أَنَا وَأَنْتَ وَأَنْ عَبَّاسٌ؟ قَالَ:

آنحضرت ﷺ نے مجھ کو اور ابن عباسؓ کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا، اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ نعم، فَحَمَلْنَا وَتَرَكْنَا۔

**لئے جائیں** حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ظاہرہ ان القائل فحملنا هو عبد الله بن جعفر و ان المتروک هو ابن الزبير الخ یعنی ظاہر ہے کہ سوار ہونے والے حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ ہیں اور متروک حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ ہیں۔ مگر مسلم میں اس کے بر عکس ذکور ہے۔ وقد نہیں عیاض علی ان الذی وقع فی البخاری هو الصواب یعنی قاضی عیاض نے تعبیر کی ہے کہ بخاری کا بیان زیادہ صحیح ہے۔ اس سے غازیوں کا آگے بڑھ کر استقبال کرنے نابت ہوا۔

نیز اس سے قییوں کا زیادہ خیال رکھنا بھی ثابت ہوا۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ کے والد جعفر بن ابی طالبؑ نے انتقال کر چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے تین بچے عبد اللہؑ کا دل خوش کرنے کے لئے سواری پر ان کو قدم کیا، اگر کسی محابی پر آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی امر میں نظر عنایت فرمائی تو اس پر اس محابی کے فخر کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا، کسی بزرگ کی طرف سے کسی پر نظر عنایت ہو تو وہ آج بھی بطور فخر اسے بیان کر سکتے ہیں۔

(۳۰۸۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا کہ سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا، جب رسول کرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لارہے تھے تو ہم سب بچے شنیۃ الوداع تک آپ کا استقبال کرنے گئے تھے۔

۳۰۸۴ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنِ الرُّهْبَرِ قَالَ : ((قَالَ السَّابِبُ بْنُ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ذَهَبَنَا تَلْقَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبَيَانَ إِلَى تَبَيَّنَ الْوَدَاعِ)). [طرفہ فی : ۴۴۲۶ ، ۴۴۲۷]۔

محلہ بین کا وابھی پر خلوص استقبال کرنا سنت ہے۔ حضرت امام اسی مقصد کو بیان فرمائے ہیں۔ محدث کے قریب ایک گھٹائی تک لوگ اپنے مسمانوں کو رخصت کرنے جیسا کرتے تھے۔ اسی کا نام شنیۃ الوداع قرار دیا۔ غزوہ تبوک کی تفصیلات کتاب المعاذی میں آئیں گی۔

## باب جہاد سے واپس ہوتے ہوئے کیا کہ

(۳۰۸۳) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جو یہی نے بیان کیا، ان سے تافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ جب رسول اللہ ﷺ (جہاد سے) واپس ہوتے تو تمین بار اللہ اکبر کرتے، اور یہ دعا پڑھتے "ان شاء اللہ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہم توبہ کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اس کی تعریف کرنے والے اور اس کے لئے سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، اور کافروں کے لفکر کو اسی اکیلے نے نکلت دے دی۔"

## ۱۹۷ - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

۳۰۸۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوبَرْيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ كَبَرْ تَلَاقَهُ قَالَ: ((آتَيْوْنَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، تَأْتِيْوْنَ، غَابِدُوْنَ، حَامِدُوْنَ، لِرِبِّنَا سَاجِدُوْنَ. صَدَقَ اللَّهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَخْرَابَ وَحَدَّهُ)).

[راجع: ۱۷۹۷]

آئیون کا مطلب اسی بحث درجیون الی اللہ علیٰ ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

(۳۰۸۵) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سیکھی بن ابی اسحاق لے بیان کیا، اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ (غزوہ بنو لیمان میں جو ۲۶ میں ہوا) عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ اپنی اوپنی پر سوار تھے اور آپ نے سواری پر یتھے (ام المؤمنین) حضرت صفیہ بنت حییہ رضی اللہ عنہا کو بھالیا تھا۔ اتفاق سے آپ کی اوپنی پھسل گئی اور آپ دونوں گرنے۔ یہ حال دیکھ کر ابو طلحہؓ بھی فوراً اپنی سواری سے کوڈ پڑے اور کہا، یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے، کچھ چوت تو نہیں گلی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پسلے عورت کی خبر لو۔ ابو طلحہؓ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر حضرت صفیہؓ کے قریب آئے اور وہی کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی، جب آپ سوار ہو گئے تو ہم آنحضرت ﷺ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آنحضرت ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ ”ہم اللہ کی طرف واپس ہونے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں۔“ آنحضرت ﷺ یہ دعا برا برپڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

(۳۰۸۶) حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَتَمَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَقْفَلَةً مِنْ عَسْفَانَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَيْهِ، وَقَدْ أَرْذَفَ صَفِيفَةً بَنْتَ حَيْيَى، فَعَرَثَتْ نَاقَةً فَصَرَعَهَا جَمِيعًا، فَاقْتَحَمَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلْنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ. قَالَ: (عَائِنَكَ الْمَرْأَةُ). فَلَقَبَ تَوْبَةَ عَلَى وَجْهِهِ وَأَتَاهَا فَالْفَقَاهَ عَلَيْهَا، وَأَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا، وَأَكْتَسَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا أَشْرَقَنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: (آيُونُونَ، تَائِيُونَ، غَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ). فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ ذَلِكَ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

[راجع: ۳۷۱]

**لَشَنْجَمَ** روایت میں راوی سے سو ہو گیا ہے۔ صحیح یون ہے کہ جب آنحضرت ﷺ خیر سے لوٹے اس وقت حضرت صفیہؓ سے آپ کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ یہ خاتون آپ کو جگ خیری میں ملی تھیں۔ جو ۲۶ میں ہوئی ہے اس وقت حضرت صفیہؓ موجود نہ تھیں۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر اس لئے آئے کہ حضرت صفیہؓ پر نظر نہ پڑے۔ واپسی پر آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک پر الفاظ طیبہ ”آیون تائیون“ جاری تھے۔ باب سے یہی وجہ مناسبت ہے۔ اب بھی سنت یہی ہے کہ سفرج ہو یا اور کوئی سفر خیریت سے واپسی پر اس دعا کو پڑھا جائے۔ عورت کو اپنے مرد کے یتھے اوپنی پر سواری کرنا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا۔ وَ فِي الْخَيْرِ الْجَارِيِ اَنَّمَا قَالَ مِنْ عَسْفَانَ لَانْ غَرْوَةُ خَيْرٍ كَانَتْ عَقْبَهَا كَانَهَا لَمْ يَعْتَدْ بِالْاَقَامَةِ الْمُتَخَلَّلَةِ بِيَنْهَمَا لِتَقَارَ بِهِمَا لِيَنْ عَسْفَانَ كَالْفَلَظِ لَانَّهُ كَيْ وَجَدَ يَهْ بَهِي ہو سکتی ہے کہ غزوہ خیر اس کے بعد ہی ہوا، اتنے قریب کہ راوی نے درمیانی عرصہ کو کوئی اہمیت نہیں دی اور ہردو کو ایک ہی سلسلہ پر رکھ لیا جیسا کہ حدیث سلمہ بن اکوئی ہنڈھ میں تحریم متعدد کے بارے میں غزوہ اوطاس کا ذکر آیا ہے۔ حالانکہ وہ کہہ ہی میں حرام ہو چکا تھا۔ مگر اوطاس اور مکہ میں تقارب کی وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب کر دیا۔

(۳۰۸۶) حَدَّثَنَا عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَدِينِيَّ نَبَّأَ بِيَانِ كَيْمَا هُمْ سَبْرِينَ

منفصل نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی بن الی اساقے نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ ابو طلحہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بھی سننا کو آنحضرتؓ نے اپنی سواری پر بیچھے بھاڑ کھاتھا۔ راستے میں اتفاق سے آپ کی اوپنی پھسل گئی اور آنحضرتؓ ٹھیک گئے اور ام المؤمنین بھی گر گئیں۔ ابو طلحہؓ نے یوں کہا کہ میں سمجھتا ہوں، انہوں نے بھی اپنے آپ کو اونٹ سے گرا دیا اور آنحضرتؓ کے قریب پہنچ کر عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے کوئی چوت تو حضور کو نہیں آئی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن تم عورت کی خبر لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور وہی کپڑا ان پر ڈال دیا۔ اب ام المؤمنین کھڑی ہو گئیں۔ پھر ابو طلحہؓ نے آپ دونوں کے لئے اوپنی کو مضبوط کیا۔ تو آپ سوار ہوئے اور سفر شروع کیا۔ جب مدینہ منورہ کے سامنے پہنچ گئے یا راوی نے یہ کہا کہ جب مدینہ دکھائی دیئے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی۔ ”هم اللہ کی طرف لوئے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے ہیں! آپ یہ دعا برادر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

یہ بھی جنگ خیری سے متعلق ہے۔ ہر دو احادیث میں الفاظ مختلف ہے۔ ہر دو احادیث میں الفاظ مختلف ہے۔ یہ بھی ہر دو میں متفق ہے کہ آنحضرتؓ کے ساتھ حضرت صفیہؓ غزوہ بن الجیان سے اس واقعہ کا جوڑ نہیں ہے، جو ۶۷ میں ہوا اور حضرت صفیہؓ کا اسلام اور حرم میں داخل ہے سے متعلق ہے۔

## باب سفر سے واپسی پر نفل نماز (ابطور نماز شکر ادا کرنا)

(۳۰۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محارب بن دثار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک

الْمُفْصَلٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَلَكِيَّةً مُرْدِفَهَا عَلَى رَاجِلِيهِ. فَلَمَّا كَانُوا بِعِصْبَيْنِ الْطَّرِيقِ عَرَفُوا النَّافَةَ فَصَرَعُوا إِلَيْهَا وَالْمَرَأَةُ، وَإِنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ أَخْسِبْ قَالَ: الْقَحْمَ. عَنْ بَعْدِهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيُّ اللَّهِ، جَعَلْنَا اللَّهُ فِي دِيَارِكَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لَا، وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرَأَةِ)). قَالَ قَوْمٌ أَبُو طَلْحَةَ ثَوْبَةَ عَلَى رَجْهِيَّهِ فَعَصَدَ قَصْدَهَا، قَالَ قَوْمٌ ثَوْبَةَ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرَأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاجِلَيْهِمَا فَرِكَبَا، فَسَارُوا، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِظَهِيرَةِ الْمَدِينَةِ - أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوا عَلَى الْمَدِينَةِ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيُون، تَائِيُون، غَابِدُونَ لِرِبِّنَا حَامِدُونَ)). فَلَمَّا يَرَلْ يَقُولُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

[راجع: ۳۷۱]

## ۱۹۸ - بَابُ الصَّلَاةِ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

۳۰۸۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُعَاذِبِ بْنِ ذَئْبٍ قَالَ: سَيِّفَتْ جَاهِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَتَبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ

سفر میں تھا جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ پہلے مسجد میں جاؤ اور دور رکعت (نفل) نماز پڑھ۔

(۳۰۸۸) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن جریح نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن کعب نے، ان سے ان کے والد (عبداللہ) اور پچھا عبد اللہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دن چڑھے سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل نماز پڑھتے تھے۔

فَلَمَّا قَدِفْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي: ((اذْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلُّ رَكْعَتَيْنِ)). [راجع: ۴۴۳] ۳۰۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ صَحَى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ)). [راجع: ۲۷۵۷]

سفر جادو پر سفر جو وغیرہ کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ ایسے طویل سفر سے خیریت کے ساتھ واپسی پر بطور شکرانہ دور رکعت نماز نفل ادا کرنا امر منون ہے، اللہ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے، آمین۔

### باب مسافر جب سفر سے لوٹ کر آئے تو لوگوں کو کھانا کھلانے (دعوت کرے)

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (جب سفر سے واپس آتے تو) ملاقاتیوں کے آنے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے تھے۔

(۳۰۸۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں مخارب بن دثار نے اور انہیں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے (غزوہ توبک یا ذات الرقاع سے) تو اونٹ یا گائے ذبح کی (راوی کو شبہ ہے) معاذ غیری نے (اپنی روایت میں) کچھ زیادتی کے ساتھ کہا۔ ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مخارب بن دثار نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا۔ دو اوقیہ اور ایک درہم یا (راوی کو شبہ ہے کہ دو اوقیہ) دو درہم میں۔ جب آپ مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشہ کھلایا۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں، اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

### ۱۹۹ - بَابُ الطَّعَامِ عِنْدَ الْقُدُومِ، وَكَانَ ابْنُ عَمْرٍ يَفْطُرُ لِمَنْ يَفْشَاهُ

۳۰۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكَيْفَيَةً عَنْ شَعْبَةَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دَثَّارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً. زَادَ مَعَادًا عَنْ شَعْبَةَ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ: اشْتَرَى مِنِ الْبَيْهِيَّةِ بَعْضًا بِأُوقِتَيْنِ وَدَرَهْمَيْنِ أَوْ دَرَهْمَيْنِ. فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا أَمْرَ بِيَقْرَأَهُ فَدَبَّحَتْ فَأَكَلُوا مِنْهَا، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ أَمْرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَأَصْلَلَ رَكْعَتَيْنِ، وَوَزَّنَ لِي ثَمَنَ الْبَعْضِ)). [راجع: ۴۴۳]

**لئے گی** حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے نہ فرض نہ نفل، جب گھر پر ہوتے تو بکھرٹ روزے رکھا کرتے، اگرچہ ان کی عادت حالت اقامت میں بکھرٹ روزے رکھنے کی تھی، لیکن جب آپ سفر سے واپس آتے تو دو ایک دن اس خیال سے روزہ نہیں رکھتے تھے کہ ملاقات کے لئے لوگ آئیں گے اور ان کی ضایافت ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ میزبان مہمان کے ساتھ کھائے، اس لئے آپ ایسے موقع پر نفل روزہ چھوڑ دیتے تھے۔

آپ تجدیہ شے پڑھا کرتے، سنت نبوی سے بال برا بھی تجاوز نہ کرتے، بدعت سے اس قدر نفرت کرتے کہ ایک دفعہ ایک مسجد میں گئے، وہاں کسی نے الصلوٰۃ پکارا، تو آپ یہ کہہ کر کھڑتے ہو گئے، کہ اس بدعتی کی مسجد سے نکل چلو۔

معاذ کی سند بیان کرنے سے حضرت امامؐ کی غرض یہ ہے کہ محارب کا مسلح جابر سے ثابت ہو جائے۔ معاذ کی اس روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے کئی جگہ بیان فرمایا کہ اس سے بہت سے سائل کا تجزیع فرمایا ہے۔ تجھ ہے کہ ایسے نقشہ ابتدیت کے ماہر مجتہد مطلق امام کو بعض کو ربانی تنقیب مجتہد نہیں مانتے، جو خود ان کی کو ربانی کا ثبوت ہے۔

٣٠٩٠ - حدثنا أبو الوليد قال حدثنا (٣٥٩٥) هم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہ ام سے شعبہ نے بیان کیا،

ان سے محارب بن دھار نے اور ان سے چابر بن عبد اللہ بھیستا نے

((قدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صلَّى رَبُّكَ عَلَيْكَ)) صَرَارٌ مِنْ مَوْضِعِ نَاجِيَةٍ بِالْمَدِينَةِ)).

[راجع: ۴۴۳]

اس حدیث کی مانافت ترجیح باب سے مشکل ہے۔ بعضوں نے کہا یہ پہلی حدیث ہی کا ایک گلرا ہے، اس کی مانافت سے اس کو ذکر کر دیا۔ معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر مسجد میں جا کر شکرانہ کے دو نفل پڑھنا منون ہے جیسے کہ خیریت کے ساتھ واپسی پر احباب و اقران کی دعوت کرنا جیسا کہ مذکور ہوا۔

٤٥-كتاب فرض الخامس

## کتاب خمس کے فرض ہونے کا بیان

١- بَابُ فَرْضِ الْخُمُسِ

لفظِ خس اس پانچیں حصہ پر بولا جاتا ہے، جو اموال غیمت سے نکال کر خاص مصارف میں صرف ہوتا ہے۔ بلی ماندہ مال مجاہدین میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

٣٠٩١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاْنَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مَبَارِكَ نَعْلَمُ بِخَرْدِيْ أَنَّ سَيِّدَ الْمُؤْمِنِيْنَ نَعْلَمُ بِزَهْرِيْ نَعْلَمُ بِبَيَانِ كِتَابِهِ

امیں زین العابدین علی بن حسین نے خردی اور انیس حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خردی کہ حضرت علی بنیٹھ نے بیان کیا، جنگ بدر کے ماں غیرمت سے میرے حصے میں ایک جوان اونٹھی آئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک جوان اونٹھی خس کے ماں میں سے دی تھی، جب میرا ارادہ ہوا کہ قاطمہ رضی اللہ عنہ انبیاء نبی رسول اللہ شیعیم سے شادی کروں، تو می قیقاع (قبیلہ یہود) کے ایک صاحب سے جو سار تھے، میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس (جنگل سے) لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس ساروں کو نجح دوں گا اور اس کی قیمت سے اپنے نکاح کا ولیمہ کروں گا۔ ابھی میں ان دونوں اونٹھیوں کا سامان پالان اور تھیلے اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور یہ دونوں اونٹھیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ جب سارا سامان فراہم کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹھیوں کے کوہاں کسی نے کاٹ دیئے ہیں۔ اور ان کے پیٹھ چیر کر اندر سے ان کی لیکھی نکال لی گئی ہیں۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں بے اختیار رو دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب شیعی نے اور وہ اسی گھر میں کچھ انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں۔ میں وہاں سے واپس آگیا اور سیدھا نبی کرم شیعیم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ بنیٹھ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر ضریت شیعیم مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ میں کسی بڑے صدے میں ہوں۔ اس لئے آپ نے دریافت فرمایا، علی! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ میں نے آج کے دن جیسا صدمہ کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ (بنیٹھ) نے میری دونوں اونٹھیوں پر ظلم کر دیا۔ دونوں کے کوہاں کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹھ چیر ڈالے۔ ابھی وہ اسی گھر میں کئی یاروں کے ساتھ شراب کی مجلس جمائے ہوئے موجود ہیں۔ نبی کرم شیعیم نے یہ سن کر اپنی چادر مانگی اور اسے اوڑھ کر پیدل چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ بنیٹھ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ آخر جب وہ

أخبرني علي بن الحسين أن حسین بن علي عليهما السلام أخبره أن عليا قال: ((كانت لي شراف من تعيني من المفتم يوم بذر، وكان النبي ﷺ أغطاني شارفا من الخمس، فلما أردت أن أبنتي بفاطمة بنت رسول الله ﷺ وأعدت رجلا صواغا منبني ليفقاع أن يرتحل معني فلأني يأخذني أردت أن أبينه الصواغين وأستعين به في وليمة عرسني. فبئنما أنا أجمع لشارفي متعاما من الأقارب والفراء والحبال، وشارفائي مناخان إلى جنب حجرة رجل من الأنصار، رجفت حين جئت ما جمفت، فإذا شارفائي قد أجبت أسمتهم، وبقرت خواصهم، وأعد من أكبادهم، فلم أملن عيني حين رأيت ذلك المنظر منهم، فقلت: من فعل هذا؟ فقالوا: فعل حمزة بن عبدالمطلب، و هو في هذا البيت في شرب من الأنصار، فانطلقت حتى أدخل على النبي ﷺ وعندة زيد بن حارثة - فعرف النبي ﷺ في وجهي الذي لقيت، فقال النبي ﷺ : ((ما لك؟)) فقلت: يا رسول الله، ما رأيت كاليوم قط، عدا حمزة على نافقتي فأجب أسمتهم، وبقر خواصهم وها هو ذا في بيت معه شرب. فدعنا النبي ﷺ بردايه فارتدي،

گھر آگیا جس میں حمزہ بن شوہر موجود تھے تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ وہ لوگ شراب پی رہے تھے۔ حمزة بن شوہر نے جو کچھ کیا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طامت کرنا شروع کی۔ حمزہ بن شوہر کی آنکھیں شراب کے نشے میں مخور اور سرخ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے نظر اٹھا کر آپ کو دیکھا۔ پھر نظر ذرا اور اور اٹھائی، پھر وہ آنحضرت شیخیل کے گھنٹوں پر نظر لے گئے اس کے بعد نگاہ اور اٹھا کے آپ کی ناف کے قریب دیکھنے لگے۔ پھر چہرے پر جادوی۔ پھر کہنے لگے کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو، یہ حل دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محسوس کیا کہ حمزہ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل نشے میں ہیں، تو آپ وہیں سے اٹھے پاؤں واپس آگئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

لئے ہیں [ ] اس طویل حدیث کو حضرت امام یہاں اس لئے لایے کہ اس میں اموال غیرت کے خس میں سے حضرت علی بن شوہر کو ایک جگہ پر سے دو میئے پہلے کا واقعہ ہے۔ یہ اوپنی اس مال میں سے تھی جو عبد اللہ بن جحش بن شوہر کی ماتحت فوج نے حاصل کیا تھا۔ یہ روایت میں ہے کہ اس وقت تک خس کا حکم نہیں اڑا تھا۔ لیکن عبد اللہ بن جحش نے چار حصے تو فوج میں تقسیم کر کے کتاب بنائے اور کھانے کی حضرت حمزہ بن شوہر کے پاس ایک گانے والی بھی تھی جس نے گانے کے دوران ان جوان اوپنیوں کے کلیجے ان کے کلیجے نکال لئے۔ حضرت علیؓ کا صدمہ بھی بجا تھا اور پاس ادب بھی ضروری، اس لئے وہ غصہ کوپی کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت شیخیل مقدمہ کے حالات کا معائنہ فرمائے کے لئے خود تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہؓ اس وقت نہ میں چور تھے۔ شراب اس وقت تک حرام نہیں ہوئی تھی، نہ کسی حالت میں حضرت حمزہ بن شوہر کے منہ سے بے ادبی کے الفاظ نکل گئے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت حمزہ کے ہوش میں آنے کے بعد رسول کرم شیخیل نے حضرت علیؓ کو ان اوپنیوں کا تاداں دلایا۔

(۳۰۹۲) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ اولیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیمان نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زید بن شوہر نے خبر دی اور انہیں امام المؤمنین عائشہ بنتی نے کہ رسول کرم شیخیل کی صاحبزادی فاطمہ بنتی نے آنحضرت شیخیل کی وفات کے بعد حضرت ابوکبر صدیق بن شوہر سے مطالبہ کیا تھا کہ آنحضرت کے اس ترکہ سے انہیں ان کی

قالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شِيهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنِ الرَّئِيْسِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ (أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَأَلَتْ أَبَا تَكْرِيرٍ الصَّدِيقَ بَعْدَ وَفَاتَهُ

میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فی کی صورت میں دیا تھا۔ (جیسے فدک وغیرہ)

رَسُولُ اللَّهِ أَن يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا  
تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ)  
[أطراfe في: ۳۷۱۱، ۴۰۳۵، ۴۲۴۰]

[۶۷۲۵]

(۳۰۹۳) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیاء ملیحہ السلام کا) ورش تقیم نہیں ہوتا، ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ فاطمہ یہ سن کر غصہ ہو گئیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ترک ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مینے زندہ رہی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقۃؓ نے کہا کہ فاطمہ نے آنحضرت ﷺ کے خیر اور فدک اور مدینہ کے صدقے کی وراثت کا مطالبہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کیا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کو اس سے انکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا ہے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں کرتے رہے ہوں گے۔ (عائشہؓ نے کہا کہ) پھر آنحضرت کا مدینہ کا جو صدقہ تھا وہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی اور حضرت عباسؓؓ کو (اپنے عمد خلافت میں) دے دیا۔ البتہ خیر اور فدک کی جائیداد کو عمرؓ نے روک رکھا اور فرمایا کہ یہ دونوں رسول اللہ ﷺ کا صدقہ ہیں اور ان حقوق کے لئے جو وقت طور پر پیش آتے یا وقتی حداثات کے لئے رکھی تھیں۔ یہ جائیداد اس شخص کے اختیار میں رہیں گی جو خلیفہ وقت ہو۔ زہری نے کہا، چنانچہ ان دونوں جائیدادوں کا انتظام آج تک (بذریعہ حکومت) اسی طرح ہوتا چلا آتا ہے۔

۳۰۹۳ - ((فَقَالَ لَهَا أَبُوبَكْرٌ: إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ قَالَ: ((لَا نُورَثُ, مَا تَرَكَنا  
صَدَقَةً)). فَعَصَبَتْ فَاطِمَةُ بْنَتُ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ, فَهَاجَرَتْ أَبَا بَكْرٍ, فَلَمْ تَرْزُنْ مُهَاجِرَتَهُ  
حَتَّى تُؤْتَمِتْ, وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ سِنَةً أَشْهَرٌ. قَالَتْ: وَكَانَتْ فَاطِمَةُ  
تَسْأَلُ أَبَا بَكْرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ مِنْ خَيْرٍ وَلَدُكَ، وَصَدَقَةٍ  
بِالْمَدِينَةِ, فَأَتَى أَبُوبَكْرٍ عَلَيْهَا ذَلِكَ وَقَالَ:  
لَسْنُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
يَعْمَلُ بِهِ إِلَّا عَمِلْتُ بِهِ, فَلَمَّا أَخْسَى إِن  
تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَغْرِهِ أَنْ أَزِيغَ, فَأَمَّا  
صَدَقَةُ الْمَدِينَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ إِلَيْيَ  
وَعَبَاسِ, وَأَمَّا خَيْرُ وَلَدُكَ فَأَمْسَكَهَا عُمَرُ  
وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ كَانَتَا  
لِحُقُوقِي الَّتِي تَغْرُوُهُ وَتَوَابِيهِ, وَأَمْرُهُمَا إِلَيَّ  
وَلِيُّ الْأَمْرِ, قَالَ فَهُمَا عَلَى ذَلِكَ إِلَيَّ  
الْيَوْمِ)). [أطراfe في: ۳۷۱۳، ۴۲۴۱]

[۶۷۲۶، ۴۰۳۶]

**لشیعہ** اس طویل حدیث میں بہت سے امور کے ساتھ خس کا بھی ذکر ہے۔ اسی لئے حضرت امام اسے یہاں لائے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے ترکہ کے بارے میں واضح طور پر فرمایا کہ ہمارا ترکہ تقیم نہیں ہوتا۔ وہ جو بھی ہو سب صدقہ ہے۔ لیکن حضرت فاطمہؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے اپنی وراثت کا مطالبہ کیا۔ حضرت صدیقہ اکبرؓ نے حدیث نبوی لا نورث ما ترکنا صدقہ خود آنحضرت ﷺ سے سنی تھی۔ اس لئے اس کا خلاف کیوں کر سکتے تھے۔ اور حضرت فاطمہؓ کی ناراضی اس پر ہی تھی کہ ان کو اس حدیث کی خبر نہ

تھی اسی لئے وہ متروک جائز اور نبوي میں اپنے حصے کی طالب ہوئیں۔  
جانکاری کی تفصیل یہ کہ ندک ایک مقام ہے میں سے تین منزل پر، وہاں کی زمین آنحضرت ﷺ نے خاص اپنے لئے رکھی تھی اور خاص مدینہ میں بنو قصیر کے کبور کے باغات، تمیزت کے سات باغات، انصار کی دی ہوئی اراضی، وادی القریٰ کا، تملی زمین وغیرہ ابو بکر صدیقؓ نے ان جانکاریوں کی تقسیم سے انکار فرمادیا۔ اگر آپ حضرت فاطمہؓ کا حصہ الگ کر دیتے تو پھر آپ کی یوں کام اور حضرت عباسؓ کا حصہ بھی الگ کر دیتا اور وہ طرزِ عمل جو آنحضرت ﷺ کا اس جانکاری میں تھا پورا کرنا ممکن نہ رہتا۔ لہذا آپ نے تقسیم سے انکار کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ سب کام اور سب مصارف اسی طرح باری رہیں جس طرح آنحضرت ﷺ کی حیات و نیادی میں کیا کرتے تھے، اور یہ ان کا کمال اختیاط اور پرہیز گاری تھی۔ یہ تیکی کی روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی نیادی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ ان کی عیادت کو گئے اور حضرت فاطمہؓ کو راضی کر لیا اور وہ راضی ہو گئی تھیں۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اپنی خلافت میں ان جانکاریوں سے آپؐ کی یوں کے مصارف اور دوسرے ضروری مصارف ادا کرتے رہے لیکن حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں بطور مقطوعہ کے مروان کو فدک دے دیا۔ وہ خود غنی تھے ان کو یہ حاجت نہ تھی کہ ندک سے اپنے مصارف چلاتے (خلاصہ وحدی)

وقد جاء في كتاب المغازى ان فاطمة جاءت نسبيها مما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم مما أفاء الله عليه وفدى وما

بقى من خمس خيبر والى هذا اشار البخارى

(۳۰۹۲) ہم سے اسحق بن محمد فروی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن انس نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے مالک بن اوس بن حدثان نے (زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر نے مجھ سے (اسی آنے والی) حدیث کا ذکر کیا تھا۔ اس لئے میں نے مالک بن اوس کی خدمت میں خود حاضر ہو کر ان سے اس حدیث کے متعلق (بطور تصریق) پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ ونچھ آیا تھا اور میں اپنے گھروالوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ کا ایک بلانے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ امیر المؤمنین آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں اس قاصد کے ساتھ ہی چلا گیا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ایک تخت پر بوریا بچھائے، بورے پر کوئی پھونونا نہ تھا، صرف ایک چڑے کے تکیے پر میکا دیئے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر انہوں نے فرمایا، مالک! تمہاری قوم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے، میں نے ان کے لئے کچھ حقیری امداد کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم اسے اپنی گھر انی میں ان میں تقسیم کراؤ، میں نے عرض کیا، یا امیر المؤمنین! اگر آپ اس کام پر کسی اور کو مقرر فرمادیتے تو بہتر ہوتا۔ لیکن عمرؓ نے یہی اصرار کیا کہ نہیں، اپنی ہی تحويل میں بانٹ دو۔

٤- حدثنا إسحاق بن محمد  
الفروي قال حدثنا مالك بن أنس عن ابن  
شيهاب عن مالك بن أنس بن الحذفان  
- وكان محمد بن جبير ذكر لي ذكرًا  
منه حديثه ذلك، فانطلقت حتى اذْخَلَ  
على مالك بن أنس فسألته عن ذلك  
الحديث فقال مالك - : بينما أنا جالس  
في أهلني حين متع النهار، إذا رأيت  
عمر بن الخطاب يأتيني فقال: أجب  
أمير المؤمنين، فانطلقت معه حتى اذْخَلَ  
على عمر، فإذا هو جالس على رمال  
سرير ليس بيته وبيته فراش، متكم على  
وسادة من أدم. فسلمت عليه ثم  
جلست، فقال: يا مالك إله قديم علينا من  
قومك أهل أبيات، وقد أمرت فيهم  
برضيع، فأبغضه، فأفسيمه بيته، فقلت:

اگھی میں دیں حاضر تھا کہ امیر المؤمنین کے دربار یوفا آئے اور کماکہ عثمان بن عفان، عبد الرحمن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہم اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ حضرت عمر بن حثیث نے فرمایا کہ ہاں انہیں اندر بلالو۔ آپ کی اجازت پر یہ حضرات داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ یہ اگھی تھوڑی دری بیٹھے رہے اور پھر اندر آ کر عرض کیا علی اور عباس بن عیاش کو بھی اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی اندر بلالو۔ آپ کی اجازت پر یہ حضرات بھی اندر تشریف لے آئے۔ اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ عباس نے کہا، یا امیر المؤمنین! میرا اور ان کا فیصلہ کر دیجئے۔ ان حضرات کا جھگڑا اس جائداد کے بارے میں تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو نی فسیر کے اموال میں سے (خس کے طور پر) عتاب فرمائی تھی۔ اس پر حضرت عثمان اور ان کے ساتھ جو دیگر صحابہ تھے کہنے لگے، ہاں، امیر المؤمنین! ان حضرات میں فیصلہ فرمادیجئے اور ہر ایک کو دوسرا کی طرف سے بے فکر کر دیجئے۔ حضرت عمر نے کہا، اچھا، تو پھر ذرا ثہریے اور دم لے لجئے میں آپ لوگوں سے اس اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”هم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم (انجیاء) چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“ جس سے آنحضرت ﷺ کی مراد خود اپنی ذات گرامی بھی تھی۔ ان حضرات نے تصدیق کی، کہ جی ہاں، بے شک آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ اب حضرت عمر علی اور عباس بن عیاش کی طرف مخاطب ہوئے، ان سے پوچھا۔ میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا آپ حضرات کو بھی معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا فرمایا ہے یا نہیں؟ انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے بے شک ایسا فرمایا ہے۔ حضرت عمر بن حثیث نے کہا کہ اب میں آپ لوگوں سے اس معاملہ کی شرح بیان کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے اس غیمت کا ایک مخصوص حصہ

یا امیر المؤمنین، لوز امانت لہ غیری۔  
قال: فاقبضهُ ایہا السُّمَرَةُ. فَبِينَمَا آنا جالسُ  
عِنْدَهُ آتاهُ حاجِہً یَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِی  
عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَیرِ  
وَسَعْدِ بْنِ ابْنِی وَقَاصِ بَنْتَ اذْؤُونَ. قَالَ: نَعَمْ.  
فَأَذِنْ لَهُمْ، فَلَذْهَلُوا، فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا. ثُمَّ  
جَلَسَ یَرْفَأُ یَسِیرًا، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِی عَلَیٰ  
وَعَبَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنْ لَهُمَا، فَدَخَلُوا،  
فَسَلَّمَا فَجَلَسَا فَقَالَ عَبَّاسَ: يَا امیرَ  
الْمُؤْمِنِينَ، افْضِلْ بَنْتِي وَبَيْنَ هَذَيْ - وَهُمَا  
يَحْتَصِمَانَ فِيمَا أَلَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ  
مِنْ بَنِي النَّبِيِّ - فَقَالَ الرُّهْطُ - عُثْمَانَ  
وَأَصْحَابَهُ - يَا امیرَ الْمُؤْمِنِينَ افْضِلْ بَنْتِهِمَا  
وَأَرَبَخَ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ. فَقَالَ عُمَرُ :  
تَبَدَّكُمْ، أَنْشَدْكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي يَادِنُو تَقُومُ  
السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ، مَا تَرَكَنا  
صَدَقَةً؟)) يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ۔ قَالَ  
الرُّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَیٰ عَلَیٰ  
وَعَبَّاسَ فَقَالَ: أَنْشَدْكُمَا اللَّهُ أَعْلَمَانَ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذَلِكَ؟ قَالَ: قَدْ قَالَ  
ذَلِكَ. قَالَ عُمَرُ: فَلِنَّيْ أَحَدَكُمْ عَنْ هَذَا  
الْأَمْرِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَ رَسُولَهُ ﷺ فِی هَذَا  
الْقَنِیْءِ بَشِّئِ لَمْ يُغْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ۔ ثُمَّ قَرَأَ :  
هُوَ مَا أَلَاءَ اللَّهُ عَلَیٰ رَسُولِهِ مِنْهُمْ - إِلَى  
قَوْلِهِ - لَدَنِیْرَهُ لَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ، وَلَا

مقرر کر دیا تھا۔ جسے آنحضرت ﷺ نے بھی کسی دوسرے کو نہیں دیا تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ॥ (ما افاء اللہ علی رسولہ منہم) کو سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد و تدیر تک اور وہ حصہ آنحضرت ﷺ نے تم کو کے لئے خاص رہا۔ مگر قسم اللہ کی یہ جاندار آنحضرت ﷺ نے تم کو چھوڑ کر اپنے لئے جو زندہ رکھی، نہ خاص اپنے خرچ میں لائے، بلکہ تم ہی لوگوں کو دیں اور تمہارے ہی کاموں میں خرچ کیں۔ یہ جاندار نے کچھ رہی ہے اس میں سے آپ اپنی یہ یوں کا سال بھر کا خرچ لیا کرتے اس کے بعد جو باقی پیغامہ اللہ کے مال میں شریک کر دیتے (جہاد کے سامان فراہم کرنے میں) خیر آنحضرت ﷺ تو اپنی زندگی میں ایسا ہی کرتے رہے۔ حاضرین تم کو اللہ کی قسم؟ کیا تم یہ نہیں جانتے؟ انہوں نے کہا ہے شک جانتے ہیں۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب نے علی اور عباس عینہ سے کہا میں آپ حضرات سے بھی اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ لوگ یہ نہیں جانتے ہیں؟ (دونوں حضرات نے جواب دیا کہ ہاں!) پھر حضرت عمرؓ نے یوں فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو دنیا سے اخراج کیا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرنے لگے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں، اور اس لئے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی اس مخلص (جاندار پر قبضہ کیا اور جس طرح آنحضرت اس میں سے مصارف کیا کرتے تھے، وہ کرتے رہے۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ ابو بکرؓ اپنے اس طرز عمل میں سچے مخلص، نیکو کار اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو بھی اپنی پاس بلا لیا اور اب میں ابو بکرؓ کا نائب مقرر ہوا۔ میری خلافت کو دوسال ہو گئے ہیں۔ اور میں نے بھی اس جاندار کو اپنی تحولی میں رکھا ہے۔ جو مصارف رسول اللہ ﷺ اور ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ اس میں کیا کرتے تھے ویسا ہی میں بھی کرتا رہا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنی اس طرز عمل میں سچا، مخلص اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس مجھ سے گفتگو کرنے آئے اور بالاتفاق گفتگو کرنے لگے کہ دونوں کا مقصد ایک تھا۔ جناب عباس! آپ تو اس لئے تشریف لائے کہ آپ

استائز بھا علینکُمْ، فَذَ أَغْطَأْ كُمْهُ وَبَثِّهَا فِيْكُمْ حَتَّى يَقِنَّ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْفَقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتِّينَ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا يَقِنَّ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهَذَلِكَ حَيَاةً، أَنْشَدَ كُمْ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ بِذَلِكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ إِعْلَمْ وَعَبَّاسٌ: أَنْشَدَ كُمَا اللَّهَ هَلْ تَعْلَمَانَ ذَلِكَ؟ قَالَ عَمْرُونَ: ثُمَّ تَوْقَنَ اللَّهَ بِهَذَيَّهُ، فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ: أَنَا وَلِيُّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبَضَهَا أَبُوبَكْرٌ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوْقَنَ اللَّهُ أَبَابَكْرٌ، فَكَنْتُ أَنَا وَلِيُّ أَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضَهَا سَتِّينَ مِنْ إِمَارَتِي أَغْمَلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوبَكْرٌ، وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ فِيهَا لَصَادِقٌ بَارٌ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ جَشَّمَانِي تَكَلَّمَانِي وَكَلَّمَتُكُمَا وَاحِدَةً وَأَمْرُكُمَا وَاحِدَ، جَشَّمَتِي يَا عَبَّاسُ تَسَأَلَنِي نَصِيبِكِ مِنْ أَبْنِ أَخِيكَ، وَجَاءَنِي هَذَا - يُرِيدُ عَلِيًّا - يُرِيدُ نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ لَكُمَا : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوزِّعُ، مَا تَرَكَ أَصَدَقَةً)). فَلَمَّا بَدَا لِي أَنَّ أَذْفَعَةً إِلَيْكُمَا قُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا ذَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلَى أَنْ عَلِيَّكُمَا عَهْدَ اللَّهِ وَمِنْاقَهُ لِعَمَلِهِ لِعَمَلِهِ لِعَمَلِهِ فِيهَا عَمِلَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَمِلِهِ بِمَا عَمِلَ فِيهَا أَبُوبَكْرٌ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مُنْذَ وَلِيَتُهَا.

فَلَقْتُمَا اذْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَبِذَلِكَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا.  
 فَأَنْشَدْتُكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟  
 قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى عَلَيِّ وَعَبْسِ  
 فَقَالَ: أَنْشَدْتُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا  
 بِذَلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَلَتَحِسَّانَ مِنِي  
 قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟ فَوَاللَّهِ الَّذِي يَأْذِنِي تَقْوُمُ  
 السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، لَا أَنْصِبِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ  
 ذَلِكَ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيْيَ، فَإِنِّي  
 أَكْفِنِكُمَاهَا)).

[راجع: ٢٩٠٤]

کو اپنے بھتیجے (بیٹھیلہ) کی میراث کا دعویٰ میرے سامنے پیش کرنا تھا۔ پھر علیؑ سے فرمایا کہ آپ اس لئے تشریف لائے کہ آپ کو اپنی بیوی (حضرت فاطمہؓ) کا دعویٰ پیش کرنا تھا کہ ان کے والد (رسول اللہ ﷺ) کی میراث انہیں ملنی چاہئے، میں نے آپ دونوں حضرات سے عرض کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ خود فرمائے کہ ہم پیغمبروں کا کوئی میراث تقسیم نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر مجھ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں ان جائدوں کو تمہارے قبضے میں دے دوں، تو میں نے تم سے کہا، دیکھو اگر تم چاہو تو میں یہ جائدوں تھمارے سپرد کر دیتا ہوں، لیکن اس عمد اور اس اقرار پر کہ تم اس کی آمدی سے وہ سب کام کرتے رہو گے جو آخر پتھر (بیٹھیلہ) اور ابو بکر صدیقؓ اپنی خلافت میں کرتے رہے اور جو کام میں اپنی حکومت کے شروع سے کرتا رہا۔ تم نے اس شرط کو قبول کر کے درخواست کی کہ جائدوں ہم کو دے دو۔ میں نے اسی شرط پر دے دی، حاضرین کو میں نے یہ جائدوں اسی شرط پر ان کے حوالے کی ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا، بے شک اسی شرط پر آپ نے دی ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے علیؑ اور عباسؓ سے فرمایا، میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، میں نے اسی شرط پر یہ جائدوں آپ حضرات کے حوالے کی ہیں یا نہیں؟ انہوں نے کہا بے شک۔ حضرت عمرؓ نے کہا، پھر مجھ سے کس بات کا فیصلہ چاہتے ہو؟ (کیا جائدوں کو تقسیم کرنا چاہتے ہو) قسم اللہ کی! جس کے حکم سے زمین اور آسمان قائم ہیں میں تو اس کے سوا اور کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں۔ ہاں! یہ اور بات ہے کہ اگر تم سے اس کا انتظار نہیں ہو سکتا تو پھر جائدوں میرے سپرد کر دو۔ میں اس کا بھی کام دیکھ لوں گا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ نے اس جائدوں کا انتظام حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ کے ہاتھوں میں دے دیا تھا۔ پھر بھی یہ حضرات یہ مقدمہ عدالت فاروقی میں لائے تو آپ نے یہ تو بھی بیان دیا۔ رضی اللہ عنہم اعمعین۔

اس طویل روایت میں یہ محوڑ رہے کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی ابو بکر (بیٹھیلہ) سے وراشت کے مسئلہ پر نہیں ہوئی تھی کیونکہ یہ سب کو معلوم ہو گیا تھا کہ خود آنحضرت (بیٹھیلہ) نے اس کی نفی پلے ہی کر دی تھی کہ انبیاء کی وراشت تقسیم نہیں ہوتی اور تمام صحابہ نے

اسے مان بھی لیا تھا۔ خود حضرت فاطمہ، حضرت علیؑ یا حضرت عباسؓ سے بھی کسی موقع پر اس کی نظری مقصوں نہیں۔ بلکہ نہ اس صرف اس مال کے انتظام و انصرام کے معاملہ پر ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اس کا انتظام اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ہاتھ میں دے بھی دیا تھا۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سیدہ فاطمہؓ نے ابو بکر بن خطابؓ سے قطع تعلق کر لیا تھا اور اپنی وفات تک ناراض رہی تھیں۔ مشور روایات میں اسی طرح ہے لیکن بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ جب فاطمہؓ پہنچنا ناراض ہوئیں تو حضرت ابو بکر صدیق بن عوفؓ ان کی خدمت میں پہنچا اور اس وقت تک نہیں اٹھے جب تک وہ راضی نہیں ہو گئیں۔ معتبر مصنفین نے اس کی توثیق بھی کی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ صحابہ کی زندگی خصوصاً حضرت ابو بکر بن خطابؓ کی سیرت سے یہی طرزِ عمل زیادہ جوڑ بھی کھاتا ہے۔ (تفہیم البخاری)

یہاں کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہم شیخوں کا کوئی دارث نہیں ہوتا اور ابو بکر صدیق بن عوفؓ نے بھی اسی حدیث کی بنا پر یہ جائز اور حضرت فاطمہؓ کے حوالے نہیں کی، حالانکہ وہ ناراض بھی ہوئیں تو پھر عمر بن خطابؓ نے حدیث کے خلاف کیوں کیا اور حضرت صدیق بن عوفؓ کے طبق کو کیوں موقف کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس جائز کو تقيیم نہیں کیا، بلکہ اس کا انتظام کرنے والا حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ پہنچتا کہ جائز کو پہنچتا کہ جائز نہ تھے، ان جائز ادلوں کی نگرانی کی فرصت بھی نہ تھی۔ دوسرے حضرت علیؑ و عباسؓ کو خوش کر دینا بھی منظور تھا اور حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابو بکر صدیق بن عوفؓ سے تقيیم کی درخواست کی تھی جو حدیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق بن عوفؓ نے منظور نہ کی۔

## باب مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا دین ایمان میں

### داخل ہے

(۹۵-۳۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید سے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ ضعیٰ نے بیان کیا، انہوں نے ابن عباسؓ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ قبیلہ عبد القیس کا وفڈ (دربار رسالت میں) چاہرہ ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا تعلق قبیلہ ربیعہ سے ہے اور قبیلہ مضر کے کفار ہمارے اور آپ کے پیچ میں بنتے ہیں۔ (اس لئے ان کے خطرے کی وجہ سے ہم لوگ) آپ کی خدمت میں صرف ادب والے مینوں میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ آپ ہمیں کوئی ایسا واضح حکم فرمادیں جس پر ہم خود بھی مضبوطی سے قائم رہیں اور جو لوگ ہماری ساتھ نہیں آسکے ہیں انہیں بھی بتا دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں (میں تمہیں حکم دیتا ہوں) اللہ پر ایمان لانے کا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، نماز قائم کرنے کا، زکوٰۃ دینے کا، رمضان کے روزے رکھنے کا، اور اس بات کا کہ جو کچھ بھی تمہیں غنیمت کا مال ملے۔ اس

### من الدین

٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَةَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الْفَضْبِيعِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَدِيمٌ وَفَدُ عَنْدِ الْفَقِيسِ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةِ يَبِينَةَ وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرٌ، فَلَسْنَا نَصِيلُ إِلَيْكَ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمَرَّنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُ مِنْهُ وَنَذْغُو إِلَيْهِ مَنْ وَرَأَنَا. قَالَ: ((آمُرْكُمْ بِأَرْبَعَةِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعَةِ الإِيمَانِ بِاللَّهِ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - وَعَقْدَ بِدِهِ - إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصِيَامِ رَمَضَانَ، وَأَنْ تَوَدِّلَا اللَّهَ خَمْسَ مَا غَيْرَتِمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدَّبَابِ، وَالنَّقَبِ وَالْحَتَّمِ،

میں پانچواں حصہ (خس) اللہ کے لئے نکال دو اور تمیں میں دبا، نقیر، والمسنون۔) [راجح: ۵۳]

میں پانچواں حصہ (خس) اللہ کے لئے نکال دو اور تمیں میں دبا، نقیر، ختم اور مرفت کے استعمال سے روکتا ہوں۔

دبا کدو کی تو نیز اور نقیر کریدی کدو کی برتن، ختم سبز لا کھی برتن، اور مرفت رو غنی برتن، یہ سب شراب رکھنے کیلئے استعمال کے جاتے تھے۔ اس لئے ان سب کو دور پھینک دینے کا آپ نے حکم فرمایا۔ خس کی ادائیگی کا خاص حکم دیا۔ یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج

#### مطہرات کے نفقہ کا بیان

#### بعد وفاتہ

(۳۰۹۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک بن انس نے بیان کیا، انہیں ابو الزناد نے بیان کیا، انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے وارث میرے بعد ایک دینار بھی نہ بانشیں (میرا ترکہ تقسیم نہ کریں) میں جو چھوڑ جاؤں اس میں سے میرے عاملوں کی تنخواہ اور میری بیویوں کا خرچ نکال کر باقی سب صدقہ ہے۔

یعنی جس طرح اسلامی حکومت کے کارندوں کی تنخواہیں دی جائیں گی۔ ازواج مطہرات کا نفقہ بھی اسی طرح بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

(۳۰۹۷) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے گھر میں آدھے وقت جو کے سوا جو ایک طاق میں رکھے ہوئے تھے اور کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو کسی جگر والے (جاندار) کی خوراک بن سکتی۔ میں اسی میں سے کھاتی رہی اور بت دن گزر گئے۔ پھر میں نے اس میں سے ناپ کر کالانا شروع کیا تو وہ جلدی ختم ہو گئے۔

**لشیخ** اللہ نے اس جو میں برکت دی تھی۔ جب حضرت عائشہؓ نے اس کو مل پا، تو گویا توکل میں فرق آیا، برکت جاتی رہی۔ یہ جو دوسری حدیث میں ہے کہ غله مالپا اس میں تھارے لئے برکت ہو گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ خریدتے وقت یا لیتے وقت یا جتنا اس میں سے نکالو وہ مالپا لو، سب کو مت مالپا، اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ جو ترکہ میں نہیں مل تھے، بلکہ ان کا خرچ بیت المال پر تھا۔ اگر یہ خرچ بیت المال کے ذمہ نہ ہوتا تو آپ کی وفات کے بعد وہ جوان سے لے لئے جاتے۔

(۳۰۹۸) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قطان نے بیان

۳۰۹۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنْدَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْتَسِمُ وَرَتَى دِينَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفْقَةِ نِسَانِيِّ، وَمَؤْنَةِ عَامِلِيِّ، فَهُوَ صَدَقَةٌ)). [راجح: ۲۷۷۶]

۳۰۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : ((تُوفِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا فِي بَيْتِي مِنْ شَيْءٍ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِيرٍ، إِلَّا شَطَرَ شَعْبَرَ فِي رَفِّ لَيْنِ، فَأَكَلَتْ مِنْهُ حَتَّى طَالَ عَلَيْهِ، فَكَلَّتْهُ فَلَفَنَّيَ)). [طرفة فی: ۶۴۵۱]

عَنْ سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ:  
سَمِعْتُ عَمْرَوْ بْنَ الْحَارِثَ قَالَ ((مَا تَرَكَ  
النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا سِلَاحٌ وَبَقْلَةً ابْتِيَاضًا،  
وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً)). [٢٧٣٩]

کیا ان سے سفیان ثوری نے، کما کہ مجھ سے ابو الحاق نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمرو بن حارث سے سنا، وہ کہتے تھے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (پی وفات کے بعد) اپنے ہتھیار، ایک سفید خچ، اور ایک زمین جسے آپ خود صدقہ کر گئے تھے، کے سوا اور کوئی ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ ترجیح باب حدیث کے الفاظ و اوصاف ترکہ صدقہ سے تھا۔ کیونکہ ازواج مطہرات کا خچ اسی زمین سے دیا جاتا تھا۔ جس کو آپ صدقہ فرمائے تھے۔ مزید تفصیل پہچھے گزر چکی ہے۔

### باب رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں کے گھروں کا ان کی طرف منسوب کرنا

اور اللہ پاک نے سورہ احزاب میں فرمایا کہ ”تم لوگ (ازواج مطہرات) اپنے گھروں ہی میں عزت سے رہا کرو“۔ اور (اسی سورۃ میں فرمایا کہ) ”نبی کے گھر میں اس وقت تک نہ داخل ہو، جب تک تمہیں اجازت نہ مل جائے۔“

وَمَا نُبَدِّلَ مِنَ النِّبِيَّتِ إِنَّهُنَّ وَقُولُ اللَّهِ  
تَعَالَى: ﴿ وَقَرَنَ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴾ [الأحزاب: ٣٣]، وَهُلَا تَذَلَّلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن  
يُؤَذَّنَ لَكُمْ ﴾ [الأحزاب: ٥٣].

۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي بُيُوتِ أَزْوَاجِ  
النَّبِيِّ ﷺ،

لشیخ مجتبی مطلق حضرت امام بخاری یہ باب منعقد کر کے بتانا چاہیے ہیں کہ ایات و محابر نبی آپ کی حیات طیبہ میں جس طور پر جن جن یوں کو تقسیم تھے۔ آپ کی وفات کے بعد وہ اسی طرح رہے۔ ان میں کوئی ورش نہیں تقسیم کیا گیا اور یہ اس لئے کہ آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم خود فرمائے تھے کہ ہمارا کوئی ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ گروہ انبیاء میں اللہ کا قانون یہی رہا ہے۔ وہ صرف علم دین کی دولت چھوڑ کر جاتے ہیں۔ بہ سلسلہ تذکرہ خس اس مسئلہ کو بھی بیان کروایا اور خس کا تعلق جادے ہے۔ اس لئے ذیلی طور پر یہ سائل کتاب الجواب میں مذکور ہوئے۔

پہلی آیت میں گھروں کی نسبت یوں کی طرف فرمائی، دوسری آیت میں ان ہی گھروں کو پیغمبر کے گھر فرمایا۔ اس سے حضرت امام بخاری نے باب کا مطلب ثابت کیا کہ آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں کو جیسے آپ کی وفات کے بعد اپنے خرچہ کا حق تھا۔ ویسے ہی اپنے اپنے گھروں پر بھی ان کا حق تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کی مائیں قرار دیا اور کسی اور سے ان پر نکاح حرام کر دیا۔ (وحیدی)

(۳۰۹۹) ہم سے جبان بن موسیٰ اور محمد بن مقابل نے بیان کیا، کما کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود نے خبر دی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرة عائشہؓ نے بیان کیا کہ (مرض الوفات میں) جب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے سب یوں سے اس کی اجازت چاہی کہ مرض کے دن آپ میرے گھر میں گزاریں۔ اس کی اجازت آپ کو مل گئی تھی۔

۳۰۹۹- حَدَّثَنَا حِيَانُ بْنُ مُوسَى وَمُحَمَّدٌ  
قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ  
وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ  
اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ  
قَالَتْ: ((لَمَّا تَهَلَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَسْنَادَنَ  
أَزْوَاجَهُ أَنْ يَمْرُضَ فِي بَيْتِيِّ، فَأَذَنَ لَهُ)).

[راجع: ۱۹۸]

(۳۱۰۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع نے بیان کیا، کما کہ میں نے این ابی ملیک سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے کما کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر، میری پاری کے دن، میرے حلق اور سینے کے درمیان تیک لگائے ہوئے وفات پائی، اللہ تعالیٰ نے (وفات کے وقت) میرے تھوک اور آنحضرت ﷺ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کر دیا تھا، بیان کیا (وہ اس طرح کر) عبدالرحمنؓ (حضرت عائشہؓ کے بھائی) مساوک لئے ہوئے اندر آئے۔ آپؐ اسے چنانہ سکے۔ اس لئے میں نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور میں نے اسے چبانے کے بعد وہ مساوک آپ کے دانتوں پر ملی۔

[۸۹۰] وفات نبوی کے بعد کچھ لوگوں نے یہ وہم پھیلانا چاہا کہ رسول کشم شہید اپنی وفات کے وقت حضرت علیؑ کو اپنا وصی قرار دے کر گئے ہیں۔ یہ بات حضرت عائشہؓ نے بھی سنی، اس پر آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے آخری ایام پرے طور پر میرے مجرے میں گزرے۔ ان ایام میں ایک لمحہ بھی میں نے آپؐ کو تھا نہیں چھوڑا۔ وفات کے وقت حضور اپنا سرمبارک میری چھاتی پر رکے ہوئے تھے۔ ان حالات میں میں نہیں سمجھ سکتی کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو کب اپنا وصی قرار دے دیا۔

(۳۱۰۱) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے، ان سے حضرت علی بن حسین زین العابدین نے کہ نبی کشم شہید کی زوجہ مطہرہ حضرت صفیہؓ نے انہیں خبر دی کہ وہ نبی کشم شہید کی خدمت میں ملنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا مسجد میں اعتصاف کئے ہوئے تھے۔ پھر وہ واپس ہونے کے لئے اٹھیں تو آنحضرت ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھے۔ جب آنحضرت ﷺ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضیتھا کے دروازہ کے قریب پہنچے جو مسجد نبوی کے دروازے سے ملا ہوا تھا تو دو انصاری صحابی (اسید بن حفیر اور عباد بن بشر) وہاں سے گزرے۔ اور آنحضرتؓ کو انہوں نے سلام کیا اور آگے بڑھنے لگے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، ذرا خبر جاؤ (میرے ساتھ میری یوں صفیہؓ ہیں یعنی کوئی دوسرا نہیں) ان دونوں نے عرض کیا۔ سبحان اللہ،

۳۱۰۰ - حدثنا ابن أبي مرتيم قال حدثنا نافع قال سمعت ابن أبي ملائكة قال قالت عائشة رضي الله عنها ((توفي النبي ﷺ في بيتي، وفي نوبتي، وبين سخري ونحري، وجمع الله بين ريقني وريقه). قالت: دخل عند الرحمن بسواء فصنف النبي ﷺ عنه فأخذته فمضقت ثم سنته به)).

[راجع: ۸۹۰]

حدثني الليث قال: حدثني عبد الرحمن بن خالد عن ابن شهاب عن علي بن حسنين أن صفيه زوج النبي ﷺ أخبرته أنها جاءت رسول الله ﷺ تزوره وهو مغافف في المسجد - في الغشر والأواخر من رمضان - ثم قامت تقلب قمام معها رسول الله ﷺ، حتى إذا بلغ قريبا من باب المسجد عند باب أم سلمة زوج النبي ﷺ من بهما رجالان من الأنصار فسلموا على رسول الله ﷺ ثم نقدا، فقال لهما رسول الله ﷺ: ((على رسليكم)). قالا: سبحان الله يا رسول

یار رسول اللہ! ان حضرات پر آپ کا یہ فرمانا برا شاق گزرا کہ حضرت شیعیم نے اس پر فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح دوڑتا رہتا ہے جیسے جسم میں خون دوڑتا ہے۔ مجھے یہی خطرہ ہوا کہ کہیں تمارے دلوں میں بھی کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو جائے۔

اللہ، وَكَبَرْ عَلَيْهِمَا ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَلُعُ مِنَ الْإِنْسَانَ مَنْلَعَ الدُّمُّ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْدِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا)). [راجح: ۲۰۳۵]

**لشیعیم** ان اصحاب کرام پر شاق اس لئے گزرا کیونکہ وہ دونوں سچے مومن تھے، ان کو یہ رنج ہوا کہ آخر حضرت شیعیم نے ہماری نسبت یہ خیال فرمایا کہ ہم آپ پر بدگمانی کریں گے۔ در حقیقت آپ نے ان کا ایمان پچالیا، پیغمبروں کی نسبت ایک ذرا سی بدگمانی کرنا بھی کفر اور باعث زوال ایمان ہے، اس حدیث سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکلا کہ دروازے کوام المؤمنین ام سلسلہ کا دروازہ کما۔

(۳۱۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے، ان سے محمد بن سعید بن حبان نے، ان سے واسع بن حبان نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں (ام المؤمنین) حفظہ رضی اللہ عنہما کے گھر کے اوپر چڑھا تو دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاۓ حاجت کر رہے تھے۔ آپ کی پیغی قبلہ کی طرف تھی اور چڑھے مبارک شام کی طرف تھا۔

گمراہ حضرت حضرت کی طرف منسوب کیا، اسی سے باب کا مطلب نکلا۔

(۳۱۰۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ شیعیم جب عصر کی نماز پڑھتے تو دعو پا بھی ان کے مجرے میں باقی رہتی تھی۔

(۳۱۰۴) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے ثالث نے اور ان سے عبد اللہ نے بیان کیا کہ نبی کریم شیعیم نے خطبہ دیتے ہوئے عائشہ رضی اللہ عنہما کے جھرو کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ اسی طرف سے (یعنی مشرق کی طرف سے) فتنے برپا ہوں گے، تین مرتبہ آپ نے اسی طرح فرمایا کہ یہیں سے شیطان

٣١٠٢ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَانَ عَنْ وَاسِعٍ بْنِ حِبَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَرَتَقِنَتْ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْضِي حَاجَةَ مُسْتَدِبِ الْقِبْلَةِ مُسْتَفْلِ الشَّامِ)). [راجح: ۱۴۵]

٣١٠٣ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْلِي الْعَصْرَ وَالشَّمْسَ لَمْ تَخْرُجْ مِنْ حَجَرِهِ)). [راجح: ۵۲۲]

حضرت عائشہ کی طرف جھرو کو منسوب کیا گیا، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ یہ حدیث کتاب المواقیت میں بھی گزر چکی ہے۔

٣١٠٤ - حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَامَ النَّبِيُّ ﷺ خَطِيبًا فَأَشَارَ نَحْوَ مَسْكَنِ عَائِشَةَ فَقَالَ: هَا هَنَا الْفِتْنَةُ - ثَلَاثَةً - مِنْ حَيْثُ يَطْلَعُ قَرْنَ

الشیطان)). [أطراfeه ٣: ٣٢٧٩، ٣٥١١،  
کاسر نمودار ہو گا۔ ٥٢٩٦، ٧٠٩٢، ٧٠٩٣]

**لیشیخ** العراد بقىن الشیطان طرف راسه ای یعنی راسه الی الشمس فی وقت طلوعها فیكون الساجدون للشمس من الكفار  
کالساجدين له وقيل قوله امته وشیعه وفی بعضها قرن الشمس (عاشری بخاری شریف) یعنی قرن الشیطان سے اس کے سر کا  
کنارا مراد ہے۔ وہ سورج کے لئے کے وقت اس کی طرف اپنا سر کر دیتا ہے تاکہ سورج کو سجدہ کرنے والے کافر اس کو سجدہ کریں۔ گواہ  
وہ اسی کو سجدہ کر رہے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرن سے مراد اس کے مانے والے ہیں، جو شیطان کے پیغمبری ہیں۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ  
شرق سے آپ نے ارض عراق کی طرف اشارہ فرمایا تھا، جو فی الواقع قتوں کا مرکز رہی ہے۔

٤٣١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ  
بْنِ أَنْسٍ نَّفِيَ عَنْ خِرْدِيٍّ أَنَّهُ أَنْسٌ عَمْرُو بْنُ عَمْرُو بْنِ أَنْسٍ عَنْ عَمْرَةَ أَبْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ((أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَنَاهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا، وَأَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ، فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ فِي بَيْتِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَاهُ فُلَاتًا - لِعَمْ حَفْصَةَ مِنَ الرُّضَاعَةِ - الرُّضَاعَةُ تَحْرُمُ مَا تَحْرِمُ الْوِلَادَةُ)). [راجع: ٢٦٤٤]

اس میں بھی گھر کو حضرت حضرت بیٹھا کی طرف منسوب کیا گیا۔ جس سے باب کا مطلب ثابت ہوا کہ کسی بچے نے اپنی بچی کا دودھ  
پیا ہے تو پچار رضائی باب ہو گا۔ اور پچا کے لئے لاکیل رضائی بھائی بن ہوں گے۔ ان سے پردہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ رضاعت سے یہ  
سب محروم بن جاتے ہیں۔

٥- بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْزِ النَّبِيِّ ﷺ  
وَعَصَاهُ وَسَيِّفَهُ وَقَدْحَهُ وَخَاتَمِهِ وَمَا  
بَابُ نبی کریم ﷺ کی زرہ، عصاء مبارک، آپؐ کی تکوار،  
پیالہ اور انگوٹھی کا بیان

اور آپؐ کے بعد جو خلیفہ ہوئے انہوں نے یہ جیزیں استعمال کیں، ان  
کو تقسیم نہیں کیا، اور آپؐ کے موئے مبارک اور نعلین اور برتوں کا  
بیان جن کو آپؐ کے اصحاب وغیرہ نے آپؐ کی وفات کے بعد (کارخانی  
طور پر) بتیرک سمجھا۔

استَعْمَلَ النُّخْلَفَاءُ بَعْدَهُ  
مِنْ ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يُذَكَّرْ قَسْمَتْهُ وَمِنْ  
شَغْرِهِ وَنَغْلِهِ وَآئِيهِ مِمَّا تَبَرَّكَ أَصْنَاحَهُ  
وَغَيْرُهُمْ بَعْدَهُ وَفَلَيَهُ

الغرض من هذه الترجمة ثبتت انه صلی الله عليه وسلم لم يورث ولا يبع موجودہ بل ترك بید من صار اليه للتبرک به ولو كان ممراً  
لیعت ولا قسمت ولهذا قال بعد ذلك ممالم يذكر قسمته (فتح الباری) اس باب کی غرض اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ آپؐ کا کسی کو

دارث نہیں بھایا گیا اور نہ آپ کا ترک بھیجا گیا، بلکہ جس کی تحولی میں وہ ترک پہنچ گپا ترک کے لئے اسی کے پاس چھوڑ دیا گیا اور اگر آپ کا ترک میراث ہوتا تو وہ بھیجا جاتا اور تقیم کیا جاتا۔ اسی لئے بعد میں کما گیا کہ ان جیزوں کا بیان جس کی تقیم ثابت نہیں۔

(۳۱۰۶) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ عَنْ أَنْسٍ (أَنَّ أَبَا بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتَخْلَفَ بَعْثَةً إِلَى الْبَخْرَيْنِ، وَكَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ نَفْشُ الْخَاتَمِ تَلَاقَةً أَسْطُرَ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولٌ سَطْرٌ، وَاللَّهُ سَطْرٌ).

[راجح: ۱۴۴۸]

میرے والد عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب ابو مکر بن شہر غلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان کو (یعنی انس کو) بحر بن (عامل بنا کر) بھیجا اور ایک پروانہ لکھ کر ان کو دیا اور اس پر نبی کریم ﷺ کی امغوٹی کی مرلکائی، مر مبارک پر تین سطریں کندہ تھیں، ایک سطر میں "محمد" دوسری میں "رسول" تیسرا میں "الله" کندہ تھا۔

**لشیخ** یہ مر آنحضرت ﷺ کی تھی اس کا نقش اس طرح تھا مرحوم رسول اللہ۔ باب کا مطلب اس سے یوں لکا کہ آنحضرت ﷺ کی مر حضرت ابو بکر استقبل کرتے رہے، ان کے بعد یہ مر حضرت عمرؓ کے پاس بیٹی، پھر ان کے ہاتھ سے اریس کنوں میں گرگی ہر چند ڈھونڈا کر نہ لی۔ یقین ہے (کلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانِ) (الرجم: ۲۹)

(۳۱۰۷) - مجھ سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا تم سے محمد بن عبد اللہ اسدی نے بیان کیا، ان سے عیینی بن لممان نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ہمیں دوپرانے جو تے نکال کر دکھائے جن میں دو تے لگے ہوئے تھے، اس کے بعد پھر ثابت بہانے نے مجھ سے انس سے بیان کیا کہ وہ دونوں جو تے نبی کریم ﷺ کے تھے۔

(۳۱۰۸) - مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا تم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا تم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابو بردہ بن ابو موکی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہی نے ہمیں ایک پیوند گئی ہوئی چادر نکال کر دکھائی اور بتالیا کہ اسی کپڑے میں نبی کریم ﷺ کی روح قبض ہوئی تھی۔ اور سلیمان بن مغیرہ نے حمید سے بیان کیا، انہوں نے ابو بردہ سے اتنا زیادہ بیان کیا کہ عائشہ نے یمن کی بیتی ہوئی ایک موٹی ازار (تم) اور ایک کمبل انی کمبلوں میں سے جن کو تم ملبد (یعنی موٹا پیوند دار کرنے والا) ہمیں نکال

(۳۱۰۷) - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ نَعْلَمَيْنِ جَزْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ، فَحَدَّثَنِي ثَابَتُ الْبَنَانِيُّ بَعْدًا عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَمَ الْبَنَانِيُّ [طرفاہ فی: ۵۸۵۷، ۵۸۵۸].

(۳۱۰۸) - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ الْوَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ حَمِيدَ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَبِي بُرَزَةَ قَالَ: (أَخْرَجْتَ إِلَيْنَا عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِسَاءَ مُلْبَدًا وَقَالَتْ: فِي هَذَا نُرْعَ رُونَعُ النَّبِيِّ ﷺ). وَرَأَدَ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمِيدَةَ عَنْ أَبِي بُرَزَةَ قَالَ: أَخْرَجْتَ إِلَيْنَا عَائِشَةَ إِزَارًا غَلِيلًا مِمَّا يَصْنَعُ بِالْيَمْنِ، وَكِسَاءَ مِنْ

کرو گھائی۔

هذہ الی یذغونہا المُلْبَدَةَ).

[طرفہ فی : ۵۸۱۸]

**تہذیب** قطلانی نے کما شاید آپ نے بنظر ت واضح یا اتفاقاً اس کملی کو اور جہا ہو گا نہ یہ کہ آپ قدماً پوند کی ہوئی کملی اور جہا کرتے، کیونکہ عالت شریفہ یہ تھی کہ جو کپڑا میر آتا اس کو پہنے، پہنے بست صاف شفاف، سترے اجلے پہنے۔ مگر بیاں سنگار سے پرہیز فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے جو تے، آپ کی کملی، آپ کا پیالہ، آپ کی انگوٹھی ان سب کو بطور یادگار محفوظ رکھا گیا، مگر تقسیم نہیں کیا گیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ و خلفاء عظام نے آپ کے ارشاد نحن معاشر الانبیاء لا نورث کو پورے طور پر طوفان نظر رکھا۔

(۳۱۰۹) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، ان سے ابو حزہ نے، ان سے عاصم نے، ان سے ابن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی پینے کا پیالہ نوٹ گیا تو آپ نے نوٹ ہوئی جگہوں کو چاندی کی زنجیر سے جوڑا۔ عاصم کہتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا ہے۔ اور اس میں میں نے پانی بھی پیا ہے۔

۳۱۰۹ - حَدَّثَنَا عَبْدَالْحَمْدَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِنِ سَعِيرَيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ قَدْحَ النَّبِيِّ لَهُ كُلُّهُ أَنْكَسَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سَلِيلَةَ مِنْ فِضَّةٍ). قَالَ عَاصِمٌ: رَأَيْتُ الْقَدْحَ وَشَرِبتُ فِيهِ). [طرفہ فی : ۵۶۲۸]

مقصد حضرت امام کا یہ ہے کہ اگر آپ کا ترک تقسیم کیا جاتا تو وہ پیالہ تقسیم ہوتا، حالانکہ وہ تقسیم نہیں ہوا۔ بلکہ خلفاء اسے یہی بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے چلتے۔ اسی طرح بھیل احادیث میں آخرحضرت ﷺ کے پرانے جوتوں کا ذکر ہے اور حدیث عائشہ میں آپ کی کملی اور تہبید کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول کرم ﷺ کی ترک فرمودہ اشیاء نہیں سے کوئی چیز تقسیم نہیں کی گئی۔

(۳۱۱۰) ہم سے سعید بن محمد جری نے بیان کیا، کما ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کما ہم سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ولید بن کثیر نے، ان سے محمد بن عمرو بن حملہ ذولی نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے علی بن حسین (زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ) نے بیان کیا کہ جب ہم سب حضرات حسین بن علیؑ کی شادادت کے بعد بیزید بن معاویہ کے یہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سورہ بن محمرہؑ نے آپ سے ملاقات کی، اور کما اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے حکم فرمادیجئے۔ (حضرت زین العابدین نے بیان کیا کہ) میں نے کما مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر سورہؑ نے کما تو کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تکوار عنایت فرمائیں گے؟ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کچھ لوگ (بناویہ) اسے آپ سے نہ چھین لیں اور خدا کی قسم! اگر وہ تکوار آپ مجھے عنایت فرمادیں تو کوئی شخص بھی جب تک میری جان

۳۱۱۰ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّجْرِمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَغْوِيْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ سَكِينَ حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ حَلْحَلَةَ الدَّتِيلِيِّ حَدَّثَنَاهُ أَنَّ ابْنَ شَهَابَ حَدَّثَنَاهُ أَنَّ عَلَيَّ بْنَ حُسَيْنَ حَدَّثَنَاهُ (أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عَنْدِ يَزِيدَ بْنِ مَعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَحْمَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ لَقِيَةَ الْمُسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمَرُنِي بِهَا؟ فَقَلَّتْ لَهُ: لَا. فَقَالَ فَهَلْ أَنْتَ مُغْطِيَ سَيِّفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ،

باقی ہے اسے چھین نہیں سکے گا۔ پھر سورہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضوی نے حضرت قاطعہؓ کی موجودگی میں ابو جمل کی ایک بیٹی (جیلیہ نامی) کو پیغام نکال دے دیا تھا۔ میں نے خود سنایا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ آپؐ نے خطبہ میں فرمایا کہ قاطعہؓ مجھ سے ہے۔ اور مجھے ذر ہے کہ کہیں وہ (اس رشتہ کی وجہ سے) کتنی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں وہ کسی نعمت میں جھٹا ہو۔ اس کے بعد آخر پر حضرت مسیح موعودؑ نے خاندان بنی عبد شہ کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربيع) کا ذکر کیا اور دامادی سے متعلق آپؐ نے ان کی تعریف کی، آپؐ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کسی حق کی، جو وعدہ کیا، اسے پورا کیا۔ میں کسی حال (یعنی نکاح مانی) کو حرام نہیں کر سکتا، اور نہ کسی حرام کو حالانکا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ (مسیح موعودؑ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گی۔

تو ایمِ الله لَيْلَنْ أَغْطِيَتِنِي لَا يَخْلُصُ إِنِّيهِ  
أَهْدَاهَا حَتَّى تُبَلَّغَ نَفْسِي۔ إِنَّ عَلَيْنِ بَنَنِ أَبِي  
طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ  
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَسَمِعَتْ رَسُولُ اللَّهِ  
يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا  
— وَأَنَا يَوْمَنِي الْمُخْتَلِمُ — لَقَالَ: ((إِنَّ  
فَاطِمَةَ مِنِي، وَأَنَا أَخْوَفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي  
دِينِهَا، ثُمَّ ذَكَرَ صَهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ  
شَمْسٍ لَتَنْتَ غَلَبَتِي مُعَصَّاهُرَتِي إِيَّاهَا قَالَ:  
حَدَّثَنِي فَصَدَقَتِي، وَوَعَدَنِي فَوَفَّى لِي،  
وَأَنِّي لَسْتُ أَحْرَمُ حَلَالًا وَلَا أَجْلِ حَرَامًا،  
وَلَكِنَّ وَاللهُ لَا تَجْنَبُنِي بِنْتُ رَسُولِ اللهِ  
بَلْ بِنْتُ عَنْوَانَ اللَّوْ أَهْدَاهَا)).

**لَئِنْجَاج** انا اخلاق ان نحن فی دینها سے مراد یہ کہ علیؓ دوسری بیوی لاکیں اور حضرت قاطعہؓ سوکن پنے کی عادوت سے جو ہر عورت کے دل میں ہوتی ہے، کسی گناہ میں جلا ہو جائیں۔ مثلاً خوند کو ستائیں، ان کی نافرمانی کریں یا سوکن کو برا بھلا کرہے بیٹھیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ علیؓ کا نکاح مانی یوں ممکن ہے کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ابو جمل کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ جب حضرت علیؓ نے آپؐ کا یہ ارشاد سنات تو فوراً یہ ارادہ ترک کیا اور جب تک حضرت قاطعہؓ زندہ رہیں انہوں نے دوسری بیوی نہیں کی۔ قسطلانی نے کہا آپؐ کے ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ تین بھرپرکی بیٹی اور عدو اللہ کی بیٹی میں جمع کرنا حرام ہے۔ مور بن حزرةؓ نے یہ قصہ اس لئے بیان کیا کہ حضرت زین العابدین کی فضیلت معلوم ہو کہ وہ کس کے پوتے ہیں، حضرت قاطعہؓ زہراؓ کے، جن کے لئے آخر پر حضرت علیؓ پر عتاب فرمایا اور جن کو آخر پر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بدن کا ایک گلزار قرار دیا۔ اس سے حضرت قاطعہؓ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

ولی الفتح قال الکرماني مناسب ذکر المصور لقصة خطبة بنت ابی جهل عند طبله للسيف من جهة ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم كان يحترز عما يوجب وقوع التكدير بين الاقرباء فكل ذلك يعني ان تعطى السيف حتى لا يحصل بينك وبين اقربائك كلوره بحسبه يعني مسور رضوی نے بنت ابو جمل کی ممکنی کا قصہ اس لئے بیان کیا جبکہ انہوں نے حضرت زین العابدین سے توار کا سوال کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ لکی بیویوں سے پر بیز فرمایا کرتے تھے جن سے اقرباء میں ہاتھی کدورت پیدا ہو۔ پہلی مناسب ہے کہ آپؐ یہ توار مجھ کو دے دیں تاکہ آپؐ کے اقرباء میں اس کی وجہ سے آپؐ سے کدورت نہ پیدا ہو۔

۳۱۱- حدَّثَنَا قَيْمَةُ بْنُ سَعْيَدٍ قَالَ (۳۳۰) هـ مـ سـ قـتـيـبـةـ بـنـ سـعـيـدـ بـنـ عـيـبـةـ نـےـ بـيـانـ كـيـاـ،ـ اـنـ سـ مـعـدـ بـنـ سـوقـةـ نـےـ اـنـ سـ مـنـذـرـ بـنـ يـعـلـىـ نـےـ اـورـ

حدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سُوقَةَ عَنْ

ان سے محمد بن حنفیہ نے، انہوں نے کہا کہ اگر حضرت علیؓ پر  
حضرت عثمانؓ کو برائی کرنے والے ہوتے تو اس دن ہوتے جب کچھ  
لوگ حضرت عثمانؓ کے عاملوں کی (جو زکوٰۃ و صول کرتے تھے) شکایت  
کرنے ان کے پاس آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا عثمانؓ کے پاس جا  
اور یہ زکوٰۃ کا پروانہ لے جا۔ ان سے کہنا کہ یہ پروانہ آخر حضرت مسیح موعودؐ کا  
لکھوا یا ہوا ہے۔ تم اپنے عاملوں کو حکم دو کہ وہ اسی کے مطابق عمل  
کریں۔ چنانچہ میں اسے لے کر حضرت عثمانؓ پر مشتمل کی خدمت میں  
حاضر ہوا اور انہیں پیغام پہنچا دیا، لیکن انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کی  
کوئی ضرورت نہیں (کیونکہ ہمارے پاس اس کی نقل موجود ہے) میں  
نے جا کر حضرت علیؓ سے یہ واقعہ بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا،  
پھر اس پروانے کو جہاں سے اٹھایا ہے وہیں رکھ دو۔

(۳۱۱۲) حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا،  
انہوں نے کہا ہم سے محمد بن سوقة نے کہا کہ میں نے منذر ثوری سے  
سنا، وہ محمد بن حنفیہ سے بیان کرتے تھے کہ میرے والد (علی رضی اللہ  
عنہ) نے مجھ کو کہا کہ یہ پروانہ عثمان رضی اللہ عنہ کو لے جا کر دے  
آؤ، اس میں زکوٰۃ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ احکامات  
درج ہیں۔

**لشیخ** ہوا یہ تھا کہ محمد بن حنفیہ کے پاس ایک شخص نے حضرت عثمانؓ کو را کہا، انہوں نے کہا خاموش! لوگوں نے پوچھا کیا  
تمارے باپ یعنی حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کو برائی کرتے تھے؟ تب محمد بن حنفیہ نے یہ قسم بیان کیا، یعنی اگر حضرت علیؓ ان کو  
برائی کرنے والے ہوتے تو اس موقع پر کہتے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجیح باب سے یہ ہے کہ آپ کا لکھوا یا ہوا پروانہ حضرت علیؓ کے پاس  
رہا۔ انہوں نے اس سے کام لیا، امام بخاریؓ نے زرہ اور عصاء اور بالوں کے متعلق حدیثیں بیان نہیں کیں، حالانکہ ترجیح باب میں ان  
کا ذکر ہے۔ ممکن ہے کہ انہوں نے اشارہ کیا ہو حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ کی حدیثوں کی طرف جو دوسرے بالوں میں مذکور ہیں۔  
حضرت عائشہؓ کی حدیث یہ ہے کہ وفات کے وقت آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروئی تھی۔ ابن عباسؓ کی حدیث یہ ہے کہ آپ  
جراسود کو ایک لکڑی سے چوٹتے تھے۔ انسؓ کی حدیث کتاب الدمارت میں گزرا، اس میں ابن سیرین کا یہ قول ہے کہ ہمارے پاس  
آخری کے کچھ موئے مبارک ہیں اور پیالہ پر بالی برتوں کو قیاس کر سکتے ہیں۔ حمیدی کی سند بیان کرنے سے امام بخاریؓ کی غرض یہ  
ہے کہ سفیان کا مائع محمد بن سوقة سے اور محمد بن سوقة کا منذر سے بصرافت معلوم ہو جائے۔ (وجیدی)

باب اس بات کی دلیل کہ غنیمت کا پانچواں حصہ رسول اللہ  
موعودؐ کے زمانے میں آپ کی ضرورتوں (جیسے نیافت سمن، سالمان

منذر عن ابن الحنفیہ قال: ((لَوْ كَانَ عَلَيْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَأْكِرًا عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكْرَهُ يَوْمَ جَاءَهُ نَاسٌ فَشَكَوُوا سَعَادَةَ عُثْمَانَ، فَقَالَ لَهُ عَلَيْهِ أَذْهَبْ إِلَى عُثْمَانَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهَا صَدَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِزَ سَعَادَةَ بِعَمَلِهِ فَعَلِمُوا فِيهَا، فَأَتَيْتَهُ بِهَا فَقَالَ: أَغْيَهَا عَنَّا، فَأَتَيْتَهُ بِهَا عَلَيْهَا فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: ضَعَهَا حَيْثُ أَخْذَهَا)).

[طرفة فی : ۳۱۱۲].

۳۱۱۲ - قال الحميدي: حدثنا سفيان  
قال حدثنا محمد بن سوقة قال: سمعت  
منيراً التوزيًّا عن ابن الحنفية قال:  
أرسلني أبي، خذ هذا الكتاب فاذهب به  
إلى عثمان، فإن فيه أمر النبي ﷺ في  
الصدقه). [راجع: ۳۱۱۱]

الخمسة لرواية رسول الله ﷺ والمساكين

۶ - بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ

جہاد کی تیاری (وغیرہ) اور محتاجوں کے لئے تھا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صفت والوں (محتاجوں) اور یہود عورتوں کی خدمت حضرت فاطمہ کے آرام پر مقدم رکھی۔ جب انہوں نے قیدیوں میں سے ایک خدمتگار آپ سے مانگا اور اپنی تکلیف کا ذکر کیا، جو آٹا گوند ہے اور پینے میں ہوتی ہے۔ آپ نے ان کا کام خدا پر رکھا۔

وَإِنَّكَارَ النَّبِيَّ الْأَهْلُ الصُّفَةِ وَالْأَرْاملَ حِينَ سَأَلَتْهُ فَاطِمَةٌ وَشَكَّتْ إِلَيْهِ الطُّخْنَ وَالرُّحْنَ أَنْ يُخْدِمَهَا مِنَ السَّبِيِّ، فَوَكَّلَهَا إِلَى اللَّهِ.

قوله اهل الصفة هم الفقراء والمساكين الذين كانوا يسكنون صفة مسجد النبي صلى الله عليه وسلم والا رامل جمع الا رمل الرجل الذي لا مرأة له والا رملة التي لا زوج لها والا رامل المساكين من الرجال والنساء (كرمانی)

(۳۱۱۳) ہم سے بدل بن مجبر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خردی، کما کہ مجھے حکم نے خردی، کما کہ میں نے ابن ابی شلی سے سنا، کما مجھ سے حضرت علی بن بشیر نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ کو چکل پینے کی بہت تکلیف ہوتی۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی ان میں سے ایک لوئڈی یا غلام کی درخواست لے کر حاضر ہوئیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ موجود نہیں تھے۔ وہ حضرت عائشہؓ سے اس کے متعلق کہہ کر (واپس) چلی آئیں۔ پھر جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ کے سامنے ان کی درخواست پیش کر دی۔ حضرت علی بن بشیر کہتے ہیں کہ اسے سن کر آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں (رات ہی کو) تشریف لائے۔ جب ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے (جب ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو ہم لوگ کھڑے ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح ہو ویسے ہی لیٹے رہو۔ (پھر آپ میرے اور فاطمہؓ کے بیچ میں بیٹھ کے اور اتنے تریب ہو گئے کہ) میں نے آپ کے دونوں قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر پائی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا، جو کچھ تم لوگوں نے (لوئڈی یا غلام) مانگے ہیں، میں تمہیں اس سے بہتر بات کیوں نہ بتاؤں، جب تم دونوں اپنے بستر پر لیٹ جاؤ (تو سونے سے پہلے) اللہ اکابر ۳۳ مرتبہ اور الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو یہ عمل بہتر ہے اس سے جو تم دونوں نے مانگا ہے۔

الله تم کو ان کلمات کی وجہ سے ایسی طاقت رے گا کہ تم کو خادم کی حاجت نہ رہے گی۔ اپنا کام آپ کر لو گی۔ بہ ظاہر یہ حدیث

۳۱۱۳ - حَدَّثَنَا بَدْلُ بْنُ الْمَخْبَرِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَكَمُ قَالَ: سَيِّفُتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَنَا عَلَيْهِ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامَ اشْتَكَتْ مَا تَلَقَّى مِنَ الْوَحْىِ مِمَّا تَطَهَّنَ، فَبَلَّغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِسْتِي، فَأَتَتْهُ سَيْلَةً حَادِّمًا فَلَمْ تُوَافِقْهُ، فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَكْرِهِ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ، فَأَتَانَا وَقَدْ دَخَلَنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِلنَّقْوَمِ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا، حَتَّى وَجَدْنَا بَرَدَ قَدَّيمَهُ عَلَى صَدْرِي، فَقَالَ: أَلَا أَذْكُرُكُمَا عَلَى خَيْرِ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخْذَتُمَا مَضَاجِعَكُمَا لِكَبِرَا اللَّهُ أَرْبَعَا وَتِلْلَاثَيْنَ، وَأَخْمَدَا ثَلَاثَيْنَ وَتِلْلَاثَيْنَ، وَسَبْعَا ثَلَاثَيْنَ وَتِلْلَاثَيْنَ، فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَا)).

[اطرافہ فی: ۳۷۰۵، ۵۳۶۲، ۵۳۶۲] .

۶۳۱۸

ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے لیکن امام بخاریؓ نے اس حدیث کے درست طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام احمدؓ نے کتابا ہے۔ اس میں یوں ہے قسم اللہ کی مجھ سے یوں نہیں ہو سکتا کہ تم کو دلوں اور صحفہ والوں کو محروم کر دلوں، جن کے پیٹ بھوک کی وجہ سے پچ کھا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ نہیں ہے جو ان پر خرچ کروں، ان قیمیوں کو پیچ کر ان کی قیمت ان پر خرچ کروں گا۔ اس سے آنحضرت ﷺ کی شان رحمت اس قدر نمایاں ہو رہی ہے کہ بار بار آپ پر درود شریف ﷺ پر منے کو دل چاہتا ہے۔ (تبلیغ)

۷- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَإِنَّ اللَّهَ إِلَهُ الْأَنْفَالِ﴾ [الأنفال: ۶۱]      باب سورۃ الأنفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ جو کچھ تم غنیمت میں حاصل کرو، بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لئے

ہے یعنی رسول اللہؐ اس کو تقسیم کریں گے

کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے میں تو باشندے والا ہوں، تزاچی اور دینے والا تو صرف اللہ پاک ہی ہے۔

قرآن شریف میں خس کے معارف چھ ذکر ہیں۔ اللہ اور رسول اور ناطے والے اور تیم اور مسکین اور مسافر۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر محض تقدیم کے لئے ہے۔ اور خس کے پانچ حصے کے جائیں گے۔ ایک حصہ اللہ اور رسولؐ کا جو حاکم وقت لے گا اور بقیٰ چار حصے ناطے والوں اور تیموں اور مجاہدوں اور سافروں کی خدمت میں خرچ ہوں گے۔ اس میں اختلاف ہے کہ رسولؐ اپنے حصے کے ماںک نہیں ہوتے بلکہ اس کی تقسیم آپؐ کی طرف منوض ہے۔

(۳۱۱۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

ان سے سلیمان، منصور اور قادہ نے، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے نا اور ان سے جابر بن عبد اللہؐ نے اپنے بیان کیا کہ ہم انصاریوں کے قبیلہ میں ایک انصاری کے گھر پچھے پیدا ہوا تو انہوں نے پچھے کا نام

محمد رکھنے کا ارادہ کیا اور شعبہ نے منصور سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ ان انصاری نے بیان کیا (جن کے یہاں پچھے پیدا ہو تھا) کہ میں

پچھے کو اپنی گردان پر اٹھا کر بنی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلیمان کی روایت میں ہے کہ ان کے یہاں پچھے پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام محمد رکھنا چاہا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ میرے نام پر

نام رکھو، لیکن میری کنیت (ابو القاسم) پر کنیت نہ رکھنا، کیونکہ مجھے تقسیم کرنے والا (قاسم) بتایا گیا ہے۔ میں تم میں تقسیم کرتا ہوں، اور

حسین نے (پنی روایت میں) یوں بیان کیا کہ مجھے تقسیم کرنے والا (قاسم) بتا کر سمجھا گیا ہے، میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔ عمرو بن مرزوق نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، ان سے قادہ نے بیان کیا، انہوں

یعنی للرسولؐ قسم ذلک

قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ، وَاللَّهُ يُغْطِي)).

قرآن شریف میں خس کے معارف چھ ذکر ہیں۔ اللہ اور رسول اور ناطے والے اور تیم اور مسکین اور مسافر۔ اکثر علماء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ کا ذکر محض تقدیم کے لئے ہے۔ اور خس کے پانچ حصے کے جائیں گے۔ ایک حصہ اللہ اور رسولؐ کا جو حاکم وقت لے گا اور بقیٰ چار حصے ناطے والوں اور تیموں اور مجاہدوں اور سافروں کی خدمت میں خرچ ہوں گے۔ اس میں اختلاف ہے کہ رسولؐ اپنے حصے کے ماںک نہیں ہوتے بلکہ اس کی تقسیم آپؐ کی طرف منوض ہے۔

۳۱۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَزَّاعِ: قَالَ حَدَّثَنَا

شَعْبَةُ عَنْ سَلِيمَانَ وَمَنْصُورِ وَقَاتَدَةَ أَنَّهُمْ

سَمِعُوا سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ

بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ :

وَلَدٌ لِرَجُلٍ مِنْ مَنِ الْأَنْصَارِ غَلَامٌ، فَأَرَادَ

أَنْ يَسْمِيَ مُحَمَّداً - قَالَ شَعْبَةُ فِي

حَدِيثِ مَنْصُورٍ: إِنَّ الْأَنْصَارِيَ قَالَ:

حَمَلَتْهُ عَلَى عَنْقِي، فَاتَّبَعَتْ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ.

وَفِي حَدِيثِ سَلِيمَانَ : وَلَدَ لَهُ غَلَامٌ فَأَرَادَ

أَنْ يَسْمِيَ مُحَمَّداً - قَالَ: ((سَمِعُوا

بِاسْمِي وَلَا تَكْتُوا بِكُنْتِي، فَلَيَنْتَهِ إِنَّمَا

جَعَلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمَ بَيْنَكُمْ)). وَقَالَ

حَصَّيْتُ: بَعْثَتُ قَاسِمًا أَقْسِمَ بَيْنَكُمْ. وَقَالَ

عَمْرَو: أَخْبَرْتَا شَعْبَةَ عَنْ قَاتَدَةَ: سَمِعْتُ

نے سالم سے نا اور انہوں نے جابر بن ثابت سے کہ ان انصاری مخالفت نے اپنے پیچے کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکھو لیکن کہیت پر نہ رکھو۔

سَالِمًا عَنْ جَابِرٍ: أَرَادَ أَنْ يُسَمِّيَ الْفَاسِدَةَ  
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُوا بِالسُّنْنِ، وَلَا  
تَكُنُوا بِكُنْتِي)).

[أطراfe في: ٣١١٥، ٣٥٣٨، ٦١٨٦]

، ٦١٩٦، ٦١٨٩، ٦١٨٧

**تشریح** ابو القاسم کہیت رکھنے کے بارے میں امام مالکؓ کہتے ہیں کہ آپ کی حیات میں یہ فعل ناجائز تھا۔ بعضوں نے اسے ممانعت تحریکی قرار دیا ہے۔ بعضوں نے کما محمد یا احمد ناموں کے ساتھ ابو القاسم کہیت رکھنی منع ہے۔ امام مالکؓ کے قول کو ترجیح

(٣١١٥) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا تم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو سالم نے، ان سے ابو الجعد نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلے میں ایک شخص کے یہاں پچھے پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا، انصار کرنے لگے کہ ہم تمیں ابو القاسم کہہ کر بھی نہیں پکاریں گے اور ہم تمہاری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ یہ سن کروہ انصاری آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے گھر ایک پچھے پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے تو انصار کہتے ہیں ہم تیری کہیت ابو القاسم نہیں پکاریں گے اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا، انصار نے ٹھیک کہا ہے میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کہیت مت رکھو، کیونکہ قاسم میں ہوں۔

٣١١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً عَنِ الأَغْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ: قَالَ ((وَلَدَ لِرَجُلٍ مِنْ غَلَامَ فَسَمَّاهُ الْفَاسِدَةَ، فَقَاتَ الْأَنْصَارُ: لَا تَكُنُّكَ أَبَا الْفَاسِدَةَ وَلَا تَنْعَمْكَ عَنِّي. فَأَتَى النَّبِيُّ ﷺ لَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدَ لِي غَلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْفَاسِدَةَ، فَقَاتَ الْأَنْصَارُ: لَا تَكُنُّكَ أَبَا الْفَاسِدَةَ وَلَا تَنْعَمْكَ عَنِّي. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْسَتَ الْأَنْصَارَ، سَمُّوا بِالسُّنْنِ وَلَا تَكُنُوا بِكُنْتِي)، فَإِنَّمَا أَنَا فَاسِدٌ)). [راجع: ٣١١٥]

**تشریح** امام بخاریؓ نے امام سفیان ثوری کی روایت لا کر اس امر کو قوت دی کہ انصاری نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھنا چاہا تھا۔ تاکہ لوگ اسے ابو القاسم کہیں گے انصار نے اس کی مخالفت کی جس کی آنحضرت ﷺ نے حسین فرمائی۔ اس میں راویوں نے شعبہ سے اختلاف کیا ہے۔ جیسے ابو الولید کی روایت اور گزری۔ انہوں نے یہ کہ انصاری نے محمد نام رکھنا چاہا تھا۔

قال الشیخ ابن الحجر بن البخاری الاختلاف على شعبه هل اراد الانصاری ان ابنه محمدا او القاسم و اشار الى ترجيح انه اراد ان یسمیه القاسم برواية سفیان وهو الثوری له عن الاعمش فسماء القاسم ويترجح ایضا من حيث المعنى لانه لم يقع الانكار من الانصار عليه الا حيث لزم من تسمية ولده القاسم ان یصیر بکنی ابا القاسم التهمی (حاشیة بخاری) یعنی حضرت امام بخاری نے شعبہ پر اختلاف کو بیان کیا ہے جو اس بارے میں واقع ہوا کہ انصاری قاسم رکھنا چاہتا تھا یا محمد اور اس ترجیح پر آپ نے اشارہ فرمایا ہے کہ وہ قاسم نام رکھنا چاہتا تھا مبنی کے لحاظ سے بھی اسی کو ترجیح حاصل ہے، انصار کا انکار اسی وجہ سے تھا۔ کہ وہ پیچے کا نام قاسم رکھ کر خود ابو القاسم کہلانا چاہیں۔

(۳۱۱۶) ہم سے جبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کما ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے، انسیں یونس نے، انسیں زہری نے، انسیں حمید بن عبد الرحمن نے، انہوں نے معاویہ بن خلیفہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ اور دینے والا تو اللہ ہی ہے میں تو صرف تقیم کرنے والا ہوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلے میں یہ امت (مسلم) بیشہ غالب رہے گی۔ تا آنکہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے اور اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

(۳۱۱۶) حَدَّثَنَا جِيَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمِيدِ بْنِ عَنْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُنَقِّهُ فِي الدِّينِ، وَاللَّهُ أَمْغَطَى وَأَنَا الْفَاقِسُ، وَلَا تَرَأَنَّ هَذِهِ الْأُمَّةَ ظَاهِرِينَ عَلَىٰ مَنْ خَالَفُهُمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ)). [راجح: ۷۱]

**لئے پڑھیں** روایت میں آخر حضرت مسیح پیر کے قاسم ہونے کا ذکر ہے، باب سے یکی وجہ مطالبہ تھے۔ دینی فقہت بلاشبہ اللہ کی دین ہے، یہ جس کوں جائے۔ رائے اور قیاس کی فقہت اور کتاب و سنت کی روشنی میں دین کی فقہت دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ دینی فقہت کا، بتزن نمونہ حضرت الاستاذ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم کی کتاب جمۃ اللہ بالاذ ہے، جس کی سطر سترے دینی فقہت روز روشن کی طرح عیاں ہے، اس میں ظاہر پرستوں کیلئے بھی تیسیہ ہے جو محض سرسری نظر سے دینی امور میں فتویٰ بازی کے عادی ہیں، ایسے لوگ بھی رائے قیاس کے خونگروں سے ملت کیلئے کم نقصان دہ نہیں ہیں۔ مشورہ مقولہ ہے کہ ”یک من علم را دہ من عقل باید“ ایک من علم کیلئے دس من عقل کی بھی ضرورت ہے۔ شیطان عالم تمامگر عقل سے کورا، اسی لئے اس نے اپنی رائے کو مقدم رکھ کر اندازی میں کاغزوں کیا اور دربار الٹی میں طرود قرار پایا۔ یہ حدیث کتاب العلم میں بھی مذکور ہو چکی ہے مگر لفظوں میں ذرا فرق ہے۔

یہ جو فرمایا کہ امت اسلامیہ بیشہ خالقین پر غالب رہے گی، سو یہ مطلق غلبہ مراد ہے، خواہ سیاسی طور پر ہو یا جنت اور دلائل کے طور پر ہو، یہ ممکن ہے کہ مسلمان سیاسی طور پر کسی زبانہ میں کمزور ہو جائیں، مگر اپنی مذہبی خوبیوں کی بنا پر عمل میں بیش اقوام عالم پر غالب رہیں گے۔ آج اس نازک ترین دور میں جملہ مسلمانوں پر ہر قسم کا انحطاط طاری ہے۔ مگر بہت سی خوبیوں کی بنا پر آج بھی دنیا کی ساری قومیں مسلمانوں کا لواہا مانتی ہیں اور قیامت تک یہی حال رہے گا۔ گذشتہ چودہ صدیوں میں مسلمانوں پر قسم قسم کے زوال آئے مگر امت نے ان سب کا مقابلہ کیا اور اسلام اپنی ممتاز خوبیوں کی بنا پر مذاہب عالم پر آج بھی غالب ہے۔

فقہت سے قرآن و حدیث کی سمجھ مراد ہے، جو اللہ پاک اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے حضرت نام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فقہت عطا کی کہ ایک عی حدیث سے کتنے کتنے سائل کا اخراج فرمایا۔

(۳۱۱۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْيَانَ قَالَ (۳۱۱۷) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کما ہم سی فلنج نے بیان کیا، کما ہم سے ہلال نے بیان کیا اُن سے عبد الرحمن بن ابی عمرہ نے اور حَدَّثَنَا فُلْنَيْهُ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَنْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ابْنِ عُمَرَ نَبَأَ أَنَّهُ سَمِعَ الرَّحْمَنَ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَا أَغْنَيْتُكُمْ وَلَا أَنْفَعْتُكُمْ، أَنَا قَاسِيمٌ أَصْنَعُ رَكْهَ دَرَّهَا ہوں۔

اسوال غمیت پر اشارہ ہے کہ اس کی تفسیم امر الٹی کے مطابق میرا کام ہے، دینے والا اللہ پاک ہی ہے، اس لئے جس کو جو کچھ

مل جائے اسے بخوبی قبول کرنا چاہئے اور جو طبق کا وہ میں اس کے حق کے مطابق ہی ہو گا۔

۳۱۱۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ أَبْنِ أَبِي عَيَّاشٍ - وَاسْمُهُ نُفَمَانُ - عَنْ حَوَّلَةِ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِفَتُ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ رِجَالًا يَتَحَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

اللہ کے مال سے یہ تو سارے ہی حلال مال مراد ہیں جن میں فضول خرچی کرنا کنہا عظیم قرار دیا گیا ہے۔ مگر مال اموال غیرت پر بھی مصنف کا اشارہ ہے کہ اسے حق طور پر حاصل کرنا دخول نار کا موجب ہے۔ شریعت نے اس کی تقسیم جس طور پر کی ہے انی طور پر اسے حاصل کرنا ہو گا۔

### باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ تمہارے لئے غیرت کے مال حلال کئے گئے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غیرتیوں کا وعدہ کیا ہے جس میں سے یہ (خبر کی غیرت) پہلے ہی دے دی ہے۔“ تو یہ غیرت کا مال (قرآن کی رو سے) سب لوگوں کا حق ہے مگر آنحضرت ﷺ نے بیان فرمادیا کہ کون کون اس کے مستحق ہیں۔

**لَئِنْ قَرَآنَ مُجِدَّاً** تشریع ہو گئی کہ ہر لوٹ کا مال ان لوگوں کا حق ہو گا جو لڑے اور لوٹ حاصل کی، اس میں سے پانچواں حصہ حاکم وقت مسلمانوں کے عمومی مصالح کے لئے ٹھاں لے گا۔ امام بخاریؓ کی اس تقریر سے ان لوگوں کا رد ہوا ہو صرف قرآن شریف کو عمل کرنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث شریف کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ قرآن مجید کے دوست نہیں کہے جاسکتے۔ بلکہ ان کو قرآن مجید کا دشمن نمبر اول سمجھنا چاہئے جس میں صاف کہا گیا ہے (وَاتْزَلَ إِلَيْكَ الْذُكْرُ لِتُبَيَّنَ لِلنَّاسِ) (التحلیل : ۲۲) یعنی ہم نے اس کتاب قرآن مجید کو اے رسول! تمی طرف اتارا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اسے اپنی خدا داد تشریع کے مطابق پیش کر دو۔ آپ کی تشریع و تبیین کا دوسرا نام حدیث ہے۔ جس کے بغیر قرآن مجید اپنے مطلب میں مکمل نہیں کجا جا سکتا۔ آنحضرت ﷺ کی تشریع بھی وحی الٰہی ہی کے ذیل میں ہے جو وہ (وَمَا يَنْهِيُ عَنِ الْهُوَّا وَبَخْنَ يُؤْخَذُ) (النجم : ۳۲) کے تحت ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ قرآن مجید وحی جلی اور حدیث نبوی وحی غنی ہے جسے وحی غیر تکوں کہا جاتا ہے۔

۳۱۱۹ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَصَّينٍ عَنْ خَامِرٍ عَنْ غُرْزَةِ الْبَارِقِيَّةِ

سے حصین نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا ہم

### ۸- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَحَلْتَ لَكُمُ الْغَنَائمَ))

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: (وَعَدْ كُمُ اللَّهُ مَفَاتِعَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلْ لَكُمْ هَذِهِ الْآيَةُ [الفتح: ۲۰] وَهِيَ لِلْعَامَةِ حَتَّى يُبَيَّنَ الرَّوْسُولُ ﷺ)

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَنْ نَبِيٍّ كَرِيمٍ مُتَبَّلِّمٍ نَفْرِيَا، كُوْثُولُوْلُ کِيْ پِيشَانِيوں سے  
 (الْخَيْلُ مَقْفُودٌ فِي نَوَاصِنِهَا الْخَيْرُ  
 وَالْأَجْزُرُ وَالْمَفْتُمُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ).  
 قِيَامَتْ تَكْ خَيْرٍ وَبَرَكَتْ (آخِرَتْ مِنْ) اُور غَيْثَتْ (دِنْيَا مِنْ) بَنْدَ مَحِي  
 ہوئی ہے۔

[راجح: ۲۸۵۰]

اشارة یہ ہے کہ جہاد میں شرک ہونے والوں کو انشاء اللہ مال غَيْثَتْ ملے گا۔ اس کا مطلب یہ کہ غَيْثَتْ کا سَعْتَنَقْ ہر فِحْصَ نَهِيْں  
 ہے۔ گواہیت میں جو احوال تھا اس کی تفصیل ووضاحت سنت نے کر دی ہے۔

۳۱۲۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَثِيْبَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ  
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا  
 كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قِصْرَ فَلَا قِصْرَ  
 بَعْدَهُ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَقْفِنُ كُتُوزُهُمَا  
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). [راجح: ۳۰۲۷]

رسول کرم ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ ایرانی قدم سلطنت ختم ہو گئی اور دہلی ہند کے لئے اسلام آ  
 گیا۔ شام میں بھی یہی ہوا۔ ان کے خزانوں کا مسلمانوں کے ہاتھ آتا اور ان خزانوں کافی سبیل اللہ تقدیم ہوتا مراد ہے۔

۳۱۲۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ سَمْعَتْ جَرِيزَا عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا  
 هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا  
 هَلَكَ قِصْرَ فَلَا قِصْرَ بَعْدَهُ. وَالَّذِي  
 نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَقْفِنُ كُتُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ  
 اللَّهِ)). طرفہ فی: ۳۶۱۹، ۴۶۲۹.

**لَتَبَرِّجَ** رسول کرم ﷺ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی کہ عروج اسلام کے بعد قدیم ایرانی سلطنت کا ہند کے لئے  
 خاتمه ہو گیا اور چودہ سو سال سے ایران اسلام ہی کے ذریعہ تھیں ہے۔ یہی حال شام کا ہوا۔ ان کے خزانے جو ہزارہا سالوں  
 کے جمع کردہ تھے، مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور وہ مستحقین میں تقدیم کر دیئے گئے۔ صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۳۱۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَبَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا  
 يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

اللَّهُ تَعَالَى نے فرمایا، میرے لئے (مراد امت ہے) غیمت کے مال حلال کئے گئے ہیں۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (أَحْلَتِ لِيَ الْفَتَنَامِ)).

[راجع: ۳۲۵]

(۳۱۲۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کما مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزندانے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے، جہاد ہی کی نیت سے نکلے، اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کوچ جان کر، تو اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا، یا اس کو ثواب اور غیمت کا مال دلا کر اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

۳۱۲۴ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ  
عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا  
يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ  
كَلِمَاتِهِ، بَأْنَ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرْجِعُهُ إِلَى  
مَسْكِبِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ أَجْرٍ أَوْ  
غَيْرِهِمْ)). [راجع: ۳۶]

**لَشَنْحُور** حضرت امام بخاریؓ کا اشارہ اس حدیث کے لانے سے بھی یہی ہے کہ مال غیمت جہاد میں شریک ہونے والوں کے لئے ہے اور یہ کہ حقیقی مجاہد کون ہے۔ اس پر بھی اس حدیث میں کافی روشنی ذالی گئی ہے۔ ایسے مجاہدین بھی ہوتے ہیں جو محض حصول دنیا و نام و نمود کے لئے جہاد کرتے ہیں۔ جن کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے، بلکہ قیامت کے دن ان کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا کہ تمہارے جہاد کرنے کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ تم کو دنیا میں بہادر کہہ کر پکارا جائے۔ تمہارا یہ مقصد دنیا میں تم کو حاصل ہو گیا۔ اب آخرت میں دوزخ کے سوا تمہارے لئے اور کچھ نہیں ہے۔

(۳۱۲۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کما ہم سے عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے معمراً، ان سے هام بن منبه نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوحش علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنا لیا ہو اور ابھی اس کی چھٹت نہ پاٹ سکا ہو اور وہ شخص جس نے حاملہ بکری یا حاملہ اونٹیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جتنے کا انتظار ہو تو ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی (بخارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔ پھر انہوں نے جہاد کیا، اور جب اس آبادی (ارسیا) سے قریب ہوئے تو

۳۱۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءِ قَالَ  
حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْفُورٍ عَنْ هَمَامٍ  
بْنِ مُنْبِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:  
((غَرَّنَا نَبِيٌّ مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ: لَا  
يَتَغَيَّرُ رَجُلٌ مِّلْكٌ بُضُوعٌ امْرَأَةٌ وَهُوَ يُرِيدُ  
أَنْ يَتَنَزَّلَ بِهَا وَلَمَّا بَيِّنَ بِهَا، وَلَا أَحَدٌ بَنِي  
بَيْوتَنَا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوفَهَا، وَلَا أَحَدٌ اشْتَرَى  
غَنَّمًا أَوْ حَلَفَاتٍ وَهُوَ يَتَنَظَّرُ وِلَادَهَا،  
فَغَزَّا، فَلَدَنَا مِنَ الْفَرِيقَيْهِ صَلَاةً الْعَصْرِ أَوْ  
فَرِيَتَا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: إِنَّكَ

عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی خدا کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لئے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چنانچہ سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انسین فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموال غیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی لیکن جلا نہ سکی، اس نبی نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے مال غیمت میں چوری کی ہے۔ اس لئے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آکر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چھٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ چوری تمہارے ہی قبیلے والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اس طرح ان کے ہاتھ سے چھٹ گیا، تو آپ نے فرمایا کہ چوری تمہیں لوگوں نے کی ہے۔ (آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سرکی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غیمت میں سے چرا یا گیا تھا) اور اسے مال غیمت میں رکھ دیا، تب آگ آئی اور اسے جلا گئی۔ پھر غیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جائز قرار دے دی، ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا۔ اسلئے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔

مأمورۃ وَأَنَا مَأْمُورٌ، اللَّهُمَّ اخْبِرْنَا عَلَيْنَا، فَخَبِّسْتَ حَتَّیٰ فَتْحَ اللَّهِ، فَجَمَعَ الْفَنَائِمَ، لِجَاءَتْ - يَغْنِي النَّارَ - لِتَأْكِلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: إِنَّ فِينَکُمْ غُلُولًا، فَلَیَسْ يَغْنِي مِنْ كُلِّ فَیْلَةٍ رَجُلٌ، فَلَرَقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِیَدِهِ، فَقَالَ: فِیْکُمْ الغُلُولُ، فَلَیَسْ يَغْنِي فَیْلَكَ، فَلَرَقَتْ يَدُ رَجُلَتِنِ اُوْنَدَلَّتِ بِیَدِهِ، فَقَالَ: فِیْکُمُ الغُلُولُ، فَجَاؤُوكُمْ بِرَأْسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الْذَهَبِ فَوَضَعُوهَا، لِجَاءَتِ النَّارُ فَأَكَلَهَا. ثُمَّ أَخْلَلَ اللَّهُ لَنَا الْفَنَائِمَ، وَرَأَيْ صَفَقَنَا وَعَجَزَنَا فَأَخْلَلَهَا لَنَا). [ طرفہ فی: ۵۱۵۷: ]

**تشریح** حدیث میں اسرائیلی نبی یوشع بن نون کا ذکر ہے جو جہاد کو لئے تھے کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے دعا کی، اللہ نے ان کی دعا قبول کی، یہی وہ چیز ہے جسے مجھہ کہا جاتا ہے۔ جس کا ہونا حق ہے۔ پہلے زمانے میں اموال غیمت مجاہدین کے لئے حلال نہ تھا بلکہ آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا دیتی جو عند اللہ قبولت کی دلیل ہوتی تھی۔ اموال غیمت میں خیانت کرنا پہلے بھی گناہ عظیم ہوا اور اب بھی کی حکم ہے۔ گرامت مسلم کے لئے اللہ نے اموال غیمت کو حلال کر دیا ہے۔ وہ شریعت کے حکم کے مطابق تقسیم ہوں گے۔ کم طاقتی اور عاجزی سے یہ مراد ہے کہ مسلمان مغلس اور نادر تھے اور خدا کی بارگاہ میں عاجزی اور فروتنی سے حاضر ہوتے تھے پروردگار کو ان کی عاجزی پسند آئی اور یہ سرفرازی ہوئی کہ غیمت کے مال ان کے لئے حلال کر دیے گئے۔

ہم ان بے وقوف پادریوں سے پوچھتے ہیں جو غیمت کامال لینا برا عیب جانتے ہیں کہ تمہارے مذہب والے نصاریٰ تو دوسروں کے ملک کے ملک اور خزانے ہضم کر جاتے ہیں۔ ڈکار نکل نہیں لیتے۔ جس ملک کو ہضم کرتے ہیں وہاں سب معزز کاموں پر اپنی قوم والوں کو مأمور کرتے ہیں، اہل ملک کا ذرا الحافظ نہیں رکھتے پھر یہ لوٹ نہیں تو کیا ہے۔ لوٹ سے بھی بدتر ہے۔ لوٹ تو گھری بھر ہوتی ہے۔ اور ظلمی انتقام تو صدہ برس تک ہوتا رہتا ہے۔ معاذ اللہ! انجلیل شریف کی وہی مثال ہے کہ اپنی آنکھ کا تو شہیر نہیں دیکھتے اور دوسرے کی

آنکھ کا شکاریت ہے ہیں۔ (وہیدی)

باب مال غیمت ان لوگوں کو ملے گا جو جنگ میں حاضر ہوں (۳۲۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرحمن بن مددی نے خبر دی، انہیں امام مالک نے، انہیں زید بن اسلم نے، انہیں ان کے والد نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو شریعت ہوتا میں اسے فاتحوں میں اسی طرح تقسیم کر دیا کرتا جس طرح نبی کریم ﷺ نے خبر کی تقسیم کی تھی۔

اکثر ائمہ کا فتویٰ ہے کہ مفتود ملک کے لئے امام کو اختیار ہے خواہ تقسیم کر دے خواہ خاصی ملک کے طور پر رہنے والے۔ لیکن یہ خراج اسلامی قاعدے کے موافق مسلمانوں ہی پر خرج کیا جائے، یعنی مجاہدوں کی خبر گیری، جہاد کے سامان، اور اسab کی تیاری میں غرض ملک کا محاصل باوشاہ کی ملک نہیں ہے۔ بلکہ عام مسلمانوں اور عازیزوں کا مال ہے۔ باوشاہ بھی بطور ایک سپاہی کے اس میں سے اپنا خرج لے سکتا ہے۔ یہ شرعی نظام ہے گر صد افسوس کہ آج یہ پیشہ اسلامی ممالک سے مفقود ہے۔ لفیک علی الامام ان کان باکیا باب اگر کوئی غیمت حاصل کرنے کے لئے لڑے (مگر نیت

### ترقی دین کی بھی ہو تو کیا ثواب کم ہو گا؟

حضرت امام بخاریؓ کا مطلب اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ جہاد میں اگر اللہ کا حکم بلند کرنے کی نیت ہو اور ضمناً یہ غرض بھی ہو کہ مال غیمت بھی ملے تو اس سے ثواب میں کچھ فرق نہیں آتا، جیسے جنگ بدروں میں صحابہ قاتلہ لونے کی غرض سے نکلے تھے۔ البتہ اگر صرف لوٹ ماری غرض ہو دین کی ترقی مقصود نہ ہو تو ثواب کم کیا بلکہ کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔

(۳۲۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا، انہوں نے ابو واکل سے نہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابو موسیٰ اشعربیٰ شہزادے سے بیان کیا کہ ایک اعرابی (لاحق بن ضمیرہ بلالی) نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا ایک شخص ہے جو غیمت حاصل کرنے کے لئے جلو میں شریک ہوا، ایک شخص ہے جو اس لئے شرکت کرتا ہے کہ اس کی بہادری کے چھپے زبانوں پر آجائیں، ایک شخص اس لئے لڑتا ہے کہ اس کی دعا کی بیٹھ جائے، تو ان سے اللہ کے راستے میں کون سا ہو گا؟ آخر پر ﷺ نے فرمایا، کہ جو شخص جنگ میں شرکت اس لئے کرے تاکہ اللہ کا کلمہ (دین) ہی بلند رہے۔ فقط وہی اللہ کے راستے

۹- بَابُ الْغَنِيمَةِ لِمَنْ شَهَدَ الْوَقْعَةَ  
۳۱۲۵- حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ  
أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((لَوْ  
لَا أَخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فَتَحْتَ قَرْيَةَ إِلَّا  
قَسْمَتُهَا بَيْنَ أَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ  
خَيْرِهِ)). [راجع: ۲۲۳۴]

۱۰- بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِلْمَغْنِمِ هَلْ

### ینقص من أجراہ؟

۳۱۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا  
عَنْتَزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرِو قَالَ:  
سَمِعْتُ أَبَا وَافِلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى  
الأشعريُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَغْرَاهِيُّ  
لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ  
يَقْاتَلُ لِلْمَغْنِمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتَلُ لِيَذْكُرَ،  
وَيُقَاتَلُ لِيُرَى مَكَانَهُ، مَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟  
فَقَالَ: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ  
الْفَلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)).

[راجع: ۱۲۳]

میں ہے۔

اسلامی جہاد کا مقصد وحید صرف شریعتِ اللہ کی روشنی میں ساری دنیا میں امن و امان قائم کرنا ہے، زمین یا دولت کا حاصل کرنا اسلامی جہاد کا ناشاہراً ہرگز نہیں ہے۔ اس لئے تاریخ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جن ملکوں نے اسلام کے مقاصد سے اشتراک کیا، ان ملکوں کے سربراہوں کو ان کی جگہ پر قائم رکھا گیا۔ حدیث ہذا میں محدثین اسلام کے لئے ہدایت ہے کہ وہ اموال غیرت کے حصول کے ارادے سے ہرگز جہاد نہ کریں بلکہ ان کی نیت خالص اللہ کا لکھ بلند کرنے کی ہوئی ضروری ہے۔ یوں بصورت فتح مل غیرت بھی ان کو طے گا جو ایک خوبی چیز ہے۔

**باب خلیفۃ الْمُسْلِمِینَ کے پاس غیر لوگ جو تحالف بھیجیں ان کا بانت دینا اور ان میں سے جو لوگ موجود نہ ہوں ان کا حصہ چھپا کر محفوظ رکھنا**

(۷) ۳۲۲ ہم سے عبداللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا کہا تم سے جہاد بن زید نے بیان کیا ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی طیکہ نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دینا کی کچھ قبائیں تحفہ کے طور پر آئی تھیں۔ جن میں سونے کی گھنٹیاں لگی ہوئی تھیں، انہیں آنحضرت ﷺ نے اپنے چند اصحاب میں تقسیم فرمادیا اور ایک قبائل خرمہ بن نواف بن ہشیم کے لئے رکھی۔ پھر خرمہ بن ہشیم آئے اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے سور بن خرمہ بھی تھے۔ آپ دروازے پر کڑے ہو گئے اور کہا کہ میرا تم لے کر نبی کریم ﷺ کو بولا ل۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی آواز سنی تو قباء لے کر باہر تشریف لائے اور اس کی گھنٹیاں ان کے سامنے کر دیں۔ پھر فرمایا ابو سور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھ لی تھی ابو سور! یہ قباء میں نے تمہارے لئے چھپا کر رکھ لی تھی۔ خرمہ زرا تیز طبیعت کے آدمی تھے۔ ابن علیہ نے ایوب کے واسطے سے یہ حدیث (مرسلانی) روایت کی ہے۔ اور حاتم بن وردان نے بیان کیا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی طیکہ نے ان سے سور بن ہشیم نے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں کچھ قبائیں آئیں تھیں، اس روایت کی متابعت لیٹ نے ابن ابی طیکہ سے کی ہے۔

[راجح: ۲۵۹۹] حاتم بن وردان کی روایت کو خود امام بخاری نے "بہب شدۃ الاغمی" میں وصل کیا ہے۔ خرمہ میں طبعی فصہ تھا۔ جلدی سے

۱۱ - **بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ مَا يَقْدِمُ عَلَيْهِ، وَيَخْبَأُ لِمَنْ لَمْ يَخْضُرْهُ أَوْ غَابَ عَنْهُ**

۳۱۲۷ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عَنْ عَنْ عَنْدُهُ اللَّهُ بْنُ أَبِي مُنْبِكَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهْدَى إِلَيْهِ أَهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةً مِنْ دِيَّاجَ مُزَرْرَةً بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِي أَنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَزَّلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةِ بْنِ نَوْفَلَ، فَجَاءَ وَمَعَهُ أَبُو الْمِسْنَوْرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: إِذْعْنِ لِي، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْتَهُ فَأَخْذَ قَبَاءَ فَلَقَاهُ بِهِ وَاسْتَفْتَهُ بِإِذْرَارِهِ فَقَالَ: ((يَا أَبَا الْمِسْنَوْرِ خَبَاتُ هَذَا لَكَ، يَا أَبَا الْمِسْنَوْرِ خَبَاتُ هَذَا لَكَ)) وَكَانَ فِي خَلْقِهِ شِدَّةً، وَرَوَاهُ أَبْنُ عَلَيْهِ عَنْ أَيُوبَ وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ حَدَّثَنَا أَيُوبَ عَنْ أَبِي مُنْبِكَةِ عَنْ الْمِسْنَوْرِ ((قَدِيمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةً)). تَابَعَهُ الْأَنْثِيُّ عَنْ أَبِي مُنْبِكَةِ.

گرم ہو جاتے چیزے اکثر نکل مزاج لوگ ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام یا بادشاہ اسلام کو کافر لوگ جو تخفیف تھائے  
بیجین ان کا لینا امام کو درست ہے۔ اور اس کو اختیار ہے کہ جو چاہے خود رکھے جو چاہے جس کو دے، اغیار کے تھائے قول کرنا بھی  
اس سے ثابت ہوا۔

### باب نبی کریم ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائیداد کس طرح تقسیم کی تھی؟

اور اپنی ضرورتوں میں ان کو کیسے خرج کیا؟  
۳۱۲۸) ہم سے عبد اللہ بن الاصود نے بیان کیا، کہا ہم سے معتز  
نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ سلیمان نے، انہوں نے انس بن مالک سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ صحابہ (الفصار) کچھ کھجور کے  
درخت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور تخفیف دے دیا کرتے تھے  
لیکن جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل پر فتح دی تو  
آنحضرت ﷺ اس کے بعد اس طرح کے ہدایا واپس فرمادیا کرتے  
تھے۔

**تَسْبِيح** جب مهاجرین اول اول مسیہ میں آئے تو اکثر نادار اور محجّع تھے، الفصار نے اپنے باغات میں ان کو شریک کر لیا تھا،  
آنحضرت ﷺ کو بھی کئی کرنی نصیر کے باغات بن لائے بھڑے آنحضرت ﷺ کے قبضے میں آئے تو وہ آپ کامال تھے، مگر آپ نے ان سے کئی باغ مهاجرین میں تقسیم کر دیئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ اب الفصار کے  
باغ اور درخت جو انہوں نے تم کو دیئے تھے، وہ ان کو واپس کر دو، اور کئی باغ آپ نے خاص اپنے لئے رکھے۔ ان میں سے جادا کا  
سلمان کیا جاتا اور دوسری ضروریات مثلاً آپ کی بیویوں کا خرچہ غیرہ پورے کے جاتے، حضرت امام بخاریؓ نے یہ حدیث ذکر کر کے اسی  
پورے خرج کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے باب کا مطلب بخوبی لکھتا ہے۔ (وحیدی)

### باب اللہ پاک نے مجاہدین کرام کو جو آنحضرت ﷺ میا دوسرے بادشاہان اسلام کے ساتھ ہو کر لڑے کیسی برکت دی تھی، اس کا بیان

۳۱۲۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو  
اسمه سے پوچھا، کیا آپ لوگوں سے ہشام بن عروہ نے یہ حدیث اپنے  
والد سے بیان کی ہے کہ ان سے عبد اللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ جمل کی  
جنگ کے موقع پر جب زبیرؓ بنٹھو کھڑے ہوئے تو مجھے بلا یا میں ان کے  
پلو میں جا کر کھڑا ہو گیا، انہوں نے کہا بیٹھی! آج کی لڑائی میں خالم مارا

### ۱۲ - بابُ كَيْفَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ فُرِيَضَةً وَالنَّصِيرَ،

وَمَا أَعْطَى مِنْ ذَلِكَ مِنْ نَوَافِعِهِ  
۳۱۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ  
قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتَ  
أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ:  
((كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ  
حَتَّى الْمَسْحَةَ فُرِيَضَةً وَالنَّصِيرَ، فَكَانَ بَعْدَ  
ذَلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ)). [راجح: ۲۶۳۰]

### ۱۳ - بَابُ بَرَكَةِ الْفَازِيِّ فِي مَالِهِ حَيَا وَمَتَّ، مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَوَلَّةُ الْأَمْرِ

۳۱۲۹ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ  
قَالَ: قَلَّتْ لَأَبِي أَسَمَّةَ: أَحَدُنَّكُمْ هِشَامٌ  
بْنُ عَزْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيرِ؟  
قَالَ: ((أَلَمْ وَقَفَ الزُّبَيرُ يَوْمَ الْجَمْعَلِ  
وَعَانِي فَقَمَتْ إِلَيْهِ جَنِيْهُ فَقَالَ: يَا بُنْيَيْ إِنَّهُ

جائے گایا مظلوم اور میں سمجھتا ہوں کہ آج میں مظلوم قتل کیا جاؤں گا اور مجھے سب سے زیادہ فکر اپنے قرضوں کی ہے۔ کیا تمیں بھی کچھ اندازہ ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہمارا کچھ مال فوج سکے گا؟ پھر انہوں نے کہا یہ! ہمارا مال فروخت کر کے اس سے قرض ادا کروں۔ اس کے بعد انہوں نے ایک تملیٰ کی میرے لئے اور اس تملیٰ کے تیرے حصہ کی وصیت میرے بچوں کے لئے کی، یعنی عبد اللہ بن زیم کے بچوں کے لئے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اس تملیٰ کے تین حصے کر لیتا اور اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارے اموال میں سے کچھ فوج جائے تو اس کا ایک تملیٰ تہسارے بچوں کے لئے ہو گا۔ ہشام را وی رے بیان کیا کہ عبد اللہؓ کے بعض لڑکے زیمؓ کے لڑکوں کے ہم عمر تھے۔ جیسے خبیب اور عباد۔ اور زیمؓ کے اس وقت نولڑ کے اور نو لڑکیاں تھیں۔ عبد اللہ بن زیمؓ نے بیان کیا کہ پھر زیمؓ بٹھ گئے اپنے قرض کے سلسلے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ بیٹا! اگر قرض ادا کرنے سے عاجز ہو جائے تو میرے مالک و مولا سے اس میں مدد چاہنا۔ عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ قسم اللہ کی! میں ان کی بات نہ سمجھ سکا، میں نے پوچھا کہ بیا آپ کے مولا کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پاک! عبد اللہ بن زیمؓ نے بیان کیا، قسم اللہ کی! قرض ادا کرنے میں جو بھی دشواری سامنے آئی تو میں نے اسی طرح دعا کی، کہ اے زیمؓ کے مولا! ان کی طرف سے ان کا قرض ادا کرادے اور ادائیگی کی صورت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ جب زیمؓ بٹھ (اسی موقع پر) شہید ہو گئے تو انہوں نے ترکہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑے بلکہ ان کا ترکہ کچھ تو آراضی کی صورت میں تھا اور اسی میں غالباً کی زمین بھی شامل تھی۔ گیارہ مکاتات مدینہ میں تھے، دو مکان بصرہ میں تھے، ایک مکان کوفہ میں تھا اور ایک مصر میں تھا۔ عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان پر جو اتنا سارا قرض ہو گیا تھا اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ جب ان کے پاس کوئی شخص اپنا مال لے کر امانت رکھنے آتا تو آپ اس سے کہتے کہ نہیں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہوں کہ یہ میرے ذمے بطور

لا یُقْتَلُ الْيَوْمَ إِلَّا ظَالِمٌ أَوْ مَظْلُومٌ، وَإِنْ مِنْ لَا أَرَانِي إِلَّا سَاقَلُ الْيَوْمَ مَظْلُومًا، وَإِنْ مِنْ أَكْثَرِ هُمَّيْ لِدِينِي، الْفَرْوَانِ يَقْبَلُ دِينِنَا مِنْ مَالِنَا شَيْئًا؟ فَقَالَ : يَا بُنْيَ، بِعَ مَا لَنَا، فَأَقْضِ دِينِنِي، وَأَوْصِي بِالثُّلُثِ، وَلَلَّهُ لِي بِنِي - يَغْبَنِي بَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ، يَقُولُ : ثُلُثُ الْفُلُثِ - فَإِنْ فَضَلَ مِنْ مَالِنَا فَضَلَ بَعْدَ قَضَاءِ الدِّينِ شَيْئًا فَلَلَّهُ لِوَلَدِكَ. قَالَ هِشَامٌ : وَكَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللَّهِ قَدْ وَازَ بَعْضَ بَنِي الرَّبِيعِ - خَيْبَةً وَعَبَادَةً - وَلَهُ يَوْمَنِيْ تِسْعَةَ بَيْنَ وَتِسْعَةَ بَنَاتٍ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَجَعَلَ يُوسُفِيْ بَنِيَّهُ وَيَقُولُ : يَا بُنْيَ إِنْ عَجَزْتَ شَيْئًا مِنْهُ فَاسْعِنْ عَلَيْهِ مَوْلَانِي. قَالَ : فَوَاللَّهِ مَا ذَرَتْ مَا أَرَادَ حَتَّى قُلْتَ : يَا أَنْتَ مِنْ مَوْلَاكَ؟ قَالَ : اللَّهُ قَالَ : فَوَاللَّهِ مَا وَقَتْتَ فِي كَرَبَّةِ مِنْ دِينِهِ إِلَّا قُلْتَ : يَا مَوْلَى الرَّبِيعِ أَقْضِ عَنْهُ دِينِهِ، فَيَقْضِيهِ. فَقُتِلَ الرَّبِيعُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَلَمْ يَدْعُ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا، إِلَّا أَرْضَيْنَ مِنْهَا الْفَابَةَ، وَإِنَّدَى عَشْرَةَ دَارَاءَ بِالْمَدِينَةِ، وَدَارَيْنَ بِالْبَصَرَةِ، وَدَارَاءَ بِالْكُوفَةِ، وَدَارَاءَ بِمَصْرِ. قَالَ : وَإِنَّمَا كَانَ دِينِنَ الَّذِي عَلَيْهِ إِنَّ الرَّجُلَ كَانَ يَأْتِيَهُ بِالْمَالِ فَيَسْتَوْدِعُهُ إِيَّاهُ، فَيَقُولُ الرَّبِيعُ : لَا، وَلَكِنْ سَلْفَ، فَلَيْسَ، أَخْسَى عَلَيْهِ الْضَّيْقَةَ. وَمَا وَلَيْ إِمَارَةَ قَطُّ وَلَا جِيَابَةَ حَرَاجَ وَلَا شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي غَزوَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مَعَ أَهْلِ

قرض رہے۔ کیونکہ مجھے اس کے ضائع ہو جانے کا بھی خوف ہے۔ حضرت زبیرؓ کی علاقے کے امیر کبھی نہیں بنے تھے۔ وہ خراج وصول کرنے پر کبھی مقرر ہوئے اور وہ کوئی دوسرا عدیدہ انسوں نے قبول کیا، البتہ انسوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ جما دوں میں شرکت کی تھی۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کما کہ جب میں نے اس رقم کا حساب کیا جوان پر قرض تھی تو اس کی تعداد بائیس لاکھ تھی۔ بیان کیا کہ پھر حکیم بن حرام عبد اللہ بن زبیرؓ سے ملے تو دریافت فرمایا، بیٹھے! میرے (دینی) بھائی پر کتنا قرض رہ گیا ہے؟ عبد اللہؓ نے چھپانا چھپانا اور کہ دیا کہ ایک لاکھ، اس پر حکیمؓ نے کہا قسم اللہ کی! میں تو نہیں سمجھتا کہ تمہارے پاس موجود سرمایہ ہے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ عبد اللہؓ نے اب کہا، کہ اگر قرض کی تعداد بائیس لاکھ ہوئی پھر آپ کی کیا رائے ہو گی؟ انسوں نے فرمایا پھر تو یہ قرض تمہاری برداشت سے بھی باہر ہے۔ خیر اگر کوئی دشواری پیش آئے تو مجھ سے کہنا، عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ حضرت زبیرؓ نے غائب کی جائیداد ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی، لیکن عبد اللہؓ نے وہ سولہ لاکھ میں پیشی۔ پھر انسوں نے اعلان کیا کہ حضرت زبیرؓ پر جس کا قرض ہو وہ غائب میں آکر ہم سے مل لے، چنانچہ عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ آئے، ان کا زبیرؓ پر چار لاکھ روپیہ چاہئے تھا۔ انسوں نے تو یہ پیش کش کی کہ اگر تم چاہو تو میں یہ قرض چھوڑ سکتا ہوں، لیکن عبد اللہؓ نے کہا کہ نہیں پھر انسوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں سارے قرض کی ادائیگی کے بعد لے لوں گا۔ عبد اللہؓ نے اس پر بھی یہی کہا تھا خیر کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ آخر انسوں نے کہا کہ پھر اس زمین میں میرے حسے کا قطعہ مقرر کر دو۔ عبد اللہؓ نے کہا کہ زبیرؓ کی جائیداد اور مکالات وغیرہ بچ کر ان کا قرض ادا کر دیا گیا۔ اور سارے قرض کی ادائیگی ہو گئی۔ غائب کی جائیداد میں سائزے چار حصے ابھی بک نہیں سکتے۔ اس لئے عبد اللہؓ مغلوبیہ کے یہاں (شام) تشریف لے

بنگر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ قالَ  
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرَّبِيعِ: فَحَسِبْتَ مَا عَلَيْهِ مِنْ  
الَّذِينَ فَوَجَدْتُهُ الَّذِي أَلْفَى وَمَا تَنَى أَلْفُ  
قَالَ: فَلَقِيَ حَكِيمًا بْنَ حِزَامٍ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ  
الرَّبِيعِ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي: كَمْ عَلَى أَخِي  
مِنَ الدِّينِ؟ فَكَتَمَهُ قَالَ مِائَةً أَلْفَ. قَالَ  
حَكِيمٌ: وَاللَّهِ مَا أَرَى أَنْوَالَكُمْ تَسْعَ لَهُنَّهُ.  
قَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَتِ الْأَلْفُ  
أَلْفُ وَمَا تَنَى أَلْفُ؟ قَالَ: مَا أَرَاكُمْ تُطْبِقُونَ  
هَذَا، فَإِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَاسْتَعِنُوا  
بِنِي. قَالَ: وَكَانَ الرَّبِيعُ اشْتَرَى الْقَابَةَ  
بِسَبْعِينَ وَمَائَةَ أَلْفٍ. فَبَاعَهَا عَبْدُ اللَّهِ بِالْأَلْفِ  
أَلْفِ وَسِيَّمَائَةِ أَلْفٍ : ثُمَّ قَامَ قَالَ: مَنْ  
كَانَ لَهُ عَلَى الرَّبِيعِ حَقٌّ فَلَيُوَافِنَا بِالْقَابَةِ.  
فَأَتَاهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حَمْقَرٍ - وَكَانَ لَهُ عَلَى  
الرَّبِيعِ أَرْبَعِمَائَةِ أَلْفٍ - فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ:  
إِنْ شِئْتُمْ تَرْكُتُهَا لَكُمْ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا.  
قَالَ: فَإِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُهُمَا فِيمَا تَوَحَّرُونَ  
إِنْ أَخْرَجْتُمْ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا. قَالَ: فَأَقْطَلُوكُمْ  
لِي قَطْعَةً. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَكَ مِنْ  
هَا هَنَا إِلَى هَا هَنَا. قَالَ فَبَاعَ مِنْهَا فَقَضَى  
ذِيَّنَهُ فَأَوْفَاهُ. وَتَقَىَ مِنْهَا أَرْبَعَةً أَسْهُمْ  
وَنَصْفَ، فَقَدِيمَ عَلَى مَعَاوِيَةَ - وَعَنْدَهُ  
عَمْرُو بْنُ عَمَّانَ وَالْمُتَنَبِّرُ بْنُ الرَّبِيعِ،  
وَابْنُ زَمْعَةَ - فَقَالَ لَهُ مَعَاوِيَةَ: كَمْ قُوْمَتِ  
الْقَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ مِائَةً أَلْفٍ. قَالَ:  
كَمْ بَقَى؟ قَالَ: أَرْبَعَةُ أَسْهُمْ وَنَصْفٌ. قَالَ

گئے، وہاں عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بھی موجود تھے۔ معاویہ نے ان سے دریافت کیا کہ غلبہ کی جانب اور کی قیمت کتنی طے ہوئی، انہوں نے بتایا کہ ہر حصے کی قیمت ایک لاکھ طے پائی تھی۔ معاویہ نے دریافت کیا کہ اب باقی کتنے حصے رہ گئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ سارے حصے چار حصے، اس پر منذر بن زبیر نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں، عمرو بن عثمان نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں، ابن زمعہ نے کہا کہ ایک حصہ ایک لاکھ میں میں لے لیتا ہوں، اس کے بعد معاویہ بن شریٹ نے پوچھا کہ اب کتنے حصے باقی ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ڈیڑھ حصے! معاویہ نے کہا کہ پھر اسے میں ڈیڑھ لاکھ میں لے لیتا ہوں، بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ بعد میں معاویہ کو چھ لاکھ میں تقسیم دیا۔ پھر جب عبداللہ بن زبیر قرض کی ادائیگی کر چکے تو زبیر بن شریٹ کی اولاد نے کہا کہ اب ہماری میراث تقسیم کر دیجئے، لیکن عبداللہ بن شریٹ نے فرمایا، کہ ابھی تمہاری میراث اس وقت تک تقسیم نہیں کر سکتا، جب تک چار سال تک ایامِ حج میں اعلان نہ کروں کہ جس شخص کا بھی زبیر بن شریٹ پر قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے اور اپنا قرض لے جائے، راوی نے بیان کیا کہ عبداللہ بن شریٹ نے اب ہر سال ایامِ حج میں اس کا اعلان کرانا شروع کیا اور جب چار سال گزر گئے، تو عبداللہ نے ان کی میراث تقسیم کی، راوی نے بیان کیا کہ زبیر کی چار بیویاں تھیں اور عبداللہ بن شریٹ نے (وصیت کے مطابق) تین حصے بچی ہوئی رقم میں سے نکال لیا تھا، پھر بھی ہر بیوی کے حصے میں بارہ بارہ لاکھ کی رقم آئی، اور کل جاندار حضرت زبیرؓ کی پانچ کروڑ لاکھ ہوئی۔

**لشیخ** یہ حضرت زبیر بن عوام بن شریٹ ہیں، کہیت ابو عبداللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی اور آخر خضرت غزوہ میں آنحضرت بن شریٹ کے ساتھ رہے۔ عشرہ مشروط میں سے ہیں۔ جنگ جمل میں شہید ہوئے، یہ جنگ حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان ماہ جادوی الاول ۳۲ھ میں باب المدرہ میں ہوئی تھی۔ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں اس لئے اس کا نام جنگ جمل رکھا گیا۔ لوابی کی وجہ حضرت عثمان بن شریٹ کا خون ہاتھ تھا۔ حضرت عائشہؓ قاتلین عثمانؓ سے تصاص کی طلبگار تھیں۔ یہ جنگ اسی بات پر

ہوئی۔

اس حدیث کے قلیل مولانا حیدر الزماں مرحوم فرماتے ہیں۔

جگ جمل ۳۶۲ میں ہوئی، جو مسلمانوں کی خانہ جنگی کی بدترین مثال ہے، فریقین میں ایک طرف سربراہ حضرت علیؓ تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہؓ تھیں۔ حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے، ہوا یہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتل حضرت علیؓ کے لفکر میں شریک ہو گئے تھے، حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھ تھے کہ وہ قاتلین عثمان فوراً ان کے حوالہ کر دیئے جائیں تاکہ ان سے قصاص لیا جائے۔ حضرت علیؓ یہ فرماتے تھے کہ جب تک اچھی طرح دریافت اور تحقیق نہ ہو میں کس طرح کسی کو تمہارے حوالہ کر سکتا ہوں کہ تم ان کا خون ناقن کرو۔ یہی بھگرا تھا جو سمجھنے اور سمجھانے سے طے نہ ہوا۔ دونوں طرف والوں کو جوش تھا۔ آخر نوبت جگ تک پچھی، بالی خلافت کی کوئی تحریر نہ تھی۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ جو صحابہؓ تھے وہ سب حضرت علیؓ کی خلافت تسلیم کر چکے تھے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو بلا کر آنحضرت شہیدؓ کی حدیث یاد دلائی کہ زبیر ایک دن ایسا ہو گا، تم علیؓ سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے۔ حضرت زبیرؓ یہ حدیث سنتے ہی میدان بندگ سے لوٹ گئے۔ راستے میں یہ ایک مقام پر سو گئے۔ عمرو بن جرموز مردود نے وادی السبع میں سوتے ہوئے ان کو قتل کر دیا اور ان کا سر حضرت علیؓ بیٹھ کے پاس لایا۔ حضرت علیؓ بیٹھ نے فربیا میں نے آنحضرت شہیدؓ سے نہ ہے کہ زبیرؓ کا قاتل دوزخی ہے۔

**باب اگر امام کسی شخص کو سفارت پر بھیجے یا کسی خاص جگہ  
ٹھہر نے کا حکم دے تو کیا اس کا بھی حصہ (غیمت میں) ہو گا؟**

(۳۱۳۰) ہم سے موی بن اسحیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن موهب نے بیان کیا، اور ان سے ابن عمرؓ نے کہ حضرت عثمان بیٹھ بدر کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ ان کے نکاح میں رسول کریمؐ کی ایک صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ ان سے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ تمیں بھی اتنا ہی ثواب ملے کا جتنا بدر میں شریک ہونے والے کسی شخص کو، اور اتنا ہی حصہ بھی ملے گا۔

**۱۴- بَابُ إِذَا بَعَثَ الْإِمَامُ رَسُولًا  
لِّحَاجَةٍ، أَوْ أَمْرَةً بِالْمَقَامِ، هَلْ يُنْهَمُ لَهُ؟**

۳۱۳۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ مَوْهِبَ عَنِ الْأَنْبِيَا عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا تَعَيَّبُ عُثْمَانَ عَنْ بَنْزِرٍ فَلَيْهِ كَانَ تَعَخَّدَ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَكَانَتْ مَرِيضَةً، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ أَجْزَ رَجْلٍ مِّنْ شَهِيدٍ بَنْزِراً وَسَهْمَةً)).

[اطرافہ فی: ۳۶۹۸، ۳۷۰۴، ۴۰۶۶،  
۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۶۶، ۴۶۵۰، ۴۶۵۱، ۷۰۹۵]

حضرت امام ابو حنیفہؓ نے اسی حدیث کے موافق حکم دیا ہے کہ جو شخص امام کے حکم سے باہر گیا ہو، یا ٹھہر گیا ہو اس کا بھی حصہ مال غیمت میں لگایا جائے اور امام شافعیؓ اور امام مالکؓ اور امام احمدؓ اس کے خلاف کہتے ہیں اور اس حدیث کو حضرت عثمانؓ کے حق میں خاص قرار دیتے ہیں۔

**باب اس بات کی دلیل کہ پانچواں حصہ مسلمانوں کی**

**۱۵- بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ**

## ضرورتوں کے لئے ہے

وہ واقعہ ہے کہ ہوازن کی قوم نے

اپنے دودھ ناطے کی وجہ سے جو آخرت میں کے ساتھ تھا، آپ سے درخواست کی، ان کے مال قیدی واپس ہوں تو آپ نے لوگوں سے معاف کرایا کہ اپنا حق چھوڑ دا اور یہ بھی دلیل ہے کہ آپ لوگوں کو اس مال میں سے دینے کا وعدہ کرتے جو بلا جنگ ہاتھ آیا تھا اور خس میں سے انعام دینے کا اور یہ بھی دلیل ہے کہ آپ نے خس میں سے انصار کو دیا اور جابرؓ کو خیر کی کھبور دی۔

(۳۲) ۳۲ (۳۲) ہم سے سعید بن عفیرنے بیان کیا، کما کہ مجھ کو یہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شلب نے بیان کیا کہ عروہ کتنے تھے کہ مروان بن حکم اور سور بن محمد میں اتنا نے انہیں خبر دی کہ جب ہوازن کا وفد رسول کریم میں کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے مالوں اور قیدیوں کی واپسی کا سوال کیا، تو آخرت میں نے فرمایا کہ کچی بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ ان دونوں چیزوں میں سے تم ایک ہی واپس لے سکتے ہو۔ اپنے قیدی واپس لے لو یا پھر مال لے لو، اور میں نے تمہارا انتظار بھی کیا۔ آخرت میں نے تقریباً دس دن تک طائف سے واپسی پر ان کا انتظار کیا اور جب یہ بات ان پر واضح ہو گئی کہ آخرت میں ان کی صرف ایک ہی چیز (قیدی یا مال) واپس کر سکتے ہیں تو انہوں نے کما کہ ہم اپنے قیدی ہی واپس لینا چاہتے ہیں۔ اب آخرت میں نے مسلمانوں کو خطاب فرمایا، آپ نے اللہ کی اس کی شان کے مطابق حمد و شکر نے کے بعد فرمایا، اما بعد! تمہارے یہ بھائی اب ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی انہیں واپس کر دیئے جائیں۔ اسی لئے جو شخص اپنی خوشی سے گنہت کے اپنے حصے کے (قیدی) واپس کرنا چاہے وہ کر دے اور جو شخص چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہمیں جب اس کے بعد سب سے پہلی

الْخَمْسَ إِنَّوَابِ النَّمُسْلِمِينَ مَا

سَأَلَ هَوَازِنُ النَّبِيُّ ﷺ

— بِرِضَاعِهِ فِيهِمْ — فَتَحَلَّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ،  
وَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْدُ النَّاسَ أَنْ يُغْطِيَهُمْ  
مِنَ الْفَقِيرِ وَالْأَنْفَالِ مِنَ الْخُمُسِ، وَمَا  
أَغْطَى الْأَنْصَارَ، وَمَا أَغْطَى جَاهِرَ بْنَ عَبْدِ  
اللهِ تَعَزُّ خَيْرَهُ.

٣١٣٢ - ٣١٣١

قال : حدثني النبي قال : حدثني عقيل  
عن ابن شهاب قال: وَرَأَمْ عَزْوَةً أَنْ  
مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَمِسْنَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ  
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ حِينَ جَاءَهُ  
وَفَدْ ہوازن مسلمین فسألوه أن يرد  
إليهم أموالهم وسيطهم، فقال لهم رسول  
الله ﷺ: ((أَحَبُّ الْحَدِيثَ إِلَيْيَ أَصْدَقَهُ،  
فَاحْتَارُوا إِحْدَى الطَّافِقَتَيْنِ: إِمَّا السَّيِّ  
وَإِمَّا الْمَعَالِ، وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنِيْتُ بِهِمْ))  
— وقد كان رسول الله ﷺ انظر آخره  
بعض عشرة ليلة حيين فقل من الطائف -  
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَيْرُ رَادِ  
إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّافِقَتَيْنِ قَالُوا: فَلَمَّا  
نَعْلَمْ سَيِّنَا، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي  
الْمُسْلِمِينَ لَذَّتِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ  
فِيمْ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدَ فَإِنَّ إِخْرَانَكُمْ هُوَ لَأَءَ  
قَدْ جَاءُونَا تَالِيْنِ، وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرْدِ

غیمت ملے تو اس میں سے اس کے حصے کی ادائیگی کرو دی جائے تو وہ بھی اپنے قیدی والیں کر دے، (اور جب ہمیں دوسرے غیمت ملے گی تو اس کا حصہ ادا کر دیا جائے گا) اس پر صحابہ کرامؓ نے کہا کہ یار رسول اللہ! ہم اپنی خوشی سے انہیں اپنے حصے واپس کر دیتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہوا کہ کن لوگوں نے اپنی خوشی سے اجازت دی اور کن لوگوں نے نہیں دی ہے۔ اس لئے سب لوگ (اپنے غیموں میں) واپس چلے جائیں اور تمہارے سردار لوگ تمہاری بات ہمارے سامنے آ کر بیان کریں۔ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے اس مسئلہ پر گفتگو کی اور پھر آنحضرت ﷺ کو آ کر خبر دی کہ سب لوگ خوشی سے اجازت دیتے ہیں۔ یہی وہ خبر ہے جو ہوازن کے قیدیوں کے سلسلے میں ہمیں معلوم ہوئی ہے۔

إِنَّهُمْ سَيِّدُهُمْ، مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُطِيبَ لَلَّهُ فَعَلَّ، وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُغْطِيهَ إِيَّاهُ مِنْ أَوْلَى مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلَيَفْعُلَ). فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَّا هُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّا لَا نَذِرِي مَنْ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِنْنَنْ لَمْ يَأْذَنَ، فَارْجِعُوهُ حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عَرْفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ)، فَرَجَعَ النَّاسُ. لَكَلْمَهُمْ عَرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوا فَأَذِنُوا. لَهُدَا الَّذِي بَلَّغَنَا عَنْ سَيِّدِ هَوَازِنْ)).

[رَاجِعٌ : ۲۳۰۷ ، ۲۳۰۸]

**لشیخت** قوم ہوازن میں آپ کی اولین دایہ طیہ سدیہ تھیں۔ این اسحاق نے مجازی میں نکلا ہے کہ ہوازن والوں نے آنحضرت  
لشیخت سے یوں عرض کیا تھا آپ ان عورتوں پر احسان کئجئے جن کا آپ نے دوچھپا ہے۔ آنحضرت لشیخت نے اسی بنا پر ہوازن  
والوں کو بھائی قرار دیا اور جاہدین سے فربیا کہ وہ اپنے اپنے حصہ کے لوگوں غلام ان کو والوں کر دیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس جدید  
میں کئی ایک تمدنی امور بھی بتالے گئے ہیں جن میں اقوام میں نمائندگی کا اصول بھی ہے جسے اسلام نے سکھلایا ہے اسی اصول پر موجودہ  
جمسوری طرز حکومت وجود میں آیا ہے۔

اس روایت کی سند میں مروان بن حکم کا بھی نام آیا ہے، اس پر مولانا وحید الزمان مرحوم فرماتے ہیں  
مروان نے نہ آنحضرت ﷺ سے نہ ہے، نہ آپؐ کی صحبت انھیٰ ہے۔ اس کے اعمال بہت خراب تھے اور اسی وجہ سے لوگوں  
نے حضرت امام بخاری پر طعن کیا ہے کہ مروان سے روایت کرتے ہیں۔ حلاکہ حضرت امام بخاری نے ایکی مروان سے روایت نہیں  
کی، بلکہ سورین غزہ کے ساتھ جو صحابی ہیں، روایت کی ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض برا شخص حدیث کی روایت میں چا  
اور ہاتھیاط ہوتا ہے تو محمد شین اس سے روایت کرتے ہیں۔ اور کوئی شخص بہت نیک اور صاف ہوتا ہے لیکن وہ عبارت یاد سرے علم  
میں مصروف رہنے کی وجہ سے حدیث کے الفاظ اور متن کا خوب خیال نہیں رکھتا، تو محمد شین اس سے روایت نہیں کرتے یا اس کی  
روایت کو ضعیف جانتے ہیں۔ اسکی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ مجتهدین عظام میں کچھ حضرات تو اپیے ہیں جن کا طریقہ کار اخراج و  
استبلاد سائل اجتہاد کے طریق پر تھا۔ کچھ فقہ اور حدیث ہردو کے جامع تھے۔ بہر حال حضرت امام بخاری اپنی جگہ پر مجتهد مطلق ہیں۔  
اگر وہ کسی جگہ مروان جیسے لوگوں کی روایات نقل کرتے ہیں تو ان کے ساتھ کسی اور معتبر شاہد کو بھی پیش کر دیتے ہیں۔ جوان کے کمال  
اصطیاط کی دلیل ہے اور اس بنا پر ان پر طعن کرنا بھی تصور اور کورپاٹھی کا شوت رہتا ہے۔

٣١٣٣ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

(الیوب نے ایک دوسری سند کے ساتھ اس طرح روایت کی ہے کہ مجھ سے قاسم بن عاصم کلیتی نے بیان کیا اور کہا کہ قاسم کی حدیث (ابو قلابہ کی حدیث کی بہ نسبت) مجھے زیادہ اچھی طرح یاد ہے، نہ مم سے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم ابو موسیٰ اشعری محدث کی مجلس میں حاضر تھے (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر ہونے لگا۔ بنی تمیم اللہ کے ایک آدمی سرخ رنگ والے وہاں موجود تھے۔ غالباً موائل میں سے تھے۔ انہیں بھی ابو موسیٰ محدث نے کھانے پر بیایا، وہ کہنے لگے کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا تو مجھے بڑی نفرت ہوئی اور میں نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ قریب آجاؤ، (تماری قسم پر) میں تم سے ایک حدیث اسی سلسلے کی بیان کرتا ہوں، قبیلہ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (غزوہ توبہ کے لئے) حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تمہارے لئے سواری کا انتظام نہیں کر سکتا، کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہاری سواری کے کام آسکے، پھر آں حضرت ﷺ کی خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے، تو آپ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا، اور فرمایا کہ قبیلہ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ نے پانچ اونٹ ہمیں دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا، خوب موٹے تازے اور فربہ۔ جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ جو نامناسب طریقہ ہم نے اختیار کیا اس سے آنحضرت ﷺ کے اس عطیہ میں ہمارے لئے کوئی برکت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب آپ سے درخواست کی تھی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کر سکوں گا۔ شاید آپ حضرت کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو، لیکن آں حضرت ﷺ نے فرمایا، کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا، وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں یہ سواریاں دے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! تم اس پر یقین رکھو کہ انشاء اللہ

آیوب عن أبي قلابة. قال: وَحَدَّثَنِي  
الْفَاسِمُ بْنُ عَاصِمٍ الْكُلَّابِيُّ - وَأَنَا لِحَدِيثِ  
الْفَاسِمِ أَحْفَظُ - عَنْ زَهْدَمَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ  
أَبِي مُوسَى، فَأَتَى ذِكْرُ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهُ  
رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِّ اللَّهُ أَخْمَرُ كَائِنُهُ مِنْ  
الْمَوَالِيِّ، فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ  
يَاكُلُ شَنَّا فَقَدِرْتُهُ فَحَلَّفْتُ لَا أَكُلُّ.  
فَقَالَ: هَلْمُ فَلَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: إِنِّي  
أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيَّنَ نَسْخَمِلَةً، فَقَالَ:  
((وَاللَّهُ لَا أَخْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِي مَا  
أَخْمِلُكُمْ)). وَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَهْبَ إِبْلِ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ:  
أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّونَ؟ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ  
ذَوْدٍ غَرَّ الدُّرَّى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا  
صَنَعْنَا؟ لَا يُبَارِكُ لَنَا. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا:  
إِنَا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا، فَحَلَّفْتَ أَنْ لَا  
تَحْمِلَنَا، أَفَسِيَتْ؟ قَالَ: ((لَسْتُ أَنَا  
حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي  
وَاللَّهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَخْلِفُ عَلَى يَمِينِ  
فَارَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ  
خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)).

[اطرافہ فی: ۴۳۸۵، ۴۴۵۱، ۵۵۱۷،  
۵۵۱۸، ۶۶۲۳، ۶۶۴۹، ۶۶۷۸،  
۶۶۸۰، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۱، ۷۵۵۵]

جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں، پھر مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ بہتر اور مناسب طرز عمل اس کے سوا میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہو گی اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

ابو موسیٰ کا یہ مطلب تھا کہ تو نے بھی جو قسم کھالی ہے کہ مرغی نہ کھاؤں گا یہ قسم اچھی نہیں ہے کہ مرغی حلال جائز ہے۔ فراغت سے کھا اور قسم کا کفارہ ادا کر دے، باب کی منابت یہ ہے کہ آخرست نَبِيُّهُمْ نے اشعيوں کو اپنے حصے یعنی خس میں سے یہ اونٹ دیتے۔ ابو موسیٰ اور ان کے ساتھیوں نے یہ خیال کیا کہ شاید آخرست نَبِيُّهُمْ کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو کہ میں تم کو سواریاں نہیں دیتے کا اور ہم نے آپ کو یاد نہیں دلایا گویا فریب سے ہم یہ اونٹ لے آئے، ایسے کام میں بھلانی کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اسی صفائی کے لئے انہوں نے مراجعت کی جس سے معاملہ صاف ہو گیا۔

(۳۱۳۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی لشکر کے ساتھ تھے۔ غیمت کے طور پر انہوں کی ایک بڑی تعداد اس لشکر کو ملی۔ اس لئے اس کے ہر سپاہی کو حصے میں بھی بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے اور ایک ایک اونٹ اور انعام میں ملا۔

اور ظاہر ہے کہ لشکر کے سردار کا تھا مگر آخرست نَبِيُّهُمْ کے زمانے میں ہوا، آپ نے ناہو گا اور اس پر سکوت فرمایا تو وہ جوت ہوا۔

(۳۱۳۵) ہم سے سعید بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو لیث نے خبر دی، انہیں عقیل نے، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سالم نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بھی کرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض مہموں کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غیمت کے عام حصوں کے علاوہ (خس وغیرہ میں سے) اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔

(۳۱۳۶) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماء نے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہ بھی کرم نَبِيُّهُمْ کی بھرت کی خبر ہمیں ملی، تو ہم یعنی میں تھے۔ اس لئے ہم بھی آپ کی خدمت میں مہاجر کی حیثیت سے حاضرا ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ میں تھا،

۴- ۳۱۳۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَبْلَ نَجْدٍ فَعَنِمُوا إِلَيْهَا كَثِيرَةً، فَكَانَتْ سَهْمَانِهِمْ أَثْنَى عَشْرَ بَعِيزِرًا أَوْ أَحَدَ عَشْرَ بَعِيزِرًا، وَنَفَلُوا بَعِيزِرًا بَعِيزِرًا۔ [طرفة في : ۴۳۲۸]۔

۴- ۳۱۳۵ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْنَيْرَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفَلُ بَعْضَ مَنْ يَنْعَثُ مِنَ السَّرَّايمَا لِأَنفُسِهِمْ خَاصَّةً سَوْيَ قَسْمِ عَامَةِ الْجَنْشِ)۔

۴- ۳۱۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بُزَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَلَغَنَا مَخْرُجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمِينِ، فَخَرَجَنا

میرے دو بھائی تھے۔ (میری عمر ان دونوں سے کم تھی، دونوں بھائیوں میں) ایک ابو بردہ تھے اور دوسرے ابو رہم۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ اپنی قوم کے چند افراد کے ساتھ یا یہ کہا تھیں یا باون آدمیوں کے ساتھ (یہ لوگ روانہ ہوئے تھے) ہم کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نجاشی کے ملک جب شہنشہ پہنچ گئی اور وہاں ہمیں جعفر بن الی طالب بن شیعہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ملے۔ جعفر بن شیعہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں یہاں بھجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم یہیں رہیں۔ اس لئے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ یہیں ٹھہر جائیں۔ چنانچہ ہم بھی وہیں نہ سر گئے۔ اور پھر سب ایک ساتھ (میریہ) حاضر ہوئے جب ہم خدمت نبوی میں پہنچے، تو آخر پرست ﷺ نے خیر فتح کر کچے تھے۔ لیکن آخر پرست ﷺ نے (دوسرے مجاهدوں کے ساتھ) ہمارا بھی حصہ مال غیمت میں لگایا۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ آپ نے غیمت میں سے ہمیں بھی عطا فرمایا، حالانکہ آپ نے کسی ایسے شخص کا غیمت میں حصہ نہیں لگایا جو لڑائی میں شریک نہ رہا ہو۔ صرف انی لوگوں کو حصہ ملا تھا، جو لڑائی میں شریک تھے۔ البتہ ہمارے کشتی کے ساتھیوں اور جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بھی آپ نے غیمت میں شریک کیا تھا۔ (حالانکہ ہم لوگ لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے)

ظاہر یہ ہے کہ یہ حصہ آپ نے مال غیمت میں سے دلوایا نہ خس میں سے، پھر باب کی مناسبت کیوں نکر ہو گئی، مگر جب امام کو مال غیمت میں جو دوسرے مجہدین کا حق ہے ایسا تصرف کرنا جائز ہوا تو خس میں بطريق اولیٰ جائز ہو گا جو خاص امام کے سپرد کیا جاتا ہے۔ پس باب کا مطلب حاصل ہو گیا۔

(۳۱۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے، کہا ہم سے محمد بن مکدر نے، اور انہوں نے جابر بن شیعہ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب بحرین سے وصول ہو کر میرے پاس مال آئے گا تو میں تمہیں اس طرح اس طرح، اس طرح (تین لپ) دوں گا اس کے بعد آخر پرست ﷺ کی وفات ہو گئی اور بحرین کا مال اس وقت تک نہ آیا۔ پھر جب وہاں سے مال آیا تو ابو بکر بن شیعہ کے حکم سے منادری نے اعلان کیا کہ جس کا بھی نبی

مُهَاجِرٍ فِي إِلَهٍ - أَنَا وَأَخْوَانِي أَنَا أَصْفَرُهُمْ: أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْزَادَةَ وَالْآخَرُ أَبُورُهُمْ - وَإِمَّا قَالَ فِي بِضَعْ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةَ وَخَمْسِينَ أَوْ أَثْنَيْنَ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي، فَرَكِنَا سَفِينَةَ، فَأَنْقَبَنَا سَفِينَتَنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ سِيَالِ حِبَشَةَ، وَوَاقَفَنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَصْحَابَهُ عِنْدَهُ، فَقَالَ جَعْفَرٌ : إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَنَنَا هَا هُنَا، وَأَمَرَنَا بِالِّإِقَامَةِ، فَأَقْتَمُوا مَعَنَا، فَأَقْمَنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا، فَوَاقَنَا النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَلْجِنِ فَتَسَخَّرَ خَيْرِيْرَ، فَأَسْهَمَهُ لَنَا - أَوْ قَالَ : فَأَغْطَطَانَا - بِنَهَا، وَمَا قَسْمَ لَأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْرِيْرَ مِنْهَا شَيْئًا، إِلَّا لِمَنْ شَهَدَ مَعَهُ، إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتَنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسْمٌ لَهُمْ مَعْهُمْ)).

[اطرافہ فی: ۳۸۷۶، ۴۲۳۰، ۴۲۳۳] .

۳۱۳۷ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَا نَالَ الْبَخْرَيْنِ لَقَدْ أَغْطَيْنَا هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)). فَلَمَّا يَجْئِءَهُ حَتَّى قَبْضَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا

کشم ملٹیپل پر کوئی قرض ہوایا آپ کا کوئی وعدہ ہو تو ہمارے پاس آئے۔ میں ابو بکر بن شعث کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ملٹیپل نے یہ فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے تین لپ پر کر بھجھے دیا۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر کے (لپ بھرنے کی) کیفیت بتائی پھر ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ ابن منذر نے بھی ہم سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ اور ایک مرتبہ سفیان نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ جابرؓ نے کہا کہ میں ابو بکر بن شعث کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں حاضر ہوا، اور اس مرتبہ بھی مجھے انہوں نے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں تیسرا مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے مانگا اور آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ دوبارہ مانگا، پھر بھی آپ نے عنایت نہیں فرمایا اور پھر مانگا لیکن آپ نے عنایت نہیں فرمایا۔ اب یا آپ مجھے دیکھیے یا پھر میرے بارے میں بخل سے کام لیجھے، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ تم کتنے ہو کر میرے معاملے میں بخل سے کام لیتا ہے۔ حالانکہ تمہیں دینے سے جب بھی میں نے منہ پھرا تو میرے دل میں یہ بات ہوتی تھی کہ تمہیں کبھی نہ کبھی دینا ضرور ہے۔ سفیان نے بیان کیا کہ ہم سے عمرو نے بیان کیا، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے جابرؓ نے پھر ابو بکر بن شعث نے مجھے ایک لپ پر بھر کر دیا اور فرمایا کہ اسے شمار کر میں نے شمار کیا تو پانچ سو کی تعداد تھی، اس کے بعد ابو بکر بن شعث نے فرمایا کہ اتنا ہی دو مرتبہ اور لے لے۔ اور ابن المنذر نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے فرمایا تھا، بخل سے زیادہ بدترین اور کیا بکاری ہو سکتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کا پہلی بار میں نہ دینا کسی مصلحت سے تھا تاکہ جابرؓ کو معلوم ہو جائے اس کا دینا کچھ ان پر بطور قرض کے لازم نہیں ہے بلکہ بطور تبرع کے رہتا ہے۔

(۳۱۳۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان نے کیا، کہا ہم سے قرة بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ بن عینہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ملٹیپل مقام جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص ذوالخویصرہ نے آپ سے کہا،

جاءَ مَالُ الْبَخْرِينِ أَمْرَأُ أَبُو بَكْرٍ مَنَادِيَا  
فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَ أَوْ عِدَةَ  
فَلَيَأْتِنَا فَأَتَيْتُهُ فَقَلَّتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا  
وَكَذَا. فَحَتَّا لِيْ ثَلَاثًا. وَجَعَلَ سُفِيَّانَ  
يَغْرُو بِكَفْنِيهِ جَهِنَّمًا، ثُمَّ قَالَ لَنَا: هَكَذَا  
قَالَ لَنَا أَبْنُ الْمُنْكَدِرِ. وَقَالَ مَرْأَةٌ فَأَتَيْتُ  
أَبَا بَكْرٍ فَسَأَلَتْ فَلَمْ يَعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ  
يَعْطِنِي، ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَلَّتْ: سَأَلْتُكَ  
فَلَمْ يَعْطِنِي ثُمَّ سَأَلْتُكَ فَلَمْ يَعْطِنِي، ثُمَّ  
سَأَلْتُكَ فَلَمْ يَعْطِنِي، فَإِمَّا أَنْ تَعْطِنِي وَإِمَّا  
أَنْ تَبْخَلْ عَنِي. قَالَ: فَلَتْ تَبْخَلْ عَلَيْ،  
مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرْأَةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ  
أَعْطِيَكَ) قَالَ سُفِيَّانَ: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو  
عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ جَابِرٍ فَحَتَّا لِي  
حَشْيَةً وَقَالَ: غَدَهَا، فَوَجَدْنَاهَا حَمْسَ  
مَائَةً وَقَالَ: فَخَذْ مِثْلَهَا مَرْتَبَتِنِ وَقَالَ يَعْنِي  
أَبْنَ الْمُنْكَدِرِ: وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ  
الْبَخْلِ.

۳۱۳۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
حَدَّثَنَا قُرَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ  
دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ: يَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُسِّمُ

غَيْرِهَا بِالْجِمْعِ إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَغْدِلْ. الصَّافَ سَأَكْامِلُ. آخْضَرْتَ مُثَبِّطَنَ فَرِمَيَا، أَغْدِلْ مِنْ بَحْرِ الصَّافَ سَأَكْامِلُ. سَأَكْامِلُ لَوْنَ تَوْبَدْ جَنْتَهُوا.

[راجع: ۲۲۹۶]

غیمت کا لفظ دونوں طرح منقول ہے یعنی بصیر حاضر اور بصیر متکلم، پہلے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ہی غیر عادل ہوں تو پھر تو توبہ نصیب ہو کیونکہ تو میرا تالمیز ہے۔ جب مرشد اور متبع عادل نہ ہو تو مرید کا کیا تھا کتنا اور یہ حدیث آئندہ پورے طور سے مذکور ہو گی۔ باب کی مناسبت یہ ہے کہ آخْضَرْتَ مُثَبِّطَنَ نے خمس میں سے اپنی رائے کے موافق کسی کو کم زیادہ دیا ہو گا، جب تو ذوالخواصہ نے یہ اعتراض کیا، کیونکہ بالقیار چار حصے تو برابر سب مجاہدین میں تقسیم ہوتے ہیں۔ مگر اس کا اعتراض غلط تھا کہ اس نے آخْضَرْتَ مُثَبِّطَنَ کی بابت ایسا گمان کیا۔ جب کہ آپ سے بڑھ کر نیز نوع انسان میں کوئی عادل مصنف پیدا نہیں ہوا، نہ ہو گا۔

## ۱۶- بَابُ مَا مَنَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَابِ آخْضَرْتَ مُثَبِّطَنَ كَاحْسَانِ رَكْهِ كَرْقِيدِيُوْنَ كَوْمَفْتِ چَھُورُ

الْأَسَارَى مِنْ غَيْرِ أَنْ يُحَمَّسَ وَيَنَا، اُور خمس وغیرہ نہ نکالنا

باب کا مطلب یہ ہے کہ غیمت کا مال امام کے اختیار میں ہے۔ اگر چاہے تو تقسیم کرنے سے پہلے وہ کافروں کو پھیر دے۔ یا ان کے قیدی مفت آزاد کر دے۔ تقسیم کے بعد پھر وہ مال مجاہدین کی ملک ہو جاتا ہے۔

۳۱۳۹- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ (۳۱۳۹) هم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد الرزاق نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں محمد بن جبیر نے اور انہیں ان کے والد نے کہ رسول کریم ﷺ نے بدرا کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ اگر مطعم بن عدی (جو کفر کی حالت میں مر گئے تھے) زندہ ہوتے اور ان بخش، نیاپاک لوگوں کی سفارش کرتے تو میں ان کی سفارش سے انہیں (ندیہ لئے بغیر) چھوڑ دیتا۔

أخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزَّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبَّيرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي أَسَارَى بَدْرٍ: (لَوْ كَانَ الْمُطَعْمُ بْنَ عَدِيًّا حَيَا ثُمَّ كَلَمَنَيْ فِي هَؤُلَاءِ النَّسْنَى لَتَرَكَهُمْ لَهُ). طرفہ فی : ۴۰۲۴

آئیت کریمہ انما المشرکون نحس (التوبہ: ۲۸) کی ہاپ ان کو بخش کہا، شرک ایسی ہی نجاست ہے۔ مگر ہزار افسوس کہ آج کتنے نام نہاد مسلمان بھی اس نجاست میں آلوہ ہو رہے ہیں۔

۱۷- بَابُ وَمِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْخُمْسَ لِإِلَامِ، وَأَنَّهُ يُغْطِي بَعْضَ قَرَائِبِهِ دُونَ بَعْضٍ مَا قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ لِتَبَيِّنِ الْمُطْلَبِ وَتَبَيِّنِ هَاشِمٍ مِنْ خَمْسٍ خَيْرٍ. قَالَ عَمْرُ بْنُ عَبْدِ الْغَنِيِّ: لَمْ يَعْمَلْ بِذَلِكَ وَلَمْ يَخْصُ قَرِيبًا دُونَ مَنْ أَخْوَجَ

دار ہوا کی کو دیں۔ بلکہ جو زیادہ محتاج ہوتا، آپ اسے عنایت فرماتے، خواہ رشتہ میں وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔ اگرچہ آپ نے جن لوگوں کو دیا وہ یہی دیکھ کر وہ محاجی کا آپ سے شکھ کرتے تھے اور یہ بھی دیکھ کر آنحضرت ﷺ کی جانبداری اور طرفداری میں ان کو جو نقصان انہی قوم والوں اور ان کے ہم قسموں سے پکنچا (وہ بہت تھا)

(۳۱۲۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے ابن مسیب نے بیان کیا اور ان سے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے بنو مطلب کو تو عنایت فرمایا لیکن ہم کو چھوڑ دیا، حالانکہ ہم کو آپ سے وہی رشتہ ہے جو بنو مطلب کو آپ سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنو مطلب اور بنوہاشم ایک ہی ہے۔ لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا اور (اس روایت میں) یہ زیادتی کی کہ جبیر بن شٹھ نے کہا نبی کریم ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نو فل کو نہیں دیا تھا، اور ابن اسحاق (صاحب مغازی) نے کہا ہے کہ عبد شمس، ہاشم اور مطلب ایک ماں سے تھے، اور ان کی ماں کا نام عاتکہ بنت مرہ تھا اور نو فل باپ کی طرف سے ان کے بھائی تھے۔ (ان کی ماں دوسری تھیں)

باب مقتول کے جسم پر جو سامان ہو (کپڑے، ہتھیار وغیرہ) وہ سامان تقسیم میں شریک ہو گا نہ اس میں سے خمس لیا جائے گا بلکہ وہ سارا قاتل کو ملے گا اور امام کا ایسا حکم دینے کا بیان (۳۱۲۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یوسف بن ماجشوں نے، ان سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے صالح کے دادا (عبدالرحمن بن عوف بن عثیم)

إِنَّهُ مِنَ الْمُحَاجِةِ، وَلَمَّا مَسَّهُمْ فِي جَنَاحِهِ  
مِنْ قَوْمِهِمْ وَحَلَّفَاهُمْ.

٣١٤٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَنْبِيثُ عَنْ عَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ جَبَّيرٍ بْنِ مُطَعْمٍ قَالَ: مَشِيتُ أَنَا وَعَمَّانُ بْنُ عَفَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَغْطَيْتَنِي الْمُطَلَّبَ وَتَرَكْتَنِي. وَنَحْنُ وَهُمْ مِنْكُمْ بِمَنْزِلَةِ وَاحِدَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّمَا بْنُ الْمُطَلَّبِ وَبْنُ هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ)). قَالَ الْأَنْبِيثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ وَزَادَ: ((قَالَ جَبَّيرٌ: وَلَمْ يَقْسِمْ النَّبِيُّ ﷺ لِيَنِي عَنْدَ شَمْسٍ وَلَا لِيَنِي نَوْفَلٌ. وَقَالَ أَبْنُ إِسْحَاقَ: عَنْدَ شَمْسٍ وَهَاشِمٍ وَالْمُطَلَّبِ إِنْوَهُ لَامٌ. وَأَمْهُمْ عَاتِكَةُ بِنْتُ مُرْأَةً. وَكَانَ نَوْفَلُ أَحَادِيمُ لِأَبْنِيهِمْ)).

[طرفاه في : ۳۵۰۲، ۴۲۲۹]

١٨ - بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ وَمَنْ قَلَ قَبِيلًا فَلَهُ سَلَبَةٌ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمُ الْإِمَامِ فِيهِ

٣١٤١ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمُجَاشُونَ عَنْ صَالِحٍ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ

تے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبلیہ انصار کے دونوں عمر بڑوں کے تھے۔ میں نے آرزو کی کاش! میں ان سے زبردست زیادہ عمر والوں کے پیچ میں ہوتا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا چاہیے؟ آپ ابو جمل کو بھی پوچھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں! لیکن بیٹھے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرتا ہو گا، مردہ جائے، مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابو جمل دکھائی دیا جو لوگوں میں (کفار کے شکر میں) گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں تو وہ سامنے (پھر تاہو انظر آ رہا) ہے۔ دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑنے اور جملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول کشمیر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی، آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا اپنی تلواریں تم نے صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔ اور اس کا سارا سلامان معاذ بن عمرو بن جحود کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جحود تھے۔ محمد نے کہا کہ یوسف نے صالح سے سن اور ابراہیم نے اپنے باپ سے سن۔

**لشیخ** ہوا یہ تھا کہ معاذ بن عمرو بن جحود نے اس مردوں کو بے دم کیا تھا تو اصل قاتل وہی ہوئے، اُسی کو آپ نے ابو جمل کا سامان دلایا اور معاذ بن عفراء بن عمار بن عفرا بن معاذ بن عمرو بن جحود کے وقت ٹھر کتے ہیں یا نہیں، اگر یہ بھاگے تو معلوم نہیں میرے دل کی عوف نے خیال کیا کہ یہ بچے تا تجربہ کار ہیں، معلوم نہیں جنگ کے وقت ٹھر کتے ہیں یا نہیں، اگر یہ بھاگے تو معلوم نہیں میرے دل کی

أَبْيَهُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ : يَبْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفَّ يَوْمَ بَذْرٍ، فَظَرَرْتُ عَنْ يَمْنِي وَشَمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغَلَمَنْ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدَيْثَةً أَسْنَاهُمَا تَمَيَّزَتْ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعِهِمَا، فَعَمَرْتُنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ : يَا عَمَ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلَ؟ قُلْتُ : نَعَمْ، مَا حَاجَكُلَّ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ : أَخْبَرْتُ أَنَّهُ يَسْبُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَنْ رَأَيْتُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سِوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنِّي. فَتَعَجَّبَتْ لِذَلِكَ، فَعَمَرْتُنِي الْآخِرُ فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْتَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَيْيَ أَبِي جَهْلِ يَحْوُلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ : أَلَا إِنْ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتَمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَفَنَهُمَا فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ. ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَاهُ . فَقَالَ : ((أَلِكُمَا قَتَلَهُ؟)) قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا : أَنَا قَتَلْتُهُ. فَقَالَ : ((هَلْ مَسَحْتُمَا سَيِّنَكُمَا؟)) قَالَ لَا. فَنَظَرَ فِي السَّيِّفَنِ فَقَالَ : ((كَلَّا كُمَا قَتَلَهُ)). وَسَلَّهَ لِمُعاذِ بْنِ عَمْرُو بْنِ الْجَمْوَحِ. وَكَانَ مُعاذًا ابْنَ عَفْرَاءَ وَمُعاذًا بْنَ عَمْرُو بْنَ الْجَمْوَحِ.

[طرفاہ فی : ۳۹۶۴، ۳۹۸۸].

بھی کیا حالت ہو، ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ دونوں بیش شجاعت کے شیر اور بوڑھوں سے بھی زیادہ دلر ہیں، ان انصاری بچوں نے لوگوں سے ابو جمل مردود کا حال سنا تھا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو کیسی کسی ایڈائیں دی تھیں۔ چونکہ یہ مدینہ والے تھے لہذا ابو جمل کی صورت نہیں پہچانتے تھے۔ ایمان کا جوش ان کے دلوں میں تھا، انہوں نے یہ چلا کہ ماریں تو بڑے موزی کو ماریں، اسی مردود کا کام تمام کریں۔ جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بعض روایتوں میں ابو جمل کے قاتل معاذ اور معوذ عفراء کے بیٹے بتائے گئے ہیں۔ اور ابن مسعودؓ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ احتال ہے کہ یہ لوگ بھی بعد میں شریک قتل ہو گئے ہوں۔

(۳۱۴۲) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام ماں ک نے ان سے یحییٰ بن سعید نے ان سے اہن افلح نے، ان سے ابو قادہ کے غلام ابو محمد نے اور ان سے ابو قادہ بن شریعت نے بیان کیا کہ غزوة خنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو (ابتداء میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ اس لئے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر توار اس کی گرد پر ماری۔ اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا، اور مجھے اتنی زور سے اس نے بھینچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی۔ آخر جب اس کو موت نے آ دیوچا، تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد مجھے عمر بن خطاب بن شریعت ملے، تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا۔ لیکن مسلمان ہارنے کے بعد پھر مقابلہ پر سنجل گئے تو بھی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جس نے بھی کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر وہ گواہ بھی پیش کر دے تو مقتول کا سارا ساز و سنامان اسے ہی ملے گا۔ (ابو قادہؓ نے کہا) میں بھی کھڑا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ لیکن (جب میری طرف سے کوئی نہ اٹھا تو) میں بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ (آج) جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس پر اس کی طرف سے کوئی گواہ بھی ہو تو مقتول کا سارا سامان اسے ملے گا۔ اس مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ اور پھر مجھے بیٹھنا پڑا۔

٣١٤٢ - حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُنَّةِ بْنِ مُسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أَفْلَحٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَاتَادَةَ عَنْ قَاتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَنِينَ، فَلَمَّا تَقَبَّلَ كَانَ لِلْمُسْلِمِينَ جُوَلَةً، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ عَلَّا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَاسْتَدَبَرْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَاهِهِ حَتَّى ضَرَبَتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَالِيقَةِ، فَاقْبَلَ عَلَيْيَ فَصَمْنَى ضَمَّةً وَجَدَتْ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ؛ ثُمَّ أَذْرَكَهُ الْمَوْتُ فَارْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: مَا بَالَ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَنْ قُلِّلَ فَيْنَلَأَ لَهُ عَلَيْهِ بَيْسَةً فَلَلَّهُ سَلَّبَهُ)). فَقَمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ قُلَّلَ فَيْنَلَأَ لَهُ عَلَيْهِ بَيْسَةً فَلَلَّهُ سَلَّبَهُ)) - فَقَمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ النَّالِئَةَ مِثْلَهُ، فَقَمْتُ

تیری مرتبہ پھر آنحضرت ﷺ نے وہی ارشاد دہرا�ا اور اس مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو آنحضرت ﷺ نے خود ہی دریافت فرمایا، کسی چیز کے متعلق کہ رہے ہو ابو قadeem! میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا، تو ایک صاحب (اسود بن خزادی اسلامی) نے بتایا کہ ابو قadeem کج کہتے ہیں، یا رسول اللہ! اور اس مقتول کا سامان میرے پاس محفوظ ہے۔ اور میرے حق میں انہیں راضی کر دیجئے (کہ وہ مقتول کا سامان مجھ سے نہ لیں) لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے ایک شیر کے ساتھ، جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے لڑے، آنحضرت ﷺ ایسا نہیں کریں گے کہ ان کا سامان تمہیں دے دیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر نے چ کہا ہے۔ پھر آپ نے سامان ابو قadeem کو عطا فرمایا۔ ابو قadeem نے کہا کہ پھر اس کی زردی کریں نے بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ اور یہ پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد میں نے حاصل کیا تھا۔

اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہوا کہ مقتول کافر کا سامان قاتل مجہد ہی کا حق ہے جو اسے ملنا چاہئے مگر یہ خود امیر لشکر اس کو تحقیق کرنے کے بعد دیں گے۔

### باب تالیف قلوب کے لئے آنحضرت ﷺ کا بعضی کافروں وغیرہ (نو مسلموں یا پرانے مسلمانوں) کو خمس میں سے دینا

اس کو عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔ (۳۲۳) ہم سے محمد بن یوسف فرمایا نے بیان کیا، کہا ہم سے امام او زاعی نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے کہ حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ روپیہ مانگا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا، پھر دوبارہ میں نے مانگا اور اس مرتبہ بھی آپ نے عطا فرمایا، پھر ارشاد فرمایا، حکیم! یہ مال دیکھنے میں سربریزست میٹھا اور مزیدار ہے لیکن جو شخص اسے دل کی بے لمبی کے ساتھ لے اس کے مال میں تو برکت ہوتی

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكَ يَا أَبَا قَنَادَةَ؟)) فَأَقْصَمَنَتْ عَلَيْهِ الْفَصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَسَلَّمَ عَنِي أَبُوبَكْرٌ الصَّدِيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَا هَا اللَّهُ إِذَا لَا يَعْمِدُ إِلَى سَأْدٍ مِنْ أَسْدِ اللَّهِ يَعْقِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُغْطِيكَ سَلَّمَةً. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ)). فَأَغْطَاهُ فَبَعْثَتُ الدَّرْعَ، فَابْتَغَتُ بِهِ مَخْرُوفًا فِي بَنِي سَلَمَةَ، فَإِنَّهُ لِأَوْلَ مَالٍ ثَالِثَةً فِي الْإِسْلَامِ).

[راجح: ۲۱۰۰]

### ۱۹- بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغْطِي الْمُؤْلَفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ

رَوَاهُ عَنْهُ اللَّهُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ۳۱۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرَيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ وَعَزْرَةَ بْنِ الرَّبِيعِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَرَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَغْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُ فَأَغْطَانِي، ثُمَّ قَالَ لِي: ((يَا حَكِيمُ، إِنَّ هَذَا الْمَالَ حَضِيرٌ حَلْوٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةٍ

ہے اور جو شخص اسے لائی اور حرص کے ساتھ لے تو اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کھائے جاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اپر کا تھج (دینے والا) نیچے کے تھج (لینے والے) سے بہتر ہوتا ہے حکیم بن حرام بن شوہر نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے بعد اب میں کسی سے کچھ بھی نہیں مانگوں گا، یہاں تک کہ اس دنیا میں سے چلا جاؤ۔ چنانچہ (آل حضرت مسیح پیر کی وفات کے بعد) حضرت ابو بکر بن شوہر انہیں دینے کے لئے بلاتے، لیکن وہ اس میں سے ایک پیسہ بھی لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمرؓ (اپنے زمانہ خلافت میں) انہیں دینے کے لئے بلاتے اور ان سے بھی لینے سے انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس پر کہا کہ مسلمانوں میں انہیں ان کا حق دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے فتنے کے مال سے ان کا حصہ مقرر کیا ہے۔ لیکن یہ اسے بھی قول نہیں کرتے۔ حکیم بن حرام بن شوہر کی وفات ہو گئی لیکن آخر حضرت مسیح پیر کے بعد انہوں نے کسی سے کوئی چیز نہیں لی

نفسِ بُورَكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخْدَهُ يَاشِرَافِ  
نَفْسٍ لَمْ يُبَارِكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالذِي  
يَاكُلُ وَلَا يُشْتَعِنُ، وَالْأَيْدُ الْغَلْيَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَدُ  
السُّفْلَى). قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ أَكَلَ وَلَا يُشْتَعِنَ، وَالَّذِي يَعْثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ  
أَحَدًا بِعَذَابَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا، فَكَانَ  
أَبُو يَكْرُبَ يَذْهُو حَكِيمًا لِيُغْطِيَ الْغَطَاءَ فَيَأْتِي  
أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ إِنْ غَمَرَ دَعَاهُ  
لِيُغْطِيَهُ فَأَتَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: يَا مَغْشَرَ  
الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي أَغْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي  
قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْتِي أَنْ  
يَاخْدُهُ. فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ  
بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى تُوْفَى).

[راجع: ۱۴۷۲]

**تشریح** ترجمہ باب اس سے تلاکہ حضرت حکیم بن حرامؓ نے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے، آپ نے ان کی تالیف قلب کے لئے ان کو دو دو بار روپیہ دیا۔ بعد میں آخر حضرت مسیح پیر کا ارشاد گرامی سن کر حضرت حکیم بن شوہر نے تاحیات اپنے وعدے کو بھایا اور اپنا جائز حق بھی چھوڑ دیا کہ کہیں نہ کسی نہ کس کو اس طرح مفت خوری کی عادت نہ ہو جائے۔ مردان حق ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو اس دنیا میں کبریت احرار کا حکم رکھتے ہیں۔ الاماشاء اللہ۔ آج کی دنیا میں نہیں ایسی باتیں کرتا پا اس کے اندر جائزہ لوگے تو معلوم ہو گا کہ یہی خود دنیا کا بدترین حریص ہے الاماشاء اللہ۔ یہی حال بست سے مدعاں تین کا ہے جو ظاہر میں بڑے حق گو اور اندر وون خانہ بدترین بدر معاملہ ثابت ہوتے ہیں۔ الامان رحمہ اللہ۔

(۳۳۲۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے کہ عمر بن خطاب بن شوہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت (کفر) میں میں نے ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تھی، تو رسول کریم ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ نافع نے بیان کیا کہ حنین کے قیدیوں میں سے عمر بن شوہر کو دو باندیاں ملی تھیں۔ تو آپ نے انہیں مکہ کے کسی گھر میں رکھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آخر حضرت مسیح پیر نے حنین کے قیدیوں پر

۳۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبْيَوبَ عَنْ نَافِعِ ((أَنَّ  
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافٌ يَوْمَ فِي  
الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَمْرَأَهُ أَنْ يَنْهَى بِهِ، قَالَ: وَأَصَابَ  
عُمَرَ جَارِيَتِينَ مِنْ سَبَيِّ حَنِينَ فَوَاضَعُهُمَا  
فِي بَعْضِ بَيْوَتٍ مَكَّةَ، قَالَ فَمَنْ رَسُولُ

احسان کیا (اور سب کو مفت آزاد کر دیا) تو گلیوں میں وہ دوڑنے لگے۔ عمر بن حیرش نے کہا، عبد اللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول کم ملکیت نے ان پر احسان کیا ہے (اور حینہ کے تمام قیدی مفت آزاد کر دیئے گئے ہیں) حضرت عمر بن حیرش نے کہا کہ پھر جاں دونوں لڑکیوں کو بھی آزاد کر دے۔ نافع نے کہا کہ رسول اللہ ملکیت نے مقام جعرانہ سے عمرہ کا حرام نہیں باندھا تھا۔ اگر آنحضرت ملکیت وہاں سے عمرہ کا حرام باندھتے تو عبد اللہ بن عمر بیٹا کو یہ ضرور معلوم ہوتا اور جریر بن حازم نے جو ایوب سے روایت کی، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے، اس میں یوں ہے کہ (وہ دونوں باندھیاں جو عمر بن حیرش کو ملی تھیں) خس میں سے تھیں۔ (اعتكاف سے متعلق یہ روایت) معرنے ایوب سے نقل کی ہے، ان سے نافع نے ان سے عبد اللہ بن عمر بیٹا نے نذر کا تھا جو روایت کیا ہے اس میں ایک دن کالفظ نہیں ہے۔

ترجمہ باب اس سے نکلا کہ آنحضرت ملکیت نے خس میں سے دو لوگوں ابطور احسان حضرت عمرؓ کو دیں۔ روایت میں آنحضرت ملکیت کا جعرانہ سے عمرہ کا حرام نہ باندھنا مذکور ہے۔ حالانکہ دوسرے بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے کہ آپ جب حینہ اور طائف سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے جعرانہ سے عمرے کا حرام باندھا اور اثبات فی پر مقدم ہے۔ ممکن ہے عبد اللہ بن عمر بیٹا کو اس کی خبر ہو لیکن انہوں نے نافع سے نہ بیان کیا ہوا، اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کوئی شخص حالت کفر میں کوئی نیک کام کرنے کی نذر مانے تو اسلام لائے کے بعد وہ نذر پوری کرنی ہو گی۔ حینہ کے قیدیوں کو بھی بلا معاوضہ آزاد کر دیا، انسانیت پروری کے سلسلہ میں رسول کم ملکیت کا وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر امت مسلمہ یہی شہ نماز رہے گی۔

(۳۱۲۵) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا ہم سے حسن بصری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن تغلب بن حیرش نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ملکیت نے کچھ لوگوں کو دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا۔ غالباً جن لوگوں کو آپؐ نے نہیں دیا تھا، ان کو ناگوار ہوا۔ تو آنحضرت ملکیت نے فرمایا، کہ میں کچھ ایسے لوگوں کو دیتا ہوں کہ مجھے جن کے بگڑ جانے (اسلام سے پھر جانے) اور بے صبری کا ذرہ ہے۔ اور کچھ لوگ ایسے ہیں جن پر میں بھروسہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں بھلائی اور بے

اللَّهُ عَلَى سَيِّدِ حَيَّنِ، فَجَعَلُوا يَسْقُونَ فِي السَّكَنِ، فَقَالَ عُمَرُ: يَا عَبْدَ اللَّهِ انظُرْ مَا هَذَا؟ فَقَالَ: مَنْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى السَّيِّدِ، قَالَ: اذْهَبْ فَأَرْسِلْ الْجَارِيَّنِ، قَالَ: نَافِعٌ: وَلَمْ يَغْتَمِ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى الْجَعْرَانَةِ، وَلَوْ اغْتَمَ لَمْ يَخْفَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ). [راجع: ۲۰۳۲]

وَرَأَادْ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَقَالَ: ((من الْخَمْسِ)). وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ فِي النَّذْرِ وَلَمْ يَقُلْ ((يَوْمًا)).

۳۱۴۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ تَعْلِبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَعْطِي رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَوْمًا وَمَنَعَ آخَرِينَ، فَكَانُوكُمْ عَنْبُرًا عَلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي أَعْطِي قَوْمًا أَخَافُ طَلَعَهُمْ وَجَزْعَهُمْ، وَأَكِلُّ أَفْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْغَنَى، مِنْهُمْ

نیازی رکھی ہے (ان کو میں نہیں دیتا) عمرو بن تغلب بھی انہیں میں شامل ہیں۔ عمرو بن تغلب بھی کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری نسبت یہ جو کلمہ فرمایا اگر اس کے بدلے سرخ اونٹ لٹے تو بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا۔ ابو عاصم نے جریر سے بیان کیا کہ میں نے حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ہم سے عمرو بن تغلب بھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مال یا قیدی آئے تھے اور انہیں کو آپ نے تقسیم فرمایا تھا۔

عمرُو بْنُ تَغْلِبَ)، فَقَالَ عَمَرُو بْنُ تَغْلِبَ: مَا أَحِبُّ أَنْ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُمُرَ النَّعْمَ). زاد أبو عاصم عن حربِ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: ((حَدَّثَنَا عَمَرُو بْنُ تَغْلِبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى بِمَالٍ - أَوْ بِسَيِّ - فَقَسَمَهُ بِهَذَا)). [راجح: ۹۲۳]

**لشیخ** حدیث اور باب میں مطابقت یہ کہ آنحضرت ﷺ نے اموال غنیمت کو اپنی صواب دید کے مطابق تقسیم فرمایا، جس میں اہم ترین اسلامی مصلح شامل تھے، اعتراض کرنے والوں کو بھی آپ نے احسن طریق سے مطمئن فرمادیا۔ ثابت ہوا کہ ایسے موقع پر خلیفہ اسلام کو کچھ خصوصی اختیارات دیئے گئے ہیں، مگر ان کا فرض ہے کہ کوئی ذاتی غرض فاسد سچ میں شامل نہ ہو، محض رضاۓ خدا در رسول و سر بلندی اسلام مدنظر ہو، روایت میں مذکور حضرت عمرو بن تغلب بھی عبدی ہیں۔ قبیلہ عبدالقیس سے ان کا تعلق ہے، مشور انصاری صحابی ہیں۔ بھی۔

(۳۱۳۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک بھی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قریش کو میں ان کا دل ملانے کے لئے دیتا ہوں، کیونکہ ان کی جالمیت (کفر) کا زمانہ ابھی تازہ گزرا ہے۔ (ان کی دلجمی کرنا ضروری ہے)

- ۳۱۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَاتِدَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي أَغْطِي قُرْيَشًا أَتَأْلَفُهُمْ، لَأَنَّهُمْ حَدِيثُ عَهْدِ بَجَاهِلِيَّةٍ)). [اطرافہ فی : ۳۱۴۷، ۳۵۲۸، ۳۷۷۸، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۵۸۶۰، ۶۷۶۲، ۷۴۴۱].

(۳۱۳۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھے انس بن مالک بھی نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیف قلب کی غرض سے) سوساونٹ دیئے گئے تو بعض انصاری لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے۔ آپ قریش کو تودے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا۔ حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تکواروں سے ٹپک رہا ہے۔ (قریش کے لوگوں کو حال ہی میں ہم نے مارا، ان

- ۳۱۴۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَنْوَالِ هَوَازِنَ مَا أَفَاءَ، فَطَفَقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرْيَشٍ الْمَانَةَ مِنَ الْإِبْلِ، قَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِي

کے شر کو ہم ہی نے فتح کیا) انس بن ملک نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے انصار کو بلا یا اور انہیں چجزے کے ایک ذیرے میں جمع کیا، ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلا یا۔ جب سب انصاری لوگ جمع ہو گئے تو آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے پارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھدار لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم میں جو عقل والے ہیں، وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں، ہاں چند نو عمر لڑکے ہیں، انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ہماری تواروں سے ابھی تک ان کے خون پُک رہے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کازمانہ ابھی گزرا ہے۔ (اور ان کو دے کر ان کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کرو اپس جا رہے ہوں گے، تو تم لوگ اپنے گھروں کو رسول اللہ ﷺ کو لے کرو اپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا بے شک یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (و) کفار نے کرنا (یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جاملو اور اس کے رسول سے حوض کو شرپ۔ انس بن ملک نے بیان کیا، پھر ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

لشیخ یہ لوگ قریش کے سردار اور رؤسائے جو حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے، آپ نے ان کی دلجوئی کے لئے ان کو بست سامن دیا۔ ان لوگوں کے نام یہ تھے۔ ابوسفیان، معاویہ بن ابی سفیان، حکیم بن حسین، علاء بن حسین، حارث بن حارث، حارث بن بشم، سس بن عمرو، حویلہ بن عبد العزیز، علاء بن حارث شفیقی، عبیدہ بن حبیب، عقبہ بن حبیب، عقبہ بن حارث، عوف، ان حضرات مہ رسول کریم ﷺ نے جو بھی کچھ دیا اس کا ذکر صرف تاریخ میں ہاتی رہ گیا، مگر انصار کو آپ نے اپنی ذات گرامی سے ہونے کا شرف بخش، رہتی دنیا تک کے لئے درخشناد تباہ ہے۔ جس شرف کی برکت سے مدینۃ المنورہ کو وہ خاص شرف حاصل ہے جو دنیا میں کسی بھی شر-

قریشاً وَيَدْعَنَدُ وَسَيُوفِنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَانِهِمْ، قَالَ أَنَّسٌ: فَحَدَّثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ، فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعُهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَذْمَرٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَعَوْا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا كَانَ حَدِيثُ بَلْغَنِي عَنْكُمْ؟)) قَالَ لَهُ فُقَهَاءُهُمْ أَمَّا ذَوْرَ رَأَيْنَا فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا، وَأَمَّا أَنَّاسٌ مِنْ حَدِيثَةِ أَسْنَانِهِمْ فَقَالُوا: يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ يُغْنِي قُرِيشًا وَيَنْرُكُ الْأَنْصَارَ، وَسَيُوفِنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَانِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لِأَغْنِي رِجَالًا حَدِيثَ عَهْدِهِمْ بِكُفَّرٍ، أَمَّا تَرَضَوْنَ أَنْ يَنْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوا إِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ، فَوَاللَّهِ مَا تَنْقِلُونَ بِهِ خَيْرًا مِمَّا يَنْقِلُونَ بِهِ)). قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَ رَضِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثْرَةً شَدِيدَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْا اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السُّخْوصِ)). قَالَ أَنَّسٌ: فَلَمْ نَصِيرْ)). [راجع: ۳۱۴۶]

کو نسب نہیں۔

اموال ہوازن کے متعلق جو غیمت میں حاصل ہوا، صاحب "لغات" لکھتے ہیں۔ ما افاء اللہ فی هذا الابهام تفحیم و تکثیر لما افاء  
فان الفنی الحاصل منهم کان عظیماً کثیراً معاً لا يبعد ولا يحصى وجاء في الروایات ستة الآف من السی واربع وعشرون الفا من الإبل  
واربعة الاف اوقية من الفضة واكثر اربعين الف شاة الخ (حاشیة بخاری کراتشی ج: ۱ / ص: ۳۲۵) یعنی اموال ہوازن اس قدر حاصل ہوا  
جس کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ روایات میں قیدیوں کی تعداد چھ ہزار، اور چوبیں ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور چالیس ہزار  
سے زیادہ بکیاں مذکور ہوئی ہیں۔

(۳۱۳۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ اولؑ نے بیان کیا، انہوں نے  
کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے  
صالح بن کیمان نے ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ مجھے عمر بن محمد  
بن جبیر بن مطعم نے خبر دی کہ میرے باپ محمد بن جبیر نے کہا، اور  
انہیں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہم رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ کے ساتھ اور بھی صحابہ تھے۔ جنین  
کے جہاد سے واپسی ہو رہی تھی۔ راستے میں کچھ بد و آپ سے پٹ  
گئے۔ (لوٹ کامال) آپ سے مانگتے تھے۔ وہ آپ سے ایسا لپڑ کہ آپ  
کو ایک ببول کے درخت کی طرف دھکیل لے گئے۔ آپ کی چادر  
اس میں اٹک کر رہے گئی۔ اس وقت آپ ٹھہر گئے۔ آپ نے فرمایا،  
(بجا ہوئے) میری چادر تو دے دو۔ اگر میرے پاس ان کا نئے دار درختوں  
کی تعداد میں اونٹ ہوتے تو وہ بھی تم میں تقسیم کر دیتا۔ تم مجھے بخیل،  
بخوٹا اور بزدل ہر گز نہیں پاؤ گے۔

ترجمہ باب یہیں سے لکھا ہے کہ امام کو اختیار ہے مال غیمت جن لوگوں کو چاہے مصلحت کے مطابق تقسیم کر سکتا ہے۔ یعنی نے  
کما و مطابقہ للترجمہ تستانس من قوله لقسمة بينكم

(۳۱۳۹) ہم سے بھی بن کبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے  
بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے اور ان سے انس بن مالک  
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ساتھ جا رہا تھا۔ آپ نجران کی بھی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر  
اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دساتی نے آپ کو گھیر لیا، اور زور  
سے آپ کو کھینچا، میں نے آپ کے شانے کو دیکھا، اس پر چادر کے  
کونے کا شان پڑ گیا۔ ایسا کھینچا، پھر کنے لگا، اللہ کامال جو آپ کے پاس

٣١٤٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
الْأَوَّلِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ  
صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ  
بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ جَبَّيرٍ بْنِ مَطْعَمٍ أَنَّ مُحَمَّدًا  
بْنَ جَبَّيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَبَّيرٌ بْنُ مَطْعَمٍ أَنَّهُ  
يَنْتَهِ هُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ وَمَعَهُ النَّاسُ  
مُفْلِلاً مِنْ حَنِينٍ عَلِيقَتْ بِرَسُولِ اللَّهِ  
الْأَغْرِبَ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطُرُوْهُ إِلَى  
سَمْرَةٍ فَحَطَّفَتْ رِدَاءَهُ، فَوَقَّفَ رَسُولُ  
الله فَقَالَ: ((أَغْطُونِي رِدَائِي، فَلَوْ كَانَ  
عَدْهُ هَذِهِ الْعِضَاوَهُ نَعَمَا لِقَسْمَتْهُ يَنْتَكُمْ ثُمَّ  
لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَلُوبًا وَلَا  
جَبَانًا)). [راجع: ۲۸۲۱]

٣١٤٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْبِرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ  
أَنْسٍ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:  
((كَنَّتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدَهُ  
نَجْرَانِيٌّ غَلِظُ الْحَاشِيَّةِ، فَأَذْرَكَهُ أَشْرَابِيٌّ  
فَجَذَبَهُ جَذْبَهُ شَدِيدَهُ حَتَّى نَظَرَتِ إِلَى  
صَفْحَةِ عَاقِقِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَذَ أَثْرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ

ہے۔ اس میں سے کچھ مجھ کو دلائیے۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور  
ہنس دیئے۔ پھر آپ نے اسے دینے کا حکم فرمایا (آخری جملہ میں سے  
ترجمہ الباب لکھتا ہے)

الرَّادِ مِنْ شَدَّةِ جَذْبَيْهِ ثُمَّ قَالَ : مَرْ لِي مِنْ  
مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ . فَأَنْفَتَ إِلَيْهِ  
فَضَحِّكَ ثُمَّ أَمْرَ لَهُ بِعِطَاءِهِ .

[طرفاہ فی : ۶۰۸۸، ۵۸۰۹]

(۳۱۵۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کما ہم سے جریر نے  
بیان کیا، ان سے مصوّر نے، ان سے ابو داکل نے کہ عبد اللہ بن  
مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسین کی لڑائی کے بعد بنی کشمیر نے  
(غیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس  
رضی اللہ عنہ کو سوا نٹ دیئے، اتنے ہی اوٹھ عیینہ بن حسین رضی اللہ عنہ کو دیئے اور  
کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔ اس پر  
ایک شخص (معتب بن قشیر منافق) نے کہا، کہ خدا کی قسم! اس تقسیم  
میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔  
میں نے کہا کہ واللہ! اس کی خبر میں رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو ضرور دوں گا۔  
چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کو اس کی خبر دی۔  
آنحضرت رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا اگر اللہ اور اس کا رسول رضی اللہ عنہ بھی  
عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر  
رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھ اس سے بھی زیادہ تکلیف پکھی  
لیکن انہوں نے صبر کیا۔

٣١٥٠ - حَدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ  
حَدَّثَنَا جَرِينُرُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا  
كَانَ يَوْمُ حَنْيَنْ أَثَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَاسًا فِي  
الْقِسْمَةِ : فَأَغْطَى الْأَفْرَعَ بْنَ حَابِسَ مِائَةً  
مِنَ الْإِبْلِ . وَأَغْطَى عَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ .  
وَأَغْطَى أَنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ الْأَعْرَابِ فَأَثْرَهُمْ  
يَوْمَنِهِ فِي الْقِسْمَةِ . قَالَ رَجُلٌ : وَاللَّهِ إِنَّ  
هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدَلَ فِيهَا وَمَا أُرِيدَ بِهَا  
وَجْهَ اللَّهِ . فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا يَخْبِرُ النَّبِيُّ ﷺ .  
فَأَتَيْتُهُ فَأَخْبَرْتُهُ . فَقَالَ : (فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ  
يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ؟ رَحِيمٌ اللَّهُ مُوسَىٰ . قَدْ  
أُوذِيَ بِأَكْثَرِ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ) .

[اطراہ فی: ۴۳۳۵، ۳۴۰۵، ۴۳۳۶، ۶۲۹۱، ۶۰۵۹]

آپ نے اس منافق کو سزا نہیں دلوائی، کیونکہ وہ اپنے قول سے انکاری ہو گیا ہو، گایا ہو کیا صرف ایک شخص عبد اللہ بن مسعود کی گواہی  
تحمی اور ایک کی گواہی پر جرم ثابت نہیں ہو سکتا، یا آپ نے اس کا سزا دینا مصلحت نہ سمجھا ہو۔ قال القسطلانی لم یقل انه صلی اللہ  
علیہ وسلم عاقبه

وفي المقاصد قال قاضى عياض حكم الشرع ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم كفر ويقتل ولكن لم يقتل تاليها الغيرهم ولنلا  
يشتهر في الناس انه صلى الله عليه وسلم يقتل اصحابه فينفروا يعني آخرضرت رضي اللہ عنہم کو کامل دینے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جس کی سزا شرعاً قتل  
ہے مگر آپ نے مصلحت اس کو نہیں مارا۔

٣١٥١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ :

دی، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن شوہر کو جوز میں عنایت فرمائی تھی، میں اس میں سے گٹھلیاں (سو کمی کھجوریں) اپنے سرپر لایا کرتی تھی۔ وہ جگہ میرے گھر سے دو میل فرخ کی دو تاری پر تھی۔ ابو ضمرہ نے ہشام سے بیان کیا اور انہوں نے اپنے باپ سے (مرسل) بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے زبیر بن شوہر کو کمی نصیر کی آراضی میں سے ایک زمین مقطوعہ کے طور پر دی تھی۔

حافظ نے کہا میں نے اس تعلیق کو موصولاً نہیں پایا، اس کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاریؓ کی غرض یہ ہے کہ ابو ضمرہ نے ابو اسماء کے خلاف اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے نہ کہ موصولاً۔ آخر حضرت ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو کچھ جاگیر عنایت فرمائی، اسی سے باب کا مطلب نکلا کہ امام خس وغیرہ میں سے حسب مصلحت تقسیم کرنے کا اختار ہے۔

(۳۱۵۲) مجھ سے احمد بن مقدم نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے موکی بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ عمر نے یہود و نصاری کو سرز میں حجاز سے نکال کر دوسرا جگہ بسا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب خبر فتح کیا تو آپ کا یہی ارادہ ہوا تھا کہ یہودیوں کو یہاں سے نکال دیا جائے۔ جب آپ نے فتح پائی تو اس وقت وہاں کی کچھ زمین یہودیوں کے قبضے میں ہی تھی۔ اور اکثر زمین پیغمبر علیہ السلام اور مسلمانوں کے قبضے میں تھی۔ لیکن پھر یہودیوں نے آخر حضرت ﷺ سے درخواست کی، آپ زمین انہیں کے پاس رہنے دیں۔ وہ (کھیتوں اور باغوں میں) کام کیا کریں گے۔ اور آدمی پیداوار لیں گے۔ آخر حضرت ﷺ نے فرمایا، اچھا جب تک ہم چاہیں گے اس وقت تک کے لئے تمیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ وہیں رہے اور پھر عمر بن شوہر نے انہیں اپنے دور خلافت میں (مسلمانوں کے خلاف ان کے فتنوں اور سازشوں کی وجہ سے یہود خیبر کو) تباہی اور بحکم کی طرف نکال دیا تھا۔

آخرینی ابی عن آسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما قالت: ((کتُ اَنْقُلُ الْوَى مِنْ أَرْضِ الرَّبِيْرِ الَّتِي أَفْطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى رَأْسِي. وَهِيَ مِنِي عَلَى ثُلْثَيْ فَوْسَخٍ)). وَقَالَ أَبُو ضَمْرَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفْطَعَ الرَّبِيْرَ أَرْضَنَا مِنْ أَمْوَالِ بَنِي الصَّبَرِ)).

(۳۱۵۲) حدیثی أَخْمَدُ بْنُ الْمَقْدَامَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سَلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافعٌ عَنِ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنَ الْأَرْضِ الْحِجَازَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْرٍ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا. وَكَانَتِ الْأَرْضُ - لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا - الْيَهُودَ وَالرَّسُولَ وَالْمُسْلِمِينَ. فَسَأَلَ الْيَهُودَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَرَكُهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ يَنْصِفُ الشَّمْرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((نَفِرُوكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا)). فَأَقْرَوْا، حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي إِمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ أَوْ أَرِينَحًا)). [راجح: ۲۲۸۵]

حافظ صاحب فرماتے ہیں والمراد بقولہ لما ظهر علیہا فتح اکثرها قبل ان یسالہ اليہود وان صالحوہ فکانت للیہود كلہا صالحہم علی ان یسلموا له الارض کانت الارض لله ولرسوله وقال ابن المنیر احادیث الباب مطابقة للترجمة الا هذلا آخری

فليس فيه للعطاء ذكر ولكن فيه ذكر جهات قد علم من مكان آخر انها كانت جهات عطاء بهذه الطريقة تدخل تحت الترجمة والله اعلم (فتح الباري) يعني مراد يہ ہے کہ ارض خیر کو فتح کرنے کے بعد یہود سے معاملہ ہو گیا تھا۔ پہلے وہ سب زمینیں ان ہی کی تھیں۔ بعد میں غلبہ اسلام کے بعد وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہو گئی تھیں۔ اس میں ایک طرح سے ان زمینوں کو بطور بخشش دنیا بھی مقصود ہے۔ ترجمہ الباب سے اسی میں مطابقت ہے۔ اس حدیث سے معاملات کے بہت سے سائل نکلتے ہیں جن کو حضرت امام نے جگہ جگہ بیان فرمایا ہے۔

باب اگر کھانے کی چیزیں کافروں کے  
ملک میں ہاتھ آجائیں

## ٢٠ - بَابُ مَا يُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِي أَرْضِ الْحَرْبِ

الجمهور على جواز اخذ الغانمين من القوت وما يصلح به وكل طعام يعتاد اكله عموماً وكذلك علف الدواب سواء كان قبل القسمة او بعدها باذن الامام وبغير اذنه (فتح الباري) يعني جمورو كايني فتوئی ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں کو غیمت پانے والے قبل از تقسیم لے اور کھا سکتے ہیں۔ اسی طرح چارا ہے اسے کبھی اپنے جانوروں کو اسی طرح کھلا پا سکتے ہیں۔

(۳۱۵۳) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہ اہم سے تعبہ نے بیان کیا، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیر کے محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ کسی شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی۔ میں اسے لینے کے لئے پکا، لیکن مرکر جو دیکھا تو پاس ہی نبی کرم ﷺ موجود تھے۔ میں شرم سے یانی یانی ہو گیا۔

٣١٥٣ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفِلَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((كُنْتُ مُحَاصِرِينَ فَصَرَرَ خَيْرَ، فَرَمَيَ إِنْسَانًَ بِحِرَابٍ فِيهِ شَخْطٌ، فَنَزَوَتُ لِأَخْدَهُ، فَأَنْتَفَتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ، فَاسْتَحْيَتُ مِنْهُ))

طراه فی: ۴۲۲۴، ۵۵۰۸.

یہیں سے ترجمہ باب نکلا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

(۱۵۳) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حاد بن زید نے، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر بن عبیض نے بیان کیا کہ (نبی کرم ﷺ کے زمانے میں) غزووں میں ہمیں شد اور آنکھوں ملتا تھا، ہم اسے اسی وقت کھالیتے۔ تقسیم کے لئے اٹھانہ رکھتے۔ خراب ہوتی ہیں تقسیم سے پہلے ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

٣١٤ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ ،  
بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ  
قَالَ : ((كَنَا نُصَيْبُ فِي مَغَازِينَا الْفَسْلَ  
وَالْعَنْبَ ، فَنَأْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ)).

اس حدیث سے یہ لٹاکہ کھانے پینے کی جو چیز

(۳۱۵۵) ہم سے موسیٰ بن اسما علیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، ان سے شبیان نے بیان کیا، کہا میں نے ابن ابی اوفی رجیل پر سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ جنگ خیر کے موقع پر فاقوں پر فاقہ ہونے لگے۔ آخر جس دن خیر فتح ہوا تو (مال غنیمت میں) گھر ملوگدھے

يَرْدِينَ يَرْدِينَ دِيرِدِيرَ  
٣١٥٥ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَنْدُ الْوَاحِدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ  
قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْنَى رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا يَقُولُ: ((أَصَابَنَا مَعَاجِمَةً لَيْلَى

بھی ہمیں ملے۔ چنانچہ انہیں ذبح کر کے (پکانا شروع کر دیا گیا) جب ہانڈیوں میں جوش آنے لگا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دو اور گھریلو گدھے کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ بن ابی اوفر بن خثیر نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے اس پر کما کہ غالباً آنحضرت ﷺ نے اس لئے روک دیا ہے کہ ابھی تک اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا تھا۔ لیکن بعض دوسراe صاحب نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے گدھے کا گوشت قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ (شیبلی نے بیان کیا کہ) میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے قطعی طور پر حرام کر دیا تھا۔

خَيْرٌ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْرٍ وَقَفَنَا فِي  
الْحَمْرَاءِ الْأَهْلِيَّةِ فَاتَّخَرَنَا هَا، فَلَمَّا غَلَّتِ  
الْقَدْرُورَ نَادَى مَنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
أَكْفِنُوا الْقَدْرُورَ فَلَا تَطْعَمُوا مِنْ لُحُومِ  
الْحَمْرَاءِ شَيْئًا). قَالَ عَنْدَ اللَّهِ: فَقُلْنَا إِنَّمَا  
نَهَى النَّبِيُّ ﷺ لِأَنَّهَا لَمْ تُخْمَسْ. قَالَ:  
وَقَالَ آخَرُونَ حَرَمَهَا النَّبِيُّ. وَسَأَلَتْ سَعِيدَ  
بْنَ جَبِيرٍ فَقَالَ: حَرَمَهَا النَّبِيُّ.  
[اطرافہ فی: ۴۲۲۰، ۴۲۲۲، ۴۲۲۴، ۵۵۶].

## ۵۸- کتاب الْجِزِيَّةِ وَالْمُوَادِعَةِ

# کتاب جزیہ وغیرہ کے بیان میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱- باب الْجِزِيَّةِ وَالْمُوَادِعَةِ، مَعَ

لِرَائِي نَهْ كَرْنَے کا بیان

أَهْلِ الدَّمَّةِ وَالْحَرْبِ

وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿فَاقْتُلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالنَّيْمَوْمَ  
الْآخِرِ وَلَا يُحِرِّمُونَ مَا حَرَمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
وَلَا يَدْعُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أَوْتُوا  
الْكِتَابَ حَتَّى يُغْطِي الْجِزِيَّةَ عَنْ يَدِهِمْ  
صَاغِرُونَهُ﴾ [التوبۃ: ۲۹] أَذْلَاءُ. وَمَا جَاءَ  
فِي أَخْدُ الْجِزِيَّةِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى  
وَالْمُجُوسِ وَالْغُصَّمِ وَقَالَ أَبْنُ عَيْشَةَ عَنْ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”ان لوگوں سے جنگ کرو جو اللہ پر ایمان نہیں لائے اور نہ آخرت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو وہ حرام مانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے اور نہ دین حق کو انہوں نے قبول کیا (یہکہ ائمہ وہ لوگ تم ہی کو مٹانے اور اسلام کو ختم کرنے کے لئے جنگ پر آمادہ ہو گئے)۔ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تھی (مثلاً یہود و نصاریٰ) یہاں تک (مدافعت کرو) کہ وہ تمہارے غلبہ کی وجہ سے جزیہ دینا قبول کر لیں اور وہ تمہارے مقابلہ پر دب گئے ہوں۔“ (صاغروں کے معنی) اذلاء کے ہیں۔ اور ان

احادیث کا ذکر جن میں یہود، نصاریٰ، جوس، اور اہل عجم سے جزیہ لینے کا بیان ہوا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا، ان سے ابن ابی نجح نے کہا کہ میں نے مجہد سے پوچھا، اس کی کیا وجہ ہے کہ شام کے اہل کتاب پر چار دینار (جزیہ) ہے اور یمن کے اہل کتاب پر صرف ایک دینار! تو انہوں نے کہا کہ شام کے کافر زیادہ مالدار ہیں۔

ابن أبي نجیح : قُلْتَ لِمُجَاهِدٍ مَا شاءْ أَهْلُ الشَّامَ عَلَيْهِمْ أَرْبَعَةَ دِينَارٍ، وَأَهْلُ الْيَمَنِ عَلَيْهِمْ دِينَارٌ؟ قَالَ: جُعِلَ ذَلِكَ مِنْ قَبْلِ الْيُسَارِ.

اس کو عبد الرزاق نے وصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ جزیہ کی بیشی کے لئے امام کو اختیار ہے۔ جزیہ کے نام سے حیرتی رقم غیر مسلم رعایا پر اسلامی حکومت کی طرف سے ایک خفاظتی نیکس ہے جس کی ادائیگی ان غیر مسلموں کی وفاداری کا نشان ہے اور اسلامی حکومت پر دہم داری ہے کہ ان کے مال و جان و مذہب کی پورے طور پر حفاظت کی جائے گی۔ اگر اسلامی حکومت اس بارے میں ناکام رہ جائے تو اسے جزیہ لینے کا کوئی حق نہ ہو گا۔ کمالاً بخافی۔

(لفظ اذلاء سے آگے بعض شخوں میں یہ عبارت زائد ہے والمسکنة مصدر المسكين اسکن من فلان احوج منه ولم يذهب الى

السکون)

(۳۱۵۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں جابر بن زید اور عمرو بن اوس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان دونوں بزرگوں سے بجالہ نے بیان کیا کہ ۷۰ھ میں جس سال مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ والوں کے ساتھ حج کیا تھا، زمزم کی سیڑھیوں کے پاس انہوں نے بیان کیا تھا کہ میں اخف بن قیس رضی اللہ عنہ کے چچا جعہ بن معاویہ کا کاتب تھا۔ تو وفات سے ایک سال پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک مکتب ہمارے پاس آیا کہ جس پارسی نے اپنی محروم عورت کو یہوی بنایا ہو تو ان کو جدا کر دو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پارسیوں سے جزیہ نہیں لیا تھا۔

(۳۱۵۷) لیکن جب عبد الرحمن بن عوف<sup>ؓ</sup> نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ (تو وہ بھی لینے لگے تھے)

**لئے سرچ** معلوم ہوا کہ پارسیوں کو بھی حکم اہل کتاب کا سا ہے۔ امام شافعی اور عبد الرزاق نے کلا کہ پارسی اہل کتاب تھے، پھر ان کے سروار نے بد تیزی کی، اپنی بہن سے صحبت کی اور دوسری کو بھی یہ سمجھایا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ آدم علیہ السلام اپنی لڑکیوں کا نکاح اپنے لڑکوں سے کر دیتے تھے۔ لوگوں نے اس کا کہنا باتا اور جنہوں نے انکار کیا، ان کو اس نے مار ڈالا۔ آخر ان

کی کتاب مٹ گئی۔ اور موطا میں معروف حدیث ہے کہ پارسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سلوک کرو۔

(۳۱۵۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے عوہ بن زبیرؑ نے بیان کیا، ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے اور انہیں عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی۔ وہ بنی عامرہ بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدربیں شریک تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضری رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا�ا تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ چنانچہ بحر کی نماز سب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آنحضرت ﷺ نماز پڑھا چکے تو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے۔ آنحضرت ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار ﷺ نے عرض کیا جی ہاں، یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا، تمہیں خوش بُری ہو، اور اس چیز کے لئے تم پر امید رہو۔ جس سے تمہیں خوشی ہو گی، لیکن خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا کچھ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے، تو ایسا ہے کہ تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے جلنے لگو اور یہ جناتم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔

سبحان اللہ! کیا عمدہ نیجت فرمائی، مسلمانوں کو۔ حقیقی دولتیں اور ریاستیں تباہ ہوئیں وہ اسی آپس کے ریکٹ اور حسد اور ناقلتی کی وجہ سے۔ آج بھی عرب ممالک کو دیکھا جا سکتا ہے کہ یہودی ان کی چھاتیوں پر سوار ہیں اور وہ آپس میں لڑ لکر کمزور ہو رہے ہیں۔

(۳۱۵۹) ہم سے فضل بن یعقوبؓ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن جعفر الرقی نے، کہا ہم سے معتز بن سلیمان نے، کہا ہم سے سعید بن

شیعیت عن الزہریؓ قال: حدَثَنِي عَنْ زَيْدِ بْنِ مَعْرِضَةَ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَمْسَاوِرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَوْ بْنَ عَوْفِ الْأَنْصَارِيَ - وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِي عَامِرٍ بْنِ لَوَيِّ، وَكَانَ شَهِيدًا بِذَذْرَاءَ - أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عَبِيدَةَ بْنَ الْجَرَاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِعِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالِحًا أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمْرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَاضِرِمِيَّ، فَقَدِيمُ أَبُو عَبِيدَةَ بِمَالِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقَدْوُمِ أَبِيهِ عَبِيدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ، فَغَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ رَأَهُمْ وَقَالَ: (أَطْنَبُكُمْ قَذْ سَمْعَنْ أَنَّ أَبَا عَبِيدَةَ قَذْ جَاءَ بِشَيْءٍ)، قَالُوا: أَجْلَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((فَأَبْشِرُوْا وَأَمْلُوْا مَا يَسْرُوكُمْ، فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنَّ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَسَافَسُوهَا كَمَا تَسَافَسُوهَا، وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتُهُمْ)).

سبحان اللہ! کیا عمدہ نیجت فرمائی، مسلمانوں کو۔ حقیقی دولتیں اور ریاستیں تباہ ہوئیں اور وہ آپس میں لڑ لکر کمزور ہو رہے ہیں۔

(۳۱۶۰) ہم سے الفضل بن یعقوبؓ قال: حدَثَنِي عَنْ جَعْفَرِ الرَّقِيِّ قَالَ

عبداللہ ثقفی نے بیان کیا، ان سے بکر بن عبد اللہ منی اور زیاد بن جبیر ہر دو نے بیان کیا اور ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا کہ کفار سے جنگ کے لئے عمر بن جنہ نے فوجوں کو (فارس کے) بڑے بڑے شروں کی طرف بھیجا تھا۔ (جب لشکر قادیہ پہنچا اور لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں تلا) تو ہر مزان (شوستر کا حاکم) اسلام لے آیا۔ عمر بن جنہ نے اس سے فرمایا، کہ میں تم سے ان (ممالک فارس وغیرہ) پر فوج بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ چاہتا ہوں (کہ پہلے ان تین مقاموں فارس، اصفہان اور آذربایجان میں کماں سے لڑائی شروع کی جائے) اس نے کہا ہیں! اس ملک کی مثل اور اس میں رہنے والے اسلام دشمن باشندوں کی مثل ایک پرندے جیسی ہے جس کا سر ہے، دو بازو ہیں۔ اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں پر ایک بازو اور ایک سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو وہ ایک بازو اور سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے۔ لیکن اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں دونوں بازو اور سر سب بے کار رہ جاتا ہے۔ پس سر توکری ہے، ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا فارس! اس نے آپ مسلمانوں کو حکم دے دیں کہ پہلے وہ کسری پر حملہ کریں۔ اور بکر بن عبد اللہ اور زیاد بن جبیر دونوں نے بیان کیا کہ ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر بن جنہ نے (جہاد کے لئے) بلایا اور نعمان بن مقرن بن جنہ کو ہمارا امیر مقرر کیا۔ جب ہم دشمن کی سرزی میں (نماوند) کے قریب پہنچ تو کسری کا ایک افسر چالیس ہزار کا لشکر ساتھ لئے ہوئے ہمارے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ پھر ایک ترجمان نے آکر کہا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص (معاملات پر) گفتگو کرے، مغیرہ بن شعبہ بن جنہ نے (مسلمانوں کی نمائندگی کی اور) فرمایا کہ جو تمہارے مطالبات ہوں، انہیں بیان کرو۔ اس نے پوچھا آخر تم لوگ ہو کون؟ مغیرہ بن جنہ نے کہا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں، ہم انتہائی بد بخثیوں اور مصیبوں میں جاتا تھے۔ بھوک کی شدت میں ہم چڑے، اور گھٹھلیاں چو سا کرتے تھے۔ اون اور بال ہماری پوشک تھی اور پھر وہ اور درختوں کی ہم

حدَّثَنَا الْمُعَمِّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَيْنَدِ اللَّهِ التَّقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَانِيِّ وَزَيْدَ بْنَ جَبَّيرٍ بْنَ خَيْرَةَ قَالَ ((بَعْثَ عَمَرَ النَّاسَ فِي أَفْنَاءِ الْأَمْصَارِ يَقَاتِلُونَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَسْلَمَ الْهَرْمَزَانَ، فَقَالَ إِنِّي مُسْتَشِيرُكَ فِي مَغَازِيِّ هَذِهِ). قَالَ: نَعَمْ، مَثَلُهَا وَمَثَلُ مَنْ فِيهَا مِنَ النَّاسِ مِنْ عَدُوِّ الْمُسْلِمِينَ مَثَلُ طَائِرٍ لَهُ رَأْسٌ وَلَهُ جَنَاحٌ وَلَهُ رِجْلَانَ، فَإِنَّ كُسْرَ أَحَدِ الْجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرَّجْلَانِ بِجَنَاحِ وَالرَّأْسِ. فَإِنَّ كُسْرَ الْجَنَاحِ الْآخِرِ نَهَضَتِ الرَّجْلَانِ وَالرَّأْسِ. وَإِنْ شَدِّخَ الرَّأْسُ ذَهَبَ الرَّجْلَانِ وَالْجَنَاحَانِ وَالرَّأْسُ. فَالرَّأْسُ كَسْرَى وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الْآخِرُ فَارِسُ. فَمُرِّ الْمُسْلِمِينَ فَلَيَنْفِرُوا إِلَى كَسْرَى. وَقَالَ بَكْرٌ وَزَيْدٌ جَمِيعًا عَنْ جَبَّيرٍ بْنِ خَيْرَةَ : قَالَ فَنَدَبَنَا عُمَرُ. وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْنَا النَّعْمَانُ بْنَ مُقْرَنَ. حَتَّى إِذَا كَنَّا بِأَرْضِ الْعَدُوِّ، وَخَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كَسْرَى فِي أَرْبِعِينَ أَلْفًا، فَقَامَ تَرْجِمَانٌ فَقَالَ: لِيَكُلُّمِي رَجْلٌ مِنْكُمْ. فَقَالَ الْمُغَيْرَةُ: سَلْ عَمًا شِنْتَ. قَالَ : مَا أَنْتَمْ؟ قَالَ : نَحْنُ أَنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كَنَّا فِي شَقَاءِ شَدِيدٍ وَبَلَاءِ شَدِيدٍ. نَمَضَ الْجَلَدُ وَالنُّوَى مِنَ الْجُوعِ. وَنَلَبَسَ الْوَتَرَ وَالشَّغْرَ. وَنَقْبَدَ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ. فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ

عبدات کیا کرتے تھے۔ ہماری مصیتیں اسی طرح قائم تھیں کہ آسمان اور زمین کے رب نے، جس کا ذکر اپنی تمام عظمت و جلال کے ساتھ بلند ہے۔ ہماری طرف ہماری ہی طرح (کے انسانی عادات و خصائص رکھنے والا) ایک نبی بھیجا۔ ہم اس کے باپ اور ماں کو جانتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں۔ جب تک تم صرف اللہ اکیلے کی عبادت نہ کرنے لگو۔ یا پھر اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جزیہ دینا قبول کرو اور ہمارے نبی کرم ﷺ نے ہمیں اپنے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ (اسلام کے لئے لڑتے ہوئے) جہاد میں ہمارا جو آدمی بھی قتل کیا جائے گا وہ ایسی جنت میں جائے گا، جو اس نے کبھی نہیں دیکھی اور جو لوگ ہم میں سے زندہ باقی رہ جائیں گے وہ (فتح حاصل کر کے) تم پر حاکم بن سکیں گے۔ (مغیرہ نے یہ گفتگو تمام کر کے نعمانؒ سے کمالِ ذاتی شروع کرو)

(۳۱۶۰) نعمانؒ نے کاماتم کو تو انہلہ پاک ایسی کئی لڑائیوں میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک رکھ چکا ہے۔ اور اس نے (لڑائی میں دری کرنے پر) تم کونہ شرمندہ کیا نہ ذلیل کیا اور میں تو آنحضرتؐ کے ساتھ لڑائی میں موجود تھا۔ آپ کا قادر ہوا اگر صح سویرے لڑائی شروع نہ کرتے اور دن چڑھ جاتا تو اس وقت تک ٹھہرے رہتے کہ سورج ڈھل جائے، ہوائیں چلنے لگیں، نمازوں کا وقت آن پچھے۔

**لشیخ** ہوا یہ کہ انکر اسلام حضرت عمر بن ہبہ کی خلافت میں ایران کی طرف چلا۔ جب قادیہ میں پہنچا تو یزد گرد بادشاہ ایران نے ایک فوج گراں اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی۔ ۱۴۰ میں یہ جنگ واقع ہوئی، جس میں مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچا، علیہ اسدی اور عمرو بن بعدیکرب اور ضرار بن خطاب مجیسے اسلامی بادار شہید ہو گئے۔ بعد میں اللہ پاک نے کافروں پر ایک تیز آندھی پہنچی۔ ان کے ذریے خیسے سب اکھر گئے، اور ہر سے مسلمانوں نے حملہ کیا، وہ بھاگے، ان کا نای گرامی پسلوان رستم خانی مارا گیا اور مسلمان فوج تعاقب کرتی ہوئی مدائیں پہنچی، وہاں کار نیس ہر مزان مخصوص ہو گیا، آخر اس نے امان چاہی اور خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ ابو موسیٰ اشعریؓ جو فوج کے سردار تھے، انہوں نے ان کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمرؓ نے اسکی عزت افزائی فرمائی، اسے عقیند اور صاحب تدبیر پا کر اسکو مشیر خاص بنایا، چنانچہ ہر مزان نے کسری کے بارے میں صحیح مشورہ دیا۔ ہر چند وہ روم کا بادشاہ تھا مگر اس زمانے میں کسری کا مرتبہ سب بادشاہوں سے زیادہ تھا، اس کا تباہ ہونا ایران اور روم دونوں کے زوال کا سبب بنا، کسری کی فوج کا سردار ذوالجناحین نای سردار تھا، جو خپر سے گرا اور اسکا پیٹ پھٹ گیا۔ سخت جنگ کے بعد کافروں کو ہزیمت ہوئی، مزید تفصیل آگے

بعثَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضَيْنَ -  
تَعَالَى ذِكْرُهُ وَجْلَتْ عَظَمَتْهُ - إِنَّا نَبِيَا  
مِنْ أَنفُسِنَا نَعْرُفُ أَبَاهُ وَأَمَّهُ فَأَمَرْنَا نَبِيَا  
رَسُولَنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَن  
نَفَاتِلَكُمْ حَتَّى تَعْدُوا اللَّهَ وَحْدَةً。 أَوْ  
تُؤْدُوا النِّجْرِيَةَ。 وَأَخْبَرْنَا نَبِيَا صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُبِلَ  
مِنَ صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا  
قَطُّ。 وَمَنْ بَقَى مِنَ مَلَكٍ رِقَابَكُمْ).

[طرفہ فی : ۷۵۳۰]

آئے گی۔

## باب اگر بستی کے حاکم سے صلح ہو جائے تو بستی والوں سے بھی صلح سمجھی جائے گی

(۳۱۶۱) ہم سے سمل بن بکار نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حکیم نے، ان سے عباس ساعدی نے اور ان سے ابو حمید ساعدی بن شبل نے بیان کیا کہ رسول کرم ﷺ کے ساتھ ہم غزوہ توبک میں شریک تھے۔ ایله کے حاکم (یوحننا بن روبہ) نے آنحضرت ﷺ کو ایک سفید خپر بھیجا اور آپ نے اسے ایک چاور بطور ثلغت کے اور ایک تحریر کے ذریعہ اس کے ملک پر اسے ہی حاکم باتی رکھا۔

[راجع: ۱۴۸۱]  
یہ روایت ابن اسحاق میں یوں ہے کہ جب آپ توبک کو جا رہے تھے، تو یوحننا بن روبہ ایله کا حاکم آپ کی خدمت میں آیا۔ اس نے جزیہ دینا قبول کر لیا، اور آپ نے اس سے صلح کر کے سند امان لکھ کر دے دی، اس سے تجسس باب یوں نکلا کہ آپ نے یوحننا سے صلح کی تو سارے ایله والے امن اور صلح میں آگئے۔

## باب آنحضرت ﷺ نے جن کافروں کو امان دی (اپنے ذمہ میں لیا) ان کے امان کو قائم رکھنے کی وصیت کرنا ذمہ کرتے ہیں عمد اور اقرار کو، اور "ال" کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے اس کے سینے رشتہ داری کے ہیں۔

(۳۱۶۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو جمرہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے جو ریسہ بن قدامہ تھی سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب سے سن تھا، (جب وہ زخمی ہوئے) آپ سے ہم نے عرض کیا تھا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے! تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے عمد کی (جو تم نے ذمیوں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں (کہ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کرنا) کیونکہ وہ تمہارے نبی کا ذمہ ہے اور تمہارے گھر والوں کی روزی ہے (کہ جزیہ کے روپیہ سے تمہارے بال بچوں کی گزران ہوتی ہے)

۲- بَابُ إِذَا وَادَعَ الْإِمَامُ مَلِكَ  
الْقَرِيْةِ، هُلْ يَكُونُ ذَلِكَ لِرَقِيْتِهِمْ؟

۳۱۶۱- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَارٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا وَهِبْيَةً عَنْ عَمْرُو بْنِ يَحْيَى عَنْ  
عَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِي حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ  
قَالَ: ((غَرَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَعْلَةً يَنْضَاءَ، وَكَسَّاهَ  
مَلِكٌ أَيْلَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ بَعْلَةً يَنْضَاءَ، وَكَسَّاهَ  
بُرْدَا، وَكَتَبَ لَهُ بِخَرِيْهِمْ)).

[راجع: ۱۴۸۱]

## ۳- بَابُ الْوَصَّاَةِ بِأَهْلِ ذِمَّةٍ

رَسُولُ اللهِ ﷺ

وَالْذِمَّةُ الْعَهْدُ، وَالْإِلَالُ الْقَرَابَةُ

۳۱۶۲- حَدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ:  
سَمِعْتُ جُوَيْرِيَةَ بْنَ قُدَّامَةَ التَّمِيْمِيَّ قَالَ:  
((سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ: قُلْنَا أَوْصَنَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ:  
أَوْصِنُكُمْ بِذِمَّةِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ ذِمَّةُ نَبِيِّكُمْ،  
وَرَزْقُ عِبَالِكُمْ)).

[راجع: ۱۳۹۲]

**تشریح** امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق بن بخش کی یہ وہ عالی شان و صیت ہے جس پر اسلام ہیش نازل رہے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی جہاد کا خلافہ غیر مسلم اقوام کو مٹانا یا ستانا ہرگز نہیں ہے۔ پھر بھی کچھ متعصب لوگوں نے جہاد کے سلسلہ میں اسلام کو ہدف ملامت بنایا ہے جن کے جواب میں خطیب الاسلام حضرت مولانا عبدالروف صاحب جعفرناجمی ناظم جامعہ سراج العلوم جعفرناجمی نیپال نے ایک تفصیلی مقالہ مرحمت فرمایا ہے۔ نے ہم مولانا کے شکریہ کے ساتھ یہاں درج کرتے ہیں۔ جس کے مطالعہ سے ناگزیر بخاری شریف کی معلومات میں میش ازیش اضافہ ہو گا۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

”جہاد کے مفہوم سے بے خبری پر اہل یورپ مستشرقین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جہاد غیر مسلموں کو زبردستی مسلمان بنانے کا نام ہے۔ اگرچہ ان غیر مسلموں نے مسلمانوں پر کوئی زیادتی اور ان کے ساتھ کوئی دشمنی نہ کی ہو، لیکن اہل یورپ سراسر کذب و افتراء سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ ادنیٰ ہمارے سے یہ اعتراض غلط اور باطل ثابت ہو جاتا ہے۔ سورہ افال و سورہ بقرہ میں یہ تفصیل موجود ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دین کے اندر زبردستی نہیں ہے۔ اصل میں قرآن کریم میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ جنگ و قتل کی جو آیات ہیں ان سے نہاد قوون کو سرسری مطالعہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ اسلام تمام نما اہب کا دشمن ہے، مگر یہ غلط فہمی ان آیات کے پس منظر سے نہاد قویت کے سبب پیدا ہو گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو اسلام اور مسلمانوں کے معاند اور ان کے دشمن ہیں، دوسرے وہ جن کو مسلمانوں سے کوئی خاصت اور دشمنی نہیں ہے ان دونوں کے لئے احکام جدا جدا ہیں۔

جو غیر مسلم مسلمانوں کے دشمن اور درپے آزار نہیں ہیں ان کا حکم جدا ہے۔ ان کے ساتھ دنیاوی تعلقات اور حسن سلوک کی ممانعت نہیں ہے۔ ارشاد ہے۔

لَا يَهُكُم اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يَقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرُجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ إِنْ تَبْرُوهُمْ وَتَقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يَحُبُّ الْمُقْسِطِينَ انْهَا  
يَهُكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهِرُوا عَلَىٰ اخْرَاجِكُمْ إِنْ تُولُوهُمْ وَمَنْ يَتُولَّهُمْ فَأُولَئِكُمُ الظَّالِمُونَ ط  
المحتحنة ۸۰۹

”یعنی جو لوگ تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کرتے اور جہنوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکلا، ان کے ساتھ احسان و سلوک اور عدل و انصاف کا برپتاو کرنے سے اللہ تم کو منع نہیں کرتا۔ اللہ تو صرف انہی لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جو دین کے بارے میں تم سے لڑے اور جہنوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکلا۔ اور تمہارے نکالے میں مخالفوں کی مدد کی، جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھے گا، وہ ظالمون میں سے ہو گا۔“

اور جو غیر مسلم مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں اور ان کو مٹانے اور برباد کرنے کے درپے رہتے ہیں ان سے دوستی قطعاً حرام ہے اور ان کے قتل کے جواب میں قتل و قتل کے احکام موجود ہیں۔ لیکن اسی جنگ میں بھی ظلم و زیادتی کی ممانعت موجود ہے۔ ارشاد ہے۔ (وَقَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُو اِنَّ اللَّهَ لَا يَحُبُّ الْمُعْتَدِينَ)

اور جو تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے راستے میں ان سے لڑو، مگر کسی قسم کی زیادتی نہ کرو، اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ حافظ ابن حجرؓ نے جہاد کے متعلق جو تفصیل لکھی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دشمن سے جہاد تکوار، اسلحہ کے ذریعہ صرف اسی وقت ضروری ہے جبکہ مسلمانوں پر کفار زیادتی و دشمنی کا حکم کھلا رہا ہے اختیار کئے ہوئے ہوں۔

امام ابن تیمیہؓ نے ”مجموعہ رسائل تحت قتال الکفار“ میں صراحت کی ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے (لَا اکراه فی الدین) دین میں زبردستی نہیں ہے۔ فلو کان الکافر یقتل حقی یسلم لکان هذا اعظم الکراہ علی الدین پس اگر مسئلہ شرعی یہ ہو کہ جب کافر مسلمان نہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے تو مجبوب اکراہ کی اس سے بڑی مشکل اور کیا ہے؟

اسلام کا مقصد محض کافروں کو قتل کر دالنا اور ان کے اموال و جاندار کو حاصل کر لینا نہیں ہے بلکہ جہاد کا مطلب استیلاء اسلام ہے جو دین حق ہے اور دراصل حقیقت دین و دنیا کا اعتدال و توازن اسلام کے نظام میں مضر ہے۔ اس کو تمام عالم میں عام کرنا مقصود ہے جیسا کہ ارشاد ہے ﴿الَّذِينَ أَمْنَوْا يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا اولِياءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كِيدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾

ای متن میں دو سری جگہ ارشاد ہے ﴿وَقِيلُوهُمْ حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونُ الَّذِينَ لِلَّهِ فَقِيلَ اتَّهَمُوا فَلَا غُذْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (البقرة: ١٩٣) یعنی اور ان سے جہاد کرو، یہاں تک کہ قتله باقی نہ رہ جائے (اور دین اللہ ہی کا ہو جائے) پس اگر وہ باز آ جائیں تو پھر زیادتی نہیں کرنا ہے مگر ظالموں پر۔

اگر اسلام کا مقصد محض قتال کفار ہوتا تو پھر عورتوں، بچوں، بوڑھوں، مزدوروں، اور گوشہ گیر نفروں کو قتال کے حکم سے کیوں مستثنی کیا جاتا؟ کیونکہ علت کفر تو سب میں مشترک ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان حضرت جابر بن ثابتؓ سے اسی طرح مردی ہے کہ لا تقتلوا ذریة ولا عسیفا ولا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امراة یعنی چھوٹے بچوں، بیگار میں پکڑے ہوئے مزدوروں، کمزور اور بذھوں، نابالغ لڑکوں اور عورتوں کو قتل نہ کرو۔ (السياسة الشرعية ص: ۱۵۔ وموطأ معاہ مسوی جلد ثانی ص ۱۳۲)

ای طرح امیر المؤمنین حضرت ابو بکر بن ثابتؓ نے امیر لشکر حضرت امامہ سے فرمایا تھا کہ دیکھو خیانت نہ کرنا، فریب نہ کرنا اور دشمن کا ہاتھ پاؤں مت کائن، چھوٹے بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ اور ان لوگوں کو کچھ نہ کہنا جنوں نے اپنی زندگی عبادت کا ہوں، گرجا گھروں میں وقف کر دی ہے۔ (صدقیق اکبر مؤلفہ مولانا سید احمد اکبر آبادی جو والہ طبری ص ۳۲۹)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؓ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر کفر کا اقتدار وجد فتنہ بن جائے تو قتله کو ختم کرنے کے لئے قتال ضروری ہے ورنہ نہیں۔

فرماتے ہیں۔ فمن لم يمنع المسلمين من اقامة الدين الاسلام لم يكن مضرة كفره الا على نفسه (السياسة الشرعية ابن تیمیہ ص: ۵۰) جزیہ بھی اسلام کے اقتدار و بالادستی کو تسلیم کرنے کی غرض سے ہے، ورنہ محض تحصیل خراج و جزیہ اسلام کا ہرگز مقصد نہ تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے خراسان کے عالی جراح بن عبد اللہ کو اس لئے معطل کر دیا کہ انہوں نے جزیہ کو کم دیکھ کر نو مسلموں سے کما کہ تم لوگ اس لئے اسلام لے آئے ہو کہ جزیہ سے نفع جاؤ۔ یہ بات حضرت عمر بن عبد العزیزؓ تک پہنچی، تو عالی کو معزول کرتے ہوئے ایک سہرا مقولہ تحریر فرمایا کہ "حضرت محمد رسول اللہ ﷺ دنیا میں دعوت حق کے لئے بیجیے گئے تھے۔ آپ خراج و جزیہ کے محصل یا کرنیں بیجیے گئے تھے۔" (البدایہ والتمایہ جلد تاسع ص ۱۸۸)

بہرحال اسلام کا مقصد حصول اقتدار و استیلاء صرف اس لئے ہے تاکہ دین و دنیا میں اعتدال و توازن اور امن و امان قائم رہے اور نظام اسلام کے ذریعہ اقوام عالم کو سکون قلب اور امن و استقلال کے ساتھ زندگی گزارنے کے موقع حاصل ہوں۔

**۴- بَابُ مَا أَقْطَعَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْبَخْرَيْنِ، وَمَا وَعَدَ مِنْ مَالٍ لَبَخْرَيْنِ**  
اور بھریں کی آمدی اور جزیہ میں سے کسی کو کچھ دینے کا وعدہ  
**كَرَنا سَكَانَ اَوْ رَأْسَ كَارِبِينَ سَكَانَ اَوْ رَأْسَ كَارِبِينَ**  
کرنا س کا بیان اور رأس کا بھر کاربین سے بن لڑے  
**وَالْجَزِيَّةُ وَلِمَنْ يُقْسَمَ الْفِيَءُ**  
وَالْجَزِيَّةُ وَلِمَنْ يُقْسَمَ الْفِيَءُ  
**وَالْجَزِيَّةُ؟**

۴۱۶۳ - حدثنا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ (۳۲۷) هم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان

کیا، ان سے مجھی بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ میں نے انس بیٹھ کر سے نہ انسوں نے بیان کیا کہ نبی کرم شہیط نے انصار کو بلایا، تاکہ بھریں میں ان کے لئے کچھ زمین لکھ دیں۔ لیکن انسوں نے عرض کیا کہ نہیں! خدا کی قسم! (ہمیں اسی وقت وہاں زمین عنایت فرمائیے) جب اتنی زمین ہمارے بھائی قریش (مجاہرین) کے لئے بھی آپ لکھیں۔ آں حضرت شہیط نے فرمایا۔ جب تک اللہ کو منظور ہے یہ معاشر ان کو بھی (یعنی قریش والوں کو) ملتی رہے گی۔ لیکن انصاری کی اصرار کرتے رہے کہ قریش والوں کے لئے بھی سندیں لکھ دیجئے۔ جب آپ نے انصار سے فرمایا کہ میرے بعد تم یہ دیکھو گے کہ دوسروں کو تم پر ترجیح دی جائے گی، لیکن تم صبر سے کام لینا، تا آنکہ تم آخر میں مجھ سے آکر ملو۔ (جنگ اور فساد نہ کرنا)

(۳۱۶۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ مجھے روح بن قاسم نے خبر دی، انہیں محمد بن منکدر نے بیان کیا کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر ہمارے پاس بھریں سے روپیہ آیا تو میں تمہیں اتنا، اتنا، اتنا (تمن لپ) دوں گا۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اس کے بعد بھریں کا روپیہ آیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر کسی سے کوئی دینے کا وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے پاس آئے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بھریں کا روپیہ ہمارے یہاں آیا تو میں تمہیں اتنا اتنا اور اتنا دوں گا۔ اس پر انسوں نے فرمایا کہ اچھا ایک لپ بھرو، میں نے ایک لپ بھری، تو انسوں نے فرمایا کہ اسے شمار کیا تو پانچ سو تھا، پھر انسوں نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمایا۔

حدَّثَنَا زُهْرَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسًا قَالَ: دُعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَخْرَى، فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ حَتَّى تَكْتُبَ لِإِخْرَانَا مِنْ قَوْيَشِ بِمُثْلِهِ، قَالَ: ((ذَلِكَ لَهُمْ مَا شاءَ اللَّهُ عَلَى ذَلِكَ يَقُولُونَ لَهُ). قَالَ: فَإِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثْرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي)).

[راجع: ۲۳۷۶]

٣١٦٤ - حدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَوْحُ بْنُ الْفَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِي: ((لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَخْرَى قَدْ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا)). فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَاءَ مَالُ الْبَخْرَى قَالَ أَبُوبَكْرٌ: مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عِدَّةً فَلَيُنَتَّيْنِي، فَأَتَيْتُهُ قُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ كَانَ قَالَ لِي: لَوْ قَدْ جَاءَنَا مَالُ الْبَخْرَى لَأَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَلَمَّا لَمْ يَأْتِ أَغْطَيْتُكَ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَقَالَ لِي: عَدَّهَا، فَعَدَّهُ تَهْلِكَةً، فَلَمَّا هِيَ حَمْسَمَائَةً، فَأَغْطَيْتُكَ أَلْفًا وَحَمْسَمَائَةً.

[راجع: ۲۲۹۶]

(۳۱۶۵) اور ابراہیم بن ٹھمان نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے انس بن مالک بن شہر نے کہ نبی کرم شہر کے یہاں بھریں سے خراج کا روپیہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں پھیلا دو، بھریں کا وہ مال ان تمام اموال میں سب سے زیادہ تھا جواب تک رسول اللہ شہر کے یہاں آچکے تھے۔ اتنے میں عباس بن شہر تشریف لائے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! مجھے بھی عنایت فرمائیے (میں زیر بارہوں) کیونکہ میں نے (بدر کے موقع پر) اپنا بھی فدیہ ادا کیا تھا اور عقیل کا بھی! آنحضرت شہر کے فرمایا کہ اچھا لے ججھے، چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے میں روپیہ بھر لیا، (لیکن انھوں نہ سکا) تو اس میں سے کم کرنے لگے۔ لیکن کم کرنے کے بعد بھی نہ انھوں کا تو عرض کیا کہ آنحضرت کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میری مدد کرے، آنحضرت شہر کے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا کہ پھر آپ خود ہی انھوں دیں۔ فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ پھر عباس بن شہر نے اس میں سے کچھ کم کیا، لیکن اس پر بھی نہ اٹھا سکے تو کہا کہ کسی کو حکم دیجئے کہ وہ اٹھا دے، فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، انہوں نے کہا، پھر آپ ہی اٹھادیں، حضور اکرم شہر نے فرمایا کہ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر اس میں سے انہیں پھر کم کرنا پڑا اور تکمیلیں جا کے اسے اپنے کامدھے پر اٹھا سکے اور لے کر جانے لگے۔ آنحضرت شہر اس وقت تک انہیں برادر دیکھتے رہے، جب تک وہ ہماری نظروں سے چھپ نہ گئے۔ ان کے حرص پر آپ نے تجب فرمایا، اور آپ اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک وہاں ایک درہم بھی باقی رہا۔

### باب کسی ذمی کافر کو ناحق مارڈا النا کیسا گناہ ہے؟

(۳۱۶۶) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے حسن بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے مجاہد نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن

۳۱۶۵ - وَقَالَ إِبْرَاهِيمَ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَنْ أَنْغَزِيرِ بْنِ صَهْبَيْ عَنْ أَنْسِ ((أَتَيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَّ مِنَ الْبَخْرَيْنِ فَقَالَ: اثْرُوْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَكَانَ أَكْثَرُ مَالٍ أَتَيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا جَاءَهُ الْعَبَاسُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَغْطِيْنِي، إِنِّي فَادِيْتُ نَفْسِي وَفَادِيْتُ عَقِيلًا. فَقَالَ خُذْ. فَحَثَّا فِي ثُوبِهِ، ثُمَّ دَهَبَ يُقْلِلُهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ: مُنْ بَعْضُهُمْ يَرْفَعُهُ عَلَيَّ، قَالَ: لَا. قَالَ: فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَيَّ، قَالَ: لَا. فَشَرَّ مِنْهُ ثُمَّ دَهَبَ يُقْلِلُهُ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ: فَمُرْهَ بَعْضُهُمْ يَرْفَعُهُ عَلَيَّ، قَالَ: لَا. فَارْفَعْهُ أَنْتَ عَلَى كَاهِلِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ، فَمَا زَالَ يَتَبَعَّهُ بَصَرَهُ حَتَّى خَفِيَ عَلَيْنَا، عَجَبًا مِنْ حِرْصِهِ، فَمَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثُمَّ مِنْهَا دَرْهَمٌ)).

[راجع: ۴۲۱]

### ۵- بَابُ إِثْمٍ مَنْ قُتِلَ مُعَاهِدًا بِغَيْرِ جُرْمِ

۳۱۶۶ - حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ أَوْلَادِهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرُو قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ عَنْ أَنْدَلُلَ بْنِ

عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے کسی ذمی کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔ حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی راہ سے سو فنگھی جا سکتی ہے۔

**باب یہودیوں کو عرب کے ملک سے نکال کر باہر کرنا**  
اور حضرت عمر بن حفظ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے (خبر کے یہودیوں سے) فرمایا کہ میں تمیں اس وقت تک یہاں رہنے دوں گا جب تک اللہ تم کو یہاں رکھے۔

(۳۲۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم سے لیٹ بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (ابو سعید) نے کہ ابو ہریرہ بن حفظ نے بیان کیا، ہم ابھی مسجد نبوی میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے، اور فرمایا کہ یہودیوں کی طرف چلو، چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور جب بیت المدرس (یہودیوں کا مدرسہ) پہنچ تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسلام لاو تو سلامتی کے ساتھ رہو گے اور سمجھ لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔ اور میرا را رادہ ہے کہ تمیں اس ملک سے نکال دوں، پھر تم میں سے اگر کسی کی جان کا دی کی قیمت آئے تو اسے پنج ڈالے۔ اگر تم اس پر تیار نہیں ہو تو تمیں معلوم ہونا چاہئے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول ہی کی ہے۔

عمر و رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ  
قال: ((من قتل معاہدنا لم يُرح رائحة  
الجنة، وإن ريحها توجَّد من مسيرة  
أربعين عاماً)). [طرفة في: ۶۹۱۴]

**۶- باب إخراج اليهود**  
من جزيرۃ العرب  
وقال عمر عن النبی ﷺ: ((أفتركم ما  
أفتركم الله)).

(۳۶۷) حدثنا عبد الله بن يوسف قال  
حدثنا الليث . قال: حدثني سعيد  
المقبري عن أبيه عن أبي هريرة رضي  
الله عنه قال: بينما نحن في المسجد  
خرج النبي ﷺ فقال: ((انطلقوا إلى  
يهود)), فخرجنَا حتى جتنا بيت  
المدرّس فقال: ((أنسلموا تسليماً،  
واعلموا أن الأرض لله ورَسُولِه، إنِّي  
أريده أن أجليكم من هذه الأرض، فمن  
يجد منكم بماله شيئاً فليغسله، وإن  
فاغسلوا أن الأرض لله ورَسُولِه)).

[طرفة في : ۶۹۴۴ ، ۷۳۴۸]

رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ ہی میں یہودیوں کے اخراج کی نیت کر لی تھی، مگر آپ کی وفات ہو گئی۔ حضرت عمر نے اپنی خلافت میں ان کی مسلسل غداریوں اور سازشوں کی بنا پر ان کو دہل سے نکال دیا۔

(۳۲۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان احوال نے، انہوں نے سعید بن جبیر سے سن اور انہوں نے ابن عباس بن حیثا سے سن، آپ نے جعرات کے دن کا ذکر کرتے ہوئے کہا، تمیں معلوم ہے کہ جعرات کا دن ہائے؟ یہ کون سادن ہے؟ اس کے بعد وہ اتنا روئے کہ ان کے آنسوؤں سے

(۳۱۶۸) حدثنا محمد قال حدثنا ابن عيینة عن سليمان بن أبي مسلم الأحوص  
سمع سعيد بن جبير سمع ابن عباس  
رضي الله عنهمما يقول: يوم الخميس  
وما يوم الخميس. ثم بكى حتى بل

کنٹریاں تر ہو گئیں۔ سعید نے کہا میں نے عرض کیا، یا ابو عباس! جمرات کے دن سے کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسی دن رسول اللہ ﷺ کی تکلیف (مرض الوفات) میں شدت پیدا ہوئی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے (لکھنے کا) ایک کاغذ دے دو تاکہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھ جاؤں، جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو۔ اس پر لوگوں کا اختلاف ہو گیا پھر آخر خضرت ﷺ نے خود ہمی فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں جھگڑنا غیر مناسب ہے، دوسرے لوگ کہنے لگے، بھلا کیا آخر خضرت ﷺ بے کار باتیں فرمائیں گے اچھا، پھر پوچھ لوا، یہ سن کر آخر خضرت ﷺ نے فرمایا، کہ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، کیونکہ اس وقت میں جس عالم میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو۔ اس کے بعد آخر خضرت ﷺ نے تین باتوں کا حکم فرمایا، کہ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکال دیا اور وفاد کے ساتھ اسی طرح خاطر تو اوضع کا معاملہ کرنا، جس طرح میں کیا کرتا تھا۔ تیسرا بات کچھ بھلی سی تھی، یا تو سعید نے اس کو بیان نہ کیا، یا میں بھول گیا۔ سفیان نے کہا یہ جملہ (تیسرا بات کچھ بھلی سی تھی) سلیمان احوال کا کلام ہے۔ اور یہ تھی کہ اسماء کا شکر تیار کر دیتا، یا نماز کی حفاظت کرنا، یا الونڈی غلاموں سے اچھا سلوک کرنا۔

﴿يَوْمَ الْحِمَّةِ؟ قَالَ اشْتَدَّ بِرِسُولِ اللَّهِ وَجْهُهُ وَجَعَهُ فَقَالَ: ((إِنَّنِي بِكَفِيفٍ أَكْتُبُ لِكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَنْدًا)). فَتَسَاءَلُوا: مَا لَهُ؟ أَهْجَرَ؟ أَسْتَفْهَمُوهُ. فَقَالَ: ذَرُونِي، فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَذَغُونِي إِلَيْهِ. فَأَمْرَهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاجْزِيُّوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أَجْزِيُّهُمْ، وَالثَّالِثُ خَيْرٌ إِمَّا أَنْ سَكَنَتْ عَنْهَا، وَإِمَّا أَنْ قَاتَلَهَا فَنَسَيْتُهَا)) قَالَ سُفْيَانٌ: هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ. [راجع: ۱۱۴]

**تشریح** اهجر الهمزة للاستفهام الانكاری لأن معنی هجر هذی وانما جاءه من قائله استفهاماً للانكار على من قال لا تكتبو ای ترکوا امر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلوه کامر من هجر فی کلامه لانه صلی اللہ علیہ وسلم لا یهجر الخ کذا فی الطبیی یعنی یمان همراه استفهام انکار کے لئے ہے۔ جس کا مطلب یہ کہ جن لوگوں نے کہا تھا کہ حضور ﷺ کو اب لکھوانے کی تکلیف نہ دو، ان سے کما گیا کہ حضور ﷺ کو ہدیان نہیں ہو گیا ہے اس لئے آپ کو ہدیان والے پر قیاس کر کے ترک نہ کرو۔ آپ سے ہدیان ہو یہ ناممکن ہے۔ اس سلسلہ کی تفصیل بحث اسی پارہ میں گزر چکی ہے۔

کتاب کے لکھنے پر صحابہ کا اختلاف اس وجہ سے ہوا تھا کہ بعض صحابہ نے کہا کہ آخر خضرت ﷺ کو اس شدت تکلیف میں مزید تکلیف نہ دینی چاہیے۔

بعد میں خود آخر خضرت ﷺ خاموش ہو گئے۔ جس کا مطلب یہ کہ اگر لکھوانا فرض ہوتا تو آپ کسی کے کہنے سے یہ فرض ترک نہ کریتے، فقط برائے مصلحت ایک بات ذہن میں آئی تھی، بعد میں آپ نے خدا سے ضروری نہیں سمجھا۔ منقول ہے کہ آپ خلافت صدیق کے بارے میں قطعی فیصلہ لکھ کر جانا چاہتے تھے تاکہ بعد میں اختلاف نہ ہو۔ اسی لئے آپ نے خدا پرے مرض الموت میں حضرت صدیق اکبرؑ کے حوالے منبر و محراب کو فراہدیا تھا۔

## باب اگر کافر مسلمانوں سے دعا کریں تو ان کو معافی دی جا سکتی ہے یا نہیں؟

(۳۲۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خیرت ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے) نبی کرم ﷺ کی خدمت میں بکری کایا ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں۔ انہیں میرے پاس جمع کرو، چنانچہ وہ سب آگئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو، میں تم سے ایک بات پوچھوں گا۔ کیا تم لوگ صحیح صحیح جواب دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، آپ نے دریافت فرمایا، تمہارے باپ کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، تمہارے باپ تو فلاں تھے۔ سب نے کہا کہ آپ حق فرماتے ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کر دو گے؟ سب نے کہا جی ہاں، اے ابو القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا، حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ وزن خیں میں جانے والے کون لوگ ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے تو ہم اس میں داخل ہو جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس میں بپلا رہو، خدا گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتا دو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہاں! اے ابو القاسم! آنحضرت ﷺ نے دریافت تو کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملا یا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آنحضرت نے

۷- بَابُ إِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُونَ  
بِالْمُسْلِمِينَ هُلْ يُغْفَى عَنْهُمْ؟

۳۶۹- حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَلْيَثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
((لَمَّا فَجَحَتْ خَيْرٌ أَهْدَيْتَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَيْتَ فِيهَا سَمَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اجْمَعُوا إِلَيْ  
مَنْ كَانَ هَا هَا مِنْ يَهُودَ)), فَجَمِيعُوا  
لَهُ، فَقَالَ: ((إِنِّي سَأَلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ،  
فَهَلْ أَتْنَمْ صَادِقَيْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا نَعَمْ.  
قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :  
((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: فُلَانْ فَقَالَ:  
((كَذَّبْتُمْ، بْنَ أَبُوكُمْ فُلَانْ)) قَالُوا:  
صَدَقْتُمْ. قَالَ: ((فَهَلْ أَتْنَمْ صَادِقَيْ عَنْ  
شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا  
الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذَبْنَا كَمَا  
عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ  
النَّارِ؟)) قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ  
تَخْلُقُونَا فِيهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((اَخْسُرُوْا فِيهَا، وَاللَّهُ لَا  
نَخْلُقُكُمْ فِيهَا أَبَدًا)). ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ  
أَتْنَمْ صَادِقَيْ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ  
عَنْهُ؟)) فَقَالُوا : نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ. قَالَ:  
((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَلْوَةِ الشَّاةِ سَمًا))  
قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ : ((مَا حَمَلْتُكُمْ عَلَى

دراحت فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ آپ جھوٹے ہیں (بیوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

[طرفہ فی : ۴۲۴۹، ۵۷۷۷]۔  
ترجمہ باب اس سے تلاکہ آپ نے اس یہودی عورت زینب بنت حارث نامی کو جس نے زہر ملایا تھا کچھ سزا نہ دی بلکہ معاف کر دیا، مگر جب بشر بن براء صحابی بنی جنوہ نے اس گوشت میں سے کچھ کھالیا تھا، مر گئے تو آپ نے ان کا قصاص لیا، اور اس عورت کو قتل کر دیا۔

## باب وعدے توڑنے والوں کے حق میں امام کی بد دعا

(۳۱۷۰) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بن یزید نے بیان کیا، ہم سے عاصم احوال نے، کہا کہ میں نے انس سے دعاء قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے ہونی چاہئے، میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب (محمد بن سیرن) توکتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ رکوع کے بعد ہوتی ہے، انس بن شیراز نے اس پر کہا کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ پھر انہوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مینے تک رکوع کے بعد دعاء قنوت کی تھی۔ اور آپ نے اس میں قبیلہ بن سلیم کے قبیلوں کے حق میں بد دعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت، راوی کوشک تھا، مشرکین کے پاس بھیجی تھی۔ لیکن یہ بنی سلیم کے لوگ (جن کا سردار عامر بن طفیل تھا) ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ سے ان کا معاملہ تھا۔ (لیکن انہوں نے دعا دی) آنحضرت ﷺ کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا جتنا ان صحابہ کی شاداد پر آپ رنجیدہ تھے۔

**لشیخ** کیونکہ یہ لوگ قاری اور عالم تھے۔ اگر یہ زندہ رہتے تو ان سے ہزار ہالوگوں کو فائدہ پہنچا۔ اسی لئے ایک پੇ عالم کی موت کو عالم جان کی موت کہا جائیا ہے۔

قتول قبل الرکوع اور بعد الرکوع کے متعلق شیخ الحدیث حضرت مولانا استاذ عبید اللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں۔  
ورواہ ابن المنذر عن انس بلفظ ان بعض اصحابہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قتوافقی صلوٰۃ الفجر قبل الرکوع وبعدهم بعد الرکوع

ذلک؟) قالوا أردنا : إن كثتَ كاذباً  
نستريح، وإن كثتَ نبياً لم يضرك)).

## ۸ - بَابُ دُعَاءِ الْإِمَامِ عَلَى مَنْ نَكَثَ عَهْدَهَا

۳۱۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا قَالَ  
ثَابَتُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ:  
سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْقُوْنَتِ  
قَالَ: قَبْلَ الرُّكُوعِ. فَقُلْتُ إِنْ فَلَّا يَزَعُمُ  
أَنْكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَقَالَ: كَذَبَ ثُمَّ  
حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ  
قَنَتْ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَذْغُو عَلَى أَخْيَاءِ  
مِنْ بَنِي سَلَيْمٍ قَالَ: بَعْثَ أَرْبَعِينَ أَوْ سَبْعينَ  
- يَشْكُ فِيهِ - مِنَ الْقُرْءَاءِ إِلَى أَنَاسٍ مِنَ  
الْمُشْرِكِينَ، فَعَرَضَ لَهُمْ هُؤُلَاءِ فَقَتَلُوهُمْ،  
وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ عَهْدٌ، فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا  
وَجَدَ عَلَيْهِمْ)).

[راجع: ۱۰۰۱]

وہذا کله بدل علی اختلاف عمل الصحابة فی محل قوت المکتوبه فقت بعضهم قبل الرکوع وبعضاهم بعده واما السی صلی اللہ علیه وسلم فلم یبین عنہ القوت فی المکتوبه الا عند النازلة یقتن فی النازلة الا بعد الرکوع هذا ما تحقق لی والله اعلم (مرعاۃ المفایح جلد ۲ ص: ۲۲۲) یعنی حضرت انس بن مالک کی اسی روایت کو ابن مذدر نے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ رسول ﷺ نے قوت رکوع سے پہلے پڑھتے، بعض رکوع کے بعد پڑھتے اور ان سب سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نمازوں میں محل قوت کے بارے میں صحابہ میں اختلاف تھا اور نبی کریم ﷺ سے فرض نمازوں میں سوائے قوت نازلہ کے اور کوئی قوت ثابت نہیں ہوئی آپ نے صرف قوت نازلہ پڑھی اور وہ رکوع کے بعد پڑھی ہے میری حقیقی کی ہے واللہ اعلم۔

امام نووی استحباب القوت میں فرماتے ہیں و محل القوت بعد رفع الراس فی الرکوع فی الرکعة الاخیرہ یعنی قوت پڑھنے کا محل آخری رکعت میں رکوع سے سراخلانے کے بعد ہے۔ حدیث پڑائیں حضرت انسؓ کے بیان متعلق قوت کا تعلق ان کی اپنی معلومات کی حد تک ہے واللہ اعلم۔

## باب (مسلمان) عورتیں اگر کسی (غیر مسلم) کو امان اور پناہ دیں؟

(۱۷۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام بالک نے خبر دی، اُنہیں عمر بن عبد اللہ کے غلام ابوالنصر نے، اُنہیں امام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابو مونے خبر دی، اُنہوں نے امام ہانی بنت ابی طالب ﷺ سے سنا، آپ بیان کرتی تھیں کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی (مکہ میں) میں نے دیکھا کہ آپ عشل کر رہے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی صاحبزادی پر دہ کے ہوئے تھیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا، تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کون صاحبہ ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ میں امام ہانی بنت ابی طالب ہوں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا، آواچھی آئیں، امام ہانی! پھر جب آپ عشل سے فارغ ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر آٹھ رکعت چاہست کی نماز پڑھی۔ آپ صرف ایک کپڑا جسم اطراف پیشے ہوئے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری مال کے بیٹے حضرت علی (مشیل) کہتے ہیں کہ وہ ایک شخص کو جسے میں پناہ دے چکی ہوں، قتل کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ یہ شخص ہمیرہ کافلاں لڑکا (جعدہ) ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا، امام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی، اسے ہماری طرف سے بھی پناہ ہے۔ امام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ وقت چاہست کا تھا۔

ہمیرہ امام ہانی کے خالوں تھے، جدیدہ ان کے بیٹے تھے۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ حضرت علیؓ اپنے بھانجے کو کیوں مارتے، بعضوں نے کہا

## ۹- بَابُ أَمَانَ النِّسَاءِ

### وَجَوَارِهِنَّ

٣١٧١ - حَدَّثَنَا عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عَمْرَ بْنِ عَيْنَدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَا مَرْأَةِ مَوْلَى أُمَّ هَانِيٍّ أَبِيهِ أَبِيهِ طَالِبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيَّ أَبِيهِ أَبِيهِ طَالِبَ تَقُولُ: «إِذْهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَقْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْسِلُ وَقَاطِمَةً أَبْنَتَهُ تَسْرُّهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِيَّ بِنْتُ أَبِيهِ طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ بِنْتُ أَبِيهِ هَانِيَّ؟)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ مُّلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاجِدٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، زَعَمَ ابْنُ أَمِّي عَلَيَّ أَنَّهُ قَاتَلَ رَجُلًا قَدْ أَجْرَيْتُهُ، فَلَمَّا ابْنُ هَانِيَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ أَجْرَنَا مَنْ أَجْرَنَتْ يَا أُمُّ هَانِيَّ؟)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيَّ: وَذَلِكَ ضُحْيٌ. [راجع: ۲۸۰]

فلاں ابن ہبیرہ سے حارث بن راشم محرومی مراد ہیں۔ غرض حدیث سے یہ لکھا کہ عورت کا پناہ دینا درست ہے۔ ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے۔ بعضوں نے کما امام کو اختیار ہے۔ چاہے اس امان کو منحور کرے چاہے نہ کرے۔

### باب مسلمان سب برابر ہیں اگر ایک ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو

پناہ دے تو سب مسلمانوں کو قبول کرنا چاہئے

(۳۱۷۲) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو کچھ نے خردی، انہیں امش نے، انہیں ابراہیم تھی نے، ان سے ان کے باپ (یزید بن شریک تھی) نے بیان کیا کہ علی بن بشیر نے ہمارے سامنے خطبہ دیا، جس میں فرمایا کہ کتاب اللہ اور اس ورق میں جو کچھ ہے، اس کے سوا اور کوئی کتاب (احکام شریعت کی) ایسی ہمارے پاس نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں، پھر آپ نے فرمایا کہ اس میں زخموں کے قصاص کے احکام ہیں اور دیت میں دیئے جانے والے کی عمر کے احکام ہیں اور یہ کہ مذہبی حرم ہے میر پہاڑی سے فلاں (احد پہاڑی) تک۔ اس لئے جس شخص نے کوئی نئی بات (شریعت کے اندر واخیل کی) یا کسی ایسے شخص کو پناہ دی تو اس پر اللہ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہوگی اور نہ نفل۔ اور یہ بیان ہے جو لوئڑی غلام اپنے مالک کے سوا کسی دوسرے کو مالک بنائے اس پر بھی اس طرح (لعنت) ہے۔ اور مسلمان مسلمان سب برابر ہیں ہر ایک کا ذمہ یکساں ہے۔ پس جس شخص نے کسی مسلمان کی پناہ میں (جو کسی کافر کو دی گئی ہو) دخل اندازی کی تو اس پر بھی اسی طرح لعنت ہے۔

**تشریح** معلوم ہوا کہ حضرت علی بن بشیر بھی اسی مروجہ قرآن مجید کو پڑھتے تھے، سورتوں کی کچھ تقدیم و تاخیر اور بات ہے۔ اب جو کوئی یہ سمجھے کہ حضرت علی یا دوسرے اہل بیت کے پاس کوئی اور قرآن تھا جو کامل تھا اور مروجہ قرآن مجید ناقص ہے، اس پر بھی اللہ اور فرشتوں اور سارے انبیاء کرام کی طرف سے پھنکا اور لعنت ہے۔

### باب اگر کافر لڑائی کے وقت گھبرا کر اچھی طرح یوں نہ کہہ سکیں ہم مسلمان ہوئے اور یوں کہنے لگیں ہم نے دین بدل دیا، دین بدل دیا تو کیا حکم ہے؟

عبداللہ بن عمر بن عبید اللہ نے کمال الد بن ولید بن بشیر نے (بنی ہدبہ کی جنگ

### ۱۰ - بَابُ ذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ

وَجَوَارُهُمْ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ ۖ ۳۱۷۲ - حَدَّثَنِي قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكَيْنَعَ عَنِ الْأَغْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التِّبَّانيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((خَطَّبَنَا عَلَيْهِ فَقَالَ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَأُهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، فَقَالَ: فِيهَا الْجَرَاحَاتُ، وَأَسْنَانُ الْإِبْلِ، وَالْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عِنْدِي كَذَّا، فَمَنْ أَخْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا أَوْ آوَى فِيهَا مُخْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْتَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَذْلٌ، وَمَنْ تَوَلََّ غَيْرَ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ). وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ مِثْلُ ذَلِكَ).

[راجع: ۱۱۱]

### ۱۱ - بَابُ إِذَا قَالُوا صَبَّانًا وَلَمْ يُخْسِنُوا أَسْلَمْنَا

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: ((فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ،

میں) کافروں کو مارنا شروع کر دیا، حالانکہ وہ کہتے جاتے تھے۔ ہم نے دین بدل دیا، ہم نے دین بدل دیا، آنحضرت ﷺ نے جب یہ حال سنا تو فرمایا، یا اللہ!! میں تو خالد کے کام سے بیزار ہوں، اور حضرت عمر بن عثمان نے کہا، کما جب کسی (مسلمان) نے (کسی فارسی آدمی سے) کما کہ مدرس (ستڑو) تو گویا اس نے اسے امان دے دی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام زبانوں کو جانتا ہے اور حضرت عمرؓ نے (ہرمزان سے) کہا (جب اسے مسلمان گرفتار کر کے لائے) کہ جو کچھ کہنا ہو کو، ڈروم۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْرَا إِلَيْكَ مَا صَنَعَ خَالِدًا).  
وَقَالَ عُمَرُ: إِذَا قَالَ مَرْسَسٌ فَقَدْ آمَنَهُ، إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْأُلْسِنَةَ كُلُّهَا. وَقَالَ: تَكَلُّمْ لَا  
بَأْسَ.

**لئن شئتم** "صلبی" کے منے اپنے پرانے دین سے کل جانا، مطلب یہ ہے کہ غیر مسلم اسلام میں داخل ہونے کے لئے صرف یہ کہ کہ میں نے اپنے پرانے دین کو چھوڑ دیا، کیونکہ اسے اسلام کے متعلق کچھ زیادہ معلومات نہیں، اس لئے وہ اتنا نہیں کہ سکا کہ میں اسلام لایا، تو کیا اسے مسلمان سمجھ لیا جائے گا۔ جبکہ قریبہ بھی موجود ہو کہ اس کی مراد اسلام میں داخل ہونے سے ہی ہے، تو اسے اسلام میں داخل ہی مانا جائے گا۔ مشرکین کا قبیلہ یہ کہنا نہیں جانتا تھا کہ ہم اسلام لائے، اس لئے اس نے صرف یہی کما کہ ہم صابی ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے ان کے اس لفظ کو دخول اسلام کے بارے میں نہیں سمجھا، اس لئے آپ نے ان کو قتل کیا جیسا کہ شارحین بخاری لکھتے ہیں۔

فعمل خالد ای طبق خالد بن الولید یقتل من کان يقول صبانا حيث طن ان لفظة صبانا عند العجز عن التلفظ باسلمنا لا يكفي في الاخبار عن الاسلام بل لابد من التصريح بالاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم امني برى مما صنع خالد ولم اكن راضيا بقتلهم كما هي الكرماني والخير الجارى الخ يعني حضرت خالد بن عثمان نے ان کے لفظ صبانا کو دخول اسلام کے لئے کافی نہیں جانا، بلکہ ان کے خیال میں "اسلمنا" کہنا ضروری تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خالد کی اس حرکت قتل سے راضی نہیں ہوں۔

معلوم ہوا کہ کوئی ناواقف آدمی کسی اشارہ کنایے سے بھی اسلام قبول کر لے، تو اس کا اسلام صحیح تصور کیا جائے گا۔ اس بارے میں نص قرآنی موجود ہے۔ (وَلَا تَنْهُوا الْمُنَّى إِنَّهُمُ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَمْ تَشْعُرُوا) (التساء: ٩٣) یعنی جو تم کو اسلامی ناطق کے طور پر اسلام علیکم کئے، تم ان کو یہ نہ کوکہ تو مون نہیں ہے۔ اسلام ظاہری کا نام ہے جو ظاہر میں اسلام کا دم بھرے اور لکھے تو حیدر پڑھے اسے ظاہری حیثیت میں مسلمان ہی کہیں گے۔ رہا بطن کا معاملہ وہ اللہ کے حوالہ ہے۔

## ۱۲ - بَابُ الْمَوَادِعَةِ وَالْمُصَالَحةِ

مَعَ الْمُشْرِكِينَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ،

وَإِنَّمَا مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ

وَقُولِهِ : هُوَ إِنْ جَنَحُوا لِلْسُّلْطَنِ فَاجْنَحْ  
لَهُمْ ) [الأَنْفَالُ : ٦١] الآية۔

۳۱۷۳ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ  
هُوَ أَنَّ الْمُفَضَّلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْنَى عَنْ

### باب مشرکوں سے مال وغیرہ پر

صَلَحْ كَرْنَا، إِلَرَأَيْ چَحْوَرِنَا،

اور جو کوئی عمد پورانہ کرے اس کا گناہ

اور (سورہ انفال میں) اللہ کا یہ فرماتا کہ "اگر کافر صلح کی طرف جھکیں تو تو بھی صلح کی طرف جھک جا" اخیر آیت تک

(۳۱۷۳) ہم سے مسدود بن مسرد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے کہا ہم سے بھی بن سعید انصاری نے، ان سے بشر بن یسار۔

نے اور ان سے سل بن الی جنمہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سل اور مجیصہ بن مسعود بن زید میں شیخ بزرگ گئے۔ ان دونوں (خبر کے یہودیوں سے مسلمانوں کی) صلح تھی۔ پھر دونوں حضرات (خبر پہنچ کر اپنے اپنے کاموں کے لئے) جدا ہو گئے۔ اس کے بعد مجیصہ عبد اللہ بن سل کے پاس آئے، تو کیا کہتے ہیں کہ وہ خون میں لوٹ رہے ہیں۔ کسی نے ان کو قتل کر دا، خیر مجیصہ نے عبد اللہ کو دفن کر دیا۔ پھر مدینہ آئے، اس کے بعد عبد الرحمن بن سل (عبد اللہ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے مجیصہ اور حویصہ نبی کشم شیخیل کی خدمت میں حاضر ہوئے، گتنگو عبد الرحمن بیٹھنے شروع کی، تو آنحضرت شیخیل نے فرمایا، کہ جو تم لوگوں میں عمر میں بڑے ہوں وہ بات کریں۔ عبد الرحمن سب سے کم عمر تھے، وہ چپ ہو گئے۔ اور مجیصہ اور حویصہ نے بات شروع کی۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا تم لوگ اس پر قسم کھا سکتے ہو، کہ جس شخص کو تم قاتل کہہ رہے ہو اس پر تمہارا حق ثابت ہو سکے۔ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم ایک ایسے معاملے میں کس طرح قسم کھا سکتے ہیں جس کو ہم نے خود آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔ آنحضرت شیخیل نے فرمایا کہ پھر کیا یہود تمہارے دعوے سے اپنی برأت اپنی طرف سے پچاس قسمیں کھا کر کے کرویں؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ کفار کی قسموں کا ہم کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت شیخیل نے خود اپنے پاس سے ان کی دعیت ادا کر دی۔

شیخیل  
ترجمہ باب اس سے کلا کر آنحضرت شیخیل نے اپنے پاس سے دعیت ادا کر کے خبر کے یہودیوں سے صلح قائم رکی، باب کا یہ لفظ محفوظ تھی مگر اتفاق نہ ہوا یا اس مضمون کی حدیث ان کو ان کی شرط کے مطابق نہ ملی۔ قاتل پر حق ثابت ہونے سے متقول کے آدمیوں کو دعیت دیتی ہو گی۔ وہ قاتل اگر قتل کا اقرار کر لے تو قصاص بھی لیا جا سکتا ہے یہ قصاص کی صورت ہے۔ اس میں مدعا سے پچاس قسمیں لی جاتی ہیں کہ میرا گمان فلاں شخص پر ہے کہ اسی نے نارا ہے۔

اس سے آنحضرت شیخیل کی صلح جوئی، امن پنڈ پالیسی، فراخدی بھی ثابت ہوئی، باوجود یہ مقتول ایک مسلمان تھا جو یہود کے ماحول میں قتل ہوا، مگر آنحضرت شیخیل نے یہودیوں کی اس حرکت کو نظر اندر فراوایا، تاکہ امن کی فضا قائم رہے۔ اور کوئی طویل فساد نہ کھڑا ہو جائے، آپ نے مسلمان مقتول کے وارثوں کو خود بہت المال سے دعیت ادا فراوای، ایسے واقعات سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہئے جو اسلام کو بزور تکوار پھیلانے کا غلط پروپگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ مذاہب کی دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جوئی نوع انسان کو

[راجح: ۲۷۰۲]

پاپِ عہد پورا کرنے کی فضیلت

(۳۱۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاب نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن عباس میں اتنا نے خبر دی، اور انہیں ابو سفیان بن حرث پنے خبر دی کہ ہر قل (فرمازروائے روم) نے انہیں قریش کے قافلے کے ساتھ بلا بھیجا، یہ لوگ شام اس زمانے میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ جب آخر فرست شیخ نے ابو سفیان سے (صلح حدیبیہ میں) قریش کے کافروں کے مقدمہ میں صلح کی تھی۔

یعنی صلح حدیبیہ جو ۶ھ میں ہوئی یہ حدیث مفصل گزر چکی ہے۔ اس میں یہ بیان ہے کہ ہر قل نے کما کہ تغیر دغا یعنی محمدؐؑ نہیں کرتے اسی سے امام بخاری نے باب کامطلب نکلا کہ عمد کا پورا کرنا انمیاء کی خصلت ہے جو بڑی فضیلت رکھتی ہے اور عمد توڑنا و غایبازی کرنا ہر شریعت میں منع ہے۔

باب اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا تو کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے؟

اہن وہب نے بیان کیا، انہیں یونس نے خبر دی کہ اہن شب سے کسی نے پوچھا، کیا اگر کسی ذمی نے کسی پر جادو کر دیا تو اسے قتل کر دیا جائے؟ انہوں نے بیان کیا کہ یہ حدیث ہم تک پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اس کی وجہ سے جادو کرنے والے کو قتل نہیں کروایا تھا اور آپ پر جادو کرنے والا اہل کتاب میں سے تھا۔

ظاہراً این شاب کی ولیل پوری نہیں ہوتی، کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے۔ دوسرے اس کے جادو سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا، صرف زرا تخلی پیدا ہو گیا تھا، کہ آپ کوئی کام نہ کرتے اور خیال آتا کہ کرچکے ہیں۔ اللہ نے اس کی بھی خبر دے کر یہ آفت آپ کے اوپر سے دور کر دی، آپ نے اس جادو گر کو قتل نہیں کرایا، بلکہ معاف فرمادیا۔ اسی سے ملب کا مضمون ثابت ہوتا ہے۔

(۳۱۷۵) مجھ سے محمد بن شیخ نے بیان کیا، کما ہم سے بھی نے بیان کیا، کما ہم سے ہشام نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا

١٣ - بَابُ فَضْلِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ

٣١٧٤ - حدثنا يحيى بن بکير قال حدثنا الليث عن يومن عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبد الله بن عبة أن عبد الله بن عباس أخبره أن آبا سفيان بن حرب أخبره (أن هرقل أرسَل إِلَيْهِ فِي رَكْبِ مِنْ قُرْيَشٍ كَانُوا تُحَارَّا بِالشَّامِ فِي الْمَدَّةِ الَّتِي مَاذَا فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آبَا سَفِيَّانَ فِي كُفَّارِ قُرْيَشٍ). [رَاجِعٌ : ٧]

سُفَيَّانُ فِي كُفَّارِ قَرْيَشٍ)). [رَاجِعٌ : ٧]

## ١٤ - بَابُ هَلْ يُغَفِّي عَنِ الدِّرْمَى إِذَا سَحَرَ؟

وقال ابن وهب أخبارني يومن: ((عن ابن شهاب سئل: أعلى من سحر من أهل الْعَهْدِ قُلْ؟ قال: بلغنا أنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَبَعَ لَهُ ذَلِكَ فَلَمْ يَقْتُلْ مِنْ صَنْعَةِ، وَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ)).

٣١٧٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى قَالَ  
حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ:

اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کشم طیبہ پر جادو کر دیا گیا تھا۔ تو بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ آپ سمجھتے کہ میں نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔

حدیثی أَبِي عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ سَجَرَ حَتَّى كَانَ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ). [اطرافہ فی : ۲۲۶۸، ۵۷۶۳، ۵۷۶۵، ۶۰۶۳، ۶۳۹۱].

## ۱۵ - بَابُ مَا يُخَذَّرُ مِنَ الْغَذَرِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى :

فَوَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدُمُوكُمْ فَلِمَّا حَسِبْتُكُمْ اللَّهُ أَعْلَمُ الْآيَةُ [الأَنْفَالُ : ۶۲]

۳۱۷۶ - حدیثی الحمیدی قال حدتنا الولید بن مسلم قال حدتنا عبد الله بن الغلاء بن زیر قال: سمعت بشر بن غبید الله أنه سمع أبا إذریس قال: سمعت عوف بن مالک قال: أتیت النبي ﷺ في غزوة تبوك - وهو في قبة من أدم - فقال: ((اغذر شيئاً بيني بيدي الساعة: موتي، ثم فتح بيت المقدس، ثم موتانا يأخذ فيكم كفاحاً القبر، ثم استفاضة المال حتى يعطي الرجل مائة دينار فيظل ساخطاً، ثم فتح لا ينتهي من الغرب إلا دخلته، ثم هذه تكون بينكم وبينبني الأنصار فيغدرُون، فيأتونكم تحت ثمانين غایة، تحت كل غایة اثنا عشر ألفاً)).

سے وہ تم پر حملہ آور ہوں گے)

**لشیخ** پہلی دوسری نشانی تو ہو چکی ہے۔ تیری کہتے ہیں وہ بھی ہو چکی ہے یعنی طاعون معاوس جو حضرت عمرؓ کی خلافت میں آیا تھا۔ جس میں ہزاروں مسلمان مر گئے تھے۔ پتو تھی نشانی بھی ہو چکی مسلمان روم اور ایران کی فتح سے بے حد مدار ہو گئے تھے۔ پانچویں نشانی کہتے ہیں ہو چکی جس سے بنو ایمہ کا قتلہ مراد ہے۔ چھٹی نشانی قیامت کے قریب ہو گی اس حدیث سے امام بخاریؓ نے یہ

نکلا کہ دعا پاڑی کرنا کافروں کا کام ہے اور یہ بھی قیامت کی ایک نئی ہے کہ دعا بازی عام ہو جائے گی۔

### باب عبد کیوں نکرو اپس کیا جائے؟

اور اللہ پاک نے سورہ افال میں فرمایا کہ ”اگر آپ کو کسی قوم کی طرف سے دعا بازی کا ذرہ ہو تو آپ ان کا عبد معقول طور سے ان کو واپس کر دیں آخر آیت تک۔

معقول طریقہ یہ ہے کہ ان کو کمالاً بھیجیں، بھائی ہمارا تمہارا دوستی کا عبد نٹ گیا، یہ نہیں کہ دغناً ان پر حملہ کر بیٹھے۔

(۳۱۷۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، انسیں زہری نے، انسیں حمید بن عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (جتہ الوداع سے پہلے) والی حج کے موقع پر (دو سویں ذی الحجه کے دن بعض دوسرے لوگوں کے ساتھ مجھے بھی منی میں یہ اعلان کرنے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے اور کوئی شخص بیت اللہ کاظمؑ ننگے ہو کر نہ کرے اور حج اکبر کا دن دسویں تاریخ ذی الحجه کا دن ہے۔ اسے حج اکبر اس لئے کہا گیا کہ لوگ (عمرہ کو) حج اصغر کرنے لگے تھے، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سال مشرکوں سے جو عبد لیا تھا اسے واپس کر دیا، اور دوسرے سال جتہ الوداع میں جب آخر حضرت ﷺ نے حج کیا تو کوئی مشرک شریک نہیں ہوا۔

### ۶- بَابُ كَيْفَ يُبَيِّنُ إِلَى أَهْلِ الْعَهْدِ؟

وَقُولُ اللَّهُ عَزُّ وَجَلُّ: هُوَ أَمَا تَحْكَمُ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَأَنْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءِهِ الْآيَةُ [الأنفال : ۵۸]

شیعیب عن الزہری قال أخبرنا حمیند بن عبد الرحمن أَنَّ أَبا هريرة رضي الله عنه قَالَ: ((يَعْثِنِي أَبُونِكَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِينَمَ يُؤْذَنُ يَوْمَ النُّخْرِ بِعِنْدِي: لَا يَحْجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطْوُفُ بِأَئِيَّتِ عَرْبَيَا. وَيَوْمُ الْحَجَّ الْأَكْبَرِ يَوْمُ النُّخْرِ، وَإِنَّمَا قَبِيلَ: ((الْأَكْبَرِ)) مِنْ أَجْلِ قَوْلِ النَّاسِ ((الْحَجَّ الْأَصْغَرُ)) فَبَذَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى النَّاسِ فِي ذَلِكَ الْعَامِ، فَلَمْ يَحْجُّ عَامَ حَجَّةَ الْوِدَاعِ الَّذِي حَجَّ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مُشْرِكًا)).

[راجع: ۳۶۹]

علوم ہوا کہ حج اکبر حج ہی کا نام ہے۔ اور یہ جو عوام میں مشور ہے کہ حج اکبر وہ حج ہے جس میں عرفہ کا دن جمعہ کو پڑے، اس بارے میں کوئی صحیح ثبوت نہیں ہے۔

باب معالہ کرنے کے بعد دعا بازی کرنے والے پر گناہ؟ اور سورہ افال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ”وہ لوگ (یہود) آپ جن سے معالہ کرتے ہیں، اور پھر ہر مرتبہ وہ دعا بازی کرتے ہیں، اور وہ باز نہیں آتے۔“

(۳۱۷۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے بیان کیا، ان سے اُمش نے، ان سے عبداللہ بن مرحہ نے، ان سے مسروق نے، ان سے عبداللہ بن عمرو بن عائشہ نے بیان کیا کہ نبی کریم

۱۷- بَابُ إِثْمٍ مِنْ عَاهَدَ ثُمَّ غَدَرَ وَقَوْلُهُ: هُوَ الَّذِينَ عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَوْءُودٍ، وَهُمْ لَا يَتَقْوَنَهُ [الأنفال : ۵۶]

۳۱۷۸- حَدَّثَنَا فَتَيْهَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

شیخ نے فرمایا، چار عادتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ چاروں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں تو وہ پاک منافق ہے۔ وہ شخص جوبات کرے تو جھوٹ بولے، اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب معاملہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔ اور جب کسی سے لڑے تو کالی گلوچ پر اتر آئے۔ اور اگر کسی شخص کے اندر ان چاروں عادتوں میں سے ایک ہی عادت ہے، تو اس کے اندر نفاق کی ایک عادت ہے جب تک کہ وہ اسے چھوڑنہ دے۔

مقصد یہ ہے کہ وعدہ خلافی کرنا مسلمان کی شان نہیں ہے، وعدہ خواہ کافروں ہی سے کیوں نہ کیا گیا ہو، پھر جو وعدہ اغیار سے سیاسی سطح پر کیا جائے اس کی اور بھی اونچی حیثیت ہے، اسے پورا کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کو پورے طور پر نجیباً، حالانکہ اس میں قریش کی کمی شرطیں سرا سرنا معمول تھیں، مگر الکریم ادا وعدو فی مشور مقول ہے۔

(۳۱۷۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا تم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابراہیم تھی نے، انہیں ان کے باپ (یزید بن شریک تھی) نے اور ان سے علی بن ابی طالب نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کشم ﷺ سے بس یہی قرآن مجید لکھا اور جو کچھ اس درج میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ عازٰ پہاڑی اور فلاں (کدی) پہاڑی کے درمیان تک حرم ہے۔ پس جس نے بیان (دین میں) کوئی نبی چیز داخل کی یا کسی ایسے شخص کو اس کے حدود میں پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی۔ نہ اس کا کوئی فرض قبول اور نہ نقل قبول ہو گا۔ اور مسلمان مسلمان پناہ دینے میں سب برابر ہیں۔ معمولی سے معمولی مسلمان (مورت یا غلام) کسی کافر کو پناہ دے سکتے ہیں۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کا کیا ہو اعتمد توڑڈا لے اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی، نہ اس کی کوئی فرض عبادت قبول ہو گی اور نہ نقل! اور جس غلام یا لوئڑی نے اپنے آقا اپنے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو اپنا مالک بنا لیا، تو اس پر اللہ اور ملائکہ اور انسان سب کی لعنت ہو گی، نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہو گی اور نہ نقل!

(۳۱۸۰) ابو موسیٰ (محمد بن شمس) نے بیان کیا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم

غمرو رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ ﷺ : ((أرتع خلآل من كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا حَالَصَا: مَنْ إِذَا حَدَثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَلَرَ، وَإِذَا خَاصَّمَ فَجَرَ، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ حَصْنَةً مِنْهُنْ كَانَتْ فِيهِ حَصْنَةً مِنَ النَّفَاقِ حَتَّى يَدْعُهَا)). [راجع: ۳۴]

(۳۱۷۹) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّاً عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّنْبِيِّيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا الْقُرْآنَ، وَمَا قَدِيَ هَذِهِ الصَّحِيفَةَ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَخْدَثَ حَدَّثَأْوَ آوَآوَيْ مُخْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ. وَذَمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَافُهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ). [راجع: ۱۱۱]

(۳۱۸۰) - قَالَ أَبُو مُوسَىٰ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ

نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد سعید بن عمرو نے، ان سے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا جب (جزیہ اور خراج میں سے) نہ تمہیں درہم طے گا اور نہ دینار! اس پر کسی نے کہا۔ کہ جناب ابو ہریرہؓ تم کیسے سمجھتے ہو کہ ایسا ہو گا؟ ابو ہریرہؓ پختہ نے کہا بل اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ یہ صادق و مصدق شیعیم کا فرمان ہے۔ لوگوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیسے ہو جائے گا؟ تو آپ نے فرمایا، جب کہ اللہ اور اس کے رسول کا عمد (اسلامی حکومت غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کے بارے میں) توڑا جانے لگے، تو اللہ تعالیٰ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا۔ اور وہ جزیہ دینا بند کر دیں گے۔ (بلکہ لڑنے کو مستعد ہوں گے)

یہاں بھی مقصود باب اس نے حاصل ہوا کہ جب مسلمان ذی لوگوں سے ملحدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کریں گے اور ذمیوں کو ستانے لگیں گے، تو اللہ پاک ذمیوں کو سخت دل بنا دے گا اور وہ جزیہ بند کر دیں گے۔ معلوم ہوا کہ غیروں سے جو بھی سلح امن کا ملحدہ کیا جائے، آخر وقت تک اس کو لمحظ رکھنا ضروری ہے۔

### باب

(۳۱۸۱) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا ہم کو ابو حمزہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے اُمش سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابو واکل سے پوچھا، کیا آپ صفين کی جنگ میں موجود تھے؟ انہوں نے بیان کیا کہ ہاں (میں تھا) اور میں نے سمل بن حنیف پختہ کو یہ کہتے سنا تھا کہ تم لوگ خود اپنی رائے کو غلط سمجھو، جو آپس میں لڑتے مرتے ہو۔ میں نے اپنے تیسیں دیکھا جس دن ابو جندل آیا۔ (یعنی حدیبیہ کے دن) اگر میں آنحضرت شیعیم کا حکم پھیر سکتا تو اس دن پھیر دیتا اور ہم نے جب کسی مصیبت میں ڈر کر تکواریں اپنے کندھوں پر رکھیں تو وہ مصیبت آسان ہو گئی۔ ہم کو اس کا انجام معلوم ہو گیا۔ مگری بھی ایک لڑائی ہے۔ (جو سخت مشکل ہے اس کا انجام بہتر نہیں معلوم ہوتا)

(۳۱۸۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے مجی بن آدم نے، ان سے یزید بن عبد العزیز نے، ان سے ان کے باپ عبد العزیز

بن القاسم قآل حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا لَمْ تَجْتَنُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا؟ فَقَيْلَ لَهُ: وَكَيْفَ تَرَى ذَلِكَ كَانَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: إِنِّي وَاللَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ، عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْنُدُوقِ، قَالُوا: عَمْ ذَلِكَ؟ قَالَ: تُتَهَّكُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ ﷺ، فَيُشَدُّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ قُلُوبَ أَهْلِ الْذِمَّةِ فَيُمْنَعُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ)).

### ۱۸ - بَابٌ

۳۱۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَغْمَشَ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَبَا وَائِلَ: شَهَدْتَ صِفَنِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَسَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ حَنْيَفَ يَقُولُ: إِنَّهُمْ رَأَيْتُمْ رَأَيْتُمْ يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطَعْتُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ لَرَدَدْتُهُ، وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقَنَا لِأَمْرٍ يُفْظِلُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَا بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ أَمْرِنَا هَذَا)). [اطرافہ فی: ۳۱۸۲، ۴۸۴۴، ۴۸۴۵، ۷۳۰۸]

۳۱۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ يَزِيدَ بْنُ

بن سیاہ نے ان سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو والل نے بیان کیا کہ ہم مقام صفين میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ پھر سل بن حنفیہ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے لوگو! تم خدا پر رائے کو غلط سمجھو۔ ہم صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت ضرور لڑتے۔ عمر بن جہش اس موقع پر آئے (یعنی حدیبیہ میں) اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! عمر بن جہش نے کہا کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جنم میں نہیں جائیں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! پھر عمر نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دیں؟ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے، اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فصلہ نہیں کرے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا این خطاب! میں اللہ کار رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برپا نہیں کرے گا۔ اس کے بعد حضرت عمر حضرت ابو بکر بن جہش کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے، جو نبی کریم ﷺ سے ابھی کرچکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آنحضرت ﷺ کے رسول کے رسول ہیں، اور اللہ انہیں کبھی برپا نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورہ فتح نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر بن جہش کو اسے آخر تک پڑھ کر سنایا، تو حضرت عمر بن جہش نے عرض کیا کیا یہی فتح ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بلاشک یہی فتح ہے۔

**تشریح** حضرت سل بن حنفیہ لڑائی میں کسی طرف بھی شریک نہیں تھے۔ اس نے دونوں گروہ ان کو الزام دے رہے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ رسول کرم ﷺ نے ہمیں مسلمانوں سے لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ تو خود تمہاری غلطی ہے کہ اپنی ہی تکوار سے اپنے ہی بھائیوں کو قتل کر رہے ہو۔ بہت سے دوسرے صحابہ بھی حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے جگہ ہے میں شریک نہیں تھے۔ حضرت سلؓ کا مطلب یہ تھا کہ جب آنحضرت ﷺ نے کافروں کے مقابلہ میں جنگ میں جلدی نہ کی اور ان سے صلح کر لی تو تم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے کیوں پلے پڑے ہو۔ خوب سوچ لو کہ یہ جنگ جائز ہے یا نہیں، اور اس کا انعام کیا ہو گا۔ جنگ صفين جب ہوئی تو تمام جہاں کے کافروں نے یہ خبر سن کر شادیا نے بجائے کہ اب مسلمانوں کا زور آپس ہی میں خرچ ہونے لگا۔ ہم سب ہاں پچے رہیں گے۔

آج بھی یہی حال ہے کہ مسلمانوں میں سیاسی مذہبی اتنی لا ایساں ہیں کہ آج کے دشمنان اسلام دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ حال بد نہ ہوتا تو ان کا قبلہ اول مغلوب قوم یہود کے ہاتھ نہ جاتا۔ عرب اقوام مسلمین کی خانہ جنگی نے آج امت کو

عبد الغنیہ عن أبيه قال حدثنا حبيب بن أبي ثابت قال حدثني أبو وائل قال ((كتبا يصنفون، فقام سهل بن حنفه فقال: أيها الناس اتهموا أنفسكم، فإنما كنا مع النبي ﷺ يوم الحديبية ولأن نرى قائلا لقاتلنا، فجاء عمر بن الخطاب وهم على الباطل؟ فقال: ((بنى)). فقال: أليس قاتلنا في الجنة وقتلهم في النار؟ قال: ((بنى)). قال: فعلى ما نعطي الذئبة في ديننا؟ أنزجع ولما يحكم الله بيننا وبينهم؟ فقال: ((يا ابن الخطاب إني رسول الله، ولن يضيقني الله أبدا)). فانطلق عمر إلى أبي بكر فقال له مثل ما قال للنبي ﷺ، فقال: إنه رسول الله، ولن يضيقه الله أبدا. فنزلت مسورة الفتح، فقرأها رسول الله ﷺ على عمر إلى آخرها، فقال عمر: يا رسول الله أو فتح هو؟ قال: ((نعم)). [راجع: ۳۱۸۱]

یہ روز پر بھی دھلایا کہ یہودی آج مسلمانوں کے سرپر سوار ہو رہے ہیں۔

صلٰی کی حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ جب قریش نے عمد تھنی کی تو اللہ نے ان کو سزا دی اور مسلمانوں کو ان پر غالب کر دیا۔ صلٰی بن حنفیٰ نے جنگ صفين کے موقع پر جو کماں کا مطلب یہ تھا کہ صلح حدیبیٰ کے موقع پر قریش نے مسلمانوں کی بڑی توپیں کی تھیں پھر بھی آنحضرت ﷺ نے ان سے لڑنا مناسب نہ جانا اور ہم آپ کے حکم کے تابع رہے، اسی طرح آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں پر باہم اٹھانے سے مت گیا ہے۔ میں کیوں نہ مسلمانوں کو ماروں یہ صلٰی نے اس وقت کما جب لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ صفين میں مقاتلہ کیوں نہیں کرتے۔ صفين ناہی دریائے فرات کے کنارے ایک گاؤں تھا۔ جہاں حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہم کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔

(۳۱۸۳) ہم سے قتیلہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے اساء پشت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قریش سے صلح کی تھی، اسی مدت میں میری میں رسول کرم ﷺ نے (حدیبیٰ کی) صلح کی تھی، اسی مدت میں میری والدہ (قتیلہ) اپنے باپ (حارث بن مدرک) کو ساتھ لے کر میرے پاس آئیں، وہ اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ (عروہ نے بیان کیا کہ) حضرت اساء نے اس بارے میں آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ؟ میری والدہ آئی ہوئی ہیں اور مجھ سے رغبت کے ساتھ ملنا چاہتی ہیں، تو کیا میں ان کے ساتھ صدر حرمی کروں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! ان کے ساتھ صدر حرمی کر

۳۱۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتَمٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ ابْنِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: قَدِيمَتْ عَلَيْيَ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرْبَى إِذَا عَاهَدُوا رَسُولَ اللَّهِ وَمَدْعِيهِمْ مَعَ أَبِيهَا، فَاسْتَفْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُمِّي قَدِيمَتْ عَلَيْيَ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصْلِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، صِلِّيْهَا)).

[راجح: ۲۶۲۰]

**لَئِنْ يَرْجِعْ** باب سے اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ ان کی والدہ بھی قریش کے کافروں میں شامل تھیں اور چونکہ ان سے اور آنحضرت ﷺ سے صلح تھی، اس نے رسول کرم ﷺ سے اسے رضی اللہ عنہما کو اجازت دی کہ اپنی والدہ سے اچھا سلوک کریں۔

### باب تین دن یا ایک معین مدت کے لئے صلح کرنا

(۳۱۸۳) ہم سے احمد بن عثمان بن حکیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شرط بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے بیان کیا، کہا مجھ سے براء بن عازب بن میخچ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے جب عمرہ کرنا چاہا تو آپ نے کہ میں داخلہ کے لئے کہ کے لوگوں سے اجازت لینے کے لئے آدمی بھیجا۔ انہوں نے اس شرط کے ساتھ

۱۹ - بَابُ الْمُصَالَحَةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَوْ وَقْتٍ مَعْلُومٍ

۳۱۸۴ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَفْمَانَ بْنَ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْرَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ النَّبِيَّ هَلَّا لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَغْمِرَ أَرْسَلَ إِلَى أَهْلِ

(اجازت دی) کہ مکہ میں تین دن سے زیادہ قیام نہ کریں۔ تھیمار نیام میں رکھے بغیر داخل نہ ہوں اور (مکہ کے) کسی آدمی کو اپنے ساتھ (عہدہ) نہ لے جائیں (اگرچہ وہ جانا چاہے) انہوں نے بیان کیا کہ پھر ان شرائط کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے لکھنا شروع کیا اور اس طرح ”یہ محمد اللہ کے رسول کے صلح نامہ کی تحریر ہے۔“ مکہ والوں نے کما کہ اگر ہم جان لیتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر آپ کو روکتے ہی نہیں بلکہ آپ پر ایمان لاتے، اس لئے تمہیں یوں لکھنا چاہئے“ یہ محمد بن عبد اللہ کے صلح نامہ کی تحریر ہے۔ اس پر آخر حضرت مسیح موعود نے فرمایا ”اللہ گواہ ہے کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اور اللہ گواہ ہے کہ میں اللہ کا رسول بھی ہوں۔ آخر حضرت مسیح موعود نے لکھنا نہیں جانتے تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ آپ نے علی بن ابی طالب سے فرمایا، رسول اللہ مسیح موعود کا لفظ مٹا دے، حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کیا کہ خدا کی قسم! یہ لفظ تو میں کبھی نہ مٹاؤں گا، آخر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ پھر مجھے دکھلاؤ، راوی نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے آخر حضرت مسیح موعود کو وہ لفظ دکھلایا۔ اور آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا۔ پھر جب آخر حضرت مسیح موعود کے تشریف نے گئے اور (تین) دن گزر گئے تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اب اپنے ساتھی سے کو کہ اب یہاں سے چلے جائیں (علیؓ نے بیان کیا کہ) میں نے اس کا ذکر آخر حضرت مسیح موعود سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

بنکہ یَسْتَأْذِنُهُمْ لِيَذْخُلَّ مَكَّةَ، فَأَشْتَرَطُوا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَقِيمَ بِهَا إِلَّا ثَلَاثَ لَيَالٍ، وَلَا يَذْخُلُهَا إِلَّا بِخُلُبِّ الْمُسْلَمِ، وَلَا يَذْغُرَ مِنْهُمْ أَحَدًا۔ قَالَ: فَأَخَذَ يَكْتُبُ الشَّرْطَ يَتَّهِمُ عَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: فَكَتَبَ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ。 فَقَالُوا: لَوْ عَلِمْنَا أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ نَمْنَعْنَا وَلَبَيِعْنَاكَ، وَلَكِنْ أَكْتُبْ: هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ。 وَأَنَا وَاللَّهُ رَسُولُ اللَّهِ). قَالَ: وَكَانَ لَا يَكْتُبْ، قَالَ فَقَالَ لِعَلِيٍّ: ((أُمِّي رَسُولُ اللَّهِ)). فَقَالَ عَلِيٌّ: وَاللَّهِ لَا أَنْحَاهَ أَبَدًا۔ قَالَ: ((فَأَرِنِيهِ)), قَالَ: فَأَرَاهُ إِيَّاهُ، فَمَحَاهَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ۔ فَلَمَّا دَخَلَ وَمَضَى الْأَيَامُ أَتَوْا عَلَيْهَا فَقَالُوا: مَرْضِيَّ صَاحِبَكَ فَلَنْتَرْجِلْنَ: لَذَكَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ، فَقَالَ: ((نَعَمْ)). فَارْتَحَلَ.

[راجع: ۱۷۸۱]

**تَسْبِيحٌ** حضرت علیؓ کا انکار حکم عدوی اور مخالفت کے طور پر نہ تھا۔ بلکہ آن حضرت مسیح موعود کی محبت اور خیر خواہی اور جوش ایمان کی وجہ سے تھا۔ اس لئے کوئی گناہ حضرت علیؓ پر نہ ہوا۔ یہاں سے شیعہ حضرات کو سبق لینا چاہئے کہ جیسے حضرت علیؓ نے محض محبت کی وجہ سے آخر حضرت مسیح موعود کے فرمانے کے خلاف کیا، ویسا یہ حضرت عمرؓ نے بھی قصہ قرطاس میں آخر حضرت مسیح موعود کی تکفیف کے خیال سے لکھے جانے میں مخالفت کی۔ دونوں کی نیت تبیر تھی۔ کارپاکاں از قیاس خود گیر۔ ایک جگہ حسن غلن کرنا، دوسری جگہ بد فتنی صریح انصاف سے بعید ہے۔

### باب نامعلوم مدت کے لئے صلح کرنا

اور نبی کریم مسیح موعود نے خیر کے یہودیوں سے فرمایا تھا، میں اس وقت تک تمہیں یہاں رہنے دوں گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔

۲۰۔ بَابُ الْمُوَادَعَةِ مِنْ غَيْرِ وَقْتٍ، وَقُولُ النَّبِيِّ ﷺ: ((أَقْرَكُمْ عَلَى مَا أَقْرَكُمُ اللَّهُ))

ای سے پاب کا مطلب ثابت ہوا کہ آخرت نبیلہ نے غیر مقروہ مدت کے لئے یہود خبر سے معاملہ فرمایا۔ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ تک بلقی رہا۔ پھر یہودیوں کی مسلسل شرارتوں اور نپاک سازشوں کی بنا پر حضرت عمرؓ نے ان کا جلا وطن کر دیا اور ان کو جلا وطن کر دیا۔ صد افسوس! کہ اس چودھویں صدی میں وہی یہودی آج اسلام کے قبلہ اول پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے منہ آ رہے ہیں خذلهم اللہ (امین)

## باب مشرکوں کی لاشوں کو کنویں میں پھینکوادینا

اور انکی لاشوں کی (اگر انکے ورثاء بناء بھی چاہیں تو بھی) قیمت نہ لینا۔

حضرت امام عماریؓ نے باب کی حدیث سے دوسرا مطلب اس طرح نکلا کہ اگر آن حضرت نبیلہ ہائیتے تو بدر کے متولین کی لاشیں کہ کے کافروں کے ہاتھ میں کتے تھے۔ کیونکہ وہ مکہ کے رہیں تھے، اور ان کے اقرباء بہت نالدار تھے، مگر آپ نے ایسا ارادہ نہ کیا اور لاشوں کو انہیں کنویں میں ڈالا دیا۔ بعضوں نے کہا کہ امام عماریؓ دوسرے مطلب کی حدیث کو اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لاسکے، لیکن انہوں نے اس طرف اشارہ کر دیا۔ جس کو این احراق نے مخازی میں نکلا کہ مشرکین نو فل بن عبد اللہ کی لاش کے بدل جو خدقہ میں تکمیل آیا تھا اور وہیں مارا گیا، آخرت نبیلہ کو روپیہ دیتے رہے، لیکن آپ نے فرمایا، ہم کو اس کی قیمت درکار نہیں ہے نہ اس کی لاش۔ زہری نے کامشڑک دس ہزار روپہم اس لاش کے بدل معاوضہ دینے پر راضی تھے۔ (وجیدی) (۳۱۸۵) ہم سے عبدال بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں ابو اسحاق نے، انہیں عمرو بن میمون نے اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کمہ میں (شروع اسلام کے زمانہ میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کی حالت میں تھے اور قریب ہی قریش کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی او جھڑی لایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر اسے ڈال دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ سے اپنا سر نہ اٹھا سکے۔ آخر قاطعہ رضی اللہ عنہما آئیں اور آپؐ کی پیٹھ پر سے اس او جھڑی کو ہٹایا، اور جس نے یہ حرکت کی تھی اسے بر اجلا کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بد دعا کی کہ اے اللہ! قریش کی اس جماعت کو پکڑ۔ اے اللہ! ابو جمل بن ہشام، عقبہ بن ربیعہ، شیبیہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف یا ابی بن خلف کو بر باد کر۔ پھر میں نے دیکھا کہ یہ سب بدر کی لڑائی میں قتل کر دیئے گئے۔ اور ایک کنویں میں انہیں ڈال دیا گیا تھا۔ سوا امیہ یا ابی کے کہ یہ شخص بت بھاری بھر کم تھا۔ جب اسے صحابہ نے کھینچا تو کنویں میں ڈالنے سے پسلے ہی اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے۔

## ۲۱- بَابُ طَرْحِ جِيفِ الْمُشْرِكِينَ

فِي الْبَرِّ، وَلَا يُؤْخَذُ لَهُمْ ثَمَنٌ

لشیخ حنفیؓ حضرت امام عماریؓ نے باب کی حدیث سے دوسرا مطلب اس طرح نکلا کہ اگر آن حضرت نبیلہ ہائیتے تو بدر کے متولین

کی لاشیں کہ کے کافروں کے ہاتھ میں کتے تھے۔ کیونکہ وہ مکہ کے رہیں تھے، اور ان کے اقرباء بہت نالدار تھے، مگر آپ نے ایسا ارادہ نہ کیا اور لاشوں کو انہیں کنویں میں ڈالا دیا۔ بعضوں نے کہا کہ امام عماریؓ دوسرے مطلب کی حدیث کو اپنی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے نہ لاسکے، لیکن انہوں نے اس طرف اشارہ کر دیا۔ جس کو این احراق نے مخازی میں نکلا کہ مشرکین نو فل بن عبد اللہ کی لاش کے بدل جو خدقہ میں تکمیل آیا تھا اور وہیں مارا گیا، آخرت نبیلہ کو روپیہ دیتے رہے، لیکن آپ نے فرمایا، ہم کو اس کی قیمت درکار نہیں ہے نہ اس کی لاش۔ زہری نے کامشڑک دس ہزار روپہم اس لاش کے بدل معاوضہ دینے پر راضی تھے۔ (وجیدی) (۳۱۸۵) ہم سے عبدال بن عثمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے

أخیرتی ابی عن شعبة عن ابی إسحاق

عن عمرٰو بن میمُون عن عبد اللہ رضي

الله عنه قال : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ

سَاجِدًا وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرْيَشٍ مِنَ

الْمُشْرِكِينَ إِذْ جَاءَهُ عَقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعْنِيْطِ

بَسْلَى جَوْرِ فَقَدَّةَ عَلَى ظَهَرِ النَّبِيِّ

فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا

السُّلَامُ فَأَخْدَتْ مِنْ ظَهِيرَهُ وَدَعَتْ عَلَى

مَنْ صَنَعَ ذَلِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ

عَلَيْكَ الْمَلَأُ مِنْ قُرْيَشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ أَبَا

جَهَلِيْنَ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْتَةَ بْنَ رَبِيعَةَ وَشَبَّيْةَ بْنَ

رَبِيعَةَ وَعَقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعْنِيْطِ وَأَمِيَّةَ بْنَ خَلَفَ

- أَوْ أَبِي بْنَ خَلَفَ)) - فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ

قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ فَأَلْقَوْا فِي بَرِّ، غَيْرَ أَمِيَّةَ -

أَوْ أَبِي - فَإِنَّهُ كَانَ رَجُلًا ضَخْمًا، فَلَمَّا

جَرُوْهَ تَقْطُعْتُ أَوْصَالَهُ قَبْلَ أَنْ يُلْقَى فِي  
الْبَرِّ). [راجع: ۲۴۰]

قرب عی ایک اوپنی نے پچھے جاتا تھا۔ مشرکین اس کی بچ دانی کا سلام طبہ اٹھا کر لے آئے اور یہ حرکت کی جس پر آنحضرت ﷺ نے جب پانی سرے گزرا گیا تو ان کے حق میں یہ بد دعا کی جس کا روایت میں ذکر ہے۔ اور باب اور حدیث میں ملاطبت ظاہر ہے۔ لظہ ملا جزو اضافت کے ساتھ ہے۔ (مراد اوپنی کا پچھے دان)

## باب دغا بازی کرنے والے پر گناہ خواہ وہ کسی نیک آدمی کے ساتھ ہو یا بے عمل کے ساتھ

(۳۱۸۲) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان اغمش نے، ان سے ابو واکل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے اور ثابت نے انس سے بیان کیا کہ نبی کرم مسیح نے فرمایا، قیامت کے دن ہر دغا باز کے لئے ایک جھنڈا ہو گا، ان میں سے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ وہ جھنڈا (اس کے پیچے) گاڑ دیا جائے گا اور دوسرے صاحب نے بیان کیا کہ اسے قیامت کے دن سب دیکھیں گے، اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ جھنڈا اس کی مقعد پر لگایا جائے گا۔ غرض یہ ہے کہ اس کی دغا بازی سے تمام اہل محشر مطلع ہوں گے اور نفرین کریں گے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اپنی بری عادتوں سے بچائے۔ آمين۔

(۳۱۸۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حادثے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم مسیح سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا جو اس کی دغا بازی کی علامت کے طور پر (اس کے پیچے) گاڑ دیا جائے گا۔

۳۱۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَغْمَشِ عَنْ أَبِيهِ وَأَتَيلِ عَنْ عَنْ عَنْ عَنْ أَنْسٍ - عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِيرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))، قَالَ أَخْدُهُمَا، يَنْصَبُ - وَقَالَ الْآخَرُ : يُرَى - يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ.

۳۱۸۸ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَبِيبٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِينِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعَتِ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((لِكُلِّ غَادِيرٍ لِوَاءٌ يَنْصَبُ لِغَدْرِهِ)). [اطرافہ فی: ۶۱۷۷، ۶۱۷۸، ۶۹۶۶، ۷۱۱۱].

حضرت امام بخاری کتب الجحاد کو ختم کرتے ہوئے ان احادیث کو لا کریہ بتا رہے ہیں کہ اسلام میں ناقن قتل و غارت، فساد و دعا بازی ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی مسلمان ان حرکتوں کا مرکب ہو گا تو ان کا وہ خود ذمہ دار ہو گا۔ اسلام کو اس سے کوئی ضرر نہ پہنچ سکے گا۔

(۳۱۸۹) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جیر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مجاهد نے، ان سے طاؤس نے

حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيفٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مَجَاهِدٍ عَنْ

اور ان سے عبد اللہ بن عباس رض نے بیان کیا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا، اب (مکہ سے) بھرت فرض نہیں رہی، البتہ جماو کی نیت اور جماو کا حکم باقی ہے۔ اس لئے جب تمہیں جماو کے لئے نکلا جائے تو فوراً نکل جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن یہ بھی فرمایا تھا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے، اسی دن اس شر (مکہ) کو حرام قرار دے دیا۔ پس یہ شراللہ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لئے حرام ہی رہے گا، اور مجھ سے پہلے یہاں کسی کے لئے لڑنا جائز نہیں ہوا۔ اور میرے لئے بھی دن کی صرف ایک گھنٹی کے لئے جائز کیا گیا۔ پس اب یہ مبارک شراللہ تعالیٰ کی حرمت کے ساتھ قیامت تک کے لئے حرام ہے، اس کی حدود میں نہ (کسی درخت کا) کاشا توڑا جائے، نہ یہاں کے شکار کو ستایا جائے، اور کوئی یہاں کی گردی ہوئی چیز نہ اٹھائے سو اس شخص کے جو (مالک تک چیز کو پہنچانے کے لیے) اعلان کرے اور نہ یہاں کی ہری، گھاس کاٹی جائے۔ اس پر عباس رض نے کہا، یا رسول اللہ! اذخر کی اجازت دے ویجھے، کیونکہ یہ یہاں کے ساروں اور گھروں کی چھتوں پر ڈالنے کے کام آتی ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا اذخر کی اجازت ہے۔

طاووس عن ابن عباس رضي الله عنهما  
قال: قال رسول الله ﷺ يوم فتح مكة:  
((لا هجرة، ولكن جهاد وينة، وإذا  
استفبرتم فانفروا)). وقال يوم فتح مكة:  
((إن هذا البلد حرمته الله يوم خلق  
السماءات والأرض، فهو حرام بحرمة الله إليني يوم  
القيمة، وإن لم يجعل لي الفيلان  
فيه لأحد قبلني، ولهم يجعل لي إلا ساعة  
من نهار، فهو حرام بحرمة الله إليني يوم  
القيمة، لا يغتصب هو كه، ولا ينفر صيده،  
ولا يلتقط لقطته إلا من عرقها، ولا  
يختلى خلأها)). فقال العباس: يا رسول  
الله إلا الإذخر، فإنه لقبيهم ولبيتهم.  
قال: ((إلا الإذخر)). [راجع: ۱۳۴۹]

لئے بحث یہ حدیث پہلے بھی کافی بار گزر چکی ہے۔ حضرت امام بخاری رض نے اس میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ باد جو دیکھے وہ حرمت والا شر تھا اور وہاں لڑنا اللہ نے کسی کے لئے درست نہیں کیا، مگر چونکہ کہ والوں نے دعا کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے ساتھ جو عبد باندھا تھا وہ توڑ دیا، بنو بکر کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی سزا میں ایسے حرمت والے شرمن بھی ان کا مارنا اور قتل کرنا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وس علیہ السلام کے لئے درست کر دیا۔ اس سے یہ نکلا کہ دعا پاڑی برداگناہ ہے اور اس کی سزا بہت سخت ہے۔ باب کا یہی مطلب ہے۔

خاتمه! الحمد لله ثم الحمد لله کہ آج جمعہ کا دن ہے چاہت کا وقت ہے۔ ایسے مبارک دن میں پارہ ۲۲ کی توسید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں، یہ طویل پارہ از اول تا آخر کتاب الجہاد پر مشتمل تھا، جس میں بہت سے ضمنی مسائل بھی آگئے۔ اسلامی جہاد کے مالہ و ما علیہ کو جس تفصیل سے حضرت امام بخاری رض نے اپنی اس مبارک کتاب میں قرآن مجید و فرائیں سرکار رسالت مآب رض کی روشنی میں پیش فریبا ہے اس سے زیادہ ناممکن تھا۔ ساتھ ہی اسلامی طرز حکومت، غیر مسلموں سے مسلمانوں کا برداشت، آداب جہاد اور بہت سے تمدنی مسائل پر اس قدر تفصیل سے بیانات آگئے ہیں کہ بغور مطالعہ کرنے والوں کے دل و دماغ روشن ہو جائیں گے اور آج کے بدترین دور میں جبکہ انکار نہ ہب کی بغایا پر تنیسب و ترقی کے راگ الائپے جارہے ہیں۔ جس کے نتیجے بد میں سارا عالم انسانیت بد امنی و بد اخلاقی کا شکار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کم از کم نوجوانان اسلام کے لئے جن کو اللہ نے فطرت سے عطا کی ہے اس مبارک کتاب کے اس پارے کا مطالعہ ان کو بہت کچھ بصیرت عطا کرے گا۔

خادم نے ترجمہ اور تشریحات میں کوشش کی ہے کہ احادیث پاک کے ہر ہر لفظ کو احسن طور پر باخاورہ اردو میں منتقل کر دیا جائے اور اختصار و ایجاد کے ساتھ کوئی گوشہ تنہ سمجھیں نہ رہے۔ اب یہ ماہرین فن ہی فیصلہ کریں گے کہ میں اس پاکیزہ مقدمہ میں کمال تک کامیابی حاصل کر سکا ہوں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ مجھ سے کس قدر لغزشیں ہوئی ہوں گی جن کا میں پہلے ہی اعتراف کرتا ہوں اور ان علماء کرام و فضلاء عظام کا پیغمبیری شکریہ ادا کرتا ہوں جو مجھ کو کسی بھی واقعی غلطی پر اطلاع دے کر مجھ کو نظر ٹالنی کا موقع دیں گے۔ اور الانسان مرکب من الخطاء والسيان کے تحت مجھے مغدور سمجھیں گے۔

یا اللہ! جس طرح تو نے مجھ کو یہاں تک پہنچایا اور ان پاروں کو مکمل کرایا، بلقی اجزاء کو بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میرے جتنے بھی قدر داں ہیں جو اس مبارک کتاب کی خدمت و اشاعت و مطالعہ میں حصہ لے رہے ہیں ان سب کو یا اللہ! جزاۓ خیر عطا فرمائیو اور اسے ان سب کے لئے قیامت کے دن دلیلہ نجات ہائیو، آئین، (برحمتك يا ارحم الراحمين)

ناچیز خادم محمد داؤد راز السلفی الدحلوی

مقیم مسجد الہجرہ: ۱۳۲۱ھ

اجیری گیٹ دہلی، اندھیا،

۲۱ جماری الٹانی ۱۳۹۶ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## تیرہواں پارہ

### ۵۹۔ کتاب پلے الخلق

کتاب اس بیان میں

کہ خالق کی پیدائش کیونکر شروع ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

باب اور اللہ پاک نے (سورہ روم میں) جو فرمایا اس کی تفسیر کہ اللہ ہی  
ہے جس نے خالق کو پہلی دفعہ پیدا کیا، اور وہی پھر دوبارہ (موت کے  
بعد) زندہ کرے گا اور یہ (دوبارہ زندہ کرنا) تو اس پر اور بھی آسان  
ہے۔

اور ربیع بن خشم اور امام حسن بصری نے کہا کہ یوں تو دونوں یعنی (پہلی  
مرتبہ پیدا کرنا پھر دوبارہ زندہ کر دینا) اس کے لئے بالکل آسان  
ہے۔ (لیکن ایک کو یعنی پیدائش کے بعد دوبارہ زندہ کرنے کو زیادہ  
آسان ظاہر کے اعتبار سے کما) ہیں؟ اور ہیں؟ کو لیں؟ اور لیں؟ میت اور  
میت، ضئیق اور ضئیق کی طرح (مشدود اور مخفف) دونوں طرح پڑھنا  
جاائز ہے اور سورہ آق میں جو لفظ افْعَيْنَا آیا ہے، اس کے معنی ہیں کہ  
کیا ہمیں پہلی بار پیدا کرنے نے عاجز کر دیا تھا۔ جب اس خدا نے تم کو  
پیدا کر دیا تھا اور تمہارے مادے کو پیدا کیا اور اسی سورت میں (اللہ  
تعلیٰ کے ارشاد میں) لغوب کے معنی تھکن کے ہیں اور سورہ نوح میں

۱۔ بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ  
تعالٰى :

﴿وَهُوَ الَّذِي يَنْدَا النَّحْلَنَ ثُمَّ يَعْيِنُهُ، وَهُوَ  
أَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ [الروم : ۲۷]

فَالرَّبِيعُ بْنُ خَشْمٍ وَالْحَسَنُ : كُلُّ عَلَيْهِ  
هُنَّ وَهُنَّ : مِثْلُ لَيْنَ وَلَيْنَ، وَمِيتٌ  
وَمِيتٌ. وَضَيْقٌ وَضَيْقٌ.

﴿أَفَعَيْنَا﴾ : أَفَأَعْيَنَا عَلَيْنَا. حِينَ أَنْشَأْنَاهُمْ  
وَأَنْشَأْنَاهُمْ.

﴿الْغُوب﴾ : النَّصَبُ. ﴿أَطْوَارًا﴾ : طَوْرًا.  
كَذَا، وَطَوْرًا كَذَا. عَدَا طَوْرَهُ : إِي قَذْرَهُ.

جو فرمایا اظہروا اس کے معنی یہ ہیں کہ مختلف صورتوں میں تمہیں پیدا کیا۔ کبھی نطفہ ایسے خون کی پھٹکی پھر گوشت پھر بڑی پوسٹ۔ عرب لوگ بولا کرتے ہیں عَذَاطُورَةٌ لِعِنِّي فَلَا اپنے مرتبہ سے بڑھ گیا۔ یہاں اطوار کے معنی رجتے کے ہیں۔

قرآن شریف میں سورہ مریم میں لفظ و هُوْهِنْ آیا ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ میں اس مناسبت سے اس لفظ کی تشریح کردی کہ ریچ اور حسن کے قول میں یہ لفظ آیا ہے اور سورہ نوح کے لفظوں کی تشریح اس لئے کہ ان آنہوں میں آسمان اور زمین اور انسان کی پیدائش کا بیان ہے اور یہ باب بھی اسی بیان میں ہے۔

(۳۱۹۰) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں جامع بن شداد نے، انہیں صفوان بن محزون نے اور ان سے عمران بن حصین بن شوہن نے بیان کیا کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی کرم شلیل کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بنی تمیم کے لوگو! تمہیں بشارت ہو۔ وہ کہنے لگے کہ بشارت جب آپ نے ہم کو دی ہے تو اب ہمیں کچھ مال بھی دیجئے۔ اس پر آخر پرست شلیل کے چہرہ مبارک کارنگ بدلتا گیا، پھر آپ کی خدمت میں یہاں کے لوگ آئے تو آپ نے ان سے بھی فرمایا کہ اے یمن والو! بنو تمیم کے لوگوں نے تو خوش خبری کو قبول نہیں کیا، اب تم اسے قبول کرلو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ مخلوق اور عرش اللہ کی ابتداء کے بارے میں گفتگو فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک (نامعلوم) شخص آیا اور کہا کہ عمران! تمہاری اوٹنی بھاگ گئی۔ (عمراں بن شوہن کہتے ہیں) کاش میں آپ کی مجلس سے نہ امتحنا تو بہتر ہوتا۔

**لشیخ عقلی** سے یہ سمجھا کہ آپ دنیا کا مال دولت دینے والے ہیں ان کی اس سوچ سے آپ شلیل کو دکھ ہوا کہتے ہیں کہ یہ مانگنے والا اقرع بن حابس نامی ایک بنگلی آدمی تھا۔

(۳۱۹۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا ہم سے جامع بن شداد نے بیان کیا، ان سے صفوان بن محزون نے اور ان سے عمران بن حصین بن شوہن نے بیان کیا کہ میں نبی کرم شلیل کی خدمت میں

۳۱۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُخْرِزٍ عَنْ عِمَرَانَ بْنِ حَصَّينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((جَاءَ نَفَرٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ تَهْبِطُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا بَنِي تَمِيمٍ أَنْبِشُرُوكُوا)). قَالُوا: بَشَّرْتَنَا فَأَغْطَنَنَا. فَعَيْرَ وَجْهَهُ. فَجَاءَهُ أَهْلُ الْيَمَنُ، فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْيَمَنِ افْتَلُوا الْبَشَرَى إِذَا لَمْ يَقْبِلُهَا بُنُو تَمِيمٍ)). قَالُوا: قَبَلْنَا. فَأَخْذَهُ النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ بَنَةَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ. فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا عِمَرَانَ رَاحِلَتُكَ تَقْلَتَتْ. لَيْسَ لَمْ أَقْمَ)). [اطرافہ فی: ۳۱۹۱، ۴۳۶۵، ۴۳۸۶، ۷۴۱۸] .

آخپرست شلیل نے بنو تمیم کو اسلام لانے کی وجہ سے آخرت کی بھلائی کی خوش خبری دی تھی۔ بنو تمیم کے لوگوں نے اپنی کم غیاث قال حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنِ شَدَادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنَ مُخْرِزٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عِمَرَانَ بْنِ

حاضر ہوا اور اپنے اوٹ کو میں نے دروازے ہی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا۔ بنو تمیم! خوش خبری قبول کرو۔ انہوں نے دوبار کہا کہ جب آپ نے ہمیں خوش خبری دی ہے تو اب مال بھی دیجئے۔ پھر میں کے چند لوگ خدمت بنوی میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ خوش خبری قبول کرو اے یہیں والو! بنو تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی۔ وہ بولے یا رسول اللہ! خوش خبری ہم نے قبول کی۔ پھر وہ کہنے لگے ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ سے اس (عالم کی پیدائش) کا حال پوچھیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ازل سے موجود تھا اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ لوح حفظ میں اس نے ہر چیز کو لکھ لیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ (ابھی یہ باقی ہو ہی رہی تھیں کہ) ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ابن الحصین! تمہاری اوشنی بھاگ گئی۔ میں اس کے پیچے دوڑا۔ دیکھا تو وہ سراب کی آڑ میں ہے (میرے اور اس کے بیچ میں سراب حائل ہے یعنی وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے) اللہ تعالیٰ کی قسم، میرا دل بت پچھتا یا کہ کاش، میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (اور آں حضرت مسیح موعود کی حدیث سنی ہوتی)۔

(۳۱۹۲) اور عیسیٰ نے رقبہ سے روایت کیا، انہوں نے قیس بن مسلم سے، انہوں نے طارق بن شاہب سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن خطاب بھٹکتے سے سنا، آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ نبی کریم نے منبر پر کھڑے ہو کر ہمیں وعظ فرمایا اور ابتدائے خلق کے بارے میں ہمیں خبر دی۔ یہاں تک کہ جب جنت والے اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں گے اور جہنم والے اپنے ٹھکانوں کو پہنچ جائیں گے (وہاں تک ساری تفصیل کو آپ نے بیان فرمایا) ہے اس حدیث کو یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔

حصین رضی اللہ عنہما قال: ((ذَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقْلَتُ نَاقْتِي بِالنَّابِ). فَتَأَةً نَاسٌ مِّنْ بَنِي تَعْبِيْمَ قَالُوا: إِقْبَلُوا الْبَشَرَى يَا بَنِي تَعْبِيْمَ). قَالُوا: فَذَدَ بَشَرَتَنَا فَأَغْطَيْنَا (مُرْتَبَنِينَ). ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ: ((إِقْبَلُوا الْبَشَرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلُهَا بُوْ تَعْبِيْمَ)). قَالُوا: قَبَلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالُوا: جِنْنَاتُكُمْ نَسْأَلُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَنْوَرِ. قَالَ: ((كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ. وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ. وَكَتَبَ فِي الدَّكْرِ كُلُّ شَيْءٍ. وَخَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ)). فَنَادَى مَنَادِيَ ذَهَبَتْ نَاقْتِكَ يَا ابْنَ الْحَصِّينَ. فَأَنْطَلَقَ فَلِمَا هِيَ يَقْطَعُ دُونَهَا السَّرَابَ. قَوَ اللَّهُ لَوْدِذَتْ أَنِي كُنْتُ تَرْكَتَهَا)).

[راجع: ۳۱۹۰]

۳۱۹۲۔ وَرَوَى عَيْسَى عَنْ رَقَبَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ قَالَ: ((سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ لِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَاماً، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَذْنِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلَ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلَ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَتَسْبِيهُ مَنْ نَسِيَهُ)).

**لَتَسْبِحُ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سواب چیزوں حادث اور مخلوق ہیں۔ عرش فرش آسمان زمین سب میں اتنی بات ہے کہ عرش اس کا اور سب چیزوں نے پہلے وجود رکھتا تھا۔ مگر حادث اور مخلوق وہ بھی ہے۔ غرض اس حدیث سے حکماء کا نہ ہب باطل ہوا جو اللہ کے سوا مادے اور اور اک یعنی عقل اور آسمان اور زمین سب چیزوں کو تقدیم مانتے ہیں اور ان صوفیہ کا بھی رو ہوا جو روح انسانی کو مخلوق نہیں کہتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا، پھر زمین و آسمان وغیرہ وجود میں آئے۔

(۱۹۳) مجھ سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہ ان سے ابو احمد نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے، اور ان نے ابو ہریرہؓؑ نے کہ بنی کرمہؓؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ این آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لیے مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دےتا۔ اس نے مجھے جھٹالیا اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہ تھا۔ اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے، میرا میٹا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پہلی بار پیدا کیا، دوبارہ (موت کے بعد) وہ مجھے زندہ نہیں کر سکے گا۔

۳۱۹۳ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ أَبِي شَبَّيْةَ عَنْ أَبِي أَخْمَدَ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ أَبِي الرَّزَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((فَالَّرَّسُولُ عَلَى اللَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ)) (أَذَاهَ يَقُولُ اللَّهُ قَالَ: شَتَّمْنِي أَبْنُ آدَمَ)). وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتَمِّنِي وَيَكْذِبَنِي وَمَا يَنْبَغِي لَهُ أَمَا شَتَّمْتُهُ فَقَوْلُهُ: إِنْ لِي وَلَدًا. وَمَا تَكْذِبَتُهُ فَقَوْلُهُ: لَيْسَ بِعِينَدِنِي كَمَا بَدَأْنِي)).

[طرفاہ فی: ۴۹۷۵، ۹۴۷۴].

**لَتَسْبِحُ** موت کے بعد اخروی زندگی کا تصور وہ ہے جس پر تمام انبیاء کرام کا اتفاق رہا ہے، 'تو رات'، 'زور'، 'انجیل'، 'قرآن حتیٰ کہ اس ملک (ہندوستان) کی مہبی کتب میں بھی مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصور موجود ہے۔ اس کے پابودج کفار نے یہ شیش اس عقیدے کی تکذیب کی اور اسے ناممکن قرار دیا ہے اور اس پر بہت سے احتکات پیش کرتے چلے آ رہے ہیں جو سب باطل محض اور توہات فاسدہ ہیں۔ اس حدیث میں اس عقیدہ پر وضاحت کی گئی ہے کہ آخرت کی زندگی کا انکار کرنا اللہ پاک کو جھٹلاڑا ہے۔ جس اللہ نے انسان کو پہلا وجود عطا فرمایا، اس کے لیے دوبارہ انسان کو پیدا کرنیکیوں مشکل ہو سکتا ہے۔ ایسا یہ باطل عقیدہ عیسائیوں کا ہے جو اللہ کے لئے اپنیت ثابت کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ شان باری تعالیٰ کے اوپر بہت ہی بیسودہ الزام ہے، وہ اللہ ایسے الزامات سے میرا ہے اور اسی سے ہو وہ بہت منہ سے نکالنا اور حضرت عیسیٰ ﷺ کو اللہ کا بیٹا قرار دیتا بہت ہی بڑا جھوٹ ہے۔ جو سرا سر غلط بعد ازا عقل و بے ہودگی ہے۔ حق ہے۔ «فَلَمْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوا أَحَدٌ» (آل اخلاص: ۱۔ ۲۔)

(۱۹۳) ہم سے تقبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن قرشی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہؓؑ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر کا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے، اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے

۳۱۹۴ - حَدَّثَنَا قَبِيْةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَغِيْرَةُ بْنُ عَنْدَ الرُّخْمَنِ الْقَرْشَيِّ عَنْ أَبِي الرَّزَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى اللَّهِ بِكُلِّ شَيْءٍ)) (لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْحَلْقَ كَتَبَ لِي كَتَبَ، فَهُوَ عِنْهُ فَوْقَ الْغَرْشِ: إِنْ

دَخْمَتِي غَلَبَتِ غَضْبِي)). [أطراfe في: غصه پر غالب ہے۔  
٧٤٠٤، ٧٤١٢، ٢٤٥٣، ٧٥٥٣  
.] ٧٥٥٤

**لَشَبَحُ** (اس حدیث سے بھی ابتداءً علق پر روشنی ڈالنا مقصود ہے۔ صفات الٰہی کے لیے جو الفاظ وارد ہو گئے ہیں ان کی حقیقت اللہ کے حوالہ کرنا اور ظاہر پر بلاچوں وچہ ایمان لانا ہی سلامتی کارست ہے۔

طیبی نے کہا کہ رحمت کے غالب ہونے میں اشارہ ہے کہ رحمت کے مستحقین بھی تعداد کے لحاظ سے غصب کے مستحقین پر غالب رہیں گے، رحمت ایسے لوگوں پر بھی ہو گی جن سے نیکیوں کا صدور ہی نہیں ہوا۔ برخلاف اس کے غصب ان ہی لوگوں پر ہو گا جن سے گناہوں کا صدور ثابت ہو گا۔ اللہم ارحم علينا يا ارحم الرحيمين

## باب سات زمینوں کا بیان

## ۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي سَبَعِ أَرْضِينَ،

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ طلاق میں فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے پیدائش سات آسمان اور آسمان ہی کی طرح سات زمینیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام ان کے درمیان اترتے ہیں۔ یہ اس لئے تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علم کے اعتبار سے گھیر کر ہاہے اور سورہ طور میں والسف المروفع سے مراد آسمان ہے اور سورہ والنازعات میں جو «رفع سماکها» ہے سمک کے معنی بناء عمارت کے ہیں۔ اور سورہ والذاریات میں جو جبک کا لفظ آیا ہے اس کے معنی براہ روتا یعنی ہموار اور خوبصورت ہوتا۔ سورہ اذا السماء انشقت میں جو لفظ اذنت ہے اس کا معنی سن لیا اور مان لیا، اور لفظ الافت کا معنی جتنے مردے اس میں تھے ان کو نکال کر باہر دال دیا، خالی ہو گئی۔ اور سورہ والمل میں جو لفظ طعاما ہے اس کے معنی بچھایا۔ اور سورہ والنازعات میں جو ساہرہ کا لفظ ہے اس کے معنی روئے زمین کے ہیں، وہیں جاندار رہتے سوتے اور جاگتے ہیں۔

جن کے لیے زمین گویا ایک بچوں ہے جو اللہ پاک نے خود بچا دیا ہے۔ جس کے بارے میں یہ ارشاد بھی ہے (منها خلقنکمْ زفہا  
نینذکمْ ز منہا لغیر حکمْ نازة أخزى) (ط: ۵۵) یعنی ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا، اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیں گے، اور قیامت کے دن قبروں سے تم کو نکال کر میدان قیامت میں حاضر کریں گے۔

نص قرآنی سے سات آسمانوں اور ان ہی کی طرح سات زمینوں کا وجود ثابت ہوا، پس جوان کا انکار کرے وہ گویا قرآن ہی کا انکار کر رہا ہے۔ اب سات آسمانوں اور سات زمینوں کی بے حد کھوج میں لگنا انسانی حدود اختیارات سے آگے تجاوز کرنا ہے۔ تو کار زمین را گکوب ساختی کر بآسمان نیز پر داخی

وَقُولُ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿إِنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ سَبَعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ، يَتَنَزَّلُ الْأَعْزَمُ بَيْنَهُنَّ، لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَخَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا﴾ [الطلاق: ۱۲]. ﴿وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ﴾: السَّمَاءُ. ﴿سَمَكُهَا﴾: بناءہا۔ کان فیها حیوان. ﴿الْحُبُكُ﴾: استواً ها وَحْسَنَها. ﴿وَأَذَنَتْ﴾: سمعت وَأطاعت. ﴿وَأَلْقَتْ﴾: أخرجت ما فیها من الْمَوْتَى. ﴿وَتَخَلَّتْ﴾: عنهم. ﴿طَحَاهَا﴾: دَحَاهَا. ﴿السَّاهِرَةُ﴾: وَجْهُ الْأَرْضِ، کان فیها الْحَيَوَانُ نُومُهُمْ وَسَهْرُهُمْ.

(۳۱۹۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو اساعیل بن علیہ نے خبر دی، انہیں علی بن مبارک نے کہا، ان سے مجین بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے، ان سے ابو سلمہ بن عبدالرحمن نے، ان کا ایک دوسرے صاحب سے ایک زمین کے بارے میں جھگڑا تھا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے (جواب میں) فرمایا، ابو سلمہ! کسی کی زمین (کے ناحق یعنی) سے پچھوئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر ایک باشت کے برابر بھی کسی نے (زمین کے بارے میں) ظلم کیا تو (قیامت کے دن) سات زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔

(۳۱۹۶) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے، انہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی کی زمین میں سے کچھ ناحق لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔

۳۱۹۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارِكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ - وَكَانَتْ يَنْهَا وَبَيْنَ أَنَاسِ خُصُومَةٍ فِي أَرْضٍ، فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا ذَلِكَ - فَقَالَتْ : يَا أَبَا سَلَمَةَ اجْتَبِي الْأَرْضَ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ ظَلَمَ قِدَّمَ شَيْءًا طُوفَّهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ)). [راجع: ۲۴۵۳]

۳۱۹۶ - حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْقَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنْ أَحْدَثَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ)).

[راجع: ۲۴۵۴]

ان احادیث سے سات زمینوں کا ثبوت حاصل ہوا۔ جن سے ظاہر ہوا کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں آسمانوں اور زمینوں کا سات سات ہونا ایک اصل حقیقت ہے۔

(۳۱۹۷) ہم سے محمد بن شٹی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوہاب ثقیفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے ابو یکہ کے صاحب زادے (عبد الرحمن) نے بیان کیا اور ان سے ابو یکہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زمانہ گھوم پھر کراسی حالت پر آگیا جیسے اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی۔ سال بارہ میں زمینوں کا ہوتا ہے، چار میںے اس میں سے حرمت کے ہیں۔ تین تو پے در پے۔ زیقعدہ، ذی الحجه اور محرم اور (چوتھا) رجب مضر جو جمادی الآخری اور شعبان کے

۳۱۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّقِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنْبِيَاءِ بَنْكَرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الزَّمَانُ قَدْ اسْتَدَارَهُ كَهْفَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ). السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةُ حُرُمَةٍ : ثَلَاثَةُ مُؤَالِيَاتٍ - ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ - وَرَجَبٌ مُضْرِبُ الْلَّذِي بَيْنَ جُمَادِي

[وَشَعْبَانَ). [راجع: ٦٧]

نچے میں پڑتا ہے۔

**لَشَيْءِ** ہوا یہ تھا کہ عربوں کی یہ بھی ایک جالت تھی کہ وہ کبھی حرم کو صفر کر دیتے۔ کہیں اپنے اغراض فاسدہ کے تحت ذی الحجہ کو حرم بنا دتے۔ غرض کچھ عجیب خط مچار کھاتا۔ آخر حضرت ﷺ کو اللہ پاک نے صحیح میہنہ بتلا دیا۔ زمانہ کے گھوم آنے سے یہی مطلب ہے کہ جو اصل میہنہ اس دن سے شروع ہوا تھا، جس دن اس نے زمین آسمان پیدا کیے تھے۔ اسی حساب سے اب صحیح میہنہ قائم ہو گیا۔ اس سے قمری میہنوں کی فضیلت بھی ثابت ہوئی، جن سے ماہ و سال کا حساب عین فطرت کے مطابق ہے۔ جس کا دن شام کو ختم ہوتا اور صحیح سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا میہنہ کبھی تیس دن کا اور کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ اس کا حساب ہر ملک میں روایت ہلال پر موجود ہے۔

(۳۱۹۸) ہم سے عبید بن اسما عیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے هشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سعید بن زید بن عمرو بن فیصل نے کہ ارویہ بنت ابی اوس سے ان کا ایک (زمین کے) بارے میں بھگڑا ہوا۔ جس کے متعلق ارویہ کہتی تھی کہ سعید نے میری زمین چھین لی۔ یہ مقدمہ مروان خلیفہ کے یہاں فیصلہ کے لیے گیا جو میہنہ کا حاکم تھا۔ سعید بن فیصل نے کہا بھلا کیا میں ان کا حق دیا لوں گا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے تھا کہ جس نے ایک باشت زمین بھی ظلم سے کسی کی دبایی تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ ابن ابی الزناد نے بیان کیا، ان سے هشام نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، اور ان سے سعید بن زید نے بھگڑا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا (تاب آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی)

### باب ستاروں کا بیان

قادة نے (قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں) ”کہ ہم نے زینت دی آسمان دنیا کو (ستاروں کے) چراغوں سے“ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین فائدوں کے لیے پیدا کیا ہے۔ انہیں آسمان کی زینت بنایا، شیاطین پر مارنے کیلئے بنایا۔ اور (رات کی اندر ہیروں میں) انہیں صحیح راست پر چلتے رہنے کیلئے نشانات قرار دیا۔ پس جس شخص نے ان کے سوا دوسری باتیں کہیں، اس نے غلطی کی، اپنا حصہ تباہ کیا (اپنا

٣١٩٨ - حَدَّثَنَا عَبْيَذُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَأَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ زِيدٍ بْنِ عَفْرَوْنَ بْنِ نَفِيلٍ: أَنَّهُ خَاصَّةً أَرْوَى - فِي حَقِّ رَأْمَتْ أَنَّهُ اتَّقَصَّ لَهَا - إِلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا أَتَقَصُّ مِنْ حَقَّهَا شَيْئًا؟ أَشَهَدُ لَسْمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أَخْدَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظَلَّمَ فَإِنَّهُ يُطْرَقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ)): قَالَ أَبْنُ أَبِيهِ الزَّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لِي سَعِيدُ بْنُ زِيدٍ: ((دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ . . .)).

[راجع: ۲۴۵۲]

### ۳- بَابُ فِي النُّجُومِ

وَقَالَ قَاتَدَةُ: هَوَلَقَدْ زَيَّنَ السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحِهِ [الملک: ۵]: حَلَقَ هَذِهِ النُّجُومُ لِلْلَّاتِ: جَعَلَهَا زَيَّةً لِلسَّمَاءِ: وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ، وَعَلَامَاتٍ يُهَتَّدِي بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذَلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَمْ يَعْلَمْ لَهُ بِهِ.

وقت ضائع کیا اپنا ایمان کھویا اور جو بات غیب کی معلوم نہیں ہو سکتی اسکو اس نے معلوم کرنا چاہا۔ ابن عباس رض نے کماکہ سورہ کاف میں لفظ هشیما ہے اس کا معنی بدلا ہوا۔ الاب کے معنی مویشیوں کا چارہ۔ یہ لفظ سورہ عبس میں ہے اور سورہ رحمن میں لفظ الانام۔ معنی خالق ہے اور لفظ بزرخ۔ معنی پرده ہے۔ اور مجید تابعی نے کماکہ لفظ الفاف۔ معنی ملتفہ ہے۔ اسکے معنی گرے لپٹے ہوئے۔ الغلب بھی معنی الملتفہ اور لفظ فراشا۔ معنی مہادا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا۔ «ولکم فی الارضِ مستقر» (مستقر بھی۔ معنی مہاد) ہے) اور سورہ اعراف میں جو لفظ نکدایا ہے اس کا معنی تھوڑا ہے۔

**تفسیر حسن** حضرت قادہ کے قول کو عبد بن حمید نے وصل کیا ہے۔ اس سے ستارہ شناسوں کا رو ہوا جو مگان کرتے ہیں کہ ستاروں سے لوگوں پر اثر پڑتا ہے۔ جو فرمایا کہ کذب المنجمون و رب الكعبه کعبہ کے رب کی قسم نجومی جوئے ہیں جو ستاروں کو جملہ تاثیرات کا مالک بتاتے ہیں۔

#### باب سورۃ الرحمن کی اس آیت کی تفسیر کہ سورج اور چاند دونوں حساب سے چلتے ہیں۔

مجید نے کما یعنی چکی کی طرح گھومتے ہیں اور دوسرے لوگوں نے یوں کما یعنی حساب سے مقررہ منزلوں میں پھرتے ہیں، زیادہ نہیں بڑھ سکتے۔ لفظ حساب کی جمع ہے۔ جیسے لفظ شہاب کی جمع شہبان ہے۔ اور سورہ والشمس میں جو لفظ ضحاها آیا ہے۔ ضخی روشنی کو کہتے ہیں اور سورہ یسیں میں جو یہ آیا ہے کہ سورج چاند کو نہیں پاسکتا، یعنی ایک کی روشنی دوسرے کو ماند نہیں کر سکتی نہ ان کو یہ بات سزا دار ہے اور اسی سورۃ میں جو الفاظ ولا اللیل سابق النہار ہیں ان کا مطلب یہ کہ دن اور رات ہر ایک دوسرے کے طالب ہو کر لپکے جا رہے ہیں اور اسی سورۃ میں لفظ انسلح کا معنی یہ ہے کہ دن کو رات سے اور رات کو دن سے ہم نکال لیتے ہیں اور سورۃ حلقہ میں جو واهیہ کا لفظ ہے۔ وہی کے معنی پھٹ جانا، اور اسی سورۃ میں جو یہ ہے «والملک علی ارجانها» یعنی فرشتے آسمانوں کے کناروں پر ہوں گے جب تک وہ پھٹے گا نہیں۔ جیسے کہتے ہیں وہ کنویں کے کنارے پر ہے۔

وَقَالَ أَبْنُ عَلَيْسِ: ﴿هَشِيمَا﴾ مُتَغَيِّرًا.  
وَالْأَبْ: مَا يَأْكُلُ الْأَنْعَامُ. وَالْأَنْمُ الْخَلْقُ.  
بَرْزَخٌ: حَاجِبٌ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿الْفَافَا﴾:  
مُلْتَفٌ. وَالْفَلْبُ: الْمُلْتَفٌ: فِرَاشًا : مَهَادًا.  
كَفْوَلَهٗ: ﴿وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَرَّ﴾  
﴿نَكِيدَا﴾ : قَيْلَادًا.

#### ۴- بَابُ صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ﴿بِحِسْبَانٍ﴾

فَلَمْ مُجَاهِدٌ كَحْسَبَانٌ  
الرَّحْيٌ. وَقَالَ غَيْرَهُ : بِحِسَابٍ وَمَنَازِلٍ لَا  
يَعْدُوا إِلَيْهَا. حُسَبَانٌ: جَمَاعَةُ الْحِسَابِ،  
مِثْلُ شَهَابٍ وَشَهْبَانٍ. ضَحَاهَا: ضَرُورَهَا.  
أَنْ تُذْرِكَ الْقَمَرُ: لَا يَسْتَرُ ضَوْءَ أَحَدِهِمَا  
ضَوْءَ الْآخَرَ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُمَا ذَلِكَ. سَابِقُ  
النَّهَارِ : يَنْطَلَبُانِ خَيْرَيَانِ. نَسْلَخُ: نُخْرِجُ  
أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ، وَنُخْرِجَ كُلُّ وَاحِدٍ  
مِنْهُمَا: وَاهِيَّهَا وَتَسْقُقُهَا. أَرْجَاهَا:  
مَا لَمْ يَنْشَقْ مِنْهَا، فَهِيَ عَلَى حَافِتِهَا  
كَقُولَكَ: عَلَى أَرْجَاءِ الْبَئْرِ. أَغْطِشَ وَجَنَّ:  
أَظْلَمَهُمْ. وَقَالَ الْحَسَنُ: كُوْرَتٌ تَكُوْرٌ  
حَتَّى يَذْهَبَ ضَرُورَهَا. وَاللَّيْلُ وَمَا وَسَقَ:

اور سورہ والزارعات میں جو لفظ اغطش اور سورہ انعام میں لفظ جنَّہ  
ہے ان کے معنی اندر ہیری کے ہیں۔ یعنی اندر ہیاری کی اور اندر ہیاری  
ہوئی اور امام حسن بصری نے کما کہ سورہ اذا الشَّمْسِ میں کورت کا جو  
لفظ ہے ان کا معنی یہ ہے جب پیٹ کرتا ریک کر دیا جائے گا اور سورہ  
انشققت میں جو وما وست کا لفظ ہے اسکے معنی جو اکھا کرے۔ اسی  
سورہ میں اتسق کا معنی سیدھا ہوا اور سورہ فرقان میں جو بروجاء کا لفظ  
ہے۔ بروج سورج اور چاند کی منزلوں کو کہتے ہیں اور سورہ فاطر میں جو  
حرور کا لفظ ہے۔ اسکے معنی دھوپ کی گری کے ہیں۔ اور ابن عباس  
نے کہا، حرور رات کی گری اور سوم دن کی گری۔ اور سورہ فاطر میں  
جو بولج کا لفظ ہے اس کے معنی لپیٹتا ہے اندر داخل کرتا ہے۔ اور  
سورہ توبہ میں جو ولیجہ کا لفظ ہے اس کے معنی اندر گھسا ہوا یعنی راز  
دار دوست۔

(۳۱۹۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری  
نے بیان کیا، ان سے اعشش نے، ان سے ابراہیم تھی نے، ان سے ان  
کے باپ یزید بن شریک نے اور ان سے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ  
کیا کہ نبی کریم ﷺ نے، جب سورج غروب ہوا تو ان سے پوچھا کہ تم  
کو معلوم ہے یہ سورج کہا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور  
اس کے رسول ہی کو علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور  
عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے۔ پھر (دوبارہ آنے کی) اجازت  
چاہتا ہے اور اسے اجازت دی جاتی ہے اور وہ دن بھی قریب ہے،  
جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہو گا اور اجازت چاہے گا  
لیکن اجازت نہ ملے گی۔ بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا تھا  
وہیں واپس چلا جا۔ چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ  
کے فرمان "﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمَسْتَقْرِئِهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ  
الْعَلِيمِ﴾" (یس: ۳۸) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

جمعَ مِنْ دَأْبٍ. أَتَسْقَ : استَقَ. بُرُوجًا :  
مَنَازِلُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ. التَّحْرُورُ بِالنَّهَارِ  
مَعَ الشَّمْسِ. وَقَالَ ابْنُ عَثَمَانَ : الْحَرُورُ  
بِاللَّيْلِ، وَالسَّمُومُ بِالنَّهَارِ. يَقَالُ : يُولِجُ  
يَكُورُ وَيَنْجَهُ، كُلُّ شَيْءٍ أَذْخَلَهُ لِي شَيْءٍ.

٣١٩٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ  
الْتَّمِيميِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ : ((قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي ذَرٍ جِنْ غَرَبَتِ  
الشَّمْسُ : ((أَتَذَرِي أَنِّي تَذَهَّبُ؟)) قَلَّتْ  
اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ، قَالَ : ((فَإِنَّهَا تَذَهَّبُ  
حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْضِ، فَتَسْتَأْذِنَ  
فَيُؤْذَنُ لَهَا، وَتُوْشِكُ أَنْ تَسْجُدَ فَلَا يَقْبَلُ  
مِنْهَا، وَتَسْتَأْذِنَ فَلَا يُؤْذَنُ لَهَا : فَيَقَالُ لَهَا:  
إِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتَ، فَتَقْطَلُعُ مِنْ  
مَفْرِبِهَا)). فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى : ﴿وَالشَّمْسُ  
تَجْرِي لِمَسْتَقْرِئِهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ  
الْعَلِيمِ﴾ [یس: ۳۸]. [اطراوه فی:

**لَقِيَهُنَّ** اس حدیث میں مکرین حدیث نے کہی اشکال پیدا کیے ہیں، ایک یہ کہ سورج زمین کے نیچے جاتا ہے نہ عرش کے نیچے۔ اور دوسری روایت میں یہ مضمون موجود ہے تھرب فی عین حمنة دوسرے یہ کہ زمین اور آسمان گول کرے ہیں تو سورج ہر وقت عرش کے نیچے ہے۔ پھر خاص غروب کے وقت جانا کیا معنی؟ تیرے سورج ایک بے روح اور بے عقل جسم ہے اس کا سجدہ کرنا اور اس کو اجازت ہونے کے کیا معنی؟ چوتھے اکثر حکیموں نے مشاہدہ سے معلوم کیا ہے کہ زمین متحرک اور سورج ساکن ہے تو سورج کے چلنے کے کیا معنی؟

پہلے اشکال کا جواب یہ ہے کہ جب زمین کروی ہوئی تو ہر طرح سے عرش کے نیچے ہوئی اس لیے غروب کے وقت یہ کہ سکتے ہیں کہ سورج زمین کے نیچے گیا اور عرش کے نیچے گیا۔ دوسرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ بے شک ہر نقطے اور ہر مقام پر سورج عرش کے نیچے ہے اور وہ ہر وقت اپنے ماں کے لئے سجدہ کر رہا ہے اور اس سے آگے بڑھنے کی اجازت ماں کر رہا ہے لیکن چونکہ ہر ماں والوں کا مغرب اور مشرق مختلف ہے اس لیے طوع اور غروب کے وقت کو خاص کیا۔ تیرے اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ کمال سے معلوم ہوا کہ سورج بے جان اور بے عقل ہے۔ بہت سی آیات و احادیث سے سورج اور چاند اور زمین اور آسمان سب کا اپنے اپنے درجہ میں صاحب روح ہونا ثابت ہے۔ چوتھے اشکال کا جواب یہ ہے کہ بہت سے حکیم اس امر کے بھی قائل ہیں کہ زمین ساکن ہے اور سورج اس کے گرد گھومتا ہے اور اس بارے میں طرفین کے ولاقل متعارض ہیں۔ اور ظاہر قرآن و حدیث سے تو سورج اور چاند اور تاروں عی کی حرکت ثابت ہے۔ (مخراز و حیدری)

آیت شریفہ ((وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمَسْتَقْرِئَتِهَا)) (آلہ: ۳۸) میں مستقرے مراد بقائے عالم کا انتقال ہے یعنی الی انقطاع بقاء مدة العالم و اما قوله مستقرلها تحت العرش فلا ينکران يكون لها استقراء تحت العرش من حيث لاندركه و لانشاهدده و انما اخبر عن غيب فلا نكذبه ولا نكيفه لأن علمتنا لا يحيط به. انتهى كلام الطبي.

٣٢٠٠ - حَدَّثَنَا مُسْنَدُهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ  
الْعَزِيزِ بْنِ الْمُخْتَارِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْهُ اللَّهُ  
الْدَّائِنُجُ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ  
مَكْوَرُانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

٣٢٠١ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَيْمانَ قَالَ:  
حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ  
عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْفَاسِمِ حَدَّثَنِي عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّهُ كَانَ يَخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ  
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ  
وَلَا لِحَيَاةِهِ، وَلَكِنْهُمَا مَا بَيْانٌ مِنْ آيَاتٍ

اللَّهُ، فِإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا)).

پڑھا کرو۔

[راجع: ۱۰۴۲]

(۳۲۰۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان — زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کسی کی موت و حیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو اللہ کی یاد میں لگ جیا کرو۔

کیونکہ یہ جملہ انقلابات قدرت اللہ کے تحت ہوتے رہتے ہیں پس ایسے موقع پر خصوصیت کے ساتھ اللہ کی یاد کرنا اور نماز پڑھنا ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔

(۳۲۰۳) ہم سے مجی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ نے خبر دی، اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جس دن سورج گرہن لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صلی اللہ علیہ وسلم پر) کھڑے ہوئے۔ اللہ اکبر کہا اور بڑی دیر تک قرأت کرتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، ایک بہت لمبارکوں، پھر سراٹھا کر سمع اللہ لئے جس دن حمدہ کہا اور پسلے کی طرح کھڑے ہو گئے۔ اس قیام میں بھی لمبی قرأت کی۔ اگرچہ پہلی قرأت سے کم تھی اور پھر رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے، اگرچہ پسلے رکوع سے یہ کم تھا۔ اس کے بعد سجدہ کیا، ایک لمبا سجدہ، دوسرا رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا اور اس کے بعد سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اب آپ نے صحابہ کو خطاب فرمایا اور سورج اور چاند گرہن کے متعلق بتلایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں اور ان میں کسی کی موت و حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو فوراً نماز کی طرف لپک جاؤ۔

۳۲۰۲ - حدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَنْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتٍ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٌ وَلَا لِحِيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَاصْلُلُوا)).

۳۲۰۳ - حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَثَنَا الْبَيْتُ عَنْ عَفَّيْلٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ خَسَفَ الشَّمْسَ قَامَ فَكَبَرَ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، وَقَامَ كَمَا هُوَ فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً وَهِيَ أَذْنِي مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَذْنِي مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ: ((إِنَّهُمَا آيَاتٍ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٌ وَلَا لِحِيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَاقْرَفُوْا إِلَيْ

الصلوة)). [راجع: ۱۰۴۴]

آج چاند اور سورج کے گرہن کی جو وجہ بیان کی جاتی ہیں وہ بھی شان تدرست ہی کے مظاہر ہیں، لہذا حدیث صحیح اور قرآن میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

٣٢٠٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النُّمَّةِ قَالَ  
حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ : حَدَّثَنِي  
قَيْسٌ عَنْ أَبِيهِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا  
يُنَكِّسُفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاةِهِ،  
وَلَكِنْهُمَا آتَيْنَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا  
رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا)). [راجع: ۱۹۴۱]

**لشیخ** ان جملہ احادیث میں کسی نہ کسی طرح سے چاند اور سورج کا ذکر آیا ہے اس لئے ان کو یہاں نقل کیا گیا۔ ان کے بارے میں جو کچھ زبان رسالت تاب **اللہ** سے منقول ہوا اس سے آگے بڑھ کر بولنا مسلمان کے لیے روشنیں ہے۔ آج کے حالات نے چاند اور سورج کے وجود کو مزید واضح کر دیا ہے۔

الله تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ «لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ» الایہ (حُمَّاسِجَہ: ۲۳) یعنی چاند سورج کو سجدہ نہ کرو، یہ تو اللہ پاک کی پیدا کی ہوئی خالق ہیں۔ سجدہ کرنے کے قابل صرف اللہ ہے جس نے ان سب کو وجود دیتھا ہے۔ چاند میں جانے کے دعویداروں نے جو کچھ بتالیا ہے اس سے بھی قرآن پاک کی تصدیق ہوتی ہے کہ چاند بھی دیگر خلوقات کی طرح ایک خالق ہے وہ کوئی دیوی دیوتا یا فوق الخالق کوئی اور جیز نہیں ہے۔

٥ - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى : بَابُ اللَّهِ پَاكُ كَا سُورَةِ اعْرَافِ مِنْ يَهِ اِرْشَادِهِ «وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى  
وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ  
يَدَيِ رَحْمَتِهِ» [الأعراف : ۵۷]

سورہ بنی اسرائیل میں قاصفہ کا جو لفظ ہے اس کے معنی سخت ہوا جو ہر چیز کو روندؤالے۔ سورہ حج میں جو لفظ لواقع ہے اس کے معنی ملائی جو ملقعہ کی جمع ہے یعنی حالمہ کر دینے والی۔ سورہ بقرہ میں جو اعصار کا لفظ ہے تو اعصار بگولے کو کہتے ہیں جو زمین سے آسمان تک ایک ستون کی طرح ہے۔ اس میں آگ ہوتی ہے۔ سورہ آل عمران میں جو صڑکا لفظ ہے اس کے معنی پالا (سودی) نشر کے معنی جدا جدا۔

صحیح یہ ہے کہ لواقع لاقعہ کی جمع یعنی وہ ہوائیں جو پانی کو اٹھائے چلتی ہیں۔ آیت کریمہ (وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيِ رَحْمَتِهِ) (الأعراف : ۵۷) میں لفظ بشر اکی جگہ نشا پڑھا ہے یعنی ہر طرف سے جدا چلنے والی ہوائیں۔ لفظ لواقع لاقعہ کی جمع ہے یعنی

فَاصِفًا : تَقْصِيفُ كُلِّ شَيْءٍ . لَوْاقِعٌ : مَلَاقِعُ  
مَلْفِقَةٌ . إِغْصَارٌ : رِبْعَ غَاصِفٍ تَهْبُّ مِنْ  
الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ . صِيرُّ:  
بَرْدٌ : نُشْرًا . مُتَفَرِّقَةٌ :

وہ ہوائیں جو پانی کو اٹھائے ہوئے جلتی ہیں گویا عالمہ ہیں۔ مولانا جمال الدین افغانی کتے ہیں کہ حاملہ کرنے والی ہوا کا معنی اصول نباتات کی رو سے نمیک ہے کیونکہ علم نباتات میں ثابت ہوا ہے کہ ہوا نر درخت کا مادہ اڑا کر مادہ درخت پر لے جاتی ہے۔ اس وجہ سے درخت خوب پھلتا پھولتا ہے گویا ہوا درختوں کو حاملہ کرتی ہے۔ تحقیقات جدید سے بھی یہی مشہد ہوا ہے۔

(۳۲۰۵) ہم سے آدم بن ابی ابی اے نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے مجہد نے اور ان سے ابن عباس علیہ السلام نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، باد صبا (شرقی ہوا) کے ذریعہ میری مدد کی گئی اور قوم عاد باد بور (مغربی ہوا) سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

[راجع: ۱۰۳۵]

(۳۲۰۶) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے این جرتع نے، ان سے عطا نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کرم ﷺ ابر کا کوئی ایسا مکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے، کبھی پچھے جاتے، کبھی گمراہ کے اندر تشریف لاتے، کبھی باہر آجاتے اور چرہہ مبارک کارنگ بدل جاتا۔ لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باتی نہ رہتی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے پارے میں قوم عاد نے کما تھا، جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تھا۔ آخر آیت تک کہ ان کے لئے رحمت کا بادل آیا ہے، حالانکہ وہ

عذاب کا بادل تھا)

**تشریح** ہوا بھی اللہ کی ایک تلوّق ہے اور تلوّقات کی زندگی میں جس قادر تر نے بادل غل رکھا ہے۔ قوم ناد پر اللہ نے قحط کا عذاب نازل کیا۔ انہوں نے اپنے کچھ لوگوں کو کہ شریف سیمیجا کہ وہاں جا کر بارش کی دعا کریں۔ مگر وہاں وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر دعا کرنا بھول گئے اور ہر قوم کی بستیوں پر بادل چھائے۔ قوم نے سمجھا کہ یہ ہمارے ان آدمیوں کی دعاؤں کا اثر ہے۔ مگر اس بادل نے عذاب کی شکل اختیار کر کے اس قوم کو بتابہ کر دیا۔

### باب فرشتوں کا بیان

#### ۶۔ باب ذکر الملائکۃ

من جملہ اصول ایمان کے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لائے۔ وہ اللہ کے معزز بندے ہیں۔ ان کے جسم لطیف ہیں وہ ہر شکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ وہ سب نیک اور اللہ کے تابع دار بندے ہیں۔ فرشتوں کا انکار کرنا کفر ہے۔ ان کے وجود پر جلد کتب آسمانی و انبیاء کرام کا اتفاق ہے۔

قال جمهور أهل الكلام من المسلمين : الملائكة أجسام لطيفة اعطيت قدرة على التشكيل باشكال مختلفة و مشكّلها السموات

وابل من قال انها الكواكب او انها الانفس الخيرة التي فارقت اجسامها وغیره ذالك من الاقوال التي لا يوجد في الا أدلة المسموعة شئ منها (فتح الباري)

یعنی جملہ اہل کلام مسلمین کا یہ قول ہے کہ فرشتے اجسام لطیفہ ہیں جن کو یہ قدرت دی گئی ہے کہ وہ مختلف شکلیں اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ (جو ان کو اللہ کی طرف سے ملی ہوئی ہے) ان کام ممکن آسان ہیں اور جن لوگوں نے کہا کہ فرشتوں سے تارے مراد ہیں یا وہ اچھی ارواح جو اپنے اجسام سے جدا ہو چکی ہیں، مراد ہیں۔ یہ جملہ اقوال باطلہ ہیں جن کی کوئی دلیل کتاب و سنت سے نہیں ہے۔

حضرت انس بن مثہلہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سلام مثہلہ نے رسول اللہ مصطفیٰ سے عرض کیا کہ جبریل ملائکہ کو یہودی فرشتوں میں سے اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے صفات میں بیان کیا کہ نحن الصافون میں مراد ملا گئے ہیں۔

**لئے بحث** یہودی اپنی جماعت سے جبریل ملائکہ کو اپنا دشمن سمجھتے اور کہتے تھے کہ ہمارے راز کی باتیں وہی آخر حضرت مسیح موعود سے کہہ جاتا ہے یا یہ کہ یہ ہیشہ عذاب ہی لے کر آتا ہے۔ اس اثر کو خود امام مخاری نے باب الهجرة میں وصل فرمایا ہے۔ نحن الصافون فرشتوں کی زبان سے لفظ کیا کہ ہم قطار باندھنے والے اللہ کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔ اس اثر کو طبرانی نے وصل کیا ہے۔

(۷) ۳۲۰۷ - حدثنا هدبة بن خالد قال: حدثنا هدبة عن قتادة. وقال لي حليفة:

حدثنا يزيد بن زريع قال حدثنا سعيد وهمشام قالا: حدثنا قتادة قال حدثنا أنس بن مالك عن مالك بن صعصعة رضي الله عنهما قال: قال النبي ﷺ: ((بَيْنَ أَنَا عِنْدَ النِّسْتَارِ بَيْنَ الدَّاعِمِ وَالْقَاطِنِ - وَذَكَرَ يَعْنِي رَجُلًا بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ - فَأَنْتَ بِطَسْتَ مِنْ ذَهَبٍ مُلِيَّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا. فَشَقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِ الْبَطْنِ، ثُمَّ عَسَلَ الْبَطْنَ بِعَدَ زَمْنٍ، ثُمَّ مُلِيَّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا. وَأَنْتَ بِدَاهَةٍ أَيْضًا دُونَ الْفَعْلِ وَفُوقَ الْحِمَارِ الْبَرَاقِ، فَانْطَلَقْتَ مَعَ جِبْرِيلَ، حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ: مَنْ مَعْكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: وَقَدْ أَزْسَلَ إِلَيْهِ. قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ: مَرْجِبًا بِهِ؛ وَلَيَغُمَ الْمَجِنَّةُ جَاءَ.

انہوں نے کہا کہ ہاں، اس پر جواب آیا کہ اچھی کشاور جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں، پھر میں آدم ملائکہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، آؤ پیارے بیٹے اور اچھے بھی۔ اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کہا کہ جبریل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد ملائکہ سے ملا، ان حضرات نے بھی خوش آمدید، مر جا کہا اپنے اور بھی اپنے سے ملا، ان حضرات نے بھی خوش آمدید، مر جا کہا اپنے بھائی اور نبی کو۔ پھر ہم تیرے آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب ملا جبریل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد ملائکہ سے ملا، سوال ہوا، انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں، اب آواز آئی اچھی کشاور جگہ آئے آنے والے کیا ہی صاحب ہیں، یہاں یوسف ملائکہ سے ملا اور انہیں سلام کیا، انہوں نے فرمایا، مر جا، اچھی کشاور جگہ آئے ہو میرے بھائی اور نبی، یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے اس پر بھی یہی سوال ہوا، کون صاحب، جواب دیا کہ جبریل، سوال ہوا، آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد ملائکہ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا، جواب دیا کہ ہاں، پھر آواز آئی، اچھی کشاور جگہ آئے کیا ہی اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں اور لیں ملائکہ سے ملا اور سلام کیا، انہوں نے فرمایا، مر جا، بھائی اور نبی۔ یہاں سے ہم پانچوں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا کیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ملائکہ، پوچھا گیا، انہیں بلانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں، آواز آئی، اچھی کشاور جگہ آئے ہیں۔ آنے والے کیا ہی اچھے ہیں۔ یہاں ہم ہارون ملائکہ سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، مبارک، میرے بھائی اور نبی، تم اچھی کشاور جگہ آئے، یہاں سے ہم

فَأَتَيْتُ عَلَى آدَمْ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ:  
مَرْحَبًا بْنَ مِنْ أَبْنِ وَتَبَّيْ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ  
الثَّالِثَةِ. قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ:  
مَنْ مَعْكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ. قَيْلَ: وَقَدْ أَرْسَلْتِ إِلَيْهِ. قَالَ: نَعَمْ.  
قَيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَيَقُمُ الْمَجْمِعَ جَاءَ.  
فَأَتَيْتُ عَلَى عِيشَى وَتَحْتِي، فَقَالَا: مَرْحَبًا  
بِكَ: مِنْ أَخْ وَتَبَّيْ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الْأَطْلَافَ.  
قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَيْلَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ مِنْ  
مَعْكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: وَقَدْ أَرْسَلْتِ  
إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، وَلَيَقُمُ  
الْمَجْمِعَ جَاءَ. فَأَتَيْتُ يُوسُفَ فَسَلَّمَتْ  
عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بْنَ مِنْ أَخْ وَتَبَّيْ.  
فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، قَيْلَ مَنْ هَذَا؟ قَيْلَ:  
جِبْرِيلُ. قَيْلَ: مَنْ مَعْكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ.  
قَيْلَ: وَقَدْ أَرْسَلْتِ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ:  
مَرْحَبًا بِهِ، وَلَيَقُمُ الْمَجْمِعَ جَاءَ. فَأَتَيْتُ  
عَلَى إِذْرِينَسَ فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبًا  
بِكَ مِنْ أَخْ وَتَبَّيْ. فَأَتَيْنَا السَّمَاءَ  
الْخَامِسَةَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَيْلَ جِبْرِيلُ.  
قَيْلَ: وَمَنْ مَعْكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ. قَيْلَ: وَقَدْ  
أَرْسَلْتِ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ  
وَلَيَقُمُ الْمَجْمِعَ جَاءَ. فَأَتَيْنَا عَلَى هَارُونَ،  
فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بْنَ مِنْ أَخْ  
وَتَبَّيْ. فَأَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، قَيْلَ:  
مَنْ هَذَا؟ قَيْلَ جِبْرِيلُ. قَيْلَ: مَنْ مَعْكَ؟  
قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَقَدْ

چھٹے آسان پر آئے، یہاں بھی سوال ہوا، کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل، پوچھا گیا، آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کماکہ ”ہاں محمدؐ ملئیل ہیں“ پوچھا گیا، کیا انہیں بلا یا گیا تھا کہا ہاں، کما جھی کشادہ جگہ آئے ہیں، اچھے آنے والے ہیں۔ یہاں میں مویؐ ملئیل سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، میرے بھائی اور نبی اچھی کشادہ جگہ آئے، جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا، بزرگوار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اے اللہ! یہ نوجوان ہے میرے بعد نبوت دی گئی، اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے، میری امت کے جنت میں داخل ہونے والے لوگوں سے زیادہ ہوں گے۔ اس کے بعد ہم ساتویں آسان پر آئے، یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل، سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمدؐ ملئیل پوچھا، انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ مر جا، اچھے آنے والے۔ یہاں میں ابراہیمؐ ملئیل سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا، میرے بیٹے اور نبی، مبارک، اچھی کشادہ جگہ آئے ہو، اس کے بعد مجھے بیت العور دکھایا گیا۔ میں نے جبریلؐ ملئیل سے اس کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے بتایا کہ یہ بیت العور ہے۔ اس میں ستر بزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں۔ اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا۔ اور مجھے سدرۃ المنہجی دکھایا گیا، اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام جبر کے ملکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے باقی کے کان، اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں، دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری، میں نے جبریلؐ ملئیل سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں دنیا میں نیل اور فرات ہیں، اس کے بعد مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں۔ میں جب واپس ہوا اور مویؐ ملئیل سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو

أَرْسَلْتُ إِلَيْهِ مَرْحَبَاً بِهِ، وَلِيَعْمَلْ الْمَجْنِيَّةَ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى فَسَلَّمَ فَقَالَ: مَرْحَبَاً بِكَ مِنْ أَخِ وَنِيٍّ. فَلَمَّا جَاءَرْتُ بَكِ، فَقَالَ: مَا أَنْكَاكَ؟ قَالَ: يَا رَبَّ، هَذَا الْفَلَامُ الَّذِي بَعَثْ بَغْدَيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ الْأَفْضَلُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أَمْتَيْ. فَأَتَيْتُ السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، قَيْلَ: مَنْ هَذَا؟ قَيْلَ: جِبْرِيلُ. قَيْلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَيْلَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَيْلَ: وَقَدْ أَرْسَلْتُ إِلَيْهِ مَرْحَبَاً بِهِ وَلِيَعْمَلْ الْمَجْنِيَّةَ جَاءَ. فَأَتَيْتُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ: مَرْحَبَاً بِكَ مِنْ أَنِّي وَنِيٍّ. فَرَفَعَ لِي الْبَيْتُ الْمَفْمُورُ، فَسَأَلَتْ جِبْرِيلَ فَقَالَ: هَذَا بَيْتُ الْمَفْمُورُ، يَصْلَى فِيهِ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ، إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَغُدُوا إِلَيْهِ أَخْرَى مَا عَلَيْهِمْ. وَرَفَعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُسْتَهْيَى، فَإِذَا بَقَاهَا كَانَهُ قَلَّا لَهُ حَجَرٌ، وَوَرَقَاهَا كَانَهُ آذَانُ الْفَيْوُلِ، فِي أَصْلِهَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرُانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرُانِ ظَاهِرَانِ. فَسَأَلَتْ جِبْرِيلَ فَقَالَ: أَمَا الْبَاطِنَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَا الظَّاهِرَانِ: النَّيْلُ وَالْفَرَاتُ. ثُمَّ فَرِضَتْ عَلَى خَمْسُونَ صَلَّةً، فَأَقْبَلَتْ حَتَّى جِنَّتُ مُوسَى فَقَالَ: مَا صَنَّفْتَ؟ قَلَّتْ: فَرِضَتْ عَلَى خَمْسُونَ صَلَّةً. قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ، عَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةَ، وَإِنَّ أَمْلَكَ لَا تُطْبِقُ، فَازْجَعَ

میں تم سے زیادہ جانتا ہوں، میں اسرائیل کا مجھے بڑا تجھے ہو چکا ہے۔ تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی، اس لئے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دو۔ اور کچھ تخفیف کی درخواست کرو۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں۔ پھر بھی موسیٰ ﷺ اپنی بات (یعنی تخفیف کرنے) پر مصروف ہے۔ اس مرتبہ تین وقت کی رہ گئیں۔ پھر انہوں نے وہی فرمایا تواب میں وقت کی اللہ تعالیٰ نے کر دیں۔ پھر موسیٰ ﷺ نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ میں جب موسیٰ ﷺ کے پاس آیا تواب بھی انہوں نے کم کرانے کے لئے اپنا اصرار جاری رکھا۔ اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں۔ اب میں موسیٰ ﷺ سے ملا، تو انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دی ہیں۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے کم کرانے کا اصرار کیا۔ میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا۔ پھر آواز آئی۔ میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا۔ اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدله دس گناہ تباہ ہوں۔ اور ہمام نے کہا، ان سے قادہ نے کہا، ان سے صن نے، ان سے ابو ہریرہ بنی خثیر نے نبی کریم ﷺ سے بیت المعور کے بارے میں الگ روایت کی ہے۔

لشیخ یہ طویل حدیث واقعہ معراج سے متعلق ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس کو میں اس لئے لائے کہ اس میں فرشتوں کا ذکر ہے اور یہ فرشتے بے شمار ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے کہ آسمان میں باشہت بھر جگہ خالی نہیں جمل، ایک فرشتہ اللہ کے لئے سجدہ نہ کر رہا ہو۔

واقعہ معراج کا آغاز حظیم سے ہوا۔ جمال نبی اکرم ﷺ حضرت جمزہ بن بشیر اور حضرت جعفر بن بشیر کے درمیان سوتے ہوئے تھے۔ وہاں سے آپ کا یہ مبارک سفر برآق کے ذریعہ شروع ہوا، جو برق بمعنی بیکل سے مشتق ہے۔ معراج برحق ہے اس کا منکر گمراہ اور خاطی ہے۔ تفصیل کے لئے کتب شروح ملاحظہ ہوں۔

قال القاضی عیاض اختلقو فی الا سراء الی السموات فقل انه فی المنام والحق الذى علیه الجمهور انه اسری بحسبه فان قيل بين النائم والقطان يدل على انه رؤيا نوم فلنا لا حجه فيه اذ قد يكون ذلك حال اول وصول الملك اليه وليس فيه ما يدل على كونه فانما جي القصته كلها۔ وقال الحافظ عبد الحق في الجمع بين الصحيحين وماروى شريك عن انس انه كان نائما فهو زيادة منجهولة وقد روى الحفاظ المتفقون والائمه البishorون cabin شهاب ثابت البناني وقاده عن انس ولم يأت احد منهم بها وشريك بالحافظ عنه اهل

الحادیث (فتح الباری) اس طویل عبارت کا خلاصہ یہی ہے کہ معراج بسمانی ہی حق ہے۔

آپؐ کی تشریف آوری پر حضرت موسیٰ ملک کا روتا اس خوشی کی بنا پر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کو محقر عمر دینے کے باوجود اپنی نعمتوں سے کس قدر نوازا اور کیسے کیے درجات عالیہ عطا فرمائے ہیں۔ یہ روتا فرحت سے تھا نہ کہ حسد اور بغضہ سے فان ذالک لا بلیق صفات الانبیاء والاخلاق الاجلة من الاولیاء قاله الخطابی۔

(۳۲۰۸) ہم سے حسن بن ربع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحص

نے، ان سے اغمش نے، ان سے زید بن وہب نے اور ان سے عبد اللہ بن عثیر نے بیان کیا کہ ہم سے صادق المصدق رسول اللہ ملکیہ نے بیان فرمایا اور فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے۔ اتنے ہی دنوں تک پھر ایک بستہ خون کی صورت میں اختیار کئے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مفعتمہ گوشٹ رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک، لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (یاد رکھ) ایک شخص (زندگی بھرنیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اسکے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آ جاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی بھرنیک) کام کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اسکے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اسکی تقدیر غائب آ جاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

**لشیغ** دوسری روایت میں ہے کہ جب مرد عورت سے محبت کرتا ہے تو مرد کا پانی عورت کے ہر رگ و پے میں سا جاتا ہے۔ ساتویں دن اللہ اس کو اکٹھا کر کے اس سے ایک صورت جوڑتا ہے۔ پھر نفس ناطق چوتھے چل میں یعنی چار میٹے کے بعد اس سے متعلق ہو جاتا ہے۔ جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ چار ماہ سے قبل ہی محل میں جان پر جاتی ہے ان کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں روح سے نفس ناطق مرد کے مراد ہے اسے روح انسانی کہا جاتا ہے اور روح حیوانی پسلے ہی سے بلکہ نطفہ کے اندر بھی موجود رہتی ہے لذا اعتراض باطل ہوا۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اعتبار خاتمه کا ہے اس لئے آدمی کیسے ہی ابھی کام کر رہا ہو پھر بھی خرابی خاتمه سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بزرگوں نے تجویہ کیا ہے کہ جو لوگ حدیث شریف سے محبت رکھتے ہیں اور اسی فن شریف میں مشغول رہتے ہیں، اکثر ان کی عمر دراز ہوتی ہے اور خاتم بالیغ نسبت ہوتا ہے۔ یا اللہ! اپنے تحریر ناچیز بندے محمد داؤد راز کو بھی حدیث کی یہ برکات عطا فرمائیو اور میرے جملہ معاونین کرام کو جن کی حدیث دوستی نے مجھ کو اس عظیم خدمت کے انجمام دینے کے لئے آمادہ کیا۔

۳۲۰۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ  
بْنِ وَهْبٍ قَالَ عَنْهُ اللَّهُ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ - قَالَ:  
((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقَهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ  
أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ،  
ثُمَّ يَكُونُ مُضْنَعَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ  
مَلَكًا يُؤْمِنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيَقَالُ لَهُ:  
اَتَكُبْ عَمَلَهُ وَرَزْقَهُ وَأَجَلَهُ وَشَقِيقَهُ أَوْ  
سَعْيَهُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوْحُ، فَإِنَّ الرُّجْلَ  
مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعَ، فَيُسَبِّقُ عَلَيْهِ كِتَابَهُ  
فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّىٰ مَا  
يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعَ، فَيُسَبِّقُ  
عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[اطراف فی: ۳۳۲۲، ۶۵۹۴، ۷۴۵۴]

الشہپاک ان سب کو برکات دارین سے نوازیو۔ آمين ثم آمين۔

(۳۲۰۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد نے خبر دی، انسیں ابن جرجج نے خبر دی، کہا کہ مجھے موی بن عقبہ نے خبر دی، انسیں نافع نے، انسوں نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ بن حوش نے کہا نبی کرم شعبیل نے فرمایا۔ اور اس روایت کی متابعت العااصم نے ابن جرجج سے کی ہے کہ مجھے موی بن عقبہ نے خبر دی انسیں نافع نے اور ان سے ابو ہریرہ بن حوش نے بیان کیا کہ نبی کرم شعبیل نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل ﷺ سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو، چنانچہ جبریل ﷺ بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ پھر جبریل ﷺ تمام اہل آسمان کو پکار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت برکتا ہے۔ اس لئے تم سب لوگ اس سے محبت رکھو، چنانچہ تمام آسمان والے اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد روئے زمین والے بھی اس کو مقبول سمجھتے ہیں۔

﴿لَشَّاجِنَ﴾ امامیل کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبریل ﷺ سے ظاہر کرتا ہے پھر جبریل ﷺ اور سارے فرشتے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں یہاں تک روئے زمین پر اس کے لئے برائی پھیل جاتی ہے۔ اس حدیث سے اللہ کے کلام میں آواز اور پکار ثابت ہوئی اور ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں صوت اور حروف نہیں یوں۔

﴿طَرْفَاهُ﴾ [۶۰۴۰، ۷۴۸۵] - ۳۲۱۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَنْبِيثُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ غُرْزَةَ بْنِ الزَّبَّيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَاتَلَتْ سَيْفَتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزَلُ فِي الْعَنَانِ - وَهُوَ السَّخَابُ - فَتَذَكَّرُ الْأَمْرُ فَضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ

(۳۲۱۰) ہم سے محمد نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے ابن الی مریم نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہمیں لیٹ نے خبر دی، ان سے ابن الی جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا اور ان سے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انسوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن۔ آپ نے فرمایا تھا کہ فرشتے عنان میں اترتے ہیں۔ اور عنان سے مراد بادل ہیں۔ یہاں فرشتے ان کاموں کا ذکر کرتے ہیں جن کا فیصلہ آسمان میں ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہیں سے شیاطین کچھ چوری چھپے باشیں اڑا لیتے ہیں۔ پھر کافنوں کو اس کی خبر کر

دیتے ہیں اور یہ کاہن سوجھوٹ اپنی طرف سے ملا کر اسے بیان کرتے ہیں۔

فَسَمِعَهُ فَتَوَجَّهَ إِلَى الْكَهَانِ، فَيَكْذِبُونَ  
مَعَهَا مَا تَهْدِيهِ كَذِبَةٌ مِّنْ عِنْدِ أَنفُسِهِمْ).

[اطرافہ فی: ۳۲۸۸، ۵۷۶۲، ۶۲۱۳]

[۷۵۶۱]

(۳۲۱۱) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ اور اغرا نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب جمہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور پھر اس کے بعد آنے والوں کو نمبر وار لکھتے جاتے ہیں۔ پھر جب امام (خطبے کے لئے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر سننے لگ جاتے ہیں (یہ حدیث کتاب الجموعہ میں مذکور ہو چکی ہے یہاں فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے)

(۳۲۱۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب بن عثمان مسجد میں تشریف لائے تو حسان بن عثمان شعر پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے مسجد میں شعر پڑھنے پر ناپسندیدگی فرمائی تو حسان بن عثمان نے کہا کہ میں اس وقت یہاں شعر پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر شخص (آنحضرت ﷺ) یہاں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت حسان بن عثمان حضرت ابو ہریرہ بن عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے تم نے نہیں سنا تھا کہ اے حسان! (کفار مکہ کو) میری طرف سے جواب دے۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر۔ ابو ہریرہ بن عثمان نے کہا کہ ہاں بے شک (میں نے سنا تھا)

اس سے حروف نعمت کے اشعار پڑھنے اور کہنے کا جواز ثابت ہوا۔

(۳۲۱۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب بن عثمان نے

حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ  
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَالْأَغْرُ عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ  
بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَكَةُ  
يَكْبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ  
طَوَّرَ الصُّحْفَ وَجَاؤُوا يَسْمَعُونَ  
الدُّخْنَ)). [راجع: ۹۲۹]

(۳۲۱۴) ہم سے علیُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْوَهْرَانِيُّ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ قَالَ: ((مَوْعِدٌ فِي  
الْمَسْجِدِ وَحَسَانٌ يُنْشِدُ فَقَالَ: كُنْتُ  
أَنْشِدُ فِيهِ وَفِيهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ. ثُمَّ  
الْقَفَتَ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: أَنْشَدْتُكَ بِاللَّهِ  
أَسْعَفْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ: ((أَجِبْ عَنِّي، اللَّهُمَّ أَيْدِنِهِ بِرُوحِ  
الْقَدْسِ؟)) قَالَ: نَعَمْ)). [راجع: ۴۵۳]

حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ قَالَ  
حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابَتٍ عَنْ الْبَرَاءِ

بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان بن ثابت سے فرمایا، مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کرو یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو نافذ و اب دو، جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحُسَانَ  
((أَهْجَهُمْ - أُوْ هَاجِهْمْ - وَجِنْرِيلْ مَعْكَ))  
[أطراfe في: ٤١٢٣، ٤١٢٤، ٤١٥٣].

**لشیخ** پھر حضرت حسان بن ثابت نے ایسا جواب دیا کہ مشرکین کے دھوکیں اڑ گئے۔ ان کی ساری حقیقت کھول کر رکھ دی۔ ایک شعر حضرت حسان بن ثابت کا یہ ہے۔ لفافی کل یوم من معرك سباب اوقات او ہجاء  
”یعنی ہم تو ہر روز سامان کی تیاری میں مشغول ہیں تم سے جگ کرنے میں یا تم کو جواباً گالی دینے میں یا تمہارے ہجو کرنے میں۔“  
علوم ہوا کہ مسجد میں دینی اسلامی اشعار کا پڑھنا جائز ہے۔

(۳۲۱۴) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو وہب بن جریر نے خبر دی، ان سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حمید بن ہلال سے شاوران سے انس بن مالک بن ثابت نے بیان کیا کہ جیسے وہ غبار میری نظروں کے سامنے ہے۔ موئی نے روایت میں یوں زیادتی کی کہ ”حضرت جبریل علیہ السلام کے (ساتھ آنے والے) سور فرشتوں کی وجہ سے۔“ جو غبار خاندان بنو غنم کی لگی میں اٹھا تھا۔

٣٢١٤ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا  
وَهَبْ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبْيَ قَالَ:  
سَمِعْتُ حَمِيدَ بْنَ هِلَالَ عَنْ أَنَسِ بْنِ  
مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَى أَنْظَرَ  
إِلَى غُبَارٍ ساطِعٍ فِي سَكَّةٍ يَنْبِي غَنْمًا زَادَ  
مُوسَى : مَوْكِبَ جِنْرِيلَ)).

بنو غنم قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے جو انصاری ای خاندان سے تھے۔

(۳۲۱۵) ہم سے فروہ بن الی المغارب نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے بشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے عائشہ بنت خدا نے بیان کیا کہ حارث بن بشام بن ثابت نے بی نی کرم ﷺ سے پوچھا کہ وہی آپ کے پاس کس طرح آتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کئی طرح سے آتی ہے۔ کبھی فرشتہ کے ذریعہ آتی ہے تو وہ گھنٹی بجھنے کی آواز کی طرح نازل ہوتی ہے۔ جب وہی ختم ہو جاتی ہے تو جو کچھ فرشتے نے نازل کیا ہوتا ہے، میں اسے پوری طرح یاد کر پکا ہوتا ہوں۔ وہی اترنے کی یہ صورت میرے لئے بہت دشوار ہوتی ہے۔ کبھی فرشتہ میرے سامنے ایک مرد کی صورت میں آ جاتا ہے وہ مجھ سے باہمیں کرتا ہے اور جو کچھ کہ جاتا ہے میں اسے پوری طرح یاد کر لیتا ہوں۔

٣٢١٥ - حَدَّثَنَا فَرْوُهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ  
مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ  
هِشَامَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:  
كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ قَالَ: ((كُلُّ ذَلِكَ  
يَأْتِيَنِي الْمَلَكُ أَخْيَانَا فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ  
الْجَرَسِ، فَيَفْصِمُ عَنِي وَقَدْ وَعَيْتُ مَا  
قَالَ، وَهُوَ أَشَدُهُ عَلَيَّ، وَيَمْتَلِئُ لِي  
الْمَلَكُ أَخْيَانَا رَجْلًا فَيَكَلِّمُنِي، فَأَغْيِي  
يَقُولُ)).

[راجح: ۲]  
نزول وہی کی تفصیلات پارہ اول کتاب الوحی میں تفصیل سے کمی گئی ہیں۔

(۳۲۱۶) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے

حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ

بیان کیا، ان سے بھی بن الی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں جو شخص کسی چیز کا بھی جوڑا دے تو جنت کے چوکیدار فرشتے اسے بلائیں گے کہ اے فلاں اس دروازے سے اندر آ جا۔ ابو بکر بن عثمان نے اس پر کہا کہ یہ تو وہ شخص ہو گا جسے کوئی نقصان نہ ہو گا۔ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تو بھی انیں میں سے ہو گا۔

اللہ کی راہ میں جو چیز بھی خرج کی جائے وہ جوڑے کی شکل میں زیادہ بہتر ہے جیسے کپڑوں کے دو جوڑے یا دو روپے یا دو قرآن شریف وغیرہ وغیرہ۔ یہ بہتر صدقہ ہو گا۔ یہاں فرشتوں کا اہل جنت کو بلانا ان کا وجود اور ان کا تم کلام ہونا ثابت کرنا مقصود ہے۔

(۳۲۱۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ نے اور انہیں عائشہ بنت خدا نے کہ نبی کرم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا ”اے عائشہ! یہ جبریل ﷺ آئے ہیں، تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔“ عائشہ بنت خدا نے جواب میں کہا کہ وعلیہ السلام ورحمة اللہ برکاتہ۔ آپ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھے سکتی، عائشہ بنت خدا کی مراد نبی کرم ﷺ سے تھی۔

قالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ: أَيْ فُلْ هَلْمُ). فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَيْ عَلَيْهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ)). [راجح: ۱۸۹۷]

(۳۲۱۷) - حَدَّثَنِي عَنْدَ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: (رِبِّ عَائِشَةَ، هَذَا جِبْرِيلٌ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)، فَقَاتَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرَى مَا لَا أَرَى). تُرِينَدُ النَّبِيُّ ﷺ)).

[اطرافہ فی: ۳۷۶۸، ۶۲۰۱، ۶۲۴۹،

.۶۱۵۳]

(۳۲۱۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذرنے بیان کیا، (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے بھی بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے عمر بن ذرنے، ان سے ان کے والد نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس بنت خدا نے بیان کیا کہ رسول کرم ﷺ نے حضرت جبریل ﷺ سے ایک مرتبہ فرمایا، ہم سے ملاقات کے لیے جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ بیان کیا کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اور ہم نہیں اترتے لیکن تیرے رب کے حکم سے، اسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچے ہے“ آخر آیت تک۔

۳۲۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرَ ح. قَالَ: وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ذَرَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِجِبْرِيلَ: ((أَلَا تَرْوُرُنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَرَوْرُنَا؟ قَالَ: فَنَزَلْتَ: (وَمَا نَنَزَلْ إِلَّا بِأَنْفُرِ رِبَّكَ، لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا)). [مریم: ۶۴]. [طرفاہ فی: ۴۷۳۱]

معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں اور وہ حکم الٰہی کے تابع ہیں۔

(۳۲۱۹) ہم سے اساعیل بن ابی ادریس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شاہ زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے اور ان سے ابن عباس بن عیاش نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبریل ﷺ نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی محاورے کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا، لیکن میں اس میں برادر اضافہ کی خواہش کاظمار کرتا رہا، تا آنکہ عرب کے سات محاوروں پر اس کا نزول ہوا۔

سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبِيدِ اللَّهِ بْنِ عَتَبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَفَرَأَيْتَ جِبْرِيلَ عَلَى حَرْفٍ, فَلَمَّا أَرْزَلَ أَسْتَرِينَدَهُ حَتَّى اتَّهَى إِلَى سَبْعَةِ أَخْرَفٍ)).

[طرفة فی: ۴۹۹۱].

**لَشَبَّحَ** قرآن مجید کی سات قراؤں پر اشارہ ہے۔ جن کا تفصیلی ثبوت صحیح روایات و احادیث سے ہے۔ جیسا کہ ہر زبان میں مختلف مقامات کی زبان کا اختلاف ہوتا ہے۔ عرب میں ہر قبیلہ ایک الگ دنیا میں رہتا تھا، جن میں محاورے بلکہ زیر زمکن کے فرق کو انتہائی درجے میں محوظ رکھا جاتا تھا، مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اگرچہ ایک ہی ہے۔ لیکن قرأت کے اعتبار سے خود اللہ پاک نے اس کی سات قرائم قرار دی ہیں۔

اس حدیث کے یہاں لانے سے حضرت جبریل ﷺ کا وجود اور ان کے مختلف کارنامے بیان کرنا مقصود ہے۔ خاص طور پر وحی لانے کے لئے یہی فرشتہ مقرر ہے۔ جیسا کہ مختلف آیات و احادیث سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی قرأت سبعہ پر امت کا اتفاق ہے۔ متداول اور مشور قرأت یہی ہے جو امت میں معمول ہے۔

(۳۲۲۰) ہم سے محمد بن مقابل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خردی، کہا ہم کو یونس نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عباس بن عیاش نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ تجھی تھے اور آپ کی سخاوت رمضان شریف کے مینے میں اور بڑھ جاتی، جب حضرت جبریل ﷺ آپ سے ملاقات کے لیے ہر روز آنے لگتے۔ حضرت جبریل ﷺ آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات میں ملاقات کے لئے آتے اور آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ خصوصاً اس دور میں جب حضرت جبریل ﷺ روزانہ آپ سے ملاقات کے لیے آتے تو آپ خیرات و برکات میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ تجھی ہو جاتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے، ان

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الرُّزْهُرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبِيدُ اللَّهِ بْنُ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَجْوَدُ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانٍ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيَذَارِسُهُ الْقُرْآنَ. فَلَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدُ مِنْ الرَّبِيعِ الْمُرْسَلِ)). وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ بِهَذَا الِإِسْنَادِ نَحْوَهُ. وَرَوَى أَبُو

ہُرِيَّةَ وَفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ  
﴿أَن جِنْرِيلَ كَانَ يَعْرِضُهُ الْقُرْآن﴾.  
سے معمنے اسی اسناد کے ساتھ اسی طرح بیان کیا اور حضرت ابو ہریرہ  
بنو خثیر اور حضرت فاطمہ بنتی ابی اسحاق نے نقل کیا نبی کرم ﷺ سے کہ حضرت  
جبریل ﷺ آنحضرت ﷺ کے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔

[راجع: ۶] **لشیخ** یعنی ہر سال میں ایک بار آتے مگر جس سال میں آپ کی وفات ہوئی تو حضرت جبریل ﷺ نے دوبار حاضر خدمت ہو کر دور  
کیا۔ کہتے ہیں کہ نبی بن ثابت کی قرأت آنحضرت ﷺ کے آخر دور کے موافق ہے۔ حضرت ابو ہریرہ بنو خثیر اور حضرت فاطمہ  
بنو خثیر کی جو روایات مذکور ہوئی ہیں ان کو خود حضرت امام بخاری و حدیثی نے باب علامات النبوة اور فضائل القرآن میں وصل کیا ہے۔

۳۲۲۱ - حَدَّثَنَا فُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ  
عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَنْدَوْ الْغَزِيرِ  
أَخْرَى الْعَصْرِ شَيْنَا، فَقَالَ لَهُ عَزْرُوَةُ : أَمَا إِنَّ  
جِنْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى أَمَامَ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ عُمَرُ : أَغَلَّمُ  
مَا تَقُولُ يَا عَزْرُوَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ  
أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ  
يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:  
(نَزَلَ جِنْرِيلَ فَأَمْنَى فَصَلَّى مَعَهُ، ثُمَّ  
صَلَّى مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّى مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّى  
مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّى مَعَهُ، يَخْسُبُ بِأَصْبَاعِهِ  
خَمْسَ صَلَوَاتٍ).  
[راجع: ۵۲۱]

۳۲۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ قَالَ  
لشیخ نمازوں کو پڑھ کر آپ کو بتالیا۔ یہاں حدیث میں اس پر اشارہ ہے۔ عروہ بن زبیر نے حضرت عمر بن عبد العزیز حدیث کو تاخیر نماز  
عصر پر ٹوکا اور حدیث مذکور بطور دلیل پیش فرمائی پھر حضرت عمر بن عبد العزیز کے استفار پر حدیث مع سند بیان کی جسے سن کر حضرت  
عمر بن عبد العزیز کو یقین کامل حاصل ہو گیا۔ اس حدیث سے نماز عصر کا اول وقت پر ادا کرنا بھی ثابت ہوا۔ جیسا کہ جماعت اہل حدیث کا  
معمول ہے۔ ان لوگوں کا عمل خلاف سنت بھی معلوم ہوا جو عصر کی نماز تاخیر کر کے پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ تو بالکل غروب کے وقت نماز  
عصر ادا کرنے کے عادی ہیں، ایسے لوگوں کو منافق کہا گیا ہے۔

۳۲۲۳ - حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدْيٍ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ حَبِيبٍ  
لشیخ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے حبیب بن ابی ثابت نے، ان

سے زید بن وہب نے اور ان سے ابوذر گنڈھی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو آدمی اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا رہا ہو گا تو وہ جنت میں داخل ہو گایا (آپ نے یہ فرمایا کہ جہنم میں داخل نہیں ہو گا۔ خواہ اس نے اپنی زندگی میں زنا کیا ہو، خواہ چوری کی ہو۔ اور خواہ زنا اور چوری کرتا ہو۔

بن ابی قابیت عن زیند بن وہب عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال: قال النبي ﷺ: ((قال لي جبريل: من مات من أُمِّيَّكَ لا يُشْرِكُ بالله شيئاً دَخَلَ الْجَنَّةَ، أو لَمْ يَذْخُلِ النَّارَ. قال : وَإِنْ زَانَ وَإِنْ سَرَقَ؟ قال: وَإِنْ)). [راجع: ۱۲۳۷]

**لَئِنْ يَرَهُ** مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک چاہے گا اور اگر چاہے گا تو ان کو معاف کر دے گا اور کبھی شرک کے مرتكب نہ ہوئے ہوں کیونکہ مشرک کے لئے اللہ نے جنت کو قطعاً حرام کر دیا ہے۔ وہ نام نہاد مسلمان غور کریں جو بزرگوں کے مزارات پر جا کر شرکیہ افعال کا ارتکاب کرتے ہیں، قبور پر سجدہ اور طواف کرتے ہیں۔ ان کے مشرک ہونے میں کوئی مشکل نہیں ہے، ایسے لوگ ہرگز جنت میں نہ جائیں گے خواہ کتنے ہی نیک کام کرتے ہوں، اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے بارے میں خود فرمادیا ہے۔ «لَئِنْ أَشْرَكْتَ نِسْخَةَ عَمَّلِكَ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَسِيرِينَ» (آل عمران: ۶۵) ”اے رسول! اگر آپ بھی شرک کر بیٹھیں تو آپ کی ساری نعمیات برداہ ہو جائیں گی اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے“ کمانی نے کماکہ روایت میں ایسے گنجاروں کے وزن میں نہ داخل ہونے سے مراد ان کا ہیئت کا دخول مراد ہے۔ ویجب التاویل

بمثله جمعابین الایات والاحادیث (کرمانی)

(۳۲۲۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، کہا ہم سے ابوالزندہ نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ گنڈھی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے آگے پیچھے زمین پر آتے جلتے رہتے ہیں، کچھ فرشتے رات کے ہیں اور کچھ دن کے اور یہ سب فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ فرشتے جو تمہارے یہاں رات میں رہے۔ اللہ کے حضور میں جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے۔۔۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔۔۔ کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا، وہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔ اور اسی طرح جب ہم ان کے یہاں کئے تھے، جب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

[راجع: ۵۵۵]

**لَئِنْ يَرَهُ** ان جملہ احادیث کے لانے سے مجتہد مطلق حضرت امام بخاری گنڈھی کی غرض فرشتوں کا وجود ثابت کرنا ہے۔ جن پر ایمان لانا ارکان ایمان سے ہے۔ فرشتوں میں حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل علیم السلام زیادہ مشہور ہیں۔ باقی ان کی تعداد اتنی ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ سب اللہ کے بندے ہیں، اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ اس کی اجازت بغیر وہ دم بھی نہیں مار سکتے نہ وہ

کسی نفع لفسان کے مالک ہیں۔

۷- بَابُ إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ ((آمِنٌ))

وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ فَوَاقَتْ

إِذَا هُمَا الْأُخْرَى عَفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

مِنْ ذَنْبِهِ

باب اس حدیث کے بیان میں کہ جب ایک تمہارا (جری نماز میں سورہ فاتحہ کے ختم پر با آواز بلند) آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی آسمان پر (зор سے) آمین کہتے ہیں اور اس طرح دونوں کی زبان سے ایک ساتھ (با آواز بلند) آمین نکلتی ہے تو بندے کے گزرے ہوئے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

**لَشَيْخُ** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں جری نمازوں میں سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین بالامر یعنی بلند آواز سے آمین بولنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے، امت میں سوادِ عظم کا یہی معمول ہے۔ یہاں تک کہ مالک اربعہ میں سے تینوں مالک شافعی مالکی حلیلی سب آمین بالامر کے قائل اور عالی ہیں۔ مگر بت سے خلق حضرات نہ صرف اس سنت سے نفرت کرتے ہیں اور اس سنت پر عمل کرنے والوں کو بُنگاہ حقارت دیکھتے ہیں بلکہ بعض جگہ اپنی مساجد میں ایسے عالمین بالسر کو نماز ادا کرنے سے روکتے ہیں جو بہت عی زیادہ افسوس ہاں کر رکتے ہے۔ بت سے منصف مزادِ خلقی اکابر علماء نے اس کا سنت ہونا تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے عالمین کو ثواب سنت کا حق دار بتلایا ہے۔ کاش! جملہ برادران ایسے امورِ منسوخہ پر لڑنا جھگڑنا چھوڑ کر اتفاق و اتحاد ملت پیدا کریں۔ اور امت کو انتشار سے نکالیں۔ آمین بالامر کامنون ہونا اور دلائلِ عالمین کا حواب پیچے تفصیل سے لکھا جا چکا ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو اس لئے کہ فرشتوں کا وجود اور ان کا کلام کرنا ثابت کیا جائے۔

(۳۲۲۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے

خبر دی، کہا ہم کو ابن جرجی نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن امیہ نے، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ ہبیت نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے ایک تکیہ بھرا، جس پر تصویریں نبی ہوئی تھیں۔ وہ ایسا ہو گیا جیسے نقشی تکیہ ہوتا ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے چہرے کارنگ بد لئے لگا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہم سے کیا غلطی ہوئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تکیہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یہ تو میں نے آپ کے لئے بنا یا ہے تاکہ آپ اس پر نیک لگا سکیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہوتی ہے اور یہ کہ جو شخص بھی تصویر بنائے گا، قیامت کے دن اسے اس پر عذاب دیا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جس کی مورت تو نے بنائی، اب

۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَحْمُدٌ

قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمِيَّةَ أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ الْفَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((حَشِنَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَادَةً فِيهَا تَمَاثِيلَ كَانَهَا نَمَرُوفَةً، فَجَاءَ فَقَامَ بَيْنَ الْأَبَيْنِ وَجَعَلَ يَتَغَيَّرُ وَجْهُهُ، فَقَلَّتْ: مَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: (مَا بَالَ هَذِهِ؟)) وَسَادَةً قَلَّتْ وَسَادَةً جَعَلَتْهَا لَكَ لِتَضْطَجِعَ عَلَيْهَا. قَالَ: (أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتَنَا فِيهِ صُورَةٌ وَأَنَّ مَنْ صَنَعَ الصُّورَةَ يُعَذَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ أَحْيِوْا مَا حَلَقْتُمْ))

اسے زندہ بھی کر کے دکھا۔

[راجح: ۲۱۰۵]

جانداروں کی صورت بنانا اس سے ناجائز ہونا ثابت ہوا اور یہی تھیک ہے اور فرشتوں کا وجود بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ وہ تنکی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بدی دیکھ کر بخوبی ہوتے ہیں۔

(۳۲۲۵) ہم سے محمد بن مقالل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں معمراً نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ نے، اور انہوں نے ابن عباس بن عیاش سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو طلحہ بن عیاش سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو طلحہ بن عیاش سے سنا، آپ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کہتے ہوں اور اس میں بھی نہیں جس میں مورت ہو۔

۳۲۲۵ - حَدَّثَنَا أَبْنُ مَقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ ((لَا تَذَحَّلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْنَا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةً تَمَاثِيلَ)). [أطرافه في : ۳۲۲۶، ۳۲۲۲، ۴۰۰۲، ۵۹۴۹، ۵۹۶۸].

اس سے بھی فرشتوں کا وجود اور تنکی بدی سے ان کا اثر لینا ثابت ہوا۔

(۳۲۲۶) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے بکیر بن اش نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن خالد جہنی بن عثیمین نے بیان کیا اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبد اللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں، جو کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ بنو عثیمین کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے زید بن خالد جہنی بن عثیمین نے بیان کیا کہ ان سے ابو طلحہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔ بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالد بن عثیمین پر پڑے اور ہم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے۔ گھر میں ایک پرده پڑا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبد اللہ خولانی سے کہا، کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ حضرت زید بن عثیمین نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش و نگار ہوں (جاندار کی تصویر یہ ہو) تو وہ اس حکم سے الگ ہے۔ کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں ساختا؟ میں نے کہا

۳۲۲۶ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ بَكِيرَ بْنَ الْأَشْجَحَ حَدَّثَهُ أَنَّ بُشَّرَ بْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ - وَمَعَ بُشَّرٍ بْنِ سَعِيدٍ عَبْيِيدُ اللَّهِ الْخُوَلَانِيُّ الَّذِي كَانَ فِي حَجَرٍ مِنْ مَيْمُونَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ - حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَذَحَّلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْنَا فِيهِ صُورَةً)). قَالَ بُشَّرٌ: لَفَرَضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، فَعَدَنَاهُ، فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بُشَّرٌ فِيهِ تَصَاوِيرٌ، فَقُلْتُ لِعَبْيِيدِ اللَّهِ الْخُوَلَانِيِّ: أَلَمْ يَحْدَثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: ((لَا رَقْمٌ فِي نَوْبٍ)). أَلَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: لَا. قَالَ: بَلَى

فَذَكْرٌ.

کہ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ فرشتے امور معاصری سے نفرت کرتے ہیں۔ جاندار کی تصویر بنا بھی عند اللہ محضیت ہے۔ اس لئے جس گھر میں ایسی تصویر ہوا اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، وہ گھر رحمت الٰہی سے محروم ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی میں جو کچھ وارد ہوا وہ برحق ہے۔ اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔ فرشتے رو جانی خالق ہیں۔ وہ جیسے ہیں ایسے ہی ان کے کارنامے بھی ہیں۔ حضرت زید بن خالد کے گھر میں پردے کے کپڑے پر غیر جاندار کی تصویریں تھیں جو اس حکم سے منع ہیں۔

(۳۲۲۷) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عمرو نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ بھی کرم ملک بن میثا سے جبرائل ملک اللہ نے آنے کا وعدہ کیا تھا لیکن نہیں آئے) پھر جب آئے تو آں حضرت ملک بن میثا نے ان سے وجہ پوچھی، انہوں نے کما کہ ہم کسی بھی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کاتامو جو دہ ہو۔

حدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَبِيهِ قَالَ: ((وَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ قَالَ: إِنَّ لَا نَذْخُلُ بَيْتَنَا فِيهِ صُورَةً وَلَا كَلْبًا)).  
[طرفة في: ۵۹۶۰].

جو کئے غافلتوں کے لئے پالے جائیں وہ اس حکم سے مستثنی ہیں، جیسا کہ دیگر روایات میں واضح موجود ہے۔ روایت میں ایک راوی کا نام عمرو نقل ہوا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ صحیح نہیں میں عمر ہے جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر کے بیٹے ہیں اور یہی درست ہے۔ (۳۲۲۸) ہم سے اسماعیل بن اور لیں نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے کسی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب (نماز میں) امام کے کہ سمع اللہ لمن حمدہ تو تم کہا کرو، اللہم ربنا لک الحمد، کیونکہ جس کا ذکر ملائکہ کے ساتھ موافق ہو جاتا ہے اس کے پچھے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ سَمَّيٍّ عَنْ أَبِيهِ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، فَقَالُوا: اللَّهُمَّ رَبِّنَا لَكَ الْحَمْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ وَأَفَقَ قَوْلُهُ قَوْلَنَ الْمَلَائِكَةِ غَيْرَ لَهُ مَا تَقَدَّمُ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ۷۹۶]

امام کے ساتھ مقتدی کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا پھر اللہم ربنا لک الحمد پڑھنا یا امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد مقتدی کا خالی ربنا لک الحمد کہنا ہر دو امور جائز ہیں۔ تفصیل پیچے ذکور ہو جگہ ہے۔

(۳۲۲۹) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کما ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، ان سے میرے باپ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی عمرو نے اور ان سے ابو ہریرہ محدث نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی شخص نماز کی وجہ سے جب تک

کسی ٹھرار ہے گا اس کا یہ سارا وقت نماز میں شمار ہو گا اور ملائکہ اس کے لئے یہ دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اس کی مغفرت فرم، اور اس پر اپنی رحمت نازل کر (اس وقت تک) جب تک وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے اٹھنے جائے یا پات نہ کرے۔

النبی ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيْلَ صَلَاةً مَا دَامَتِ الصَّلَاةُ تَحْبِسُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ تَقُولُ: الَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ، مَا لَمْ يَقُمْ مِنْ صَلَاةٍ إِلَّا وُجِدَتْ)). [راجح: ۱۷۶]

اس سے فرشتوں کا ایک دعائیں کرنا ثابت ہوا۔

٣٢٣٠ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَطَاءِ عَنْ صَفَوَانَ بْنِ يَعْلَى عَنْ أَيْمَنِهِ قَالَ: ((سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمُبَشِّرِ: 『وَنَادَوْا سَيِّدَهُ』 قَالَ سُفِيَّانُ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ: وَنَادَوْا يَا مَالِ)).

[طرفاہ فی: ۴۸۱۹، ۳۲۶۶].

ہے 『ونادوا ياماں』

**لَئِنْجَحَ** پوری آیت یوں ہے 『وَنَادَ زَبَّاكَ لِيَقْضِ عَلَيْكَ رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مُتَجَنِّّنُونَ』 (الزخرف: ۷۷) یعنی "دوزنی داروغہ" دوزنی مالک کو پکاریں گے کہ اپنے رب سے کو کہ وہ ہم کو موت دیے وہ جواب دے گا کہ تم مرنے والے نہیں ہو، بلکہ سب بیشہ اسی عذاب میں جلا رہو گے۔ اس سے بھی فرشتوں کا وجود اور ان کا مختلف خدمات پر مأمور ہوتا ثابت ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لفظ ونادوا یاماں یا مال کا مالک کا مخفف ہے۔ مطلب ہر دو کا ایک ہی ہے کہ دوزنی دوزنی کے داروغہ مالک کو پکاریں گے۔ اس سے بھی فرشتوں کا وجود ثابت ہوا۔

٣٢٣١) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن وہب نے خردی، کما کہ مجھے یوں نے خردی، ان سے این شباب نے کہا، ان سے عروہ نے کہا اور ان سے نبی کرم شہیل کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے نبی کرم شہیل سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن احمد کے دن سے بھی زیادہ سخت گذر رہے؟ آپ نے اس پر فرمایا کہ تمہاری قوم (تریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا یہ وہ موقع تھا جب میں نے (طاائف کے سردار) کنانہ ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔

٣٢٣١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَزْوَةُ: أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَوَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَاهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِنَبِيِّهِ: هَلْ أَنِّي عَلَيْكَ يَوْمَ كَانَ أَشَدُّ مِنْ يَوْمِ أَحَدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقْبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى أَبْنِ عَبْدِ

لیکن اس نے (اسلام کو قول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ پھر جب میں قرن الشعلاب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا، میں نے اپنا سراہمیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت جبریل ﷺ اس میں موجود ہیں، انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے روکیا ہے وہ بھی سن چکا۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد ﷺ! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی، آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائے گی۔

لیل بن عبد کَلَلِ فَلَمْ يُحِنِّي إِلَى مَا أَرَدَتْ، فَانْطَلَقَتْ。 وَأَنَا مَهْمُومٌ، عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِنْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الْعَالَمِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةِ قَدْ أَظْلَتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِنِينِ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اللَّهُ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِن شِئْتَ أَنْ أَطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ)۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مِنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشَرِّكُ بِهِ شَيْئًا)). [طرفة في : ۷۳۸۹].

**لشیخ** یہ طائف کا مشور واقعہ ہے جب آنحضرت ﷺ اپنے شیخ چاہیابو طالب کے انتقال کے بعد بعرض تبلیغ اسلام طائف تشریف لے گئے تھے، آپ نے وہاں کے سرداروں کو خصوصیت کے ساتھ اسلام کی دعوت دی، مگر وہ لوگ بد تمیزی سے پیش آئے اور آپ کے پیچھے اباش لڑکوں کو لگادیا جن کی حرکات سے آپ کو سخت تکلیف کا حامدا ہوا، مگر ان حالات میں بھی آپ نے ان پر عذاب پسند نہیں فرمایا بلکہ ان کی بہادستی کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو لاکر اس سے بھی فرشتوں کا وجد و ثابت فرمایا۔ اخشین سے مراد کہ کے دو مشور پہاڑ جبل ابو قبیس اور جبل قیمعان مراد ہیں۔

لظ عقبہ جو روایت میں آیا ہے یہ طائف کی طرف ایک گھلائی کا نام ہے۔ طائف کی طرف آپؐ شوال مانوبی میں تشریف لے گئے تھے۔ پہلے وہاں کے لوگوں نے خود آپؐ کو بلا بھیجا تھا بعد میں وہ مختلف ہو گئے اور انہوں نے آپؐ پر پھرمارے، ایک پھر آپؐ کی ایڑی میں لگا اور آپ زخمی ہو گئے۔ اس تدرستانے کے باوجود آپؐ ملکیت نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ملکیت۔

۲۲۲- حدثنا فَيْيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَبَةَ بْنَ سَعِيدَ فِي بَيَانِ كَيْا، كَمَا هُمْ نَسَبُوا عَوَانَةَ بْنَ سَعِيدَ بْنَ قَتَبَةَ بْنَ أَبِي سَعِيدٍ الْشَّيْبَانِيَّ فَقَالَ: سَأَلْتُ زَرْ بْنَ حُبَيْشَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسِينَ أَوْ أَذَنَّ، فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾ [النجم: ۹]

حضرت مسیح بن یحیٰ نے جبریل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا، تو ان کے چہ سوبازو تھے۔

قالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ مَسْعُودٍ أَنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سُمَيَّةٌ جَنَاحٌ.

[طرفہ فی: ۴۸۵۶، ۴۸۵۷].

(۳۲۳۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ بن علی نے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) (لقد رای من ایات رہی الکبری) کے متعلق بتایا کہ آں حضرت مسیح بن یحیٰ نے ایک بزر رنگ کا بچھونا دیکھا تھا جو آسمان میں سارے کناروں کو گھیرے ہوئے تھا۔

۳۲۳۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكَبْرَى) قَالَ: ((رَأَى رَفِيقًا أَخْضَرَ سَدًّا فَقَنَ السَّمَاءَ)).

[طرفہ فی: ۴۸۵۸].

اس پر حضرت جبریل علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے یا ان کے پر تھے۔

(۳۲۳۴) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ الفصاری نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، کہا ہم کو قاسم نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد مسیح بن یحیٰ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے بڑی جھوٹی بات زبان سے نکالی، لیکن آپ نے جبریل علیہ السلام کو (معراج کی رات میں) ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا۔ ان کے وجود نے آسمان کا کنارہ ڈھانپ لیا تھا۔

۳۲۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ أَبْنِ عَوْنَ قَالَ أَبْنَانَا الْفَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَغْظَمَ، وَلَكِنْ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ وَخَلْقِهِ سَادًّا مَا بَيْنَ الْأَقْفَيْ)).

[اطرافہ فی : ۳۲۳۵، ۴۶۱۲، ۴۸۵۵، ۷۳۸۰].

(۳۲۳۵) مجھ سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن الاشوع نے، ان سے شبی نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا (ان کے اس کہنے پر کہ آنحضرت مسیح بن یحیٰ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں تھا) پھر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ( ثم دنی فتدی فکان قاب قوسین ارادتی ) کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آیت تو جبریل علیہ السلام کے پارے میں ہے، وہ انسانی شکل میں آنحضرت مسیح بن یحیٰ کے پاس آیا کرتے

۳۲۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْوَا أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَيْدَةَ عَنْ أَبْنِ الْأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: ((فَلَمَّا لَعَزَّتِ رَعْشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَأَنْبَأَ قَوْلَهُ: هُنْمَ دَنَ فَدَلَّ، فَكَانَ قَابَ قَوْسِينَ أَوْ أَذَنَ))؟ قَالَتْ: ذَاكَ جِبْرِيلُ سَكَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرُّجُلِ، وَإِنَّمَا أَتَاهُ هَذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ

تھے اور اس مرتبہ اپنی اس شکل میں آئے تھے جو اصلی تھی اور انہوں نے تمام آسمان کے کناروں کو ڈھانپ لیا تھا۔

انہی هی صورت، فسَدُ الْأَفْقَنَ)).

[راجع: ۳۲۳۴]

**تشییع** شب محرّاج میں آنحضرت ﷺ نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں، اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ کا خیال یہ ہے کہ آپ نے اللہ پاک کو نہیں دیکھا۔ برعکمال آیت مذکورہ کے بارے میں حضرت عائشہؓ بنی ہنفیہ نے ان لوگوں کا روکیا جو اس سے آپ کا دیدارِ الٰہی ثابت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ آیت میں جس کی قربت کا ذکر ہے۔ اس سے حضرت جبریل ﷺ میلانہ مراد ہیں۔ و قال النبوي الراجح المختار عند اکثر العلماء انه راه ببصره والله اعلم والتوقف فيها للعدم الدلائل الواضحة على احمد الجانين خير۔ یعنی امام نوویؓ نے کما کہ اکثر علماء کے نزدیک یہی برائج ہے کہ آپؐ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا چونکہ کسی خیال کی تائید میں واضح دلائل نہیں ہیں، اس لیے اس مسئلہ میں خاموش رہنا بترا ہے۔

(۳۲۳۶) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جرینے بیان کیا، ان سے ابو رجاء نے بیان کیا، ان سے سمرہ بن جنڈبؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے آج رات (خواب میں) دیکھا کہ دو شخص میرے پاس آئے۔ ان دونوں نے مجھے پتا یا کہ وہ جو آگ جلا رہا ہے۔ وہ جہنم کا داروغہ مالک نبی فرشتہ ہے۔ میں جبریل ہوں اور یہ میکاٹل ہیں۔

(۳۲۳۶) - حدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا حَرْيَنْهُ  
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رِجَاءَ عَنْ سَمْرَةَ قَالَ : قَالَ  
الَّبِيْعِيْهُ : ((رَأَيْتَ الْلَّيْلَةَ رَجْلَيْنِ أَتَيْانِي  
قَالَ : الَّذِيْنِ يُوقَدُ النَّارُ مَالِكُ خَازِنُ النَّارِ،  
وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهَذَا مِنْكَائِلُ)).

[راجع: ۸۴۵]

یہ ایک طویل حدیث کا مکمل ہے جو پارہ نمبر چھ میں گذر چکی ہے۔ یہاں اس سے فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے۔

(۳۲۳۷) ہم سے مسدود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اعشش نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا، ان سے اعشش نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرداں پر غصہ ہو کر سو گیا تو صحیح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اس روایت کی متابعت، ابو حمزہؓ ابن داؤد اور ابو معاویہؓ نے اعشش کے واسطے سے کی ہے۔

(۳۲۳۷) - حدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قَالَ أَبُو  
عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ : ((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ  
إِلَى فِرَاشِهِ فَلَمَّا تَرَكَهُ دَعَاهُ اللَّهُ عَزَّ ذَلِيقَهُ  
لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُضْبَحَ)). تابعہ شعبۃ  
وَأَبُو حَمْزَةَ وَابْنُ دَاؤُدَ وَأَبُو مَعَاوِيَةَ عَنْ  
الْأَعْمَشِ۔ [طرفاہ فی: ۵۱۹۳، ۵۱۹۴] .

**تشییع** ابو عوانہ کے ساتھ اس حدیث کو شعبہ اور ابو حمزہ اور عبد اللہ بن داؤد اور ابو معاویہؓ نے بھی اعشش سے روایت کیا ہے۔ شعبہ کی روایت خود مؤلف نے کتاب النکاح میں وصل کی ہے اور ابو حمزہ کی روایت موصولة نہیں ملی اور ابن داؤد کی روایت مسدود نے اپنی بڑی مسدود میں وصل کی اور ابو معاویہ کی روایت امام مسلم اور نسائیؓ نے موصولة نکالی ہے۔

اس حدیث کو یہاں لانے سے فرشتوں کا وجود ثابت کرنا مقصود ہے کہ وہ ایسی نافرمان عورت پر خدا کے حکم سے رات بھر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مرد کی اطاعت عورت کے لئے کتنی ضروری ہے۔ مرد کی خواہش کی قدرتہ کرنا عورت

کے لئے بد نجتی کا سبب بن سکتا ہے۔ عورت کی زینت یہی ہے کہ بچے سے اس کی گود بھرپور ہو اور بچہ کے لئے مرد سے ملاب ضروری تھا جس کے لئے عورت نے انکار کر دیا۔ ممکن ہے اسی ملاب میں اس کو اولاد کی نعمت حاصل ہو جاتی، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مصالح ہیں جن کی بنا پر عورت کے لئے مرد کی اطاعت ضروری ہے۔ عدم اطاعت کی صورت میں بہت سے فضادات پیدا ہو سکتے ہیں۔

(۳۲۳۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو لیٹ نے خردی، کما کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا کہ میں نے ابو سلمہ سے نہ انسوں نے بیان کیا کہ مجھے جابر بن عبد اللہ بن عباس نے خردی اور انسوں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ، آپ نے فرمایا تھا کہ (پسلے غار حراء میں جو حضرت جبریل ﷺ مجھ کو سورہ اقراء پڑھا کر گئے تھے اس کے بعد) مجھ پر وہی کا نزول (تین سال) بند رہا۔ ایک بار میں کہیں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان میں سے ایک آواز سنی اور نظر آسمان کی طرف اٹھائی، میں نے دیکھا کہ وہی فرشتہ جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا (یعنی حضرت جبریل ﷺ) آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں انہیں دیکھ کر اتنا ذرگیا کہ زمین پر گر پڑا۔ پھر میں اپنے گھر آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کچھ اڑھادو، مجھے کچھ اڑھادو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (یا ایها المدثر) اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاهجر" تک۔ ابو سلمہ نے کما کہ آیت میں الرجز سے بت مراد ہیں۔

اسلام میں بت پرستی ایک گند اعلیٰ ہے۔ اسی لئے بت پرستوں کو (إثنا عشر مئون تسعين) (التوبہ: ۲۸) کہا گیا ہے کہ شرک کرنے والے گندے ہیں۔ وہ بتوں کے پچاری ہوں یا قبروں کے ہر دو کا عند اللہ ایک ہی درجہ ہے۔

(۳۲۳۹) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے غلیفة بن خیاط نے بیان کیا کہا ہم سے زید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن عربہ نے، ان سے قادہ نے، ان سے ابو الحالیہ نے اور ان سے تمہارے نبی کے پچازاد بھائی عبد اللہ بن عباس ہیئت نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شبِ معراج میں میں نے موئی ﷺ کو دیکھا تھا۔ گندی رنگ، قد لمبا اور بال گھنگھریا لے تھے، ایسے لکتے تھے جیسے قبیلہ شنوہ کا کوئی شخص ہو اور

۳۲۳۸ - حدَّثَنَا عبدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا الْيَتْمَىٰ قَالَ حَدَّثَنِي عَفِيلٌ عَنْ أَبِيهِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((ثُمَّ فَتَرَ عَنِ الْوَحْيِ فَتَرَأَ، فَبَيْنَا آنَا أَمْشَى سَمِعْتَ صَوْتاً مِّنَ السَّمَاءِ، فَرَفَقْتُ بَصَرِي قَبْلَ السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الْأَدِيمُ جَاءَنِي بِحِرَاءَةٍ قَاعِدٍ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَجَبَّسْتُ مِنْهُ حَتَّىٰ هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَجَنَّتُ أَهْلِي فَقَلَّتْ: زَمْلُونِي زَمْلُونِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ((لَا أَيْهَا الْمُدْتَرُ)) إِلَى قَوْلِهِ: ((وَالرُّجْزُ فَاهْجِرْهُ)). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَالرُّجْزُ الْأُوْنَانُ)). [راجع: ۴]

حدَّثَنَا عَنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةَ عَنْ قَاتِدَةَ: وَقَالَ لِي خَلِيفَةً : قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرَيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدَ بْنَ قَاتِدَةَ عَنْ أَبِيهِ الْفَالِيَّةِ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ - يَعْنِي أَبِيهِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَأَيْتُ لَيْلَةَ أَسْرِيَ بِي مُوسَى رَجَلًا آدَمَ طَوَالًا جَعَدًا كَانَهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَةَ،

میں نے عیسیٰ ﷺ کو بھی دیکھا تھا۔ در میانہ قد، میانہ جنم، رنگ سرفی اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنٹریا لے نہیں تھے) اور میں نے جنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی، مجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دکھائی تھیں (سورہ سجدہ میں اسی کا ذکر ہے کہ) پس (اے نبی!) ان سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی قسم کا شک و شبہ نہ کریں، یعنی موسیٰ ﷺ سے ملنے میں۔ انس اور ابو بکرؓؑ نے نبی کریم ﷺ سے یوں بیان کیا کہ جب دجال نکلے گا تو فرشتے دجال سے مدینہ کی حفاظت کریں گے۔

ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاری نے کتاب الحج اور کتاب الفتن میں روایت کیا ہے۔

## بَابُ جَنْتٍ كَامِيَانَ أَوْ رِيَاهُ بَيَانَ كَهْ جَنْتٌ پَيْدا هُوَ حَكْلٌ هُوَ وَأَنَّهَا مَحْلُوقَةٌ

اسی طرح دوزخ دونوں موجود ہیں، جملہ الہ سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں۔ ای موجودہ الان و اشارہ بذالک الی الرد علی من زعم من المعتزلة انها لا توحد الا يوم القيمة وقد ذكر البخاری في الباب روایات كثيرة دالة على ما ترجم به فمنها ما يتعلّق بكونها موجودة الان و منها ما يتعلّق بصفتها و اصرح مما ذكره في ذالك ما اخرجه احمد و ابو داود بأسناد قوى عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لما خلق الله الجنّه قال لجبريل اذهب فانظر اليها ..... الحديث (فتح البارى)

یعنی جنت اب موجود ہے اور اس میں معزّلہ کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ جنت قیامت ہی کے دن پیدا ہو گی۔ مصنف نے یہاں کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ جن سے جنت کا وجود ثابت ہوتا ہے اور بعض احادیث جنت کی صفات سے متعلق ہیں اور اس بارے میں زیادہ صریح وہ حدیث ہے جس کو احمد اور ابو داود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب اللہ پاک نے جنت کو پیدا کیا تو حضرت جبریل ملائکت سے فرمایا کہ جاؤ اور جنت کو دیکھو۔

ابوالعلیٰ نے کہا (سورہ بقرہ میں) جو لفظ ازواج مطہرہ آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جنت کی حوریں حیض اور پیشاب اور تھوک اور سب گندگیوں سے پاک صاف ہوں گی اور جنوبیہ آیا ہے کلم ارزقو امنہا من ثمرۃ رزقا آخر آیت تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے پاس ایک میوه لایا جائے گا پھر دوسرا میوه تو جنتی کیسی گے یہ تو وہی میوه ہے جو ہم کو پسلے مل چکا ہے۔ متشابھا کے معنی صورت اور رنگ میں مٹے جلے ہوں گے لیکن مزے میں جدا جدا ہوں گے (سورہ حلقہ میں) جو لفظ قطوفہ اہانیہ آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بہشت کے میوے ایسے نزدیک ہوں گے کہ بہشت

وَرَأَيْتَ عِيسَى رَجُلًا مَرْتَبَعًا، مَرْتَبَعًا  
الْخَلْقِ إِلَى الْخُمْرَةِ وَالْأَيْاضِ، سَبَطَ  
الرَّأْسِ، وَرَأَيْتَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ،  
وَالْدُّجَانَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَرَاهُنَّ اللَّهَ إِيَاهُ،  
فَلَا تَكُنْ فِي مَرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ، قَالَ أَنَّ  
وَأَبُوبَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: تَخْرُسُ الْمَلَائِكَةُ  
الْمَدِينَةَ مِنَ الدُّجَانِ)).  
[طرفة فی : ۳۳۹۶]

ان دونوں روایتوں کو خود امام بخاری نے کتاب الحج اور کتاب الفتن میں روایت کیا ہے۔

## بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الْجَنَّةِ

وَأَنَّهَا مَحْلُوقَةٌ

قال أبو الغاليه: **هُمْطَهْرَةٌ**: مِنَ الْحَيْضِ وَالنُّولِ وَالنَّزَاقِ. **كُلُّمَا رُزِقُوا هُنَّ**: أَنُوا بِشَنِيءٍ، ثُمَّ أَنُوا بِآخَرٍ. **فَأَلَوْا هَذَا الَّذِي رُزِقُنا مِنْ قَبْلِهِ**: أَوْتَيْنَا مِنْ قَبْلِهِ. **هُوَ أَنُوا بِهِ مُشَابِهٌ**: يُشَبَّهُ بِغَضْبٍ بَعْضًا وَيَخْتَلِفُ فِي الطَّعُومِ. **فَطُرُفَهُمْ**: يَقْطَفُونَ كَيْفَ شَأْوُا **هَذَا**: قَرِيبَةً. **هُوَ أَرَانِكُمْ**: السُّرُرُ. وَقَالَ الْحَسَنُ: النَّزَرَةُ لِي

لوگ کھڑے بیٹھے جس طرح چاپیں ان کو تو زکیں گے۔ دانیہ کا معنی نزدیک کے ہیں، آزادی کے سینے تخت کے ہیں، امام حسن بصری نے کہا لفظ نصرۃ منہ کی تازگی کو اور لفظ سروردل کی خوشی کو کہتے ہیں۔ اور مجاهد نے کہا سلسیلا کے معنی تیز بنے والی اور لفظ غول کے معنی پیٹ کے درد کے ہیں۔ ینزفون کے معنی یہ کہ ان کی عقل میں فتور نہیں آئے گا (جیسا کہ دنیاوی شراب سے آ جاتا ہے) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا (سورہ نبایم) جو دھماقہ لفظ آیا ہے اس کے معنی باب بھرے ہوئے کے ہیں۔ لفظ کواکب کے معنی پستان اٹھے ہوئے کے ہیں۔ لفظ رحیق کے معنی جنت کی شراب، تسنیم وہ عرق جو بھیوں کی شراب کے اوپر ڈالا جائے گا۔ بہتی اس کو پیس گے۔ اور لفظ ختم (سورہ مطہفین میں) کے معنی مرکی مٹی (جس سے دہاک کی شراب کی بو تلوں پر مر گلی ہوئی ہوگی) نصاحتان (سورہ رحمٰن میں) دوجوش مارتے ہوئے چشے، لفظ موضعنة (سورہ واقعہ میں) کا معنی جڑا بنا ہوا، اسی سے لفظ وضین النافع نکلا ہے۔ یعنی اونٹنی کی جھوول وہ بھی نہیں ہوتی ہے اور لفظ کوب کا معنی جس کی جمع اکواب (سورہ واقعہ میں) ہے، کوزہ جس میں نہ کان ہونے کنڈا اور لفظ اباریق ابریق کی جمع وہ کوزہ جو کان اور کنڈہ رکھتا ہو۔ اور لفظ عربا (سورہ واقعہ میں) عربوں کی جمع ہے جیسے صبور کی جمع صبر آتی ہے۔ کہ دالے عربوں کو عربۃ اور مدینہ دالے غنمہ اور عراق دالے مٹھہ کہتے ہیں۔ ان سب سے وہ عورت مراد ہے جو اپنے خاوند کی عاشق ہو۔ اور مجاهد نے کہا لفظ روح (سورہ واقعہ میں ہے) کا معنی بہشت اور فراخی رزق کے ہیں۔ ریحان کا معنی (جو اسی سورہ میں ہے) رزق کے ہیں اور لفظ منضود (سورہ واقعہ) کا معنی کیلے کے ہیں۔ مخصوصہ وہ بیر جس میں کائنات ہو میوے کے بوجھ سے جھکا ہوا ہے بعض لوگ کہتے ہیں لفظ عرب (جو سورہ واقعہ میں ہے) اس کے معنی وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کی محبوبہ ہوں، مسکوب کا معنی (جو اسی سورہ میں ہے) بہتا ہوا پانی۔ اور لفظ فرش مرفوعہ (سورہ واقعہ) کا معنی کچھونے اونچے یعنی اوپر تلے بچھے ہوئے۔ لفظ لغو اجواہی سورہ میں ہے۔ اس کے معنی غلط جھوٹ کے ہیں۔ لفظ تائیما

الْوُجُوهُ، وَالسُّرُورُ فِي الْقُلُوبِ۔ وَقَالَ  
مُجَاهِدٌ: ﴿سَلَسِيلًا﴾: حَدِيدَةُ الْجَرِيَةِ.  
﴿غَوْل﴾: وَجْهُ الْبَطْنِ. ﴿يَنْزُفُونَ﴾: لَا  
تَذَهَّبُ عَوْلُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :  
﴿دِهَاقَةً﴾: مُمْتَلِأً. ﴿كَوَاعِبَ﴾: نَوَاهِدَ.  
﴿الرَّحِيق﴾: الْحَمْرَ. ﴿الْتَّسْنِيمَ﴾: يَعْلُو  
شَرَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. ﴿خَتَامَهُ﴾: طِينَهُ.  
﴿مِسْكَ﴾. ﴿نَصَاحَتَانَ﴾: فِيَاضَتَانَ.  
يَقَالُ: ﴿مَوْضُونَةً﴾: مَنْسُوجَةٌ. مِنْهُ  
((وَضِينُ النَّاقَةِ)). وَ((الْكَوْبُ)) مَا لَا أَذْنَ  
لَهُ وَلَا غُرْوَةٌ. وَ((الْأَبَارِيقُ)) ذَوَاتُ  
الْآذَانِ وَالْعَرَاءُ. غَرَبَاءٌ. مَثْقَلَةٌ. وَاحِدَهَا  
عَرُوبَةٌ، مِثْلٌ صُورَ وَصَبَرٌ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ  
مَكَّةَ ((الْعَرَبَةِ)) وَأَهْلُ الْمَدِينَةَ ((الْفَجَةِ))  
وَأَهْلُ الْعِرَاقِ ((الشَّكْلَةِ)). وَقَالَ مجَاهِدٌ:  
﴿رَوْحٌ﴾: جَنَّةٌ وَرَخَاءٌ. وَ((الرَّيْحَانَ))  
الرَّزْقُ. وَ((الْمَنْضُودَ)) المَوْزُ.  
وَ((الْمَخْضُودَ)) المُؤْفَرُ حَمْلًا، وَيَقَالُ  
أَيْضًا: لَا شُوكَ لَهُ، وَالْغَرْبُ: الْمُحَبَّاتُ  
إِلَى أَرْوَاحِهِنَّ. وَيَقَالُ: ﴿مَسْكُوبٌ﴾:  
جَارٌ. وَ((فَرْشٌ مَرْفُوعَةٌ)): بَعْضُهَا فَوْقَ  
بَعْضٍ. ﴿لَغْوَاهٌ﴾: باطِلًا: ﴿تَأْثِيمًا﴾:  
كَذَبَا. ﴿أَفْدَانٌ﴾: أَغْصَانٌ. وَ((جَنَّى  
الْجَنَّتَيْنِ دَانٌ)) ما يُجْتَسِي قَرِيبٌ.  
﴿مَذْهَاهَتَانٌ﴾: سَوْدَاوَانٌ مِنَ الْوَيْ.  
)

جو اسی سورۃ میں ہے اس کا معنی بھی جھوٹ کے ہیں۔ لفظ افنان جو سورۃ رحمٰن میں ہے۔ اس کے معنی شانصیں ڈالیاں اور وجہ الجنین دان کا معنی بہت تازگی اور شادابی کی وجہ سے وہ کالے ہو رہے ہوں گے۔

محمدؐ عظیم حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں ان اکثر الفاظ کے معانی و مطالب بیان کردیے جو جنت کی تعریف میں قرآن مجید میں مستعمل ہوئے ہیں۔ اللہ پاک لکھنے والے اور پڑھنے والوں کو جنت کی یہ جملہ نعمتیں عطا کرے۔ آمین۔

(۳۲۴۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص مرتا ہے تو (روزانہ) صبح و شام دونوں وقت اس کا ٹھکانا (جہاں وہ آخرت میں رہے گا) اسے دکھلایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت میں اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ میں۔

حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثِّ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَمْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَإِنَّهُ يُعَرَّضُ عَلَيْهِ مَقْعَدَهُ بِالْغَدَّةِ وَالْعُشَّىِ، فَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ)).

(رجوع: ۱۳۷۶)

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت و دوزخ اس وقت موجود ہیں اور وہ ان کے اہل کو روزانہ دکھلانی جاتی ہیں، پورا دخول قیامت کے دن ہو گا۔

(۳۲۴۱) ہم سے ابوالوید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا اور ان سے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ بھی کرم شلیل نے فرمایا، میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی غریبوں کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں زیادتی عورتوں کی نظر آئی۔

حدَّثَنَا أَبُو الْوَيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَمُ بْنُ زَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ عُمَرَانَ بْنَ حَصِينٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفَقَرَاءِ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النَّسَاءِ)).

(اطماعہ فی: ۱۵۱۹۸، ۶۴۴۹، ۶۵۴۶)

جنت میں غریبوں سے مودہ، قعہ سنت غریب لوگ مراد ہیں جو دیدار اغیاء سے کتنے ہی برس پلے جنت میں داخل کر دیے جائیں گے اور دوزخ میں زیادہ عورتیں نظر آئیں، جو ناشکری اور لعن طعن کرنے والی آئیں میں حد اور بعض رکنے والی ہوتی ہیں۔

(۳۲۴۲) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن میب نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ

بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطابؓ کا محل ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے فوراً لوٹ آیا۔ یہ سن کر عمرؓ روئیے اور کہنے لگے، یا رسول اللہ؟ کیا میں آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا؟

آن آبا ہر قبرۃ رضی اللہ عنہ فَالْآنَ بَيْنَنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللہِ ۖ إِذْ قَالَ : ((بَيْنَنَا آنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَلَمَّا أَمْرَأَهُ تَوَضَّأَ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقَلَّتْ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرَنَتْ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّتْ مُذْنِبًا. فَتَكَبَّ عُمَرُ وَقَالَ: أَعْلَمُكَ أَغَارَ يَا رَسُولَ اللہِ)).

[اطرافہ فی : ۳۶۸۰، ۵۲۲۷، ۷۰۲۳]

. [۷۰۲۵]

**لَشَبَّرْجَمْ** ان جملہ احادیث کو یہاں لانے سے حضرت امام کا مقصود جنت اور اس کی نعمتوں کا ثابت کرنا ہے نیز یہ بھی کہ جنت مخفی کوئی خواب و خیال کی چیز نہیں ہے بلکہ وہ ایک ثابت اور برحق چیز ہے جس کو اللہ پاک پیدا کر کچکا ہے اور اس کی ساری مذکورہ نعمتوں اپنا وجود رکھتی ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت امام نے ان مختلف نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے جنت کے مختلف کوائف پر استدلال فرمایا ہے۔ جو لوگ مسلمان ہونے کے باوجود جنت کے بارے میں کسی شیطانی و سوسے میں گرفتار ہوں، ان کو فوراً تو بہ کر کے اللہ اور رسول کی فرمودہ باہوں پر ایمان و یقین رکھنا چاہیے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بہشت موجود ہے، پیدا ہو چکی ہے۔ وہاں ہر ایک جنتی کے مکانات اور سامان وغیرہ سب تیار ہیں۔

حضرت عمرؓ کا قطعی جنتی ہوتا بھی اس حدیث سے اور بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوا۔ حضرت عمرؓ خوشی کے مارے رو دیئے اور یہ جو کما کہ کیا میں آپ پر غیرت کروں گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو میرے بزرگ ہیں۔ میرے مربی ہیں۔ میری بیویاں سب آپ کی لونڈیاں ہیں۔ غیرت تو برابر والے سے ہوتی ہے نہ کہ مالک اور مربی سے۔

(۳۲۳۳) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو عمران جونی سے سن، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس اشعری نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، (جنہیوں کا) خیہ کیا ہے؛ ایک موقعی ہے خود ارجس کی بلندی اور پر کو تمیں میل تک ہے۔ اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہو گئے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے۔

ابو عبد الصمد اور حارث بن عبید نے ابو عمران سے (ہجاءے تیس میل کے) سائبھ میل بیان کیا۔

۳۲۴۳ - حَدَّثَنَا حَاجَاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُمَرَ الْجُونِيَّ يَحْدُثُ عَنْ أَبِيهِ بَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ۖ قَالَ: ((الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مَجْوَفَةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ أَهْلَ لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُونَ)).

قَالَ أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ وَالْحَارِثُ بْنُ عَبْيَدٍ عَنْ أَبِيهِ عُمَرَانَ: ((سِتُونَ مِيلًا)).

[طرفة فی : ۴۸۷۹]

(۳۲۳۴) ہم سے حیدری نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کما ہم سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں، جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کافوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا بھی خیال گزرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو، ”پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔“

٤- حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((قال الله: أ Gundat لعبادتي الصالحين ما لا عين رأت، ولا أذن سمعت، ولا بصر على قلببشر. فأفرووا إن شتم: هـ فلا تعلم نفس ما أخفى لهم من فرة أعين)).

[اطرافہ فی : ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ۷۴۹۸]

یہ آیت سورہ الہم سجدہ میں ہے۔ قیامت کے دن یہ ایمان والوں کے اعمال صالح کا بدلہ ہو گا جو بالضرور ان کو طے گا۔  
 (۳۲۳۵) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کما ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، کما ہم کو معمتنے خبر دی، انہیں ہام بن منبہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چرے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے۔ نہ اس میں تھوکیں گے نہ ان کی ناک سے کوئی آلاش آئے گی اور نہ پیشاب پاخانہ کریں گے۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے۔ لکھے سونے چاندی کے ہوں گے۔ انگلیشیوں کا ایندھن عود کا ہو گا۔ پسینہ مشک جیسا خوبصورت ہو گا اور ہر شخص کی دو یوں ہوں گی۔ جن کا حص انیا ہو گا کہ پنڈیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا۔ نہ جنتیوں میں آپس میں کوئی اختلاف ہو گا اور نہ بغرض و عناد، ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صحیح و شام اللہ پاک کی تسبیح و تہلیل میں مشغول رہا کریں گے۔

٥- حدثنا محمد بن مقاتل قال أخبرنا عبد الله قال أخبرنا معمراً عن همام بن منبه عن أبي هريرة رضي الله عنه قوله: ((أول زمرة تليج الجنة صورتهم على صورة القمر ليلة البدار، لا يتصدون فيها ولا يمتحطون ولا يتغوطون. آيتهم فيها الذهب، أمشاطهم من الذهب والفضة، ومجاميرهم الألوة، ورشحهم المisk. ولكل واحد منهم زوجتان يرى مخ سوقةهما من وراء اللحم من الحسن. لا اختلاف بينهم ولا تباغض، قلوبهم قلب واحد، يسبحون الله بكره وعشيا)).

[اطرافہ فی : ۳۲۴۶، ۳۲۵۴، ۳۲۲۷]

٦- حدثنا أبو اليمان قال أخبرنا شعيب قال حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله

(۳۲۳۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے ابو الزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا، جنت میں داخل ہونے والے سب سے پہلے گروہ کے چھے ایسے روشن ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔ جو گروہ اس کے بعد داخل ہو گا ان کے چھے سب سے زیادہ چمک دار ستارے جیسے روشن ہوں گے۔ ان کے دل ایک ہوں گے کہ کوئی بھی اختلاف ان میں آپس میں نہ ہو گا اور نہ ایک دوسرے سے بغض و حسد ہو گا۔ ہر شخص کی دو یویاں ہوں گی، ان کی خوبصورتی ایسی ہو گی کہ ان کی پنڈیلوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دھماں دے گا۔ وہ صبح شام اللہ کی شیعج کرتے رہیں گے نہ ان کو کوئی بیماری ہو گی، نہ ان کی ناک میں کوئی آلاش آئے گی اور نہ تھوک آئے گا۔ ان کے برتن سونے اور چاندی کے اور لکھنے سونے کے ہوں گے اور ان کی انگلیشیوں کا ایندھن الہ کا ہو گا، ابوالیمان نے بیان کیا کہ الہ سے عودہمندی مراد ہے۔ اور ان کا پیغمبر مشک جیسا ہو گا۔ مجہد نے کہا کہ ابکار سے مراد اول فجر ہے۔ اور العشی سے مراد سورج کا اتنا ذہل جاتا کہ وہ غروب ہوتا نظر آنے لگے۔

الله ﷺ قَالَ: ((أَوْلُ زُمْرَةٍ تَذَخَّلُ الْجَنَّةُ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَالَّذِينَ عَلَى إِثْرِهِمْ كَأَشَدَّ كَوْكَبٍ إِضَاءَةً، قُلُوبُهُمْ عَلَى قُلُوبِ رِجْلٍ وَاحِدٍ، لَا اخْتِلَافٌ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضُ، لَكُلُّ امْرَءٍ مِنْهُمْ زَوْجٌ، كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرَى مَعَ سَاقِهَا مِنْ وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحَسْنِ، يُسْبِّحُونَ اللَّهَ بِكُرَّةِ وَعْشِيًّا، وَلَا يَسْقُمُونَ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ وَلَا يَنْصُقُونَ، أَتَيْتُهُمُ الْذَّهَبَ وَالْفَضَّةَ، وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ، وَقُوْدُ مَجَاهِرِهِمُ الْأَلْوَةُ - - قَالَ أَبُو الْيَمَانَ: يَعْنِي الْغَوْدَ - - وَرَشَحُهُمُ الْمُسْنَكُ). وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْإِنْكَارُ أَوْلُ الْفَجْرِ، وَالْعَشِيُّ مِيلُ الشَّمْسِ أَنْ تَغْرِبُ.

[راجع: ۳۲۴۵]

(۳۲۲۷) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے بیان کیا اور ان سے سل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) سات لاکھ کی ایک جماعت جنت میں ایک ہی وقت میں داخل ہوں گی اور ان سب کے چھے ایسے چمکیں گے جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

(۳۲۲۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد حنفی نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن محمد نے بیان کیا، ان سے شیابان نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سندس (ایک خاص قسم کا

۳۲۴۷ - حدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقْدَمِيُّ قَالَ حَدَثَنَا فَضَّلُّ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيَذْخُلُنَّ مِنْ أَمْتَيْ سَبْعِهِنَّ أَلْفًا - أَوْ سَبْعِمِائَةَ أَلْفَ - لَا يَذْخُلُ أَوْلَهُمْ حَتَّى يَذْخُلَ آخِرُهُمْ، وَجُوْهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)).

[طرفہ فی : ۶۵۴۳، ۶۵۵۴].

۳۲۴۸ - حدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَعْفِيُّ قَالَ حَدَثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ فَتَادَةَ قَالَ حَدَثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ

ریشم) کا ایک جبکہ تختہ میں پیش کیا گیا۔ آپ (مردوں کے لئے) ریشم کے استعمال سے پہلے ہی منع فرمائے چکے تھے۔ لوگوں نے اس جسے کوہت ہی پسند کیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہوں گے۔

(۳۲۴۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، انسوں نے کماہم سے بھیجیں بن سعید نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ مجھ سے ابواسحاق نے بیان کیا، کماکہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا پیش کیا گیا اس کی خوبصورتی اور زراکت نے لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر اور افضل ہیں۔

جَهَةُ سَنْدِسٍ، وَكَانَ يَنْهَا عَنِ الْخَرِبِ، فَعَجَبَ النَّاسُ مِنْهَا، فَقَالَ: ((وَالَّذِي نَفَسَ مُحَمَّدَ بِيدهُ، لِمَنَادِيلَ سَعْدَ بْنِ مَعَاذَ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنَ مِنْ هَذَا)). (راجع: [۲۶۱۵])

۳۲۴۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سَفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشُوَبٍ مِنْ خَرِبٍ، فَجَعَلُوا يَغْبَبُونَ مِنْ خَسْبِهِ وَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِمَنَادِيلَ سَعْدَ بْنِ مَعَاذَ فِي الْجَنَّةِ أَفْضَلٌ مِنْ هَذَا)).

أطراfe في : ۳۸۰۲ ، ۵۸۳۶ ، ۶۶۴۰ .

آنحضرت ﷺ کا اشارہ یہ تھا کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت ایک جنتی کے ناک منہ پوچھنے کے رومال سے زیادہ کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی۔

(۳۲۵۰) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انسوں نے کماہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سمل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے، سب سے بہتر ہے۔

(۳۲۵۱) ہم سے روح بن عبد المؤمن نے بیان کیا، کماہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کماہم سے سعید بن ابی عربہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کے سامنے میں ایک سوار سوال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

۳۲۵۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). (راجع: [۲۷۹۴])

۳۲۵۱ - حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ قَاتِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةً عَامٍ لَا يَقْطُفُهَا)).

سورہ واقعہ میں اللہ پاک نے جنت کے سامنے کے بارے میں فرمایا، «وَظَلَلَ مَنَدُوذٌ» (الواقعہ: ۳۰) یعنی وہاں درختوں کا سایہ دور

دراز تک پھیلا ہوا ہو گا۔ یا اللہ ہم سب اس کتاب کے قدر دانوں کو جنت کا وہ سایہ عطا فرمائیں۔

احادیث و آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جنت ایک بھی حقیقت کا نام ہے جو لوگ جنت کو محض خواب و خیال کی حد تک مانتے ہیں وہ خطرناک غلطی میں جلا ہیں۔ ایسے غلط خیال والوں کے لئے اگر جنت محض ایک خواب نا قابل تعبیر ہی بن کر رہ جائے تو عجب نہیں ہے اللهم لا تجعلنا منهم آمين۔

(۳۲۵۲) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے فلیخ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ابی عمرو نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کے سامنے میں ایک سوار سو سال تک چل سکے گا اور اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو «(وظل ممدود)» اور لمبا سایہ۔

(۳۲۵۳) اور کسی شخص کے لیے ایک لکان کے برابر جنت میں جگہ اس پوری دنیا سے باہر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

(۳۲۵۴) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فلیخ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا، ان سے ہلال نے، ان سے عبد الرحمن بن ابی عمرو نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ سب سے پلا گروہ جو جنت میں داخل ہو گا، ان کے چرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ جو گروہ اس کے بعد داخل ہو گا ان کے چرے آسمان پر موئی کی طرح چمکنے والے ستاروں میں جو سب سے زیادہ روشن ستارہ ہوتا ہے اس جیسے روشن ہوں گے، سب کے دل ایک جیسے ہوں گے نہ ان میں بغرض و فساد ہو گا اور نہ حد، ہر جنتی کی دو حور عین یویاں ہو گی، اتنی حسین کہ ان کی پنڈلی کی بہڑی اور گوشت کے اندر کا گودا بھی دیکھا جا سکے گا۔

(۳۲۵۵) ہم سے حاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

۳۲۵۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَنَانَ قَالَ حَدَّثَنَا فَلِيْخُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلَىٰ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ، وَأَفْرَوْدُوا إِنْ شِئْتَمْ: (وَوَظِيلٌ مَمْدُوذٌ)).

[طرفہ فی: ۴۸۸۱].

۳۲۵۳ - ((وَلَقَابُ قَوْسٍ أَخْدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَقْتَ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ نَغْرِبُ)). [راجع: ۲۷۹۳]

۳۲۵۴ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَلِيْخٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيهِ عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِيهِ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَوْلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَىٰ صُورَةِ الْقَمَرِ لِيَنَّةَ الْبَذْرِ، وَالَّذِينَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ كَأَخْسَنَ كَوْكِبٍ ذُرَّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِصْنَاعَةٌ، قَلُوبُهُمْ عَلَىٰ قَلْبِ رَجُلٍ وَاجِدٍ، لَا تَبَاغِضَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَخَاسِدَ، لِكُلِّ افْرِيَءٍ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ، يُؤْرَى مُخَ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَرَاءِ الْعَقْظِ وَاللَّحْمِ)).

۳۲۵۵ - حَدَّثَنَا حَاجَاجُ بْنُ مَنْهَالٍ قَالَ

بیان کیا، کما کہ مجھے عدی بن ثابت نے خردی، کما کہ میں نے براء بن عازب بن شعور سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے (صاحبزادے) ابراہیم بن شعور کا انتقال ہوا تو آخرت شعور نے فرمایا کہ جنت میں اسے ایک دودھ پلانے والی اتنا کے حوالہ کر دیا گیا ہے (جو ان کو دودھ پلانی ہے)

(۳۲۵۶) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم نے ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو سعید خدری بن شعور نے کہ نبی کرم شعور نے فرمایا، جتنی لوگ اپنے سے بلند کرے والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو، آسمان کے کنارے پورب یا پھقتم میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پاسکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور انبیاء کی تصدیق کی۔

جو لوگ دنیا میں انبیائی طریق کار پر کار بند رہے اور اسلام قبول کر کے اعمال صالحہ میں زندگی گزاری، یہ محل ان ہی کے ہوں گے۔

(اللهم اجعلنا منہم أمن) [۶۰۵۶].

### باب جنت کے دروازوں کا بیان

اور نبی کرم شعور نے فرمایا کہ جس نے (اللہ کے راستے میں کسی چیز کا) ایک جوڑا خرچ کیا، اسے جنت کے دروازے سے بلا یا جائے گا اس باب میں عبادہ بن صامت نے نبی کرم شعور سے روایت کی ہے۔

(۳۲۵۷) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کما ہم سے محمد بن مطرف نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے ابو حازم نے بیان کیا، ان سے سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے

حدائق شعبۃ قال: عَدَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)).

[راجح: ۱۳۸۲]

۳۲۵۶ - حَدَّثَنَا عَنْ أَعْنَاثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ عَنْ صَفَوَانَ بْنِ سَلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِينِ الدَّخْنَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغَرْبِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرْرِيِّ الْغَابِرِ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ، لِتَفَاضُلِ مَا يَبْيَهُمْ). قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَتَلَقَّهَا غَيْرُهُمْ؟ قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ).

[طرفہ فی: ۶۰۵۶].

### ۹ - بَابُ صِفَةِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ ذُمْهِرَةً مِنْ بَابِ الْجَنَّةِ) فِيهِ عِبَادَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ).

۳۲۵۷ - حَدَّثَنَا سَعِينَدُ بْنُ أَبِيهِ مَرِيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرْفٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعِينِ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ

کا نام ریان ہے۔ جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے۔

### بابِ وزن خ کا بیان اور یہ بیان کہ وزن خ بن چکی ہے، وہ موجود ہے۔

سورہ نباء میں جو لفظ غساق آیا ہے اس کا معنی پیپ لو، عرب لوگ کہتے ہیں غستت عینہ اس کی آنکھ بہ رہی ہے یفسق العرج زخم بہ رہا ہے۔ غساق اور غسیق دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ غسلین کا لفظ جو سورہ حلقہ میں ہے اس کا معنی دھون یعنی کسی چیز کے دھونے میں جیسے آدمی کا زخم ہو یا اونٹ کا جو نکلے فغلین کے وزن پر غسل سے مشتق ہے۔ عمرہ نے کما حصب کا لفظ جو سورہ انیاء میں ہے معنی حطب یعنی ایندھن کے ہیں۔ یہ لفظ جبکہ زبان کا ہے دسوں نے کما حاصبا کا معنی جو سورہ بنی اسرائیل میں ہے تند ہوا آندھی اور حاصب اس کو بھی کہتے ہیں جو ہوا اڑا کر لائے۔ اسی سے لفظ حصب جہنم نکلا ہے جو سورہ انیاء میں ہے۔ یعنی وزن خ میں جموکے جائیں گے وہ اس کے ایندھن بین گے۔ عرب لوگ کہتے ہیں حصب فی الارض یعنی وہ زمین میں چلا گیا۔ حصب حصباء سے نکلا ہے یعنی پھر ملی کنکریاں۔ صدید کا لفظ جو سورہ ابراہیم میں ہے اس کا معنی پیپ اور لو کے ہیں۔ خبت کا لفظ جو سورہ بنی اسرائیل میں ہے اس کا معنی بجھ جائے گی۔ تورون کا لفظ جو سورہ واقعہ میں ہے اس کا معنی آگ سلاکتے ہو، کہتے ہیں آزویت یعنی میں نے آگ سلاکی۔ مقویں کا لفظ جو سورہ واقعہ میں ہے یہ لفظ قی سے نکلا ہے قی اجاز زمین کو کہتے ہیں اور عبد اللہ بن عباس رض نے سوا الجحیم کی تفسیر میں کہا جو سورہ صافات میں ہے وزن خ کا پیچوں بیچ کا حصہ، لشویمان حمیم (جو اسی سورہ میں ہے) اس کا معنی یہ ہے کہ وزن خوں کے کھانے میں گرم کھولتا ہوا پانی ملایا جائے گا۔ الفاظ زفیر اور شہیق جو سورہ ہود میں ہیں ان کے معنی آواز سے روتا اور آہستہ سے روتا لفظ ورد اجوج سورہ مریم میں ہے یعنی پیاسے، لفظ غیا جو اسی سورہ میں ہے۔ یعنی ثوٹا نقصان اور

ابواب، فیہا بَابُ يُسَمَّى الرِّيَانُ لَا يَذْخُلُهُ  
إِلَّا الصَّانِمُونَ)). [راجع: ۱۸۹۶]

### ۱۰ - بَابُ صِفَةِ النَّارِ

#### وَأَنَّهَا مَحْلُوَّةٌ

(غساقاً): یقال. غستت عینہ. ویفسق  
العرج. وکان الغساق والغضيق واحد.

(غسلين): کل شيء غسلته فخرج منه  
شيء فهو غسلين. فعلين من الغسل، من  
العرج والذير. وقال عَكْرَمَةُ: «حصب  
جَهَنَّمُ»: حطب بالحجبيّة: وقال غيره:  
«حاصبا»: الريح العاصف، والحاصل  
ما ترمي به الريح، ومنه حصب جهنّم:  
يرمي به في جهنّم. هم حصتها. ویقال:  
حصب في الأرض ذهب، والحصب  
مشق من حصباء الحجارة. (صدیدنده):  
قیح ودم. (حبت): طفت.

(نوزون): تستحر جون أوریت،  
اوقدت. (لمقوین): للمسافرين.  
والقی: الافق. وقال ابن عباس :

(صراطُ الجحیم): سواء الجحیم  
ووسط الجحیم. (لشونا من حمیم):  
یخلط طعامهم ویساط بالجحیم. (زفیر  
وشهین): صوت شدید وصوت  
ضعیف. (ورذا): عطاشا. (غیا):  
خسرانا. وقال مجاهد: (ینسحرون):  
تُوقَدُ بِهِمُ النَّارُ. (وَحَاس): الصفر

مجاہد نے کمال ناظر یسنجرون جو سورہ مومن میں ہے، یعنی آگ کا ایندھن بنیں گے۔ لفظ نحاس جو سورہ رحمٰن میں ہے اس کا معنی تما بنا جو پکھلا کر ان کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ لفظ ذوق و حکم کی سورتوں میں آیا ہے اس کا معنی یہ ہے کہ عذاب کو دیکھو، منہ سے پکھنا مراد نہیں ہے۔ لفظ مارج جو سورہ رحمٰن میں ہے یعنی خالص آگ۔ عرب لوگ کتنے ہیں، مرج الامیر عربیہ یعنی بادشاہ اپنی رعیت کو چھوڑ دیجتاً وہ ایک دوسرے پر قلم کر رہے ہیں۔ لفظ موج جو سورہ ق میں ہے، یعنی ملا ہوا، مشتبہ۔ کتنے ہیں مرج امر الناس اختلط۔ لفظ موج جو سورہ رحمٰن میں ہے مرجت دایتک سے نکلا ہے، یعنی تو نے اپنا جانور چھوڑ دیا ہے۔

(۳۲۵۸) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے صاحب ابو الحسن نے بیان کیا کہ میں نے زید بن وہب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر گنڈھی سے سناؤہ بیان کرتے تھے کہ نبی کرم ﷺ ایک سفر میں تھے (جب حضرت بلاں گنڈھی ظریکی اذان دیئے اٹھے تو) آپ نے فرمایا کہ وقت زراٹھنڈا ہو لینے دو، پھر دوبارہ (جب وہ اذان کے لئے اٹھے تو پھر) آپ نے انہیں یہی حکم دیا کہ وقت اورٹھنڈا ہو لینے دو، یہاں تک کہ ٹیلوں کے نیچے سے سایہ ڈھل گیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ نماز ٹھنڈے اوقات میں پڑھا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جنم کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۳۲۵۹) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جنم کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

(۳۲۶۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ بن

یصْبُّ عَلَى رُؤُوسِهِمْ هُبِيَّقَالُ ذُوقُواهُ: باشِرُوا وَجْرَبُوا، وَلَيْسَ هَذَا مِنْ ذُوقِ الْفَمِ。 (مارج) : خالص من النار، مرج الأَمِيرِ رَعِيَّةٌ إِذَا خَلَاهُمْ يَغْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ。 (مرنج) : ملتبس. مرج أَمْرُ النَّاسِ: اختلط. (مرج البحرين) : مراجعت دایتک ترکھا۔

٣٢٥٨ - حَدَثَنَا أَبُو الْوَلِيدَ قَالَ حَدَثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُهَاجِرِ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهَبَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ: أَبْرُدُ، ثُمَّ قَالَ: أَبْرُدُ، حَتَّىٰ فَاءَ الْقَيْءِ - يَعْنِي لِلتَّلَوْلِ - ثُمَّ قَالَ: أَبْرُدُوا بِالصَّلَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرَّ مِنْ فَيْحَ جَهَنَّمَ))

[راجع: ۵۳۵]

٣٢٥٩ - حَدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَثَنَا سُفِيَّاً عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرُدُوا بِالصَّلَةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرَّ مِنْ فَيْحَ جَهَنَّمَ)).

[راجع: ۵۳۸]

٣٢٦٠ - حَدَثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَثَنِي أَبُو

عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہ، آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنم نے اپنے رب کے حضور میں شکلیت کی اور کما کہ میرے رب! میرے ہی بعض حصے نے بعض کو کھالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک گری میں۔ تم انتہائی گری اور انتہائی سروی جوان موسوموں میں دیکھتے ہو، اس کا کی سبب ہے۔

سلمة بن عبد الرحمن رضي الله عنه سمع آبا هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: ((اشتكى الناز إلى زتها فقالت: رب أكل بعضها بعضاً، فأذن لها بنفسين: نفس في الشتاء ونفس في الصيف، فأشد ما تجدون في الآخر، وأشد ما تجدون من الزمهرير)). [راجع: ۵۳۷]

**لشنیخ** یہ اسباب باطنی ہیں۔ جن کو جیسے رسول کرم ﷺ نے فرمایا، اسی طرح تسلیم کر لیتا اور مزید کریدہ کرنا ہی اہل ایمان کے لئے ضروری ہے جو لوگ امور باطن کو اپنی محدود عقل کے پیارے سے نہ پانچاہتے ہیں، ان کو سوائے خرمان اور خرابی ایمان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مکرین حدیث نے اپنی کور باطنی کی بنا پر ایک احادیث کو خصوصیت سے نشانہ تقدیم بنا یا ہے وہ اتنا نہیں سمجھ پاتے کہ ایسے استخارات خود قرآن کریم میں بھی بہت جگہ استعمال کئے گئے ہیں جیسے ارشاد ہے «إِنَّمَا يُنَهَا عَنِ الْيَقِинِ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْهَمُونَ تَسْبِيحَهُمْ» (الْأَسْرَارُ ۲۲) یعنی کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے گرتم ان کی کیفیت نہیں سمجھ سکتے۔ یا جیسے آیت «يَوْمَ تَفَلَّتُ لِجَهَّمَ هَلْ اِنْتَلَاتٌ وَتَفَلَّتُ هُلْ مِنْ مَرِيدٍ» (آل عمران: ۳۰) میں نار دوزخ کا کلام کرنا تم کو رہ ہے۔ مکرین حدیث جو محض قرآن پر ایمان کا دھوی کرتے ہیں وہ ایسے قرآنی استخارات کے بارے میں کیا تقدیم کریں گے۔

بلابت ہوا کہ عالم بزرخ باطنی، عالم آخرت، عالم دوزخ، عالم جنت ان سب کے لئے جو کوائیں جن جن لفظوں میں قرآن و حدیث میں وارد ہوئے ہیں ان کو ان کے ظاہری معانی کی حد تک تسلیم کر کے آگے زبان بند کرنا ایمان والوں کی شان ہے یہی لوگ راستخیں فی العلم اور یہی لوگ عند اللہ سمجھ دار ہیں۔ جعلنا اللہ منہم امین۔

(۳۲۶۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عبد الملک عقدی نے بیان کیا ان سے ہمام بن سمجھی نے بیان کیا، ان سے ابو جہرہ نصر بن عمران ضبغی نے بیان کیا کہ میں مکہ میں ابن عباس عیشی کی خدمت میں بیٹھا کرتا تھا۔ وہاں مجھے بخار آنے لگا۔ ابن عباس عیشی نے فرمایا کہ اس بخار کو زمزم کے پانی سے ٹھہنڈا کر کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنم کی بھاپ کے اثر سے آتا ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھہنڈا کر لیا کرو یا یہ فرمایا کہ زمزم کے پانی سے۔ یہ شک ہمام راوی کو ہوا ہے۔

(۳۲۶۲) - حدثني عبد الله بن محمد قال: حدثنا أبو عامر هو العقدى قال: حدثنا همام عن أبي جمرة الصبغى قال: كنت أجلس ابن عباس بمكنة، فأخذتني الحمى فقال: أبردتها عنك بماء زمزم، فإن رسول الله ﷺ قال: ((الحمى من فيح جهنم، فابردوها بآلماء، أو قال: بماء زمزم. شك همام)).

صرف اوی بخارات میں ٹھہنڈے پانی سے غسل کرنا مفید ہے۔ آج کل شدید بخار کی حالت میں ڈاکٹر بر夫 کا استعمال کرتے ہیں۔ لذا آب زمزم کے بارے میں جو کامگیا ہے، وہ بالکل صدق اور صواب ہے۔ بخار کی حرارت بھی ایک حرارت ہے جسے دوزخ کی حرارت کا حصہ قرار دیا ہے۔ فاقہم۔

(۳۲۶۲) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مددی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان سے عبایہ بن رفائد نے بیان کیا، کہا مجھ کو رافع بن خدیج بن تبلیغ نے خبر دی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا تھا کہ بخار جنم کے جوش مارنے کے اثر سے ہوتا ہے اس لئے اسے پانی سے ٹھہنڈا کر لیا کرو۔

۳۲۶۲- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَّاسَةِ بْنِ رِفَاعَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي رَافِعٌ بْنُ حَدَّبِنِجَ قَالَ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الْحَمْيُ مِنْ فَوْرِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرُدُوهَا عَنْكُمْ بِالْمَاءِ)).

[طرفہ فی: ۵۷۲۳] ..

(۳۲۶۳) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے بشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زہیر نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بخار جنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے اسے پانی سے ٹھہنڈا کر لایا کرو۔

۳۲۶۳- حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زَهْرَةُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ غُزوَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَمْيُ مِنْ فَيْحَ جَهَنَّمَ، فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ)). [طرفہ فی: ۵۷۲۵]

(۳۲۶۴) ہم سے مسدود نے بیان کیا، ان سے سعید بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخار جنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے اس لیے اسے پانی سے ٹھہنڈا کر لیا کرو۔

۳۲۶۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَمْيُ مِنْ فَيْحَ جَهَنَّمَ، فَأَبْرُدُوهَا بِالْمَاءِ)). [طرفہ فی: ۵۷۲۳]

(۳۲۶۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری (دنیا کی) آگ جنم کی آگ کے مقابلے میں (اپنی گری اور بہاکت خیزی میں) سڑواں حصہ ہے۔ کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ؟ (کفار اور گنگاروں کے عذاب کے لیے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جنم کی آگ انتر گناہوں کر کر ہے۔

۳۲۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((نَارُكُمْ جُزَءًا مِنْ سَبْعِينَ جُزَءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ.. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كَانَتْ لِكَافِيَةً، قَالَ: فَضْلَتْ عَلَيْهِنَّ بِسِنْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزَءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرَّهَا)).

(۳۲۶۶) ہم سے قتيبة بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے عطاء سے سنا،

۳۲۶۶- حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عَمْرُو سَمِعَ عَطَاءَ يَغْبِرُ

انہوں نے صفوان بن یعلیٰ سے خبر دی۔ انہوں نے اپنے والد کے واسطے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر اس طرح آیت پڑھتے سن۔ ((ونادوا یاما ملک)) (اور وہ دوزخی پکاریں گے، اے مالک!) (۳۲۶۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے امشش نے، ان سے ابو داکل نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید عیینہ سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (عثمان بن عیینہ) کے یہاں جا کر ان سے گفتگو کرو تو اچھا ہے (تاکہ وہ یہ فساد دبائے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سنا کر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں، میں تمہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح پر کہ فساد کا دروازہ نہیں کھولتا، میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پلے میں فساد کا دروازہ کھلوں اور میں آنحضرت ﷺ سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جو شخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آنحضرت ﷺ سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا آنحضرت ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنسیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکلی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالات ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے نہیں کہتے تھے؟ اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کے گاہی ہاں، میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا، لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔ اس حدیث کو غدر نے بھی شعبہ سے، انہوں نے امشش سے روایت کیا ہے۔

باب ابلیس اور اس کی فوج کا بیان

عن صفوان بن یغلی عن آئیہ: ((سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمُنْبَرِ: ((وَنَادَوَا يَا مَالِكَ)). [راجح: ۳۲۳۰]

۳۴۶۷ - حَدَّثَنَا عَلَيْيَ حَدَّثَنَا سُفيَّانَ عَنِ الأَغْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَيلَ لِأَسَامَةَ لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمَتْهُ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أَكَلِمُ إِلَّا أَسْمِعُكُمْ، إِنِّي أَكَلِمُهُ فِي السَّرِّ ذُوْنَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ، وَلَا أَقْوِلُ لِرَجُلٍ - أَنْ كَانَ عَلَيَّ أَمْيَرًا - إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ: قَالَ: سَمِعْتَهُ يَقُولُ: ((يَجْأَءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَسْتَدِلُّ أَقْنَابَهُ فِي النَّارِ، فَيَذُورُ كَمَا يَذُورُ الْجَمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْنِ فُلَانُ مَا شَانِكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ أَمْرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتَيْهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتَيْهِ)، رَوَاهُ عَنْدَرُ عَنْ شَعْبَةِ عَنِ الأَغْمَشِ.

[طرفة فی: ۷۰۹۸]

اور مجاهد نے کما (سورہ والاصفات میں) لفظ یقذفون کا معنی پھینکے جاتے ہیں (اسی سورہ میں) دحورا کے معنی دھنکارے ہوئے کے ہیں۔ اسی سورہ میں لفظ واصب کا معنی بیش کا ہے اور این عبارت بھیتھی نے کما (سورہ اعراف میں) لفظ مدحورا کا معنی دھنکارا ہوا، مردوو (اور سورہ ناء میں) مریدا کا معنی مت Luo و شریر کے ہیں۔ اسی سورہ میں فلیتکن بتک سے نکلا ہے یعنی چیرا، کاتا۔ (سورہ بنی اسرائیل میں) واستفرز کا معنی ان کو بکار کر دے۔ اسی سورہ میں خیل کا معنی سوار اور رجل یعنی پیادے۔ یعنی رجالہ اس کا مفرد راجل جیسے صحب کا مفرد صاحب اور تاجر کا مفرد تاجر اسی سورہ میں لفظ لا حتکن کا معنی جڑ سے اکھاڑا دوں گا۔ سورہ والاصفات میں لفظ قرین کے معنی شیطان کے ہیں۔

**لَشَّيْخ** یہ باب لا کر حضرت امام بخاری جیشی نے ان ملاحدہ کاروکیا جو شیطان کے وجود کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا نفس اور وہ جنوں اور شیطانوں کا باب پھیلے ہے۔ قطلانی نے کما ایں ایک شخص ہے روحاں جو آگ سے پیدا ہوا ہے گیا اور جنوں کی فرست میں داخل کیا گیا۔

(۳۲۶۸) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام نے، انہیں ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہؓ بیٹی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر (جب آپؐ حدیبیہ سے لوٹے تھے) جادو ہوا تھا۔ اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھے ہشام نے لکھا تھا، انہوں نے اپنے والد سے ساتھا اور یاد رکھا تھا اور ان سے حضرت عائشہؓ بیٹی نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ آپؐ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر رہا ہوں حالانکہ آپؐ اسے نہ کر رہے ہوتے۔ آخر ایک دن آپؐ نے دعا کی پھر دعا کی کہ اللہ پاک اس جادو کا اثر دفع کرے۔ اس کے بعد آپؐ نے عائشہؓ بیٹی سے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ تدبیر بتا دی ہے جس میں میری شفا مقدر ہے۔ میرے پاس دو آدمی آئے، ایک تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے دوسرے سے لئا، انہیں بیماری کیا ہے؟ دوسرے آدمی

وَقَالَ مُجَاهِدٌ: {يَقْذَفُونَ}: يُرْمُونَ.  
 {هُدْحُورَا}: مَطْرُوِدِينَ. {وَاصِبَ}:  
 دَانِمَ. وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: {مَذْحُورَا}:  
 مَطْرُوِدًا، يُقَالُ: {مَرِيدَا}: مَمْرَدًا.  
 بَتْكَةً: قَطْعَةً. {وَاسْتَفْرِزْ}: اسْتَخْفَ.  
 {بَخِيلَكَ}: الْفَرْسَانِ. وَالرَّجُلُ:  
 الرَّجَالَةُ، وَاحِدُهَا رَاجِلٌ، مثْلُ صاحِبِ  
 وَصَحْبٍ، وَتَاجِرٍ وَتَجْرِ: {لَا حَتَّكَنْ}:  
 لَا سَأَصِلَّنَ. {قَرِينَ}: شَيْطَانٌ.

٣٢٦٨ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى عَنْ هِشَامَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((سُحْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). وَقَالَ الْلَّيْثُ كَتَبَ إِلَيْهِ هِشَامَ أَنَّهُ سَمِعَهُ وَوَعَادَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((سُحْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى كَانَ يُخَيِّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا يَفْعَلُهُ، حَتَّى كَانَ ذَاتُ يَوْمِ دُعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ: أَشْعُرْتُ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا فِيهِ شَفَاءِي؟ أَتَانِي رَجُلٌ أَفْعَدَ أَحَدَهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرَ عِنْدَ رِجْلِي، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلآخرِ: مَا وَجَعَ الرَّجُلَ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ. قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟

نے جواب دیا کہ ان پر جادو ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا، جادو ان پر کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے، پوچھا کہ وہ جادو (ٹوٹا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کماکر سکنے سے میں، تکن میں اور کھجور کے خلک خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا، اور یہ چیزیں ہیں کہاں؟ کماکر بڑا ذراں میں۔ پھر نبی کرم مسیح پریلہ وہاں تشریف لے گئے اور واپس آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کی کھوبڑی۔ میں نے آنحضرت مسیح پریلہ سے پوچھا، وہ ٹوٹا آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود شفا دی اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی جھگڑا کھڑا کر دوں۔ اس کے بعد وہ کتوال پاٹ دیا گیا۔

[راجع: ۳۱۷۵]

**لئے چکر** ایک روایت میں ہے کہ اس جادو کے اثر سے آپ کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عورتوں سے صحبت کر رہے ہیں۔ حالانکہ نہیں۔ غرض اس حیر کا اثر آپ کے بعض خیالات پر ہوا۔ بالی وہی اور تبلیغ رسالت میں اس کا کوئی اثر نہ ہو سکا۔ اتنا ساجو اثر ہوا اس میں بھی اللہ پاک کی کچھ مصلحت تھی۔

مذہب میں نبی زریق کے باغ میں ایک کنوں تھا اس کا نام بڑروان تھا۔ اگر آپ اس جادو کو نکلوائے تو سب میں یہ خبر اڑ جاتی تو مسلمان لوگ اس یہودی مردود کو مار دلتے، معلوم نہیں کیا کیا فسادات کھڑے ہو جاتے۔ دوسرا روایت میں ہے کہ آپ نے اس کو نکلو کر دیکھا لیکن اس کے کھلوانے کا منظر نہیں کرایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس یہودی نے آنحضرت مسیح پریلہ کی صورت موم سے بنا کر اس میں سوئیاں گاڑیوں تھیں اور تانٹ میں گیارہ گریبیں دی تھیں۔ اللہ نے مسعودتیں کی سورتیں اتاریں، آپ ان کی ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تو ایک ایک گردہ کھلتی جاتی۔ اسی طرح جب اس صورت میں سے سوئی تھالتے تو اس کو تکلیف ہوتی، اس کے بعد آرام ہو جاتا (وحیدی)

ہردو روایات میں تطبیق یہ ہے کہ اس وقت آپ نے اسے نہیں نکلوایا، بعد میں کسی دوسرے وقت اسے نکلوایا اور اس کی اس تفصیل کو ملاحظہ فرمایا۔

(۳۲۶۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما مجھ سے میرے بھائی (عبد الحمید) نے بیان کیا، انہوں نے کہا، میں سے سلیمان بن بلاں نے، ان سے سعید بن سعید نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انس نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی تم میں سے سویا ہوا ہوتا ہے، تو شیطان اس کے سر کی گدی پر تین گریبیں لگاتا ہے خوب اچھی طرح سے اور ہر گرہ پر یہ افسون پھونک دیتا ہے کہ ابھی بہت رات باقی

قال: لَيْلَةُ بْنُ الْأَغْصَمِ。 قَالَ: فِيمَاذَا؟  
قال: فِي مُشْطِرٍ وَمُشَافَةٍ وَجَفَّ طَلْعَةٍ  
ذَكْرٍ。 قَالَ: فَأَنَّهُ هُوَ؟ قَالَ: فِي بَنِ  
ذَرْوَانَ. فَخَرَجَ إِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لِعَائِشَةَ حِينَ  
رَجَعَ: نَخْلُهَا كَانَهُ رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ.  
فَقُلْتَ: أَسْتَخْرُجُهُ؟ فَقَالَ: لَا، أَمَا أَنَا  
فَقَدْ هَنَقَلَنِي اللَّهُ، وَخَسِيْنَتِ أَنْ يُبَيِّنَ ذَلِكَ  
عَلَى النَّاسِ شَرًا. ثُمَّ دَفَتَ الْبَقْرُ).

[راجع: ۳۱۷۵]

۳۲۶۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوقِسٍ  
قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سَلَيْمَانَ بْنِ بَلَالٍ  
عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْمُسِّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (يَعْقِدُ الشَّيَاطِينَ  
عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ - إِذَا هُوَ نَامٌ -  
فَلَأَثْ غَدِيْرَ، يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عَقْدَةٍ

ہے۔ پڑا سوتا رہ۔ لیکن اگر وہ شخص جاگ کر اللہ کا ذکر شروع کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسرا گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر جب نماز بھر پڑھتا ہے تو تیری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو خوش مزاج خوش دل رہتا ہے ورنہ بد مزاج ست رہ کر وہ دن گزارتا ہے۔

مکانہا: غلیظ لیل طویل، فارقد۔ فَإِنْ أَسْتَيْقَطَ فَذَكَرَ اللَّهَ أَنْحَلَتْ عَقْدَةً، فَإِنْ تَوَضَّأَ أَنْحَلَتْ عَقْدَةً، فَإِنْ صَلَّى أَنْحَلَتْ عَقْدَةً كُلُّهَا فَاصْبَحَ شَيْطَانًا طَيْبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانًا۔

[راجع: ۱۱۴۲]

(۳۲۷۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووالل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بیٹھنے لیا کہ میں حاضر خدمت تھا تو نبی کریم شیخیل کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا، جو رات بھر دن چڑھے تک پڑا سوتا رہا ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جس کے کان یا دنوں کا نوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

**الْبَرْجَةُ** یہ حدیث کیا ہے کہ کویا تمام سخت اور فرحت کے شکون کا خلاصہ ہے، تجھے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوا ہے، جو لوگ تجد کے وقت سے یا صبح سوریے سے اٹھ کر طمارت کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں ان کا سارا دن چلیں اور آرام اور خوشی سے گزرتا ہے اور جو لوگ صبح کو دن چڑھے تک سوتے پڑے رہتے ہیں وہ اکثر بیمار اور سست مزاج کاہل رہتے ہیں۔ تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ صبح سوریے سے بیدار ہونا اور صبح کی ہوا خوری کرنا سخت انسانی کے لئے بے حد مفید ہے۔

میں (حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں جو لوگ صبح سوریے اٹھ کر طمارت سے فارغ ہو کر نماز اور ذکر الہی میں مصروف رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ رزق کی وسعت دیتا ہے اور ان کے گروں میں بے حد برکت اور خوشی رہتی ہے اور جو لوگ صبح کی نماز نہیں پڑھتے دن چڑھے تک سوتے رہتے ہیں وہ اکثر افلاس اور بیماری میں جلا ہوتے ہیں ان کے گروں میں نخوست پھیل جاتی ہے۔ اگرچہ سب نمازوں فرض ہیں مگر بھر کی نماز کا اور زیادہ خیال رکھنا چاہیے، یعنی کہ دنیا کی سخت اور خوشی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ (وحیدی)

(۳۲۷۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے منصور نے ان سے سالم بن ابی الجعد نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس بھی شہنشاہ نے کہ نبی کریم شیخیل نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے ”اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ ہمیں تودے (ولاد) اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔“ پھر اگر ان کے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۳۲۷۰ - حدثنا عثمان بن أبي شيبة قال: حدثنا جريز عن منصور عن أبي وأبي وائل عن عبد الله رضي الله عنه قال: ذكر عند النبي ﷺ رجل نام ليلة حتى أصبح، قال: ((ذاك رجل بالشيطان في أذنه، أو قال : في أذنه)). [راجع: ۱۱۴۴]

[راجع: ۱۱۴۲]

۳۲۷۱ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال: حدثنا همام عن منصور عن سالم بن أبي الحفص عن كربليب عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((أَنَا إِنْ أَخْذُكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ وَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الَّهُمَّ جِئْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنْبَ الشَّيْطَانَ بِمَا رَزَقْنَا، فَرِزْقًا وَلَدًا، لَمْ يَضُرْهُ الشَّيْطَانُ)).

[راجع: ۱۴۱]

یہ اپنی عورت سے جمل کرتے وقت پڑھنے کی دعائے مسونہ ہے۔ جس کے بہت سے فائدہ ہیں جو تجربہ سے معلوم ہوں گے۔

(۳۲۷۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم کو عبده نے خردی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہ پڑھو جب تک وہ پوری طرح ظاہرنہ ہو جائے اور جب غروب ہونے لگے تو بھی اس وقت تک کے لئے نماز پڑھو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے۔

(۳۲۷۳) اور نماز سورج کے نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نہ پڑھو، کیونکہ سورج شیطان کے سر کے یا شیطانوں کے دونوں کونوں کے پیچ میں سے نکلتا ہے۔ عبده نے کہا میں نہیں جانتا ہشام نے شیطان کا سر کہا یا شیطانوں کا۔

ہونا یہ ہے کہ شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج پر رکھ دیتا ہے کہ سورج کے پوجنے والوں کا سجدہ شیطان کے لیے ہو۔ (۳۲۷۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا، ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا، ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے حمید بن بلاں نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر تم میں سے نماز پڑھنے میں کسی شخص کے سامنے سے کوئی گذرے تو اسے گذرنے سے روکے، اگر وہ نہ رکے تو پھر رکے اور اگر اب بھی نہ رکے تو اس سے لڑے وہ شیطان ہے۔

(۳۲۷۵) اور عثمان بن عیش نے بیان کیا، کہا، ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت پر مجھے مقرر کیا، ایک شخص آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ پ بھر بھر کر لینے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ پھر انہوں نے آخر تک حدیث بیان کی۔ اس (چور) نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے لیٹنے لگو تو آیتہ الکرسی پڑھ لیا کرو، اس کی برکت

۳۲۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبَرُّزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغَبَّرَ)). [راجع: ۵۰۹]

۳۲۷۳ - ((وَلَا تَحِيُّنُوا بِصَلَاتِكُمْ طَلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غَرُوبَهَا، فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرَنَيِّ شَيْطَانٍ أَوِ الشَّيْطَانِ، لَا أَذْرِي أَيِّ ذَلِكَ قَالَ هِشَامٌ)).

ہونا یہ ہے کہ شیطان طلوع اور غروب کے وقت اپنا سر سورج پر رکھ دیتا ہے وہ شیطان کے لیے ہو۔ (۳۲۷۴) - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ حَمِيدٍ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْ أَخْدِكُمْ شَيْءٌ وَهُوَ يَصْلَى فَلَيَمْنَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلَيَمْنَعَهُ، فَإِنْ أَبَى فَلِيَقْاتِلَهُ، فَإِنْمَا هُوَ شَيْطَانٌ)).

۳۲۷۵ - وَقَالَ عَثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَكَلَّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِفِحْظَرِ زَكَةِ رَمَضَانَ: فَأَخَذَتْنِي أَتَ فَجَعَلْتُ يَخْتُومَنِ الطَّعَامَ، فَأَخَذَتْنِي فَقُلْتَ: لَا زَفَقْنَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ: - إِذَا أَوْتَتْ إِلَى فِرَاشِكَ فَأَفْرَأَ آيَةَ الْكَرْسِيِّ، لَنْ يَرَالَ عَلَيْكَ مِنْ

سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور شیطان تمہارے قریب صبح تک نہ آسکے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بات تو اس نے بھی کہی ہے اگرچہ وہ خود جھوٹا ہے۔ وہ شیطان تھا۔ (۳۲۷۶) ہم سے بھی بن کر یہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پسلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی، اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے، شیطانی خیال کو چھوڑو۔

دے۔

**شیطان** یہ وسوسہ اس طرح ڈالتا ہے کہ دنیا میں سب چیزیں علیل اور معلومات اور اسباب اور میہات ہیں یعنی ایک چیز سے دوسری چیز پیدا ہوتی ہے وہ چیز دوسری سے مثلاً بینا پاپ سے، باپ دادا سے، دادا پر دادا سے، اخیر میں استفادا تک ہوتی ہے۔ تو شیطان یہ کہتا ہے پھر خدا کی بھی کوئی علت ہو گی، اس مردوں کا جواب اعوذ باللہ پر ہوتا ہے۔ اگر خواہ تکوہ عقلی جواب ہی مانگے تو جواب یہ ہے کہ اگر ازل میں برابر علیل اور معلومات کا سلسلہ چلا جائے اذر کسی علت پر ختم نہ ہو تو پھر لازم آتا ہے کہ مابالعرض بغیر بالذات کے موجود ہو اور یہ محال ہے۔

پس معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کی انتہا ایک ایسی ذات مقدس پر ہے جو علت غصہ ہے اور وہ کسی کی معلوم نہیں اور وہ موجود بالذات ہے اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہیں۔ وہی ذات مقدس خدا ہے۔ بتیریہ ہے کہ ایسے عقلی دھکو سلوں میں نہ پڑے اور اعوذ باللہ پڑھ کر اپنے مالک حقیقی سے مدد ہا ہے۔ وہ شیطان کا وسوسہ دور کر دے گا جیسے اس نے خود فرمایا ہے «ان عبادی لیس لک علیهم سلطان» یعنی اے شیطان! میرے خاص بندوں پر تیری کوئی دلیل نہیں چل سکے گی۔ صدق اللہ تبارک و تعالیٰ

(۳۲۷۷) ہم سے بھی بن کر یہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے تیمین کے مولیٰ اہل انس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ساتھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا میہنہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ جنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں کس دیا جاتا ہے۔

الله حافظ، وَلَا يَقْرِبُكُ شَيْطَانٌ حَتَّى تُضْبَحَ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقْتَ وَهُوَ كَذُوبٌ، ذَاكَ شَيْطَانٌ)). [راجع: ۲۳۱۱] ۳۲۷۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثُّ عنْ عَفَيْلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرَةُ بْنُ الرُّبَيْرِ قَالَ: أَبُوهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا شَيْطَانَ أَحَدُكُمْ فَيَقُولُ: مَنْ خَلَقَ كَذَّا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَّا؟ حَتَّى يَقُولُ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلَيَسْتَعْذِ بِاللَّهِ وَلِيَسْتَهِنَّهُ)).

حدَّثَنَا الْيَثُّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَفَيْلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى الْيَمِينِيِّينَ أَنَّ أَبَاهَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ رَمَضَانَ فُتُحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلَقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلِّيَتْ

[راجع: ۱۸۹۸ الشیاطین۔]

(۳۲۷۸) ہم سے حیدری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے، کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، کہا کہ میں نے ابن عباس بن عیینہ سے پوچھا (نوف بکالی کہتا ہے کہ خضر کے پاس جو مویں گئے تھے وہ دوسرے مویں تھے) تو انہوں نے کہا کہ ہم سے ابی بن کعب بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ، آپ فرمادی تھے کہ مویں ﷺ نے اپنے رفق سفر (یوسف بن نون) سے فرمایا کہ ہمارا کھانا لا، اس پر انہوں نے بتایا کہ آپ کو معلوم بھی ہے جب ہم نے چنان پر پڑا وہ الاتھاتو میں پھولی وہیں بھول گیا (اور اپنے ساتھ نہ لاسکا) اور مجھے اسے یاد رکھنے سے صرف شیطان نے غافل رکھا اور مویں ﷺ نے اس وقت تک کوئی تھکن معلوم نہیں کی جب تک اس حد سے نہ گزر لئے، جہاں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

(۳۲۷۹) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمادی تھے کہ ہاں! فتنہ اسی طرف سے نکلے گا جہاں سے شیطان کے سر کا کونا نکلتا ہے۔

(۳۲۸۰) ہم سے مجین بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن عبد اللہ النصاری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن ابی ریاح نے خبر دی، اور انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، رات کا اندر ہیرا شروع ہونے پر یارات شروع ہونے پر اپنے پھوٹوں کو اپنے پاس (گھر میں) روک لو، کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلنا شروع کرتے ہیں۔ پھر جب عشاء کے وقت میں ہتھے ایک گھڑی

۳۲۷۸ - حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا عمرو قال: أخبرني سعيد بن جبير قال: قلت لابن عباس فقال: حدثنا أبي بن كعب أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((إن موسى قال لفقاء: آتنا غداءنا، قال: أرأيت إذ أويت إلى الصخرة فلاني نسيت الخوت وما أنساني إلا الشيطان أن أذكراه، ولم يجد موسى الصحب حتى جاوز المكان الذي أمر الله به)).

[راجع: ۱۷۴]

۳۲۷۹ - حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: ((رأيت رسول الله صلى الله عليهما يشير إلى المشرق فقال: ها إن الفتنة ها هنا، إن الفتنة ها هنا، من حيث يطلع قرن الشيطان)).

[راجع: ۳۱۰۴]

۳۲۸۰ - حدثنا يحيى بن جعفر قال حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاري قال حدثنا ابن جرير قال: أخبرني عطاء عن جابر رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((إذا استجئت الليل - أو كان جمع الليل - فكروا صيانتكم فإن الشياطين تنشر حبسن، فإذا ذهب ساعة من

گذر جائے تو انہیں چھوڑ دو (چلیں پھریں) پھر اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو، اللہ کا نام لے کر اپنا چراغ بجھا دو، پانی کے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دو، اور دوسرا سے برتن بھی اللہ کا نام لے کر ڈھک دو، (اور اگر ڈھکن نہ ہو تو درمیان میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔

الْعِشَاء فَحَلُولُهُمْ وَأَغْلِقْ بَابَكَ وَادْكُرْ  
اسْمَ اللَّهِ وَأَطْهِنْ مِصْبَاحَكَ وَادْكُرْ اسْمَ  
اللَّهِ وَأُوكِ سِقَاءَكَ وَادْكُرْ اللَّهَ وَخَمْرَ  
إِنَاءَكَ وَادْكُرْ اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ  
شَيْئًا). [اطرافہ فی: ۳۲۰۴، ۳۲۱۶، ۶۲۹۶، ۵۶۲۴، ۵۶۲۵]

زمین پر چیلے والے شیطانوں سے مراد ہمال شریر ہیں۔ بعض نے کہا سانپ مراد ہیں۔ اکثر سانپ اس وقت اپنے بلوں سے ہوا کھانے کے لئے نکلتے ہیں۔ ظاہر حدیث کی بات پر شیطان نکلتے، زمین پر چھیتے اور بنی آدم کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (اما وصدقنا والله اعلم بحقيقة الحال

(۳۲۸۱) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں زین العابدین علی بن حسین بن علی نے اور ان سے صفیہ بنت حسین بنت عاصیانے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اعکاف میں تھے تو میں رات کے وقت آپ سے ملاقات کے لیے (مسجد میں) آئیں آپ سے باشیں کرتی رہی، پھر جب واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئی تو آپ بھی مجھے چھوڑ آئے کیلئے کھڑے ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت عاصیانہ کا مکان اسماء بن زید بنت عاصی کے مکان ہی میں تھا۔ اسی وقت دو انصاری صحابہ (اسید بن حفیر، عبادہ بن بشیر) گزرے۔ جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو تیز چلنے لگے۔ آپ نے ان سے فرمایا، ذرا تمہر جاؤ یہ صفیہ بنت حسین ہیں۔ ان دونوں صحابہ نے عرض کیا، سجن اللہ یا رسول اللہ! کیا ہم بھی آپ کے بارے میں کوئی شبہ کر سکتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے اس لئے مجھے ذرگاہ کہ کہیں تمہارے دلوں میں بھی کوئی دسوسرہ نہ ڈال دے، یا آپ نے (لفظ سوء کی جگہ) لفظ شینا فرمایا۔ معنی ایک ہی ہیں۔

(۳۲۸۲) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، ان سے ابو حمزہ نے، ان سے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَفْمُرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسْنِيِّ عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ حَسْنِيِّ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْتَفِلًا، فَأَتَيْتُهُ أَزْوَاهُ نِيلًا، فَحَدَّثَنَّهُ ثُمَّ قُمْتُ فَأَنْقَلْتُهُ، فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْبِلَنِي - وَكَانَ سَكَنَهَا فِي دَارِ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ - لَمْرَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَلَمَّا رَأَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا - فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ رِسْلِكُمَا، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حَسْنِي)) فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَعْجِرِي مِنَ الْإِنْسَانَ مَعْجَرِي الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِينُ أَنْ يَقْدِفَ فِي قُلُوبِكُمَا سُوءًا، أَوْ قَالَ: شَيْئًا)).

[راجح: ۲۰۳۵]

معلوم ہوا کہ انسان کو کسی کے لئے ذرا بھی شبہ پیدا کرنے کا موقع نہ دینا چاہیے، آنحضرت ﷺ نے یہی سوچ کر ان کے سامنے اصل معاملہ رکھ دیا، اور ان کو غلط وسوسہ سے بچالیا۔

۳۲۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدَيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدَ قَالَ: ((كَنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرَجَلًا يَسْتَبَّانُ، فَأَحَدَهُمَا أَخْمَرَ وَجْهَهُ وَانْفَخَتْ أَوْذَاجُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لِأَغْلُمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَغْوِدُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ. قَالُوا لَهُ إِنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: وَهُلْ بِي جُنُونٌ؟)).

[طرفہ فی : ۶۰۴۸، ۶۱۱۵.]

وہ سمجھا کہ شیطان سے پناہ جب ہی مانگتے ہیں جب آدمی دیوانہ ہو جائے حالانکہ غصہ پن بھی دیوانہ پن یا جنون ہی ہے۔ قطلانی  
نے کماشایہ یہ شخص منافق یا بالکل گنہ کار قسم کا ہو گا۔  
٣٢٨٣ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا قَالَ شَبَّةُ حَدَّثَنَا مُنْصُورٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَخْدُكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ قَالَ: اللَّهُمَّ جَنِّبِنِي الشَّيْطَانَ وَجَنَّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنِي، فَإِنَّ كَانَ بَيْنَهُمَا وَلَدًّا لَمْ يَضُرْهُ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يُسْلِطْ عَلَيْهِ)).  
قَالَ: وَحَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ . مَثَلُهُ.

[راجع: ۱۴۱]

٣٢٨٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ أَتَهُ صَلَّى صَلَّاهُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيْيَ يَقْطُعَ

اعمش نے، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے سليمان بن صرد  
بن شریٹ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور  
(قریب ہی) دو آدمی آپس میں گالی گلوچ کر رہے تھے کہ ایک شخص کا  
منہ سرخ ہو گیا اور گروں کی رگیں پھول گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے  
فرمایا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو  
اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اگر یہ شخص پڑھ لے۔ (ترجمہ) ”میں پناہ مانگتا  
ہوں اللہ کی شیطان سے۔“ تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ لوگوں نے اس  
پر اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کہ فرمارہے ہیں کہ تمہیں شیطان سے  
اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے، اس نے کہا، کیا میں کوئی دیوانہ ہوں۔

(٣٢٨٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ  
نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد  
نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ  
نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ  
دعا پڑھ لے۔ ”اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو میری اولاد  
پیدا ہو، اسے بھی شیطان سے دور رکھیو۔“ پھر اس صحبت سے اگر کوئی  
بچہ پیدا ہو تو شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا اور نہ اس پر تسلط  
قام کر سکے گا۔ شعبہ نے بیان کیا اور ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان  
سے سالم نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے  
ایسی ہی روایت کی۔

(٣٢٨٣) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے  
بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان  
سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک  
مرتبہ نماز پڑھی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ شیطان میرے  
سامنے آ گیا تھا اور نماز تزویے کی کوششیں شروع کر دی تھیں، لیکن

خُوق کی پیدائش کیونکر شروع ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر غالب کر دیا۔ پھر حدیث کو تفصیل کے ساتھ آخر تک بیان کیا۔

(۳۲۸۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا تم سے اوزاعی نے بیان کیا، ان سے تجھی بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان اپنی پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ پھر جب تکمیر ہونے لگتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور جب تکمیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں وساوس ڈالنے لگتا ہے کہ فلاں بات یاد کر اور فلاں بات یاد کر، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ تم رکعت نماز پڑھی تھی یا چار رکعت، جب یہ یاد نہ رہے تو سوکے دو سجدے کرے۔

الصَّلَاةُ عَلَيْنَا، فَأَنْكَنَنَا اللَّهُ مِنْهُ  
فَدَكَرَهُ)). [راجع: ۴۶۱]

۳۲۸۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا نَوَدْتَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانَ وَلَهُ ضَرَاطٌ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ، فَإِذَا تُوَبَّ بِهَا أَذْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَقَلْبِهِ فَيَقُولُ: إِذْكُرْ كَذَا وَكَذَا، حَتَّى لَا يَذْرِي أَثْلَاثًا صَلْلَى أَمْ أَرْبَعًا، فَإِذَا لَمْ يَذْرِ ثَلَاثًا صَلْلَى أَوْ أَرْبَعًا سَجَدَ سَجْدَتِي السَّهْرِ)).

[راجع: ۶۰۸]

جیسا شیطان ہے ویسا ہی اس کا گوز مارنا بھی ہے۔ اذان سے نفرت کر کے وہ بھاگتا ہے اور اس زور سے بھاگتا ہے کہ اس کا گوز نکلتے ہیں۔ امنا و صدقنا ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بست سے انسان نماشیطان بھی ہیں جو اذان جیسی پیاری آواز سے نفرت کرتے ہیں، اس کے روکنے کے بین کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ بظاہر انسان درحقیقت ذریات شیطان ہیں۔ (﴿فَاقْتَلُهُمُ اللَّهُ أَنِي بُوْلُكُون﴾) (۳۲۸۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خبر دی، انسیں ابوالزناد نے، انسیں اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شیطان ہر انسان کی پیدائش کے وقت اپنی انگلی سے اس کے پہلو میں کچوک کچوک کھاتا ہے سوائے عیسیٰ بن مریم ﷺ کے جب انسیں وہ کچوک کے لگانے گیا تو پردے پر لگا آیا تھا (جس کے اندر بچ رہتا ہے۔ اس کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکی، اللہ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو اس کی اس حرکت سے محفوظ رکھا)

(۳۲۸۷) ہم سے مالک بن اسما علیل نے بیان کیا، کہا تم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے، ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقر نے بیان کیا کہ میں شام پہنچا تو لوگوں نے کہا، ابو درداء آئے انہوں نے کہا، کیا تم لوگوں میں وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

۳۲۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ الْأَغْرِيجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّ بْنِ آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانَ فِي جَنَّبِهِ بِأَصْبَعِهِ جَنَّ بُولَذَ، غَيْرَ عِنْسِيِّ ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطْعَنَ فِي الْحَجَابِ)).

[طرفاه فی : ۳۴۳۱، ۴۵۴۸].

۳۲۸۷ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ الْمُفْرِنَةِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ، قَالُوا: أَبُو الدُّرْدَاءِ، قَالَ: ((أَفَيْكُمُ الَّذِي أَجَازَهُ اللَّهُ

کی زبان پر (یعنی آپ کے زمانے سے) شیطان سے بچا رکھا ہے۔ ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا اور ان سے مغیرہ نے یہی حدیث، اس میں یہ ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا تھا، آپ کی مراد حضرت عمار بن حوش سے تھی۔

من الشیطان علی لسان نبیه ﷺ۔ حدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ وَقَالَ: ((الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ، يَعْنِي عَمَارًا)). [اطرافہ فی: ۳۷۴۲، ۳۷۶۱، ۳۷۴۳، ۴۹۴۴، ۶۲۷۸]

مطلوب یہ کہ عمار شیطانی اغوا میں نہیں آئیں گے۔ ایسا ہی ہوا کہ عمار خلیفہ برحق یعنی حضرت علی بن ابی طیہ کے ساتھ رہے اور با غیوب میں شریک نہ ہوئے، اس حدیث سے حضرت عمار کی بڑی فضیلت تکلیف، وہ خاص آنحضرت مسیح موعود کے جائز تھے۔ ۳۲۸۸ - قال: وَقَالَ الْلَّهُتُ حَدَّثَنِي حَالِهِ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هَلَالٍ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدَ أَخْبَرَهُ عَنْ غُرْزَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَرِيمَ شَعْبَةَ نَبِيِّهِ ﷺ قَالَ: ((الْمُلَائِكَةُ تَسْخَدُ فِي الْعَنَانِ - وَالْعَنَانُ الْفَعَامُ - بِالْأَمْرِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ - فَتَسْمَعُ الشَّيَاطِينُ الْكَلِمَةَ فَقَرُرُهَا فِي أَذْنِ الْكَاهِنِ كَمَا تُقْرَأُ الْقَارُوَةُ، فَيُزِيدُونَ مَعَهَا مِيَانَةً كَلِبَيَّةً)). [راجح: ۳۲۱۰]

شیئے میں کچھ ڈالنا منظور ہوا ہے تو اس کا منہ اس طرف سے لگاتے ہیں جس میں عرق پانی وغیرہ کوئی چیز ہوتی ہے تاکہ باہر نہ گرے۔ اسی طرح شیطان کا ہنوں کے کان سے منہ لگا کر یہ بات ان کے کان میں پچکے سے پھونک دیتے ہیں۔ ۳۲۸۹ - حدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلَيْهِ قَالَ حدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشَّارُبُ مِنَ الشَّيَطَانَ، فَإِذَا تَنَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلَيْرَدَةٌ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَالَ هَا ضَحْكَ الشَّيَطَانُ)). [طرفاہ فی: ۶۲۲۳، ۶۲۲۶]

معلوم ہوا کہ جمالی لیتے وقت حتی الامکان اپنے منہ کو بند کر کے آواز نہ نکلنے والے کیونکہ یہ سستی کی علامت ہے۔

(۳۲۹۰) ہم سے زکریا بن میحیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا کہ ہشام نے ہمیں اپنے والد عروہ سے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہا کہ احمد کی لڑائی میں جب مشرکین کو شکست ہو گئی تو ابلیس نے چلا کر کہا کہ اے اللہ کے بندو! (یعنی مسلمانوں) اپنے پیچھے والوں سے بچو، چنانچہ آگے کے مسلمان پیچھے کی طرف پل پڑے اور پیچھے والوں کو (جو مسلمان ہی تھے) انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ حدیفہ بنیٹھ نے دیکھا تو ان کے والدیمان بنیٹھ بھی پیچھے تھے۔ انہوں نے بتیرا کہا کہ اے اللہ کے بندو! یہ میرے والد ہیں، یہ میرے والد ہیں۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ لوگوں نے بہب تک انہیں قتل نہ کر لیا نہ چھوڑا۔ بعد میں حدیفہ بنیٹھ نے صرف اتنا کہا کہ خیر، اللہ تمہیں معاف کرے۔ (کہ تم نے غلط فہمی سے ایک مسلمان کو مار ڈالا) عروہ نے بیان کیا کہ پھر حدیفہ بنیٹھ اپنے والد کے قاتلوں کے لیے برایر مغفرت کی دعا کرتے رہے۔ تا آنکہ اللہ سے جا ملے۔

آنحضرت بنیٹھ کو معلوم ہوا تو حدیفہ بنیٹھ کو ان کے باپ کی دیت آپ دلانے گئے۔ لیکن حدیفہ بنیٹھ نے وہ بھی مسلمانوں کو معاف کر دی، بجان اللہ! صحابہ بنیٹھ کی ایک ایک یہی ہماری عمر بھر کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(۳۲۹۱) ہم سے حسن بن ربيع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے، ان سے اشعت نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھراً هر دیکھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی ایک اچک ہے جو وہ تم میں سے ایک کی نماز میں سے کچھ اچک لیتا ہے۔

(۳۲۹۲) (دوسری سند) ہم سے ابوالمغیرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میحیٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی قدادہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (مثل روایت سابقہ کی حدیث بیان کی) مجھ سے سلیمان بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان

۳۲۹۰۔ حدثنا زکریاء بن یحییٰ قال: حدثنا أبوأسامة قال: هشام : أخبرنا عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((لما كان يوم أحد هزم المشركون، فصاحت إلينيس: أي عباد الله، أخواكم، فرجعت أولاهم فاجتذبت هي وأخواتهم، فنظر حذيفة فإذا هو بابيه اليمان، فقال: أي عباد الله، أبي أبي. فوا الله ما احتجزوا حتى قتلوا فقال حذيفة: غفر الله لكم. قال غزوه: فما زالت في حذيفة منه بقية خير حتى لحق بالله)). [اطرافہ فی : ۳۸۲۴، ۴۰۶۵، ۶۶۶۸، ۶۸۸۳، ۶۸۹۰].

آنحضرت بنیٹھ کو معلوم ہوا تو حدیفہ بنیٹھ کو ان کے باپ کی دیت آپ دلانے گئے۔ لیکن حدیفہ بنیٹھ نے وہ بھی مسلمانوں کو معاف کر دی، بجان اللہ! صحابہ بنیٹھ کی ایک ایک یہی ہماری عمر بھر کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

(۳۲۹۱) حدثنا الحسن بن الربيع قال: حدثنا أبو الأحوص عن أشعث عن أبيه عن مسروق قال: قالت عائشة رضي الله عنها: سألت النبي ﷺ عن الفحات الرجال في الصلاة فقال: ((هو اختلاف يختلف في الصلاة أحدكم)).

[راجع: ۷۵۱]

(۳۲۹۲) حدثنا أبوالمغيرة قال: حدثنا الأوزاعي قال: حدثني يحيى بن أبي كثیر عن عبد الله بن أبي قتادة عن أبيه عن النبي ﷺ. حدثني سليمان بن عبد الرحمن قال: حدثنا الوليد قال: حدثنا

کیا، کما ہم سے اوزاعی نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی قادہ نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بنی کریم نے فرمایا، اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شید ان کی طرف سے ہے۔ اس لئے اگر کوئی برادر اور اٹا خواب دیکھے تو باسیں طرف تھوڑا کو کے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے۔ اس عمل سے شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(۳۲۹۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں ابو بکر کے غلام سی نے، انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا (ترجمہ) ”نہیں ہے کوئی معبد، سوا اللہ تعالیٰ کے، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔“ تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو رائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ تا آنکہ شام ہو جائے اور کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہ آئے گا، مگر جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

یعنی دو سی اتنی سو بار اس کو اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔ قطلانی نے کہا یہ کلمہ ہر روز سو بار پے در پے پڑھے یا تھوڑا تھوڑا کر کے، ہر حال میں وہی ثواب ہے لیکن بتیریہ ہے کہ صبح سوریے اور رات ہوتے ہی سو بار پڑھے، تاکہ دن اور رات دونوں میں

(۳۲۹۴) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کما ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید نے خردی، انہیں محمد بن سعد بن ابی و قاص (رضی اللہ عنہ) نے خردی اور ان سے ان کے والد حضرت سعد بن ابی و قاص (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ ایک دفعہ عمر بن زید نے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر

الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الرُّؤْبَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ، وَالنَّحْلُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا حَلَّمَ أَخْدُوكُمْ حَلَّمَا يَعْلَمُهُ فَلَيَنْصُتْ عَنْ يَسَارِهِ وَلَيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). [اطرافہ فی: ۵۷۴۷، ۶۹۸۴، ۶۹۹۵، ۶۹۸۶، ۷۰۰۵].

۳۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ لَّدِينِرِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرْأَةً كَانَتْ لَهُ عَذَلَةٌ عَشْرَ رَقَابًا، وَكَبِيتَ لَهُ مِائَةَ حَسَنَةٍ وَمَعِيشَتُهُ مِائَةَ سَيِّنَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرَزاً مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتْنِي يُمْسِي، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِيلٌ أَكْثَرٌ مِنْ ذَلِكَ)) [اطرافہ فی: ۶۴۰۳].

کر کے، ہر حال میں وہی ثواب ہے لیکن بتیریہ ہے کہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے۔

۳۲۹۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْحَمِيدَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ: ((اسْتَأْذِنْ

ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت چند قریشی عورتیں (خود آپ کی بیویاں) آپ کے پاس بیٹھی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں اور آپ سے (خرج میں) بدلانے کا سوال کر رہی تھیں۔ خوب آواز بلند کر کے لیکن جو نبی حضرت عمر بن الخطاب نے اجازت چاہی، وہ خواتین جلدی سے پرداز کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی، آنحضرت ﷺ مسکرا رہے تھے۔ عمر بن الخطاب نے کہا، اللہ تعالیٰ یہ شے آپ کو بہتر کر کے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا ابھی ابھی میرے پاس تھیں، لیکن جب تمہاری آواز سنی تو پرداز کے پیچھے جلدی سے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا، لیکن آپ یا رسول اللہ! زیادہ اس کے مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں، پھر انہوں نے کہا، اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور آنحضرت ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ ازواج مطہرات بولیں کہ واقعہ یکی ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تم سے مل جائے تو جھٹ وہ یہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

عمرؑ علی رَسُولِ اللَّهِ وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرْيَشٍ يَكْلِمُنَةٍ وَيَسْتَخْرِجُنَةٍ عَالِيَّةً أَصْنَافَاهُنَّ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عَمَرٌ فَمَنْ يَنْدَرِنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ يَضْحَكُ، فَقَالَ عَمَرٌ: أَضْحَكَ اللَّهُ سُلْكَ يَا رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ: ((عَجِبْتَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَنْبَيِّ كُنْ عَنِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَرَّتْكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ)). قَالَ عَمَرٌ : فَأَنْتَ يَا رَسُولُ اللَّهِ كُنْتَ أَحْقَ أَنْ يَهْنَ. ثُمَّ قَالَ: أَيْ عَدُوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ، أَتَهْنَتِي وَلَا تَهْنَ رَسُولُ اللَّهِ؟ قُلْنَ : ((نَعَمْ، أَنْتَ أَفْظُ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ)). قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجُّا إِلَّا سَلَكَ فَجُّا غَيْرَ فَجُّكَ)). [طرفہ فی : ۳۶۸۳، ۶۰۸۵].

**تَسْبِيحٌ** دوسری روایت میں ہے کہ شیطان حضرت عمر بن الخطاب کے سامنے بھاٹا ہے۔ راضیوں نے اس حدیث کی صحت پر اعتراض کیا ہے جو سرا سرجات اور نفاسیت پر میں ہے آنحضرت ﷺ باشا و قوت رحمۃ للعلیین تھے اور باشا ہوں کا رحم و کرم اس درجہ ہوتا ہے کہ بد معاشوں کو بھی باشا سے فضل و کرم کی توقع ہوتی ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب کو توال کی طرح تھے۔ کوتوال کا اصلی فرض یہ ہوتا ہے کہ بد معاش جتنا کوتوال سے ڈرتے ہیں، اتنا باشا سے نہیں ڈرتے۔

(۳۲۹۵) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے اہن ابی حازم نے بیان کیا، اہن سے یزید نے، اہن سے محمد بن ابراہیم نے، اہن سے عیسیٰ بن طلحہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن الخطاب نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص سو کراٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے نتھیں پر بیٹھا رہتا ہے۔ (جس سے آدمی پر سستی غالب آجائی ہے۔ پس ناک جھاڑنے سے وہ سستی دور ہو جائے گی)

حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَّ أَبِي حَازِمَ عَنْ يَزِيدِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَيْنَيِّ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِذَا اسْتَقْبَطَ أَرَاهُ أَحَدُكُمْ - مِنْ مَنَامِهِ فَوَصِّلْ فَلَيَسْتَقِبِلْ ثَلَاثَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْيَسْ عَلَى خَيْسُومِهِ)).

ان جملہ احادیث سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے شیاطین کا وجود ثابت فرمایا ہے اور وہ جن جن صورتوں سے بنی آدم کو گمراہ کرتے ہیں، ان میں سے اکثر صورتیں ان احادیث میں مذکور ہو گئی ہیں۔ شیطان کے وجود کا انکار کرنے والے قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان کمالانے کے حق دار نہیں ہیں۔ باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

## باب جنوں کا بیان اور ان کو ثواب

### اور عذاب کا ہونا

کیونکہ اللہ نے (سورہ النعام میں) فرمایا، اے جنو اور آدمیو! کیا تمہارے پاس تمہارے ہی میں سے رسول نہیں آئے؟ جو میری آئیں تم کو سنا تر رہے آخر تک۔ (قرآن مجید میں سورہ جن میں) بخسا۔ معنی لفظان کے ہے۔ مجاہد نے کہا سورہ الصالقات میں جو یہ ہے کہ کافروں نے پروردگار اور جنات میں ناتام ختم ریا ہے، قریش کما کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور ان کی ماں میں سردار جنوں کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا، جن جانتے ہیں کہ ان کافروں کو حساب کتاب دینے کے لیے حاضر ہوں گے (سورہ یس میں جو یہ ہے) «وَهُمْ لَهُمْ جَنِدٌ مُّخْضُرُونَ» یعنی حساب کے وقت حاضر کئے جائیں گے۔

**لئے بحث** نجپریوں اور دہریوں نے جمل فرشتوں اور شیطان کا انکار کیا ہے، وہاں جنوں کا بھی انکار کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا جنوں کا وجود عمرو بن عاص میتھی نے کہا، اللہ پاک نے آدم سے دو ہزار برس پہلے جنوں کو پیدا فرمایا تھا۔ (وجیدی)

(۳۲۹۶) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ النصاری نے اور انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم کو جنگل میں رہ کر بکریاں چڑانا بست پسند ہے۔ اس لیے جب کبھی اپنی بکریوں کے ساتھ تم کسی بیباں میں موجود ہو اور (وقت ہونے پر) نماز کے لیے اذان دو تو اذان دیتے ہوئے اپنی آواز خوب بلند کرو، کیونکہ موزن کی آواز اذان کو جہاں تک بھی کوئی انسان، جن یا کوئی چیز بھی نہیں گی تو قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت ابو

### ۱۲ - بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَتَوَابِهِمْ

### وعقابهم

لقوله: ﴿هُنَّا مَغْشَرُ الْجِنِّ وَالإِنْسِ أَلَمْ يَأْتُكُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي إِلَى قَوْلِهِ - عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾۔ (بخشانہ): نَفْصًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾؛ قَالَ كَفَّارٌ قُرْيَشٍ: الْمَلَائِكَةُ بَنَاتُ اللَّهِ وَأَمْهَاتُهُمْ بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ، قَالَ اللَّهُ : ﴿وَلَقَدْ عِلِّمْتَ الْجِنَّةَ إِنَّهُمْ لَمُخْضُرُونَ﴾؛ سَتُّخْضُرُونَ لِلْحِسَابِ۔ ﴿جَنَدٌ مُّخْضُرُونَ﴾؛ عِنْدَ الْحِسَابِ۔

قرآن مجید اور حدیث اور اجماع امت اور تو اتر سے ثابت ہے اور فلاسفہ اور نجپریوں کا انکار قتل اعتبار نہیں۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص میتھی نے کہا، اللہ پاک نے آدم سے دو ہزار برس پہلے جنوں کو پیدا فرمایا تھا۔ (وجیدی) (۳۲۹۶) - حَدَّثَنَا قَبِيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَفَصَعَةِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ : (رَأَى أَبَا سَعِيدَ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ : إِنِّي أَرَاكَ تُحِبُّ الْفَقْمَ وَالْبَادِيَةَ، فَلَمَّا كَنْتَ فِي غَمْكَ وَبَادِيَتَكَ فَلَذَّتَ بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَذِي صَوْتِ الْمُؤْذِنِ جِنْ وَلَا إِنْسَنٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمٌ

الْقِيَامَةِ قَالَ أَبُو مُعْنَيْدٍ سَيِّدُهُ مِنْ رَسُولِ عَصِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَفَعَهُ كَمَا كَهْ يَهْ حَدِيثُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنِّي تَهْيَى۔ [راجح: ۶۰۹]

حدیث بذا میں مؤذن کی اذان کی آواز کو جنوں کے بھی سخنے کا ذکر ہے۔ اس سے جنوں کا وجود ثابت ہوا اور یہ بھی کہ جن قیامت کے دن بعض انسانوں کے اعمال خیر میں اذان پر اللہ کے ہاں اس بندے کے حق میں خیر کی گواہی دیں گے۔ جنوں کا ذکر آنے سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

باب اور اللہ تعالیٰ کا سورہ جن میں فرماتا "اور جب ہم نے آپ کی طرف جنوں کے ایک گروہ کو بیچ دیا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد (اولنک فی ضلال مبین) تک" سورہ کف میں لفظ مصرفاً، معنی لوٹنے کی وجہ کے ہے۔ سورہ جن میں لفظ صرفنا کا معنی متوجہ کیا، بیچ دیا۔

اس باب کے ذیل حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صرف آیت قرآنی کے نقل پر اکتفا کیا، جس میں اشارہ ہے کہ جنوں کا وجود نفس قرآنی سے ثابت ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بت سے جن آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر مسلمان ہو گئے۔ جن کے حالات بتانے کے لئے سورہ جن نازل ہوئی، یہی باب کی آیات سے مطابقت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں ارشاد "اور ہم نے زمین پر ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے"۔

این عبارت میں کما کہ (قرآن مجید میں) لفظ نعبان زسانپ کیلئے آیا ہے بعض نے کہا، سانپوں کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ جان ہو سفید باریک ہو، افعی، زہردار سانپ اور اسود کالانگ (وغیرہ) سورہ ہود میں اخذ بنا صیحتہ سے مراد یہ ہے کہ ہر جانور کی پیشانی تھا یہ ہوئے ہے۔ یعنی ہر جانور اسکی ملک اور اسکی حکومت میں ہے۔ لفظ صفات جو سورہ ملک میں ہے، اسکے معنی اپنے پر پھیلائے ہوئے اور اسی سورہ میں لفظ یق卜ن، معنی اپنے بازوؤں کو سمیٹنے کے ہیں۔

(۳۲۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، ان سے عمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

### ۱۳ - بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ:

﴿وَإِذْ صَرَفَنَا إِلَيْكَ نَعَمْ: مِنَ الْجَنِّ - إِلَيْهِ - أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾۔ ﴿مَصْرَفَنَا﴾: مَغْدِلًا۔ ﴿صَرَفَنَا﴾: أَيْ وَجَهْنَا۔

### ۱۴ - بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿وَوَبَثْ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَاهِيَةِ﴾

قال ابن عباس : التعبان الحية الذكر منها، يقال الحيات أجناس: الحيات والأفاعي والأساورة. ﴿آخِذْ بِنَاصِيَتِهِ﴾ في ملكه وسلطانه. يقال: ﴿صَافَاتِهِ﴾ بسط أجنحتهن ﴿يَقْبِضُنَّ﴾ يضربن بأجنحتهن.

۳۲۹۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ

سن۔ آپ منیر خطبہ دیتے ہوئے فمارہے تھے کہ سانپوں کو مارڈا لانا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں اور دم بریدہ سانپ کو بھی، کیونکہ دونوں آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں اور حمل تک گردیتے ہیں۔

يَعْلَمُ عَلَى الْمُسْتَبِرِ يَقُولُ: ((اقْتُلُوا  
الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفَيْلِينَ وَالْأَبْنَرَ،  
فَإِنَّهُمَا يَطْمِسُانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَقْطِعُانِ  
الْجَبَلَ)).

[اطرفاہ فی: ۳۲۱۰، ۳۳۱۲، ۴۰۱۶]۔

(۳۲۹۸) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کماکہ ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے ابو لبابة بن شوہر نے پکار کر کماکہ اسے نہ مارو، میں نے کماکہ رسول اللہ ﷺ نے تو سانپوں کے مارنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر آنحضرت نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں دفعتاً مارڈالنے سے منع فرمیا۔

٣٢٩٨ - ((قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: قَبَيْلًا أَنَا أَطْأَرُ  
حَيَّةً لَا قَتَلَهَا، فَنَادَانِي أَبُو لَبَابَةُ: لَا تَقْتَلُهَا.  
قَتَلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ۖ قَدْ أَمَرَ بِقُتْلِ  
الْحَيَّاتِ. فَقَالَ: إِنَّهُ نَهَى بَغْدَ ذَلِكَ عَنِ  
ذُوَاتِ الْبَيْوتِ، وَهِيَ الْعَوَامِرُ)).

[اطرفاہ فی: ۳۲۱۱، ۳۳۱۳، ۴۰۱۷]۔

(۳۲۹۹) اور عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو مصری سے روایت کیا، اس میں یوں ہے کہ مجھ کو ابو لبابة بن شوہر نے دیکھایا میرے پچازید بن خطاب نے اور معمراً کے ساتھ اس حدیث کو یونس اور ابن عبینہ اور اسحاق کلبی اور زیدہ نے بھی زہری سے روایت کیا اور صالح اور ابن عبینہ اور زیدہ نے بھی زہری سے، انہوں نے سالم سے، ابن حفصہ اور ابن مجع نے بھی زہری سے، انہوں نے سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس میں یوں ہے کہ مجھ کو ابو لبابة اور زید بن خطاب (دونوں) نے دیکھا۔

٣٢٩٩ - ((وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْمَرٍ:  
فَرَآنِي أَبُو لَبَابَةُ، أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ.  
وَتَابَعَهُ يُونُسُ وَابْنُ عَبِينَةَ وَإِسْحَاقَ الْكَلْبِيَّ  
وَالزَّيْنِيدِيُّ. وَقَالَ صَالِحٌ وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ  
وَابْنُ مُجْمِعٍ عَنِ الرُّهْبَرِ عَنْ سَالِمٍ عَنِ  
ابْنِ عَمْرَةَ: رَآنِي أَبُو لَبَابَةَ وَزَيْدُ بْنَ  
الْخَطَّابِ)).

عبدالرزاق کی روایت کو امام مسلم اور امام احمد اور طبرانی نے، اور یونس کی روایت کو مسلم نے اور ابن عبینہ کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا، اسحاق کی روایت ان کے نحو میں موصول ہے، صالح کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا ہے۔ ابن عبینہ کی روایت ان کے نحو میں موصول ہے، ابن مجع کی روایت کو بغوی اور ابن السکن نے وصل کیا ہے۔

گھریلو سانپوں کے بارے میں مسلم کی روایت ہے کہ آپ نے ان کے لیے یہ ارشاد فرمایا کہ تمدن تک ان کو ڈراؤ کہ ہمارے گمر سے چلے جاؤ، اگر پھر بھی وہ نہ لکھیں تو ان کو مارڈالو، سانپوں میں کلانگ سب سے بدتر ہے۔ اس کے زہر سے آدمی دم بھر میں مر جاتا ہے۔ کہتے ہیں سانپ کی عمر ہزار سال ہوتی ہے۔ ہر سال میں ایک دفعہ کپٹل بنتا ہے۔

۱۵ - بَابُ خَيْرِ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ  
بَابُ مُسْلِمَنَ كَاهْتَرِينَ مَالَ بَكْرِيَانِ ہیں جن کو چرانے کے لیے  
پَهْرِيُوں کی چوٹیوں پر پھرتا رہے۔

(۳۳۰۰) ہم سے اساعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ

يَتَّبَعُ بَهَا شَعْفَ الْجَنَاحِ

۳۳۰۰ - حَذَّرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أَوْيَسٍ

مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن عبد اللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے، ان سے ان کے والد نے، اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان کا سب سے عمده مال اس کی وہ بکاریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑ کی چٹیوں اور بارش کی وادیوں میں لے کر چلا جائے گا تاکہ اس طرح اپنے دین و ایمان کو فتوں سے بچا لے۔

(۳۳۰۱) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے خردی، انہیں اعرج نے خبر دی، اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کفر کی چوتی مشرق میں ہے اور فخر اور تکبر کرنا گھوڑتے والوں، اونٹ والوں اور زمینداروں میں ہوتا ہے جو (عموا) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں اور بکری والوں میں دل جھی ہوتی ہے۔

پورب میں کفر کی چوتی فرمائی کیوں کہ عرب کے ملک سے ایران، توران یہ سب مشرق میں واقع ہیں اور اس زمانہ میں یہاں کے پادشاہ بڑے مغروف تھے۔ ایران کے پادشاہ نے آپ کا خط چاہڑا لاتا۔

(۳۳۰۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے بیان کیا کہ مجھ سے قیس نے بیان کیا اور ان سے عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو ادھر ہے یہاں میں! ہاں! اور قساوت اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اوثنوں کی دمیں پکڑے چلاتے رہتے ہیں۔ جمال سے شیطان کی چوٹیاں نمودار ہوں گی، یعنی ریجہ اور مضر کی قوموں میں۔

قال: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَفَصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الدَّخْنَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((يُؤْشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرًا مَالِ الرَّجُلِ غَمَّ يَتَبعُ بِهَا شَفَقُ الْجَبَالِ وَمَوَاقِعُ الْقَطَرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفَقْنِ)). [راجح: ۱۹]

۳۳۰۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنَ الزُّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : ((رَأَسُ الْكُفَّارِ نَحْرُ الْمَشْرِقِ، وَالْفَغْرِ وَالْخِيلَاءُ فِي أَهْلِ الْخِيلِ وَالْإِبْلِ، وَالْفَدَادِينَ أَهْلُ الْوَتَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَمِّ)). [اطرافہ فی :

۴۳۹۰، ۴۳۸۹، ۴۳۸۸، ۴۳۹۹]

۳۳۰۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ عَفْقَةَ بْنِ عَمْرُو أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ : أَشَارَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْرَ الْيَمَنَ فَقَالَ : ((الإِيمَانُ يَمَانٌ هَا هُنَّا، أَلَا إِنَّ الْقُسْنَةَ وَغِلْظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَادِينَ عِنْدَ أَصْوُلِ أَذْنَابِ الْإِبْلِ حِيثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانُ فِي رَيْغَةِ وَمَضَرِّ)).

[اطرافہ فی : ۴۳۹۸، ۴۳۸۷، ۴۳۰۳]

یمن والے بغیر بندگ اور بغیر تکلیف کے اپنی رغبت اور خوشی سے مسلمان ہو گئے تھے آنحضرت ﷺ نے ان کی تعریف

فرمائی اور اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ یہنے والے قوی الامیان رہیں گے پر نسبت اور ملک والوں کے۔ یہنے میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور عالیین بالحیث گزرے ہیں۔ آخری زمانہ میں علامہ قاضی محمد بن علی شوکانی یعنی حدیث کے بڑے عالم گزرے ہیں۔ ان سے پہلے علامہ محمد بن اسماعیل اسماعیل امیر وغیرہ (وحیدی)

(۳۳۰۳) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب مرغ کی پانگ سنوت اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو، کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے اور جب گدھے کی آواز سنوت شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

۳۳۰۴۔ حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّٰهُ  
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:  
(إِذَا سَمِعْتُمْ صِبَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْأَلُوا اللَّهَ  
مِنْ لَفْظِهِ فَإِنَّهَا رَأْتُ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ  
نَهْيَقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانَ  
فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا).

حافظ نے کہا اس حدیث سے مرغ کی فضیلت نکلی۔ ابو داؤد نے بہ سند صحیح نکلا مرغ کو برامت کو وہ نماز کیلئے بلا تا ہے یعنی نماز کے وقت جگارتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ نیک لوگوں کی محبت میں دعا کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ قول ہونے کی امید زیادہ ہوتی ہے۔

(۳۳۰۴) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی اور انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب رات کا ندیہ را شروع ہو یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس روک لیا کرو، کیونکہ شیاطین اسی وقت پھیلتے ہیں۔ البتہ جب ایک گھری رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو، اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو، کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھوں سکتا، ابن جریج نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بالکل اسی طرح حدیث سن تھی جس طرح مجھے عطاء نے خبر دی تھی، البتہ انہوں نے اس کا ذکر نہیں کیا کہ ”اللہ کا نام لو۔“

۳۳۰۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
رُؤْخَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرْجِيجَ قَالَ:  
أَخْبَرَنِي عَطَاءُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَنْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ: ((إِذَا كَانَ جُنُحُ الْلَّٰلِ - أَوْ أَمْسِيَّمُ  
- فَكُفُوا صَبَيْانَكُمْ، فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ تَنْتَشِرُ  
جِنِيدًا، فَإِذَا ذَهَبَتْ سَاعَةً مِنَ الْلَّٰلِ  
فَحَلُولُهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَذْكُرُوا اسْمَ  
اللَّهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا)).  
قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرَ  
بْنَ عَنْدِ اللَّهِ نَحْنُ مَا أَخْبَرَنِي عَطَاءُ وَلَمْ  
يَذْكُرْ ((وَأَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ)).

[راجح: ۳۲۸۰]

(۳۳۰۵) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب

حدَّثَنَا وَهِبْتُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَقَدِيتْ أُمَّةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُذْرِي مَا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لَا أَرَا هَذَا إِلَّا الْفَلَارَ: إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبْلِ لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ)). فَحَدَّثَنَا كَعْبًا فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُولِهِ؟ قَلَّتْ: نَعَمْ. فَقَالَ لِي مَرَأَةً، فَقَلَّتْ: أَفَأَفْرَأَتِ الْمُؤْزَّةَ؟.

(ہوں)

اس میں اختلاف ہے کہ مسح لوگوں کی نسل رہتی ہے یا نہیں؟ جمصور کے نزدیک نہیں رہتی اور باب کی حدیث کو اس پر محول کیا ہے کہ اس وقت تک آپ پر وہی نہ آئی ہوگی، اسی لئے آپ نے گمان کے طور پر فرمایا۔ (وہیدی)

۳۳۰۶- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرٍ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرُوهَ يَحْدَثُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْوَزَاغَ: ((الْفَوَيْسِقُ)). وَلَمْ أَسْمَعْهُ أَمْرَ بِقَتْلِهِ. وَرَأَمْ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَاصٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْرَ بِقَتْلِهِ)). [راجح: ۱۸۳۱]

(۳۳۰۷) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور انہیں ام شریک رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے گرگٹ کو مارڈا لئے کا حکم فرمایا ہے۔

(۳۳۰۸) ہم سے عبد بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماء

۳۳۰۷- حَدَّثَنَا صَدَقَةً بْنَ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ التَّحْمِيدِ بْنُ جَبَّرٍ بْنَ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَبِّبِ أَنَّ أَمْ شَرِيكَ أَخْبَرَنَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْذَاغِ). [طرفة فی : ۳۳۵۹].

۳۳۰۸- حَدَّثَنَا عَبْيَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ

نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والدے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس سانپ کے سر پر دو نقطے ہوتے ہیں، انہیں مار ڈالا کرو، کیونکہ وہ اندھا بنا دیتے ہیں اور حمل کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔  
ابو اسامہ کے ساتھ اس کو حماد بن سلمہ نے بھی روایت کیا۔

حدَّثَنَا أَبُو أَسْأَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْتُلُوا ذَا الْقُفْيَيْنِ، فَإِنَّهُ يَطْمِسُ الْبَصَرَ وَيُصْبِبُ الْحَبَلَ)).  
تابعہ خماد بن سلمہ : ((أخبرنا أسامه)).

[طرفة في: ۳۳۰۹]

(۳۳۰۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما ہم سے بھی قتلان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والدے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دم بریدہ سانپ کو مار ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ آنکھوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور حمل کو ساقط کر دیتا ہے۔

حدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِقَتْلِ الْأَبْرَ وَقَالَ: إِنَّهُ يَصْبِبُ الْبَصَرَ وَيَذْهَبُ الْحَبَلَ)).

[راجع: ۳۳۰۸]

یعنی ان میں زہر بیلا مادہ اتنا زد اثر ہے کہ اس کی تیز نکایت اگر کسی کی آنکھ سے ٹکرا جائے تو بصارت کے زائل ہونے کا خوف ہے۔ اسی طرح حاملہ غورتوں کا حمل ساقط کرنے کے لئے بھی ان کی تیز نکایت خطرناک ہے۔ پھر زہر کس قدر ملک ہو گا اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔

(۳۳۱۰) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کما ہم سے ابن الی عدی نے بیان کیا ان سے ابو یونس قشیری (حاتم بن الی صغیرہ) نے، ان سے ابن الی ملیکہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سانپوں کو پسلے مار ڈال کرتے تھے۔ لیکن بعد میں انہیں مارنے سے خود ہی منع کرنے لگے۔ انسوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی ایک دیوار گروائی تو اس میں سے ایک سانپ کی کینچلی نکلی، آپ نے فرمایا کہ دیکھو، وہ سانپ کمال ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے تلاش کیا (اور وہ مل گیا تو) آپ نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو، میں بھی اسی وجہ سے سانپوں کو مار ڈال کر تھا۔

حدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلَيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي عَدَيْ عَنْ أَبِي يُونُسَ الْقَشِيرِيِّ عَنْ أَبْنِ أَبِي مُلِيْكَةَ أَنَّ أَبْنَ عَمْرَ كَانَ يَقْتَلُ الْحَيَّاتِ، ثُمَّ نَهَى قَالَ: ((إِنَّ النَّبِيِّ ﷺ هَذِهِ حَادِثَةً لَهُ فَوْجَدَ فِيهِ سَلَخَ حَيَّةً فَقَالَ: ((انظُرُوا أَيْنَ هُوَ فَنَظَرُوا فَقَالَ: أَقْتُلُوهُ)، فَكَتَّتْ أَقْتُلُهَا لِذَلِكَ)).

[راجع: ۳۲۹۷]

(۳۳۱۱) پھر میری ملاقات ایک دن ابوالبلبہ بولٹ سے ہوئی، تو انسوں نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ پسلے یا سفید سانپوں کو نہ مار ڈالو۔ البتہ دم کٹے ہوئے سانپ کو جس پر دو سفید دھاریاں ہوتی ہیں اس کو مار ڈالو، کیونکہ یہ اتنا زہر بلاتا ہے کہ حاملہ کے حمل کو گرا دتا ہے اور آدمی کو اندھا بنا دیتا ہے۔

فَلَقِيتُ أَبَا لَبَابَةَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقْتُلُوا الْجَنَانَ إِلَّا كُلُّ أَبْنَرَ ذِي طَفْقَيْنِ، فَإِنَّهُ يَسْقِطُ الْوَلَدَ وَيَذْهَبُ الْبَصَرَ فَاقْتُلُوهُ)).

[راجع: ۳۲۹۸]

**لَئِنْسَمْعَ** پہلے جو حدیث گزری اس میں دھاریوں والے، اور بے دم کے سانپ کے مارنے کا حکم فرمایا۔ یہاں بھی اس کے مارنے کا حکم دیا جس میں یہ دونوں باتیں موجود ہوں وہ اور بھی زیادہ زہریلا ہو گا۔ یہ حدیث اگلی حدیث کے خلاف نہیں ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ جس سانپ میں ان دونوں میں سے کوئی صفت یا دونوں صفتیں پائی جائیں اس کو مارڈا (وجیدی)

(۳۳۱۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا اور ان سے تافق نہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سانپوں کو مارڈا لا کرتے تھے۔

[راجع: ۳۲۹۷]

(۳۳۱۳) پھر ان سے ابوالباجہ بن شہر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گھروں کے پتلے یا سفید سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے تو انہوں نے مارنا چھوڑ دیا۔

**لَئِنْسَمْعَ** حَدَّثَنَا أَبُو لَبَابَةَ: (أَنَّ النَّبِيَّ

**لَئِنْسَمْعَ** نَهَىٰ عَنْ قَتْلِ جِنَانِ الْيَوْمَ، فَأَمْسَكَ

عَنْهَا). [راجع: ۳۲۹۸]

**لَئِنْسَمْعَ** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ابھی چیچھے آیت شریفہ «وَبَثَ فِيهَا مِنْ كُلِّ ذَآيَةٍ» (آل بقرہ: ۲۶۳) کے ذیل باب منعقد فرمایا تھا۔ ان جملہ احادیث کا تعلق اسی باب کے ساتھ ہے۔ درمیان میں بکری کا غمنی طور پر ذکر آگیا تھا۔ اس کی آیت کے پیش نظر اس کے لئے الگ باب بازدھا مناسب جاتا۔ پھر بکری کی احادیث کے بعد باب زیر آیت «وَبَثَ فِيهَا مِنْ كُلِّ ذَآيَةٍ» (آل بقرہ: ۲۶۳) کے ذیل ان جملہ احادیث کو لائے جن میں حیوانات کی مختلف قسموں کا ذکر ہوا ہے۔ فتنبر و فک اللہ

بَابِ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابَّ فَوَاسِقُ

جَانُورِ هِينَ، جَنْ كُو حِرمٌ مِنْ بَهْيٌ مَارِدُ النَّادِرِ سَرَتْ هِيَ

(۳۳۱۴) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عودہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پانچ جانور موزدی ہیں، انہیں حرم میں بھی مارا جاسکتا ہے (تو حمل میں بطريق اولی ان کا مارنا جائز ہو گا) چوبا، بچھو، چیل، کوا اور کاث لینے والا کتا۔

**لَئِنْسَمْعَ** يُقْتَلُنَ فِي الْحَرَمَ

(۳۳۱۴) حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ  
بْنُ زُرْبَعَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ عَزِيزَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ  
النَّبِيِّ **لَئِنْسَمْعَ** قَالَ: ((خَمْسٌ فَوَاسِقٌ يُقْتَلُنَ فِي  
الْحَرَمِ: الْفَارَّةُ وَالْعَقْرُبُ وَالْخَدَيَا  
وَالْغَرَبُ وَالْكَلْبُ الْمُقْوَرُ)).

[راجع: ۱۸۲۹]

صحت انسانی کے لحاظ سے بھی یہ جانور بہت مضر ہیں۔ اگر ان میں سے ہر جانور کو اس کے مضر اثرات کی روشنی میں دیکھا جائے تو حدیث نبوی کا بیان صاف طور پر ذہن نشین ہو جائے گا۔

(۳۳۱۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خردی، انہیں عبد اللہ بن دینار نے اور انہیں حضرت

**لَئِنْسَمْعَ** حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمَةَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں اگر کوئی شخص حالت احرام میں بھی مارڈا لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ بچھو، چوہا، کاٹ لینے والا کتا، کوا اور چیل۔

عندِ اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا ان رَسُولِ اللہ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِ مِنْ قَتْلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جَنَاحٌ عَلَيْهِ: الْعَقْرَبُ وَالْفَارَّةُ وَالْكَلْبُ الْعَقْرُورُ وَالْغَرَابُ وَالْحَدَّادُ)). [راجع: ۱۸۲۶]

(۳۳۱۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے کثیر نے، ان سے عطا نے اور ان سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پانی کے برتوں کو ڈھک لیا کرو، مٹکیزوں (کے منہ) کو باندھ لیا کرو، دروازے بند کر لیا کرو اور اپنے بچوں کو اپنے پاس جمع کر لیا کرو، کیونکہ شام ہوتے ہی جنات (روئے زمین پر) پھیلتے ہیں اور اچکتے پھرتے ہیں اور سوتے وقت چراغ بھالیا کرو، کیونکہ موزی (چوبا) بعض اوقات جلتی تھی کو کھیج لاتا ہے اور اس طرح سارے گھر کو جلا دیتا ہے۔ ابن حجر عن اور حسیب نے بھی اس کو عطا سے روایت کیا، اس میں جنات کے بدل شیاطین مذکور ہیں۔

۳۳۱۶ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَفِعَهُ قَالَ: ((خَمْرُوا الْأَيْمَةَ، وَأَكْفُوا الْأَسْقِيَةَ، وَأَجِنِفُوا الْأَبْوَابَ، وَأَكْفُوا صِبَّانَكُمْ عِنْدَ الْعَشِيِّ، فَإِنَّ لِلْجِنِّ اتِّشَارًا وَخَطْفَةً، وَأَطْفَلُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسَقَةَ رَبِّمَا اجْتَرَّتِ الْفَيْيَلَةَ فَأَخْرَقَتِ أَهْلَ النِّيَّتِ)). قَالَ ابْنُ حَرْبٍ وَحِبْيَنٌ عَنْ عَطَاءٍ: ((فَإِنَّ لِلشَّيْطَانِ)). [راجع: ۳۲۸۰]

جنات اور شیاطین بعض دفعہ سانپ کی شکل میں زمین پر پھیل کر خاص طور پر رات میں انسانوں کی تکلیف کا سبب بن جاتے ہیں، حدیث کا مفہوم یہ ہے۔

(۳۳۱۷) ہم سے عبدہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، انسیں اسرائیل نے، انسیں منصور نے، انسیں ابراہیم نے، انسیں علقہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مقام منی میں) ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آیت («والمرسلات عرفًا») "نازل ہوئی، ابھی ہم آپ کی زبان مبارک سے اسے سن ہی رہے تھے کہ ایک بل میں سے ایک سانپ نکلا، ہم اسے مارنے کے لئے چھپئے، لیکن وہ بھاگ گیا اور اپنے بل میں داخل ہو گیا، (آنحضرت ﷺ نے) اس پر فرمایا، تمہارے ہاتھ سے وہ اسی طرح فٹ کلا، جیسے تم اس کے نشان سے فٹ گئے اور یحییٰ نے اسرائیل سے روایت کیا ہے، ان سے امش نے ان

۳۳۱۷ - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَتَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَارٍ، فَتَرَكْتُهُمْ فِي غَارٍ، فَوَالْمُرْسَلَاتِ غُرْفَاتِهِ فِي غَارٍ، لَتَّلَقَّاهَا مِنْ فِيهِ إِذْ حَرَجَتْ حَيَّةٌ مِنْ جُحْرِهَا، فَأَبْتَدَرَنَاها لِتَقْتُلُهَا، فَسَبَقَتْنَا فَدَحَلَتْ فِي جُحْرِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَقَيْتُ شَرَكِنَ كَمَا وَقَيْتُمْ شَرَهَا)). وَعَنْ إِسْرَائِيلَ عَنِ الْأَغْمَشِ عَنْ

سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ بن عثیر نے اسی طرح روایت کیا اور کہا کہ ہم آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے اس سورہ کو تازہ تباہہ سن رہے تھے اور اسرائیل کے ساتھ اس حدیث کو ابو عوانہ نے مغیرہ سے روایت کیا اور حفص بن غیاث اور ابو معاویہ اور سلیمان بن قرم نے بھی اعمش سے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثیر نے۔

ابو عوانہ کی روایت کو خود مؤلف نے کتاب التفسیر میں اور حفص کی روایت کو بھی مؤلف نے کتاب الحج میں اور ابو معاویہ کی روایت کو امام مسلم نے وصل کیا، سلیمان بن قرم کی روایت کو حافظہ کیا، میں نے موصولة نہیں پایا۔

إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ . مِثْلُهُ .  
قَالَ : ( وَإِنَا لَتَسْلَفَاهَا مِنْ فِيهِ رَطْبَةً ) .  
وَتَابِعَهُ أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ . وَقَالَ حَفْصَ  
وَأَبُو مَعَاوِيَةَ وَسَلَيْمَانَ بْنَ قَرْمَ عَنْ  
الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْنَدِ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ . [ راجع : ۱۸۳۰ ]

(۳۳۱۸) ہم سے نصر بن علی نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم کو عبد الاعلیٰ نے خردی، انسوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم ﷺ نے بیان کیا، ایک عورت ایک بیلی کے سبب سے دوزخ میں گئی۔ اس نے بیلی کو باندھ کر رکھا تھا تو اسے کھانا دیا اور نہ ہی چھوڑا کر وہ کیڑے کو کوڑے کھا کر اپنی جان چھالیتی۔ عبد الاعلیٰ نے کہا اور ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا۔

معلوم ہوا کہ مخلوقات کو قصداً کچھ بھی تکلیف دینا عند اللہ سخت میعوب اور گناہ خظیم ہے۔

(۳۳۱۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عثیر نے کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا، گروہ انبیاء میں سے ایک نبی ایک درخت کے سامنے میں اترے، وہاں انسیں کسی ایک چیونٹی نے کاٹ لیا۔ تو انسوں نے حکم دیا، ان کا سارا سلامان درخت کے تلے سے اٹھا لیا گیا۔ پھر چیونٹیوں کا سارا چھتہ جلوا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی بھیجی کہ تم کو تو ایک ہی چیونٹی نے کھانا تھا، فقط اسی کو جلانا تھا۔

۳۳۱۸ - حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلَيٍّ قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا عَيْنِيَدُ اللَّهُ  
بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( دَخَلَتْ امْرَأَةٌ  
النَّارَ فِي هُرَيْرَةٍ رَبَطْتُهَا، فَلَمْ تُطْعَمْهَا، وَلَمْ  
تَدْعَهَا تَأْكُلْ مِنْ حَشَاشِ الْأَرْضِ )) . قَالَ :  
وَحَدَّثَنَا عَيْنِيَدُ اللَّهُ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ .  
مِثْلُهُ . [ راجع : ۲۳۶۵ ]

۳۳۱۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُونِيسِ  
قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ  
الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : (( نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ  
الْأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةَ فَلَدَعَتْهُ نَمَلَةٌ، فَأَمَرَ  
بِجَهَازِهِ فَأَخْرَجَ مِنْ تَحْنِيَّهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِسَيْتَهَا  
فَأَخْرَقَ بِالنَّارِ، فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ : فَهَلَا نَمَلَةٌ  
وَأَجِدَهُ ؟ )) . [ راجع : ۳۰۱۹ ]

### غلط ترجمہ کا ایک نمونہ:

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل ہمارے معزز علماء کرام بخاری شریف کے تراجم کئی عدد نکال رہے ہیں۔ مگر ان کے تراجم اور تشریحات میں لفظی اور معنوی بہت سی غلطیاں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جگہ حدیث کا مفہوم کچھ ہوتا ہے اور یہ حضرات اس کے بر عکس ترجمہ کر جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہاں بھی موجود ہے۔ حدیث کے الفاظ فاصلہ بجهازہ فاخر ج من تحتها کا ترجمہ تقسیم البخاری (دیوبندی) میں یوں کیا گیا ہے۔

”تو انہوں نے اس کے چھتے کو درخت کے نیچے سے نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکلا گیا۔“ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے، صحیح وہ ہے جو ہم نے کیا ہے، جیسا کہ اہل علم پر روشن ہے۔

**باب اس حدیث کا بیان جب کمھی پانی یا کھانے میں گرجائے تو اس کو ڈبو دے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہوتی ہے اور دوسرے پر میں شفا ہوتی ہے**

(۳۳۲۰) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سلیمان بن بلاں نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے قتبہ بن مسم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عبید بن حنین نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب کمھی کسی کے پینے (یا کھانے کی چیز) میں پڑ جائے تو اسے ڈبو دے اور پھر نکال کر پھینک دے۔ کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور اس کے دوسرے پر) میں شفا ہوتی ہے۔

(۳۳۲۱) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق ازرق نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے بیان کیا، ان سے حسن اور ابن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک فاحشہ عورت صرف اس وجہ سے بخشی گئی کہ وہ ایک کٹے کے قریب سے گزر رہی تھی، جو ایک کنویں کے قریب کھڑا پیاسا ہاپ پ رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پیاس کی شدت سے ابھی مر جائے گا۔ اس عورت نے اپنا موزہ نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر پانی نکالا اور اس کٹے کو پلا دیا، تو اس کی بخشش اسی (نکلی) کی وجہ سے ہو گئی۔

۱۷ - بَابُ إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلَيَغْمِسْهُ فَإِنْ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَفِي الْأُخْرَى شَفَاءٌ

۳۳۲۰ - حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بَلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْهُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْيَضُ بْنُ حَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا وَقَعَ الدُّبَابُ فِي شَرَابٍ أَحَدِكُمْ فَلَيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزَعَهُ فَإِنْ فِي إِحْدَى جَنَاحَيْهِ دَاءٌ وَالْأُخْرَى شَفَاءً)). [طرفہ فی : ۵۷۸۲]

۳۳۲۱ - حَدَّثَنَا أَلْحَسْنُ بْنُ الصَّبَّاجِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفُ عَنِ الْحَسَنِ وَابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((غَيْرُ لِامْرَأَةٍ مُؤْمِنَةٍ مَرْتَ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَجُلٍ يَلْهَثُ، قَالَ: كَادَ يَقْتَلُهُ الْقَطْشُ - فَتَرَعَتْ حُفَّهَا فَأَوْقَنَتْهُ بِخَمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْأَمْاءِ، فَغَيْرَ لَهَا بِذَلِكَ)). [طرفہ فی : ۳۴۶۷]

(۳۳۲۲) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے غیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے زہری سے اس حدیث کو اس طرح یاد رکھا کہ مجھے کوئی شک ہی نہیں، جیسے اس میں شک نہیں کہ تو اس جگہ موجود ہے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھے عبید اللہ نے خبر دی، انہیں ابن عباسؓ نے اور انہیں ابو طلحہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (رحمت کے) فرشتے ان گھروں میں نہیں داخل ہوتے جن میں کتابیا (جاندار کی) تصویر ہو۔

(۳۳۲۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں تافع نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔

شکار کے لئے یا گھر بار کی رکھوائی کے لئے کہتے پالتے کی اجازت دی گئی ہے۔ پاکل یا جو کتے انسانوں کے دشمن ہوں اور کاشنے کے لئے دوڑتے ہوں انہیں مارنے کا آپ نے حکم دیا ہے آپ کی مراد تمام کتوں سے نہیں۔

(۳۳۲۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے بھی نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کتاب پالے، اس کے عمل نیک میں سے روزانہ ایک قیراط (ثواب) کم کر دیا جاتا ہے، کھیت کے لئے یا مویشی کے لیے جو کتے پالے جائیں وہ اس سے الگ ہیں۔

۳۳۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَفِظْتُهُ مِنَ الزُّهْرِيِّ كَمَا أَنْكَ هَا هُنَّا، أَخْبَرَنِي عَنِيَّةُ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (لَا تَذَهَّلْ أَمْلَاكَكُمْ بِمَا تَرَى فِيهِ كَلْبٌ وَّلَا صُورَةٌ).

[راجح: ۲۳۲۵]

۳۳۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمْرَ بِقتْلِ الْكِلَابِ)).

شکار کے لئے یا گھر بار کی رکھوائی کے لئے کہتے پالتے کی اجازت دی گئی ہے۔ پاکل یا جو کتے انسانوں کے دشمن ہوں اور کاشنے کے لئے دوڑتے ہوں انہیں مارنے کا آپ نے اسماعیلؓ کے لئے حکم دیا ہے آپ کی مراد تمام کتوں سے نہیں۔

۳۳۲۵- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا يَنْفَصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلُّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ، إِلَّا كَلْبٌ حَرَثٌ أَوْ كَلْبٌ مَّاشِيَةً)).

[راجح: ۲۳۲۶]

کتے ضرور کبھی نہ کبھی کسی کا کسی بھی قسم کا نقصان ضرور کر دیتے ہیں، اس نقصان کے عوض اس کے پالنے والے پر ذمہ داری ہو گی، حفاظت کے لئے جو کتے پالے جائیں ان پر ضرور مالک کا کٹشوں ہو گا لہذا وہ مستثنی کئے گئے۔

(۳۳۲۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یزید بن خسیف نے خبر دی، کہا کہ مجھے سائب بن یزید نے خبر دی، انہوں نے سفیان بن ابی زہیر شنویؓ نے سائب بن یزید سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، کہ جس نے کوئی کتاب پالا، نہ تو پالنے والے کا مقصد کھیت کی حفاظت ہے اور نہ مویشیوں

۳۳۲۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّابِقُ بْنُ يَزِيدَ سَمِعَ سُفِيَّانَ بْنَ زُهَيْرِ الشَّنَفِيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ افْتَنَنِي كَلْبًا لَا

کی، تو روزانہ اس کے نیک عمل میں سے ایک قیراط (ثواب) کی کمی ہو جاتی ہے۔ سابق نے پوچھا، کیا تم نے خود یہ حدیث رسول کرم ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا، ہاں! اس قبلہ کے رب کی قسم (میں نے خود اس حدیث کو رسول کرم ﷺ سے سنایا ہے)

يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا نَفْصَ مِنْ عَمَلِهِ  
كُلُّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ)). فَقَالَ السَّائِبُ: أَنْتَ  
سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ  
وَرَبِّ هَذِهِ الْقِبْلَةِ؟ قَالَ: إِنِّي

## ٤-كتاب أحاديث الانبياء

## کتاب انبیاء علیہم السلام کے بیان میں

سے

**لشیخ** الحمد لله! آج جب کہ دوران سفر جوںی ہند میں محترم الحاج محمد ابراہیم صاحب ترچنالپی کے ہاں مقیم ہوں، کتاب بدء الخلق پوری ہوئی اور کتاب الانبیاء کا آغاز ہوا۔ جس میں مختلف پیغمبروں کے حالات مذکور ہوں گے۔ باب بدء الخلق میں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کئی احادیث بھی لائے ہیں جن کا باطلہ بہتر تعلق ترجمہ باب سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہانی نے یہ توجیہ کی ہے کہ اس باب میں بدء الخلق کا ذکر تھا تو امام بخاری نے اس میں بعض مخلوقات کا بھی ذکر کر دیا، جیسے کہا، چوہا وغیرہ۔ والله اعلم۔

مخلوقات میں آسمان و زمین، انسان، حیوان سب ہی داخل ہیں۔ اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے آپ مختلف قسم کی احادیث اس باب کے ذیل میں لائے تاکہ فرمائیں رسول کریم ﷺ کی روشنی میں ہر قسم کی مخلوقات کے کچھ حالات معلوم ہو سکیں۔ انبیاء علیهم السلام کی تعداد کے متعلق ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ دنیا میں کل ایک لاکھ اور چوپیس ہزار پیغمبر ہیں۔ جن میں رسول یعنی صاحب شریعت اور کتابیں تین سوتیہ ہیں۔ ان سب پیغمبروں کے آخر میں خاتم الرسل ہمارے پیغمبر ﷺ ہیں۔ خود قرآن شریف سے ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر میں جو یہ وارد ہے کہ سات زمینیں ہیں اور ہر زمین میں ایک پیغمبر ہے تھا مارے پیغمبر کی طرح۔ تو اول تو یہ اثر شاذ ہے۔ دوسرے اس آیت کے خلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اور زمینوں کے پیغمبر ہمارے پیغمبر ﷺ سے پہلے آپکے ہوں اور ہمارے پیغمبر ﷺ ان کے بھی بعد تشریف لائے ہوں تو وہ سب پیغمبر اپنی اپنی زمینوں کے خاتم الانبیاء ہوئے۔ اور ہمارے پیغمبر ﷺ سب پیغمبروں کے خاتم ہوئے۔

ختم نبوت کا عقیدہ امت کا مسلمہ عقیدہ ہے جس پر جملہ مکاتب فکر اسلامی کا اتفاق ہے مگر کچھ عرصہ قبل یہاں ہندوستان میں ایک صاحب پیدا ہوئے اور انہوں نے اس عقیدے کو منع کرنے کے لئے مختلف قسم کی تاویلات کا جال پھیلا کر بہت سے لوگوں کو اس بارے میں متنزلول کر دیا۔ پھر یہ صاحب خود بھی مدی نبوت بن بیٹھے اور کتنے لوگوں کو اپنا مرید بنالیا، ان سے مراد مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی ہیں جو عرض قتل وفات پاچکے ہیں۔ مگر ان کے جانشین پوری امت اسلامی سے کٹ کر اپنا ایک علیحدہ دین بنائے ہوئے ہیں۔ جو مسلمان خدا و رسول پر پختہ ایمان رکھتے ہیں ان کو ہرگز ایسے لوگوں کے جال میں نہ آتا چاہئے، ختم نبوت کے خلاف عقیدہ ہنا کر نبوت کا دعویٰ کر کے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے تخت نبوت پر قبضہ کرنا ہے۔ جس کا پوری شدت سے مقابلہ کرنا ہر اس مسلمان کا فرض ہے جو اللہ کو معبد و برق اور رسول کشم ﷺ کے رسول برحق اور خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ تفصیلات کے لیے مصنفات حضرت فاتح قادریان مولانا ابوالواقع شاعر اللہ صاحب امر ترسی رضی اللہ عنہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ جو خاص اسی ملن پر حضرت مولانا مرحوم نے تحریر فرمائی ہیں اور بھی بست سے علماء نے اس موضوع پر بستی فاضلانہ کتابیں لکھی ہیں۔ جزاهم اللہ خیر الاجراء۔ لفظ انبیاء نبی کی جمع ہے جو نبوت سے ہے۔ جس کے معنی خبر دینے کے ہیں۔ کچھ خاصان الہی براہ راست اللہ پاک سے خربا کر دینا کو خبریں دیتے ہیں۔ کی نبی ہیں۔ والبیو نعمہ یعنی بہا اللہ علی من شاء ولا بیلھا احمد بعلمه ولا کشفه ولا يستحقها باستعداد ولایته و وقع فی ذکر عدد الانبیاء حدیث ابی ذر مرفوعاً انہم مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا رسول مِنْہُمْ ثلَاثَ مَائِلَةٍ وَّ ثلَاثَ عَشْرَ۔ صحیح ابن حبان (فتح الباری) یعنی اللہ پاک محض اپنے فضل و کرم سے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے نبوت کسی کو اس کے علم یا کشف یا استعداد ولایت کی بنا پر نہیں حاصل ہوتی۔ یہ محض اللہ کی طرف سے ایک وہی نعمت ہے۔ انبیاء کی تعداد کے بارے میں مرفوعاً حدیث ابوذر میں آیا ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ اور چو میں ہزار ہے جن میں تین سو تیرہ رسول ہیں اور باقی سب نبی ہیں۔ رسالت کا مقام نبوت سے اور بھی بلند و بالا ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

## باب حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی پیدائش کے بیان میں

(سورہ رحمٰن میں لفظ) صلصال کے معنی ایسے گارے کے ہیں جس میں ریتی ملی ہو اور وہ اس طرح سے بنجئے گے جیسے کپی ہوئی مٹی بھتی ہے۔ بعض نے کہا صلصال کے معنی منتن یعنی بدبودار کے ہیں۔ اصل میں یہ لفظ صلسل سے نکلا ہے۔ فاکلمہ مکر رکر دیا جیسے صر صر صر صر سے۔ عرب لوگ کہتے ہیں صرالباب یا صر صرالباب جب بند کرنے سے دروازے میں سے آواز نکلے جیسے کبکبة کب سے نکلا ہے۔ سورہ اعراف میں لفظ فمرت بہ کا معنی چلتی پھرتی رہی، حمل کی مدت پوری کی، (سورہ اعراف میں) لفظ ان لا تسجد کا معنی ان تسجد کے ہیں۔ یعنی تجھ کو سجدہ کرنے سے کس بات نے روکا۔ لا کا لفظ یہاں زائد ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا، اے رسول! وہ وقت یاد کر جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں

## ۱- بَابُ خَلْقِ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ

عَلَيْهِ دُرَيْتَهُ

**﴿صَلَصَالٌ﴾:** طِينٌ خُلْطٌ بِرَمْلٍ، فَصَلَصَلٌ  
كَمَا يُصَلِّصُ الْفَخَارُ، وَيُقَالُ مُنْتَنٌ  
يُرِيدُونَ بِهِ صَلٌ، كَمَا يُقَالُ صَرُّ الْبَابُ  
وَصَرُّ صَرُّ عِنْدَ الْإِغْلَاقِ، مِثْلُ كَبْكَبَهُ يَعْنِي  
كَبَيْتَهُ، وَفَمَرَتْ بِهِ بِهَا اسْنَمَرُ الْحَمْلُ  
فَأَتَمْتَهُ، وَأَنَّ لَا تَسْجُدَهُ: أَنْ تَسْجُدَهُ.

باب وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: وَإِذْ قَالَ  
رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي

الأَرْضِ خَلِيفَةٌ ﴿البقرة : ٣٠﴾

### ایک (قوم کو) جا شین بنانے والا ہوں

(غلیفہ کے یہ بھی ایک معنی ہیں کہ ان میں سلسلہ دار ایک کے بعد دوسرے ان کے قائم مقام ہوتے رہیں گے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، سورہ طارق میں جو لاما علیہا حافظہ کے الفاظ ہیں، یہاں لاما کے معنے میں ہے۔ یعنی کوئی جان نہیں مگر اس پر اللہ کی طرف سے ایک نگہبان مقرر ہے، (سورہ بلد میں جو) فی کبد کا لفظ آیا ہے کبد کے معنی سختی کے ہیں۔ اور (سورہ اعراف میں) جو ریشا کا لفظ آیا ہے ریشا اس کی جمع ہے یعنی مال، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے دوسروں نے کہا، ریشا اور ریش کا ایک ہی معنی ہے یعنی ظاہری لباس اور (سورہ واقعہ میں) جو تمثون کا لفظ آیا ہے اس کے معنی نطفہ کے ہیں جو تم عورتوں کے رحم میں (جماع کر کے) ڈالتے ہو۔ (اور سورہ طارق میں ہے) انه علی رجעה لقدر مجاهد نے کہا اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا منی کو پھر ذکر میں لوٹا سکتا ہے (اس کو قربابی نے وصل کیا، اکثر لوگوں نے یہ معنی کہے ہیں کہ وہ خدا آدمی کے لوٹانے یعنی قیامت میں پیدا کرنے پر بھی قادر ہے) (اور سورہ بجدہ میں) کل شنی خلقہ کا معنی یہ ہے کہ ہر چیز کو اللہ نے جوڑے جوڑے بنایا ہے۔ آسمان زمین کا جوڑ ہے (جن آدمی کا جوڑ ہے، سورج چاند کا جوڑ ہے) اور طاق اللہ کی ذات ہے جس کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ سورہ تین میں ہے فی احسن تقویم یعنی اچھی صورت اچھی خلقت میں ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ (اسفل سافلین الامن امن) یعنی پھر آدمی کو ہم نے پست سے پست تر کر دیا (دو زخمی بنا دیا) مگر جو ایمان لایا۔ (سورہ عصر میں) فی خسر کا معنی گراہی میں پھر ایمان والوں کو مستثنی کیا۔ (فرمایا الـذین امتوا) سورہ والصافات میں لازب کا معنی لازم (یعنی چیزی ہوئی لیں دار) سورہ واقعہ میں الفاظ (ونشنشکم فی مالا تعلمون) یعنی جو نئی صورت میں ہم چاہیں تم کو بنادیں۔ (سورہ بقرہ میں) نسبح بحمدک یعنی فرشتوں نے کہا کہ ہم تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔ ابوالعلیہ نے کہا اسی سورہ میں جو ہے (فتلقی آدم من

قال ابن عباس: ﴿لَمَّا عَلَيْهَا حَافَظَهُ إِلَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾: في شدة خلق. ﴿فِي كَبِدٍ﴾: في شدة الرِّيَاشِ والرِّيشِ وَاحِدٌ وَهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ الْلِبَاسِ. ﴿مَا تَمْنَوْنَ﴾: النُّطْفَةُ في أَرْحَامِ النِّسَاءِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَدِرٌ﴾: النُّطْفَةُ في الْإِخْلِيلِ. كُلُّ شَيْءٍ حَلَقَهُ فَهُوَ شَنْعٌ. ﴿السَّمَاءُ شَفْعٌ﴾: وَالْوَرْزُ: اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. ﴿فِي أَخْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾: في أحسن خلق، ﴿أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾: إِلَّا مَنْ آمَنَ. ﴿خَسِرَ﴾: ضلال، ثُمَّ اسْتَشْتَى إِلَّا مَنْ آمَنَ. ﴿لَازِبٌ﴾: لازم. ﴿نُشَنِشَكُمْ﴾: في أي خلق نشاء. ﴿نُسَبَّحُ بِحَمْدِكَ﴾: نُعَظِّمُكَ. وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةَ: ﴿فَلَقَى آدَمَ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ﴾: فَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿رَبِّنَا ظَلَمَنَا أَنْفُسَنَا﴾. ﴿فَأَزَلَّهُمَا﴾: فَاسْتَرْلَهُمَا. وَ﴿يَسْتَسْهِنُهُمَا﴾: يتَغَيِّرُ. ﴿آسِنَهُمَا﴾: مُتَغَيِّرٌ. وَ﴿الْمَسْنُونُ﴾: الْمُتَغَيِّرٌ. ﴿حَمَانَهُمَا﴾: جمَعٌ حَمَانَهُ وَهُوَ الطَّينُ الْمُتَغَيِّرُ. ﴿يَخْصِفَانَهُمَا﴾: أَخْدَدُ الْخَصَافَ ﴿مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ﴾: يُؤْلَفَانَ الْوَرَقَ وَيَخْصِفَانَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ. ﴿سَوْاتِهِمَا﴾: كَنَائِيَةٌ عَنْ فَرْجِهِمَا. ﴿وَمَنَاعَ إِلَى حِينِهِمَا﴾: هَا هُنَا

ریہ کلمات) وہ کلے یہ ہیں۔ (﴿ربنا ظلمنا انفسنا﴾) اسی سورۃ میں فازلہما کا معنی یعنی ان کو ڈگا دیا پھسلادیا۔ (اسی سورۃ میں ہے) لم یستنسه یعنی بگڑا تک نہیں۔ اسی سے (سورۃ محمد میں) لفظ انس ہے یعنی بگڑا ہوا (بدیودار پانی) اسی سے سورۃ حجر میں لفظ مسنون ہے۔ یعنی بدی ہوئی بدیودار (اسی سورۃ میں) حما کا لفظ ہے جو حماہ کی جمع ہے یعنی بدیودار کچھ (سورۃ اعراف میں) لفظ یخصفان کے معنی یعنی دونوں آدم اور حوانے بہشت کے پتوں کو جوڑنا شروع کر دیا۔ ایک پر ایک رکھ کر اپنا ستر چھپانے لگے۔ لفظ سواتھما سے مراد شرم گاہ ہیں۔ لفظ متاع الی حین میں حین سے قیامت مراد ہے، عرب لوگ ایک گھری سے لے کر بے انتہام تک کو حین کتے ہیں۔ قبیلہ سے مراد شیطان کا گروہ جس میں وہ خود ہے۔

الی یوم الْقِیَامَةِ، النَّجِینَ عِنْدَ الْغَرَبِ : مِنْ سَاعَةٍ إِلَى مَا لَا يُحَصَّى عَدَدُهُ . ﴿فَيَنْهَا﴾ : جِلْهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ .

حضرت مجتبی مطلق امام بخاری رض نے اپنی عادت کے مطابق قرآن شریف کی مختلف سورتوں کے مختلف الفاظ کے معانی یہاں واضح فرمائے ہیں۔ ان الفاظ کا ذکر ایسے ایسے مقلالت پر آیا ہے جہاں کسی نہ کسی طرح سے کچھ مضایین بیان ہوئے ہیں۔ یہاں ان اکثر سورتوں کو بریکٹ میں ہم نے بتال دیا ہے، وہاں وہ الفاظ ملاش کر کے آیات سیاق و سماں سے پورے مطالب کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ ان جملے آیات اور ان کے مذکورہ بالا الفاظ کی پوری تفصیل طوالت کے خوف سے یہاں ترک کر دی گئی ہے۔

الله پاک خیرت کے ساتھ اس پارے کو بھی پورا کرائے کہ وہ ہی مالک و مختار ہے۔ المرقوم بتاريخ ۱۵ شوال ۱۳۹۶ھ ترچاپی بر مکان حاجی محمد ابراء بن محمد صاحب ادام اللہ علیہم آمين۔

(۳۳۲۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے عمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ پاک نے آدم ﷺ کو پیدا کیا تو ان کو ساختہ ہاتھ لے بایا۔ پھر فرمایا کہ جا اور ان ملائکہ کو سلام کر، دیکھنا کن لفظوں میں وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہو گا۔ آدم ﷺ (گئے اور) کہا، السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا، السلام علیک و رحمۃ اللہ۔ انہوں نے و رحمۃ اللہ کا جملہ بڑھا دیا، پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہو گا وہ آدم ﷺ کی شکل اور قامت پر داخل ہو گا، آدم ﷺ کے بعد انہوں میں اب تک قد

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ وَطَوَّلَهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمْعِ مَا يُحَيِّنَكَ، تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةً ذُرَيْتَكَ). فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَكُلْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ

الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآن)).

[طرفہ فی : ۶۲۲۷]

چھوٹے ہوتے رہے۔

**لشیخ** بال اور نمایت خوبصورت تھے۔ قطلانی نے کما کہ آدم بے ریش و بروت تھے، گھوگرداں ہوں گے اور دنیا میں جو رنگ کی سیائی یا بد صورتی ہے وہ جاتی رہے گی۔ یا اللہ راقم کو بھی بابی صورت جنت کا داخلہ نصیب کیجوں اور ان سب بھائیوں مردوں عورتوں کو بھی جو بخاری شریف کا یہ مقام مطالعہ فرماتے وقت با آواز بلند آئیں کسیں۔

(۳۳۲۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے پلاگروہ جو جنت میں داخل ہو گا ان کی صورتیں اسی روشن ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے، پھر جو لوگ اس کے بعد داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستارے کی طرح مچکتے ہوں گے۔ نہ تو ان لوگوں کو پیشتاب کی ضرورت ہو گی نہ مٹی کی نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلات نکالیں گے۔ ان کے لکھنے سونے کے ہوں گے اور ان کا پینہ مٹک کی طرح ہو گا۔ ان کی انگلیوں میں خوشبودار عود جلتا ہو گا، یہ نمایت پاکیزہ خوشبودار عود ہو گا۔ ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی یعنی اپنے والد آدم ﷺ کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ با تھ اونچے ہوں گے۔

ترجمہ باب بیس سے نکلا ہے۔ یہ حدیث اور بھی گزر چکی ہے۔

(۳۳۲۸) ہم سے مسد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی قطلان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے، ان سے (ام المؤمنین) ام سلمہ بنت ابی شیخ نے کہ ام سلیم بنت ابی عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، تو کیا اگر عورت کو احتلام ہو تو اس پر بھی غسل ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ وہ تری دیکھ لے، ام المؤمنین ام سلمہ بنت ابی عرض کو اس بات پر نہیں آگئی اور فرمائے لگیں، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟

حدّثنا جريراً عن عمارة عن أبي زرعة عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((إنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونُهُمْ عَلَى أَشْدَّ كَوَافِبِ دُرْيَٰ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً، لَا يَبْلُوْنَ وَلَا يَغْوَطُونَ وَلَا يَنْقُلُونَ وَلَا يَمْتَحِطُونَ، أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَرَشَحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ، الْأَنْجُوحُ عَوْدُ الطَّيْبِ، وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعَيْنُ عَلَى حَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سُتُونَ ذِرَاعًا في السَّمَاءِ)). [راجع: ۳۲۴۵]

تَخْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَمَا يُشْيِنُ الْوَلَدَ؟)). [راجع: ١٣٠]

آپ نے فرمایا، (اگر ایسا نہیں ہے) تو پھر پچے میں (ماں کی) مشابہت کمال سے آتی ہے۔

(۳۳۲۹) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مروان فزاری نے خبر دی۔ انیں حمید نے اور ان سے حضرت انس بن شیر نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام بن شیر کو جب رسول کشم شیعیہ کے مدینہ تشریف لانے کی خبر ملی تو وہ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں آپ سے تم چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت کیا ہے؟ وہ کون سا کھانا ہے جو سب سے پہلے جنتیوں کو کھانے کے لئے دیا جائے گا؟ اور کس چیز کی وجہ سے پچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جبریل ملائکہ نے ابھی ابھی مجھے آکر اس کی خبر دی ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن شیر نے کہا کہ ملائکہ میں تو یہ یہودیوں کے دشمن ہیں۔ آنحضرت شیعیہ نے فرمایا، قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظاہر ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب، کی طرف ہاںک لے جائے گی، سب سے پلا کھانا جو اہل جنت کی دعوت کے لئے پیش کیا جائے گا، وہ مچھلی کی لیکھی پر جو مکڑا لٹکا رہتا ہے وہ ہو گا اور پچہ کی مشابہت کا جہاں تک تعلق ہے تو جب مر عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی پہل کر جاتی ہے تو پچہ اسی کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ اگر عورت کی منی پہل کر جائے تو پھر پچہ عورت کی شکل و صورت پر ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت عبد اللہ بن سلام بن شیر بول اٹھے ”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! یہود انتا کی جھوٹی قوم ہے۔ اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام قبول کرنے کے بارے میں انیں علم ہو گیا تو آپ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تھتیں دھرنی شروع کر دیں گے۔ چنانچہ کچھ یہودی آئے اور حضرت عبد اللہ بن شیر گھر کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے۔ آنحضرت شیعیہ نے ان سے پوچھا ۔۔۔ لوگوں میں عبد اللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ میسرے یہودی کہنے

٣٢٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامَ قَالَ أَخْبَرَنَا الفَزَارِيُّ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَلَغَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامَ مُقْدَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ، مَا أَوْلَ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوْلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزَعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيهِ وَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَنْزَعُ إِلَى أَخْوَاهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ آنفًا جِنْزِيلٌ)). قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَبَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا أَوْلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَقَارُونَ تُعْشَرُ النَّاسُ مِنَ الْمَمْشِرِقِ إِلَى الْمَمْغَرِبِ. وَأَمَّا أَوْلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيادَةٌ كَبِدٌ حُوتٌ. وَأَمَّا الشَّبَّةُ فِي الْوَلَدِ فَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَغَشِّيَ الْمَرْأَةَ فَسَبَقَهَا مَاوَهَةً كَانَ الشَّبَّةُ لَهُ، وَإِذَا سَبَقَ مَاوَهَهَا كَانَ الشَّبَّةُ لَهَا)). قَالَ: : أَشَهَدُ أَنَّكَ رَسُولَ اللَّهِ. ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتَ، إِنْ عَلِمُوا بِإِسْلَامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ بِهُنُوْنِي عِنْدَكَ. فَجَاءَتِ الْيَهُودُ، وَدَخَلُوا عَبْدَ اللَّهِ الْبَيْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُ'

رَجُلٌ فِتْكُمْ عِنْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ؟)) قَالُوا: أَغْلَمْنَا وَابْنُ أَغْلَمْنَا، وَأَخْبَرْنَا وَابْنُ أَخْبَرْنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عِنْدَ اللَّهِ؟)) قَالُوا: أَعَادَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ. فَخَرَجَ عِنْدَ اللَّهِ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرُّنَا. وَوَقَعُوا فِيهِ). [اطرافہ فی : ۳۹۱۱، ۳۹۲۸، ۴۰، ۴۴۸۰].

لشیخ حضرت عبد اللہ بن سلام یوں کے بڑے عالم تھے جو آخرت میں کو دیکھ کر فوراً صداقت محمدی کے قالل ہو گئے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ یہ جو بعض لوگ نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام نے آخرت میں سے ہزار سوال کیے تھے، یہ غلط ہے اسی طرح ہزار مسئلہ کا رسالہ بھی مصنوعی ہے۔ تجب ہے کہ مسلمان ایسے جھوٹے رسالوں کو پڑھیں اور حدیث کی صحیح کتابیں نہ دیکھیں۔ اسی طرح صحیح کا ستارہ، واقعیت الاخبار اور منہات اور دلائل الخیرات کی اکثر روایتیں موضوع ہیں۔

آگ سے متعلق ایک روایت یوں ہے کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک جاگ میں ایک ایسی آگ نہ لگے جس کی روشنی بصری کے اوپنے کی گردنوں کو روشن نہ کرے۔ یہ روایت صحیح مسلم اور حاکم میں ہے۔ امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ آگ ہمارے زمانے ۶۵۳ھ میں مدینہ میں ظاہر ہوئی اور آگ اس قدر بڑی تھی کہ مدینہ کے مشرق پہلو سے لے کر پہاڑی تک پھیلی ہوئی تھی، اس کا حال شام اور تمام شروں میں بتواتر معلوم ہوا اور ہم سے اس شخص نے بیان کیا ہوا اس وقت مدینہ میں موجود تھا۔ ابو شامہ ایک معاصر مصنف کا بیان ہے کہ ہمارے پاس مدینہ سے خطوط آئے جن میں لکھا تھا کہ چار شبکی رات کو ۳ جادی الثانی میں مدینہ میں ایک سخت دھاکہ ہوا، پھر روز از زلزلہ آیا جو ساعت بہ ساعت بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ پانچویں تاریخ کو بہت بڑی آگ پہاڑی میں قریطہ کے محلہ کے قریب نمودار ہوئی، جس کو ہم مدینہ کے اندر اپنے گھروں سے اس طرح دیکھتے تھے کہ گویا وہ ہمارے قریب ہی ہے۔ ہم اسے دیکھنے کو چڑھے تو دیکھا کہ پہاڑ آگ بن کر بہ رہے ہیں اور ادھراً مشرعے بن کر جا رہے ہیں۔ آگ کے شعلے پماز معلوم ہو رہے تھے۔ محلوں کے برپر چنگاریاں اڑ ری تھیں۔ یہاں تک کہ یہ آگ مکہ مکرمہ اور صحراء بھی نظر آتی تھی، یہ حالت ایک ماہ سے زیادہ رہی (تاریخ المخالفاء بحوالہ ابو شامہ واقعات ۶۵۳)

علامہ ذہبی نے بھی اس آگ کا ذکر کیا ہے (ختصر تاریخ الاسلام ذہبی، جلد ۲: ص: ۱۲۱، حیدر آباد) حافظ سیوطی لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں سے جو بصری میں اس وقت موجود تھے یہ شادست متفق ہے کہ انہوں نے رات کو اس کی روشنی میں بصری کے اوپنے کی گردیں دیکھیں۔ (تاریخ المخالفاء سیوطی ۶۵۳ھ) خلاصہ اذیرة النبی، جلد ۳: ص: ۷۲)

۳۴۳۰۔ حَدَّثَنَا شَرْبَنْ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ دی، کہا ہم کو معرنے خردی، انیس ہام نے اور انیس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا

(عبد الرزاق کی) روایت کی طرح کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سزا کرتا اور اگر حوانہ ہوتیں تو حورت اپنے شوہر سے دعا نہ کرتی۔

الَّذِي نَحْوَهُ يَعْنِي ((لَوْ لَا بَنِي إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْتَرُ اللَّحْمَ، وَلَوْلَا حَوَاءَ لَمْ تَحْنَ أَنَّى رَزَجَهَا)).

**لشیخ** میں اسرائیل کو من و سلوی بطور انعام انی طلاق کرتا تھا اور انہیں اس کے جمع کرنے کی مافعت کر دی گئی تھی، مگر انہوں نے جمع کرنا شروع کر دیا، سزا کے طور پر سلوی کا گوشت سزا دیا گیا، اسی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔ اسی طرح سب سے پہلے حضرت حوا علیہما السلام نے شیطان کی سازش سے حضرت آدم ﷺ کو جنت کے درخت کے کھانے کی ترغیب دلائی تھی۔ یہی عادت ان کی اولاد میں بھی پیدا ہو گئی۔ خیانت سے بھی مراد ہے۔ اب عورتوں میں عام ہے وفائی اسی فطرت کا نتیجہ ہے۔ وہ شیرخی پسلی سے پیدا ہوئی ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں مذکور ہے۔

٣٣٣١ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُوسَى بْنُ

حِزَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حُسْنِيُّ بْنُ عَلَيٌّ عَنْ زَانِدَةَ عَنْ مَيْسِرَةَ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ حُلِقَتْ مِنْ صَلْعٍ، وَإِنَّ أَغْوَجَ شَيْءٍ فِي الصَّلْعِ أَغْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبَتْ تُفْيِمَ كَسْرَتَهُ، وَإِنْ تَرَكَهُ لَمْ يَزُلْ أَغْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ)).

[طرفہ فی : ۵۱۸۶، ۵۱۸۴].

٣٣٣٢ - حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ جَفْصِيٍّ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّادِقُ الْمَفْدُودُ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْفَةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَنْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ مَلَكًا بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ: فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ، وَأَجَلَهُ، وَرِزْقَهُ، وَشَقِّيُّ أَوْ سَعِيدٌ. ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ

(٣٣٣٢) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا اور آپ پھر ان کے پچ تھے کہ انسان کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں پہلے چالیس دن تک پوری کی جاتی ہے۔ پھر وہ استنے ہی دونوں سک ملکہ یعنی غلیظ اور جامد خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دونوں کے لئے مضنگہ (گوشت کا لو تھڑا) کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر (چوتھے چلد میں) اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتوں کا حکم دے کر بھیتا ہے۔ پس وہ فرشتہ اس کے عمل، اس کی مدت

زندگی، روزی اور یہ کہ وہ نیک ہے یا بد کو لکھ لیتا ہے۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس انسان (زندگی بھر) دوزخیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ جنتیوں کے کام کرنے لگتا ہے اور جنت میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جنتیوں کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے کام شروع کر دیتا ہے اور دوزخ میں چلا جاتا ہے۔

(۳۳۳۳) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حاد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے اور ان سے انس بن مالک بن شریح نے بیان کیا کہ نبی کرم مثیلہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مال کے رحم کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے وہ فرشتہ عرض کرتا ہے، اے رب! یہ نطفہ ہے، اے رب! یہ مضغہ ہے، اے رب! یہ ملقہ ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ پوچھتا ہے، اے رب! یہ مرد ہے یا اے رب! یہ عورت ہے، اے رب! یہ بد ہے یا نیک؟ اس کی روزی کیا ہے؟ اور مدت زندگی کتنی ہے؟ چنانچہ اسی کے مطابق مال کے پیٹھی ہی میں سب کچھ فرشتہ لکھ لیتا ہے۔

پچھے اپنی اسی نظرت پر پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ نوشتہ تقریر اس کے سامنے آتا رہتا ہے۔

(۳۳۳۴) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو عمران جوں نے اور ان سے حضرت انس بن شریح نے نبی کرم مثیلہ سے کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلاک عذاب کیا گیا ہو گا۔ اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لئے اسے بد لے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کے گا کہ جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ (روز

الرُّزْقُ. فَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْتَهُ وَبَيْتَهَا إِلَّا ذِرَاعً، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْتَهُ وَبَيْتَهَا إِلَّا ذِرَاعً، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ).

[راجح: ۳۲۰۸]

۳۳۳۳- حدثنا أبو الغمام قال حدثنا حماد بن زيد عن عبيدة الله بن أبي بكر بن أنس عن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((إن الله وكل في الرجم ملكًا فيقول: يا رب نطفة، يا رب علقة يا رب مضغة، فإذا أردت أن يخلقها قال: يا رب أذكر أم أشي؟ يا رب أشيقي أم سعيد؟ لاما الرزق؟ فما الأجل؟ ليكتب كذلك في بطن أمه)).

[راجح: ۳۱۸]

۳۳۳۴- حدثنا قيس بن حفص قال حدثنا خالد بن الحارث قال حدثنا شعبة عن أبي عمران الجوني عن أنس بن زرفة: ((إن الله يقول لأهون أهل النار عذابا: لو أن لك ما في الأرض من شيء كنت تفتدي به؟ قال: نعم. قال: فقد سألك ما هو أهون من هذا وأنت في صلب آدم: أن لا تشرك بي، فأيّت إلا الشرك)).

[طوفان فی : ٦٥٣٨ ، ٦٥٥٧] .

ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شرک نہ ٹھہرانا، لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔

**لَتَبَرُّجْ** جملہ انبیاء و رسول ﷺ کا اولین پیغام سی کہ رہا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شرک نہ کیا جائے، تمام آسمانی کتابیں اس مسئلہ پر اتفاق کامل رکھتی ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات میں شرک کی تردید بڑے واضح اور مدل الفاظ میں موجود ہے جن کو نقل کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے گا۔ مگر صد افسوس کہ دوسری امور کی طرح بہت سے نادان مسلمانوں کو بھی شیطان نے گمراہ کر کے شرک میں گرفتار کر دیا۔ عقیدت و محبت بزرگان کے نام سے ان کو دھوکا دیا اور وہ بھی مشرکین مکہ کی طرح یہی کرنے لگے۔ (ما نَبَذْهُمْ إِلَّا يَقْرَبُونَا إِلَى اللَّهِ رَبِّنَا) (الزمر: ۳) ہم ان بزرگوں کو صرف اسی لئے مانتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک پہنچا دیں، یہ ہمارے ویلے ہیں جن کے پوچھنے سے خدا ملتا ہے۔ یہ شیطان کا وہ فریب ہے جو بیشہ مشرک قوموں کے لیے مظلالت و گمراہی کا سبب بنا ہے۔ آج بہت سے بزرگوں کے مزاروں پر نادان مسلمان وہ سب حرکتیں کرتے ہیں جو ایک بت پرست بت کے سامنے کرتا ہے۔ اٹھتے بیٹھتے ان کا نام لیتے ہیں، امداد کے لئے ان کی دہائی دیتے ہیں۔ یا غوش یا علی وغیرہ ان کے وظائف بنے ہوئے ہیں۔ جمال تک قرآن اور سنت کی تشریحات ہیں ایسے لوگ کھلے شرک کے مرکب ہیں اور مشرکین کے لیے اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ عقیدہ توحید جو اسلام نے پیش کیا ہے وہ ہرگز ان خرافات کے لیے درج جواز نہیں دیتا۔ اللہ پاک ایسے نام نہاد مسلمانوں کو ہدایت بخشے۔ آمين۔

(٣٣٣٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن مروہ نے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثیمین نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم ﷺ کے سب سے پہلے بیٹھے (قابل) کے نامہ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ قتل ناجن کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

٣٣٣٥ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَيَّاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُؤْمَنَةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ طَلْمًا إِلَّا كَانَ عَلَى إِنِّي آدَمَ الْأُولُّ كَفَلَ مِنْ ذُمَّهَا، لَأَنَّهُ أَوْنَ مِنْ سَنَ القَتْلِ)).

[طوفان فی : ٦٨٦٧] . [٧٢٢١]

**لَتَبَرُّجْ** انسان کا خون ناجن تمام انبیاء کی شریعتوں میں علیین جرم قرار دیا گیا ہے، انسان کسی بھی قوم، نسل سے تعلق رکھتا ہو اس کا ناجن قتل ہر شریعت میں خاص طور پر شریعت اسلامی میں گناہ کیہرہ بتلایا گیا ہے۔ تجب ہے ان معاندین اسلام پر جو واضح تشریحات کے ہوتے ہوئے اسلام پر ناجن خون ریزی کا الزام لگاتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان انفرادی یا اجتماعی طور پر یہ جرم کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔ اسلام کی نگاہ میں وہ سخت مجرم ہے۔ چونکہ قابل نے اس جرم کا راستہ اولین طور پر اختیار کیا، اب جو بھی یہ راستہ اختیار کرے گا اس کا گناہ قابل پر بھی برابر ڈالا جائے گا ہر یعنی اور بدی کے لیے یہی اصول ہے۔

باب روحوں کے جھٹے ہیں جھنڈ کے جھنڈ

۲- بَابُ الْأَرْوَاحُ جُنُدُ مُجَنَّدَةٍ

(٣٣٣٦) امام بخاری نے کہا کہ یا یث بن سعد نے روایت کیا یعنی بن سعید النصاری سے، ان سے عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

۳۳۳۶ - قَالَ: وَقَالَ الْلَّهُنَّا عَنْ يَحْتَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

غُنھا قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجْنَدَةٌ، فَمَا تَعْلَمَ مِنْهَا اَنْتَلَفُ، وَمَا تَنَكِّرُ مِنْهَا اخْتَلَفَ)). وَقَالَ يَحْيَى بْنُ اَيُوبَ : حَذَّنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ بِهَذَا.

نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم ﷺ سے سنا، آپ فرمائے تھے کہ روحوں کے جھنڈ کے جھنڈ الگ الگ تھے۔ پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پچھان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی وہ خلاف رہتی ہیں اور یحیی بن ایوب نے بھی اس حدیث کو روایت کیا، کما مجھ سے یحیی بن سعید نے بیان کیا، آخر تک۔

**تَشْبِيهُ** کتاب الانبیاء کے شروع میں حضرت آدم ملائکہ کا ذکر ہوا۔ اس طبقے میں مناسب تھا کہ آدمیت کے کچھ نیک و بد خصائص، اس کی فطرت پر دشمنی ذاتی جائے، تاکہ آدمی کی فطرت پر دشمنی والوں کے سامنے آئے۔ اس لیے حضرت امام مذکور ان احادیث مذکورہ کو یہاں لائے۔

اب حدیث آدم ملائکہ کے بعد حضرت نوح ملائکہ کا ذکر خیر شروع ہوتا ہے جن کو قرآن میں عبد شکور کے نام سے پکارا گیا ہے، آپ رقت قلب سے بکھرت رویا کرتے تھے، اسی لیے لظ نوح سے مشور ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

روض میں عالم ازل میں لٹکروں کی طرح یکجا تھیں جن روحوں میں وہاں باہمی تعارف ہو گیا ان سے دنیا میں بھی کسی نہ کسی دن طلب ہوئی جاتا ہے اور جن میں باہمی تعارف نہ ہو سکا وہ دنیا میں بھی باہمی طور پر میل نہیں کھاتی ہیں۔ اس کے تحت ہمارے محترم مولانا وحید الزماں صاحب مرحوم نے شرح وحیدی میں ایک مفصل نوٹ تحریر فرمایا ہے جو قارئین کرام کے لئے لوچپی کا موجب ہو گا۔ مولانا فرماتے ہیں:

”بغیر مناسبت روحانی کے محبت ہوئی نہیں سکتی، ایک بزرگ کا قول ہے اگر مومن ایسی مجلس میں جائے جہاں سو منافق بیٹھے ہوں اور ایک مومن ہو تو وہ مومن ہی کے پاس بیٹھنے گا اور اگر منافق اسی مجلس میں جائے جہاں سو مومن ہوں اور ایک منافق ہو تو اس کی تسلی منافق ہی کے پاس بیٹھنے سے ہوگی۔ اسی معنوں میں ایک شاعر نے کہا کہ دم بخش پر واڑ کو تراپز با باز“ (وحیدی)“ دلی دوست جو خالص اللہ بلا غرض ہوتی ہے بغیر اتحاد روحانی کے نہیں ہو سکتی۔ ایک بد عقی کبھی کسی موحد تبعیت کا دوست اور اسی طرح سخت قسم کا مقلد اہل حدیث کا ہوا خواہ نہیں ہو سکتا ایک مجلس میں اتفاق سے ایک مولوی صاحب جو ہبھی کے ہم مشرب ہیں مجھ سے ملے اور ایک بے عمل جاہل شخص سے کئے گئے ہم میں اور تم میں الارواح جنود مجنتہ اسی حدیث کی رو سے اتحاد ہے میں نے ان کا دل لینے کو کہا کیا ہم کو آپ کے ساتھ یہ اتحاد نہیں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ مجھ کو ان کی سچائی پر تجب ہوا۔ واقعی بھی اور اہل حدیث میں کسی طرح اتحاد نہیں ہو سکتا۔ جس دن سے یہ صحیح بخاری مترجم چھپنا شروع ہوئی ہے کیا کہوں بعض لوگوں کے دل پر سانپ ٹوٹا ہے اور حدیث کی کتاب اس عمدگی کے ساتھ طبع ہونے سے دیکھ کر آپ ہی آپ بڑے مرتے ہیں۔ اتحاد اور اختلاف روحانی کا اثر اسی سے معلوم کر لینا چاہیے حالانکہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حدیث شریف کی اشاعت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ناچیز مترجم پر جھوٹے اعتماد دھر کریں چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ ترجیح ناتمام رہ جائے۔ (وَاللَّهُ مُتَّمِثُ نُورٌ وَلَوْ كَرِهَ الْكُفَّارُونَ) (الصف: ۸) (وحیدی)

حضرت مولانا وحید الزماں مرحوم نے اپنے زمانے کے حاسدوں کا یہ حال لکھا ہے۔ مگر آج کل بھی معاملہ تقویاً ایسا ہی ہے۔ جو ناچیز (حمد و ادراز) کے سامنے آ رہا ہے۔ کتنے حاسدین اشاعت بخاری شریف مترجم اردو کا عظیم کام دیکھ کر حسد کی الگ میں بڑے جارہے ہیں۔ اللہ پاک ان کے حد سے محفوظ رکھے اور اس خدمت کو پورا کرائے۔ آمين۔

### باب حضرت نوح ملائکہ کے بیان میں۔

۳۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ :

سورہ ہود میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور ہم نے نوح ملائکہ کو ان کی قوم

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ﴾ [۲۵]

کے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ ”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (قرآن مجید کی اسی سورہ ہود میں) بادی الرای کے متعلق کہا کہ وہ چیز ہمارے سامنے ظاہر ہو۔ اقلیعی یعنی روک لے ٹھہر جا فارالت سورہ یعنی پانی اس سورہ میں سے اہل پڑا اور عکرمہ نے کہا کہ (تھور بمعنی) سطح زمین کے ہے اور مجہد نے کہا کہ الجنودی جزیرہ کا ایک پہاڑ ہے۔ دجلہ و فرات کے نیچے میں اور سورہ مومن میں لفظ داب بمعنی حال ہے۔

باب سورۃ نوح میں اللہ کا یہ فرمانا۔ ”ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس سے کہا کہ اپنی قوم کو تکلیف کا عذاب آنے سے پہلے ڈرا۔ آخر سورۃ تک اور سورۃ یونس میں فرمانا، اے رسول! نوح کی خبر ان پر تلاوت کر، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے قوم! اگر میرا یہاں ٹھہرنا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو تمہارے سامنے بیان کرنا تمیں زیادہ ناگوار گذرتا ہے۔“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد من المُسْلِمِینَ تک۔

(۳۳۳۷) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خردی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے کہ سالم نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں خطبہ سنانے کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی، اس کی شان کے مطابق شا بیان کی، پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں تمیں دجال کے فتنے سے ڈر اتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزر جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو۔ نوح ﷺ نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تمیں اس کے بارے میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے بھی اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی، تمیں معلوم ہونا چاہیے کہ دجال کاتا ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس عیب سے پاک ہے۔

(۳۳۳۸) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، ہم سے شیبان نے بیان کیا،

”فَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: هَبَادِي الرَّأْيِ: مَا ظَهَرَ لَنَا. (أَقْلِيعِي): أَمْسِكِي. هَوْفَارَ التَّقْوَرُ: بَعْ الْمَاءَ. وَقَالَ عَكْرَمَةَ: وَجْهَ الْأَرْضِ. وَقَالَ مُعَاوِيَةَ: (الْجَوْدِي): جَبَلٌ بِالْجَزِيرَةِ. هَدَابٌ: مِثْلُ حَالِ.

۴- بَابُ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى (إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ) إِلَى آخرِ السُّورَةِ [نوح: ۲۸-۱].

”وَأَنْذَلْ عَلَيْهِمْ نَبَأً نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمَ إِنْ كَانَ كَبَرٌ عَلَيْكُمْ مَقْعَدِي وَتَذَكِّرِي بِآيَاتِ اللَّهِ - إِلَى قَوْلِهِ - مِنَ الْمُسْلِمِينَ)

۳۳۳۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الدَّاهِرِ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَالِمٌ : وَقَالَ أَبْنُ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي لَأَنذِرُ كُمُورَةً، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ لَا أَنذِرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنذَرَ نُوحَ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي أَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ : تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغْوَرُ، وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوِرٍ)).

[راجح: ۳۰۵۷]

۳۳۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو نُعْيَمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانَ عَنْ

یختی عن أبي مسلمَةَ سمعتُ أبا هريرةَ رضيَ اللهُ عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ: ((أَلَا أَحَدُكُمْ حَدَّيْنَا عَنِ الدُّجَاجِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ أَغْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجْحِيُ مَعْهُ بِعِتَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ، وَإِنَّهُ أَنْذِرَكُمْ كَمَا أَنْذَرْتُهُ بِنُوحَ قَوْمَهُ)). [راجع: ۳۰۵۷]

ان سے بھی نے، ان سے ابو سلمہ نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نا، آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات پتا دوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی۔ وہ کاتا ہو گا اور جنت اور جنم جیسی چیز لائے گا، پس جسے وہ جنت کے گار حقيقة وہی وزن ہو گی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈرتا ہوں، جیسے نوح ﷺ نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

**لئے بیخ** اللہ پاک اپنے بندوں کو آزمائے کے لیے دجال کو پہلے کچھ کاموں کی طاقت دے دے گا پھر بعد میں اس کی عائزی ظاہر کر دے گا، ایسی صورت خود پتا دے گی کہ وہ خدا نہیں ہے۔ احادیث میں نوح ﷺ کا ذکر آیا ہے باب سے یہی مناسبت ہے۔ (۳۳۳۹) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) نوح ﷺ بارگاہِ اللہ میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچایا تھا؟ نوح ﷺ عرض کریں گے میں نے تیرا پیغام پہنچایا تھا، اے رب العزت! اب اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا، کیا (نوح ﷺ نے) تم تک میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ جواب دیں گے نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نوح ﷺ سے دریافت فرمائے گا، اس کے لیے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ عرض کریں گے کہ محمد ﷺ اور ان کی امت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اس بات کی شادوت دیں گے کہ نوح ﷺ نے پیغام خداوندی اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اس ارشاد کا ہے کہ ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو۔“ اور وسط کے معنی درمیانی کے ہیں۔

(۳۳۲۰) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، ہم سے ابو حیان بھی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابو زرعہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے

۳۳۴۰ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي رُزْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

[طرفاہ فی : ۴۴۸۷، ۷۳۴۹].

ساتھ ایک دعوت میں شریک تھے۔ آپ کی خدمت میں دست کا گوشت پیش کیا گیا جو آپ کو بہت مرغوب تھا۔ آپ نے اس دست کی بڑی کا گوشت دانتوں سے نکال کر کھلایا۔ پھر فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) تمام خلوق کو ایک چیل میدان میں جمع کرے گا؟ اس طرح کہ دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھے سکے گا۔ آواز دینے والے کی آواز ہر جگہ سنی جاسکے گی اور سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ ایک شخص اپنے قریب کے دوسرا شخص سے کہے گا، دیکھتے نہیں کہ سب لوگ کیسی پریشانی میں بیٹلا ہیں؟ اور مصیبت کس حد تک پہنچ چکی ہے؟ کیوں نہ کسی ایسے شخص کی تلاش کی جائے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں ہم سب کی شفاعت کے لئے جائے۔ کچھ لوگوں کا مشورہ ہو گا کہ دادا آدم ﷺ اس کے لئے مناسب ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے بادا آدم! آپ انسانوں کے دادا ہیں۔ اللہ پاک نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا تھا، اپنی روح آپ کے اندر پھوکی تھی، ملائکہ کو حکم دیا تھا اور انسوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا اور جنت میں آپ کو (پیدا کرنے کے بعد) ٹھرا رکھا۔ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ خود ملاحظہ فرمائتے ہیں کہ ہم کس درجہ الجھن اور پریشانی میں بیٹلا ہیں۔ وہ فرمائیں گے کہ (گناہ گاروں پر) اللہ تعالیٰ آج اس درجہ غفتباک ہے کہ کبھی اتنا غفتباک نہیں ہوا تھا اور نہ آئندہ کبھی ہو گا اور مجھے پہلے ہی درخت (جنت) کے کھانے سے منع کر چکا تھا لیکن میں اس فرمان کو بجالانے میں کوتاہی کر گیا۔ آج تو مجھے اپنی ہی پڑی ہے۔ (نفسی نفسی) تم لوگ کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں، نوح ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ نوح ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح ﷺ! آپ (آدم ﷺ کے بعد) روئے زمین پر سب سے پہلے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ”عبد شکور“ کہہ کر پکارا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائتے ہیں کہ آج ہم کیسی مصیبت و پریشانی میں

((كَتَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَغْوَةٍ، فَرُفِعَتْ إِلَيْهِ الدَّرَاجُ - وَكَانَتْ تَعْجَجَةً. فَهَمَسَ مِنْهَا نَفْسَهُ وَقَالَ: ((أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. هَلْ تَذَرُونَ بِمَنْ يَجْمِعُ اللَّهُ الْأُولَئِينَ وَالآخِرِينَ فِي صَعْدَيْهِ وَاحِدٍ. فَيُصْبِرُهُمُ النَّاطِرُ، وَيَسْمَعُهُمُ الدَّاعِيُّ، وَتَذَنَّوْ مِنْهُمُ الشَّمْسُ، فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: إِلَى مَا بَلَغْتُمْ! إِلَى مَا تَنْظَرُونَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ! فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ: أَبُوكُمْ آدَمُ: فَيَأْتُونَهُ فَيَقُولُونَ يَا آدَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقْتَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخْتَ فِيْكَ مِنْ رُوْحِهِ، وَأَمَرْتَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ، وَأَسْكَنْتَ الْجَنَّةَ. أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَغَنَا؟ فَيَقُولُ: رَبِّيْ غَضِيبٌ غَضِيبًا لَمْ يَغْضِبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضِبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَنَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ لِغَصِيبَتِهِ. نَفْسِي نَفْسِي، اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِهِ، اذْهَبُوا إِلَى نُوحٍ. فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ: يَا نُوحُ أَنْتَ أَوْلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ؛ وَسَمَّاكَ اللَّهُ عِنْدَهُ شَكُورًا. أَمَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا بَلَغَنَا؟ أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيْ غَضِيبٌ الْيَوْمَ غَضِيبًا لَمْ يَغْضِبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضِبْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. نَفْسِي نَفْسِي، اتَّوَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُونِي، فَأَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ، فَيَقَالُ: يَا

بُلَا هِيْ؟ آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیجئے۔ وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج اس درجے غبیناًک ہے کہ اس سے پسلے کبھی ایسا غبیناًک نہیں ہوا تھا اور نہ کبھی اس کے بعد اتنا غبیناًک ہو گا۔ آج تو مجھے خود اپنی ہی فکر ہے۔ (نفسی نفسی) تم نبی کرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں (ان کی شفاعت کے لئے) عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر آواز آئے گی، اے محمد! سراخھا اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ مانگو تمیس دیا جائے گا۔ محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ساری حدیث میں یاد نہ رکھ سکا۔

(۳۳۴۱) ہم سے نصر بن علی بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو ابو احمد نے خردی، انہیں سفیان نے، انہیں ابو اسحاق نے، انہیں اسود بن یزید نے اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے (آیت) «فَهَلْ مِنْ مَذْكُورٍ» مشہور قرأت کے مطابق (ادغام کے ساتھ) تلاوت فرمائی تھی۔

مُحَمَّدٌ أَرْفَعَ رَأْسَكُ، وَأَشْفَعَ تُشَفَّعَ،  
وَسَلَّنَ تُغْطَّةً). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : لَا  
أَحْفَظُ سَافَرَةً.

[طرفہ فی: ۳۳۶۱، ۴۷۱۲].

۳۳۴۱ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلَىٰ بْنُ نَصْرٍ  
أَخْبَرَنَا أَبُو أَخْمَدٍ عَنْ سُفِّيَانَ عَنْ أَبِي  
إِسْحَاقَ عَنْ الْأَسْنَدِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَرَأَ  
: «فَهَلْ مِنْ مَذْكُورٍ» مِثْلَ قِرَاءَةِ الْعَامَةِ)).

[اطرافہ فی: ۳۳۴۵، ۳۳۷۶، ۴۸۶۹]

۴۸۷۰ ۴۸۷۱ ۴۸۷۲ ۴۸۷۳ ۴۸۷۴ .

**بعض** نے ذکرِ ذات کے ساتھ پڑھا ہے۔ جو کہ اس روایت میں حضرت نوح ﷺ کا ذکر ہے اس نے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔ حضرت آدم ﷺ کے بعد حضرت نوح بنت علیم رسول گزرے ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا بیان کئی جگہ آیا ہے۔

(صلی اللہ علیم اجمعین)

### باب الیاس ﷺ پیغمبر کا بیان

سورہ صافات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بے شک الیاس رسولوں میں سے تھا۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم (خدا کو) چھوڑ کر ہتوں کی عبادت کرنے سے) ڈرتے کیوں نہیں ہو؟ تم بعل (بت) کی تو عبادت کرتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کی عبادت کو چھوڑتے ہو۔ اللہ ہی تمہارا رب ہے اور تمہارے باپ دادوں کا بھی۔ لیکن ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا۔ پس بے شک وہ سب لوگ (عذاب کے لیے) حاضر کئے جائیں گے۔ سوائے اللہ کے ان بندوں کے جو

﴿ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لِمَنِ الْمُرْسَلِينَ، إِذْ قَالَ  
لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَقَوَّنَ أَتَذْغُونَ بَغْلًا وَتَذَوَّرُونَ  
أَخْسَنَ الْخَالِقِينَ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ أَبَائِكُمْ  
الْأُولَئِنَّ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُخْضَرُونَ إِلَّا  
عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصُّينَ وَتَرَكَنَا عَلَيْهِ فِي  
الْآخِرَةِ ﴾ [الصفات: ۲۳] قَالَ أَبُنْ  
عَبَّاسٍ : يُذَكَّرُ بِخَيْرٍ. ﴿سَلَامٌ عَلَى آلِ

مغلص تھے اور ہم نے بعد میں آنے والی امتوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اسی نے تو کنا علیہ فی الاخرين کے متعلق کما کہ بھلائی کے ساتھ انہیں یاد کیا جاتا رہے گا۔ سلامتی ہو الیاسین پر بے شک ہم اسی طرح مغلصین کو بدله دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مغلص بنود میں سے تھا۔ ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ الیاس، اور لیس علیہم السلام کا نام تھا۔

**لئے بحث** یہ الیاس بن یاسین بن ہارون تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یحییٰ گئے تھے۔ بعض کے نزدیک الیاس سے حضرت اور لیس ہی مراد ہیں۔ مگر امام بخاری نے اس کو صحیح نہیں سمجھا، اس لیے حضرت اور لیس کے لیے ذیل کا باب الگ باندھا ہے۔

### باب حضرت اور لیس علیہم السلام کا بیان

حضرت نوح علیہ السلام کے والد کے دادا تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خود نوح علیہ السلام کے دادا تھے اور اللہ تعالیٰ کافر مانا کہ ”اور ہم نے ان کو بلند مکان (آسمان) پر اٹھایا تھا۔

(۳۳۳۲) عبدان نے کہا کہ ہمیں عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے خبر دی اور انہیں زہری نے، (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عنہس نے، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا اور ان سے انس بن شہر نے بیان کیا کہ ابوذر عویش بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے گھر کی چھت کھوئی گئی۔ میرا قیام ان دونوں مکہ میں تھا۔ پھر جبریل علیہ السلام اترے اور میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبرز تھا، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف لے کر چلے، جب آسمان دنیا پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کہ دروازہ کھولو، پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب کہ میں جبریل، پھر پوچھا کہ آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے کے لیے آپ کو دیا کہ میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں، پوچھا کہ انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ جواب دیا کہ ہاں، اب دروازہ کھلا، جب ہم آسمان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی، کچھ انسانی روحلیں ان کے دائیں

یاسین، إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُخْسِنِينَ، إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ» [الصفات: ۱۳۰]. يُذَكَّرُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ إِلْيَاسَ هُوَ إِذْرِينُ.

۵- بَابُ ذِكْرِ إِذْرِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
وَهُوَ جَدُّ أَبِيهِ نُوحٍ، وَيَقَالُ جَدُّ نُوحٍ  
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

وَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى: (وَرَفَعَنَاهُ مَكَانًا عَلَيْهِ)  
۲۳۴- قَالَ عَبْدَانٌ: أَخْبَرَنَا عَنْدَ اللَّهِ أَخْبَرَنَا  
يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح. وَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ  
صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ  
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَنَسُ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
قَالَ: ((فَرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ،  
فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَفَرَّجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ  
رَفْرَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَنِيَّ  
حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَلْرَغَهَا فِي صَدْرِيْ ثُمَّ  
أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيَ لِغَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ،  
فَلَمَّا جَاءَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ لِحَازِنِ  
السَّمَاءِ: أَفْتَحْ. قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا  
جِبْرِيلُ، قَالَ: مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: مَعِيْ مُحَمَّدٌ،  
قَالَ: أَرْسِلْ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَفْتَحْ. فَلَمَّا عَلَوْنَا  
السَّمَاءَ إِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوَدَةَ وَعَنْ

طرف تھیں اور کچھ بائیں طرف، جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو نہیں دیتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روپڑتے۔ انہوں نے کماخوش آمدید، نیک بی نیک بیٹی! میں نے پوچھا، جبریل! یہ صاحب کون بزرگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدم ﷺ ہیں اور یہ انسانی روحمیں ان کے دائیں اور بائیں طرف تھیں ان کی اولاد بی بی آدم کی روحمیں تھیں ان کے جو دائیں طرف تھیں وہ جنتی تھیں اور جو بائیں طرف تھیں وہ دوزخی تھیں، اسی لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف دیکھتے تو روتے تھے، پھر جبریل ﷺ مجھے اوپر لے کر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے، اس آسمان کے دارومند سے بھی انہوں نے کہا کہ دروازہ کھولا، انہوں نے بھی اسی طرح کے سوالات کیے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے، پھر دروازہ کھولا، انس ﷺ نے بیان کیا کہ حضرت ابوذر ہنفیؓ نے تفصیل سے بتایا کہ آخر پتھر ﷺ نے مختلف آسمانوں پر اور لیس، موی، عیسیٰ اور ابراہیم ﷺ کو پایا، لیکن انہوں نے ان انبیاء کرام کے مقامات کی کوئی تخصیص نہیں کی، صرف اتنا کہا کہ آخر پتھر ﷺ نے آدم ﷺ کو آسمان دنیا (پہلے آسمان پر) پایا اور ابراہیم ﷺ کو کچھے پر اور حضرت انس ﷺ نے بیان کیا کہ پھر جب جبریل ﷺ اور لیس ﷺ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کماخوش آمدید، نیک بی نیک بھائی، میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ جبریل ﷺ نے بتایا کہ یہ اور لیس ﷺ ہیں، پھر میں عیسیٰ ﷺ کے پاس سے گزر، انہوں نے بھی کماخوش آمدید نیک بی نیک بھائی، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ تو بتایا کہ عیسیٰ ﷺ پھر میں ابراہیم ﷺ کے پاس سے گزر اتو انہوں نے فرمایا کہ خوش آمدید نیک بی اور نیک بیٹی، میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ابراہیم ﷺ ہیں، ابن شاہب سے زہری نے بیان کیا اور مجھے ایوب بن حزم نے خبر دی کہ ابن عباس ہبھٹا اور ابو جیہہ الصفاری ہنفیؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے اوپر لے کر چڑھے اور میں اتنے بلند مقام پر پہنچ گیا جمال سے قلم کے لکھنے کی آواز صاف سننے لگی تھی،

یسارو اَسْنَدَهُ، فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ صَحِكَ، وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شَمَائِلِهِ بَكَى، فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالآنِي الصَّالِحِ، قَلَّتْ: مَنْ هَذَا يَا جِنْرِيل؟ قَالَ: هَذَا آدُمُ، وَهَذِهِ الْأَسْنَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شَمَائِلِهِ نَسْمَةُ نَبِيِّهِ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَالْأَسْنَدَةُ أُلْيَى عَنْ شَمَائِلِهِ أَهْلُ النَّارِ، فَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ صَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شَمَائِلِهِ بَكَى، ثُمَّ عَرَجَ بِي جِنْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لِخَازِنِهَا : افْتَحْ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأُولُونَ، فَفَتَحَ، قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ اللَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ إِذْرِينَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ، وَلَمْ يُشْتَأِبْ لِي كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ اللَّهُ وَجَدَ آدُمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّادِسَةِ، وَقَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا مَرَ جِنْرِيلُ بِإِذْرِينَ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخْ الصَّالِحِ، قَلَّتْ مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى، ثُمَّ مَرْزَتُ بِعِيسَى فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَخْ الصَّالِحِ، قَلَّتْ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ : عِيسَى، ثُمَّ مَرْزَتُ بِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْأَنِي الصَّالِحِ، قَلَّتْ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ - قَالَ: وَأَخْبَرَنِي أَنْ حَزَمٌ أَنْ أَنْ عَبَّاسٌ

ابو بکر بن حزم نے بیان کیا اور انس بن مالک بن شہر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے پچاس وقت کی نمازیں مجھ پر فرض کیں۔ میں اس فرض کے ساتھ واپس ہوا اور جب موئی ﷺ کے پاس سے گذراتو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر کیا چیز فرض کی گئی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ پچاس وقت کی نمازیں ان پر فرض ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں، کیونکہ آپ کی امت میں اتنی نمازوں کی طاقت نہیں ہے، چنانچہ میں واپس ہوا اور رب العالمین کے دربار میں مراجعت کی، اس کے نتیجے میں اس کا ایک حصہ کم کر دیا گیا، پھر میں موئی ﷺ کے پاس آیا اور اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ اپنے رب سے پھر مراجعت کریں پھر انہوں نے اپنی تفصیلات کا ذکر کیا کہ رب العالمین نے ایک حصہ کی پھر کی کردی، پھر میں موئی ﷺ کے پاس آیا اور انہیں خبر کی، انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب سے مراجعت کریں، کیونکہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے، پھر میں واپس ہوا اور اپنے رب سے پھر مراجعت کی، اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ فرمایا کہ نمازیں پانچ وقت کی کردی گئیں اور ثواب پچاس نمازوں ہی کا ہاتھ رکھا گیا، ہمارا قول بدلا نہیں کرتا۔ پھر میں موئی ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے اب بھی اسی پر زور دیا کہ اپنے رب سے آپ کو پھر مراجعت کرنی چاہیے۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے اللہ پاک سے بار بار درخواست کرتے ہوئے اب شرم آتی ہے۔ پھر جریل ﷺ مجھے لے کر آگے بڑھے اور سدرۃ المنافقین کے پاس لائے جمال مختلف قسم کے رنگ نظر آئے، جنہوں نے اس درخت کو چھپا رکھا تھا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے۔ اس کے بعد مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ متوفی کے گنبد بنے ہوئے ہیں اور اس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔

**لیستہ منع** اس حدیث شریف میں حضرت اوریس ﷺ کا ذکر خیر آیا۔ اسی مناسبت سے اسے یہاں درج کیا گیا۔ معراج کا واقعہ اپنی جگہ پر بیان کیا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نوٹ: حدیث معراج میں یہ عقیدہ لانا رکنا چاہیے کہ معراج جسمانی برحق ہے اور اس میں سینہ چاک ہونے وغیرہ وغیرہ جتنے بھی

کو اائف مذکور ہوئے ہیں اپنے ظاہری معاملی کے لحاظ سے سب برق ہیں۔ ظاہر پر ایمان لانا اور دیگر کو اائف اللہ کے حوالہ کرنا ایمان والوں کا شیوه ہے۔ اس میں مزید کرید کرنا جائز نہیں۔

### ۶۔ باب قولِ اللہ تعالیٰ :

”اور قوم عاد کی طرف ہم۔ ان کے بھائی ہود کو (نبی ہنا کر) بھیجا انسوں نے کہا، اے قوم! اللہ کی عبادت کرو۔“

اور سورہ احکاف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کہ جب ہود نے اپنی قوم کو احکاف یعنی ریت کے میدانوں میں ڈرایا“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد یوں ہی ہم بدله دیتے ہیں مجرم قوموں کو ”تک“

اس باب میں عطاء ابن ابی رباح اور سلیمان بن یسار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ انسوں نے نبی کریم ﷺ سے

عطاء کی روایت کو مؤلف نے سورہ احکاف کی تفسیر میں اور سلیمان کی روایت کو مؤلف نے ہی کاصل کیا ہے، احکاف حقن کی جمع ہے، قوم عاد ریت کے اوپنے نیلوں پر آباد تھی۔ اس لئے ان کی بستیوں کو لفظ احکاف سے موسم کیا گیا ہے، یمن میں ایک وادی کا نام احکاف تھا جہاں عاد کی قوم رہتی تھی، قادہ کا قول ہے کہ یمن میں سندھ کے کنارے ریت کے نیلوں میں قوم عاد کے لوگ آباد تھے۔ قرآن مجید میں ایک سورہ احکاف کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں قوم عاد پر جو عذاب آیا اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

باب :- (اور سورہ حاتمہ میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”لیکن قوم عاد“ تو

انہیں ایک نہایت تیز تند آندھی سے ہلاک کیا گیا، جو بڑی غصباں تھی۔ ”ابن عینہ نے (آیت کے لفظ) عاتیہ کی تشریع میں کہا کہ (ای) عنت علی الحزان (یعنی وہ اپنے داروغہ فرشتوں کے قابو سے باہر ہو گئی ہے اللہ نے ان پر متواتر سات رات اور آٹھ دن تک مسلط کیا (آیت میں) لفظ حسوماً، بعینی متابعة ہے۔ یعنی وہ پے در پے چلتی رہی (ایک منٹ بھی نہیں رکی) پس اگر تو اس وقت موجود ہوتا تو اس قوم کو وہاں یوں گرا ہوا دیکھتا کہ گویا وہ کھوکھلی کھجوروں کے تنے پڑے ہیں، سو کیا تجھ کو ان میں سے کوئی بھی بچا ہوا نظر آتا ہے۔“

(عاتیہ) کا مطلب یہ ہے کہ اس ہوانے حکم الہی سے اپنے داروغہ فرشتے کی بھی ایک نہ سنی اور ایک دم نکل بھاگی۔ جیسے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سفیان بن عینہ سے نقل کیا، بعض نے کہا تجھ س یوں ہے کہ وہ قوم عاد پر غالب آگئی یعنی ان کے روکے سے نہ رک سکی، ہوا کے عذاب اب بھی آتے رہتے ہیں۔

(۳۳۴۳) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نہ، ان سے مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس

﴿وَالَّى عَادٌ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اغْبِدُوا اللَّهَ﴾ [ہود : ۵۰]

وَقَوْلُهُ : ﴿إِذَا أَنْذَرْ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ - إِلَى قَوْلِهِ - كَذَلِكَ نَجَزِي الْقَوْمَ الْمُخْرِمِينَ﴾ [الأحقاف : ۲۱]

فِيهِ عَنْ عَطَاءِ وَسَلِيمَانَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

قولِ اللہ عز وجل : ﴿وَأَمَّا عَادٌ فَأَهْلِكُوا بِرِبِيعِ صَرْصَرِ﴾ [الحاقة: ۸] شدیدۃ ﴿عاتیۃ﴾، قَالَ ابْنُ عَینَۃَ: عَنْ عَلَى الْخَزَانِ ﴿سَخَرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا﴾ مُتَتَابِعَةً ﴿فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرَعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازٌ نَخْلِ خَاوِيَّةَ﴾ أَصْوْلَهَا، ﴿فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَّةَ﴾ بقیۃ۔

حضرت شعبہ عن الحکم عن مجاهد بن عزغۃ حديثنا حديثنا محدثنا بن عزغۃ حديثنا شعبة عن الحکم عن مجاهد بن عزغۃ

رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا (غزوہ خندق کے موقع پر) پرواہو سے میری عدو کی گئی اور قوم عاد پچھوا ہوا سے ہلاک کر دی گئی تھی۔

(۳۳۳۲) (حضرت امام بخاری رض نے کہا) کہ این کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابن الی شیم نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رض نے بیان کیا کہ حضرت علی رض نے (یمن سے) نبی کرم ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، اقرع بن حابس حنظل ثم الجاشی، عینہ بن بدر فواری، زید طالیہ بن نہشان والے اور علقہ بن علاش عامری بن کلب والے، اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ آنحضرت رض نے مجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ آنحضرت رض نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لیے انسیں دستا ہوں (کیونکہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا، اس کی آنکھیں دھنی ہوئی تھیں، کلے پھولے ہوئے تھے، پیشانی بھی انھی ہوئی، ڈاڑھی بست گھنی تھی اور سرمنڈا ہوا تھا۔ اس نے کہاے محمد! اللہ سے ڈرو (شیعیان) آنحضرت رض نے فرمایا، اگر میں ہی اللہ کی نا فرمائی کروں گا تو پھر اس کی فرماتبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، میرا خیال ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے، لیکن آنحضرت رض نے انسیں اس سے روک دیا، پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو آنحضرت رض نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اسی کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے، جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے، لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، یہ مسلمانوں کو قتل کریں

ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: ((نصرت بالصلب، وأهلکت غاہ بالذبور)). [راجع: ۱۰۳۵]

۴۴-۳۳۴- قال: قال ابن كثير عن سفيان عن أبيه عن ابن أبي نعم عن أبي سعيد رضي الله عنه قال : ((أرسل على إلى النبي ﷺ بدھیۃ، فقسمها بين الأربعة : الأقرع بن حابس الحنظلي ثم الماجاشی، وعینة بن بذر الفزاری، وزید الطانی ثم أحد بنی نہشان، وعلمة بن غالۃ العامری ثم أحد بنی کلاب. فقضیت قریش والأنصار قالوا: يعطي صنادیده أهل نجد ویدعنا. قال: ((إنما أفالهم)). فاقبل رجل غائر العینین مشرف الوجین ناتیء الجین کث اللحیة مخلوق فقال: أتق الله يا محمد، فقال: ((من يطع الله إذا عصيت؟ أیامینی الله على أهل الأرض فلا تأمنونی)) فسألة رجل قتلہ - أخسیہ خالد بن الولید - فمنعه، فلما ولی قال: ((إن من ضلني هذا - أو في عقب هذا - قوم يقرؤون القرآن لا يجاوز حناجرهم، يمزقون من الدين مروقا السهم من الرمية، يقتلون أهل الإسلام ويذعنون أهل الأوثان، لين أنا أذركمهم لأقتلهم قتل عاد)).

[اطرافہ فی: ۳۶۱۰، ۴۳۰۱، ۴۶۶۷]

گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے، اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

**لئن سب میخ** اس حدیث کے آخر میں قوم عاد کے عذاب الٰہی سے ہلاک ہونے کا ذکر ہے اس مناسبت سے یہ حدیث یہاں درج کی گئی۔ جس بدجنت گروہ کا یہاں ذکر ہوا ہے یہ خارجی تھے جنہوں نے حضرت علی بن محبث کے خلاف خروج کیا ان پر کفر کا فتوی لگایا، خود اتباع قرآن کا دعوی کیا۔ آخر حضرت علی بن محبث سے مقابلہ میں یہ لوگ مارے گئے، دینداری کا دعوی کرنے اور دوسرے مسلمانوں کو بظر خاتمت دیکھنے والے آج بھی بہت سے لوگ موجود ہیں، لمبے لے کرتے پہنے ہوئے ہاتھوں میں تبعیں لٹکائے ہوئے، بظلوں میں قرآن دبائے ہوئے مگر ان کے دلوں کو دیکھو تو بھیزیے معلوم ہوتے ہیں۔

۳۴۵ - حدثنا خالدُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ: ((سَمِعْتَ النَّبِيَّ مُحَمَّدًا يَقُولُ: «فَهُلْ مَنْ مُذَكَّرٌ»)).  
[راجع: ۱۳۴۱] (۳۳۲۵) ہم سے خالد بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو الحاق نے، ان سے اسود نے کما کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود بن محبث سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کرم مسیح موعید سے سنا آپ آیت فہل من مذکور کی تلاوت فرمائے تھے

یہ آئت سورہ قمر میں قوم عاد کے قصہ میں بھی آئی ہے۔ اس مناسبت سے یہ حدیث بیان کی۔

### بَابُ قِصَّةِ يَাজُوجَ وَمَاجُوجَ

الله تعالیٰ نے سورہ کاف میں فرمایا وہ لوگ کہنے لگے یا جو ج اور ما جو ج لوگ ملک میں بہت فاد مچا رہے ہیں۔

**لئن سب میخ** یہ دونوں قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں ہیں، بعض نے کہا یا جو ج ترک لوگ ہیں اور ما جو ج ایک دوسرا گروہ ہے۔ قیامت کے قریب یہ لوگ بہت غالب ہوں گے اور ہر طرف سے نکل پڑیں گے، ان کا لکھنا قیامت کی ایک نشانی ہے، جو لوگ یا جو ج ما جو ج کے وجود میں شہر کرتے ہیں وہ احمد ہیں، یا جو ج ما جو ج آدمی ہیں، کوئی گوبہ نہیں ہیں اور جو رواہیں ان کے قد و قamat کے متعلق متفق ہیں ان کی سندیں صحیح نہیں۔ تورۃ شریف میں یا جو ج ما جو ج کا ذکر ہے، بعض نے کہا یا جو ج روی لوگ ہیں اور ما جو ج تاتاری بعض نے کہا یا جو ج اگر بیرونی (وحیدی) صحیح باتیں ہیں ہے کہ حقیقت حال کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے الٰہ ایمان کا کام ارشادِ الٰہی اہنا صدقنا کہنا ہے۔

الله تعالیٰ کا یہ فرمانا "اور آپ سے (اے رسول) ذوالقرنین (بادشاہ) کے متعلق یہ لوگ پوچھتے ہیں۔ (آپ فرمادیں) لہ ان کا قصہ میں ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں، ہم نے اسے زمین کی حکومت دی تھی اور ہم نے اسکو ہر طرح کا سامان عطا فریلیا تھا پھر وہ ایک سمت چل نکلا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاو" تک۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ» [الکھف]: ۱۸۳) «فَلَمْ سَأَلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِنَّا مَكَّنَاهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبَهُ» : فَاتَّبَعَ سَبَبًا : طَرِيقًا. إِلَى قَوْلِهِ :

زیر کا واحد زیرہ ہے اور زیرہ گلڑے کو کہتے ہیں ”یہاں تک کہ جب اس نے ان دونوں پہاڑوں کے برابر دیوار اٹھادی۔ صد فین سے پہاڑ مراد ہیں۔ ابن عباسؓ سے (بین الصدفین کی تفسیر میں منقول ہے) اور السدین الصدفین کی دوسری قرأت بھی الجبلین (دو پہاڑ) کے معنی میں ہے، خرجاً بمعنى محصول اجرت، زوالقرنین نے (عملہ سے) کماکہ اب اس دیوار کو آگ سے دھونکو یہاں تک کہ جب اسے آگ بنا دیا تو کماکہ پیرے پاس پچھلا ہوا سیسے تابلا لاؤ تو میں اس پر ڈال دوں افرغ علیہ قطرا کے معنی ہیں کہ میں اس پر پچھلا ہوا سیسے ڈال دوں (قطر کے معنی) بعض نے لو ہے (پچھلے ہوئے سے) کئے ہیں اور بعض نے پہلی سے، ابن عباسؓ نے اس کا معنی تابلا بتایا ہے۔ پھر قوم یا جوں و ماجوں کے لوگ (اس سد کے بعد) اس پر چڑھنے کے یظہروہ بمعنی یعلوہ، اطعت له سے استفعال کا صیغہ ہے۔ اسی لیے اس طبع بسطیع، یستطبع بھی پڑھتے ہیں اور یا جوں ماجوں اس میں سوراخ بھی نہ کر سکے۔ زوالقرنین نے کماکہ یہ میرے پروردگار کی ایک رحمت ہے پھر جب میرے پروردگار کا مقررہ وعدہ آپنچھ گا تو وہ اس دیوار کو دکالیعنی زمین دوز کر دے گا، عرب کے لوگ اسی سے بولتے ہیں ناقہ دکاء جس سے مراد وہ اونٹ ہے جس کی کوہاں نہ ہو۔ اور الدکداک من الارض کی مثل وہ زمین جو ہموار ہو کر سخت ہو گئی ہو، اوپنچھ نہ ہو اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے اور اس روز ہم ان کو اس طرح چھوڑ دیں گے کہ بعض ان کا بعض سے گذٹھ ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ جب یا جوں ماجوں کو کھوں دیا جائے گا اور وہ ہر بلندی سے دوڑپڑیں گے۔ قادہ نے کماکہ حدب کے معنی میلہ کے ہیں۔ ایک صحابی نے رسول کشم فیصلہ سے عرض کیا کہ میں نے اس دیوار کو دھاری دار چادر کی طرح دیکھا ہے جس کی ایک دھاری سرخ ہے اور ایک کالی ہے، اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا واقعی تم نے اسکو دیکھا ہے۔

**تفسیر مجتهد** ہوا یہ تھا کہ دونوں طرف دو اوپنچھ پہاڑ تھے جن میں راستہ کھلا ہوا تھا، اس میں سے یا جوں ماجوں کے لوگ گھس آتے اور غریب رعایا کو ستاتے۔ زوالقرنین نے یہ دیوار لو ہے کی بنا کر ان کا راستہ ہی بند کر دیا۔ بعض کم عقل لوگ اس قصہ پر اعتراض

کرتے ہیں کہ اگر یہ دیوار نبی ہوتی تو آج کل ضور اس کا پتہ لگ جاتا کیونکہ دنیا کی چیز میں آج کل بہت ہو چکی ہے اور کوئی ملک اور جزیرہ ایسا باقی نہیں رہا جس سیاح نہ پہنچے ہوں، ان کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے محمد مبارک میں تو یہ دیوار موجود تھی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا آج یا جوں ما جوں کی سد میں اتنا کھل گیا۔ بعد کے لیے بھی ہمارا عقیدہ وہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے یہ ضروری نہیں ہے کہ سیاحوں نے سارے عالم کا پتہ لگایا ہو جن لوگوں نے دیوار چین کو سد سکندری سمجھا ہے انہوں نے غلطی کی ہے کیونکہ چین کی دیوار بہت لمبی ہے اور وہ لوہے کی بھی نہیں ہے اسے چین کے ایک بادشاہ نے بنوایا تھا۔ مذکورہ ذوالقرین سے اسکندر اعظم مراد ہیں۔ جنہوں نے دین ابراہیم قول کر لیا تھا اسکندر یونانی مراد نہیں ہے یہ بعد کے زمانہ قبل مسیح میں ہوا ہے۔

۳۴۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا (۳۳۲۶) هم سے میکی بن کیر نے بیان کیا، کہا تم سے لیٹ نے بیان

کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ بن زمیر نے اور ان سے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے، ان سے ام حسیبہ بنت ابی سفیان نے، ان سے زینب بنت جوشیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا اللہ کے سوا اور کوئی معبد نہیں، ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بر بادی آجائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں، آج یا جوں ما جوں نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے پھر آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتالیا۔ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جوشیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ؟ کیا تم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جب فرق و فنور بڑھ جائے گا تو یقیناً بر بادی ہو گی)

(۳۳۲۷) ہمیں مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا تم سے دہیب نے، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد طاؤس نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک نے یا جوں ما جوں کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے، پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کامد بنا کر بتالیا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبْنَى شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الْزَّبِيرِ أَنَّ زَيْنَبَ بْنَتَ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَنْ أُمِّ حَيَّةَ بِنْتَ أَبِي سَفِيَانَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَرِغًا يَقُولُ : ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا إِلَهَ مِثْلُ هَذِهِ)) - وَحَلَقَ يَا صَبَعَهُ وَمَأْجُوحَ مِثْلُ هَذِهِ)) - فَأَلَّتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْهَلْتُكَ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ: ((نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْحَبْتُ)).

[اطرافہ فی : ۳۵۹۸، ۷۰۵۹، ۷۱۳۵].

۳۴۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا وَهِبَّةُ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَتَحَ اللَّهُ مِنْ رَذْمٍ يَأْجُوحَ وَمَأْجُوحَ مِثْلَ هَذِهِ، وَعَقَدَ بِيَدِهِ تَسْعِينَ)).

[طرفة فی : ۷۱۳۶].

**تَسْبِيحٌ** عقد امثال میں اس کی صورت یوں ہے کہ خصر اور بصر کو بند کرے اور کلے کی انگلی بند کرے، انگوٹھے کو چیز کی انگلی پر رکھ۔ قطلانی نے کہا اس سے یہ مقصود نہیں ہے کہ اتنا ہی سا کھلا ہے، ایک روایت میں یوں ہے کہ یا جوں ما جوں روز اس کو کھو دتے ہیں تھوڑی بھی رہ جاتی ہے تو کہتے ہیں کل آکر توڑ لیں گے، اللہ تعالیٰ شب بھر میں پھر اس کو دیساں مغضبوط کر دتا ہے،

جب توئے کا وقت آپنچے گا اس روز یوں کیسیں گے کل ان شاء اللہ آکر توڑ دالیں گے، اس شب میں وہ دیوار ویسی ہی رہے گی مجھ کو توڑ کر نکل پڑیں گے (وحیدی)

(۳۳۲۸) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا، اے آدم! آدم ﷺ عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں، مستعد ہوں، ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو۔ حضرت آدم ﷺ عرض کریں گے۔ اے اللہ! جنہیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت (کی ہونا کی اور وہشت سے) پچھے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حالمہ عورت اپنا حمل گرادے گی۔ اس وقت تم (خوف وہشت سے) لوگوں کو مدھوشی کے عالم میں دیکھو گے، حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہو گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمیں بشارت ہو، وہ ایک آدی تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار دو زخی یا جوج ماجون کی قوم سے ہوں گے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک تھائی ہو گے۔ پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے آدھے ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال، یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے۔

**تَبَرِّجُ** ترجمہ باب اس فقرے سے نکلا ہے کہ تم میں سے ایک آدی کے مقابلے یا جوج ماجون میں سے ہزار آدی پڑتے ہیں۔ کیونکہ اس سے یا جوج ماجون کی ایسی کثرت نسل معلوم ہوتی ہے کہ امت اسلامیہ ان کافروں کا ہزارواں حصہ ہو گی۔ یا جوج ماجون دو قبیلوں کے نام ہیں جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ قیامت کے قریب یہ لوگ بہت غالب ہوں گے اور ہر طرف سے اکل

۳۳۴۸ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: يَا آدُمْ. فَيَقُولُ: لَتَبَّنَكَ وَسَعَدَنِيكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدِنِيكَ). فَيَقُولُ: أَخْرُجْ بَعْثَ النَّارِ. قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارَ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ الْفَرِّ تَسْعَمَةَ وَتَسْعَةَ وَتَسْعِينَ. فَعِنْدَهُ يَشْبِبُ الصَّفِيرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمْلَ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَّارَى وَمَا هُمْ بِسُكَّارَى، وَلَكِنْ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ). قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَيْنَا ذَلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ: (أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَاجْرُوجَ وَمَاجْرُوجَ أَلْفَ). ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رَبِيعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَرُوا. فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثَلَاثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَرُوا. فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ. فَكَبَرُوا فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّغْرَةِ السُّوْدَاءِ فِي جَلْدِ ثُورٍ أَيْضًا، أَوْ كَشَغْرَةِ يَيْضَاءِ فِي جَلْدِ ثُورٍ أَسْنَدَ). [۶۵۳۰، ۷۴۸۳، ۴۷۴۱].

پڑیں گے۔ ان کا لکھنا قیامت کی ایک نشانی ہے جو لوگ یا چون ماجراج کے وجود میں شہر کرتے ہیں وہ خود احتقн ہیں۔ حدیث سے امت محمدیہ کا بکھرت جنتی ہوتا ہے مگر جو لوگ کلمہ اسلام پڑھنے کے باوجود قبروں، تعریوں، جھنڈوں کی پوچاپت میں مشغول ہیں وہ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ اس لیے کہ وہ مشرک ہیں اور مشرکوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کو قطعاً حرام کر دیا ہے جیسا کہ آیت شریفہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْهَا فِي هُنَافَرَةِ أَنْ يَشْرُكَ بِهِ﴾ (النساء: ۳۸) سے ظاہر ہے۔

### باب (سورہ نساء میں) اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

”اور اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنیا“ اور (سورہ خلیل میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”بے شک ابراہیم (تمام خوبیوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے خود) ایک امت تھے، اللہ تعالیٰ کے مطمع و فرماں بردار، ایک طرف ہونے والے اور (سورہ توبہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ”بے شک ابراہیم نہایت نرم طبیعت اور بڑے ہی بردار تھے۔“ ابو میسرہ (عمرو بن شرحبیل) نے کہا کہ (اوہ) جبشی زبان میں رحیم کے معنی میں ہے۔

### ۸- باب قول اللہ تعالیٰ :

﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِنْرَاهِيمَ حَلِيلَهُ﴾ [النساء: ۱۶۵] وَقَوْلُهُ : ﴿إِنْ إِنْرَاهِيمَ كَانَ أَمَّةً فَانِتَاللَّهُ﴾ [النحل: ۱۲۰] وَقَوْلُهُ : ﴿إِنْ إِنْرَاهِيمَ لَأَوَّلَةَ حَلِيلَهُ﴾ [التوبہ: ۱۱۴]. وَقَالَ أَبُو مَیْسَرَةَ : الرَّحِيمُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ .

(۳۳۳۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے مغیرہ بن نعیان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس بنی ہاشم نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ حشر میں نکلے پاؤں، ننگے جسم اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ”جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ، ہم ایسے ہی لوٹائیں گے۔ یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے (سورہ انبیاء) اور انبیاء میں سب سے پلے حضرت ابراہیم ﷺ کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں، میرے اصحاب! لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو نیک بندے (عیشی ﷺ) کہیں گے کہ ”جب تک میں ان کے ساتھ تھا، ان پر نگران تھا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد الحکیم تک۔“

.۶۵۲۶، ۶۵۲۵، ۵۶۲۴، ۴۷۴۰.

۳۳۴۹ - حدثنا محمد بن سعید أخبرنا سفیان حدثنا المغيرة بن التعمان قال: حدثني سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: ((إنكم تخشرون حفاة عراة غرلا ثم قرأ: «كما بذانا أول خلق نعبدة، وعده علينا، إنا كنا فاعلينا» وأول من يكتسي يوم القيمة إبراهيم). وإن أناسا من أصحابي يوحدهم ذات الشمال، فاقول: أصحابي، أصحابي. فيقال: إنهم لم يزالوا مرندين على أغفاصهم منذ فارقهم، فاقول: كما قال النبي الصالح: «ووكلت عليهم شهيدا ما ذمت فيهم - إلى قوله - الحكيم».

أخرافه في : ۳۴۴۷، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶،

مراد وہ لوگ ہیں جو آخرت میں کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرد ہو گئے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جماد کیا۔ یہ دیسات کے وہ بدودی تھے جو برائے نام اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور آخرت میں کی وفات کے ساتھ ہی پھر مرد ہو کر اسلام کے خلاف مقابلہ کے لیے کھڑے ہو گئے تھے جو یا تو منافق تھے یا اسلام کے غلبے سے خوف زدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام سے کبھی کوئی دلچسپی سرے سے لی ہی نہیں تھی۔ ان مرتدین نے خلاف اسلامیہ کے خلاف جنگ کی اور شکست کھانی یا قتل کیے گے۔

(۳۳۵۰) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے بھائی عبدالحمید نے خبر دی، انہیں ابن الی ذسب نے، انہیں سعید مقبری نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نبی کرم مسیح موعید نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آذر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے (والد کے) پھرے پر سیاہی اور غبار ہو گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کمیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری مخالفت نہ کیجئے۔ وہ کمیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے رب! تو نے وعدہ فرمایا تھا کہ مجھے قیامت کے دن رسول نہیں کرے گا۔ آج اس رسول سے بڑھ کر اور کون سی رسولی ہو گی کہ میرے والد تیری رحمت سے سب سے زیادہ دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کافروں پر حرام قرار دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لٹھرا ہوا وہاں پڑا ہوا گا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے جنم میں ڈال دیا جائے گا۔

**لشیخ** اس حدیث سے ان نام نہاد مسلمانوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو اولیاء اللہ کے بارے میں جھوٹی حکایات و کرامات گھر گھر کر ان کو بدنام کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ بڑے پیر جلالی صاحب نے روحوں کی تھیلی حضرت عزرا ملیل علیہ السلام سے چھین لی جن میں مومن و کافر سب کی روحلیں تھیں وہ سب جنت میں داخل ہو گئے۔ ایسے بہت سے قصے بہت سے بزرگوں کے بارے میں مشرکین نے گھر رکھے ہیں۔ جب حضرت خلیل اللہ جیسے پیغمبر قیامت کے دن اپنے باپ کے کام نہ آسکیں گے تو اور دوسرے کسی کی کیا مجال ہے کہ بغیر اذن الہی کسی مرید یا شاگرد کو بخشوکیں۔

(۳۳۵۱) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے کیکر نے بیان کیا، ان سے ابن عباس کے مولیٰ کریب نے اور ان سے

۳۲۵۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِيهِ ذَنْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يَلْقَى إِبْرَاهِيمَ أَبَاهَا آزِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِ آزِرٍ قَرْتَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَفْلَكْ لَكَ لَا تَعْصِي؟ فَيَقُولُ: فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ). فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ : يَا رَبَّ إِنِّي وَعَذَّتِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يَنْعَنُونَ، فَأَيُّ خَزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِيهِ الْأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ((إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ). ثُمَّ يُقَالُ : يَا إِبْرَاهِيمَ مَا تَحْتَ رِجْلِكَ، فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيْجِ مُلْطَخٍ، فَيَرْخُدُ بِقَوَافِيهِ فَيَلْقَى فِي النَّارِ)).

[طرفاہ فی : ۴۷۶۸ ، ۴۷۶۹]۔

۳۲۵۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَذْبَكِيرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى أَبْنِ عَبَّاسٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم مصطفیٰ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت مریم علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں، آپ نے فرمایا کہ قریش کو کیا ہو گیا؟ حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ فرشتے کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں رکھی ہوں، یہ حضرت ابراہیم مصطفیٰ کی تصویر ہے اور وہ بھی پانسہ بھیکتے ہوئے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: ((دخل النبي ﷺ في الْبَيْتِ فَوجَدَ فِيهِ صُورَةً إِبْرَاهِيمَ وَصُورَةً مَرْيَمَ فَقَالَ: إِنَّهُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمُلَائِكَةَ لَا تَذَهَّلُ بَيْنَ فِيهِ صُورَةً، هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ، فَمَا لَهُ يَسْتَفِسِمُ)). [راجح: ۳۹۸]

**تَسْبِيحٌ** عرب کے مشرکوں نے حضرت ابراہیم مصطفیٰ کی مورثی بنا کر ان کے ہاتھ میں پانے کا تیر دیا تھا۔ آخر حضرت مصطفیٰ نے فرمایا کہ تیر پر نکلتے تو ان پانسوں سے فال نکلا کرتے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بطور معیود کسی بت کو پوچھا جائے یا کسی نبی اور ولی کی قربیا مورث کو، شرک ہونے میں ہر دو برابر ہیں۔ جو نادان مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جس شرک کی ذمۃ ہے وہ کافروں کی بت پرستی مراد ہے۔ ہم مسلمان اولیاء اللہ کو محض بطور وسیلہ پوچھتے ہیں۔ ان نادانوں کا یہ کہنا سرا سرفہرست نہیں ہے۔

(۳۵۲) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا تم کو بشام نے خبر دی، انہیں معمتنے، انہیں ایوب نے، انہیں عمرہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اندر اس وقت تک داخل نہ ہوئے جب تک وہ مٹانہ دی گئیں اور آپ نے ابراہیم مصطفیٰ اور اسماعیل مصطفیٰ کی تصویریں دیکھیں کہ ان کے ہاتھوں میں تیر (پانے کے) تھے تو آپ نے فرمایا، اللہ ان پر بر بادی لائے۔ واللہ ان حضرات نے کبھی تیر نہیں چھکے۔

یعنی ان بزرگوں نے فال نکالنے کے لئے کبھی تیر استعمال نہیں کئے، وہ ایسی بیوودہ حرکات سے خود ہی بیزار تھے۔ ایسے ہی وہ بزرگ بھی ہیں جن کی قبروں پر ڈھونل تاشے بجائے جاری ہے ہیں۔

(۳۵۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا تم سے مجھی بن سعید نے بیان کیا، کہا تم سے عبید اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ بن عوف نے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ حضور مصطفیٰ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ پر بیزگار ہو، صحابہ نے عرض کیا کہ ہم حضور مصطفیٰ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ حضور مصطفیٰ نے فرمایا پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی

۳۵۲ - حدَثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عَكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا رَأَى الصُّورَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَذْهَلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمَحَّيْتَ. وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامَ بِأَيْدِيهِمَا الْأَذَلَامَ فَقَالَ: قَاتَلُوكُمُ اللَّهُ، وَاللَّهُ إِنِ اسْتَفِسَمْتُمَا بِالْأَذَلَامِ قَطُّ)) [راجح: ۳۹۸]

۳۵۳ - حدَثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَثَنَا عَيْنَدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَنْقَاهُمْ. فَقَالُوا: لَئِنْ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: قَيْوَسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ أَبْنُ نَبِيٍّ اللَّهِ أَبْنُ حَلِيلٍ

الله بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو جو جاہیت میں شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔ ابو اسامہ اور معتمر نے عبید اللہ سے بیان کیا، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

(۳۳۵۴) ہم سے مؤمل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عوف نے، کہا ہم سے ابو رجاء نے، کہا ہم سے سرہ بنہش نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آج کی رات میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے (جبریل و میکائیل ﷺ) آئے۔ پھر یہ دونوں فرشتے مجھے ساتھ لے کر ایک لمبے قد کے بزرگ کے پاس گئے، وہ اتنے لمبے تھے کہ ان کا سر میں نہیں دیکھ پاتا تھا اور یہ حضرت ابراہیم ﷺ تھے۔

(۳۳۵۵) ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے نفر نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عون نے خبر دی، انہیں مجہد نے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ کے سامنے لوگ دجال کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہو گا ”کافر“ یا (یوں لکھا ہوا ہو گا) ”کف ر“ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخر حضرت ﷺ سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی۔ البتہ آپ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان فرمائی کہ ابراہیم ﷺ کی شکل وضع معلوم کرنے کے لیے تم اپنے صاحب کو دیکھ سکتے ہو اور حضرت موسیٰ ﷺ کا بدن گٹھا ہوا گندم گول، ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی تکلیف کھو رکھا چھال کی تھی۔ جیسے میں انہیں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہوئے وادی میں اتر رہے ہیں۔

صاحب کے لفظ سے یہ اشارہ آخر حضرت ﷺ نے اپنی ذات مبارک کی طرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ حضرت ابراہیم ﷺ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

اللہ۔ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكُ. قَالَ: فَعِنْ مَعَادِنِ الْغَرَبِ تَسْأَلُونَ؟ خَيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوْنَ).  
قَالَ أَبُو أَسَامَةَ وَمُعْتَمِرٌ: ((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ)). [اطرافہ فی : ۳۲۸۳، ۳۲۷۴، ۳۴۹، ۴۶۸۹]۔

۳۳۵۴ - حَدَّثَنَا مُؤْمِنٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا عَوْفٌ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ حَدَّثَنَا سَمْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَانِي الْأَنْيَلَةُ أَتَيَانٌ، فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَادُ أَرْأِي رَأْسَهُ طُولاً، وَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمٌ ﷺ)). [راجع: ۸۴۵]

۳۳۵۵ - حَدَّثَنَا بَيْانُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا الْفَضْرُ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَوْنَى عَنْ مُجَاهِدِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبْنَ عَيَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - وَذَكَرُوا لَهُ الدُّجَانَ بَيْنَ عَيَّاسِيَ مَكْتُوبَ كَافِرٍ أَوْ كَفِيرٍ - قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ، وَلِكِنْهُ قَالَ: أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانظُرُوا إِلَيْ صَاحِبِكُمْ، وَأَمَّا مُوسَى فَجَعَدَ آدُمُ عَلَى جَمَلٍ أَخْتَمَ مَخْطُومٍ بِحَلْبَةٍ؛ كَأَنِّي أَنْظَرْ إِلَيْهِ أَنْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُكَبَّرُ)). [راجع: ۱۵۵۵]

(۳۳۵۶) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا تم سے مغیرہ بن عبد الرحمن القرشی نے بیان کیا، ان سے ابوالزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم ملکہ نے فرمایا، حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال کی عمر میں بولے سے ختنہ کیا۔

۳۳۵۶- حدثنا قتيبة بن سعید، حدثنا مغیرة بن عبد الرحمن القرشي عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((اختن ابنَ إبراهيمَ عليهِ السَّلَامُ وَهُوَ أَبْنَانِيْنَ سَنَةً يَالْقَدْوُمَ)). [طرفة في: ٦٢٩٨].

اسی عمر میں ان کو ختنے کا حکم آیا، استوپاں نے تھا اس لیے حکم الہی کی قیمت میں خود ہی بولے سے ختنہ کر لیا۔ ابو یعلیٰ کی روایت میں اتنی صراحت ہے۔ بعض مکرین حديث نے اس حدیث پر بھی اعتراض کیا ہے جو لدن کی حفاظت کی دلیل ہے۔ جب ایک انسان خود کشی کر سکتا ہے۔ خود اپنے باطھ سے اپنی گردان کاٹ سکتا ہے تو حضرت ابراہیم کا خود بولے سے ختنہ کر لینا کون سا موجب تجуб ہے اور اسی سال کی عمر میں ختنے پر اعتراض کرنا بھی حفاظت ہے جب حکم الہی ہوا، اس کی قیمت کی گئی۔ مکرین حديث مخفی عقل سے کوئے ہیں۔

ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا تم کو شعیب نے خردی، کہا تم سے ابوالزناد نے بیان کیا، پھر یہی حدیث نقل کی لیکن پہلی روایت میں قدموب تشدید دال ہے اور اس میں قدموب تخفیف دال ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بولہ (جو بڑھیوں کا ایک مشہور تھیار ہوتا ہے اسے بسوہ بھی کہتے ہیں)

حدثنا أبو اليمن أخبرنا شعيب، حدثنا أبو الزناد وقال: ((بالقدوم)) مُخْفَفَةً. تابعة عبد الرحمن بن إسحاق عن أبي الزناد. وتابعة عجلان عن أبي هريرة. وزواه محمد بن عمرو عن أبي سلمة.

شعیب کے ساتھ اس حدیث کو عبدالرحمن بن اسحاق نے بھی ابوالزناد سے روایت کیا ہے اور عجلان نے ابو ہریرہ رضی اللہ علیہ سے اور محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ علیہ سے۔

تَشْبِيهُ حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی عمر میں ختنے کا حکم آیا، اس وقت اس تھا۔ تاخیر مناسب نہیں کبھی اور اسی صورت سے حکم الہی ادا کیا، ابو یعلیٰ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت کو مدد نے اپنی مند میں اور عجلان کی روایت کو امام احمد نے اور محمد بن عمرو کی روایت کو ابو یعلیٰ نے وصل کیا ہے۔

(۳۳۵۷) ہم سے سعید بن تلید ریعنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا تم کو عبد اللہ بن وہب نے خردی، کما کہ مجھے جریر بن حازم نے خردی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم علیہ السلام نے توریہ تین مرتبہ کے سوا اور کبھی

۳۳۵۷- حدثنا سعيد بن تليد الرعنبي، أخبرنا ابن وهب قال: أخبرني جرير بن حازم عن أيوب عن محمد عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: (لَمْ يَكُنْدِبْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ

نئیں کیا۔

السلام إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ).

[راجع: ۲۲۱۷]

توریہ کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ کچھ اور ہو لیکن کوئی شخص کی خاص مصلحت کی وجہ سے اسے دو معانی والے الفاظ کے ساتھ اس انداز میں بیان کرے کہ سننے والا اصل واقعہ کونہ کچھ سکے بلکہ اس کا ذہن خلاف واقعہ چیز کی طرف منتقل ہو جائے۔ شریعت نے بعض مخصوص حالات میں اس کی اجازت دی ہے۔

(۳۳۵۸) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے ابو ہریرہ بن عثمن نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولتا تھا، دو ان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لیے تھے۔ ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ ”میں بیمار ہوں“ اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ ”بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بٹ) نے کیا ہے“ اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ ملیحہ السلام ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوب صورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھج کر انہیں بلوایا اور حضرت سارہ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ یہ میری بُن ہیں۔ پھر آپ سارہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بُن ہو۔ اس لیے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ انہوں نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو، میں

۳۳۵۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَخْتُوبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (لَمْ يَكُنْ بَنْتُ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ : ثَقَنْتُ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : قَوْلُهُ : ﴿إِنِّي سَقِيمٌ﴾ وَقَوْلُهُ : ﴿فَبَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا﴾ وَقَالَ : بَيْنَا هُوَ ذَاتُ يَوْمٍ وَسَارَةً إِذَا أَتَى عَلَى جَبَارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقَيْلَ لَهُ : إِنَّهَا هَذِهِ رَجُلًا مَعْنَى امْرَأَةً مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا فَقَالَ : مَنْ هَذِهِ؟ قَالَ : أُخْتِي. فَأَتَى سَارَةً قَالَ : يَا سَارَةَ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِكِ، وَإِنَّ هَذَا سَالَبِي فَأَخْبَرْتُهُ أَنِّي أُخْتِي، فَلَا تُكَذِّبِنِي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاهُلُّهَا بِيَدِهِ فَأَخْدَهُ، فَقَالَ : اذْعِنِي اللَّهُ لِي وَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللَّهَ فَأَطْلَقَ، ثُمَّ تَنَاهَلَّهَا ثَانِيَةً فَأَخْدَهُ مِنْهَا أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ : اذْعِنِي اللَّهُ لِي وَلَا أَضُرُّكِ، فَدَعَتِ اللَّهَ فَأَطْلَقَ، فَدَعَاهَا بَعْضَ حَجَبِهِ فَقَالَ : إِنْكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ، فَأَحْدَمَهَا هَاجِرَ، فَأَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ

يُصْلِي، فَأَوْمَأَ يَدِهِ : مَهِيمٌ؟ قَالَتْ: رَدَّ اللَّهُ كَبَدَ الْكَافِرِ -أَوْ الْفَاجِرِ- فِي نَحْرِهِ، وَأَخْذَمَ هَاجِرَةً. قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: تِلْكَ أَمُكْمَنْ يَا نَبِيَّ مَاءِ السَّمَاءِ)).

[راجع: ۲۲۱۷]

اب تمیس کوئی نقصان نہیں پہنچا دیا۔ سارہ نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کما کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو، یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) سارہ کے لیے اس نے ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا۔ جب سارہ آئیں تو ابراہیم ملیما السلام کھٹے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کوای کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا۔ ابو ہریرہ وغیرہ نہ کہا کہ اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد! یعنی اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہ) ہیں۔

**لَئِنْجِنْ** روایت میں حضرت ابراہیم ﷺ کے متعلق تین جھوٹ کا ذکر ہے جو حقیقت میں جھوٹ نہ تھے۔ کیونکہ لفظ جھوٹ انبیاء علیم السلام کی شان سے بہت بعید ہے۔ ایسے جھوٹ کو دوسرے لفظوں میں توریہ کہا جاتا ہے۔ ایک توریہ وہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے ساتھ جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ انی سقیم میں اپنے دکھ کی وجہ سے پلنے سے مجبور ہوں۔ وہ دکھ قوم کے افعال اور حرکات بدیکھ کر دل کے دکھ ہونے پر اشارہ تھا۔ انبیاء و مصلحین اپنی قوم کی خرابیوں پر دل سے کڑھتے رہتے ہیں۔ آیت کا یہی مطلب ہے۔ اس کو توریہ کر کے لفظ جھوٹ سے تعمیر کیا گیا۔ دوسرا ظاہری جھوٹ جو اس حدیث میں ذکور ہے حضرت سارہ ملیما السلام کو اس ظالم بادشاہ کے ظلم سے بچانے کے لیے اپنی بین قرار دیتا۔ یہ دینی اعتبار سے سارے مومن مردوں عورت بھائی بین ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ﷺ کی مراد یہی تھی۔ تیرا جھوٹ ہتوں کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کے بت خانے کو اجاڑ کر کلماڑا بڑے بت کے ہاتھ میں دے دیا تھا اور دریافت کرنے پر فرمایا تھا کہ یہ کام اس بڑے بت نے کیا ہو گا، بت پر ستون کی حماقت ظاہر کرنے کے لئے یہ طرف کے طور پر فرمایا تھا۔ بطور توریہ اسے بھی جھوٹ کے لفظ سے تعمیر کیا گیا ہے۔ بہرحال اس حدیث پر بھی مذکورین حدیث کا اعتراض محض حماقت ہے۔ اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین۔ روایت میں عربوں کو آسمان سے پانی پینے والی قوم کہا گیا ہے کیونکہ اہل عرب کا زیادہ تر گزران بارش ہی پر ہے۔ اگرچہ آج کل وہاں کنوں اور نہریں بہائی جا رہی ہیں اور یہ سعودی حکومت کے کارناٹے ہیں۔ ایده اللہ بنصرہ العزیز آمین۔ حضرت ہاجرہ ملیما السلام اس بادشاہ کی بیشی تھیں جسے اس نے برکت حاصل کرنے کے لیے حضرت ابراہیم ﷺ کے حرم میں پولٹل کر دیا تھا۔

۳۳۵۹- حَدَّثَنَا عَيْنَدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى -أَوْ سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا ایسا بن سلام نے (ہم سے بیان کیا عبید اللہ بن موسیٰ کے واسطے سے) انہیں ابن جرج نے خبر دی، انہیں عبد الحمید بن جبیر نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہ بنی کرسیم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا کہ اس نے حضرت ابراہیم ﷺ کے

ابن سلام عنہ۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَبِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَقَالَ

کان یتفتح علیٰ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ). کی آگ پر پھونکا تھا۔

[۲۳۰۷]

یعنی اس نے پھونکیں مار کر آگ کو اور پھونکنے کی کوشش کی تھی۔ یہ گرگٹ ایک مشور زہریلا جائز ہے جو ہر آن اپنے رنگ بھی بدلتا رہتا ہے۔ جسے مارنے کا حکم خود حدیث شریف میں ہے اور اسے مارنے پر ثواب بھی ہے۔ روایت میں اس کی حرکت بد کا ذکر ہے، یہ بھی واقعہ بالکل برحق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمادیا اس میں شک و شبہ ہوئی نہیں سکتا۔

(۳۳۶۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی قسم کے ظلم کی ملاوٹ نہ کی“ تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ایسا کون ہو گا جس نے اپنی جان پر ظلم نہ کیا ہو گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واقعہ وہ نہیں جو تم سمجھتے ہو ”جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی“ (میں ظلم سے خراد) شرک ہے کیا تم نے لقمان ﷺ کی اپنے بیٹے کو یہ فحیث نہیں سنی کہ ”اے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا“ بے شک شرک بست ہی بڑا ظلم ہے۔

کسانی نے کماکہ آیت مذکورہ میں بعد ہی حضرت ابراہیم ﷺ کا ذکر آیا ہے۔ یہی باب سے مناسبت ہے۔ بعض نے کماکہ آیت «الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ» (الانعام: ۸۲) حضرت ابراہیم ہی کا مقولہ ہے اور حاکم نے حضرت علیؓ نے کمالاً کہ یہ آیت حضرت ابراہیم ﷺ اور ان کے ساتھ والوں کے حق میں ہے۔

باب سورۃ صافات میں جو لفظ یزفون وارو ہوا ہے، اس کے معنی ہیں دو ڈر کر چلے

(۳۳۶۱) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ابو حیان نے، ان سے ابو زرعہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو ایک ہموار اور وسیع میدان میں جمع کرے گا، اس طرح کہ پکارنے والا سب کو اپنی بات سنائے گا اور دیکھنے والا سب کو ایک ساتھ دیکھے گا (کیونکہ یہ میدان ہموار ہو

غیاثٰ حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا أَبِي الأَعْمَشَ قَالَ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : لَمَّا نَزَّلَتْ : هُوَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَيْنَا لَا يَظْلِمُ نَفْسَهُ ؟ قَالَ : ((أَيْسَ كَمَا تَقُولُونَ ، هُوَ الَّذِينَ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ) : بِشِرْكٍ . أَوْ أَنْتُمْ تَسْمَعُوا إِلَى قَوْلِ لَقَمَانَدَ لَانِيَهُ هُوَ أَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِاللَّهِ ، إِنَّ الشَّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ )) . [راجح: ۳۲]

۹- بَابُ يَزِفُونَ : النَّسَالَةُ فِي

### الْمَشْيٰ

(۳۳۶۱) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : أَتَيَ النَّبِيُّ هُوَ يَوْمًا بِلَحْمٍ ، فَقَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ يَجْمَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْأُولَئِنَ وَالآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ ، فَيَسْمَعُهُمُ الدَّاعِيَ وَيَنْفِذُهُمُ الْبَصَرَ ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ

گا، زمین کی طرح گول نہ ہو گا) اور لوگوں سے سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ پھر آپ نے شفاعت کا ذکر کیا کہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ روئے زمین پر اللہ کے نبی اور خلیل ہیں۔ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کیجئے، پھر انہیں اپنے جھوٹ (توریہ) یاد آ جائیں گے اور کسیں گے کہ آج تو مجھے اپنی ہی فکر ہے۔ تم لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت انس بن مالک نے بھی نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے ان جاہل نادان مسلمانوں کی ندامت تکلی جو اپنے مصنوعی اماموں اور بیرون پر بھروسائے بیٹھے ہیں کہ قیامت کے دن وہ ان کو بخواہیں گے۔ مقلدین ائمہ اربعہ میں سے اکثر جمال کا یہ خیال ہے کہ ان کے امام ان کی بخشش کے ذمہ دار ہیں، ایسے ناقص خیالات سے ہر مسلمان کو بچا بست ضروری ہے۔

(۳۳۶۲) مجھ سے ابو عبد اللہ احمد بن سعید نے بیان کیا، ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عبد اللہ بن سعید بن جبیر نے، ان سے ان کے والد سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ اساعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت ہاجرہ) پر رحم کرے، اگر انہوں نے جلدی نہ کی ہوتی (اور زمزم کے پانی کے گرد منڈر نہ بناتیں) تو آج وہ ایک بہتا ہوا چشمہ ہوتا۔

(۳۳۶۳) محمد بن عبد اللہ النصاری نے کہا کہ ہم سے اسی طرح یہ حدیث ابن جریر نے بیان کی لیکن کثیر بن کثیر نے مجھ سے یوں بیان کیا کہ میں اور عثمان بن ابو سلیمان دونوں سعید بن جبیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں انہوں نے کہا کہ ابن عباس نے مجھ سے یہ حدیث اس طرح بیان نہیں کی بلکہ یوں کہا کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اساعیل اور انکی والدہ حضرت ہاجرہ گولے کر کر کی سرزین کی طرف آئے۔ حضرت ہاجرہ اساعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں۔ انکے ساتھ ایک پرانی مشک تھی۔ ابن عباس نے اس حدیث کو مرفوع نہیں کیا۔

**تشریح** حضرت ابراہیم علیہ السلام وہی مشک بھرپانی حضرت ہاجرہ کو دے کر ان کو اور ان کے شیر خوار بچے کو اس اجازت بیان جنگل میں بے

منہم - فَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ - فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ : أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ مِنَ الْأَرْضِ ، اشْفَعْ لَنَا إِلَيْ رَبِّكَ ، فَيَقُولُ - فَذَكَرَ كَذَبَاتِهِ - نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَى مُوسَى ) . تَابِعَهُ أَنْسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

[راجع: ۳۳۴۰]

۳۳۶۲ - حَدَّثَنِي أَخْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَنْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا وَهَبُّ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ جَبَّرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : ((يَرْحَمُ اللَّهُ أَمْ إِسْمَاعِيلَ ، لَوْلَا أَنَّهَا عَجَلَتْ لَكَانَ زَمْرَدَ عَيْنَا مَعِيناً)). [راجع: ۲۳۶۸]

۳۳۶۳ - قَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَمَا كَثِيرُ بْنُ كَثِيرٍ فَحَدَّثَنِي قَالَ : ((إِنِّي وَعَثْمَانَ بْنَ أَبِي سُلَيْمَانَ جَلُوسًا مَعَ سَعِيدِ بْنِ جَبَّرٍ فَقَالَ : مَا هَكُذا حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ، قَالَ : أَقْبَلَ إِبْرَاهِيمُ يَا إِسْمَاعِيلَ وَأَمْمَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ - وَهِيَ تُرْضِعُهُ - مَعَهَا شَتَّى لَمْ يَرْفَعَهُ ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِأَنْيَهَا إِسْمَاعِيلَ)). [راجع: ۲۳۶۸]

**تشریح**

آب و دان مکھن اللہ کے ہڑو سے پر چھوڑ کر چلے آئے۔ جب وہ پانی ختم ہو گیا اور بچہ پیاس سے بے قرار ہونے لگا تو حضرت ہاجرہ گھبرا کر پانی کی تلاش میں نکلیں، انہوں نے مقاوم مردہ پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے لیکن پانی کا نشان نہ ملا۔ آخر حضرت جبریل علیہ السلام اترے اور انہوں نے زمین پر اپنا ایک پر مارا جس سے زمزم کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔ حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے اس چشمے کا پانی ایک مینڈ بنا کر روک دیا۔ وہ حوض کی شکل میں ہو گیا۔ آج تک یہ چشمہ قائم ہے جس کو زمزم کہتے ہیں اور اس کا پانی برکت والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لیے پیا جائے، اللہ پاک اسے پورا کر دیتا ہے۔ حدیث ہذا میں زمزم کے بارے میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ ”اگر حضرت ہاجرہ اس پر مینڈ نہ لگاتیں تو لکان عیناً معيناً وَ ایک بتا ہوا چشمہ ہوتا۔ بعض ترجیح کرنے والوں نے یہاں ترجیح میں یہ اور اضافہ کر دیا ہے کہ (روئے زمین پر) وہ ایک بتا ہوا چشمہ ہوتا۔ روزے زمین سے ترکنے والوں کی اگر ساری زمین یعنی ریخ مسکون مرا د ہے تو یہ خود ان کا اضافہ ہے۔ حدیث میں صرف یہی ہے کہ وہ ایک بتا چشمہ ہوتا۔ ترجیح میں ایسے اضافات ہی سے منکریں حدیث کو موقع ملا ہے کہ وہ حدیث کے خلاف اپنی ہفوات باطلہ سے عوام کو گمراہ کریں۔ اعازنا اللہ عنہم آمین۔

٣٣٦٤ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ (٣٣٦٣) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا ہم سے حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُوبَ السُّخْتِيَانِيِّ وَكَثِيرَ بْنَ كَثِيرٍ بْنَ الْمُطْلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ - يَوْنِيهِ أَحَدُهُمَا عَلَى الْآخَرِ - عَنْ سَعِينِ بْنِ جُبَيرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبْلَ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَعْفَنِي أَثْرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبَابِهَا إِسْمَاعِيلَ. وَهِيَ تُرْضِعُهُ - حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْخَةَ فَوْقَ زَمْنَمِ فِي أَغْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمُكْكَةَ يَوْمِئِنْدِ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هَنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جَرَابَا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقاً، فَبَعْتَهُ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَدْهَبُ وَتَنْرُكْنَا بِهَذَا الْوَادِيِّ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسَ وَلَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتَ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ لَهُ: أَللَّهُ أَكْبَرُ بِهَذَا؟ قَالَ:

ہماری حفاظت کرے گا وہ ہم کو ہلاک نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ واپس آگئیں اور ابراہیم ﷺ روانہ ہو گئے جب وہ شنبیہ پہاڑی پر پہنچے جہاں سے وہ دھماں نہیں دیتے تھے تو ادھر رخ کیا، جہاں اب کعبہ ہے (جہاں پر ہاجرہ اور اسماعیل ﷺ کو چھوڑ کر آئے تھے) پھر آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب و دانہ میدان میں ٹھہرایا ہے (سورہ ابراہیم) یشکرون تک۔ ادھر اسماعیل ﷺ کی والدہ ان کو دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں۔ آخر جب ملک کا سارا پانی ختم ہو گیا تو وہ پیاسی رہنے لگیں اور ان کے لخت جگر بھی پیاسے رہنے لگے۔ وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا بیٹا (پیاس کی شدت سے) تپک جاوے تاب کھا رہا ہے یا (کما کہ) زمین پر لوٹ رہا ہے۔ وہ وہاں سے ہٹ گئیں کیونکہ اس حالت میں بچ کو دیکھنے سے ان کا دل بے چیز ہوتا تھا۔ مٹا پہاڑی وہاں سے نزدیک تر تھی۔ وہ (پانی کی تلاش میں) اس پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی انسان نظر نہیں آیا، وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھالیا (تاکہ دوڑتے وقت نہ اچھیں) اور کسی پر بیشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مرودہ پہاڑی پر آئیں اور اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی انسان نظر آئے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ اس طرح انہوں نے سات چکر لگائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کریم ﷺ نے فرمایا (صفا اور مرودہ کے درمیان) لوگوں کے لئے دوڑتا اسی وجہ سے مشروع ہوا۔ (ساقویں مرتبہ) جب وہ مرودہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی، انہوں نے کہا، خاموش! یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہی تھیں اور پھر آواز کی طرف انہوں نے کان لگادیے۔ آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نہ سنی۔ اگر تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو تو کرو۔ کیا دیکھتی ہیں کہ جمل اب زمزم (کا کنوں) ہے، وہیں ایک فرشتہ موجود ہے۔ فرشتے نے اپنی ایڑی میں سے زمین میں گڑھا کر دیا، یا یہ کما کہ اپنے بازو سے، جس سے وہاں پانی اہل آیا۔ حضرت ہاجرہ نے اسے حوض کی حکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس

نئم: قالتْ : إِذْنَ لَا يُضِيغُنَا . ثُمَّ رَجَعَتْ . فَانطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الشَّبَّيْةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوْجُوهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدِيهِ فَقَالَ : هُرَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ - حَتَّى بَلَغَ - يَشْكُرُونَهُ . وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ ، حَتَّى إِذَا نَفَدَ مَا فِي السَّقَاءِ عَطَشَتْ وَأَعْطَشَ ابْنُهَا ، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوُّ - أَوْ قَالَ : يَتَلَطَّ - فَانطَلَقَ كِرَاهِيَّةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلًا فِي الْأَرْضِ يَلْتَهَا ، فَفَقَامَتْ عَلَيْهِ ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا ، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَهَبَّتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودَ حَتَّى جَاءَتِ الْوَادِيَ ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْأَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا ، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَعْيَ مَرْأَتِ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((فَلَدِلَكَ سَعْيُ النَّاسِ بِيَنْهُمَا)). فَلَمَّا أَشْرَقَتْ عَلَى الْمَرْأَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ : صَدِ - تُرِينِدْ نَفْسَهَا - ثُمَّ تَسْمَعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ : قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَّاثٌ ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلْكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْوَمَ ، فَبَحْثُ بِعَقِبَيْهِ

طرح کر دیا (تاکہ پانی بننے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکلزدہ میں ڈالنے لگیں۔ جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ پھر اٹلیں پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ ام اساعیل پر حرم کرے، اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہو تو یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکلزدہ نہ بھرا ہو تو زمزم ایک بستے ہوئے جھٹے کی صورت میں ہوتا۔ بیان کیا کہ بھر ہاجرہ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے کو بھی پلایا۔ اس کے بعد ان سے فرشتے نے کما کہ اپنے بڑا دو ہے کا خوف ہرگز نہ کرنا کیونکہ یہیں خدا کا گھر ہو گا، جسے یہ پچھہ اور اس کا باپ تغیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا، اب جہاں بیت اللہ ہے، اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمینِ اٹھی ہوئی تھیں۔ سیالب کا وہارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا۔ اس طرح وہاں کے دن و رات گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) قبیلہ جرہم کے چند گھرانے مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر کہہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے، ان لوگوں نے کما کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے۔ حالانکہ اس سے پسلے جب بھی ہم اس میدان سے گزرے ہیں یہاں پانی کا نام و شان بھی نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے۔ وہاں انہوں نے واقعی پانی پیا چنانچہ انہوں نے واپس آکر پانی کی اطلاع دی۔ اب یہ سب لوگ یہاں آئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اساعیل ﷺ کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کما کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں پڑاؤ ڈالنے کی اجازت دیں گی۔ ہاجرہ نے فرمایا کہ ہاں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہو گا۔ انہوں نے اسے تسلیم کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اسے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اب ام اساعیل کو پڑوسی مل گئے۔ انہوں کی موجودگی ان کے لئے و مجھی کا باعث ہوئی۔ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں کو بھی بلوالیا اور وہ سب لوگ بھی یہیں آکر نظر گئے۔ اس طرح یہاں ان کے کئی گھرانے آ کر آباد ہو گئے اور پچھے

- او فَقَالَ بِحَاجَةٍ - حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تَحْوِصَةً وَتَقُولُ بَيْدَهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفَ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَاهَا وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ . قَالَ ابْنُ عَبَّاسَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْرَحُ اللَّهُ أَمْ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكْتَ زَمْزَمَ - أوْ قَالَ: لَوْ لَمْ تَعْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عِنِّنَا مَعِينًا)). قَالَ : فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ : لَا تَخَافُوا الصِّيَغَةَ، فَإِنَّهَا هَذَا بَيْتُ اللَّهِ يَبْنَى هَذَا الْفَلَامَ وَأَبْوَهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيقُ أَهْلَهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السَّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَائِلِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَأَتْ بِهِمْ رُفْقَةً مِنْ جَرْحَمَ - أوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جَرْحَمَ - مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءِ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَابِقًا، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَنِدَنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أوْ جَرِيًّنِ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَرَجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ، فَأَقْبَلُوا - قَالَ وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ - فَقَالُوا: أَتَأْذِنُنَّ لَنَا أَنْ نَنْزُلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا حَقُّكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَأَلْفَى ذَلِكَ أَمْ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تَحْبُّ الْإِنْسَنَ)، فَنَزَلُوا، وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِنِهِمْ

(اسا عیل ﷺ جرم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی۔ جوانی میں اسما عیل ﷺ ایسے خوبصورت تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے تھے۔ چنانچہ جرم و والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لوگی سے شادی کر دی۔ پھر اسما عیل ﷺ کی والدہ (ابو جہد) کا انتقال ہو گیا۔ اسما عیل ﷺ کی شادی کے بعد ابراہیم ﷺ میں اپنے چھوڑے ہوئے خاندان کو دیکھنے آئے۔ اسما عیل ﷺ گھر پر نہیں تھے۔ اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے اسما عیل ﷺ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کی معاش وغیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے، بڑی تنگی سے گزر اوقات ہوتی ہے۔ اس طرح انہوں نے شکایت کی۔ ابراہیم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا سلام کرو اور یہ بھی کہنا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھت بدل ڈالیں۔ پھر جب اسما عیل ﷺ والیں تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محosoں کی اور دریافت فرمایا، کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس شکل کے یہاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے، میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر اوقات کا کیا حال ہے؟ تو میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزر اوقات بڑی تنگی سے ہوتی ہے۔ اسما عیل ﷺ نے دریافت کیا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کرہے دوں اور وہ یہ بھی کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھت بدل دیں۔ اسما عیل ﷺ نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کر دوں، اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ چنانچہ اسما عیل ﷺ نے انہیں طلاق دے دی اور بنی جرم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کر لی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، ابراہیم ﷺ ان کے یہاں نہیں آئے۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد وہ تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی اسما عیل ﷺ اپنے گھر پر موجود نہیں تھے۔ آپ ان کی بیوی کے یہاں گئے اور ان

فَتَرْكُوا مَقْعِدَهِمْ، حَتَّىٰ إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلٌ أَيَّاتٍ مِّنْهُمْ، وَشَبَّ الْفَلَامْ وَتَعَلَّمَ الْقُرْبَىٰ مِنْهُمْ، وَأَنفَسَهُمْ وَأَنْجَجَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَذْرَكَ رَوْجُوهُ امْرَأَةٍ مِّنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمَ بَعْدَ مَا تَرَوْجَ إِسْمَاعِيلَ يُطَالِعُ تَرْكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْ عَيْشِهِمْ خَرَجَ يَسْتَغْفِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيَّتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بَشَرٌ، نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشَدَّةٍ، فَشَكَّتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَوْحَكِي فَأَفْرَقْتِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ يَغْيِرْ عَيْنَةً بَابَهُ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلَ كَانَهُ أَنْسَ شَبَّنَا فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَخْدِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْنَاهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيَّشَنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَا فِي جَهَنَّمْ وَشَدَّةٍ، قَالَ: فَهُلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، أَمْرَنِي أَنْ أَقْرَأَهُ عَلَيْكِ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: غَيْرُ عَيْنَةَ بَابِكِ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي، فَذَ أَمْرَنِي أَنْ أَفَارِقُكِ، الْحَقِيقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَقَهَا، وَتَرَوْجَ مِنْهُمْ أُخْرَىٰ، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَهَا عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَسْتَغْفِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَتُّمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيَّتِهِمْ فَقَالَتْ: نَحْنُ بَخِيَّرْ وَسَعَةٍ، وَأَثْثَتْ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ فَقَالَتْ: الْلَّخْمُ، قَالَ فَمَا

سے اسماعیل ﷺ کے پارے میں پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گے ہیں۔ ابراہیم ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگوں کا حال کیسا ہے؟ آپ نے ان کی گز رسروار دوسرے حالت کے متعلق پوچھا، انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بستا چھا ہے، بڑی فراخی ہے، انہوں نے اس کے لئے اللہ کی تعریف و شناکی۔ ابراہیم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت! آپ نے دریافت فرمایا کہ پیتے کیا ہو؟ بتایا کہ پانی! ابراہیم ﷺ نے ان کے لئے دعا کی، اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرم۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں انہیں اثاث میر نہیں تھا۔ اگر اثاث بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے۔ صرف گوشت اور پانی کی خوراک میں بیشہ گزارہ کرنا کہ کے سوا اور کسی زمین پر بھی موافق نہیں پڑتا۔ ابراہیم ﷺ نے (جاتے ہوئے) اس سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آ جائیں تو ان سے میرا سلام کھانا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھت باقی رکھیں۔ جب اسماعیل ﷺ تشریف لائے تو پوچھا کہ کیا یہاں کوئی آیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ایک بزرگ، بڑی اچھی شکل و صورت کے آئے تھے۔ یوں نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا (کہ کہاں ہیں؟) اور میں نے بتا دیا، پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری گزر رسروار کیا حال ہے۔ تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں۔ اسماعیل ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا جی ہاں، انہوں نے آپ کو سلام کما تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھت کو باقی رکھیں۔ اسماعیل ﷺ نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے، چوکھت تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔ پھر جتنے دونوں اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، کے بعد ابراہیم ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سامنے میں (جمال ابراہیم نہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے ہیں۔ جب اسماعیل ﷺ نے ابراہیم نہیں چھوڑ گئے تھے اسے کو دیکھا تو ان کی طرف کھڑے ہو گئے اور جس طرح

شراب کم؟ قالت : أَمْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ  
بَارِكْ لَهُمْ فِي الْحُسْنِ وَالْمَاءِ. قَالَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ  
يَوْمَيْنِ حَبًّ)) وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ،  
قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكْتَةٍ  
إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ. قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَوْجُلٌ  
فَأَفْرَقْتَيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَمَرِيَّهُ يُبَثِّتُ عَنْهُ  
بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ  
مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنْ  
الْهَبَّةَ - وَأَثْنَتْ عَلَيْهِ - فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشَنَا فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا  
بِخَيْرٍ. قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ:  
نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْنِكِ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكِ أَنْ  
تُثْبِتَ عَنْهُ بَابِكِ. قَالَ: ذَاكِ أَبِي، وَأَنْتَ  
الْعَبْدُ، أَمْرَنِي أَنْ أَمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ  
مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ إِسْمَاعِيلُ  
يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَعْتَدُ دَوْحَةً فَرِيَنَا مِنْ زَمْزَمَ،  
فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَ كَمَا يَضْنَعُ  
الْوَالِدُ بِالْوَالِدِ وَالْوَالِدُ بِالْوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا  
إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ اللَّهَ أَمْرَنِي بِأَمْرِكِ. قَالَ:  
فَاصْنَعْ مَا أَمْرَكَ رُبُّكِ، قَالَ: وَتَعْبَنِي؟  
قَالَ: وَأَعْبَنِكِ، قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمْرَنِي أَنْ  
أَبْنِي هَا هُنَا بَيْتًا - وَأَشَارَ إِلَى أَكْمَةَ  
مُرْتَفِعَةَ عَلَى مَا حَوَلَهَا - قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ  
رَقَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلَ  
يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَابْنَاهِيمُ يَتَبَّعُهُ، حَتَّى إِذَا  
ارْتَقَعَ الْبَيْنَاءُ جَاءَ بِهِنَا الْحَجَرُ فَوَضَعَهُ

ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ اور بیٹا اپنے باپ کے ساتھ محبت کرتا ہے وہی طرزِ عمل ان دونوں نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا۔ پھر ابراہیم ﷺ نے فرمایا، اساعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ اساعیل ﷺ نے عرض کیا، آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کریں۔ انہوں نے فرمایا، اور تم بھی میری مدد کر سکو گے؟ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر اللہ کا ایک گھر بناؤں اور آپ نے ایک اور اوپنج ٹیکے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چڑوں طرف! حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی۔ اساعیل ﷺ پھر اٹھاٹھا کر لاتے اور ابراہیم ﷺ تعمیر کرتے جاتے تھے۔ جب دیواریں بلند ہو گئیں تو اساعیل یہ پھر لائے اور ابراہیم ﷺ کے لیے اسے رکھ دیا۔ اب ابراہیم ﷺ اس پھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے، اساعیل ﷺ پھر دیتے جاتے تھے اور دونوں یہ دعا پڑھتے جاتے تھے۔ ہمارے رب! ہماری یہ خدمت تو قبول کر بے شک تو براہنے والا اور جانے والا ہے۔ ”فرمایا کہ یہ دونوں تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے۔ ”اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول فرمایا۔

بے شک تو براہنے والا بہت جانے والا ہے۔“

(۳۳۶۵) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر عبد الملک بن عمرو نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے کثیر بن کثیر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ ابراہیم ﷺ اور ان کی بیوی (حضرت سارہ) کے درمیان جو کچھ جھکڑا ہوتا تھا جب وہ ہوا تو آپ اساعیل ﷺ اور ان کی والدہ (حضرت هاجرہ) کو لے کر نکلے، ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا۔ جس میں پانی تھا، اساعیل ﷺ کی والدہ اسی مشکیزہ کا پانی بھی رہیں اور اپنا دودھ اپنے پیچے کو پلاتی رہیں۔ جب ابراہیم کھر پیچے تو انہیں ایک بڑے درخت کے پاس ٹھہرا کر اپنے گھر واپس جانے لگے۔ اساعیل ﷺ کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں۔ جب مقام کداء پر پیچے تو انہوں نے پیچھے سے آواز دی

لہ، فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَنْبَني وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْجِحَارَةَ، وَهُمَا يَقُولَانِ: ﴿لِرَبِّنَا تَقْبَلَنَا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِينُ الْغَلِيمُ﴾ قَالَ: فَجَعَلَهُ يَبْشِّيَانَ حَتَّى يَدْوِرَا حَوْلَ النَّبِيِّ وَهُمَا يَقُولَانِ: ﴿لِرَبِّنَا تَقْبَلَنَا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِينُ الْغَلِيمُ﴾).

[راجح: ۲۳۶۸]

۳۳۶۵ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو غَامِرٍ عَنْدُ الْمُلِكِ بْنِ عَمْرُو قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَالِعٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا كَانَ يَنْبَنِي إِبْرَاهِيمُ وَبَنِ أَهْلِهِ مَا كَانَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ، وَمَعْهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشَرُّبُ مِنَ الشَّنَّةِ فَيَدِيرُ لَبِنَهَا عَلَى صَبِيَّهَا حَتَّى قَدِيمٌ مَكْثَةً فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْخِبَةٍ ثُمَّ رَاجَعَ

کہ اے ابراہیم! ہمیں کس پر چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پر ہاجرہ نے کما کہ پھر میں اللہ پر خوش ہوں۔ بیان کیا کہ پھر حضرت ہاجرہ اپنی جگہ پر داپس چلی آئیں اور اسی مشکل سے پانی چینی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں جب پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ اوہ صراحت دیکھنا چاہیے، ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آجائے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہی سوچ کروہ صفا (پہاڑی) پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی نظر آجائے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب وادی میں اتریں تو دوڑ کر مرودہ تک آئیں۔ اسی طرح کنی چکر لگائے، پھر سوچا کہ چلوں زرائی کو تو دیکھوں کس حالت میں ہے۔ چنانچہ آئیں اور دیکھا تو پچھے اسی حالت میں تھا (جیسے تکلیف کے مارے) موت کے لئے تربہ رہا ہو۔ یہ حال دیکھ کر ان سے صبر نہ ہو سکا، سوچا چلوں دوپارہ دیکھوں ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آجائے، آئیں اور صفا پہاڑ پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف نظر پھر پھیر کر دیکھتی رہیں لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح حضرت ہاجرہ نے سات چکر لگائے پھر سوچا، چلوں دیکھوں پچھے کس حالت میں ہے؟ اسی وقت انہیں ایک آواز سائی دی۔ انہوں نے (آواز سے مخاطب ہو کر کما کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھائی ہے تو تمیری مدد کرو۔ وہاں جب تک میلائیں موجود تھے۔ انہوں نے اپنی ایڑی سے یوں کیا (اشارہ کر کے بتایا) اور زمین ایڑی سے کھو دی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس عمل کے نتیجے میں وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسما علیل ڈریں۔ (کہیں یہ پانی غائب نہ ہو جائے) پھر وہ زمین کھو دینے لگیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ابو القاسم شعبان نے فرمایا، اگر وہ پانی کو یوں ہی رہنے دیتیں تو پانی زمین پر بہتارتا۔ غرض ہاجرہ زمکن کا پانی ہیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمائے بیان کیا کہ اس کے بعد قبیلہ جہنم کے کچھ لوگ وادی کے شیب سے گزرے۔ انہیں وہاں پر نہ نظر آئے۔ انہیں یہ کچھ خلاف عادت معلوم ہوا۔ انہوں نے آپس میں کما کہ پرندہ تو صرف پانی ہی پر (اس طرح) مندل اسکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی وہاں پانی موجود تھا۔ اس نے آکر اپنے قبیلے والوں کو خبر دی تو یہ سب لوگ یہاں آگئے اور

ابن ابراہیم ایلی اہلیہ، فَأَنْبَغَنَّهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ حتى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ : يَا إِبْرَاهِيمَ إِلِي مَنْ تَنْرُكَنَا؟ قَالَ : إِلِي اللَّهِ . قَالَتْ : رَضِيَتْ بِاللَّهِ . قَالَ : فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشَرَّبَ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُ لَبْنَهَا عَلَى صَبَّيْهَا، حتى لَمَّا فَتَنَّ الْمَاءَ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلَى أَحْسَنَ أَحَدًا . قَالَ : فَذَهَبْتُ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ هَلْ تُحِسِّنُ أَحَدًا؟ فَلَمْ تَحِسِّنْ أَحَدًا . فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِي سَقَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ - تَعْنِي الصَّبِيَّ - فَذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلَى فِلَادَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَعَ لِلْمَوْتِ فَلَمْ تَفِرُّهَا نَفْسَهَا قَالَتْ لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ أَحْسَنَ أَحَدًا، فَلَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرْتُ وَنَظَرْتُ فَلَمْ تَحِسِّنْ أَحَدًا، حتى أَتَمْتُ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فِلَادَا هِيَ بِصَوْتِهِ، فَقَالَتْ : أَغْثِ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فِلَادَا جِبْرِيلُ، قَالَ : فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا، وَعَمَّرَ عَقِبَةً عَلَى الْأَرْضِ، قَالَ : فَأَنْبَثَ الْمَاءَ، فَذَهَبَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِرُ، قَالَ : فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ تَرَكْتَهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا)), قَالَ : فَجَعَلَتْ تَشَرَّبَ مِنَ الْمَاءِ وَيَدِرُ لَبْنَهَا عَلَى صَبَّيْهَا . قَالَ فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْحَمَ بَطَنَ الْوَادِي فِلَادَا هُمْ

کما کہ اے اس اساعیل! کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی یا (یہ کہا کہ اپنے ساتھ قیام کرنے کی اجازت دیں گی؟ پھر ان کے بیٹے (اساعیل میں ہے) بالغ ہوئے اور قبلہ جرم ہی کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح ہو گیا۔ ان عباس مجتبی نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم ﷺ کو خیال آیا اور انہوں نے اپنی الہیہ (حضرت سارہ) سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو (کہ میں) چھوڑ آیا تھا ان کی خبر لینے جاؤں گا۔ ابن عباس مجتبی نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم ﷺ کے تشریف لائے اور سلام کر کر دریافت فرمایا کہ اساعیل کمال پیں؟ ان کی یہوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ آئیں تو ان سے کہا کہ اپنے دروازے کی چوکھت بدل ڈالیں۔ جب اساعیل ﷺ نے آئے تو ان کی یہوی نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اساعیل ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ہو (جسے بدلتے کے لیے ابراہیم ﷺ کہہ گئے ہیں) اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ بیان کیا کہ پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ ابراہیم ﷺ کو خیال ہوا اور انہوں نے اپنی یہوی سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں انہیں دیکھنے جاؤں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابراہیم ﷺ نے تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اساعیل کمال ہیں؟ ان کی یہوی نے بتایا کہ شکار کے لئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ٹھریئے اور کھانا تاول فرمائیجئے۔ ابراہیم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے پیتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے کھانے اور ان کے پانی میں برکت نازل فرم۔ بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا، ابراہیم ﷺ کی اس دعا کی برکت اب تک چلی آ رہی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر (تیری بار) ابراہیم ﷺ کو ایک مدت کے بعد خیال ہوا اور اپنی الہیہ سے انہوں نے کہا کہ جن کو میں چھوڑ آیا ہوں ان کی خبر لینے کہ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس مرتبہ اساعیل ﷺ سے ملاقات ہوئی، جو زمزم کے پیچھے اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے۔ ابراہیم ﷺ نے فرمایا، اے اساعیل! تمہارے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا ایک گھر بناؤں، بیٹے نے عرض کیا کہ پھر آپ اپنے رب کا حکم بجا لائیے۔ انہوں نے فرمایا اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام

بیٹیر، کہا نہم انکرووا ذاک، و قالوا : ما يَكُونُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلَى مَاءٍ، فَعَثُرُوا رَسُولَهُمْ فَقُطِرَ، فَلَمَّا هُمْ بِالنَّمَاءِ، فَتَاهُمْ فَأَخْرَجُوهُمْ فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوا : يَا أَمَّ إِسْمَاعِيلَ أَنَّا ذَرْنَيْنَا لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكُ، أَوْ نَسْكُنَ مَعَكُ؟ فَلَمَّا لَمْ يَرْأُوهُمْ فَنَكَحَ فِيهِمْ امْرَأَةً. قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لَهُمْ فَجَاءَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ : إِنِّي مُطْلِعٌ تِرْكَتِي. قَالَ : فَجَاءَ فَسَلَمَ فَقَالَ : أَينَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَ أَمْرَأَتُهُ : ذَهَبَ يَصِينُدُ. قَالَ : فَوْلِي لَهُ إِذَا جَاءَ : غَيْرُ عَتَبَةِ بَابِكُ. فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ : أَنْتَ ذَاكِ، فَأَذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ. قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ لِأَهْلِهِ : إِنِّي مُطْلِعٌ تِرْكَتِي. قَالَ فَجَاءَ فَقَالَ : أَينَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتْ أَمْرَأَتُهُ : ذَهَبَ يَصِينُدُ، فَقَالَتْ : أَلَا تَنْزُلُ فَتَطْعَمُ وَتَشَرَّبُ؟ فَقَالَ : وَمَا طَعَامُكُمْ، وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ : طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ - قَالَ : اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ. قَالَ : فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ لِفَقَالَ لِأَهْلِهِ : إِنِّي مُطْلِعٌ تِرْكَتِي، فَجَاءَ فَوَاقَنَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْرَدٍ يُصْلِحُ بَلَالًا لَهُ، فَقَالَ : يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ رَبِّكَ أَمْرَنِي أَنْ أَبْقِي لَهُ بَيْتًا. قَالَ : أَطْعُ رَبِّكَ. قَالَ : إِنَّهُ قَدْ أَمْرَنِي أَنْ تُعْيَنَتِي عَلَيْهِ، قَالَ : إِذْنَ أَفْعَلَ - أَوْ كُمَا قَالَ. قَالَ : فَقَامَ فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمَ

يَسْنِي وَإِسْمَاعِيلَ يَنَوْلَهُ الْحِجَارَةَ،  
وَيَقُولُ أَنَّ: هُرَبَّنَا تَقْبِلُ مِنْا، إِنَّكَ أَنْتَ  
الْسَّمِينُ الْعَلِيمُ)). قَالَ: حَتَّى ارْتَفَعَ  
الْبَنَاءُ وَضَعَفَ الشَّيْخُ عَلَى نَقْلِ الْحِجَارَةِ  
فَقَامَ عَلَى حَجَرِ الْمَقَامِ فَجَعَلَ يَنَوْلَهُ  
الْحِجَارَةَ وَيَقُولُ أَنَّ: هُرَبَّنَا تَقْبِلُ مِنْا، إِنَّكَ  
أَنْتَ السَّمِينُ الْعَلِيمُ).

[راجع: ۲۳۶۸]

میں میری مذکورہ عرض کیا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یا اسی قسم کے اور الفاظ ادا کیے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں باپ بیٹے اشے۔ ابراہیم علیہم السلام اٹھاتے تھے اور اسماعیل علیہم السلام انسیں پھر لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قول کر۔ بے شک تو برا منہ والا بہت جانے والا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر جب دیوار بلند ہو گئی اور بزرگ (ابراہیم علیہم السلام) کو پھر دیوار پر اکٹھا کر دیتے جاتے اور ان حضرات کی زبان پر یہ اسماعیل علیہم السلام کو پھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے اور ان حضرات کی زبان پر یہ دعا جاری تھی۔ ”اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قول فرمائے۔ بے شک تو برا منہ والا بہت جانے والا ہے۔“

**لَذْهَبَجَمِيعِهِ** اس طویل حدیث میں بہت سے امور مذکور ہوئے ہیں۔ شروع میں حضرت ہاجرہ ملیما السلام کے کمرپہ باندھنے کا ذکر ہے جس سے عورت جلد چل پھر کرام کاج با آسانی کر سکتی ہے۔ بعض نے یوں ترجیح کیا ہے، تاکہ اس کمرپہ سے اپنے پاؤں کے نشان جو راستے میں پڑتے ہیں وہ مٹا جائیں تاکہ حضرت سارہ ملیما السلام ان کا پتہ نہ پاسکیں۔ ہوا یہ تھا کہ حضرت سارہ ملیما السلام کے کوئی اولاد نہیں تھی (بعد میں ہوئی) اور حضرت ہاجرہ ملیما السلام جو ایک شاہ مصر کی شاہزادی تھیں اور جسے اس بادشاہ نے اس خاندان کی برکات دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہم السلام کے حرم میں داخل کر دیا تھا چنانچہ حضرت ہاجرہ کو حل رہ گیا اور حضرت اسماعیل علیہم السلام وجود میں آئے۔ حضرت سارہ ملیما السلام کے رنگ میں بہت اضافہ ہو گیا تو اس ذر سے حضرت ہاجرہ ملیما السلام گھر سے نکلیں اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کو بھی ساتھ لے لیا اور کرسے پہنے باندھتا کہ اس کے ذریعہ اپنے پاؤں کے نشانات کو مٹا جیں۔ اس طرح حضرت سارہ ان کا پتہ نہ پاسکیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہم السلام نے ان کو کم کی بے آب و گیاہ سرزین پر لا بیایا جمال اللہ پاک نے ان کے ہاتھوں اپنا گھر از سرنو تعمیر کرایا۔ جرہم جس کا ذکر روایت میں آیا ہے، یمن کا ایک قبیلہ ہے۔ یہی قبیلہ حضرت ہاجرہ سے اجازت لے کر یہاں آباد ہوا اور جوان ہونے پر حضرت اسماعیل کی اسی خاندان میں شادی ہو گئی۔ پہلی شادی کو حضرت ابراہیم علیہم السلام نے پند نہیں فرمایا جو اشارہ سے طلاق کے لیے کہ گئے۔ دوسری یوں کو صابرہ و شاکرہ پاکران سے خوشی کا اطمینان فرمایا، بے شک ان واقعات میں اہل بصیرت کے لیے بہت سے اسماق ہدایت پوشیدہ ہیں، جن کو سمجھنے کے لئے نظر بصیرت کی ضرورت ہے۔ اللہ پاک ہر بخاری شریف مطالعہ کرنے والے بھائی کو نظر بصیرت عطا فرمائے۔ آمین۔

## ۱۰ - بَابٌ

(۳۳۶۶) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم تھی نے، ان سے ان کے والدی زید بن شریک نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر بن عوش سے نا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے

حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا  
إِبْرَاهِيمُ التَّمِيُّ عنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا  
ذِرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (قُلْتُ: يَا رَسُولَ

عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ انسوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے عرض کیا، ان دونوں کی تغیر کے درمیان میں کتنا فاصلہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بدی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

اللهُ أَيُّ مَسْجِدٍ وَضَعَ فِي الْأَرْضِ أَوْ؟  
قَالَ : الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ . قَالَ : قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى فَقُلْتُ : كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : أَرْبَعُونَ سَنَةً . ثُمَّ أَيْنَمَا أَذْكَرْتَ الصَّلَاةَ بَعْدَ فَصْلَةَ، فِيمَنِ الْفَضْلَ فِيهِ). [طرفة في : ٣٤٢٥]

**تَسْبِيح** مکریں حدیث نے اس روایت کو بھی تختہ مشق بنا کر حدیث نبوی سے مسلمانوں کو بدملن کرنے کی تلاک کوشش کی ہے اور یہ شبہ یہاں ظاہر کیا ہے کہ کعبہ کو تو حضرت ابراہیم ﷺ نے بنایا تھا اور مسجد اقصیٰ کو حضرت سلیمان ﷺ نے بنایا اور ان دونوں میں ہزار سال سے بھی زیادہ کا فاصلہ ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے کعبہ کو پہلے پہل نہیں بنایا تھا بلکہ کعبہ کی پہلی بنا حضرت آدم ﷺ کے ہاتھوں ہوئی ہے تو ممکن ہے کعبہ بننے کے چالیس سال بعد خود حضرت آدم ﷺ نے یا ان کی اولاد میں سے کسی نے مسجد اقصیٰ کی بنیاد رکھی ہو۔ حضرت ابراہیم ﷺ اور حضرت سلیمان ﷺ کی ہر دو بناؤں سے ان مقامات مقدسے کی تجدید مراد ہے۔ شارحین حدیث لکھتے ہیں ویرفع الاشکال بان یقال الاية والحديث لا يدلان على بناء ابراهيم و سليمان لما بنيا ابتداء وضعهما لهما بل ذاتک تجدد لما كان اسسهم غيرهما و بداه وقد روی ان اول من بنا البيت ادم وعلى هذا فيجوز ان يكون غيره من ولده وضع بيت المقدس من بعده اربعين انتهی قلت بل ادم هو الذي وضعه ايضا قال الحافظ ابن حجر في كتابه الصیحان لابن بشام ان ادم لما بني الكعبة امره الله تعالى السیر الى بيت المقدس و ان ببنیه فبناه و نسک فيه (سنن نسائی جلد اول / ص: ۱۱۳) یعنی آیت اور حدیث ہر دو کا اشکال یوں رفع کیا جا سکتا ہے کہ ہر دو اس امر پر دلالت نہیں کرتی ہیں کہ ان ہر دو کی ابتدائی بنیاد ان دونوں بزرگوں نے رکھی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر دو کی ابتدائی بنیاد غیروں کے ہاتھوں کی ہے اور یہ دونوں حضرات ابراہیم ﷺ اور حضرت سلیمان ﷺ ان ہر دو مقامات کی تجدید کرنے والے ہیں اور مردی ہے کہ شروع میں بیت اللہ کو حضرت آدم ﷺ نے بنایا اور اس کی بنیاد پر ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے ان کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ خود آدم ﷺ نے اس کی بھی بنیاد رکھی ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت آدم ﷺ نے کعبہ کو بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا کہ بیت المقدس جائیں اور اس کی بنیاد رکھیں۔ چنانچہ وہ تعریف لائے اور بیت المقدس کو بنایا اور وہاں عبادت اللہ بجا لائے۔

علامہ سندی فرماتے ہیں لیں المران بناء ابراهیم للمسجد الحرام و بناء سلیمان للمسجد الاقصیٰ فان بینهما مدة طويلة بل المراد البناء سوال المذهبین البناين (حوالہ مذکور) یعنی حدیث میں ان ہر دو مساجد کی ابراہیمی اور سلیمانی بنیادیں مراد نہیں ہیں۔ ان کے درمیان تو طویل مدت کا فاصلہ ہے بلکہ ان ہر دو کے سوا ابتدائی بنا مراد ہیں۔ باقی تواریخ باب ۲۳ آیات ۱-۲ میں ذکور ہے کہ بیت المقدس کو حضرت سلیمان ﷺ نے اپنے آباء و اجداد کی پرانی نشانیوں پر تغیر کیا تھا جس سے بھی واضح ہے کہ بیت المقدس کے بالی اول حضرت سلیمان ﷺ نہیں ہیں۔

(۳۳۶۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے مطلب کے آزاد کردہ غلام عمرو بن ابی عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک بن بشیر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے احمد پہاڑ کو

مَالِكٌ عَنْ عَمْرُو بْنِ أَبِي عَمْرُو مَوْلَى  
الْمُطْلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ

وکیجہ کر فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم ﷺ نے کہ مکرمہ کو حرمت والا شر قرار دیا تھا اور میں مدینہ کے دو پتوں میں علاقے کے درمیانی علاقے کے حصے کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔ اس حدیث کو عبد اللہ بن زید بن عائشہ نے بھی بنی کشمیر سے روایت کیا ہے۔

**شرح** احمد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ کیونکہ اللہ پاک نے اپنی ہر مخلوق کو اس کی شان کے مطابق علم و ادراک دیا ہے جیسے کہ آئیت «وَإِنْ فِنْ مَنْ إِلَّا يُتَبَيَّنُ بِحُمْدِهِ» (فی اسرائیل: ۳۲) میں مراد ہے۔ حدیث ہذا سے مدینہ المنورہ کی حرمت بھی مثل مکرمہ ثابت ہوئی۔ جو حضرات حرمت مدینہ کے قائل نہیں ہیں ان کو اس پر مزید غور کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ حدیث کتاب الحجؑ میں گزر چکی ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم ﷺ کا ذکر ہے اس لیے اس باب میں لائے۔

(۳۳۶۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ابن الیکر نے خبر دی اور انہیں بنی کشمیر کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں معلوم نہیں کہ جب تمہاری قوم نے کعبہ کی (عنی) تعمیر کی تو کعبہ کی ابراہیمی بنیاد کو چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ ابراہیمی بنیادوں کے مطابق دوبارہ اس کی تعمیر کیوں نہیں کر دیتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا ہی کرتا) عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب کہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے ان دونوں رکنوں کے، جو جھر اسود کے قریب ہیں، یوسرے لینے کو صرف اسی وجہ سے چھوڑا تھا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم کی بنیاد پر نہیں بنا ہے (یہ دونوں رکن آگے ہٹ گئے ہیں) اسماعیل بن الیکر نے اس حدیث میں عبد اللہ بن محمد بن الیکر کہا۔

عنة: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ طَلَعَ لَهُ أَخْدٌ فَقَالَ : هَذَا جَلْلٌ يُجَبِّنَا وَنُجَبِّهُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْزَلْتُمْ حَرَمَ مَكْتَةً، وَإِنِّي أَحَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابْنَيْهَا). رَوَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجح: ۲۷۱]

۳۳۶۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ أَبِيهِ بَكْرٌ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((أَلَمْ تَرَى أَنَّ قَوْمَكَ بَنُوا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ). فَقَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ : لَوْلَا حِدَّثَنِي قَوْمِكَ بِالْكُفَرِ). فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحَجَّ إِلَّا أَنَّ الْيَتَمَّ لَمْ يَتَمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ ((عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِيهِ بَكْرِ)). [راجح: ۱۲۶]

یعنی عبد اللہ کو ابو بکر کا پوتا کہا ہے۔ بعض شخصوں میں عبد اللہ بن الیکر ہے۔ تو مطلب یہ ہو گا کہ اس روایت میں ان کا نام عبد اللہ مذکور ہے اور تیسی کی روایت میں صرف ابن الیکر تھا۔ اسماعیل کی روایت کو خود مؤلف نے تغیریں وصل کیا ہے۔

(۳۳۶۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو مالک بن انس نے خبر دی۔ انہیں عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، انہیں ان کے والد نے، انہیں عمرو بن سلیم زرقی نے، انہوں نے کما مجھ کو ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کما کرو ”اے اللہ! رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور ان کی اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور اپنی برکت نازل فرمائی محمد پر اور ان کی یوں یوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آل ابراہیم پر۔ بے شک تو انتہائی خوبیوں والا اور عظمت والا ہے۔

۳۳۶۹- حدثنا عبد الله بن يوسف أخبرنا مالك بن أنس عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن أبيه عن عمرو بن سليم الزرقاني أخبرني أبو حميد الساعدي رضي الله عنه: أنهم قالوا: (يا رسول الله كيف نصلى عليك؟ فقال رسول الله: قولوا: اللهم صل على محمد وأزواجه وذراته كمن صللت على آل إبراهيم، وبارك على محمد وأزواجه وذراته كمن باركت على آل إبراهيم: إنك حميد مجيد). [طرفة في : ۶۳۶۰].

آل سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ آپ کے اہل بیت یعنی حضرت علی اور حضرت قاطرہ اور حضرت حسن و حسین رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ درود سے مراد یہ ہے کہ آپ کی نسل برکت کے ساتھ دنیا میں ہیشہ باقی رہے۔

(۳۳۷۰) ہم سے قیس بن حفص اور موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو قرہ مسلم بن سالم ہمدانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کیوں نہ تھیں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے آخر پرستی سے پوچھا تھا یا رسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کما کرو ”اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرمائی محمد ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل

۳۳۷۰- حدثنا قيس بن حفص وموسى بن إسماعيل قالا: حدثنا عبد الواحد بن زياد حدثنا أبو قرة مسلم بن سالم الأهمذاني قال: حدثني عبد الله بن عيسى سمع عبد الرحمن بن أبي ليلى قال: لقيتني كعب بن غجرة فقال: إلا أهدي لك هديه سمعتها من النبي ﷺ؟ فقلت: بل فأهدها لى، فقال: سألنا رسول الله ﷺ فقلنا: يا رسول الله كيف الصلاة عليك أهل بيتك، فإن الله قد علمتنا كيف نسلام. قال: ((قولوا للهم صل على محمد وأزواجه وذراته كمن صللت على آل إبراهيم وبارك على محمد وأزواجه وذراته كمن باركت على آل إبراهيم: إنك حميد مجيد)). [طرفة في : ۶۳۶۰].

ابراہیم علیہ السلام پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرمادی پر اور آل محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

ابراہیم اُنکَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ باركْ  
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا  
بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ  
إِنْكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

[طرفہ فی : ۴۷۹۷ ، ۶۳۵۷]

**لشیخ** اہل بیت یعنی حضرت علی و حضرت قاطنة اور حسین مراد ہیں۔

(۱۷) ۳۳۷۱ ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا تم سے جریئے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے منہال نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس بھی شیخ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن و حسین علیہما السلام کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ تم سارے بزرگ دادا (ابراہیم علیہ السلام) بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسما عیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے مانگا کرتے تھے۔ ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے پورے پورے کلمات کے ذریعہ ہر ایک شیطان سے اور ہر زہر یہے جانور سے اور ہر نقصان پہنچانے والی نظر بد سے۔

حدَّثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ  
حدَّثَنَا جَرِيْزُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ الْمِنْهَالِ عَنْ  
سَعِيدِ بْنِ حَبْرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا قَالَ ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْوَذُ الْحَسَنَ  
وَالْحُسَيْنَ وَيَقُولُ: إِنَّ أَبِيَّكُمَا كَانَ  
يَعْوَذُهُمَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ: أَغُوذُ  
بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ  
وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)).

**لشیخ** مجتبی مطلق حضرت امام تخاری رضیتھے نے بیان تک جس قدر احادیث اس باب کے تحت میں بیان فرمائی ہیں ان سب میں کسی نہ کسی پہلو سے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم کا ذکر موجود ہے اور باب اور احادیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔ ضمی طور پر احادیث میں اور بھی بست سے مسائل کا ذکر آگیا ہے جو تذیر کرنے سے معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ درود سے مراد دین و دنیا کی وہ برکتیں جو اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو عطا فرمائیں کہ آج بھی یہ شر اقوام عالم کا نسل تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملتا ہے اور بلا شک اللہ پاک نے یہی برکات حضرت سیدنا محمد رسول اللہ علیہ السلام کو عطا کی ہیں کہ آپ کا کلمہ پڑھنے والے آج روئے زمین پر کروڑ بہ کروڑ کی تعداد میں موجود ہیں اور روزانہ بیخ وقتہ فضاۓ آسمانی میں آپ کی رسالت حق کا اعلان اس شان سے کیا جاتا ہے کہ دنیا کے تمام پیشوایان مذہب میں نظرنا ممکن ہے۔ اللهم صل علی محمد وعلآل محمد وبارک وسلم آمين۔

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ حجر میں فرمایا، اے پیغمبر! ان لوگوں

کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ سنائیے

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا ”اے میرے رب! مجھے دکھا کہ تو مردوں کو زندہ کس طرح کرے گا لیکن یہ صرف میں اس لیے چاہتا ہوں کہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔“ تک

۱۱- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: هُوَنَّهُمْ

عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ

الآية [الحجر: ۵۱] (وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمَ:  
رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ)  
إِلَى قَوْلِهِ: (وَلَكِنْ لِيَطْمِنَ فَلِي) الآية  
[البقرة : ۲۶۰]

**لشیح** مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو یہ سوال بارگاہ اللہ میں کیا اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کی قدرت میں کوئی شک تھا، معاذ اللہ اولیٰ مومن کو بھی اس میں شک نہیں ہے تو ابراہیم علیہ السلام تو اللہ کے خاص خلیل تھے، ان کو کیوں کر شک ہو سکتا تھا۔ غرض صرف یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے جلائے جانے پر کامل یقین تھا مگر انہوں نے یہ چاہا کہ یہ یقین اور بڑھ جائے یعنی مشاہدہ بھی کر لیں۔ اس لیے کہ عین یقین کا مرتبہ علم یقین سے بڑھا ہوا ہے۔ مشور قول ہے ”شیدہ کے بود مانند دیدہ“ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ سوال محض مزید در مزید اطمینان قلب کے حصول کے لیے تھا جیسا کہ خود قرآن مجید میں یہ بہ تفصیل موجود ہے۔ روی الطبرانی و ابن ابی حاتم من طریق المسدی قال لما اتخد اللہ ابراہیم خلیلا استاذنه ملک الموت ان یبشره فاذن له فذکرقصة معه في كيفية قبض روح الكافرو المومن۔ قال فقام ابراہیم بدعوریه رب اونی کیف تحسی الموتی حتی اعلم اني خلیلک و من طریق علی بن ابی طلحہ عنہ لاعلم انک تعجبی اذا دعوتک والی هذا جمع القاضی ابویکر الباقلانی (فتح الباری) یعنی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنیا تو ملک الموت یہ بشارت دینے کے لئے ان کے پاس آئے اور ساتھ ہی انہوں نے کافرو مومن کی روحوں کو قبض کرنے کی کیفیت بھی سنائی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ پروردگار! مجھ کو بھی دکھلا کر تو کس طرح مردوں کو زندہ کرے گا۔ میری یہ دعا قبول کرتا کہ میں جان لوں کہ میں تیرا خلیل ہوں۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ہے کہ ”تاکہ میں جان لوں کہ تو مجھ کو دوست رکھتا ہے اور میں جب بھی تھھ سے کچھ دعا کروں گا تو ضرور تو اسے قبول کر لے گا۔“ مزید تفصیلات کے لیے فتح الباری کے اس مقام ڈھنالہ کیا جائے۔

(۳۳۷۲) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کما ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کما کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے، انہیں حضرت ابو ہریرہ رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جب کہ انہوں نے کما تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا کر تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم ایمان نہیں لائے، انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں، لیکن یہ صرف اس لئے تاکہ میرے دل کو اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتھی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلا نے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

۳۳۷۲ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعِيدِ بْنِ الْمَسِيبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((نَحْنُ أَحَقُّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ: هَرَبَ أَرِنِي كَيْفَ تُخْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ: أَوْلَمْ تَوْمِنَ؟ قَالَ: بَلِّي وَلَكِنْ لَيَطْمِنَنَّ قَلْبِي)، وَيَرْحَمُ اللَّهُ لُوطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثَ فِي السَّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوسُفُ لِأَجْبَتُ الدَّاعِيَ).

[اطرافہ فی : ۳۳۷۵، ۴۵۳۷، ۴۶۹۴، ۶۹۹۲] .

**لشیح** یعنی قید سے چھوٹا غیمت سمجھتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر پر آفرین ہے کہ اتنی مدت تک قید میں رہنے کے بعد بھی اس بلانے والے کے بلاوے پر نہ نکلے جو بادشاہ کی طرف سے آیا تھا اور پلے اپنی صفائی کے خواہیں ہوئے۔ یہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع کی راہ سے فرمایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا مرتبہ بڑھانے کے لئے ورنہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر و استقالل بھی کچھ کم نہ تھا۔ آنچہ

خوبی ہے دارند تو تماداری (وجیدی)

**باب (حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بیان) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان**  
”اور یاد کرو اسماعیل کو کتاب میں بے شک وہ وعدے کے  
سچے تھے۔“

(۳۳۷) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع علیہم السلام نے بیان کیا کہ نبی کریم علیہم السلام کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی۔ حضور علیہم السلام نے فرمایا، اے بنو اسماعیل! تیر اندازی کے جاؤ کیونکہ تمہارے بزرگ دادا بھی تیر انداز تھے اور میں بوفلاں کے ساتھ ہوں۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی۔ حضور علیہم السلام نے فرمایا، کیا بات ہوئی؟ تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں۔ اس پر حضور علیہم السلام نے فرمایا مقابلہ جاری رکھو، میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

روایت میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ متناسب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ باپ دادا کے اچھے کاموں کو فخر کے ساتھ اپنا بھرت طریقہ ہے۔

**باب حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کا بیان**  
اس باب میں ابن عمر اور ابو ہریرہ علیہم السلام نے نبی کریم علیہم السلام سے روایت کی ہے۔

ان دونوں حدیثوں کو خود امام بخاری علیہم السلام نے وصل کیا ہے۔ این عربیت کی حدیث سے مراد وہ روایت ہے الکرم بن الکرم بن الکرم یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ کیونکہ اس میں حضرت اسحاق اور ان کے کرم ہونے کا بیان ہے۔

**باب حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا سورہ لمقرہ**  
میں یوں فرماتا کہ ”کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام کی موت حاضر ہوئی۔ آخر آیت و نحن له، مسلمون تک۔

۱۲ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :  
﴿وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ

كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ [مریم : ۵۴]  
۳۳۷۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
حَاتَّمٌ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي عَبِيدٍ عَنْ سَلْمَةَ بْنِ  
الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((مَرْأَتُ النَّبِيِّ  
عَلَى نَفْرٍ مِّنْ أَسْنَمَ يَتَضَلَّلُونَ، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ  
آبَائُكُمْ كَانُوا رَامِيَا، وَأَنَا مَعَ بَنِي قَلَانِ، قَالَ:  
فَأَمْسِكْ أَحَدَ الْفَرِيقَيْنَ بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا لَكُمْ لَا تَرْمُونَ؟ فَقَالُوا  
يَا رَسُولَ اللَّهِ تَرْمِيَ وَأَنْتَ مَعْهُمْ؟ قَالَ:  
اَرْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلَّكُمْ)).

[راجح: ۲۸۹۹]

۱۳ - بَابُ قِصَّةِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ  
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ وَأَنُوْهُ هُرِيَّةَ  
عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

۱۴ - بَابُ ﴿أَمْ كُنْتُمْ شَهِدَاءَ إِذْ  
حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ  
لِبَنِيهِ إِلَيْهِ قَوْلِهِ: وَنَحْنُ لَهُ  
مُسْلِمُونَ﴾ الآیة [البقرة : ۱۳۳]

(۳۳۷) ہم سے احراق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم نے معتربن سلیمان سے نا، انہوں نے عبد اللہ عمری سے، انہوں نے سعید بن ابی سعید مقبری سے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم شلیلہم سے پوچھا گیا، سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو سب سے زیادہ متقد ہو، وہ سب سے زیادہ شریف ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف یوسف نبی اللہ بن نبی اللہ (یعقوب) بن نبی اللہ (احراق) بن خلیل اللہ (ابراہیم علیہما السلام) تھے صحابہ نے عرض کیا، ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ عرب کے شرفاں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جاہلیت میں جو لوگ شریف اور اچھے عادات و اخلاق کے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی شریف اور اچھے سمجھے جائیں گے جب کہ وہ دین کی سمجھ بھی حاصل کریں۔

۴-۳۳۷ - حدثنا إسحاق بن إبراهيم  
سمع المفترى عن عبيد الله عن سعيد  
بن أبي سعيد المقرى عن أبي هريرة  
رضي الله عنه قال : ((قيل للنبي ﷺ :  
من أكرم الناس ؟ قال : أكرمهن أتقاهم .  
قالوا يا نبى الله ليس عن هذا نسألك .  
قال : فأكرم الناس يوسف نبى الله ابن  
نبي الله ابن نبى الله ابن خليل الله .  
قالوا : ليس عن هذا نسألك . قال : فعن  
معاذن العرب تسألوني ؟ قالوا : نعم .  
قال : فخياركم في الجاهلية خياركم في  
الإسلام إذا فقهوا)).

[راجح: ۳۳۵۲]

روایت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر آیا ہے یہ وجہ مناسبت باب ہے۔

## ۱۵ - باب

باب (حضرت لوط علیہ السلام کا بیان) اور اللہ تعالیٰ کا سورہ نمل میں فرمانا کہ ہم نے لوط کو بھیجا، انہوں نے اپنی قوم سے کما کہ تم جانتے ہوئے بھی کیوں نخش کام کرتے ہو۔ تم آخر کیوں عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی شہوت بجھاتے ہو، کچھ نہیں تم محض جاہل لوگ ہو، اس پر ان کی قوم کا جواب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوا کہ انہوں نے کہا، آل لوط کو اپنی سستی سے نکال دو۔ یہ لوگ بڑے پاک باز بنتے ہیں۔ پس ہم نے لوط کو اور ان کے تابعداروں کو نجات دی۔ سوا ان کی یہوی کے، ہم نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ عذاب والوں میں باقی رہنے والی ہو گی اور ہم نے ان پر پھرلوں کی پارش برسمی۔ پس ڈرائے ہوئے لوگوں پر پارش کا عذاب بڑا ہی سخت تھا۔

(۳۳۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، ان سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم شلیلہم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ

﴿ولُونَطَا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاجِحَةَ  
وَأَنْتُمْ تُبْصِرُونَ، أَ إِنْكُمْ لَتَأْتُونَ الرَّجَالَ  
شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ، بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ  
تَجْهَلُونَ. فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنَّ  
قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ  
أَنَاسٌ يَطْهَرُونَ. فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا  
أَمْرَأَهُ قَدْرَنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ، وَأَمْطَرْنَا  
عَلَيْهِمْ مَطْرًا فَسَاءَ مَطْرُ الْخَنَدَرِينَ﴾  
[النمل: ۵۸-۶۵]

۴-۳۳۷ - حدثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب  
حدثنا أبو الزناد عن الأعرج عن أبي  
هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال :

((يَغْفِرُ اللَّهُ لِلْوُطْ إِنْ كَانَ لِيَوِي إِلَى حضرت لوط ﷺ کی مغفرت فرمائے کہ وہ زیر وست رَکْنٌ (یعنی اللہ) کی رُکْنٌ شدید))۔ [راجع: ۳۳۷۲]

**لَشْرِيق** اس حدیث کے ذیل حافظ ابن حجر العسْقَلاني فرماتے ہیں: یغفر اللہ للوط ان کان لیاوی الی (رکن شدید) ای الى الله سبحانه و تعالیٰ بشیر الی قوله تعالیٰ لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید و بقال ان قوم لوط لم يكن فيم احد يجتمع معه في نسبه لانهم من سدوم و هي عن الشام و كان اصل ابراهيم ولوط من العراق فلما هاجر ابراهيم الى الشام هاجر معه لوط فبعث اللہ لوطا الى اهل سدوم فقال لو ان لی منعہ و اقارب و عشیرہ لکنت استنصر بهم عليکم لید فعوا عن ضیفانی و لهذا جاء فی بعض طرق هذا الحديث كما اخرجه احمد من طريق محمد بن عمرو عن ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لوط لووان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید قال فانہ کان یاوی الی رکن شدید ای الى عشیرہ لکنه لم یاوی الی اللہ (پارہ: ۱۳۷ فتح الباری ۴ ص: ۲۲۳)

یعنی اللہ پاک لوط ﷺ کی مغفرت فرمائے۔ ان کا سارا توبت ہی مفیضوت تھا یعنی اللہ پاک ان کا سارا تھا، گویا آنحضرت الصَّلَوةُ نے ارشاد باری تعالیٰ لو ان لی بکم قوۃ الایة کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کما جاتا ہے کہ قوم لوٹ میں کوئی بھی نبی آدمی لوٹ سے متعلق نہیں تھا اس لئے کہ اس بستی والے سدوم سے تھے جو شام سے ہے اور ابراہیم اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ اصل نسل عراق والوں سے تھی جب حضرت ابراہیم اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ نے شام کی طرف بھرت کی تو حضرت لوط اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ نے بھی ان کے ساتھ بھرت کی۔ پھر اللہ نے حضرت لوط اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ کو سدوم والوں کی طرف بھوٹ فرمایا۔ اسی لئے انہوں نے یہ جملہ کہا کہ اگر میرے بھی مددگار، اقارب و اعزہ اور خاندان والے ہوتے تو میں ان سے تمہارے مقابلے پر مدد حاصل کرتا تاکہ وہ میرے مسانوں سے تم کو دفع کرتے۔ اسی لئے بعض روایات میں مردی ہے کہ بلاش حضرت لوٹ اپنی مدد کے لئے ایک اپنا خاندان رکھتے تھے لیکن انہوں نے ان کی پناہ نہیں لی بلکہ اللہ پاک کی طرف پناہ حاصل کی۔ قوم لوٹ اور ان کی بد کرداریوں کا تذکرہ قرآن مجید میں کئی جگہ ہوا ہے۔ بد اخلاقی اور بے ایمانی میں یہ قوم بڑھ گئی تھی۔ اللہ پاک نے ان کی بستیوں کو نیست و نابود کر دی۔ کما جاتا ہے کہ جہاں آج صحیحہ مردار واقع ہے اسی جگہ اس قوم کی بستیاں تھیں۔ واللہ اعلم۔

۱۶ - بَابُ ﴿فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطَ الْمُرْسَلُونَ، قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ﴾ [الحجر: ۶۲]، (بُرْكَتُهُ): بِمَنْ مَعَهُ لَأَنَّهُمْ قُوْتُهُ. (تَرَكَوْهُ): تَمَيَّلُوا. فَأَنْكَرُهُمْ وَنَكَرُهُمْ وَاسْتَنْكَرُهُمْ وَاحِدٌ. (بُهْرَعُونُ): يُسْرَعُونَ. (هَدَابُرُ): آخر. (صَيْحَةُ): هَلَكَةً. (الْمُتَوَسِّمُينَ): لِلنَّاظِرِينَ. (لَبِسَيْلٍ): لِبَطْرِيقٍ.

**لَشْرِيق** باب کے ذیل لفظ برکہ آیا ہے یعنی وقت۔ رکن کے معنی وقت، زور۔ یہ لفظ تو حضرت موسیٰ اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ کے قصے میں وارد ہوا ہے اور حضرت لوط اللهُمَّ إِنِّي أَوْلَى بِكَ مِنْ أَهْلِ سَدُومٍ کے قصے میں بھی رکن کا لفظ آیا ہے۔ ((أَوِيَ إِلَى زَكْنٍ شَدِيدٍ)) (صود: ۸۰) اس لئے امام بخاری نے

لبسیل کا معنی راستے کے ہیں (یعنی راستے میں)

اس کو ذکر کر دیا و استکرہم کا لفظ ان فرشتوں کے باب میں ہے جو حضرت ابراہیم ﷺ کے پاس بطور مہماںوں کے آئے تھے۔ مگر جو نکلی فرشتے پھر حضرت لوط ﷺ کے پاس گئے تھے، اس مناسبت کی وجہ سے اس کا بھی ذکر کر دیا۔ بعض نے کمالوں کے قصے میں بھی 『إِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ』 (الحجر: ۲۲) وارد ہے اور نکرہم اسی سے ہے۔ لفظ صیحة آیت شریفہ 『فَأَخَذْنَاهُمُ الصَّيْحَةَ مُشْرِقَيْنَ』 (الحجر: ۲۳) میں ہے جو حضرت لوٹ کی امت کے بارے میں ہے۔ نیز آیت میں جو سورہ یس میں ہے 『إِنْ كَانَتِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً』 (یس: ۵۳) لفظ صیحة مذکور ہے۔

(۷۶) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو احمد نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو حاتم نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ”فہل من مذکور“ پڑھا تھا۔

۳۳۷۶ - حدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَخْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ الْأَسْوَدِ عَنْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ : «فَهُلْ مِنْ مُذَكَّرٍ»).

[راجح: ۳۴۱]

یہ آیت سورہ قمر میں حضرت لوٹ کے قصے میں وارد ہے۔ اس مناسبت سے اس حدیث کو اس باب میں بھی ذکر کر دیا ہے۔ جیسے پسلے بھی کئی بار گذر بچتی ہے۔

باب (قوم شمود اور حضرت صالح علیہ السلام کا بیان) اللہ پاک کا سورہ اعراف میں فرمانا ہم نے شمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا (سورہ جرمیں) جو فرمایا، جرم والوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جرم شمود والوں کا شر تھا لیکن (سورہ انعام میں) جو حرث جرم آیا ہے وہاں جرم کے معنی حرام اور منوع کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں جرم مجبور یعنی حرام و منوع اور جرم عمارت کو بھی کہتے ہیں اور جس زمین کو گھر لیا جائے (دیوار یا باڑ سے) اسی سے خانہ کعبہ کے طیم کو جرم کتے ہیں۔ طیم معلوم سے نکلا ہے۔ معلوم کے معنی ثوٹا ہوا۔ پسلے وہ کب کے اندر تھا۔ اس کو توڑ کر بہر کر دیا اس لیے طیم کرنے لگے جیسے قتل مقتول سے اور مادیاں گھوڑی کو بھی۔ جرم کے معنی عقل کے بھی ہیں جیسے جی کے معنی بھی عقل کے ہیں (سورہ جرمیں ہے۔ (هلْ فِي ذَالِكَ قُسْمَ لِذِي حَجَرٍ) اور حجر الیمامہ (جاز اور یکن کے نیچے میں) ایک مقام کا نام ہے۔

۱۷ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : (وَإِلَى نَمُوذَةِ أَخَاهُمْ صَالِحَاهُ) [الأعراف : ۷۳]، (كَذَبَ أَصْحَابُ الْحَجَرِ) [الحجر: ۸۰]. الْحَجَرِ مَوْضِعُ نَمُوذَةٍ. وَأَمَّا (الْحَجَرِ حَجَرٌ) : حَرَامٌ، وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حَجَرٌ، وَمِنْهُ : ((حَجَرٌ مَخْجُورٌ)). وَالْحَجَرُ كُلُّ بَنَاءٍ بَنَيَّتَهُ، وَمَا حَجَرَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حَجَرٌ، وَمِنْهُ سُمَيَّ حَطِيمُ الْبَيْتِ حَجَرًا، كَانَ مُشْتَقًّا مِنْ مَخْطُومٍ، مِثْلُ قَيْنَلِ مِنْ مَقْتُولٍ، وَيَقَالُ لِلْعَقْلِ لِلْأَنْثَى مِنَ الْخَيْلِ الْحَجَرُ، وَيَقَالُ لِلْعَقْلِ: حَجَرٌ. وَجَحِيٌّ وَأَمَّا حَجَرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ الْمُنْزَلُ.

شمود عرب کا ایک قبیلہ تھا۔ ان کے دادا کا نام شمود بن عامر بن ارم بن سام بن نوح تھا اس لئے ان کو شمود کہنے لگے۔ اللہ ﷺ نے حضرت صالح کو پیغمبر بن کر ان لوگوں کی طرف بھیجا۔ قرآن مجید میں ان کا ذکر بکثرت آیا ہے۔

۳۳۷۷ - حدَّثَنَا الْحَمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (۷۷) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ

حدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ - قَالَ اتَّدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُو عِزٍّ وَمَنْعَةٍ فِي قَوْمِهِ كَأَيِّ رَجُلٍ)).

[اطرافہ فی: ۴۹۴۲، ۵۲۰۴، ۶۰۴۲].

٣٣٧٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْكِينٍ أَبُو الْحَسَنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَانَ بْنِ حَيَّانَ أَبُو زَكْرِيَّاءِ حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَمْرَهُمْ أَنْ لَا يَشْرُبُوا مِنْ بَنِرِهَا وَلَا يَسْقُفُوا مِنْهَا، فَقَالُوا : فَذَ عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَنَّا، فَأَمْرَهُمْ أَنْ يَطْرُحُوا ذَلِكَ الْعَجِنَّ وَيَهْرِيقُوا ذَلِكَ الْمَاءَ)). وَيَرْوَى عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبُدٍ وَأَبِي الشَّمْسَوْسِ : ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمْرَ بِالْفَلَاءِ الطَّعَامِ)). وَقَالَ أَبُو ذَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنِ اغْتَنَّ بِمَائِهِ)). [طرفة فی: ۳۳۷۹].

**لَشَبِيحَ** سبرہ کی حدیث کو طبرانی اور ابو قیم نے اور ابو الشموس کی روایت کو بزارنے وصل کیا ہے۔ چونکہ اس مقام پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا لذا آپ نے دہل کے پانی کو استعمال کرنے سے منع فرمایا، ایسا نہ ہو کہ اس سے دل خست ہو جائیں یا کوئی اور بیماری پیدا ہو جائے۔

٣٣٧٩ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدَرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْضَ ثَمُودَ، الْحِجْرَ، وَاسْتَقَوا

(٣٣٧٩) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کماہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ صحابہ نے بی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شمود کی بستی مجرمیں پڑاؤ کیا تو دہل کے کنوں کا پانی اپنے برتوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے

گوندھ لیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتوں میں بھر لیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلادیں۔ اس کے بجائے حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح ملکہ کی اوشنی پانی پیا کرتی تھی۔

(۳۳۸۰) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ نے خردی، انہیں معمر نے، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ کو سالم بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد (عبد اللہ بن عثیمین) نے کہ بنی کرم شیخیل جب مقام جھر سے گزرے تو فرمایا کہ ان لوگوں کی سستی میں جنہوں نے ظلم کیا تھا نہ داخل ہو، لیکن اس صورت میں کہ تم روتے ہوئے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر آیا تھا۔ پھر آپ نے اپنی چادر چڑہ مبارک پر ڈال لی۔ آپ اس وقت کجاوے پر تشریف رکھتے تھے۔

اللہ کے عذاب سے کس قدر ڈرانا چاہئے اور خدا اور رسول ﷺ کی کھلمن کھلا مخالفت کرنے والوں سے کتنا پچھا چاہئے، یہ مذکورہ حدیثوں سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی بستی کا پانی بھی نہ لینے دیا اور اس پانی سے جو آٹا گوندھ لیا تھا، اسے بھی جانوروں کے آگے ڈال دینے کا حکم آپ نے فرمایا۔ اللهم احفظنا۔

(۳۳۸۱) مجھ سے عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے یونس سے سن، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سالم سے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کرم شیخیل نے فرمایا کہ جب تمہیں ان لوگوں کی بستی سے گزرنما پڑے جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تو روتے ہوئے گزو۔ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب آنہ پکڑے جس میں یہ ظالم لوگ گرفتار کئے گئے تھے۔

اکچہ یہ حدیث تمام مطلق بد کرواروں کو شامل ہے مگر آپ نے یہ حدیث اس وقت فرمائی جب آپ مجرم سے گزرے جہاں ثمود کی قوم بستی تھی جیسے بچپنی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

باب حضرت یعقوب علیہ السلام کا بیان، اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں فرمایا کہ کیا تم اس وقت موجود تھے جب حضرت یعقوب

من بُنْرَهَا وَأَعْتَجَنُوا بِهِ، فَأَمْرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يُهْرِنُقُوا مَا اسْتَقَوا مِنْ بُنْرَهَا وَأَنْ يَعْلَمُو الْإِلَيْهِ الْعَجَنْ، وَأَمْرَهُمْ أَنْ يَسْتَقُوا مِنْ الْبَرِّ الَّتِي كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ۔  
تابعہ امامہ عن نافع۔ [راجح: ۲۳۷۸]

۳۳۸۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَغْمِرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ هُبَّةً : (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَ بِالْجَنَّرِ قَالَ : ((لَا تَذَهَّلُوا مَسَاكِنَ الظَّبَابِ ظَلَمُوا إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبُوكُمْ مَا أَصَابَهُمْ . ثُمَّ نَقَعَ بِرَدَانِهِ وَهُوَ عَلَى الرُّخْلِ)).

[راجح: ۴۳۲]

۳۳۸۱ - حَدَّثَنِي عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهَبَّ حَدَّثَنَا أَبِي سَمِيعٍ يُونِسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَا تَذَهَّلُوا مَسَاكِنَ الظَّبَابِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ - إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ - أَنْ يُصِيبُوكُمْ مِثْلَ مَا أَصَابَهُمْ)).

۱۸ - بَابٌ

هَمْ كُتْمَ شَهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ

الْمَوْتُ۝ [البقرة : ١٣٣]

٣٣٨٢ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَنْ الصَّفَدِ حَدَّثَنَا عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ: يُوسُفُ بْنُ يَغْوَبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)). [طرفاه في : ٣٣٩٠، ٤٦٨٨]

اس روایت میں حضرت یعقوب ﷺ کا ذکر خیر ہوا ہے۔ یہی وجہ مناسبت پاب ہے جو پہلے بھی گزر چکا ہے یہاں اختصار کے ساتھ ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کا بیان کرنا مقصود ہے۔

**باب (حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان) اللہ پاک نے فرمایا کہ  
بیشک یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعات میں پوچھنے  
والوں کے لیے قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں**

(٣٣٨٣) مجھ سے عبید بن اسما علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماء نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ائمہ سعید بن ابی سعید نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ شریف آدمی کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو اللہ کا خوف سب سے زیادہ رکھتا ہو، صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سب سے زیادہ شریف اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے سوال کا مقصد یہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم لوگ عرب کے خانوادوں کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ دیکھو! لوگوں کی مثل کافوں کی سی ہے (کسی کائن میں سے اچھا مال نکلتا ہے کسی میں سے برا) جو لوگ تم میں سے زمانہ جاہلیت میں شریف اور بہتر اخلاق کے تھے وہی اسلام کے بعد بھی اچھے اور شریف ہیں بشرطیکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

١٩ - **بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : هَلْقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتُ لِلسَّائِلِينَ** [یوسف : ٧]

٣٣٨٣ - حَدَّثَنِي عَبْيَضُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أَسَمَّةَ عَنْ عَبْيَضِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((سَيْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكْرَمَ النَّاسِ؟ قَالَ: أَنْقَاهُمْ اللَّهُ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ). قَالَ: فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي، النَّاسُ مَعَادِنُ، خَيْرُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيْرُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوا).

حدَّثَنِي مُحَمَّدُ أَخْبَرَنِي عَنْدَهُ عَنْ عَبْيَضِ

مجھ سے محمد بن سلام بیکنڈی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبده نے خردی، انیں عبد اللہ نے، انیں سعید نے، انیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کی حدیث روایت کی۔

اللَّهُ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا۔ [راجح: ۳۲۰۳]

**لشیخ** معلوم ہوا کہ اسلام میں بنیاد شرافت دینداری اور دین کی سمجھ حاصل کرنا ہے جسے لفظ فناہت سے یاد کیا گیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے من برد اللہ به خیر ایفقةہ فی الدین اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر نظر کرم کرتا ہے اسے دین کی فناہت یعنی سمجھ عطا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں امت کے سامنے زندہ مشائیں محدثین کرام کی ہیں جن کو اللہ پاک نے وینی فناہت سے نوازا کہ آج اسلام ان ہی کی مسائی جیلی سے زندہ ہے کہ سیرت نبوی احادیث صحیح کی روشنی میں مکمل طور پر مطالعہ کی جاسکتی ہے۔ اللہ پاک جملہ محدثین کرام و مجتهدین عظام کو امت کی طرف سے ہزاروں ہزار جزوئیں عطا فرمائے اور قیامت کے دن سب کو فردوس بریں میں جمع کرے اور مجھ تا پیز تغیر گنہگار ادنیٰ خادم اور میرے قدر انہوں کو باری تعالیٰ حشر کے میدان میں اپنے حبیب پاک اور جملہ بزرگان خاص کی رفتات عطا فرمائے آئیں۔

(۳۳۸۳) ہم سے بدیل بن مجرم نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا۔ انہوں نے عروہ بن زیبر سے سناؤ رہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی کریم ﷺ نے (مرض الموت میں) ان سے فرمایا، ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ بہت نرم دل ہیں، آپ کی جگہ جب کھڑے ہوں گے تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ حضور ﷺ نے انیں دوبارہ یہی حکم دیا۔ لیکن انہوں نے بھی دوبارہ یہی عذر بیان کیا، شعبہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے تیرسی یا چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم تو یوسف ﷺ کی ساتھ والیاں ہو۔ (ظاہر میں کچھ باطن میں کچھ) ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو، نماز پڑھائیں۔

(۳۳۸۵) ہم سے ریبع بن جیجی بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمر نے، ان سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب پیار پڑے تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نہ نمائیت نرم دل انسان ہیں لیکن حضور ﷺ نے دوبارہ یہی حکم فرمایا اور انہوں نے بھی وہی عذر دہرا�ا۔ آخر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو نماز پڑھائیں۔ تم تو یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ ظاہر کچھ باطن کچھ) چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ نے

۳۳۸۴ - حَدَثَنَا بَدْلُ بْنُ الْمُحْبَرِ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : قَالَ : سَعْدُتُ عَزْرَوَةَ بْنَ الرُّبَيْبَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : ((مُرِيَ أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)). قَالَتْ : إِنَّهُ رَجُلٌ أَسِيفٌ، مَتَى يَقُولُ مَقَامَكَ رَفِقًا، فَعَادَ، فَعَادَتْ. قَالَ شَعْبَةُ : فَقَالَ فِي الدَّائِلَةِ - أَوِ الْرَّابِعَةِ - : ((إِنَّكُنْ صَوَاحِبُ يُوسُفَ، مُرُوا أَبَا بَكْرِ...)). [راجح: ۱۹۸]

۳۳۸۵ - حَدَثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ يَحْيَى الْأَصْرَرِيُّ حَدَثَنَا زَيْنَدَةُ عَنْ عَبْدِ الْمُلْكِ بْنِ عَمِيرٍ عَنْ أَبِي بُرَادَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ)) فَقَالَ : مُرُوا أَبَا بَكْرٍ لَلْيُصَلِّي بِالنَّاسِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ أَبَا بَكْرِ رَجُلٌ - فَقَالَ مِثْلَهُ، فَقَالَتْ مِثْلَهُ - فَقَالَ : مُرُوا، فَإِنَّكُنْ صَوَاحِبُ يُوسُفَ - فَلَمَّا أَبْوَبَكَرَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ).

کی زندگی میں امامت کی اور حسین بن علیؑ جھنی نے زائدہ سے  
”رجلِ رقیق“ کے الفاظ نقل کئے کہ ابو بکر زرم دل آدمی ہیں۔

[راجع: ۶۷۸] وَقَالَ حُسْنِيْنَ عَنْ زَائِدَةَ ((رَجُلٌ رَّقِيقٌ)).

یوسف ﷺ کی ساتھ والیوں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کو زنجانے جمع کیا تھا جنہوں نے ظاہر زنجان کو اس کی محبت پر ملامت کی تھی مگر دل سے سب حضرت یوسف ﷺ کے حسن سے متاثر تھیں۔ آخر پرست شیخوں کا مقصد اس جملہ سے یہ تھا کہ حضرت ابو بکر و شیخوں کے بارے میں تمہاری یہ رائے ظاہری طور پر ہے ورنہ دل سے ان کی امامت تسلیم ہے۔

(۳۳۸۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کماہم کو شعیب نے خردی، انہوں نے کماہم سے ابوالزندانے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، اے اللہ! عیاش بن الی ریبعہ کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! تمام ضعیف اور کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کو سخت گرفت میں پکڑ لے۔ اے اللہ! یوسف علیہ السلام کے زمانے کی سی قحط سالی ان (ظالموں) پر نازل فرم۔

(۳۳۸۷) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء ابن اخي جویریہ نے بیان کیا، انہوں نے کماہم سے جویریہ بن اسماء نے بیان کیا، ان سے مالک نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان کو سعید بن مسیب اور ابو عبیدہ نے خردی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ لوٹ میا شہزادہ پر رحم فرمائے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید میں رہتا جتنا یوسف ﷺ رہتا ہے تو اور پھر میرے پاس (باشاہ کا آدمی) بلانے کے لئے آتا تو میں فوراً اس کے ساتھ چلا جاتا۔

آخر پرست شیخوں حضرت یوسف کے صبر و استقلال کی تعریف بیان فرمائے ہیں کہ انہوں نے اپنی برأت کا صاف شانی اعلان ہوئے بغیر جیل خانہ چھوڑنا پسند نہیں فرمایا۔ (﴿رَبِّ التَّسْجُنِ أَحْبَ إِلَيْهِ مَمَّا يَذْعُنُ إِلَيْهِ﴾) (یوسف: ۳۳) آیت سے بھی ان کے مقام رفت و عظیم مرتبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اعمیں۔ آئین۔ اللہ کے پیاروں کی یہی شان ہوتی ہے۔

(۳۳۸۸) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کماہم کو محمد بن فضیل

۳۳۸۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ  
حَدَّثَنَا أَبُو الرَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَيْنَةَ،  
اللَّهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامَ، اللَّهُمَّ أَنْجِ  
الْوَلَيْدَ بْنَ الْوَلَيْدَ اللَّهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِينَ  
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ. اللَّهُمَّ اشْدُدْ وَطَاقَتَكَ عَلَى  
مُضْرَبِ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا سِبِّينَ كَسِيفِ  
يُوسُفَ)).

۳۳۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ  
أَسْمَاءَ ابْنِ أَخِي جُوبِرِيَّةَ حَدَّثَنَا جُوبِرِيَّةَ بْنِ  
أَسْمَاءَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَعِيدَ  
بْنَ الْمُسَبِّبَ وَأَبَا عَيْنِيْدِ أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَرَّحَمَ اللَّهُ لُونَطًا، لَقَدْ كَانَ  
يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ، وَلَوْ لَبِثَ فِي  
السَّجْنِ مَا لَبِثَ يُوسُفُ ثُمَّ أَتَانِي الدَّاعِي  
لِأَجْبَتِهِ)). [راجع: ۳۳۷۲]

آخر پرست شیخوں حضرت یوسف کے صبر و استقلال کی تعریف بیان فرمائے ہیں کہ انہوں نے اپنی برأت کا صاف شانی اعلان ہوئے بغیر جیل خانہ چھوڑنا پسند نہیں فرمایا۔ (﴿رَبِّ التَّسْجُنِ أَحْبَ إِلَيْهِ مَمَّا يَذْعُنُ إِلَيْهِ﴾) (یوسف: ۳۳) آیت سے بھی ان کے مقام رفت و عظیم مرتبت کا اظہار ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اعمیں۔ آئین۔ اللہ کے پیاروں کی یہی شان ہوتی ہے۔

نے خردی، کہا ہم سے حسن نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے مسوق نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ یعنی انتہا کی والدہ ام رومان یعنی انتہا سے عائشہ یعنی انتہا کے بارے میں جو بہتان تراشا گیا تھا اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ یعنی انتہا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک انصاریہ عورت ہمارے یہاں آئی اور کہا کہ اللہ فلاں (مطح بن اثاثہ) کو تباہ کر دے اور وہ اسے تباہ کر بھی پکا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا، آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اسی نے تو یہ جھوٹ مشہور کیا ہے۔ پھر انصاریہ عورت نے (حضرت عائشہ یعنی انتہا پر تمست کا سارا) واقعہ بیان کیا۔ حضرت عائشہ یعنی انتہا نے (اپنی والدہ سے) پوچھا کہ کونسا واقعہ ہے؟ تو ان کی والدہ نے انہیں واقعہ کی تفصیل بتائی۔ عائشہ یعنی انتہا نے پوچھا کہ کیا یہ قصہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ مسیح علیہم السلام کو بھی معلوم ہو گیا ہے؟ ان کی والدہ نے بتایا کہ ہاں۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ یعنی انتہا بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور جب ہوش آیا تو جائزے کے ساتھ بخار چڑھا ہوا تھا۔ پھر نبی کریم مسیح علیہم السلام تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ انہیں کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ ایک بات ان سے ایسی کی گئی تھی اور اسی کے صدمے سے ان کو بخار آگیا ہے۔ پھر حضرت عائشہ یعنی انتہا اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں جب بھی آپ لوگ میری بات نہیں مان سکتے اور اگر کوئی عذر بیان کروں تو اسے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ بس میری اور آپ لوگوں کی مثل یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کی سی ہے (کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کی من گھڑت کمانی سن کر فرمایا تھا کہ) ”جو کچھ تم کہہ رہے ہو میں اس پر اللہ ہی کی مدد چاہتا ہوں۔“ اس کے بعد آخر حضرت مسیح علیہم السلام واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ نازل فرمایا۔ جب آخر حضرت مسیح علیہم السلام نے اس کی خبر عائشہ یعنی انتہا کو دی تو انہوں نے کہا کہ اس کے لئے میں صرف اللہ کا شکردا کرتی ہوں کسی اور کا نہیں۔

**لشیخ** حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے ذکر سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور شاید امام بخاری محدث نے اس حدیث کے درجے طبق کی طرف بھی اشارہ کیا ہو جس میں یوں ہے کہ حضرت عائشہ یعنی انتہا نے دوران گفتگو یوں کہا کہ مجھ کو حضرت یعقوب

ابن فضیل حَدَّثَنَا حُصَيْنَ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : ((سَأَلْتُ أُمَّ رُومَانَ وَهِيَ أُمَّ عَائِشَةَ عَمَّا قِيلَ فِيهَا مَا قِيلَ قَالَتْ : يَبْيَسْمَا أَنَا مَعَ عَائِشَةَ جَالِسَتَانَ، إِذْ وَلَجَتْ عَلَيْنَا امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَهِيَ تَقُولُ : فَعَلَّ اللَّهُ بِفَلَانَ وَفَعَلَ). قَالَتْ : فَقُلْتُ : لِمَ؟ قَالَتْ : إِنَّهُ نَمِيَ ذِكْرَ الْحَدِيثِ، فَقَالَتْ عَائِشَةَ : أَيُّ حَدِيثٍ؟ فَأَخْبَرَنَاهَا. قَالَتْ : فَسِيمَعَةُ أَبُوبَكْرٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ : نَعَمْ، فَخَرَّتْ مَغْشِيَةً عَلَيْهَا، فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمَّى بِسَافِضٍ. فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : ((مَا لِهَذِهِ؟)) قَلَّتْ حُمَّى أَخْدَتْهَا مِنْ أَجْلِ حَدِيثٍ تَحَدَّثُ بِهِ). فَقَعَدَتْ فَقَالَتْ : وَاللَّهِ لَنِي حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي، وَلَنِنِ اغْتَدَرْتُ لَا تَعْنِدُونِي، فَمَتَّلِّي وَمَتَّلُكُمْ كَمَثَلِ يَعْقُوبَ وَبَنِيهِ، وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ. فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ مَا أَنْزَلَ، فَأَخْبَرَهَا فَقَالَتْ : بِحَمْدِ اللَّهِ لَا يَحْمِدُ أَحَدًا)).

اطرافہ فی : ۴۱۴۳، ۴۶۹۱، ۴۷۵۱۔

عَلِيٌّ کا نام یاد نہ آیا تو میں نے یوسف کا باپ کہہ دیا  
 ۳۳۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا  
 الْأَخْبَرِيُّ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ:  
 ((أَخْبَرَنِي عَزِيزٌ عَزِيزٌ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ  
 اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ : ((حَتَّى إِذَا  
 اسْتَيَّأْسَ الرَّسُولَ وَظَنُوا أَنَّهُمْ قَدْ كَذَبُوا))  
 أَوْ كَذَبُوا، قَالَتْ: بَلْ كَذَبُهُمْ قَوْمُهُمْ،  
 فَقَلَّتْ وَاللهِ لَقِدْ اسْتَيَّقْنُوا أَنَّ قَوْمَهُمْ  
 كَذَبُوْهُمْ وَمَا هُوَ بِالظُّنُونِ، فَقَالَتْ: يَا عَرِيَّةُ،  
 لَقِدْ اسْتَيَّقْنُوا بِذَلِكَ، فَقَلَّتْ: فَلَعْنَاهَا ((أَوْ  
 كَذَبُوا)) قَالَتْ: مَعَاذَ اللَّهِ، لَمْ تَكُنْ  
 الرَّسُولُ تَظَنُّ ذَلِكَ بِرَبِّهَا، وَأَمَّا هَذِهِ الآيَةُ  
 قَالَتْ: هُمْ أَتَبَاعُ الرَّسُولِ الَّذِينَ آمَنُوا  
 بِرَبِّهِمْ وَصَدَّقُوهُمْ وَطَالَ عَلَيْهِمُ الْبَلَاءُ  
 وَاسْتَأْخَرُ عَنْهُمُ النَّصْرُ، حَتَّى إِذَا  
 اسْتَيَّأْسَ مِنْ كَذَبُهُمْ مِنْ قَوْمِهِمْ وَظَنُوا  
 أَنَّ أَتَبَاعُهُمْ كَذَبُوْهُمْ جَاءُهُمْ نَصْرُ اللَّهِ)).  
 قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: ((اسْتَيَّأْسُوا)) اسْتَفْعَلُوا  
 مِنْ يَسْتُ. ((مِنْهُ)) مِنْ یُوسُفَ  
 ((لَا تَيَّأْسُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ)) مَعْنَاهُ الرَّجَاءُ.  
 [اطرا فه في : ۴۵۲۵ ، ۴۶۹۵ ، ۴۶۹۶]

(۳۳۸۹) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓؓ سے آیت کے متعلق پوچھا ”حتی اذا استینس الرسل وظروا انهم قد كذبوا“ (تشدید کے ساتھ) ہے یا کذبوا (بغیر تشدید کے) یعنی یہاں تک کہ جب انبیاء نا امید ہو گئے اور انہیں خیال گزرنے لگا کہ انہیں جھٹلا دیا گیا تو اللہ کی مدد پکھی تو انہوں نے کہا کہ (یہ تشدید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ) ان کی قوم نے انہیں جھٹلایا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر معنی کیسے بنیں گے، پیغمبروں کو یقین تھا ہی کہ ان کی قوم انہیں جھٹلارہی ہے۔ پھر قرآن میں لفظ ”ظل“ گمان اور خیال کے معنی میں استعمال کیوں کیا گیا؟ عائشہؓؓ سے کہاے جھوٹ سے عروہ! بے شک ان کو تو یقین تھا میں نے کہا تو شاید اس آیت میں بغیر تشدید کے کذبوا ہو گا یعنی پیغمبر یہ سمجھے کہ اللہ نے جوان کی مدد کا وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا۔ عائشہؓؓ سے کہاے جسے فرمایا معاذ اللہ! انبیاء اپنے رب کے ساتھ بھلا ایسا گمان کر سکتے ہیں۔ عائشہؓؓ سے کہا مراد یہ ہے کہ پیغمبروں کے تابعدار لوگ جو اپنے مالک پر ایمان لائے تھے اور پیغمبروں کی تصدیق کی تھی ان پر جب مدت تک خدا کی آزمائش رہی اور مدد آنے میں دیر ہوئی اور پیغمبر لوگ اپنی قوم کے جھٹلانے والوں سے نا امید ہو گئے (سمجھے کہ اب وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو لوگ اکٹے تابعدار بننے ہیں وہ بھی ان کو جھوٹا سمجھنے لگیں گے، اس وقت اللہ کی مدد آن پکھی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؓ) نے کہا کہ استیاسوا، افتعلوا کے وزن پر ہے جو بیت منہ سے تکا ہے، ای من یوسف (سورہ یوسف کی آیت کا ایک جملہ ہے یعنی زیخا یوسف ﷺ سے نا امید ہو گئی) ((لَا تَيَّأْسُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ)) (یوسف: ۷۸) یعنی اللہ سے امید رکھو نا امید نہ ہو۔

(۳۳۹۰) مجھے عبدہ بن عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے

۳۳۹۰ - أَخْبَرَنِي عَبْدَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُهُ

عبدالصمد نے بیان کیا۔ ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شریف بن شریف بن شریف بن شریف یوسف: .. یعقوب بن اسحاق بن ابراءٰم علیہم السلام ہیں۔

الصلَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنَ إِسْحَاقَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ)).

[راجع: ۳۳۸۲]

ان جمل روایات میں کسی نہ کسی سلسلے سے یوسف علیہم السلام کا ذکر خیر آیا ہے۔ اسی لئے ان کو اس باب کے ذیل بیان کیا گیا۔

### باب (سورہ انبیاء میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان

”اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری نے آگھیرا ہے اور تو ارم الراحمین ہے۔“ چو (سورہ ص میں) ارکض بر جلک) ہے، یعنی اضرب (عین اپنا پاؤں زمین پر مار) یہ کضون بمعنی یعدون، (سورہ انبیاء میں) یعنی دوڑتے ہیں)

(۳۳۹۱) مجھ سے عبد اللہ بن محمد جعفری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معرنے خردی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایوب علیہ السلام نگے غسل کر رہے تھے کہ سونے کی مذیاں ان پر گرنے لگیں۔ وہ ان کو اپنے کپڑے میں جمع کرنے لگے۔ ان کے پروردگار نے ان کو پکارا کہ اے ایوب! جو کچھ تم دیکھ رہے ہو (سونے کی مذیاں) کیا میں نے تمہیں اس سے بے پروا نہیں کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ صحیح ہے، اے رب العزت لیکن تیری برکت سے میں کس طرح بے پروا ہو سکتا ہوں۔

باب (سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور یاد کرو کتاب (قرآن مجید) میں موی علیہ السلام کو کہ وہ چنانہ اور رسول و نبی تھا اور ہم نے طور کی وابستہ طرف سے انہیں آواز دی اور سرگوشی کے لئے انہیں نزدیک بلا یا اور ان کے لئے اپنی میرانی سے ہم نے ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو نبی بنایا۔ واحد تثنیہ اور جمع سب کے لئے لفظ نجی بولا

### ۲۰۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿وَأَبْيَوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسْتَأْذِنٌ فِي الصُّرُورِ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾۔ ﴿إِذْ أَرْكَضْتَنِي﴾: اضرب، ﴿بِرْ كُضْنُونَ﴾: یغذون۔

۳۳۹۱ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجُعْفَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقُ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((يَنِمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ غَرِيَانًا خَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَجَعَلَ يَخْشِي فِي ثَوْبِهِ فَنَادَى رَبَّهُ: يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتَكَ عَمَّا تَرَى؟ قَالَ: بَلَى يَا رَبَّ وَلَكِنْ لَا أَغْنَى لِيْ لِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ)).

[راجع: ۲۷۹]

### ۲۱۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ :

﴿وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَى إِنَّهُ كَانَ مُحَلَّصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا وَنَادَيْنَا مِنْ جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَبَنَا نَجِيًّا﴾ کلمہ، ﴿وَوَهَبَنَا مِنْ رَحْمَتِنَا أَخَاهُ

جاتا ہے۔ سورہ یوسف میں ہے خلصوا نجیا یعنی اکیلے میں جا کر مشورہ کرنے لگے (اگر نجی کالفظ مفرد کے لیے استعمال ہوا ہو تو) اس کی جمع انجیلی ہو گی۔ سورہ مجادلہ میں لفظ بتاجون بھی اسی سے نکلا ہے۔

هارُونَ نَبِيًّا هُوَ يُقَالُ لِلْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ  
وَالْجَمِيعِ : نَجِيٌّ وَيُقَالُ : خَلَصُوا نَجِيًا  
أَغْتَرُوا نَجِيًا، وَالْجَمِيعُ أَنْجَيَةٌ يَتَاجُونَ.

**لشیخ حسن** اسرائیلی پیغمبروں میں حضرت موسیٰ ﷺ جلیل القدر صاحب شریعت نبی ہیں۔ ان کے ذکر خیر میں قرآن مجید کی بیشتر آیات نازل ہوئی ہیں۔ ان کی پیدائش اور بعد کی پوری زندگی قدرت اللہ کا بہترین نمونہ ہے۔ وقت کی ایک جابر حکومت سے نکر لینا بلکہ اس کا تختہ اٹ دینا یہ حضرت موسیٰ ﷺ کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یاد رہے گا۔ اللہ پاک نے ان پر اپنی مقدس کتاب توراة نازل فرمائی جس کے بارے میں قرآن مجید کی شہادت ہے ((إِنَّا أَنزَلْنَا التَّقْوَةَ فِيهَا هَذِهِ وَنُوزُكُهُ)) (المائدہ: ۳۳)

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور فرعون کے خاندان کے ایک مومن مرد (شعان نبی) نے کما جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد مسروf کذاب تک۔

(۳۳۹۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے انہوں نے عروہ بن زیبر سے سن، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، پھر نبی کریم ﷺ (غار حراء سے) ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آئے تو آپ کا دل دھڑک رہا تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، وہ نظر انہیں ہو گئے تھے اور انہیں کو عربی میں پڑھتے تھے۔ ورقہ نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں؟ آپ نے انہیں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہی ہیں وہ ”ناموس“ جنہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ ﷺ کے پاس بھیجا تھا اور اگر میں تمہارے زمانے تک زندہ رہا تو میں تمہاری پوری مدد کروں گا۔ ناموس محرم راز کو کہتے ہیں جو ایسے راز سے بھی آگاہ ہو جو آدمی دوسروں سے چھپائے۔

### باب اللہ تعالیٰ کا (سورہ ط) میں فرمانا۔

اے نبی تو نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنائے جب انہوں نے اگ دیکھی۔ آخر آیت بالواد المقدس طویٰ تک۔ انست کا معنی میں نے اگ دیکھی (تم بیان ٹھہرو) میں اس میں سے ایک چنگاری

وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ إِلَى - مَنْ هُوَ مُسَرِّفٌ كَذَابٌ [غافر: ۲۸]

٣٣٩٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ : حَدَّثَنِي عَفِيلٌ عَنْ أَبْنَ شَهَابٍ سَمِعْتُ عَرْوَةَ قَالَ : قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ((فَرَجَعَ السَّيِّدُ عَلَيْهِ الْمَحَظَّةُ إِلَى حَدِيجَةَ يَزْرُجَفُ فُرَادَةً، فَانطَلَقَتْ بِهِ إِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلَ - وَكَانَ رَجُلًا تَنَصَّرَ، يَقْرَأُ الْإِنْجِيلَ بِالْعَرَبِيَّةِ - فَقَالَ وَرَقَةُ : مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ وَرَقَةُ : هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَىٰ، وَإِذْ أَذْرَكَيْ بِوَمْلَكَ أَنْصُرُكَ نَصْرًا مُؤْرَزًا)). النَّامُوسُ: صَاحِبُ الْمِسْرَ الَّذِي يُطْلِعُهُ بِمَا يَسْتَرُهُ عَنْ غَيْرِهِ۔

[راجع: ۳]

٢٣ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ :  
وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيفَتُ مُوسَىٰ إِذْ رَأَى نَارًا -  
إِلَى قَوْلِهِ - بِالْوَادِي الْمُقْدَسِ طَوَّيِّ  
[طه : ۱۴-۹] ((آنست)) أَبْصَرَتْ

تمارے پاس لے آؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، مقدس کا معنی مبارک۔ طوی اس وادی کا نام تھا جمال اللہ پاک نے حضرت موسیٰ ﷺ سے کلام فرمایا تھا۔ سیرتہا یعنی پہلی حالت پر۔ نہیں یعنی پرہیزگاری۔ بملکنا یعنی اپنے اختیار سے۔ ہوئی یعنی بدجنت ہوا۔ فارغالعینی موسیٰ کے سوا اور کوئی خیال دل میں نہ رہا۔ رداء یعنی فریاد رس یا مددگار۔ بیطش بضم طا اور بیطش بکسر طا دونوں طرح قرات ہے۔ یاتمرون یعنی مشورہ کرتے ہیں۔ جذوة یعنی لکڑی کا ایک موٹا لکڑا جس میں سے آگ کا شعلہ نہ نکلے (صرف اس کے منہ پر آگ روشن ہو) سندھ عضد کی یعنی تمہی مدد کریں گے۔ جب تو کسی چیز کو زور دے گویا تو نے اس کو عضد بازو دیا۔ (یہ سب تفیریں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مسی مقول ہیں) اوروں نے کماعقدہ کا معنی یہ ہے کہ زبان سے کوئی حرف یہاں تک کہ تیاف بھی نہ نکل سکے۔ ازدی یعنی پیچھے فیسختکم یعنی تم کو ہلاک کرے۔ مثلیٰ امثال کی مؤنث ہے۔ یعنی تمہارا دین خراب کرنا چاہتے ہیں۔ عرب لوگ کرتے ہیں۔ خذالمثلى خذالامثال یعنی اچھی روشن، اچھا طریقہ سنبھال۔ ثم انتواصفاتیں قطار باندھ کر آؤ۔ عرب لوگ کرتے ہیں آج توصیف میں گیا نہیں یعنی نماز کے مقام پر۔ فاؤ جس یعنی موسیٰ کا دل دھڑکنے لگا غیۃ کی اصل خوفت تھی واڈ کو بوجہ کسرہ ماقل کے سی سے بدلتا گیا، فی جذوع النخل یعنی علی جذوع النخل۔ خطبک یعنی تمہارا حال۔ ماس مصدر ہے ماسہ مساسا سے۔ لامسas یعنی تجھ کو کوئی نہ چھوئے، نہ تو کسی کو چھوئے۔ لنفسنہ یعنی ہم اس کو راکھ کر کے دریا میں اڑا دیں گے۔ لا تضحي ضحی سے ہے یعنی گرمی۔ قصیہ یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا کبھی قص کا معنی کہنا اور بیان کرنا بھی آتا ہے۔ (سورہ یوسف میں) اسی سے نحن نقص علیک ہے۔ لفظ عن جنب اور عن جنابة اور عن اجتناب سب کا معنی ایک ہی ہے یعنی دور سے۔ مجہد رضی اللہ عنہ نے کماعلی قدر یعنی وعدے پر۔ لاتبا یعنی سستی نہ کرو۔ یہ سایہنخ شک۔ من زينة القوم۔ یعنی زیور میں سے

هنا را لعلی آتینکم منها بقیس ﷺ الآية۔  
قال ابن عباس: ﴿الْمُقَدَّس﴾: التمبارک.  
﴿طُوی﴾: اسم الوادی۔ ﴿سیرتها﴾:  
حالتها۔ ﴿وَالنَّهِ﴾: الثقی۔ ﴿بِمَلِكِنَا﴾:  
بأنفنا۔ ﴿هَوَى﴾: شقی۔ ﴿فَارِغًا﴾: إلا  
من ذکر موسی۔ ﴿رَدَءًا﴾: کی یصداقی،  
وَقَالَ: مُفِيتاً، او مُعیناً۔ ﴿بِيَطْشَ﴾  
وَبَيْطَشْ۔ ﴿يَأْتِمُونَ﴾: یشاورون۔  
والجدُّة. قطعة غليظة من الخشب  
لیس فیها لھب. ﴿سَنَدْدُ﴾: سُنْعَیْنَ،  
کلمًا عززت شيئاً فقد جعلت له عضداً.  
وقال غیره: کلمًا لم ینطبق بحرف، أو  
فیه تتممة أو فافاة فھی: ﴿عَقْدَة﴾.  
﴿أَزْرِي﴾: ظہری۔ ﴿فِيَسْنَتِكُم﴾:  
فیھلککم۔ ﴿الْمُثَلِّ﴾: تائیث الامثل،  
یقول: بدنیکم، یقال: خذ المثلی خذ  
الامثل۔ ﴿ثُمَّ آتُوا صَفَّا﴾ یقال: هل  
أتیت الصفَّ الیوم؟ یعنی المصلی الذي  
یصلی فیه۔ ﴿فَأَوْجَسَ﴾: أضمر خوفاً،  
فذهبت الواز من ﴿خِفَة﴾ لکسرة  
الخاء۔ ﴿فِي جَذَوْعِ النَّخْلِ﴾: على  
جذوع۔ ﴿خَطْبَك﴾: بالک۔ ﴿مَسَاسَ﴾:  
مصدر ماسہ مساسا۔ ﴿لَنْسِفَنَه﴾:  
لذرینہ ﴿الضَّحَاء﴾: الحر۔ ﴿قُصَيْه﴾:  
اتبعی آثرہ، وقد یکون أن نقص الكلام  
﴿نَحْنُ نَقْصٌ عَلَيْكُم﴾. ﴿عَنْ جُنْبَ﴾ عن  
بعد، وعن جنابة وعن اجتناب واحد.

فَالْمُجَاهِدُونَ هُوَ عَلَىٰ فَقِيرٍ هُوَ مَوْعِدٌ هُوَ لَا تَنْصُفُهَا إِلَيْهِ الْقُوَّاتُ هُوَ لَا يَنْبَغِي هُوَ مَوْعِدٌ يَأْبَسُ إِلَيْهِ هُوَ مِنْ زِيَادَةِ الْقَوْمِ هُوَ الْخَلِيلُ الَّذِي اسْتَعْلَمُوا مِنْ أَلِّ فَرْعَوْنَ هُوَ فَقِيرٌ هُوَ الْفَقِيرُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ صَنْعٌ هُوَ فَقِيرٍ هُوَ مُوسَىٰ هُوَ الَّذِي يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي الْعِجْلِ

جوئی اسرائیل نے فرعون والوں سے مانگ کر لئے تھے۔ فقد فھما لعنی میں نے اس کو ڈال دیا۔ الفی لیتی بتایا۔ فسی اس کا مطلب یہ ہے کہ سامری اور اس کے لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے غلطی کی جو اس پچھڑے کو خدا نہ سمجھ کر دوسرا جگہ چل دیا۔ ان لا یرجع الیهم قولنا۔ یعنی وہ پچھڑا ان کی بات کا جواب نہیں دے سکتا تھا۔

تَبَيَّنَ هُوَ لَا تَنْصُفُهَا إِلَيْهِ هُوَ مَوْعِدٌ يَأْبَسُ إِلَيْهِ هُوَ مِنْ زِيَادَةِ الْقَوْمِ هُوَ الْخَلِيلُ الَّذِي اسْتَعْلَمُوا مِنْ أَلِّ فَرْعَوْنَ هُوَ فَقِيرٌ هُوَ الْفَقِيرُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ صَنْعٌ هُوَ فَقِيرٍ هُوَ مُوسَىٰ هُوَ الَّذِي يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي

تَبَيَّنَ هُوَ لَا تَنْصُفُهَا إِلَيْهِ هُوَ مَوْعِدٌ يَأْبَسُ إِلَيْهِ هُوَ مِنْ زِيَادَةِ الْقَوْمِ هُوَ الْخَلِيلُ الَّذِي اسْتَعْلَمُوا مِنْ أَلِّ فَرْعَوْنَ هُوَ فَقِيرٌ هُوَ الْفَقِيرُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ صَنْعٌ هُوَ فَقِيرٍ هُوَ مُوسَىٰ هُوَ الَّذِي يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي

تَبَيَّنَ هُوَ لَا تَنْصُفُهَا إِلَيْهِ هُوَ مَوْعِدٌ يَأْبَسُ إِلَيْهِ هُوَ مِنْ زِيَادَةِ الْقَوْمِ هُوَ الْخَلِيلُ الَّذِي اسْتَعْلَمُوا مِنْ أَلِّ فَرْعَوْنَ هُوَ فَقِيرٌ هُوَ الْفَقِيرُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ صَنْعٌ هُوَ فَقِيرٍ هُوَ مُوسَىٰ هُوَ الَّذِي يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي

تَبَيَّنَ هُوَ لَا تَنْصُفُهَا إِلَيْهِ هُوَ مَوْعِدٌ يَأْبَسُ إِلَيْهِ هُوَ مِنْ زِيَادَةِ الْقَوْمِ هُوَ الْخَلِيلُ الَّذِي اسْتَعْلَمُوا مِنْ أَلِّ فَرْعَوْنَ هُوَ فَقِيرٌ هُوَ الْفَقِيرُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ الْمُؤْمِنُ هُوَ صَنْعٌ هُوَ فَقِيرٍ هُوَ مُوسَىٰ هُوَ الَّذِي يَقُولُونَهُ الرَّبُّ أَنَّ لَا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا فِي

**تَشْرِيف** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہاں قرآن مجید کے بہت سے ان الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے جو مختلف آیات میں بہ سلسلہ ذکر مویں علیہما السلام وارد ہوئے ہیں۔ قرآن پاک کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے موقع بہ موقع ان الفاظ کا سمجھنا بھی ضروری ہے اور ایسے شاہقین کرام کے لئے بخاری شریف کے اس مقام سے بہترین روشنی مل سکے گی۔ اللہ پاک ہر مسلمان مرد اور عورت کو قرآن پاک اور بخاری شریف کا مطالعہ کرنے اور غور و تدبر کے ساتھ ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آئیں۔ یہ بات ہر بھائی کو یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے سرسی مطالعہ کافی نہیں ہے۔ جو لوگ محض سرسی مطالعہ کر کے ان پاکیزہ علوم کے ماہر بننا چاہتے ہیں وہ ایک خطرناک غلطی میں بٹلا ہیں۔ بلکہ قرآن و حدیث کو گھری نکاہ سے بار بار مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔ حق ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِيمَا نَهَا اللَّهُمْ شَيْئًا﴾ (العنکبوت: ۲۹) آیت شریفہ کے مذکورہ مجاہدہ میں کتاب و سنت کا باظر بصیرت گمرا مطالعہ کرنا بھی داخل ہے۔ وبالشدۃ التوفیق۔

(۳۳۹۳) ہم سے ہبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہام نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس رات کے متعلق بیان کیا جس میں آپ کو معراج ہوا کہ جب آپ پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے تو وہاں ہارون علیہ السلام سے ملے۔ جریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں، انہیں سلام سمجھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا، خوش آمدید، صالح بھائی اور صالح بھی۔ اس حدیث کو قادہ کے ساتھ ثابت بیانی اور عباد بن ابی علی نے بھی انس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے آخر پر حضرت ﷺ سے روایت کیا ہے۔

بعض شخصوں میں اس مقام پر باب نمبر ۲۲ جو گذشتہ صفحات میں گذر رہے ہیں ہوا ہے۔ البتہ اس کے تحت کوئی حدیث ذکر نہیں ہوئی۔  
باب (سورہ طہ میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان اور کیا تجھ کو موسیٰ کا

حَدَّثَنَا هَدْيَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَنَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ (إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَاهُ عَنْ لَيْلَةِ أَسْرِيَّ بِهِ، حَتَّىٰ أَتَى السَّمَاءَ الْعَاصِمَةَ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هَذَا هَارُونُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمَتْ عَلَيْهِ، فَرَدَ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخْ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ). تَابَعَهُ ثَابَتُ وَعَبَادُ بْنُ أَبِي عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۳۲۰۷]

﴿وَهُنَّ أَنَاكُ حَدِيثُ مُوسَى - وَكَلْمَةُ اللَّهِ  
مُوسَى تَكْلِيمًا﴾ واقعہ معلوم ہوا ہے اور (سورہ نساء میں) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ  
علیہ السلام سے کلام کیا

اللہ کا کلام کرنا برحق ہے جس پر ایمان لانا فرض ہے اور اس میں کرید کرنا بدعت ہے۔

۴- ۳۳۹۴ حدثنا إبراهيم بن موسى (۳۳۹۴) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبودی، کہا ہم کو صمر نے خبودی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کی کیفیت بیان کی جس میں آپ کو مرارج ہوا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوہ میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا، وہ میانہ قد اور نمایت سرخ و سفید رنگ والے تھے۔ ایسے ترو تازہ اور پاک و صاف کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مثالبہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب تھی۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے، میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (دودھ آدمی کی پیدائشی غذا ہے) اگر اسکے بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپکی امت گراہ ہو جاتی۔

۴- ۳۳۹۵ حدثنا محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا، ان سے ابو العالیہ نے بیان کیا اور ان سے تمہارے نبی کے پچاڑ بھائی یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کو یوں نہ کہنا چاہئے کہ میں یونس بن متی سے، بتھ ہوں، حضور ﷺ نے ان کا نام ان کے والد کی طرف منسوب کر کے لیا۔

۴- ۳۳۹۶ (۳۳۹۶) اور حضور ﷺ نے شب مرارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

أخبرنا هشام بن يوسف أخبرنا مغمر عن الزهري عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((ليلة أسرى بي رأيت موسى وابداً رجلاً ضرب رجل كأنه من رجال شوهة، ورأيت عيسى فإذا رجل ربعة أحمر كأنما خرج من ديماس، وأنا أشبه ولدي إبراهيم به. ثم أتيت بإناءين في أحدهما لبني وفي الآخر حمراء فقال: اشرب أيهما شئت، فأخذت اللبن فشرنته، فقيل: أخذت الفطرة، أما إنك لو أخذت الحمراء غوت أمتك)). [اطرافه في: ۳۴۳۷، ۴۷۰۹، ۵۵۷۶، ۵۶۰۳]

۴- ۳۳۹۶ حدثني محمد بن بشار حدثنا غندر شعبة عن قنادة: قال سمعت أبي العالية حدثنا ابن عم نيكمن - يعني ابن عباس - عن النبي ﷺ قال: ((لا ينبغي لعبد أن يقول: أنا خير من يونس بن متى. ونسبة إلى أبيه)). [اطرافه في: ۳۴۱۳، ۴۶۳۰، ۷۵۳۹]

۴- ۳۳۹۷ - وذكر النبي ﷺ ليلة أسرى بي

موسیٰ علیہم السلام گوں اور دراز قرتھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قبیلہ شفہو کے کوئی صاحب ہوں اور فرمایا کہ عیسیٰ علیہم السلام گھنگریا لے بال والے اور میانہ قد کے تھے اور حضور مسیح علیہم السلام نے دارونہ جنم مالک کا بھی ذکر فرمایا اور دجال کا بھی۔

(۳۳۹۷) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر کے صاحبزادے (عبد اللہ) نے اپنے والد سے اور ان سے اسن عباس علیہم السلام نے کہ جب نبی کریم علیہم السلام مسیہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ ایک دن یعنی عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ ان لوگوں (یہودیوں) نے بتایا کہ یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہم السلام کو نجات دی تھی اور آل فرعون کو غرق کیا تھا۔ اس کے شکر میں موسیٰ علیہم السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ حضور مسیح علیہم السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہم السلام کا ان سے زیادہ قریب ہوں۔ چنانچہ آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا۔

بھی اس دن کا روزہ رکھنا شروع کیا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرمایا۔

بَابُ سُورَةِ اعْرَافِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادٍ "اور ہم نے موسیٰ سے تمیں رات کا وعدہ کیا پھر اس میں دس راتوں کا اور اضافہ کر دیا اور اس طرح ان کے رب کی میعاد چالیس راتیں پوری کر دیں۔" اور موسیٰ علیہم السلام نے اپنے بھائی ہارون سے کہا کہ میری غیر موجودگی میں میری قوم میں میرے خلیفہ رہو۔ اور ان کے ساتھ نرم رویہ رکھنا اور مفسدوں کے راستے پر مت چنان۔ پھر جب موسیٰ علیہم السلام ہمارے ٹھہرائے ہوئے وقت پر (ایک چلہ کے) بعد آئے اور ان کے رب نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے عرض کیا میرے پروردگار! مجھے اپنا دیدار کراکہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے" اللہ تعالیٰ کے آخر ارشاد و اناویں المومین تک۔ عرب لوگ بولتے ہیں دکھ لیجنی اسے ہلا دیا۔ اسی سے ہے (سورہ حلقہ میں) فد کتاد کہ

فَقَالَ: (مُوسَىٰ آدَمْ طَوَالَ كَانَهُ مِنْ رِجَالٍ شُوءَةً). وَقَالَ: عِنْسَى جَعْدَ مَرْبُوعَ، وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَذَكَرَ الدَّجَالَ). [رَجُعٌ: ۳۲۲۹].

۳۳۹۷ - حَدَثَنَا عَلَيْهِ الْبُشْرِيُّ بْنُ حَمْدَةَ اللَّهِ حَدَثَنَا سُفِيَّاً حَدَثَنَا أَيُوبُ السَّخْتَيَانِيُّ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِينِ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِيمَ الْمَدِينَةَ وَجَدَهُمْ يَصْمُوْنَ يَوْمًا - يَعْنِي عَاشُورَاءَ - فَقَالُوا: هَذَا يَوْمٌ عَظِيمٌ، وَهُوَ يَوْمٌ نَحْنُ اللَّهُ فِيهِ مُوسَىٰ، وَأَغْرَقَ آلَ فِرْعَوْنَ، فَصَامَ مُوسَىٰ شَكْرًا اللَّهِ). فَقَالَ: أَنَا أَوْلَى بِمُوسَىٰ مِنْهُمْ، فَصَامَهُ وَأَمْرَ بِصِيَامِهِ)). [راجح: ۲۰۰۴]

ان جملہ مرویات میں حضرت موسیٰ علیہم السلام کا ذکر خیز وارد ہوا ہے۔ احادیث اور باب میں کی وجہ مناسبت ہے۔ دیگر امور مذکورہ ضمناً ذکر میں آگئے ہیں۔

## ۲۵ - بَابُ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: (فَوَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثَيْنَ لِيَلَّةً وَأَتَّمَنَّاهَا بِعَشْرِ فَتَمْ مِيقَاتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لِيَلَّةً). وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ: أَخْلَفْنِي فِي قَوْمٍ وَأَصْنِلْحَ، وَلَا تَبْغِ سَيِّلَ الْمُفْسِدِينَ. وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَكَلَمَةً رَبِّهِ قَالَ: رَبَّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ، قَالَ: لَنْ تَرَانِي - إِلَى قَوْنِهِ - وَأَنَا أَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ). يَقَالُ ذَكْرُهُ: زُلْزَلَهُ فَدُكَّتَهُ، فَدِكِكَنْ جَعَلَ الْجِبَالَ كَائِلَوَاحِدَةَ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَ: (إِنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

واحدہ تثنیہ کا صیغہ اس طرح درست ہوا کہ یہاں پہاڑوں کو ایک چیز فرض کیا اور زمین کو ایک چیز قاعدے کے موافق یوں ہوتا حافظہ ککن بصیغہ جمع۔ اس کی مثال وہ ہے جو سورہ انہیاء میں ہے «السموات والارض کانتارتفا» اور یوں نہیں فرمایا کن رتقابہ صیغہ جمع (حالانکہ قیاس کی چاہتا تھا) رتفا کے معنی جڑے ہوئے ملے ہوئے۔ اشربوا (جو سورہ بقرہ میں ہے) اس شرب سے نکلا ہے جو رنگنے کے معنوں میں آتا ہے جیسے عرب لوگ کہتے ہیں ثوب مشرب یعنی رنگا ہوا کپڑا (سورہ اعراف میں) نتفنا کا معنی ہم نے اٹھایا۔

(۳۳۹۸) ہم سے محمد بن یوسف بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے عمرو بن میکی نے، ان سے ان کے والد میکی بن عمارہ نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ تھا ہے ہوئے ہیں۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں گے یا (بے ہوش ہی نہیں کئے گئے ہوں گے بلکہ) انہیں کوہ طور کی بے ہوشی کا بدلا ملا ہو گا۔

(۳۳۹۹) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفری نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمرنے خبر دی، انہیں ہمام نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر بھی اسرائیل نہ ہوتے (سلوئی) کا گوشت جمع کر کے نہ رکھتے تو گوشت کبھی نہ سرتا۔ اور اگر ہوانہ ہوتیں (یعنی حضرت آدم ﷺ سے دعائے کرتیں) تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت کبھی نہ کرتی۔

مطلوب یہ ہے کہ گوشت کو جمع کرنے کی عادت بنی اسرائیل میں پیدا ہوئی۔ پس گوشت مزنا شروع ہو گیا۔ اگر یہ عادت اخیرات نہ کی جاتی اور گوشت کو بروقت کھالیا جاتا تو اس کے سڑنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ اسی طرح حضرت حواء حضرت آدم ﷺ سے دعائے کرتیں تو ان کی بیٹیوں میں بھی یہ خوبی ادا ہوتی۔ اللہ پاک مکرین حدیث کو سمجھ دے کہ فہم حدیث کے لئے وہ عقل سلیم سے کام لیں۔

باب سورہ اعراف میں طوفان سے مراد سیلاں کا طوفان ہے

بکثرت اموات کو بھی طوفان کہتے ہیں۔

کَاتَنَا رِنْقًا<sup>۱</sup> وَلَمْ يَقُلْ كُنْ رِنْقًا:  
مُلْتَصِقَتِينَ. (أشربوا)<sup>۲</sup> ثُوبَ مُشَرَّبٌ  
مَصْبُوغٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: (انجست)<sup>۳</sup>  
انْجَرَاتٍ. (وَإِذْ نَقَنَا الْجَبَلَ)<sup>۴</sup>: رَفَعَنَا.

۶

۳۳۹۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ  
حَدَّثَنَا سُفيَّاً عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ  
أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((النَّاسُ يَضْعَفُونَ يَوْمَ  
الْقِيَامَةِ فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفْقَدُ، فَإِذَا أَنَا  
بِمُوسَىٰ أَخْذُ بِقَائِمَةِ مِنْ قَوَاعِدِ الْعَرْشِ،  
فَلَا أَذْرِي أَفَاقَ قَبْلِي أَمْ جُوزِيَ بِصَعْدَةِ  
الْطُّورِ)). [راجع: ۲۴۱۲]

۳۳۹۹ - حَدَّثَنِي عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
الْجُعْنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَنْدُ الرِّزْاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ  
عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ  
لَمْ يَخْتِرْ اللَّخْمُ، وَلَوْلَا حَوَاءَ لَمْ تَعْنِ  
أَنْتِي زَوْجَهَا الدَّهْرَ)).

۶- بَابُ طُوفَانٍ مِنَ السَّيْلِ  
وَيَقَالُ: لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ: طُوفَانٌ

الْقَمْلُ: الْحَمْنَادُ يَشِّهُ صِفَارَ  
الْحَلَمُ. (حَقِيقٌ) حَقٌ. (سَقْطٌ): كُلُّ  
مَنْ نَدِمَ فَنَدَ سَقْطًا فِي يَدِهِ.  
اس کے لئے عرب لوگ کہتے ہیں سقط فی یدہ تو (گویا) وہ اپنے ہاتھ  
میں گر پڑا۔

**تشریح** یعنی کبھی ہاتھ کو دانتوں سے شدت غم میں کافا ہے اور کبھی ہاتھ سے دوسرا حرکتیں کرتا ہے جو غم والم کو ظاہر کرتی ہیں۔ سورہ اعراف کی پوری آیت یہ ہے۔ (فَإِذْ سَلَّمَ عَلَيْهِمُ الظُّفَرُ فَأَنْجَادُ وَالْقُلْبُ وَالصَّفَادُ وَاللَّمَاءُ أَيْنَ مُفَضَّلَاتُ فَاسْكَنْتُنَا زَا وَكَانُوا قَوْمًا مُّغْرِبِينَ) (الاعراف: ۱۳۳) یعنی ہم نے فرعونیوں پر طوفان کا عذاب نازل کیا (ایک ہفتہ بر ایر پانی بستارہا) اور مذی دل بھیجا اور جو میں اور مینڈک بکثرت پیدا ہو گئے اور خون کا عذاب نازل کیا جو ہماری قدرت کے کلے ہوئے نشانات تھے۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے بھی وہ لوگ متکبر اور مجرم ہی بنے رہے۔ ان عذابوں کا ذکر تورۃ میں بھی آیا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ دریائے نیل کا پانی لوکی طرح ہو گیا تھا اور تمام محصلیاں مر گئی تھیں (خروج) حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہاں پر ان ہی سے متعلق چند الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے۔

## باب حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہم السلام

### کے واقعات

(۳۲۰۰) ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شاہب نے، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ حربن قیس فزاری رضی اللہ عنہ سے صاحب موسیٰ (رسول اللہ علیہ السلام) کے بارے میں ان کا اختلاف ہوا۔ پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بلا یا اور کہا کہ میرا اپنے ان ساتھی سے صاحب موسیٰ کے بارے میں اختلاف ہو گیا ہے جن سے ملاقات کے لئے موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پوچھا تھا، کیا رسول اللہ علیہ السلام سے آپ نے ان کے بارے میں کچھ سنائے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے ساتھا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا، کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اس تمام زمین پر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ کیوں نہیں، ہمارا بندہ خضر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان تک پہنچنے کا راستہ

الْقَمْلُ: الْحَمْنَادُ يَشِّهُ صِفَارَ  
الْحَلَمُ. (حَقِيقٌ) حَقٌ. (سَقْطٌ): كُلُّ  
مَنْ نَدِمَ فَنَدَ سَقْطًا فِي يَدِهِ.

## ۷۶ - بَابُ حَدِيثُ الْخَضِيرِ مَعَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

۳۴۰۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ  
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي  
أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ عَبْيَدَ  
اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ : عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ  
أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْبَحْرُ بْنُ قَيْسٍ الْفَزَارِيِّ  
فِي صَاحِبِ مُوسَى، قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: هُوَ  
خَضِيرٌ، فَمَرَّ بِهِمَا أَبِيهِ بْنُ كَعْبٍ، فَدَعَاهُ  
أَبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا  
وَصَاحِبِي هَذَا فِي صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي  
سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقِيَّهُ، هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ  
اللهِ عَلَيْهِ الْحَلَمَ يَذْكُرُ شَانَةً؟ قَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتَ  
رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ الْحَلَمَ يَقُولُ: ((يَتَبَعَ مُوسَى فِي  
مَلَأِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ جَاءَهُ رَجُلٌ قَالَ:  
هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ؟ قَالَ: لَا.  
فَأَؤْخُذُ اللَّهَ إِلَيْ مُوسَى: بَلَى عَبَّدَنَا خَضِيرٌ،

پوچھا تو نہیں مجھی کو اس کی نشانی کے طور پر بتایا گیا اور کہا گیا کہ جب مجھی گم ہو جائے (تو جہاں گم ہوئی ہو وہاں) واپس آ جانا وہیں ان سے ملاقات ہو گی۔ چنانچہ موکیٰ ﷺ دریا میں (سفر کے دوران) مجھی کی برابر غرفی کرتے رہے۔ پھر ان سے ان کے رفق سفر نے کہا کہ آپ نے خیال نہیں کیا جب ہم چنان کے پاس ٹھہرے تو میں مجھی کے متعلق آپ کو بتانا بھول گیا تھا اور مجھے شیطان نے اسے یاد رکھنے سے غافل رکھا۔ موکیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اسی کی تو ہمیں تلاش ہے چنانچہ یہ بزرگ اسی راستے سے پیچھے کی طرف لوٹے اور حضرت خضر ﷺ سے ملاقات ہوئی ان دونوں کے ہی وہ حالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

**لئے** [قرآن مجید کی سورہ کف میں حضرت خضر اور حضرت موکیٰ ﷺ کی اس ملاقات کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔ وہاں مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ بہت سے ظاہری امور قابل اعتراض نظر آ جاتے ہیں مگر ان کی حقیقت کھلنے پر ان کا حق ہونا تعلیم کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے فتویٰ دینے میں ہر ہر پہلو پر غور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اللہ پاک علماء و فقہاء سب کو نیک سمجھ عطا کرے کہ وہ حضرت خضر اور حضرت موکیٰ ﷺ کے واقعہ سے بصیرت حاصل کریں۔ آمین۔

(۳۴۰۱) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے سعید بن جبیر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عباس ﷺ سے عرض کیا کہ نواف بالکل یہ کہتا ہے کہ موکیٰ صاحب خضر بیوی اسرائیل کے موکیٰ نہیں ہیں بلکہ وہ دوسرے موکیٰ ہیں۔ حضرت ابن عباس ﷺ نے کہا کہ دشمن خدا نے بالکل غلط بات کی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رض نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے ہم سے بیان کیا کہ موکیٰ ﷺ اسرائیل کو کھڑے ہو کر خطاب فرمारہے تھے کہ ان سے پوچھا گیا کون سا شخص سب سے زیادہ علم والا ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کیوں نہیں میرا ایک بندہ ہے جہاں دو دن یا آکر ملتے ہیں وہاں رہتا ہے اور تم سے زیادہ علم والا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے رب

فَسَأَلَ مُوسَى السَّيِّدَ إِلَيْهِ، فَجُعْلَ لَهُ الْحُوتُ آيَةً، وَقِيلَ لَهُ: إِذَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَلَقَاهُ، فَكَانَ يَتَبَعُ الْحُوتَ فِي الْبَحْرِ، فَقَالَ لِمُوسَى فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذَا أَوْتَنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنَّي نَسِيْتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَيْنِي إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرُهُ. فَقَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَنْعِي، فَأَرْتَنَا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا، فَوَجَدَا هُنَّا خَضِرًا، فَكَانَ مِنْ شَانِهِمَا الَّذِي قَصَّ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ). [راجع: ۷۴]

— حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيرٍ قَالَ: (قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ نُوفًا النَّكَالِيَّ يَزْعُمُ أَنَّ مُوسَى صَاحِبُ الْخَضْرِ لَيْسَ هُوَ مُوسَى بْنِ إِسْرَائِيلَ، إِنَّمَا هُوَ مُوسَى آخَرُ، فَقَالَ: كَذَبَ عَذْوَالِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبْيَنُ بْنُ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّ مُوسَى قَامَ حَطَبِيَا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ فَسُئِلَ: أَيُّ النَّاسِ أَغْلَمُ؟ فَقَالَ: أَنَا. فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذَا لَمْ يَرُدِ الْعِلْمَ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: بَلَى، لَيَ عَنْدَهُ سَمْجَمَعُ الْبَخْرَيْنِ هُوَ أَغْلَمُ مِنْكَ. قَالَ: أَيْ رَبُّ وَمَنْ لِي بِهِ؟ — وَرَبُّهُمَا قَالَ

العالمین؟ میں ان سے کس طرح مل سکوں گا؟ سفیان نے (انپر روایت میں یہ الفاظ) بیان کئے کہ ”اے رب!“ وَكَيْفَ لِي بِهِ؟ قَالَ فَرَبِّيَا كَرِيمًا مُجْهِلًا كَرِيمًا اپنے تھیلے میں رکھ لیتا، جہاں وہ مجھلی گم ہو جائے بس میرا وہ بندہ وہیں تم کو ملے گا۔ بعض دفعہ راوی نے (بجائے فہوٹ کے) فہوٹ کے میں رکھ لیا۔ پھر وہ اور ایک ان کے رفق سفر یو شع بن نون روانہ ہوئے، جب یہ چنان پر پہنچے تو سرے نیک الگالی، موسیٰ علیہم السلام کو نیند آگئی اور مجھلی ترپ کر نکلی اور دریا کے اندر چلی گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھلی سے پانی کے بہاؤ کو روک دیا اور وہ محراب کی طرح ہو گئی، انہوں نے واضح کیا کہ یوں محراب کی طرح۔ پھر یہ دونوں اس دن اور رات کے باقی حصے میں چلتے رہے، جب دوسرا دن آیا تو موسیٰ علیہم السلام نے اپنے رفق سفر سے فرمایا کہ اب ہمارا کھانا لاو کیونکہ ہم اپنے اس سفر میں بت تھک گئے ہیں۔ موسیٰ علیہم السلام نے اس وقت تک کوئی تھکان محسوس نہیں کی تھی جب تک وہ اس مقررہ جگہ سے آگے نہ بڑھ گئے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ ان کے رفق نے کہا کہ دیکھئے تو سی جب ہم چنان پر اترے تھے تو میں مجھلی (کے متعلق کہنا) آپ سے بھول گیا اور مجھے اس کی یاد سے شیطان نے غافل رکھا اور اس مجھلی نے تو وہیں (چنان کے قریب) دریا میں اپنا راستہ عجیب طور پر بنا لیا تھا۔ مجھلی کو تو راستہ مل گیا اور یہ دونوں ہیران تھے۔ موسیٰ علیہم السلام نے فرمایا کہ یہی وہ جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم نکلے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں اسی راستے سے پچھے کی طرف واپس ہوئے اور جب اس چنان پر پہنچے تو وہاں ایک بزرگ اپنا سارا جسم ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے موجود تھے۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا پھر کہا کہ تمہارے خطے میں سلام کا رواج کہاں سے آگیا؟ موسیٰ علیہم السلام نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں۔ انہوں نے پوچھا، میں اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا کہ جن ہاں۔ میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے،

سَفِيَّاً: أَيْنَ رَبٌّ وَكَيْفَ لَيْ بِهِ؟ قَالَ تَأْخُذُ حُوتًا فَتَجْعَلُهُ فِي مِكْتَلٍ، حَيْثُمَا فَقَدْتَ الْحُوتَ فَهُوَ ثَمَّ - وَرَبِّا قَالَ: فَهُوَ ثَمَّةٌ - وَأَخْدُ حُوتًا فَجَعَلَهُ فِي مِكْتَلٍ ثُمَّ أَنْطَلَقَ هُوَ وَفَتَاهُ يُوشَعُ بْنُ نُونٍ حَتَّى أَتَيَا الصَّخْرَةَ وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا، فَرَقَدَ مُوسَى، وَاضْطَرَبَ الْحُوتُ فَخَرَجَ فَسَقَطَ فِي الْبَحْرِ، فَاتَّخَذَ سَيِّلَةً فِي الْبَحْرِ سَرَابًا، فَأَمْسَكَ اللَّهُ عَنِ الْحُوتِ جَرِيَّةَ الْمَاءِ فَصَارَ مِثْلَ الطَّاقِ - فَقَالَ: هَكَذَا مِثْلُ الطَّاقِ - فَانْطَلَقَنَا يَمْشِيَانَ بِقَيْمَةِ لِيَلِتَهُمَا وَيَوْمَهُمَا، حَتَّى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدَقِ قَالَ لِفَتَاهُ: أَتَنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرَنَا هَذَا نَصَبًا، وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى النَّصَبَ حَتَّى جَاءَرَ حَيْثُ أَمْرَةُ اللَّهِ، قَالَ لَهُ فَتَاهُ: أَرَأَيْتَ إِذْ أَوْيَنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيَتُ الْحُوتَ، وَمَا أَنْسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ، وَاتَّخَذَ سَيِّلَةً فِي الْبَحْرِ عَجَبًا، فَكَانَ لِلْحُوتِ سَرَابًا وَلَهُمَا عَجَبًا، قَالَ لَهُ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي، فَارْتَدَّا عَلَى آثارِهِمَا فَصَاصَا - رَجَعَا يَقْصَانَ آثارَهُمَا - حَتَّى انتَهَا إِلَى الصَّخْرَةِ، فَإِذَا رَجَلٌ مُسَاجِّي بَثُوبٍ، فَسَلَّمَ مُوسَى، فَرَدَ عَلَيْهِ فَقَالَ: وَأَنِّي بِأَرْضِكَ السَّلَامُ قَالَ: أَنَا مُوسَى، قَالَ مُوسَى بْنِ إِسْرَائِيلَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَتَيْتُكَ لِتَعْلَمَنِي مِمَّا عَلِمْتَ رُشْدًا، قَالَ: يَا مُوسَى إِنِّي عَلَى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ

علم بارے سکھادیں جو آپ کو سکھلایا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے موسیٰ! میرے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم سکھلایا ہے اور آپ اس کو نہیں جانتے۔ اسی طرح آپ کے پاس اللہ کا دیا ہوا ایک علم ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے اور میں اسے نہیں جانتا۔ موسیٰ ﷺ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں انہوں نے کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے اور واقعی آپ ان کاموں کے بارے میں صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "إِنَّمَاٰ تِكَ آخْرُ مُوسَىٰ اُرْ خَفْرُ الْمُسْتَبِ" دریا کے کنارے کنارے چلے۔ پھر ان کے قریب سے ایک کشتی گزری۔ ان حضرات نے کہا کہ انہیں بھی کشتی والے کشتی پر سوار کر لیں۔ کشتی والوں نے خضری ﷺ کو پہچان لیا اور کوئی مزدوری لئے بغیر ان کو سوار کر لیا۔ جب یہ حضرات اس پر سوار ہو گئے تو ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک کنارے بینھ کر اس نے پانی میں اپنی چونچ کو ایک یا دو مرتبہ ڈالا۔ خضری ﷺ نے فرمایا اے موسیٰ! میرے اور آپ کے علم کی وجہ سے اللہ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں ہوئی جتنی اس چڑیا کے دریا میں چونچ مارنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوئی ہو گی۔ اتنے میں خضری ﷺ نے کلماڑی اٹھائی اور اسی کشتی میں سے ایک تختہ نکال لیا۔ موسیٰ ﷺ نے جو نظر اٹھائی تو وہ اپنی کلماڑی سے تختہ نکال چکے تھے۔ اس پر حضرت موسیٰ ﷺ بول پڑے کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ جن لوگوں نے ہمیں بغیر کسی اجرت کے سوار کر لیا انہیں کی کشتی پر آپ نے بری نظر ڈالی اور اسے چیر دیا کہ سارے کشتی والے ڈوب جائیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ نے نہایت ناگوار کام کیا۔ حضرت خضری ﷺ نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ (یہ بے صبری اپنے وعدہ کو بھول جانے کی وجہ سے ہوئی، اس لیے) آپ اس چیز کا مجھ سے موافقہ نہ کریں جو میں بھول گیا تھا اور میرے معاملے میں تنگی نہ فرمائیں۔ یہ پہلی بات حضرت موسیٰ ﷺ سے بھول کر ہوئی تھیں پھر

علمنیہ اللہ لا تعلمہ، وَأَنْتَ عَلَى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللَّهِ عَلِمْكَهُ اللَّهُ لَا أَغْلَمُكَهُ۔ قَالَ: هَلْ أَتَبْعَلُكَ؟ قَالَ: إِنْكَ لَنْ تَسْتَطِعَ مَعِي صَبَرًا، وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَى مَا لَمْ تُحْظِ بِهِ خُبْرًا - إِلَى قَوْلِهِ - إِنْمَا فَانطَلَقَا بِمُشْيَانَ عَلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ، فَعَرَضَتْ بِهِمَا سَيْفَيْنَةً كَلْمُوْهُمْ أَنْ يَخْمُلُوهُمْ، فَعَرَفُوا الْخَبِيرَ فَحَمَلُوهُ بِغَيْرِ نُولٍ. فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّيْفَيْنَةِ جَاءَ عَصْنَفُورٌ فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّيْفَيْنَةِ، فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَنْ نَقْرَتَيْنِ، قَالَ لَهُ الْخَبِيرُ : يَا مُوسَىٰ، مَا نَفَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللَّهِ إِلَّا مِثْلَ مَا نَفَصَ هَذَا الْعَصْنَفُورُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ. إِذَا أَخَذَ الْفَأْسَ فَنَزَعَ لَوْخًا، فَلَمْ يَفْجُحَ مُوسَىٰ إِلَّا وَقَدْ قَلَعَ لَوْخًا بِالْقَدْوَمِ، فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ: مَا صَنَعْتَ؟ قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نُولٍ عَمَدْنَتْ إِلَى سَيْفَيْتُهُمْ فَخَرَقْتُهَا لِتَعْرِقَ أَهْلَهَا، لَقَدْ جِئْتَ شَيْنَا إِنْمَا. قَالَ: أَلَمْ أَفْلَمْ لَكَ إِنْكَ لَنْ تَسْتَطِعَ مَعِي صَبَرًا؟ قَالَ: لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيْتُ، وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عَسْرًا. فَكَانَتِ الْأُولَى مِنْ مُوسَىٰ نِسْيَانًا. فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْبَحْرِ مَرَوْا بِغَلَامٍ يَلْعَبُ مَعَ الصَّيْانِ، فَأَخَذَ الْخَبِيرُ بِرَأْسِهِ فَقَلَعَهُ بِيَدِهِ هَكَذَا - وَأَوْمَأَ سَفِيَانَ بِأَطْرَافِ أَصْبَابِهِ كَأَنَّهُ يَقْطُفُ شَيْنَا - فَقَالَ لَهُ مُوسَىٰ: هَلْ قَلَتْ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسِي؟ لَقَدْ جِئْتَ شَيْنَا نُكْرًا. قَالَ :

جب دریائی سفر ختم ہوا تو ان کا گزر ایک پچے کے پاس سے ہوا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر میلائلہ نے اس کا سر پکڑ کر اپنے ہاتھ سے (دھڑ سے) جدا کر دیا۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے ( جدا کرنے کی کیفیت بتانے کے لیے) اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز تو ڈر رہے ہوں۔ اس پر حضرت موسیٰ میلائلہ نے فرمایا کہ آپ نے ایک جان کو ضائع کر دیا۔ کسی دوسری جان کے بد لے میں بھی یہ نہیں تھا۔ بلاشبہ آپ نے ایک برا کام کیا۔ حضرت میلائلہ نے فرمایا، کیا میں نے آپ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ میلائلہ نے کہا، اچھا اس کے بعد اگر میں نے آپ سے کوئی بات پوچھی تو پھر آپ مجھے ساتھ نہ لے چلے گا، بے شک آپ میرے بارے میں حد عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ پھر یہ دونوں آگے بڑھے اور جب ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کہا کہ وہ انہیں اپنا مہمان بنا لیں، لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس بستی میں انہیں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے والی تھی۔ حضرت میلائلہ نے اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا۔ سفیان نے (کیفیت بتانے کے لیے) اس طرح اشارہ کیا جیسے وہ کوئی چیز اور کسی طرف پھیر رہے ہوں۔ میں نے سفیان سے "ماںلا" کا لفظ صرف ایک مرتبہ سنا تھا۔ حضرت موسیٰ میلائلہ نے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے تھے کہ ہم ان کے یہاں آئے اور انہوں نے ہماری میزانی سے بھی انکار کیا۔ پھر ان کی دیوار آپ نے ٹھیک کر دی، اگر آپ چاہتے تو اس کی اجرت ان سے لے سکتے تھے۔ حضرت خضر میلائلہ نے فرمایا کہ بنی یهود سے میرے اور آپ کے درمیان جدا ہی ہو گئی جن باتوں پر آپ صبر نہیں کر سکے، میں ان کی تکمیل و توجیہ آپ تم پر واضح کروں گا۔ بنی کریم میلائلہ نے فرمایا ہماری تو خواہش یہ تھی کہ موسیٰ میلائلہ پر صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ تکوئی واقعات ہمارے لیے بیان کرتا۔ سفیان نے بیان کیا کہ بنی کریم میلائلہ نے فرمایا، اللہ حضرت موسیٰ میلائلہ پر رحم کرے، اگر انہوں نے صبر کیا ہوتا تو ان کے (مزید واقعات) ہمیں معلوم ہوتے۔ حضرت ابن عباس علیہ السلام نے (جہوز کی قراءت و راہنمہ

الْمَأْلَمُ أَقْلَمُ إِنْكَ لَنْ تَسْتَطِعَ مَعِيَ صَبَرًا؟  
قَالَ: إِنْ سَأَلْتَنَّ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا  
تُصَاحِبِنِي، فَذَلِكَ بَلْغَتَ مِنْ لَذَنِي عَذْنِي.  
فَانْطَلَقَ حَتَّى إِذَا آتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطَعُمَا  
أَهْلَهَا، فَأَبْوَا أَنْ يُضَيْقُوهُمَا، فَوَجَدَا فِيهَا  
جَذَارًا يُرِينِدُ أَنْ يَنْقَضُهُ مَايَلًا - أَوْ مَا  
يُبَدِّي وَهَكَذَا، وَأَشَارَ سَفِيَّانَ كَانَهُ يَمْسَحُ  
شَيْنًا إِلَى فَوْقَ، فَلَمْ أَسْمَعْ سَفِيَّانَ يَذْكُرُ  
((مَايَلًا)) إِلَّا مَرَّةً - قَالَ: قَوْمٌ أَتَيْنَاهُمْ فَلَمْ  
يُطْعَمُوْنَا وَلَمْ يُضَيْقُوْنَا، عَمِدْنَا إِلَى  
خَانِطَهُمْ (لَوْ شِئْتَ لَا تُحَدِّثْ عَلَيْهِ أَجْزَا).  
قَالَ: هَذَا فِرَاقٌ يَبْنِي وَبَنِّكَ، سَابِقُكَ  
بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبَرًا). قَالَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَدَدْنَا أَنْ  
مُوسَىٰ كَانَ صَبَرَ فَقَصَّ اللَّهُ عَلَيْنَا مِنْ  
خَبَرِهِمَا)). قَالَ سَفِيَّانُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَوْمَ حُمُّ اللَّهُ مُوسَىٰ لَوْ  
كَانَ صَبَرَ يَقْصُّ عَلَيْنَا مِنْ أَمْرِهِمَا)) قَالَ:  
وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَانَ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ  
كُلَّ سَفِيَّةٍ صَالِحةٍ غَصْبًا. وَأَمَّا الْغُلَامُ  
فَكَانَ كَافِرًا وَكَانَ أَبُواهُ مُؤْمِنِينَ. ثُمَّ قَالَ  
لِي سَفِيَّانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ مَرَّتَيْنِ وَحَفِظْتُهُ  
مِنْهُ. قَيْلَ لِسَفِيَّانَ: حَفِظْتَهُ قَبْلَ أَنْ تَسْمَعَ  
مِنْ عَمْرِو أَوْ تَحْفَظَهُ مِنْ إِنْسَانٍ؟ فَقَالَ:  
مِمْنَ أَتَحْفَظُهُ، وَرَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عَمْرِو  
غَيْرِي؟ سَمِعْتُهُ مِنْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ  
وَحَفِظْتُهُ مِنْهُ).

اراجع: ۷۴]

کے بجائے) ”اما مہم ملک یا خذ کل سفینۃ غصباً“ پڑھا ہے۔ اور وہ بچہ (جس کی حضرت خضر علیہ السلام نے جان لی تھی) کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔ پھر مجھ سے سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث عمرو بن دینار سے دو مرتبہ سنی تھی اور انہیں سے (سن کر) یاد کی تھی۔ سفیان نے کسی سے پوچھا تھا کہ کیا یہ حدیث آپ نے عمرو بن دینار سے سننے سے پہلے ہی کسی دوسرے شخص سے سن کر (جس نے عمرو بن دینار سے سنی ہوا) یاد کی تھی؟ یا (اس کے بجائے یہ جملہ کما) ”تحفظته من انسان“ (شک علی بن عبد اللہ کو تھا) تو سفیان نے کہا کہ دوسرے کسی شخص سے سن کر میں یاد کرتا، کیا اس حدیث کو عمرو بن دینار سے میرے سوا کسی اور نے بھی روایت کیا ہے؟ میں نے ان سے یہ حدیث دو یا تین مرتبہ سنی اور انہیں سے سن کریا کی۔

(۳۲۰۲) ہم سے محمد بن سعید اصحابی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں محمر نے، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، خضر علیہ السلام کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک سو کھی زمین (جهاں سبزی کا نام بھی نہ تھا) پر بیٹھے۔ لیکن جوں ہی وہ وہاں سے اٹھے تو وہ جگہ سر بزر ہو کر لمبا نہ لگی۔

٣٤٠٢ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ  
الْأَصْبَهَانِيُّ أَخْبَرَنَا أَبْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ  
عَنْ هَمَّامَ بْنِ مَنْبَهٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّمَا سُمِّيَ  
الْحَضِيرَ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فَرْوَةِ بَيْضَاءَ،  
فَإِذَا هِيَ تَهَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ)).

**لشیخ** کہتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام کا نام بلیا بن مکان بن قانع بن عائیہ بن شاذی بن ارفشد بن سام بن نوح علیہما السلام ہے۔ وہ حضرات ابراہیم علیہ السلام سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے اور بھی مختلف روایات ہیں۔ بقول قطلانی اکثر علماء و صوفیاء کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مگر حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اور محققین امت اہل حدیث نے کہا ہے کہ وہ موجود نہیں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان کے بیٹھنے سے زمین کا سر بزر ہونا ان کی کرامت تھی۔ اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے بشرطیکہ صحیح طور پر ثابت ہو۔ من گھڑت نہ ہو مگر یہ کرامت حسن اللہ تعالیٰ کا عطا یہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ ہر وقت اس کے محتاج ہیں۔ فروہ بیضاء کی تغیریں امام ابن حجر لکھتے ہیں۔ الفروہ قیل ہی جلدہ وجہ الارض جلس علیہا فانبت و صارت خضرا و جازفی الخضر فتح الخاء و کسرها و اختلاف فی نبوته قال الشعلی کان فی زمیں ابراهیم الخلیل و قال الاکثرون انہ حی موجود الیوم --- الی اخرہ --- کذا فی الکرمانی قال العینی والمطابقة من حدیث ان الخضر مذکور فیہ کذا فی الفتح۔

روایت میں جس شخص نو فل بکالی کا ذکر ہے اہل دمشق سے ایک فاضل تھا اور یہ بھی مروی ہے کہ یہ کعب احبار کا بھیجا تھا، اس کا خیال تھا کہ صاحب خضر موسی بن میثا ہیں جو توراۃ کی بنا پر رسول ہیں مگر صحیح بات یہی ہے کہ یہ صاحب خضر حضرت موسی بن عمران علیہ السلام تھے۔ مجمع البحرين جس کا ذکر ہے وہ جگہ ہے جہاں بحر فارس اور بحر روم ملے ہیں۔ مچھلی جو ناشت کے لئے ساتھ میں بھون کر رکھی گئی تھی

جب حضرت موسیٰ ﷺ اسے ہمراہ لے کر سخنہ کے پائیں پہنچے تو وہاں آب حیات کا چشمہ تھا جس سے وہ محالی زندہ ہو کر دریا میں کو دگئی۔ حضرت خضر علیہ السلام کے کاموں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعتراضات ظاہری حالات کی بنا پر تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جب حقائق کا اظہار کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہ تھا۔ مزید تفصیلات کتب تفاسیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

## باب ۲۸ - بَابُ

(۳۲۰۳) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام بن منبه نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ و رکوع کرتے ہوئے داخل ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ یا اللہ! ہم کو بخش دے۔ لیکن انہوں نے اس کو والٹا کیا اور اپنے چوتھوں کے بل گھستنے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے ”حبة فی شعره“ (یعنی بالیوں میں دانے خوب ہوں) داخل ہوئے۔

(۳۲۰۴) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، ان سے عوف بن ابو جیلہ نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری اور محمد بن سیرین اور خلاس بن عمرو نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی شرم والے اور بدن ڈھانپنے والے تھے۔ ان کی حیا کی وجہ سے ان کے بدن کا کوئی حصہ بھی نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کے جو لوگ انہیں اذیت پہنچانے کے درپے تھے، وہ کیوں باز رہ سکتے تھے، ان لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ اس درج بدن چھپانے کا اہتمام صرف اس لئے ہے کہ ان کے جسم میں عیب ہے یا کوڑھ ہے یا ان کے خصیتیں بڑھتے ہوئے ہیں یا پھر کوئی اور بیماری ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی ان کی ہفوتوں پاکی دھکلائے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے غسل کرنے کے لئے آئے اور ایک پتھر پر اپنے کپڑے (اتار کر) رکھ دیئے۔ پھر غسل شروع کیا۔ جب فارغ ہوئے تو کپڑے اٹھانے کے لئے بڑھتے لیکن پتھر ان

٣٤٠٣ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ عَنْ مَعْمِرٍ عَنْ هَمَّامَ بْنِ مُنْبِهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَتَلَنِي إِسْرَائِيلُ: اذْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةً، فَبَدَّلُوا وَدَحَّلُوا يَنْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِمْ وَقَالُوا حَيَّةً فِي شَعْرَةٍ)).

[طرفہ فی : ۴۴۷۹ ، ۴۶۴۱]

پروردگار سے ٹھما کے طور پر یہ کہنا شروع کیا تو خدا کے غصب میں گرفتار ہوئے۔

٣٤٠٤ - حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عَبَادَةَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ وَمُحَمَّدِ وَخَلَاسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مُوسَىَ كَانَ رَجُلًا حَيًّا سَيِّرًا لَا يُرَى مِنْ جُلُودِهِ شَيْءًا اسْتَحْيَاءً مِنْهُ، فَإِذَا مَنْ آذَاهُ مِنْ نَبِيِّ إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا: مَا يَسْتَهِنُ هَذَا السَّسْرُ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجُلُودِهِ إِمَّا بِرَصَ وَإِمَّا أَذْرَةً، وَإِمَّا آفَةً. وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُرَوَّنَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَىَ، فَخَلَأَ يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَى ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا، وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَّا بَثْرَيْهِ، فَأَخْدَ مُوسَىَ عَصَادَ فَطَلَبَ الْحَجَرَ. فَجَعَلَ

کے کپڑوں سیست بھاگنے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہم السلام نے اپنا عصا اٹھایا اور پھر کے پیچھے دوڑے۔ یہ کہتے ہوئے کہ پھر! میرا کپڑا دے دے۔ آخر بنی اسرائیل کی ایک جماعت تک پہنچ گئے اور ان سب نے آپ کو نگا دیکھ لیا، اللہ کی تخلوق میں سب سے بترحالات میں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی تمثیل سے ان کی برأت کر دی۔ اب پھر بھی رک گیا اور آپ نے کپڑا اٹھا کر پہن۔ پھر پھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ خدا کی قسم اس پھر حضرت موسیٰ علیہم السلام کے مارنے کی وجہ سے تین یا چار یا پانچ جگہ نشان پڑ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”تم ان کی طرح نہ ہو جانا جنوں نے موسیٰ علیہم السلام کو اذیت دی تھی“ پھر ان کی تمثیل سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا اور وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑی شان والے اور عزت والے تھے۔ ”میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

حدیث میں حضرت موسیٰ علیہم السلام اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ باب سے یہی مناسبت ہے۔ قرآن پاک کی آیت ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ أَمْتَوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذْوَأْ مُؤْسِنِي﴾ (الاحزاب: ۶۹) میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۳۳۰۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابووالل سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہ وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ مال تقسیم کیا، ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا جوئی کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ میں نے آخر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی۔ آپ غصہ ہوئے اور میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر غصے کے آثار دیکھے۔ پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ پر رحم فرمائے، ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تھی مگر انہوں نے صبر کیا۔

کہنے والا ایک منافق تھا۔ آخر حضرت ﷺ نے اس منافق کی بکواس پر صبر کیا اور اس بارے میں حضرت موسیٰ علیہم السلام کا ذکر فرمایا۔ یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

باب اللہ پاک کا (سورہ اعراف میں) فرمانا کہ وہ اپنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے اور اسی سورت میں متبر کے معنی تباہی، نقصان۔ سورہ بنی اسرائیل میں ولیسبروا کا معنی خراب کریں۔ ماعلووا کا معنی

یقُولُونَ: ثُوَبِي حَجَرُ، ثُوَبِي حَجَرُ. حَتَّى اَنْتَهَى إِلَى مَلِإِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عَرْيَانًا أَخْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخْدَى ثُوبَةَ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرِبًا بِعَصَاهَةَ فَوَّالَهُ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبَا مِنْ أَثَرِ ضَرِبَتِهِ تَلَاثًا أَوْ أَرْبَعاً أَوْ خَمْسًا، فَذَلِكَ قَوْنَلَهُ: ﴿هُيَا أَيَّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوُا مُوسَىٰ فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا : وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِنِّهَا﴾ [الاحزاب: ۶۹].

[راجع: ۲۷۸]

حدیث میں حضرت موسیٰ علیہم السلام اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ حدیث میں حضرت موسیٰ علیہم السلام اور بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ باب سے یہی مناسبت ہے۔ قرآن پاک کی آیت ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آذْوَأْ مُؤْسِنِي﴾ (الاحزاب: ۶۹) میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۳۴۰۵ - حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة عن الأعمش قال : سمعت أبا وائل قال : سمعت عبد الله رضي الله عنه قال : ((قسم النبي ﷺ قسمًا . فقال رجل : إن هذه لقسمة ما أريده بها وجه الله . فأتيت النبي ﷺ فأخبرته ، فغضب حتى رأيت الغضب في وجهه ، ثم قال : ((يرحم الله موسى ، قد أودي بأكثر من هذا فصبر)). [راجع: ۳۱۵۰]

کہنے والا ایک منافق تھا۔ آخر حضرت ﷺ نے اس منافق کی بکواس پر صبر کیا اور اس بارے میں حضرت موسیٰ علیہم السلام کا ذکر فرمایا۔ یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔

۲۹ - بَابُ ﴿يَعْكِفُونَ عَلَى أَصْنَامٍ لَهُمْ﴾ [الأعراف : ۱۳۸] .

﴿مُتَّبِرٌ﴾: حُسْنَان، ﴿وَلَيَسْرُوا﴾: يَدَمَرُوا.

۱۰۷۸: مَا عَلَوْاۤ: مَا غَلَّواۤ.

سورہ بنی اسرائیل کا لفظ ولیسروا گو حضرت موسیٰ ﷺ کے تھے سے متعلق نہ تھا مگر متبر اور اس کا مادہ ایک ہونے سے اس کو بیان کر دیا اور لفظ ماعلوٰ لیسروا کے بعد سورہ بنی اسرائیل میں ذکر تھا اس لئے اس کو بھی بیان کر دیا۔

۶- ۳۴۰۶ - حدثنا يحيى بن نمير حدثنا  
الليث عن يونس عن ابن شهاب عن أبي  
سلمة بن عبد الرحمن أن جابر بن عبد  
الله رضي الله عنه قال : كنا مع رسول  
الله صلى الله عليه وسلم نجحني الكبات، وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم  
قال : ((عليكم بالأسود منه فإنه أطيه)).  
قالوا : أكنت تزغى الغنم؟ قال : ((وهل  
من نبي إلا وقد زاغها؟)).

[طرفه في : ۵۴۵۳].

اس حدیث میں چونکہ سب پیغمبروں کا ذکر ہے تو ان میں حضرت موسیٰ ﷺ بھی آگے بلکہ نسلی کی روایت میں حضرت موسیٰ **تشریح** ﷺ کا ذکر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ بکیاں ہر پیغمبر نے اس لئے چ رائی ہیں کہ ان کے چرانے کے بعد پھر آدمیوں کے چرانے کا کام ان کو سونپا جاتا ہے۔ بعض نے کہا اس لیے کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ نبوت اور پیغمبری اللہ کی دین ہے جسے وہ اپنے ناؤں بندوں کو دیتا ہے یعنی چرواحوں کو دینا کے مخمور لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ قال في الفتح والمناسب بقصص موسى من جهة عموم قوله وهل من نبي الا وقد رعاها فدخل فيه موسى

۳۰- بَابُ ۝وَإِذْ قَالَ مَسَىٰ لِقَوْمِهِ  
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً۝  
بابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاسْوَرَةُ الْبَقَرَةِ مِنْ فَرْمَانِهِ وَهُوَ قَوْمٌ يَادُ كَرْ وَجْب  
موسىٰ ﷺ نے اپنی قوم سے کہا کہ

اللَّهُ تَعَالَى تَحِيمِ حُكْمَ دِيَتَاهُ كَمَا كَعَ ذِنْكَرُو“ آخر آیت تک۔

اس کا مختصر واقع یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا مالدار تھا جس کی لڑکی تھی اور ایک بھتیجا تھا۔ بھتیجنے ورثہ اور لڑکی سے شادی کی طمع میں اپنے پیچا کو قتل کر دیا اور لاش کو دوسرا جگہ لے جا کر دیا۔ پھر صح خودی شور و غل، رونا پڑنا شروع کیا اور جماں لاش کو ڈالا تھا وہاں کے ربنتے والوں کے ذمہ اس خون کو لگایا۔ اہل محلہ اس قصہ کو حضرت موسیٰ ﷺ نے اس پاس لے گئے۔ آپ نے یہ حکم فرمایا جو سورہ بقرہ کی آیات مذکورہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اپنے شرائط کے مطابق کوئی حدیث نہیں پائی۔ لہذا آیات قرآنی پر اشارہ کرنا کافی سمجھا۔ ان آیات میں مشکل الفاظ کی وضاحت بھی اسی سلسلہ میں ہے۔

قال أبوالعلاء: العوان النصف بين البُكْرِ  
ابوالعلیہ نے کہا کہ (قرآن مجید میں لفظ) العوان نوجوان اور بوڑھے  
وَالْهَرَمَةِ. (فَاقِعٌ): صاف. (لَا)  
کے درمیان کے معنی میں ہے۔ فاقع بمعنی صاف۔ لا ذلول یعنی جسے  
ذلول: لَمْ يَذْلِلُهَا الْعَمَلُ (تُشَيَّرُ)  
کام نے نہ ڈھال اور لاغرنہ کر دیا ہو۔ تیرالارض یعنی وہ اتنی کمزور نہ

ہو کہ زمین نہ جوت سکے اور نہ کھتی باری کے کام کی ہو۔ مسلمہ یعنی صحیح سالم اور عیوب سے پاک ہو۔ لاشیہ یعنی داغی (نہ ہو) صفراء اگر تم چاہو تو اس کے معنی سیاہ کے بھی ہو سکتے ہیں اور زرد کے بھی جیسے جمالہ صفر میں ہے۔ فادراتم بمعنی فاختلفتم تم نے اختلاف کیا۔ مزید معلومات کے لئے ان مقالات قرآن کا مطالعہ ضروری ہے جہاں یہ الفاظ آئے ہیں۔

### باب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے بعد کے حالات

#### کا بیان

(۷) ہم سے بھیجی بن موسیٰ نے بیان کیا، کما ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا، کما ہم کو معرنے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن طاؤس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا، جب ملک الموت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے انہیں چاننا مارا (کیونکہ وہ انسان کی صورت میں آیا تھا) ملک الموت، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ تو نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لئے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوبارہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی نیل کی پیٹھ پر رکھیں، ان کے ہاتھ میں جتنے بال اس کے آجائیں ان میں سے ہر بال کے بدے ایک سال کی عمر انہیں دی جائے گی (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالیٰ کافیسلہ سنایا) حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر موت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی کیوں نہ آجائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بیت المقدس سے مجھے اتنا قریب کر دیا جائے کہ (جمان ان کی قبر ہو وہاں سے) اگر کوئی پھر پھیکنے والا پھر پھیکنے تو وہ بیت المقدس تک پہنچ سکے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں

الأرض<sup>۱۰۹</sup>): لَيَسْتَ بِدُلُولٍ ثَبِيرٌ الْأَرْضَ وَلَا تَعْمَلُ فِي الْحَرَثِ. (مسلم<sup>۱۱۰</sup>): مِنْ الْغَيْبِ. (لَا شَيْءٌ): بَيْاضٌ. (صَفَرَاءٌ): إِنْ شَيْتَ سَوْدَاءً وَيَقَالُ صَفَرَاءُ كَقَوْلِهِ: (جمالات صفر<sup>۱۱۱</sup>). (فَادَارَ أَنْتَمْ): اخْتَلَفْتُمْ.

### ۳۱ - بَابُ وَفَاءِ مُوسَىٰ، وَذِكْرِهِ مَا

#### بَعْدُهُ

۳۴۰۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَىٰ حَدَّثَنَا عَنْ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَبْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هَرَبِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْسِلْ مَلْكَ الْمَوْتِ إِلَيَّ مُوسَىٰ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَنْدِ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ. قَالَ: ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَضْعُ يَدَهُ عَلَى مَنْ تَوَرِّ، فَلَمَّا بَمَا غَطَّتْ يَدَهُ بِكُلِّ شَغْرَةٍ سَبَقَتْ. قَالَ: أَيْ رَبُّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ النَّمَوْتُ. قَالَ: فَالآنَ. قَالَ: فَسَأَلَ اللَّهُ أَنْ يُدِينَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَّةً بِحَجْرٍ. قَالَ: أَبُو هَرَبِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ كُنْتُ ثُمَّ لَأَرْتُكُمْ قَبْرَةً إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ تَحْتَ الْكَثْبِ الْأَخْمَرِ)). قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ حَدَّثَنَا أَبُو هَرَبِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

موجود ہوتا تو بیت المقدس میں، میں تمہیں ان کی قبر کھاتا جو راستے  
کے کنارے پر ہے، رست کے سرخ ٹیلے سے نیچے۔ عبد الرزاق بن  
ہام نے بیان کیا کہ ہمیں معمر نے خبر دی، انسیں ہام نے اور ان کو  
ابو ہریرہؓ نے نبی کرمؐ سے اسی طرح بیان کیا۔

**لئے جائیں** ملک الموت حضرت موسیؐ کے پاس انسانی صورت میں آئے تھے۔ اللہ آدمی جان کر آپ نے ان کو ٹلانچھ مارا، یہ چیز  
عقل سے بعید نہیں ہے۔ مگر مذکورین حدیث کو بہانہ چاہیے۔ انہوں نے اس حدیث کو بھی تختہ مشق بنایا ہے جو سراسر ان  
کی جہالت ہے۔ جب حضرت موسیؐ کو حقیقت معلوم ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے شوق میں موت ہی کو پسند کیا۔  
ہمارے حضورؐ سے بھی آخر وقت میں یہی کام گیا تھا آپ نے بھی رفقِ اعلیٰ سے الماق کے لئے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ  
حضرت موسیؐ نے خود بیت المقدس میں دفن ہونے کی دعا اس لئے نہیں فرمائی کہ آپ کو بنی اسرائیل کی طرف سے خطہ تھا کہ وہ  
آپ کی قبر کو پوجنے لگ جائیں گے جیسا کہ مشرکین کا حال ہے کہ اپنے انبیاء و صلحاء کے مزارات کو عبادت گا، بناتے ٹلے آرہے ہیں۔  
ہمارے حضورؐ کو بھی کعبہ شریف سے ڈھالی سو میل دور مدینہ طیبہ میں اللہ نے آرام گاہ نصیب فرمائی۔ اگر حضورؐ مکہ المکرہ  
میں دفن ہوتے تو امتِ اسلامیہ کے جمال کی طرف سے بھی یہی خطہ تھا۔ پھر بھی آخر خضرتؐ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ! میری قبر کو دش  
(بت) نہ بنائیو کہ لوگ یہاں آکر پوجا پاٹ شروع کر دیں۔ الحمد للہ حضورؐ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آج تک مسلمان نما مشرکوں کو  
وہاں آپ کی قبر کی پوجا کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

٣٤٠٨ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَعْيَدَ بْنِ الْمُسَيْبٍ أَنَّ أَبَا  
هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : اسْتَبَرَ رَجُلٌ  
مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَأَجْلَ مِنَ الْيَهُودِ، فَقَالَ  
الْمُسْلِمُ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّداً  
عَلَى الْعَالَمِينَ - فِي قَسْمٍ يُفْسِمُ بِهِ -  
فَقَالَ الْيَهُودِيُّ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى  
عَلَى الْعَالَمِينَ. فَرَقَعَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذَلِكَ  
يَدَهُ فَلَطَمَ الْيَهُودِيَّ، فَذَهَبَ الْيَهُودِيُّ إِلَى  
النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْرَجَهُ الْذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ  
الْمُسْلِمِ، فَقَالَ : ((لَا تَخِرُّونِي عَلَى  
مُوسَىٰ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْنَعُونَ فَأَكُونُ أَوْلَى  
مَنْ يُفْقِدُ، فَإِذَا مُوسَىٰ بَاطَشَ بِحَاجَبٍ

(۳۳۰۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انسیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن اور سعید بن مسیب نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ مسلمانوں کی جماعت کے ایک آدمی اور یہودیوں میں سے ایک شخص کا جھگڑا ہوا۔ مسلمان نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے محمدؐ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا، قسم کھاتے ہوئے انہوں نے یہ کہا۔ اس پر یہودی نے کہا، قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیؐ کو ساری دنیا میں برگزیدہ بنایا۔ اس پر مسلمان نے اپنا ہاتھ اٹھا کر یہودی کو تھپٹہ مار دیا۔ وہ یہودی، نبی کرمؐ کی خدمت میں آیا اور اپنے اور مسلمان کے جھگڑے کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ مجھے حضرت موسیؐ پر ترجیح نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیجئے جائیں گے اور سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پھر دیکھوں گا کہ حضرت موسیؐ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور

الْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ  
فَأَفَاقَ قَبْلِي. أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَشَى اللَّهُ).  
مجھ سے پلے ہی ہوش میں آگئے یا انہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوش  
ہونے والوں میں ہی نہیں رکھا تھا۔

[راجح: ۲۴۱۱]

**تشریح** یعنی مجھ کو دوسرے نبیوں پر اس طرح فضیلت نہ دو کہ ان کی توفیق نہ لئے۔ یا یہ حکم اس وقت کا ہے جب آپ کو یہ نہیں بتالیا گیا تھا کہ آپ جملہ پیغمبروں سے انفلیں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ انپر رائے سے فضیلت نہ دو جتنا شرع میں وارد ہوا ہے اتنا ہی کو۔ حشر میں بے ہوش نہ ہونے والوں کا اشترا اس آیت میں ہے۔ وَنَفَعَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي الشَّمُوتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا  
مِنْ شَاءَ اللَّهُ (الزمر: ۲۸) یعنی جس وقت صور پھونکا جائے گا تو سب اہل محشر بے ہوش ہو جائیں گے مگر جس کو اللہ چاہے گا وہ بے ہوش نہ ہو گا ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ بھی اس اشترا میں شامل ہوں۔

۳۴۰۹- حدثنا عبد العزیز بن عبد الله (۳۲۰۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد الله نے بیان کیا، کہا ہم سے  
ابراهیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے حمید بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کرم  
تشریف نے فرمایا، حضرت موسیٰ اور حضرت آدم رضی اللہ عنہ نے آپ میں  
بحث کی۔ حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ آپ آدم ہیں جنہیں  
ان کی لغزش نے جنت سے نکالا۔ حضرت آدم نے اپنی رسالت اور اپنے کلام  
موسیٰ نے اپنے بھی آپ مجھے ایک ایسے معاملے پر ملامت کرتے ہیں جو  
اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے بھی پسلے مقدر کر دیا۔ رسول اللہ تشریف  
نے فرمایا، چنانچہ حضرت آدم نے حضرت موسیٰ پر غالب آگئے۔  
آنحضرت تشریف نے یہ جملہ دو مرتبہ فرمایا۔

حدثنا إبراهيم بن سعد عن ابن شهاب  
عن حميد بن عبد الرحمن أن أبا هريرة  
رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:  
((احتج آدم وموسى، فقال له موسى:  
أنت آدم الذي أخرجتك خطيئة من  
الجنة، فقال له آدم : أنت موسى الذي  
اصطفاك الله برسالاته وبكلامه ثم  
تلوموني على أمر قدر على قبل أن أخلق؟  
فقال رسول الله ﷺ: فتح آدم موسى  
مرتين)). [اطرافه في : ۴۷۳۶، ۴۷۳۸،  
۶۶۱۵، ۷۵۱۵].

اس حدیث میں بھی حضرت موسیٰ تشریف کا ذکر خیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چن لیا اور پیغمبری عطا فرمائی۔ باب اور حدیث میں یہی وجہ مناسبت ہے۔

۳۴۱۰- حدثنا مسدد حدثنا حصين بن نمير عن حصين بن عبد الرحمن عن  
سعید بن جبیر عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خرج علينا النبي ﷺ يوما  
قال: ((عرضت على الأمم، ورأيت  
سواداً كثيراً سد الأفق، فقل: هذا  
(۳۲۱۰) ہم سے مسدونے بیان کیا، کہا ہم سے حصین بن نمير نے  
بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے، ان سے سعید بن جبیر نے  
اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن  
نبی کرم تشریف ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے سامنے  
تمام امتیں لائی گئیں اور میں نے دیکھا کہ ایک بست بڑی جماعت  
آسمان کے کناروں پر چھائی ہوئی ہے۔ پھر بتایا گیا کہ یہ اپنی قوم کے

موسیٰ فی قومه). [اطرافہ فی : ۵۷۰۵، ۶۴۷۲، ۵۷۵۲].

ساقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

**باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا**  
**”اور ایمان والوں کے لیے اللہ تعالیٰ**  
**فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے“**

اللہ تعالیٰ کے فرمان ”وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ“ تک

(۳۳۱) ہم سے بیکی بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، ان سے مروہ ہمدانی نے اور ان سے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرسدوں میں توبت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہما السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی، ہاں عورتوں پر حضرت عائشہؓؑ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر شرید کی فضیلت ہے۔

۳۲- بابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأةً فِرْعَوْنَ - إِلَى قَوْلِهِ - وَكَانَتْ مِنَ الْفَانِتِينَ [التحریم: ۱۱]

۳۴۱۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا وَكَبِيعٌ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مَرْءَةَ عَنْ مُرْءَةِ الْهَمَدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ، وَلَمْ يَكُمِّلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَّةً امْرَأَةً فِرْعَوْنَ وَمَرِيمُ بِنْتُ عُمَرَانَ، وَإِنَّ فَضْلَ عَانِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفْضُلِ الشَّرِيدِ عَلَى سَابِرِ الطَّعَامِ)).

[اطرافہ فی : ۳۴۳۳، ۳۷۶۹، ۵۴۱۸].

شرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو روئی اور شور با ملا کر بنایا جاتا ہے۔ کمال سے مراد یہاں وہ کمال ہے جو ولایت سے بڑھ کر تشریخ نبوت کے قریب پہنچا، مگر نبوت نہ ملی ہو۔ اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ ولی توبت سی عورت میں گزری ہیں اور پیغمبر کوئی عورت نہیں گزری۔ اس پر اجماع ہے مگر اشعری نے کہا ہے کہ چھ عورت میں پیغمبر گزری ہیں جو، ‘سارہ، موسیٰ کی والدہ، ہاجرہ، آسیہ اور مریم۔ واللہ اعلم با صواب۔

**باب قارون کا بیان ”بے شک قارون، موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھا“ الآیۃ (سورہ قصص)**

(آیت میں) لسوء بمعنی لستقل یعنی بھاری ہوتی تھیں۔ ابن عباسؓؑ نے اولیٰ القوہ کی تفسیر میں کہا کہ اس کی کنجیوں کو لوگوں کی ایک طلاق تو جماعت بھی نہ اٹھاپتی تھی۔ الفرھین بمعنی المرحیں اترانے والے ویکان، الہم تران کی طرح ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ یعنی کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے

موسیٰ ﷺ الآیۃ [القصص : ۷۶]

﴿لَقَنْوَهُ﴾: لَتَسْقُلُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿أُولَئِ الْقُوَّةُ﴾: لَا يَرْفَعُهَا الْعُصْبَةُ مِنَ الرِّجَالِ. يُقَالُ: ﴿الْفَرِحِينَ﴾: الْمَرِحِينَ. (وَيَكَانُ اللَّهُ مِثْلُ ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْطُرُ الرَّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ﴾) یوسُع علیہ ویضیق۔

مزق میں فراغی کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں قارون حضرت موسیٰ ﷺ کا بچپا زاد بھائی تھا مگر دنیاوی دولت میں مغزور ہو کر کافر ہو گیا۔ حالانکہ تورات کا عالم تھا مگر دنیا داری نے اسے اس حد تک گراہ کر دیا کہ آخر نتیجہ وہ ہوا جو قرآن میں ذکور ہے۔

### باب اس بیان میں کہ ”والی مدین اخاهم شعیبا“ سے

اہل مدین مراد ہیں کیونکہ مدین ایک شر تھا۔ حرج قلزم پر۔

اس کی مثال جیسے سورہ یوسف میں فرمایا واسال القریۃ واسال العیر یعنی بستی والوں سے اور قائلہ والوں سے پوچھ لے۔ ظہر یا یعنی ادھر ادھر پھر کر نہیں دیکھتے۔ عرب لوگ جب ان کا کام نہ نکلے تو کہتے ہیں ظہرت حاجتی یا جعلتی ظہریا تو نے میرا کام پس پشت ڈال دیا یا مجھ کو پس پشت کر دیا۔ ظہری اس جانور یا طرف کو کہتے ہیں جس کو تو اپنی قوت برداہنے کے لئے ساتھ رکھے مکانتہم اور مکانہم دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔ لم یغنو از نہ نہیں رہے تھے۔ وہاں بے ہی نہ تھے (سورہ مائدہ میں) فلا تاس رنجیدہ نہ ہو (سورہ اعراف میں) اسی رنجیدہ ہوں، غم کروں۔ امام حسن بصری نے کما (سورہ ہود میں) کافروں کا جو یہ قول نقل کیا، «إِنَّكُمْ لَأَنْتُمُ الْحَكِيمُ الرَّشِيدُ» تو یہ کافروں نے ٹھٹھے کے طور پر کہا تھا۔ مجہد نے کہا سورة شراء میں لیکہ سے مراد ایکتہ ہے یعنی جھاڑی میں۔ یوم الظلة یعنی جس دن عذاب ایک سائبان کی شکل میں نمودار ہوا (ابر میں سے آگ برسی)

### ۴۔ باب قول اللہ تعالیٰ

﴿وَالِّيْ مَدِينَ أَخَاهُمْ شَعِيْبَا﴾ (الأعراف :

۸۵، ہود: ۸۴، العنکبوت: ۳۶] إلی  
أهل مدین، لأن مدین بلد، ومثله :  
﴿وَاسْأَلِ الْقُرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ الْعِيرَ يعنی أهل  
القرية وأهل العبر، ﴿وَرَأَءُكُمْ ظَهِيرَيَا﴾  
لم يلتفتوا إليه، يقال إذا لم تُقض  
حاجته: ظهرت حاجتی، وجعلتی ظہریا.  
قال: الظہریُّ أَن تَأْخُذْ مَعَكَ دَائِبَةً أَوْ  
وَعَاءَ تَسْتَطُهُ بِهِ. ﴿مَكَانَهُمْ﴾ وَمَكَانُهُمْ  
واحد. ﴿يَغْنُوا﴾: يغشوا. ﴿يَأْيُسُ﴾:  
يحزن. ﴿آسَى﴾: آخر. وقال الحسن:  
﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ﴾  
يستهزئون. وقال مجاهد: ﴿لَكَة﴾:  
الایکة. ﴿يَوْمَ الظُّلَّةِ﴾: إِظْلَالُ العَذَابِ  
عَلَيْهِمْ

### باب حضرت یونس علیہم السلام کا بیان

سورہ صفات میں اللہ تعالیٰ کا فرمانا ”اور بے شک یونس علیہم السلام آخر آیت ”وَهُوَ مُلِيمٌ“ تک۔ مجہد نے کہا ملیم گنگار، المشحون بو جمل بھری ہوئی۔ فلو لا انه كان من المسبحين۔ آخر تک۔ فبذناه بالعراء کا معنی روئے زمین یقطین وہ درخت جو اپنی جڑ پر کھڑا نہیں رہتا جیسے کدو وغیرہ۔ و ارسلناه الى مائة الف او بیزیدون فامنوا فمتعناهم الى حين (سورہ ن میں فرمایا) مکظوم جو کاظم کے معنی میں ہے یعنی مغموم

### ۳۵۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

﴿وَإِنْ يُؤْنسَ لَمَنْ الْمُرْسَلِينَ﴾ - إلی  
قوله - ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾ [الصفات : ۱۳۹]  
قال مجاهد: مذنب۔ المشحون:  
المُؤْرَقُ. ﴿فَلَوْ لَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ  
الْمُسَبَّحِينَ﴾ الآية. ﴿فَبَذَنَاهُ بِالْعَرَاءِ﴾  
بو جھے الأرض ﴿وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَنْبَتَ عَلَيْهِ

شجرة من يقطنون<sup>۱۰</sup> من غير ذاتِ أصلٍ،  
الذباء ونحوه. ﴿وَأَرْسَلْنَا إِلَى مَائِنَةِ الْفَرِ  
أُوْيَنِدُونَ، فَأَمْوَأْ فَمَعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ﴾.  
﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحَوْتِ إِذْ نَادَى  
وَهُوَ مَكْظُومٌ﴾. [القلم : ۴۸]

<sup>۱۱</sup> كَظِيمٍ: وَهُوَ مَغْمُومٌ.

(۳۲۱۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بھی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے اعشش نے بیان کیا (دوسری سند) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعشش نے، ان سے ابو واکل نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کریم ملٹیپل نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے متعلق یہ نہ کے کہ میں حضرت یونس عليه السلام سے بہتر ہوں۔ مدد نے یونس بن متی عليه السلام کے لفظ بڑھا کر روایت کیا۔

(۳۲۱۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، ان سے ابوالعلیٰ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بنی کریم ملٹیپل نے فرمایا کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔ آپ نے ان کے والد کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

٣٤١٢ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ ح. حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَإِلِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولُنَّ أَخْدُوكُمْ إِنِّي خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ)) زَادَ مُسْدَدٌ : ((يُونُسَ بْنُ مَتَّى)). [طرفہ فی : ۴۶۰۳، ۴۸۰۴].

٣٤١٣ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ فَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ أَبِي عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يَنْسَغِي لِغَنِيٍّ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِّنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى. وَنَسْبَةٌ إِلَى أَبِيهِ)).

[راجع: ۳۳۹۵]

**تَسْبِيحٌ** حضرت یونس عليه السلام کو قرآن مجید نے ذوالنون یعنی مچھلی والا بھی کہا ہے جنہوں نے مچھلی کے پیٹ میں جا کر آیت کریمہ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَبَّحْنَكَ أَنِّي كَنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ کا اور د کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ان کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ باہر نکال لیا۔ اس آیت کریمہ کے ورد میں اب بھی یہی تاثیر ہے۔

(۳۲۱۴) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عبد العزیز بن ابو سلمہ نے، ان سے عبد اللہ بن فضل نے، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں کو ایک یہودی اپنا سلامان دکھارہتا تھا لیکن اس کی جو قیمت لگائی گئی اس پر وہ راضی نہ تھا۔ اس لئے کہنے لگا کہ ہرگز نہیں،

٣٤١٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْنَيْرٍ عَنِ الْلَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَنْسَمَا يَهُودِيٌّ يَغْرِضُ سِلْعَتَهُ أَغْطِيَ بِهَا. شَيْنَا كَرِهَهُ،

اس ذات کی قسم جس نے موئی کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ یہ لفظ ایک انصاری صحابی نے سن لئے اور کھڑے ہو کر انہوں نے ایک تھہر اس کے منہ پر مارا اور کہا کہ نبی کرم ﷺ ابھی ہم میں موجود ہیں اور تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موئی ﷺ کو تمام انسانوں میں برگزیدہ قرار دیا۔ اس پر وہ یہودی آخر پرست ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، اے ابوالقاسم! میرا مسلمانوں کے ساتھ امن اور صلح کا عمدہ دیپیاں ہے۔ پھر فلاں شخص کا کیا حال ہو گا جس نے میرے منہ پر چائنا مارا ہے۔ آخر پرست ﷺ نے اس صحابی سے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے منہ پر کیوں چائنا مارا؟ انہوں نے وجہ بیان کی تو آپ غصے ہو گئے اس قدر کہ غصے کے آثار پر جرہہ مبارک پر نمیاں ہو گئے۔ پھر نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء میں آپس میں ایک کو دوسرا پر فضیلت نہ دیا کرو، جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی، سوا ان کے جنیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور سب سے پہلے مجھے اخھایا جائے گا، لیکن میں دیکھوں گا کہ موئی ﷺ عرش کو پکڑے ہوئے کھڑے ہوں گے، اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ انہیں طور کی بے ہوشی کا بلا دیا گیا ہو گیا مجھ سے بھی پہلے ان کی بے ہوشی ختم کر دی گئی ہو گی۔

(۳۲۱۵) اور میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی شخص حضرت یونس بن متی سے بہتر ہے۔

(۳۲۱۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے نہ اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لئے یہ کتنا لائق نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے افضل ہوں۔

فَقَالَ: لَاَوَالَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ، فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ وَقَالَ: تَقُولُ وَاللَّذِي اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْبَشَرِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهَرِنَا؟ فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَبَا الْفَاسِمِ، إِنِّي ذَمَّةٌ وَعَهْدًا، فَمَا بَالُ فُلَانَ لَطَمَ وَجْهِي؟ فَقَالَ: لَمْ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟ فَذَكَرَهُ فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رُتَيَ فِي وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَيُصْنَعُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أَخْرَى فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ بُعْثَ، فَإِذَا مُوسَى آخَذَ بِالْعَرْشِ، فَلَا أَذْرِي أَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الْطُّرُرِ، أَمْ بُعْثَ قَبْلِي)).

[راجع: ۲۴۱۱]

۳۴۱۵ - ((وَلَا أَقُولُ إِنِّي أَحَدٌ أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنَ مَتَّى)). [اطرافہ فی: ۳۴۱۶، ۴۶۰۴، ۴۶۳۱، ۴۸۰۵].

۳۴۱۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ حَمِيدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنَ مَتَّى)). [راجع: ۳۴۱۵]

**لشیخ** یعنی اپنی رائے اور عقل سے کیونکہ فضیلت ایک مخفی امر ہے۔ اس کا اللہ کے علم پر چھوڑنا بہتر ہے مگر چونکہ دوسرا مدینوں میں اس کی صراحت آگئی کہ آنحضرت ﷺ سب انبیاء کے سردار ہیں، اس لئے آپ کو ان سے بہتر کہنا جائز ہوا مگر ادب کے ساتھ کہ دوسرے پیغمبروں کی توجیہ نہ ہو (وحیدی)

### باب اللہ پاک (سورہ اعراف میں) یہ فرمانا

ان یہودیوں سے اس بستی (ایله) کا حال پوچھ جو سمندر کے  
نزدیک تھی

یہ لوگ ہفتے کے دن زیادتی کرنے لگے۔ شرعاً یعنی شوارع، پانی پر  
تیرتی ہوئی۔ آخر آیت 『کونوا قردة خاسئین』 تک۔

ان بستی والوں نے حیلہ سازی سے کام لیا کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنا چھوڑا مگر اس دن مچھلیاں بکثرت آتیں اور یہ ان کو روک کر ایک جگہ گھیر رکھتے پھر دوسرے دنوں میں شکار کرتے۔ اسی حرکت کا آیت مذکورہ میں ذکر ہے۔ صد افوس کہ مسلمانوں میں بھی ایسے فقماۓ کرام پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے کتاب الحبل یعنی حیلہ سازی کے مختلف طریقے بتانے کے لئے کتابیں لکھ لائیں اور اس بارے میں یہودیوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اللہ سب کو صراط مستقیم نصیب کرے۔ آمین

### باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور دی ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور"

الزبر، بمعنی الکتب اس کا واحد زبور ہے۔ زبرت، بمعنی کتبت میں نے  
لکھا، اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنے پاس سے فضل دیا (اور ہم نے  
کہا تھا کہ) اے بہادر! ان کے ساتھ تسبیح پڑھا کر مجاهد حلبی نے کما کہ  
(اوی ب معہ) کے معنی سبھی معہ ہے اور پرندوں کو بھی ہم نے ان کے  
ساتھ تسبیح پڑھنے کا حکم دیا اور لو ہے کو ان کے لئے زرم کر دیا تھا کہ  
اس سے زریں بنائیں۔ سابقات کے معنی دروع کے ہیں یعنی  
زریں۔ وقد رفیع السرد کا معنی ہیں، اور بنانے میں ایک خاص انداز  
رکھ (یعنی زرہ کی) کیلوں اور حلقوں کے بنانے میں۔ کیلوں کو اتنا بار یک  
بھی نہ کر کہ ڈھیلی ہو جائیں اور نہ اتنی بڑی ہوں کہ حلقوں کوٹ جائے  
اور اچھے عمل کرو۔ بے شک تم جو بھی عمل کرو گے میں اسے دیکھ رہا  
ہوں۔

(۳۴۱) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الرزاق  
نے بیان کیا، انہیں معمر نے خردی، انہیں ہمام نے اور انہیں حضرت

۳۶ - بَابُ ﴿وَاسْأَلُهُمْ عَنِ الْقُرْيَةِ﴾

الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ  
فِي السَّبَّتِ﴾ [الأعراف : ۱۶۳] :

يَعْدُونَ، يَتَجَازَوْنَ فِي السَّبَّتِ إِذَا تَأْتِيهِمْ  
حِينَأُنْهُمْ يَوْمَ سَتَّهُمْ شَرَعاً - شَوَارِعَ.  
إِلَى قَوْلِهِ - كُونُوا قَرْدَةً خَاسِيْنِ﴾.

ان بستی والوں نے حیلہ سازی سے کام لیا کہ ہفتے کے دن مچھلی کا شکار کرنا چھوڑا مگر اس دن مچھلیاں بکثرت آتیں اور یہ ان کو روک کر ایک جگہ گھیر رکھتے پھر دوسرے دنوں میں شکار کرتے۔ اسی حرکت کا آیت مذکورہ میں ذکر ہے۔ صد افوس کہ مسلمانوں میں بھی ایسے فقماۓ کرام پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے کتاب الحبل یعنی حیلہ سازی کے مختلف طریقے بتانے کے لئے کتابیں لکھ لائیں اور اس بارے میں یہودیوں سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اللہ سب کو صراط مستقیم نصیب کرے۔ آمین

۳۷ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

«وَآتَيْنَا دَاوُدَ زُبُورَهُ» [النساء : ۱۶۲]

الإسراء : ۱۵۵

﴿الرَّبُّنَاهُ الْكِتَبُ وَاحِدُهَا زُبُورُ زَبُرُتُ  
كَتَبُتُ﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَا فَضْلًا، يَا  
جِبَالُ أُوْبَيْ مَعَهُ» [سبا : ۱۰-۱۱].

قال مجاهد سبھی معاً، «وَالظَّيْرُ، وَالنَّا  
لَهُ الْحَدِيدُ. أَنْ اغْمَلْ سَابِعَاتٍ» :

الذروغ «وَقَدْرُ فِي السَّرْدِ» المسماير  
والحلق، ولا يدق المسمار فيسلسل  
ولا تغظم فيفصم. «أَفْرَغَ» : أنزلن.  
بسنة، زيادة وفضل، «وَاعْمَلُوا  
صَالِحًا إِنَّمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرَةً».

۳۴۱ - حدثنا عبد الله بن مُحمَّد  
حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمَّر عن همام

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، حضرت داؤد رضی اللہ عنہ کے لئے قرآن (یعنی زبور) کی قرات بست آسان کر دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کرنے کا حکم دیتے اور زین کسی جانے سے پسلے ہی پوری زبور پڑھ لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کملائی کھاتے تھے۔ اس کی روایت موسیٰ بن عقبہ نے کہی، ان سے صفوان نے، ان سے عطاء بن یاسار نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

عن أبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((خُفِيفٌ عَلَى دَاؤُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِهِ فَسُرْجَ، فَيَقْرَا الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابَهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدْعُو)) رَوَاهُ مُوسَى بْنُ عَقبَةَ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۲۰۷۳]

**لَشَرِحِ** اس قدر جلد زبور پڑھ لیتا حضرت داؤد رضی اللہ عنہ کا ایک مجھہ تھا۔ لیکن اب عام مسلمانوں کے لئے قرآن کا ختم تین دن سے پسلے کرتا ہے۔ جس نے قرآن پاک تین دن سے پسلے اور تین دن سے کم میں ختم کیا اس نے قرآن فرمی کا حق ادا نہیں کیا۔ حضرت داؤد رضی اللہ عنہ اپنے سب بھائیوں میں پستہ قد تھے اس لئے لوگ ان کو بظہر خمارت دیکھتے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے حضرت داؤد رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائیوں پر فضیلت دی اور ان پر زبور نازل فرمائی۔ اس طرح انجیل کا یہ فقرہ صحیح ہوا کہ جس پھر کو معادروں نے خراب دیکھ کر پھینک دیا تھا، وہی محل کے کونے کا صدر نشین ہوا۔ حضرت داؤد رضی اللہ عنہ تعالیٰ نے لوہے کا کام بطور مجھہ عطا فرمایا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں مووم ہو جاتا اور وہ ان سے زرہیں اور مختلف سلامان بناتے۔ یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ حدیث شریف میں ان کے روزہ کی بھی تعریف کی گئی ہے اور قرآن مجید میں ان کی عبادت و ریاضت اور انیات الہ کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

٣٤١٨ - حَدَثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ حَدَثَنَا الْيَتُّ عَنْ عَفَيْلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَبِّبَ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبِرْ رَسُولَ اللَّهِ أَنِّي أَقُولُ : وَاللَّهِ لَا صُوْمَانَ النَّهَارَ وَلَا قُوْمَانَ اللَّيْلَ مَا عِشْتَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ أَنِّي أَقُولُ : (أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ : وَاللَّهِ لَا صُوْمَانَ النَّهَارَ وَلَا قُوْمَانَ اللَّيْلَ مَا عِشْتَ؟) قَلَّتْ : قَدْ قَلَّتْ. قَالَ : ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِعُ ذَلِكَ، فَصُمْ وَافْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)).

بھر کے روزے جیسا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اس سے افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن بغیر روزے کے رہا کرو۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن بغیر روزہ کے رہا کرو، حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کا طریقہ بھی یہی تھا اور یہی سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اس سے بھی افضل طریقہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل اور کوئی طریقہ نہیں۔

(۳۳۱۹) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معرنے بیان کیا، کہا ہم سے جبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا، ان سے ابوالعباس نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصیؑ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا میری یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن بھر (روزانہ) روزہ رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا لیکن اگر تم اسی طرح کرتے رہے تو تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی اور تمہارا جی اکتا جائے گا۔ ہر میں میں تین روزے رکھا کرو کہ یہی (ثواب کے اعتبار سے) زندگی بھر کا روزہ ہے، یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) زندگی بھر کے روزے کی طرح ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے میں محسوس کرتا ہوں، معرنے بیان کیا کہ آپ کی مراد وقت سے تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے کی طرح روزے رکھا کرو۔ وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے تھے اور اگر دشمن سے مقابلہ کرتے تو میدان سے بھاگا نہیں کرتے تھے۔

احادیث مذکورہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

### باب حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان۔

سورہ بنی اسرائیل میں اللہ نے فرمایا کہ اس کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے پسندیدہ روزہ حضرت

فُلْتُ : إِنِّي أَطِينُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ)). قَالَ : قُلْتُ : إِنِّي أَطِينُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)). قَالَ : ((فَصُمْ يَوْمًا وَهُوَ أَعْذَلُ الصَّيَامِ)). قُلْتُ : إِنِّي أَطِينُ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ)).

[راجح: ۱۱۳۱]

٣٤١٩ - حَدَّثَنَا حَلَادُ بْنُ يَعْقِبَى حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَلَمْ أَبْلَأْ أَنْكَ تَقْوُمُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ. فَقَالَ : فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ، وَنَفَهَتِ النَّفْسُ، صُمِّ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَذَلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ، أَوْ كَصُومُ الدَّهْرِ. فَقُلْتُ : إِنِّي أَجِدُ بِي - قَالَ مِسْعَرٌ : يَعْنِي قُوَّةً - قَالَ : فَصُمْ صَوْمَ دَاؤَدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيَنْفَطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)).

[راجح: ۱۱۳۱]

### باب أَحَبُ الصَّلَاةِ إِلَى اللَّهِ

صَلَاةُ دَاؤَدَ،  
وَأَحَبُ الصَّيَامِ إِلَى اللَّهِ صَيَامُ دَاؤَدَ : كَانَ

داود عليه السلام کا روزہ ہے۔ وہ (ابتدائی) آدمی رات میں سویا کرتے اور ایک تہائی رات میں عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر جب رات کا چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو سویا کرتے۔ اسی طرح ایک دن روزہ رکھا کرتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہا کرتے۔ حضرت علی عليه السلام نے کہا کہ حضرت عائشہ رضي الله عنها نے بھی اسی کے متعلق کہا تھا کہ جب بھی سحر کے وقت میرے یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موجود رہے تو سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

(۳۲۲۰) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کما ہم سے سفیان بن عبیینہ نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عمرو بن اوس ثقفی نے، انسوں نے عبد اللہ بن عمرو رضي الله عنهما سے سنا۔ انسوں نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزے کا سب سے پسندیدہ طریقہ داؤد عليه السلام کا طریقہ تھا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بغیر روزے کے رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا سب سے زیادہ پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد عليه السلام کی نماز کا طریقہ تھا، آپ آدمی رات تک سوتے اور ایک تہائی حصے میں عبادت کیا کرتے تھے، پھر لقیہ ہجھے حصے میں بھی سوتے تھے۔

حضرت داؤد عليه السلام کا روزہ ہمیشہ روزہ رکھنے سے افضل ہے۔ کیونکہ ہمیشہ روزہ رکھنے میں نفس کو روزے کی عادت ہو جاتی ہے اور عادت کی وجہ سے عبادت کے لئے جو مشقت ہوئی چاہئے وہ باقی نہیں رہتی۔ حضرت داؤد عليه السلام آدمی رات کے بعد اٹھ کر تجدیب ہوتے، پھر سو جاتے، پھر صبح کی نماز کے لئے اٹھتے۔ یہ اور زیادہ مشکل اور نفس پر زیادہ شاق ہے۔

### باب اللہ پاک کا سورہ ص میں فرمانا، ہمارے زوردار بندے داواد کا ذکر کر، وہ خدا کی طرف رجوع ہونے والا تھا

اللہ تعالیٰ کے ارشاد و فصل الخطاب تک (یعنی فصلہ کرنے والی تقریر) ہم نے انہیں عطا کی تھی) مجہد نے کہا کہ فصل الخطاب سے مراد فیصلے کی سوجہ بوجھ ہے۔ ولا تشطط یعنی بے انسانی نہ کر اور ہمیں سیدھی براہ بتا، یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے نعجة (دنیا) ہیں ”عورت کے لئے بھی نعجة کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نعجة بکری کو بھی کہتے ہیں“ اور میرے پاس صرف ایک دنی ہے، سو یہ کہتا ہے وہ بھی مجھ کو دے ڈال“ یہ کفלהا زکریا کی طرح ہے، بمعنی ضمہما

یَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَةً وَيَنَامُ  
سُدُسَةً وَيَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمًا قَالَ  
عَلِيٌّ : وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ : ((مَا أَلْفَاهُ  
السَّحْرُ عِنِّي إِلَّا نَائِمًا)).

٣٤٢٠ - حَدَّثَنَا فَضِيلَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا  
سَفِيَّاً عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ  
أُوْسَ الشَّفْقِيِّ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو  
قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ((أَحَبُّ  
الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامُ دَاؤِدٍ، كَانَ يَصُومُ  
يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمًا. وَأَحَبُّ الصَّلَاةَ إِلَى اللَّهِ  
صَلَاةً دَاؤِدًا؛ كَانَ يَنَمُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ  
ثُلُثَةً وَيَنَامُ سُدُسَةً)). [راجع: ۱۱۳۱]

٣٩ - بَابُ ﴿وَادْكُرْ عَبْدَنَا دَاؤِدَ الْأَيْدِي  
إِنَّهَا وَآبٌ إِلَى قَوْلِهِ وَفَصْلُ الْخِطَابِ﴾  
اص: ۱۷ - ۲۰] قَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَهْمُ فِي  
الْقَضَاءِ ﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾: لَا تُسْرِفْ.  
﴿وَاهْدِنَا إِلَى سَوَاءِ الصِّرَاطِ﴾. إِنْ هَذَا  
أَخْيَ لَهُ نَسْعَ وَتَسْعُونَ نَعْجَةً - يَقَالُ  
لِلْمُسْرَأَةِ: نَعْجَةٌ، وَيَقَالُ لَهَا أَيْضًا: شَأْةٌ -  
وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ: أَكْفُلُنِيهَا -  
مَثَلٌ وَكَفَلَهَا زَكْرِيَّاً: ضَمَّهَا -

”اور گفتگو میں مجھے دباتا ہے۔ داؤد ﷺ نے کماکہ اس نے تیری دنی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کر کے واقعی تجھ پر ظلم کیا اور اکثر سماجھی یوں ہی ایک دوسرے کے اوپر ظلم کیا کرتے ہیں“ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”انما فتنہ“ تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کماکہ (فتنہ کے معنی ہیں) ہم نے ان کا امتحان کیا۔ عمر بن جعفر علیہ السلام اس کی قرأت تاءع کی تشدید کے ساتھ ”فتنہ“ کیا کرتے تھے ”سو انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے توبہ کی اور وہ جھک پڑے اور رجوع ہوئے۔“

وَعَزَّتِيْهِ غَلَبَتِيْهِ صَارَ أَعَزَّ مِنِيْ  
أَعْزَرَنِهِ جَعَلَنِهِ عَزِيزًا مُنْفِي الْحَطَابِ  
يَقَالُ الْمُحَاوِرَةُ قَالَ لَقَدْ ظَلَمْكَ  
بِسُؤَالِ نَعْجَنْتَكَ إِلَى نَعْاجِهِ وَإِنْ كَثِيرًا مِنِ  
الْخُلُطَاءِ الشُّرُكَاءُ تَبَيَّنَعِيْ - إِلَى قَوْلِهِ  
- إِنَّمَا فَتَنَاهُ قَالَ إِنَّ عَبَاسَ : أَخْتَرْنَاهُ  
وَقَرَأَ عُمَرُ : فَتَنَاهُ - بَعْشَدِيدَ النَّاءُ -  
فَاسْتَغْفِرَ رَبَّهُ وَحْرَ رَأَكِعَا وَأَنَابَ -

**لَشَرِحِ حَدِيثِ** بعض نے کماکہ حضرت داؤد ﷺ نے ایک کم سو یویاں رکھ کر پھر کسی کی حسین یوی و دیکھی۔ ان کے دل میں اس عورت کو حاصل کرنے کا خیال آیا۔ اللہ پاک نے اس خیال پر بھی ان کو ملامت کی اور دو فرشتوں کو مدعا علیہ بنا کر ان ہی سے فیصلہ کرایا جو حق تھا۔ پسلے تو حضرت داؤد کو خیال نہ آیا، پھر سمجھ گئے کہ یہ سب میرے ہی حسب حال ہے۔ اس وقت خوف خدا سے روئے اور استغفار کیا۔ قسطلانی نے کماکہ یہ جو بعض مفسرین نے داستان لکھی ہے کہ حضرت داؤد ﷺ ایک عورت کے بال کھلے دیکھ کر اس پر عاشق ہو گئے تھے اور اس کے خالون کو قتل کر دیا، یہ سب جھوٹ ہے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے کماکہ جو کوئی یہ تصدیق حضرت داؤد ﷺ کا نام لے کر بیان کرے گا میں اس کو ایک سو سائٹ کوڑے ماروں گا۔

(۳۲۲۱) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کماکہ سے سل بن یوسف نے بیان کیا، کماکہ میں نے عوام سے سنًا، ان سے مجاهد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے پوچھا، کیا میں سورہ ص میں، سجدہ کیا کروں؟ تو انہوں نے آیت (وَمِنْ ذِرِيْتَهُ داؤد وَسَلِيمَانَ) کی تلاوت کی ”فِيهَا هُمْ اقْدَهُ“ تک۔ نیز انہوں نے کماکہ تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں انبیاء ﷺ کی اقداء کا حکم تھا۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہم نے اس حدیث کو کتاب التغیر میں بھی نکلا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ آپ نے سورہ ص میں سجدہ کیا۔ ہمارے رسول کریم ﷺ کو جو اگلے رسولوں کی اقتداء کرنے کا حکم ہوا، اس کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و اصول سب پیغمبروں کے ایک ہیں گو فروعات میں کسی قدر اختلاف ہے۔

(۳۲۲۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کماکہ سے وہب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ سورہ ص کا سجدہ،

۴۲۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ : سَمِعْتُ الْعَوَامَ عَنْ مُجَاهِدٍ  
قَالَ : (فَلَمْ يَلِدْ لَابْنَ عَبَاسَ أَسْجَدَ فِي صِّ؟  
فَقَرَأَ : وَمِنْ ذِرِيْتَهُ داؤدُ وَسَلِيمَانَ -  
حَتَّىْ أَتَىْ - فِيهَا هُمْ اقْدَهُ) فَقَالَ :  
نَبِيُّكُمْ مُهَمَّةٌ مِمَّنْ أَمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ).  
[اطرافہ فی: ۴۶۳۲، ۴۸۰۶، ۴۸۰۷].

۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ  
عَنْ أَبْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ :

ضروری نہیں، لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو اس سورہ میں بجھے کرتے دیکھا ہے۔

گو حدیث اس باب سے تعلق نہیں رکھتی مگر سورہ میں حضرت داؤد ﷺ کا بیان ہے اور اس میں بجھے بھی حضرت داؤد ﷺ کی توبہ قبول ہونے کے شکریہ میں ہے، اس مناسبت سے اس کو بیان کر دیا۔

#### باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد

اور ہم نے داؤد کو سلیمان (بیٹا) عطا فرمایا، وہ بہت اچھا باندھ تھا، بہت ہی رجوع ہونے والا اور توجہ کرنے والا۔ سلیمان کا یہ کہنا کہ مالک میرے مجھ کو ایسی بادشاہت دے کہ میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو۔ اور سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور یہ لوگ پیچھے لگ گئے اس علم کے جو سلیمان کی بادشاہت میں شیطان پڑھا کرتے تھے۔“ اور سورہ سبایں فرمایا ”(ہم نے) سلیمان“ کے لیے ہوا کو (تابع) کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل میں بھر کی ہوتی اور اس کی شام کی منزل میں بھر کی ہوتی اور قطر یعنی ہم نے ان کے لئے لوہے کا چشمہ بھار دیا (و اسلنالہ عین القطر بمعنی) و اذنالله عین الحدید ہے ”اور جنات میں پچھہ وہ تھے جو ان کے آگے ان کے پروردگار کے حکم سے خوب کام کرتے تھے۔“ آخر آیت من محاربیں تک۔ مجہد نے کہا کہ محاربیں وہ عمارتیں جو محلوں سے کم ہوں تماثیل تصویریں اور لگن اور جواب یعنی حوض جیسے اوتھوں کے لئے حوض ہوا کرتے ہیں۔ ”اور (بڑی بڑی) جبی ہوئی دیکھیں“ آیت الشکور تک۔ پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کی موت کا پتہ نہ دیا۔ بجز ایک زمین کے کیڑے (دیکھ) کے کہ وہ ان کے عصا کو کھاتا رہا، سو جب وہ گر پڑے تب جنات نے جانا کہ وہ مر گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان المہین ”تک سلیمان ﷺ کرنے لگے کہ میں اس مال کی محنت میں پروردگار کی یاد سے غافل ہو گیا“ فطفق مسح العالیؑ اس نے گھوڑوں کی ایال اور اگاڑی پچاڑی کی رسیوں پر ہاتھ پھیرتا شروع کر دیا۔ الاصفاد بمعنی الوثاق بیڑاں زنجیریں۔ مجہد نے کہا کہ الصافات، صفن الفرس سے مشتق ہے، اس وقت بولتے ہیں جب گھوڑا ایک پاؤں اٹھا کر کھر کی

((لَيْسَ صِنْعَةً عَزَّازِيْمِ السُّجُودُ، وَرَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا)). [راجع: ۱۰۶۹]

((وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ)) [ص: ۳۰] الرَّاجِعُ : الْمُنْبَتُ. وَقَوْلُهُ : « هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْتَعِي لِأَخِيدِ مِنْ بَعْدِي ۝ 》 [ص: ۳۵] وَقَوْلُهُ : « وَاتَّبَعُوا مَا تَنْلُوُ إِلَى الشَّيَاطِينِ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۝ 》 [البقرة : ۱۰۲]، « وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَذُورُهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسْلَنَا لَهُ عَيْنَ الْفِطْرِ ۝ 》 - أَذَبَنَا لَهُ عَيْنَ الْحَدِيدِ - ((وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ إِلَيْهِ مَحَارِبٌ)) [سبا: ۱۲] قَالَ مُجَاهِدٌ: بُنِيَّاَنَ مَا دُونَ الْقُصُورِ ۝ وَتَمَاثِيلَ وَجَفَانَ كَالْجَوَابِ ۝ كَالْحِيَاضِ لِلإِبَلِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَاجْوَبَةٌ مِنَ الْأَرْضِ ۝ وَقَدْرُ رَأْسِيَاتٍ اغْمَلُوا آلَ دَاؤُدَ شَكْرًا وَقَلَيْلَتِيْنَ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورِ. فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَائِبَةُ الْأَرْضِ - الْأَرْضَةُ - تَأْكُلُ مِنْ سَأَتَهُ ۝ عَصَاءٌ ۝ فَلَمَّا خَرَ - إِلَى قَوْلِهِ - الْمُهِنِّ ۝ [سبا: ۱۳-۱۴] . « حُبُّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيِّ . فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَغْنَاقِ ۝ يَمْسَحُ أَغْرَافَ الْخَيْلِ وَغَرَاقِيَّهَا . (الأَصْفَادِ) الْوَثَاقِ .

نوك پر کھڑا ہو جائے" "الجیاد یعنی دوڑنے میں تیر۔ جسدا معنی شیطان، (جو حضرت سلیمان ﷺ کی اگونگی پین کران کی کرسی پر بیٹھ گیا تھا) رخاء نزی سے خوشی سے۔ حیث اصحاب یعنی جمال وہ جانا چاہتے فامنن اعط کے معنی میں ہے، جس کو چاہے دے۔ بغیر حساب بغیر کسی تکلیف کے، بے حرج۔

وقال مُجَاهِدٌ: ﴿الصَّابِنَاتِ﴾: صَفَنَ الْفَرَسُ رَفَعَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ حَتَّى تَكُونَ عَلَى طَرْفِ الْحَافِرِ. ﴿الجِيَادُ﴾: السَّرَّاجُ. ﴿جَسَدًا﴾: شَيْطَانًا. ﴿رُخَاءً﴾: طَيْبَةً. ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾: حَيْثُ شَاءَ. ﴿فَامْنُ﴾: أَغْطَى. ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: بِغَيْرِ حَرَجٍ.

**لَشِرْخَ** فطفق الخ کی یہ تفسیر امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کی ہے کہ وہ گھوڑوں کا ملاحظہ فرمانے لگے۔ اکثر مفسرین نے یہ معنی کہ ہیں کہ ان کے پاؤں اور گردنبیں تکوار سے کاشنے لگے۔ چونکہ ان کے دیکھنے میں عصر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔

(۳۲۲۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک سرکش جن کل رات میرے سامنے آگیا تاکہ میری نماز خراب کر دے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے کسی ستون سے پاندھ دوں کہ تم سب لوگ بھی دیکھ سکو۔ لیکن مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی کہ "یا اللہ! مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے سوا کسی کو میرمنہ ہو" اس لئے میں نے اسے نامراد واپس کر دیا۔ غرفت سرکش کے معنی میں ہے، خواہ انسانوں میں سے ہو یا جنوں میں سے۔

٣٤٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (إِنَّ عَفْرِيْتَ مِنَ الْجَنِّ تَفَلَّتُ الْبَارَحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاحَتِي، فَأَمْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ، فَأَحَدَّتُهُ، فَأَرَدَّتُ أَنْ أَزِيْطَهُ عَلَى سَارِيَةِ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرَتْ دَغْوَةً أَخْجَى سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَبْغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ فَرَدَّتُهُ خَاسِنًا). عَفْرِيْتُ: مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانَ، مِثْلُ زَبِيْبَةِ جَمَاعَتِهِ الرَّبَّانِيَةِ [راجع: ۴۶۱]

روایت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر ہے، باب سے یہی مبنابت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا آیت زب اغْفِرْلِی وَ هَبْ لِنی مُلْكًا لَا يَبْغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي (ص: ۳۵) میں مذکور ہے۔

(۳۲۲۴) ہم سے خالد بن مخدل نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سلیمان بن داؤد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر یویوں کے پاس جاؤں گا

٣٤٢٤ - حَدَّثَنَا خَالِدٌ بْنُ مَخْدَلٍ حَدَّثَنَا مَغِيرَةً بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ الزَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ

اور ہر یوں ایک شہوار بنے گی جو اللہ کے راستے میں جناد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ، لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی یوں کے یہاں بھی پیدا نہیں ہوا، صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔ نبی کرم ملیک نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہ لیتے تو سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے اور اللہ کے راستے میں جناد کرتے۔ شعیب اور ابن الجناد نے (بجائے ستر کے) نوے کہا ہے اور یہی بیان زیادہ صحیح ہے۔

(۳۲۲۵) مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم تھی نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابوذر بن شوہر نے بیان کیا کہ میں نے نبی کرم ملیک سے پوچھا، یا رسول اللہ! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی تھی؟ فرمایا کہ مسجد حرام! میں نے سوال کیا، اس کے بعد کونسی؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ۔ میں نے سوال کیا اور ان دونوں کی تعمیر کا درمیانی فاصلہ کتنا تھا؟ فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر آنحضرت ملیک نے فرمایا کہ جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے فوراً نماز پڑھ لو۔ تمہارے لئے تمام روئے زمین مسجد ہے۔

اس کی باب سے منابت یہ ہے کہ اس میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے جس کی بناء اول بہت قدیم ہے مگر بعد میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بنایا۔ کعبہ شریف کی بھی بناء اول بہت قدیم ہے مگر حضرت ابراہیم نے اس کی تجدید فرمائی۔ ہر دو عمارتوں کی پہلی بنیادوں میں چالیس سال ما فاصلہ ہے۔ اس طرح مکرین حدیث کا اعتراض پادر ہوا ہو گیا جو وہ اس حدیث پر وارد کرتے ہیں۔ امت میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہوئے مگر مکرین حدیث نے ان تمام گمراہ فرقوں سے آگے قدم بڑھا کر بنیاد اسلام کو ڈھانے کی کوشش کی ہے۔ (قاتلهم اللہ ائمی یوفکون)

(۳۲۲۶) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خردی، کہا ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ بن شوہر سے سن اور انہوں نے نبی کرم ملیک سے سن، آپ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ روشن کی ہو۔ پھر برداۓ اور کئی ٹرے مکوڑے اس میں گرنے لگے ہوں۔

دواڑ : لأطْوَفَنَ الْنِّيلَةَ عَلَى سَبْعِينَ اُمْرَأَةً  
تَحْمِلُ كُلُّ اُمْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَيْلِ  
اللهِ. فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ : إِنْ شَاءَ اللهُ فَلَنْمَ  
يَقُلُّ، وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا  
أَحَدَ شَقِيقٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : لَوْ قَالَهَا  
لَجَاهَدُوا فِي سَيْلِ اللهِ). قَالَ شَعِيبٌ  
وَابْنُ أَبِي الزَّنَادِ ((تسعین)) وَهُوَ أَصَحُّ.

(۳۴۲۵) حدثنا عمر بن حفص حدثنا  
أبي حدثنا الأغمس حدثنا إبراهيم التميمي  
عن أبيه عن أبي ذر رضي الله عنه قال :  
قلت يا رسول الله أئمَّةً مساجد وضع  
أوئل؟ قال : ((المسجدُ الأقصى)). قالت :  
ثم أي؟ قال : ((ثم المسجد الأقصى)).  
قلت : كم كان بينهما؟ قال : ((أربعون)).  
ثم قال : ((حيثما أدركتك الصلاة فصل  
والأرض لك مساجد)). [راجع: ۳۳۶]

(۳۴۲۶) حدثنا أبو اليمان أحذفنا شعيب  
حدثنا أبو الزناد عن عبد الرحمن أنه  
سبع أيام هريرة رضي الله عنه أنه سمع  
رسول الله ﷺ يقول : (مثلي ومثل الناس  
كمثل رجل استوفى ناراً، فجعل الفراش  
وهذه الدواب تقع في النار)).

(۳۴۲۷) اور آنحضرت مسیح بن یہیم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے ساتھ دونوں کے بچے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھا لے گیا۔ ان دونوں میں سے ایک عورت نے کہا بھیڑا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں حضرت سلیمان بن داؤد کے یہاں آئیں اور انہیں اس جھگڑے کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاو۔ اس بچے کے دو مکروہ کر کے دونوں کے درمیان بانٹ دوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ تکھجے، میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کالڑا کا ہے۔ اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے سکین کا لفظ اسی دن سن، ورنہ ہم ہمیشہ (چھری کے لئے) مدیہ کا لفظ بولا کرتے تھے۔

ان جملہ احادیث مذکورہ میں صحنی طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ اسی لئے ان احادیث کو یہاں درج کیا گیا۔ باب سے یہ وجہ مناسبت ہے۔ مزید تفصیل کتاب التغیر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

باب حضرت لقمان کا بیان اور سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اور بیشک دی تھی ہم نے لقمان کو حکمت یعنی یہ کہما کہ اللہ کا شکر ادا کر“

آیت ﴿اَنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ تک۔ لا تصرع یعنی اپنا چہونہ پھیر۔

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے زمانہ کے ایک دانا حکیم تھے، بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پیا اور ان سے فیض بھی حاصل کیا، جسمور کا قول یہی ہے کہ یہی ایک دانا حکیم تھے جسی نہ تھے۔ بعض لوگوں نے ان کو نبی کہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۳۴۲۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”بُنُو لَوْگَ ایمَانَ لَائے اور اپنے ایمَانَ میں ظلم کی ملاوٹ نہیں کی“ نازل ہوئی تو نبی کریم مسیح بن یہیم کے صحابہ نے عرض کیا ”ہم میں ایسا

۴۲۷ - (روقال) : كانت أمراً تأن معهمما  
ابنهاهما. جاء الذنب فذهب بابن  
إحداهما. فقالت صاحبتهما إنما ذهب  
بابنكم. فتحاكمتا إلى داؤد فقضى به  
للكربي. فخرجا على سليمان بن داؤد  
عليهما السلام فأخبرتاه فقال: إنزوبي  
بالسكن اشقد بيهما. فقالت الصغرى:  
لأتفعل برحمنك الله. هو ابنها، فقضى  
به للصغرى. قال أبو هريرة رضي الله  
عنه: والله إن سمعت بالسكنين إلا  
يومئذ، وما كنا نقول إلا المدينه).

[ظرفہ نی: ۶۷۶۹]۔

٤ - باب قول الله تعالى:  
﴿وَلَقَدْ أَتَيْنَا لَقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ  
لَهُ - إِلَى قَوْلِهِ - إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ  
مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [لقمان: ۱۲-۱۸].  
﴿وَلَا تَصْرِعْ﴾ : الْإِغْرَاضُ بِالْوَجْهِ.

حضرت لقمان علیہ السلام اپنے زمانہ کے ایک دانا حکیم تھے، بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پیا اور ان سے عن الأعمش عن إبراهيم عن علقة عن عبد الله قال: لَمَّا نَزَلَتْ : ﴿الَّذِينَ آمَنُوا  
وَلَمْ يُنْسِبُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ [الأنعام: ۸۲] قال أصحاب النبي ﷺ: أَتَيْنَا لَمْ

کون ہو گا جس نے اپنے ایمان میں ظلم نہیں کیا ہو گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ہمرا۔ بے شک شرک ہی ظلم عظیم ہے۔“

یہ روایت اور گزر چکی ہے۔ اس روایت میں گو حضرت لقمان ﷺ کا ذکر نہیں ہے مگر چونکہ اس کے بعد والی روایت میں ہے اور یہ آئت حضرت لقمان ہی کا قول ہے اللہ اباب کی مناسبت ظاہر ہے۔

(۳۲۹) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، کہا ہم سے اُمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجحی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب آیت ”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی“ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر برداشاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا ہم میں کون ایسا ہو سکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہو گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں، ظلم سے مراد آیت میں شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان ﷺ نے اپنے بیٹے سے کہا تھا اسے نصیحت کرتے ہوئے کہ ”اے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ہمرا، بے شک شرک بڑا ہی ظلم ہے۔“

باب ”اور ان کے سامنے بستی والوں کی مثال بیان کر“ الآیۃ فعززنا کے معنی میں مجیدہ نے کہا کہ ہم نے انسین قوت پہنچائی“ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مانے کہا کہ طائفہ کم کے معنی ”تماری مصیبیتیں“ ہیں۔

سورہ یسعیٰ کی ان آیات میں جن پیغمبروں کا ذکر ہے، یہ حضرت یسوع سے پہلے بیجی گئے تھے، ان کا نام یوحنا اور بولس تھا، تیرے کا نام شمعون تھا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب میں کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہ ملی ہو گی۔ ان پیغمبروں کی توحید و تبلیغ اور شہادت کا تذکرہ سورہ یسعیٰ میں مفصل موجود ہے۔ قریبے سے مراد شرمنطاکیہ ہے۔

### باب حضرت زکریا علیہ السلام کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ مریم میں فرمایا (یہ) تیرے پروردگار کے رحمت (فرمانے) کا تذکرہ ہے اپنے بندے زکریا پر جب انہوں نے اپنے رب کو آئستہ پکارا، کما اے پروردگار! میری بہیاں کھوفو ہو گئی ہیں اور سر

یلبسِ إيمانه بظلم؟ فَرَأَتْ: ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللهِ، إِنَّ الشُّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان:

[۳۲]. [راجع: ۳۲]

۴۲۹ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَيْنَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا نَزَّلَتْ : ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَا لَا يَظْلِمُنَا نَفْسَهُ؟ قَالَ: لَئِسَ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ الشُّرِكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا مَا قَالَ لُقْمَانَ لَانِي وَهُوَ يَعْظِمُهُ : ﴿يَا بْنَيَ لَا تُشْرِكُ بِاللهِ إِنَّ الشُّرِكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾. [راجع: ۳۲]

۴۲ - بَابُ ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَنْحَابَ الْقَرْيَةِ﴾ الآیۃ ایس: ۱۳  
﴿فَعَزَّزَنَاهُ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ : شَدَّدَنَا.  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : ﴿طَائِرُكُمْ﴾: مَصَابِبُکُمْ

سورہ یسعیٰ کی ان آیات میں جن پیغمبروں کا ذکر ہے، یہ حضرت یسوع سے پہلے بیجی گئے تھے، ان کا نام یوحنا اور بولس تھا، تیرے کا نام شمعون تھا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اس باب میں کوئی حدیث ان کی شرط کے مطابق نہ ملی ہو گی۔ ان پیغمبروں کی توحید و تبلیغ اور شہادت کا تذکرہ سورہ یسعیٰ میں مفصل موجود ہے۔ قریبے سے مراد شرمنطاکیہ ہے۔

### باب قول اللہ تعالیٰ :

﴿ذُكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّاً، إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءَ حَفْيًا. قَالَ: رَبِّي وَهُنَّ أَعْظَمُ مِنِّي وَأَشْتَعَلُ الرَّأْسُ شَتِّيَا - إِلَى

میں بالوں کی سفیدی پھیل پڑی ہے۔

آیت ﴿لَمْ نَجِعْلُ لَهُ مِنْ قَبْلِ سَمِيعًا﴾ تک۔ حضرت ابن عباس بن عثیمین نے کہا کہ رضیاً موصیاً کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عبساً بمعنی عصیاً ہے۔ عنایتو سے مشتق ہے۔ زکریا علیہ السلام بولے ”اے پروردگار! میرے یہاں لڑکا کیسے پیدا ہو گا“ آیت ”ثلث لیال سویا“ تک۔ (سویا بمعنی) صحیح ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کے رو برو جوہر میں سے برآمد ہوا اور اشارہ کیا کہ اللہ کی پاکی صبح و شام یہاں کیا کرو۔ فاوہی بمعنی فاشار ہے۔ اے یحییٰ! کتاب کو مضبوط کر!“ آیت ”و يَوْمَ يَبْعَثُ حَيَا“ تک۔ حفیاً بمعنی لطیفاً عاقراً مؤنث اور مذکور دونوں کے لئے آتا ہے۔

فولہ - لَمْ نَجِعْلُ لَهُ مِنْ قَبْلِ سَمِيعًا﴾

[مریم : ۳-۷]. قَالَ أَبْنُ عَبَّاسَ : مَثَلًا. يُقَالُ : «رَضِيَّاً» : مَرْضِيًّا. «عَنِيَّا» : عَصِيًّا، عَنَّا يَعْتُرُ. قَالَ رَبَّ أَنِي يَكُونُ لِي غَلامٌ - إِلَى قَوْلِهِ - ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيَّاً وَيُقَالُ صَحِيْخًا فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمَحْرَابِ، فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَيَخُوا بُكْرَةً وَعَشِيًّا. فَأَوْحَى : فَأَشَارَ. يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ - إِلَى قَوْلِهِ - وَيَوْمَ يَبْعَثُ حَيَاً. حَفِيَّا : لطیفاً.

﴿عَاقِرًا﴾ : الدَّكْرُ وَالْأَنْتِي سَوَاءٌ.

اسرائیل نبیوں میں حضرت زکریا کا مقام بت بلند ہے۔ حضرت مریم ملیما السلام کی پروردگار ان ہی کی گرفتاری میں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں ان کو بطور مجبراً حضرت یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند رشید عطا فرمایا، ان آیات میں ان ہی کا ذکر ہے۔ ان آیات کے مشکل الفاظ کی بھی وضاحت یہاں پر کر دی گئی۔ تفصیل کے لئے سورہ مریم کا مطالعہ کر لیا جائے۔

(۳۲۳۰) ہم سے ہدہ بن خالد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے قادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک بن شیث نے اور ان سے مالک بن صعصعہ بن شیث نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب مراجع کے متعلق بیان فرمایا کہ پھر آپ اور پڑھے اور دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے۔ پھر دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پوچھا گیا، کون ہیں؟ کہا کہ جبریل علیہ السلام۔ پوچھا گیا، آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا، کیا انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ جی ہاں۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو عیسیٰ اور یحییٰ علیہم السلام موجود تھے۔ یہ دونوں نبی آپس میں غالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا، دونوں نے جواب دیا اور کہا خوش آمدید نیک بھائی اور نیک نبی۔

۳۴۳۰ - حدثاً هَدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَهُ هَمَادُ لَنْ يَحْيَى حَدَثَ قَاتِدَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكٍ لَنْ صَعْصَعَةَ : (إِنَّ نَبِيَّاً لِلنَّاسِ حَدَّثَهُمْ عَنْ نَبِيٍّ أَسْرَى بِهِ : ثُمَّ صَدَعَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْأَنْبَيةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قَيْلَ مِنْ هَذَا) قَالَ : جَبْرِيلٌ، قَيْلَ : وَمِنْ مَعْكَ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ، قَيْلَ : أَرْسَلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ فَلَمَّا خَلَصَتْ فَإِذَا يَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا أَبَا حَالَةٍ، قَالَ : هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى، فَسَلَمَ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمُوا، فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا : مَرْحَباً بِالْأَخْ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ))، (راجع: ۳۲۰۷)

روایت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم ملیما السلام اور

حضرت عیسیٰ ﷺ کی والدہ حضرت ایشاع دونوں ماں جائی بھیں تھیں جن کی ماں کا خدا نام ہے۔ مریم سریانی لفظ ہے جس کے معنی خادم کے ہیں۔ کرمائی و فتح و غیرہ۔

### باب حضرت عیسیٰ ﷺ اور حضرت مریم ملیما السلام کا بیان۔

سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور اس کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھروالوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں چل گئیں (اور وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! اللہ تمھ کو خوش خبری دے رہا ہے، اپنی طرف ایک کلمہ کی" بے شک اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہاں پر برگزیدہ بنایا۔ آیت "بِرَزْقٍ مِّنْ يَسِّعِ بَغْرِ حِسَابٍ" تک۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آل عمران سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو عمران کی اولاد میں ہوں جیسے آل ابراہیم اور آل یسین اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وہی لوگ مراد ہیں جو مومن ہوں۔ ابن عباس پیش کرتے ہیں، اللہ نے فرمایا حضرت ابراہیم ﷺ کے زدیک والے وہی لوگ ہیں جو ان کی راہ پر چلتے ہیں یعنی جو مومن موحد ہیں۔ آل کاظف اصل میں اہل تھا۔ آل یعقوب یعنی اہل یعقوب (ھ) کو ہزار سے بدل دیا) تغیریں پھر اصل کی طرف لے جاتے ہیں تب اهیل کرتے ہیں۔

### ۴۴۔ باب قول اللہ تعالیٰ:

"وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرِيمَ إِذْ أَنْبَدْتَ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا" [مریم : ۱۶]۔ "إِذْ قَالَتِ السَّلَاتِكَةُ يَا مَرِيمُ إِنَّ اللَّهَ يَسْتَرِكَ بِكَلْمَةٍ" [آل عمران : ۴۵]۔ "إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عُمَرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ" - إلى قوله - "يَرْزُقُ مِنْ يَسِّعِ بَغْرِ حِسَابٍ" [آل عمران : ۳۲]۔ قال ابن عباس: "وَآلَ عُمَرَانَ"۔ المُؤْمِنُونَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيمَ وَآلِ عُمَرَانَ وَآلِ يَاسِينَ وَآلِ مُحَمَّدَ ﷺ۔ يقول: "إِنَّ أُولَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لِلَّذِينَ اتَّقْوَهُ" [آل عمران : ۶۸]۔ وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ۔ ويقال: "آلَ يَعْقُوبَ" أهل يعقوب، فِيَّا صَفَرُوا : ((آل)) ثُمَّ رَدُّوا إلى الأصل : قالوا : أهيل.

مکانا شرقیا کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مریم ہیکل چھوڑ کر جہاں ان کی پروردش ہوئی اپنے آبائی وطن ناصرہ چل گئیں۔ یہ یروشلم کے شمال مشرق میں واقع ہے اور باشدگان یروشلم کے لئے مشرق کا حکم رکھتا ہے۔ انجیل سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ وہ اس معاملے کا محل و قوع ناصرہ ہی تھا۔ دیکھو کتاب لوقا۔

(۳۲۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شیعہ نے خردی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا، کہا کہ ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ ہر ایک بنی آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور پچھے شیطان کے چھوٹے سے زور سے چیختا ہے۔ سوائے مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ ملیما

۴۳۱ - حدَثَنَا أَبُو الْيَمَانٍ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزَّهْرِيِّ قَالَ: حَدَثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَعَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : ((مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُودٌ إِلَّا يَمْسَهُ الشَّيْطَانُ حِينَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُ صَارِخًا مِنْ مَسْ

السلام کے۔ پھر ابو ہریرہ بن عثمان نے بیان کیا کہ (اس کی وجہ مریم علیہ السلام کی والدہ کی یہ دعا ہے کہ اے اللہ! میں اسے (مریم کو) اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری بناہ میں دستی ہوں۔“

باب اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور (وہ وقت یاد کر) جب فرشتوں نے کماکر اے مریم پیشک اللہ نے مجھ کو برگزینیدہ کیا ہے اور پلیدی سے پاک کیا ہے اور مجھ کو دنیا جمال کی عورتوں کے مقابلہ میں برگزینیدہ کیا۔ اے مریم! اپنے رب کی عبادت کرتی رہ اور سجدہ کرتی رہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہ، یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں جو ہم تیرے اور پر وحی کر رہے ہیں اور تو ان لوگوں کے پاس نہیں تھا جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کو پا لے اور تو نہ اس وقت ان کے پاس تھا جب وہ آپس میں اختلاف کر رہے تھے۔ یکفیل یضم کے معنی میں بولتے ہیں، یعنی مطابیوے۔ کفہلہا یعنی ضمہما مالا لیا (بعض قرائتوں میں) تخفیف کے ساتھ ہے۔ یہ وہ کفالت ہے جو قرضوں وغیرہ میں کی جاتی ہے یعنی ضمانت وہ دوسرا معنی ہے۔

(۳۲۳۲) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نظر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، کہا کہ مجھے میرے والد نے خردی، کہا کہ میں نے عبد اللہ بن جعفر سے سنا، کہا کہ میں نے حضرت علیؑ سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ فرماتے ہے تھے کہ مریم بنت عمران (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون حضرت خدیجہؓ ہیں (پیغمبرؓ)۔

باب اللہ پاک کاسورہ آل عمران میں فرمانا "جب فرشتوں  
نے کماے مریم!

فانہما یقول لہ کن فیکون تک۔ بیسٹرک اور بیسٹرک (مزید اور مجرد) دونوں کے ایک معنی ہیں۔ وجہا کامعنی شریف۔ ابراہیم نجحی نے کہا۔ مسیح صدقہ کو کہتے ہیں۔ مجاہد نے کہا کہلا کامعنی بردبار۔ اکھمہ

الشَّيْطَانُ. غَيْرَ مَرِيمَ وَابْنَهَا. ثُمَّ يَقُولُ أَبُو  
هَرِيرَةَ : « وَإِنِّي أَعِنْدِهَا بَكَ وَذَرَيْتُهَا مِنَ  
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ». [آل عمران: ٣٦].

٤٥ - بَابٌ « وَادْ قَالَتِ الْمُلَائِكَةُ يَا  
مَرِيمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ  
عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ. يَا مَرِيمُ اقْتُنِي لِرَبِّكِ  
وَارْكِعِي مَعَ الرَّأْكِعِينَ. ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ  
الْغَيْبِ تُوحِيهِ إِلَيْكِ. وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذَ  
يَلْقَوْنَ أَفْلَامَهُمْ أَيْتَهُمْ يَكْفُلُ مَرِيمَ. وَمَا  
كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَحْتَصِمُونَ ». [آل عمران:  
٤٢] يَقُولُ « يَكْفُلُ » يَقْضُمُ. كَفَلْهَا  
ضَمْهَا مُخْفَفَةً، لَيْسَ مِنْ كَفَالَةِ الدَّيْنِونَ  
وَشَهِيدًا.

٣٤٣٢ - حدثني أَخْمَدُ بْنُ رَجَاءَ حَدَّثَنَا  
الْنَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ :  
سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرَ قَالَ : سَمِعْتُ  
عَلَيْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : (خَيْرُ نِسَانِهِ مَرِيمٌ عَمْرَانَ،  
وَخَيْرُ نِسَانِهِ خَدِيجَةُ). [٣٨١٥] طرقه في :

٤٦- بَابُ قُولُ اللَّهِ تَعَالَى: هَذَا قَالَتِ  
الْمُلَائِكَةُ يَا مُرِيْمَ - إِلَى قَوْلِهِ - فَإِنَّمَا  
يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ [آل عمران: ٤٨-٤٩]. هَذَا يُشَرِّكُهُ: وَيُشَرِّكُهُ  
واحْدَهُ: وَجِئْنَاهُ شَرِيفًا. وَقَالَ

جودن کو دیکھے، پر رات کونہ دیکھے۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔ اور وہ نے کہا  
اکھم کے معنی مادر زادانہ ہے کے ہیں۔

ابراهیم: **الْمَسِيحُ الصَّدِيقُ**. وَقَالَ  
مُجَاهِدٌ: **الْكَهْلُ الْحَلِيمُ**. وَالْأَكْمَةُ مَنْ  
يُنَصَّرُ بِالنَّهَارِ وَلَا يُنَصَّرُ بِاللَّيلِ

غیرہ: مَنْ يُولَدُ أَغْمَى.

آیات مذکورہ میں حضرت علیہم السلام کی پیدائش کا ذکر ہے جو بغیر پاپ کے محض اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے۔ جن نام نہاد مسلمانوں نے حضرت علیہم السلام کی اس حقیقت سے انکار کیا ہے ان کا قول باطل ہے۔ قرآن پاک میں صاف موجود ہے۔ (إِنَّ مَثَلَ عِبْرَىٰ عَنْدَ اللَّهِ  
كَمَثَلَ أَذْمَعَ خَلْقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَيَكُونُونَ) (آل عمران: ۵۹) صدق اللہ تعالیٰ امنابہ و صدقنا۔ قوله المسيح الصديق قال الطبری مراد ابراہیم بذالک ان اللہ مسحہ فطہرہ من الذنوب فہر فعل بمعنى مفعول و یقال سمی بذالک لانہ کان لا یمسح ذاعاھہ الابری و سمی الدجال بہ لانہ یمسح الارض و قبل لکونہ مسح العین (فتح الباری)

(۳۲۳۳) ہم سے آدم بن ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے مروہ ہمانی سے سن۔ وہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام لکھانوں پر تشرید کی۔ مردوں میں سے تو بہت سے کامل ہو گزرے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آئیہ کے سوا اور کوئی کامل پیدا نہیں ہوئی۔

۴۳۳- حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مروة قال: سمعت مروة الأهمداني يحدث عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال : قال النبي ﷺ: ((فضل عائشة على النساء كفضل الشريعة على سابع الطعام). كمل من الرجال كثير، ولم يكمل من النساء إلا مريم بنت عمران وأسيمة أمراة فرعون)). [راجع: ۳۴۱]

(۳۲۳۴) اور ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شاہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سن، آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ محبت و شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی سب سے بہتر نگران و محافظ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کتنے تھے کہ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔ یونس کے ساتھ اس حدیث کو زہری کے بھیجئے

۴۳۴- وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نِسَاءُ قُرْيَشٍ خَيْرٌ نِسَاءَ رَجَبٍ الْأَبْلَلِ: أَحْنَاهُ عَلَى طَفْلٍ، وَأَزْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ)). يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى إِثْرِ ذَلِكِ: وَلَمْ تَرْكِبْ مَرْيَمُ بْنَتُ عَمْرَانَ بِعِيرًا فَطُّ. تابعة ابْنِ أَخْيِ الرَّزْهَرِيِّ وَإِسْحَاقِ الْكَلْبِيِّ

اور اسحاق کلبی نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔  
باب اللہ پاک کا سورہ مریم میں فرماتا "اے اہل کتاب! اپنے  
دین میں غلو (سختی) اور تشدد (انہ کرو

اور اللہ تعالیٰ کی نسبت وہی بات کو بوجع ہے۔ سمع عیسیٰ بن مریم طیما  
السلام تو بس اللہ کے ایک پیغمبر ہی ہیں اور اس کا ایک کلمہ جسے اللہ  
نے مریم تک پہنچا دیا اور ایک روح ہے اس کی طرف سے۔ پس اللہ  
اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاوے اور یہ نہ کو کہ خدا تین ہیں، اس  
سے باز آ جاؤ۔ تمہارے حق میں یہی ہتر ہے۔ اللہ تو بس ایک ہی معبد  
ہے، وہ پاک ہے اس سے کہ اس کے بیٹا ہو۔ اس کا ہے جو کچھ  
آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کا کار ساز ہونا کافی ہے۔ ابو عبید  
نے بیان کیا کہ کلمتہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرماتا ہے کہ ہو جا اور وہ  
ہو گیا اور دوسروں نے کہا کہ وروح منه سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے  
انہیں زندہ کیا اور روح ڈالی اور یہ نہ کو کہ خدا تین ہیں۔

(۳۲۳۵) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے  
بیان کیا، ان سے اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن ہانی نے  
بیان کیا، کہا کہ مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا اور ان سے عبادہ  
رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے  
گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبد نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے  
اور یہ ہے کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ  
ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں، جسے پہنچا دیا تھا  
اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ  
جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہو گا (آخر)  
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ولید نے بیان کیا کہ مجھ سے  
ابن جابر نے بیان کیا، ان سے عمر بن ہانی نے اور جنادہ نے اور ابی روایت

عن الزہری۔ [طرفاہ فی: ۵۰۸۲، ۵۳۶۵].  
۴۷ - بَابُ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ : «بِإِيمَانِ أَهْلِ  
الْكِتَابِ لَا تَقُولُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا  
عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ، إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى  
ابْنُ مَرِيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلقَاهَا إِلَى  
مَرِيَمَ وَرُزْفَخَ مِنْهُ، فَأَمْنَوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَا  
تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ اتَّهَمُوا خَيْرًا لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهٌ  
وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ، لَهُ مَا فِي  
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، وَكَفَى بِاللَّهِ  
وَكَيْلًا» [النساء : ۱۷۱].

وقال أبو عبد الله : «كَلِمَتُهُ كُنْ فَكَانَ.  
وقال غَيْرُهُ : «وَرُزْفَخَ مِنْهُ» : أَخْيَاهُ  
فَجَعَلَهُ رُؤْخًا» لَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ.

نصاریٰ کے عقیدہ تشییث کی تردید ہے جو روح القدس اور مریم اور عیسیٰ میتوں کو ملا کر ایک خدا کے قائل ہیں۔ یہ ایسا باطل  
عقیدہ ہے جس پر عقل اور نقل سے صحیح دلیل پیش نہیں کی جاسکتی گری بیسانی دیتا آج تک اس عقیدہ فاسدہ پر جمی ہوئی ہے۔ آیت ولا  
تقولوا ثلاثة میں اسی عقیدہ بالله کا ذکر ہے۔

(۴۳۵) - حَدَّثَنَا صَدِيقَةُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا  
الْأَوْلَيْدُ عَنِ الْأُوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَمَّيْزَرُ  
بْنُ هَانِيٍّ قَالَ : حَدَّثَنِي جَنَادَةُ بْنُ أَبِي  
أَمِيَّةَ عَنْ عَبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
ﷺ قَالَ : ((مَنْ شَهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ  
وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ  
وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرِيَمَ وَرُزْفَخَ مِنْهُ،  
وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، أَذْخَلَهُ اللَّهُ  
الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ)). قَالَ  
الْأَوْلَيْدُ : حَدَّثَنِي أَبْنُ جَابِرٍ عَنْ عَمَّيْزَرِ عَنْ

میں یہ زیادہ کیا (ایسا شخص) جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے  
چاہے (داخل ہو گا)

**باب سورۃ مریم** میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اس) کتاب میں  
مریم کا ذکر کر جب وہ اپنے گھروالوں سے الگ ہو کر  
ایک پورب رخ مکان میں چلی گئی۔ لفظ انتبدت نبذ سے نکلا ہے جیسے  
حضرت یونس کے قصے میں فرمایا نبذناہ یعنی ہم نے ان کو ڈال دیا۔  
شرقیا پورب رخ (یعنی مسجد سے یا ان کے گھر سے پورب کی طرف)  
فاجاءہ کا معنی اس کو لاچار اور بے قرار کر دیا۔ تساقط گرے گا۔  
قصیداً و رفریاً۔ فرمایا بردا۔ نسیاناً چیز۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے  
ایسا ہی کہا۔ دوسروں نے کہا نسی کہتے ہیں حقیر چیز کو (یہ سدی سے  
منقول ہے) ابو واللہ نے کہا کہ مریم یہ سمجھی کہ پرہیز گارو ہی ہوتا ہے  
جو عقل مند ہوتا ہے۔ جب انہوں نے کہا (جبریل علیہ السلام کو ایک جوان  
مرد کی شکل میں دیکھ کر) اگر تو پرہیز گار ہے اللہ سے ڈرتا ہے۔ وکیع  
نے اسرائیل سے نقل کیا، انہوں نے ابو الحاق سے 'انہوں نے براء  
بن عازب سے سریا سریانی زبان میں چھوٹی نسرو کہتے ہیں۔

(۳۲۳۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن  
حازم نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے ابو ہریرہ رض نے  
نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسّلہ وَسَلَّمَ نے فرمایا گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے  
بات نہیں کی۔ اول عیسیٰ علیہ السلام (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی  
اسرائیل میں ایک بزرگ تھے، نام جرج تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ  
ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں والدہ  
کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ اس پر ان کی والدہ نے (غصہ ہو کر)  
بد دعا کی، اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ  
زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جرج اپنے عبادت خانے میں رہا  
کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان  
سے بد کاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے)

جنادہ و زاد من أبواب الجنة الشافية آئیہ  
شاء۔

۴۸ - باب «وَذْكُرٌ فِي الْكِتَابِ مَرِيمٌ  
إِذْ انتَبَثَتْ مِنْ أَهْلِهَا» [مریم : ۱۶].  
فَبَذَنَاهُ : الْقَيْنَاهُ : اغْتَرَتْ شَرْقِيًّا : مِمَّا  
تَلَى الشَّرْقَ. «فَأَجَاءَهَا» : أَفْعَلَتْ مِنْ  
جَنَّتَ، وَيَقَالُ : الْجَاهَا اضْطَرَّهَا،  
«تَسَاقَطَ» : تَسَقَّطَ. «فَصَيَّاهُ» : فَاصِيَا.  
«فَرِيَاهُ» عَظِيْمًا : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ :  
«نَسِيَاهُ» : لَمْ أَكُنْ شَيْئًا. وَقَالَ غَيْرُهُ  
النَّسِيُّ : الْحَقِيرُ. وَقَالَ ابْنُ وَانِيلَ :  
عَلِمْتُ مَرِيمَ أَنَّ النَّقِيَّ ذُو نُهْيَةٍ حِينَ قَالَتْ  
: «إِنَّكَ تَكْتُ تَقْيَاهُ». وَقَالَ وَكِيعُ عَنْ  
إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ الْبَرَاءِ  
«سَرِيَاهُ» نَهْرٌ صَغِيرٌ بِالسُّرْبَانِيَّةِ.

۳۴۳۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا  
جَرِيزُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ  
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((لَمْ يَتَكَلَّمْ  
فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ : عِيسَىٰ . وَكَانَ فِي  
بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرِيجٌ كَانَ  
يَصْنَلِي ، جَاءَتْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ ، فَقَالَ : أَجِبْهَا  
أَوْ أَصْنَلِي ؟ فَقَالَتْ : اللَّهُمَّ لَا تُمْهِنْ حَتَّى  
تُرِيَهُ وَجْهُ الْمُؤْمِنَاتِ ، وَكَانَ جُرِيجٌ فِي  
صَوْمَاعَتِهِ ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ وَكَلَّمَتْهُ  
فَأَبَى ، فَأَتَتْ رَاعِيَا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا ،

انکار کیا۔ پھر ایک چڑواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جرجنگ کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا، انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں۔ پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد بچہ کے پاس آئے اور اس سے پوچھا سکر کہ تمرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چڑواہا ہے اس پر (ان کی قوم شرمende ہوئی اور) کہا کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں، مٹی ہی کا بنے گا (تیرا واقع) اور ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی، اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزار، اس عورت نے دعا کی، اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنادے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔ ابو ہریرہ بن عثمن نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کشم شیخہ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے لگنے کی کیفیت بتاتے وقت) پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے ماک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنا۔ بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

وہ پاک دامن خدا کی نیک بندی تھی۔ ان تینوں بچوں کے کلام کرنے کا تعلق صرف بنی اسرائیل سے ہے۔ ان کے علاوہ بعض

فرنڈت غلاماً، فَقَالَتْ: مِنْ حُرْبَجْ، فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَةَ وَأَنْزَلُوهُ وَسْطَوْهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَنَلَى، ثُمَّ أَتَى الْغَلَامَ فَقَالَ: مَنْ أَبُوكَ يَا غَلَام؟ قَالَ: الرَّاعِي، قَالُوا: نَبَّى صَوْمَعَتْكَ مِنْ ذَهَبٍ؟ قَالَ: لَا، إِلَّا مِنْ طَيْنٍ، وَكَانَتْ اِمْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَاهَا مِنْ بَنَي إِسْرَائِيلَ، فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَّاكِبٌ ذُو شَارَةٍ، فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنَيَ مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدِيهَا وَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدِيهَا يَمْصُهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كَانَيْ أَنْظَرْ إِلَيَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْصُهُ إِصْبَعَهُ، ثُمَّ مَرَّ بِأَمْعَةً فَقَالَتْ: اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ ابْنَيَ مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدِيهَا فَقَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذَاك؟ قَالَ: الرَّاكِبُ جَبَارٌ مِنَ الْجَبَارَةِ، وَهَذِهِ الْأُمَّةُ يَقُولُونَ: سَرَفْتَ رَبِّنِيَتْ وَلَمْ تَقْعُلْ).

[راجع: ۱۲۰۶]

(۷) (۳۲۳) مجھ سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خردی، انہیں معمر نے (دوسری سند) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم نے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خردی، ان سے زہری

دوسرے بچوں نے بھی بچپن میں کلام کیا ہے۔  
۴۳۷ - حدیثی ابن ابراهیم بن موسی  
أخبرنا بشام عن معمرا ح. وحدیثی  
محمود حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمرا

نے بیان کیا، کہا مجھ کو سعید بن مسیب نے خردی اور ان سے ابو ہریرہ بن ہشتنے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس رات میری معراج ہوئی، میں نے عیسیٰ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ان کا حلیہ بیان کیا کہ وہ میرا خیال ہے کہ عمر نے کہا۔ دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے جیسے قبیلہ شتوہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے بیان کیا کہ میں نے عیسیٰ ﷺ سے بھی ملاقات کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کا بھی حیله بیان فرمایا کہ در میانہ قد اور سرخ و سیدھے تھے، جیسے ابھی ابھی غسل خانے سے باہر آئے ہوں اور میں نے ابراہیم ﷺ سے بھی ملاقات کی تھی اور میں ان کی اولاد میں ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس دو برتن لائے گئے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ مجھ سے کہا گیا کہ جو آپ کا جی چاہے لے لو، میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور پی لیا۔ اس پر مجھ سے کہا گیا کہ فطرت کی طرف آپ نے راہ پالی، یا فطرت کو آپ نے پالیا۔ اسکے بجائے اگر آپ شراب کا برتن لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

(۳۲۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو عثمان بن مغیث نے خردی، اُنہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر بن حین نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا، میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم ﷺ کو دیکھا۔ عیسیٰ ﷺ نے نہایت سرخ گنگھریا لے بال والے اور چوڑے سینے والے تھے اور موسیٰ ﷺ کو کوئی قبیلہ زلط کا آدمی ہو۔

زلط سوہان کا ایک قبیلہ یا یہود کا، جمال کے لوگ دبلے پتلے لے کے قد کے ہوتے ہیں۔ زلط سے جاث کا لفظ ہا ہے جو ہندوستان کی ایک مشہور قوم ہے جو ہندو اور مسلمان ہر دو مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ روایت میں عن مجاهد عن ابن عمر ناقلتیں کا سو۔ ہے اصل میں صحیح یہ ہے عن مجاهد عن ابن عباس

(۳۲۳۹) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو ضمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے موسیٰ نے بیان کیا، ان سے

عن الزُّهْرِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنِسْلَةَ أَسْنَرِي بْنِ الْقَيْتَ مُوسَى، قَالَ: فَعَنَهُ فَإِذَا رَجَلٌ حَسِبَتْهُ قَالَ مُضطَرِّبٌ رَجُلُ الرَّأْسِ كَانَهُ مِنْ رِجَالِ شُوْفَةٍ. قَالَ: وَلَقَيْتُ عَيْسَى، فَعَنَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: رَبُّكُمْ أَخْمَرُ، كَانَهُ حَرَجٌ مِنْ دِينَمَاسَ - يَعْنِي الْحَمَامَ - وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُهُ وَلَدَهُ بِهِ، قَالَ: وَأَتَيْتُ بِإِنَاءَنِ أَحَدُهُمَا لَبَنَ وَالآخَرُ فِيهِ حُمُرٌ، فَقَبَلَ لِي: خُذْ أَيْهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ الْلَّبَنَ فَشَرَبْتُهُ، فَقَبَلَ لِي: هَذِهِ أَنْتَ الْفَطْرَةُ - أَوْ أَصْبَتَ الْفَطْرَةَ - أَمْ أَنْكَ لَوْ أَخَذْتَ الْحُمُرَ غَوْتَ أَمْثَكَ)).

[اراجع: ۳۲۹: ۴]

۳۴۳۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ أَخْبَرَنَا عُثْمَانَ بْنَ الْمُغَيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ عَيْسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَا عَيْسَى فَأَخْمَرَ جَعْدَ عَرْبِيْضَ الصَّدْرِ، وَأَمَا مُوسَى فَأَدْمَ حَسِيبَهُ سَطْ كَانَهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِ)).

۳۴۳۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو صَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ نَافِعٍ

نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کاتا نہیں ہے، لیکن دجال وہی آنکھ سے کاتا ہو گا، اس کی آنکھ اٹھنے ہوئے انگور کی طرح ہو گی۔

(۳۲۳۰) اور میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندی رنگ کے آدمی کو دیکھا جو گندی رنگ کے آدمیوں میں شکل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین و جیل تھا۔ اس کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے، سر سے پانی بیک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا، سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا جو وہی آنکھ سے کاتا تھا۔ اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل میں ملتا ہوا پیا، وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس روایت کی متابعت عبد اللہ نے نافع سے کی ہے۔

. [۷۱۲۸، ۷۰۲۶]

(۳۲۳۱) ہم سے احمد بن محمد کی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ سرخ تھے بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اپنے کو دیکھا، اس وقت مجھے ایک صاحب نظر آئے جو گندی رنگ لٹکے ہوئے بال والے تھے، وہ آدمیوں کے درمیان ان کا سارا لئے ہوئے اور سر سے پانی صاف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا

قالَ عَبْدُ اللَّهِ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهَرِ النَّاسِ الْمُسِيْحَ الدَّجَالَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوَرَ، إِنَّ إِنَّ الْمُسِيْحَ الدَّجَالَ أَغْوَرُ الْعَيْنِ الْيَمِنِيِّ، كَانَ عَيْنَةً عَيْنَةً طَافِيَّةً)). [راجح: ۳۰۵۷]

٣٤٤٠ - وَأَرَانِي الْلَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجَلٌ آدُمُ كَأَخْسَنَ مَا يُرَى مِنْ آدُمِ الرِّجَالِ، تَضَرَّبُ لَمَتْهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجَلُ الشَّغْرِ يَقْطُرُ رَأْسَهُ مَاءً، وَاضْعَفَ يَدِيهِ عَلَى مَنْكِبِيِّ رَجْلَيْنِ وَهُوَ يَطْوُفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا الْمُسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطْطًا أَغْوَرَ عَيْنَ الْيَمِنِيِّ كَأَشْبَهَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطْنِ، وَاضْعَفَ يَدِيهِ عَلَى مَنْكِبِيِّ رَجْلِيِّ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الْمُسِيْحُ الدَّجَالِ.

تَابَعَهُ عَيْنِيَّةُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ.

[اطرافہ فی : ۳۴۴۱، ۵۹۰۲، ۶۹۹۹]

٣٤٤١ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكْكَيُّ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الرَّهْرَيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَا وَاللَّهِ، مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعِيسَى أَخْمَرَ، وَلَكِنْ قَالَ: ((يَسِّمَا أَنَا نَائِمٌ أَطْوُفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجَلٌ آدُمٌ سَبْطُ الشَّغْرِ يَهَادِي بَيْنَ رَجْلَيْنِ يَنْضُفُ رَأْسَهُ مَاءً - أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسَهُ مَاءً - فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ.

کے آپ ابن مریم عليه السلام ہیں۔ اس پر میں نے انہیں غور سے دیکھا تھا مجھے ایک اور شخص بھی دکھائی دیا جو سرخ 'موٹا' سر کے بال مرے ہوئے اور داہنی آنکھ سے کاتا تھا، اس کی آنکھ ایسی دکھائی دیتی تھی جیسے اٹھا ہوا، 'ہو' میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس سے شکل و صورت میں ابن قطن، بہت زیادہ مشابہ تھا۔ زہری نے کہا کہ یہ قبیلہ خزادہ کا ایک شخص تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں مر گیا تھا۔

**فَدَهْبَتِ الْأَنْفُتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ**  
**جَعْدُ الرَّأْسِ أَغْوَرُ عَيْنَهُ الْيَمِنِيَّ كَأَنَّ عَيْنَهُ**  
**عَيْنَةً طَافِيَّةً، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا**  
**الْدَّجَالُ. وَأَقْرَبَ النَّاسُ بِهِ شَبَهًا ابْنَ**  
**قَطْنٍ. قَالَ الزُّهْرِيُّ: رَجُلٌ مِنْ حُزَاعَةِ**  
**هَلْكَ فِي لَجَاهِلِيَّةِ).**

[راجع: ۳۴۴۰]

**لشیخ** جس روایت میں حضرت عیلی عليه السلام کی نسبت جعد کا لفظ آیا ہے تو اس کے معنی گھوگھر یا لے بال والے نہیں ہیں، ورنہ یہ حدیث اس کے مخالف ہوگی۔ اسی لئے ہم نے جعد کے معنی اس حدیث میں گھٹھے ہوئے جسم کے کئے ہیں اور مطابقت اس طرح بھی ہو سکتی ہے کہ خفیف گھوگھر یا تیل ڈالنے یا پانی سے بھگونے یا گتھکو کرنے سے سیدھے ہو جاتے ہیں (ویدیو) ۴۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ أَخْبَرَنَا شَعِيبَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَاتٍ لَّيْسَ  
**بِنِي وَبِنَةً نَبِيًّا)). [طرفہ فی : ۳۴۴۳].**

**لشیخ** آپ بھی پیغمبر وہ بھی پیغمبر، آپ کے اور ان کے بیچ میں دوسرا کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ خود حضرت عیلی نے انجیل میں آپ کی بشارت دی کہ میرے بعد تسلی دینے والا آئے گا اور وہ تم کو بہت سی باتیں بتائے گا جو میں نے نہیں بتائی کیونکہ وہ بھی وہیں سے علم حاصل کرے گا جہاں سے میں حاصل کرتا ہوں۔ ایک انجیل میں صاف آخرتست عليه السلام کا نام مذکور ہے لیکن نصاری نے اس کو چھاڑا لایا ہے۔ اس شریعت کا کوئی تھکانا نہیں ہے۔ کتنے ہیں کہ فارقیط کے معنی بھی سراہا ہوا ہیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَبَّانَ حَدَّثَنَا فَلِيْخُ بْنُ سَلِيمَانَ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلَيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عُمَرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِينَتِي أَنَّنِي مَرْيَمٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لَّعَلَاتٌ أَمْهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ)). وَقَالَ إِبْرَاهِيمَ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ

عَقْبَةٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. [راجح: ۳۴۴۳]

صفوان بن سليم نے، ان سے عطا بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علتی بھائی وہ جن کا باب ایک ہو، مال جدا جدا ہوں۔ اسی طرح جملہ انبیاء کا دین ایک ہے اور فروعی مسائل جدا ہیں۔ ۴۴- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَأَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرُقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسْرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيسَى: آمَتْتُ بِاللَّهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي)).

**تشریح** یعنی مومن جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا جب اس نے قسم کمالی تو معلوم ہوا کہ وہ سچا ہے۔ آنکھ سے غلطی ممکن ہے مثلاً اس کے شبیہ کوئی دوسرا شخص ہو۔ یاد رحقیقت اس کا فعل چوری نہ ہو۔ اس مال میں اس کا کوئی حق متین ہو۔ بہت سے احتکل ہو سکتے ہیں۔ بعض نے کما ایسا کہنے سے حضرت عیسیٰ کی مراد یہ تھی کہ مومن کو مسیح پر ایسا بھروسہ ہونا چاہئے جیسے آنکھ سے دیکھنے پر بلکہ اس سے زیادہ۔ بعض نے یہ کام مطلب یہ تھا کہ قاضی کو اپنے علم اور مشاہدے پر حکم دینا درست نہیں جب تک باقاعدہ جرم کے لئے ثبوت مسیانہ ہو جائے (وحیدی)۔

۴۵- حَدَّثَنَا الْحَمْيَدِيُّ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عَبْيَدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ عَلَى الْمُنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطَرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا : عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)). [راجح: ۲۴۶۲]

**تشریح** اللہ کے غلام، اللہ کے جیب، اللہ کے خلیل، اشرف انبیاء آپ کی تعریف کی جدیدی ہے۔ جب قرآن میں آپ کو اللہ کا بنده فرمایا یہ آیت اتری ﴿لَمَّا قَامَ عَنْدَ اللَّهِ بِكَبِيرٍ﴾ (آل عمران: ۱۹) تو آپ نہیں ہی خوش ہوئے اللہ کی عبودیت خالصہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ یہ جاہل کیا جائیں۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی نعمت یہی سمجھ رکھی ہے کہ آپ کو خدا بنا دیں یا خدا سے بھی ایک درجہ آگے چڑھا دیں۔ کبرت کلمہ تخرج من افواهم (وحیدی)

(۳۲۳۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو صالح بن حی نے خبر دی کہ خراسان کے ایک شخص نے شعبی سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو بردہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا، اگر کوئی شخص اپنی لومندی کو اچھی طرح ادب سکھ لائے اور پورے طور پر اسے دین کی تعلیم دے۔ پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اسے دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ شخص جو پسلے حضرت عیسیٰ ﷺ پر ایمان رکھتا تھا، پھر مجھ پر ایمان لایا تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے اور وہ غلام جو اپنے رب کا بھی ذر رکھتا ہے اور اپنے آقا کی بھی اطاعت کرتا ہے تو اسے بھی دگنا ثواب ملتا ہے۔

(۳۲۳۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مغیرہ بن نعمان نے، انہیں سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تم لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ”جس طرح ہم نے انہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے“، یہ ہماری جانب سے وعدہ ہے اور بیشک ہم اسے کرنے والے ہیں۔ پھر سب سے پسلے حضرت ابراہیم ﷺ کو کپڑا پہنالیا جائے گا۔ پھر میرے اصحاب کو دو ایس (جنت کی) طرف لے جایا جائے گا۔ لیکن کچھ کو باہمیں (جنم کی) طرف لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ جب آپ ان سے جدا ہوئے تو اسی وقت انہوں نے ارتداد اختیار کر لیا تھا۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو عبد صالح عیسیٰ ابن مریمؓ نے کہا تھا کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان کی نگرانی کرتا رہا لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو توہی ان کا

۴۴۶ - حدثنا محمد بن مقابل آخرنا صالح بن حي أن رجلاً من أهل خراسان قال للشعيبي : فقال الشعيبى أخربني أبو بزدة عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : ((إذا أذب الرجل أمته فاختَّنَ تأديتها، وعلِّمها فاختَّنَ تعليمها، ثم أشْفَقَهَا فتزوجها كان له أجران، وإذا آمن بعيسى ثم آمن بي الله أجران، والعنيد إذا اتقى ربَّه وأطاع مواله الله أجران)). [راجع: ۹۷]

**لشیعی** خراسان کے ناطقون عیسیٰ نے شعبی سے کہا کہ ہم لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر آدمی ام ولد کو آزاد کر کے پھر اس سے نکاح کرے تو ایسا ہے جیسے اپنی قربانی کے جانور پر سوار ہوا تو امام شعبی نے یہ بیان کیا جو آگے مذکور ہے۔

(۳۴۴۷) حدثنا سفيان عن المغيرة بن النعمان عن سعيد بن حبیر عن ابن عباس رضي الله عنهمما قال : قال رسول الله ﷺ : ((تحشرُون خفاة غرلاً ثم فرَا كُمَا بَدَأْنَا أَوْلَ حَيْلَةً نُعِيَّدُهُ وَعَدَنَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ)) فَارْأَى مَنْ يَكْسِي إِبْرَاهِيمَ ثُمَّ يُؤَخِّذُ بِرِجَالِهِ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتِ الْيَمِينِ وَذَاتِ الشَّمَالِ، فَاقْفُلَ أَصْحَابِي، فَيَقُولُ : إِنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا مُرْتَدِينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارْقَبَهُمْ، فَاقْفُلْ كُمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَى ابْنُ مُرْتَبِهِ : وَكُنْتَ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دَمْتُ فِيهِمْ، فَلَمَّا تَوَفَّيْتِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِلَى قَوْلِهِ

نگبان ہے اور تو ہر جیسے نگبان ہے۔ "آیت "العزیز الحکیم تک "محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ سے روایت ہے اور ان سے قبیصہ نے بیان کیا کہ یہ وہ مردین ہیں جنہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمد خلافت میں کفر اختیار کیا تھا اور جن سے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تھی۔

اور وہ اہل بدعت بھی دھنکار دیئے جائیں گے جنہوں نے قسم کی بدعتات سے اسلام کو مسخ کر ڈالا تھا جیسا کہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کو حوض کوثر سے روک دیا جائے گا۔ خود معلوم ہونے پر آخرست لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ فرمائیں گے سحقاً لمن غیر بعدي دینا ان کے لئے دوڑی ہو جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدل ڈالا۔ ان جملہ احادیث مذکورہ میں کسی نہ کسی طرح سے حضرت عیسیٰ لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ کا ذکر آیا ہے۔ اس لئے ان کو یہاں لایا گیا اور یہی باب سے وجہ متناسب ہے۔

### باب حضرت عیسیٰ ابن مریم لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ

#### کا آسمان سے اترنا

(۳۲۳۸) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صلح بن کیا ہے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ سے سنا، انہوں نے کہا کہ رسول کریم لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جنہیے موقف کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ اس وقت کا ایک سجدہ دنیا و اپنیہ سے بڑھ کر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔"

العزیز الحکیم)). قالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرِيْضِيُّ: ذُكِرَ عِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ فَيْصَةَ قَالَ: ((فَمُّ الْمُرْتَدُونَ الَّذِينَ ارْتَدُوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَاتَلُوهُمْ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ)). [راجح: ۳۲۴۹]

### ۴۹ - بَابُ نُزُولِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

#### عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

(۳۴۴۸) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَغْفُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشَكَنَ أَنْ يَنْزَلَ فِيْكُمْ أَبْنُ مَرْيَمٍ حَكَمًا عَذَّلًا، فَيُخْسِرَ الصَّلَيْبَ، وَيَقْتُلَ الْجِنِّيَّنَ، وَيَضْعَ أَجْزِيَّةَ، وَيَفْنِي النَّمَاءَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السُّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)). ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: وَأَفْرَوْا إِنْ شَتَّنْمُ لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَئِنْ مِنْ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ . . . بِمَ شَهِدَهُ).

[راجح: ۲۲۲۲]

آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قیامت کے قریب جو یہود و نصاری ہوں گے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانے میں نازل ہوں گے تو اس زمانے کے اہل کتاب ان سے اور اپر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباس لِئِلَّهِ فَرِیْضَیْلَهُ سے ایسا ہی منقول ہے۔

(۳۴۴۹) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کما ہم سے لیٹ نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے حضرت ابو قادہ الفصاری رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا تم سارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہو گے) اور تم سارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔ اس روایت کی متابعت عقیل اور او زانی نے کی۔

(۳۴۵۰) ۴۶- حدَثَنَا أَبْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا الْلَّاِثُ  
عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى  
أَبِي قَاتَّةَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ((كَيْفَ أَتَنْتُ إِذَا نَزَلَ أَبْنُ مَرْيَمَ فِينَكُمْ  
وَإِمَامَكُمْ مِنْكُمْ)) تَابِعَةُ عَقِيلٍ وَالْأَوَّلَاعِيُّ.  
[ارجع: ۲۲۲۲]

**لشیخ** آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسان سے نازل ہونے پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔ آیت قرآنی و ان من اہل الكتاب الخ اس عقیدہ پر نص قطعی ہے اور احادیث صحیح اس بارے میں موجود ہیں۔ اس زمانہ آخر میں چند نیچری قسم کے لوگوں نے اس عقیدہ کا انکار کیا اور پنجاب کے ایک شخص مرتضیٰ قادری نے اس انکار کو بہت کچھ اچھلا اور جملہ مسلمانان سلف و خلف کے خلاف ان کی موت کا عقیدہ باطلہ مشهور کیا، جو صریح بالطلہ مشهور کیا، جو صریح الایمان مسلمان کو ایسے بد عقیدہ لوگوں کی ہفوتوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

### باب بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان۔

(۳۴۵۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کما ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، کما ہم سے عبد الملک نے بیان کیا، ان سے ربیعی بن حراش نے بیان کیا کہ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت مذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ سے سنی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے لیکن لوگوں کو جو آگ دکھائی دے گی وہ مٹھنڈا پانی ہو گا اور لوگوں کو جو مٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہو گی۔ اس لئے تم میں سے جو کوئی اس کے زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہئے جو آگ ہو گی۔ کیونکہ وہی انتہائی شیریں اور مٹھنڈا پانی ہو گا۔

(۳۴۵۱) حضرت مذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ پلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت ان کی روح قبض کرنے آئے تو ان سے پوچھا گیا کوئی اپنی یتکی تمہیں یاد

۵۰- بَابُ ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ  
۴۵۰- حدَثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
حدَثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حدَثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ  
عَمِيرٍ عَنْ رَبِيعِيْنَ بْنِ حَرَاشَ قَالَ: قَالَ عَفْبَةُ  
بْنِ عَمْرُو لِبَحْدِيْفَةَ: أَلَا تَحْدَثُنَا مَا سَمِعْتَ  
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ  
قال: إِنِّي سَمِعْتَ  
يَقُولُ: ((إِنَّ مَعَ الدَّخَالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً  
وَنَارًا، فَإِمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارَ  
فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَإِمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا مَاءٌ  
بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ. فَمَنْ أَذْرَكَ مِنْكُمْ فَلِنَيْغَعُ  
فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ  
بَارِدٌ)). اصرفہ فی : ۷۱۳۰.

۴۵۱- قال حذيفه: ((وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ:  
إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمُلْكُ  
لِيَقْبضَ رُوحَهُ، فَقَبضَ لَهُ : هَلْ عَمِلْتَ مِنْ

ہے؟ انہوں نے کماکہ مجھے تو یاد نہیں پڑتی، ان سے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! انہوں نے کماکہ مجھے کوئی اپنی تسلیکی یاد نہیں، سوا اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا، جو لوگ خوشحال ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) صہلت دیا کرتا تھا اور تنگ ہاتھ دالوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی پر جنت میں داخل کیا۔

(۳۲۵۲) اور حضرت حدیثہ بن عثیمین نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سا کہ ایک شخص کی موت کا جب وقت آگیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہو گیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت ہو جائے تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اور ان میں آگ لگانیا۔ جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخری ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جملی ہوئی ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بھایا۔ اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے پوچھا ایسا تو نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔ حضرت عقبہ بن عمرو بن عثیمین نے کماکہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ساتھا کہ یہ شخص کفن چور تھا۔

[طرفہ فی : ۳۴۷۹، ۶۴۸۰].  
فُعْنَ مَذْكُورِنِي إِسْرَائِيلَ سَعَى بَابَ سَعَى يَمِنَ وَجْهَ مَنَاسِبَتِ بَهِّ۔ مَرْدُونَ كُو جَلَانَا أَيْسَى هِيَ غَلَطَ تَصْوِيرَاتَ كَانَتْ يَتَبَجَّهُ بِهِ جَوَافِ فَطَرَتْ  
هِيَ۔ اَنْسَانَ كِيَ اَصْلَ مَنِي سَعَى هِيَ لِذَادَرَنَے كَيْ بَعْدَ اَسَى مَنِي دَفْنَ كَرَنَافَطَرَتْ كَاتَقَاضَاهِ۔

(۳۲۵۳) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھ کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزع کی حالت طاری ہوئی تو آپ اپنی چادر چڑہ مبارک پر بار بار ڈال لیتے پھر جب شدت برحقی تو اسے ہٹا دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے اسی حالت میں فرمایا تھا،

خَيْرٌ؟ قَالَ: مَا أَغْلَمُمْ۔ قَبِيلَ اللَّهُ: اَنْظُرْ۔ قَالَ: مَا أَغْلَمْ شَيْئاً، غَيْرَ أَنِي كَنْتُ أَنْبَاعِ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا فَأَجَازَنِيمْ، فَأَنْظُرْ الْمُؤْسِرَ وَأَتَجَاوِزَ عَنِ الْمُغْسِرِ، فَأَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ). [راجع: ۲۰۷۷]

(۳۴۵۲) - فَقَالَ: ((وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ : إِنْ رَجُلًا حَضَرَةَ الْمَوْتِ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مِتُّ فَاجْمِعُوا لِي حَطَبًا كَثِيرًا أَوْقِدُوا فِيهِ نَارًا، حَتَّىٰ إِذَا أَكَلْتُ لَحْمِي وَخَلَصْتُ إِلَى عَظِيمٍ فَامْتَحَنْتُ، فَخَدُوْهَا فَاطْخُنْهَا ثُمَّ انْطَرُوا يَوْمًا رَاحِا فَادْرُوْهُ فِي النَّيْمِ: فَفَعَلُوا. فَجَمِعَهُ فَقَالَ اللَّهُ: لَمْ فَعَلْتَ ذَلِكَ؟ قَالَ: مِنْ حَشْتِيْكَ. فَفَعَرَ اللَّهُ لَهُ)) قَالَ عَفْيَةُ بْنُ عَمْرِو: ((وَأَنَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ ذَاكَ، وَكَانَ نَبَاشَا)).

(۳۴۵۳) - حَدَثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنِي مُعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الرُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَيْنَدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا: لَمَّا نُولَّ بِوَسْوَلِ اللَّهِ طَلِيقَ يَطْرَحُ خَبِيْصَةَ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ

الله تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ آنحضرت ﷺ اس امت کو ان کے کے سے ڈرانا چاہتے تھے۔

کذلیک: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَاِهِمْ مَسَاجِدًا. يَعْذِرُ مَا صَنَعُوا)).

[راجع: ۴۳۵، ۴۳۶]

(۳۲۵۵) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے فرات قرار نے بیان کیا، انہوں نے ابو حازم سے سا، انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ کی مجلس میں پانچ سال تک بیٹھا ہوں۔ میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی بلاک ہو جاتا تو دوسرے ان کی جگہ آمود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرو، بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

خلافاء کی اطاعت کے ساتھ خلفاء کو بھی ان کی ذمہ داریوں کے ادا کرنے پر توجہ دلائی گئی ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں گے، ان کو اللہ کی عدالت میں سخت ترین رسائی کا سامنا کرنا ہو گا، آج نام نہاد جمورویت کے دور میں کرسیوں پر آنے والے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں مگر کتنے کری شیں ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کو سوچتے ہیں، ان کو صرف وہ مانگتے کے وقت کچھ یاد آتا ہے بعد میں سب بھول جاتے ہیں الاماشاء اللہ

(۳۲۵۶) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا تم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسیار نے اور ان سے حضرت ابو سعیدؓ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تم لوگ پہلی اموتوں کے طریقوں کی قدم بقدم پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی ساہنہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ ہم نے پوچھایا رسول اللہ ﷺ!

۳۴۵۵ - حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ فُرَاتِ الْقَزْازِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمَ قَالَ: قَاعِدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يَحْدُثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَانَتْ بُنُو إِسْرَائِيلَ تَسْوِسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلُّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيٌّ بَعْدِيٍّ، وَسَيَكُونُ خُلُفَاءُ فِيَكُشِّرُونَ)). قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((فُوْ بِيَنَةُ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلُ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللَّهَ سَابِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْغَاهُمْ)).

۳۴۵۶ - حدیثنا سعید بن ابی مریم حَدَّثَنَا أَبُو غَسَانَ قَالَ : حَدَّثَنِي زَيْنُ الدِّينِ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَّارِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَتَسْبِعُنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَيْرًا بِشِيرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جَحْرًا ضَبًّا

لَسْلَكْتُهُوْهُ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّهُوْدُ كَيْا آپ کی مراد پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا پھر  
وَالنَّصَارَى؟ قَالَ : فَمَنْ؟).

[طرفة فی : ۷۳۲۰]

**لَتَبَثَّجِحْ** آپ کا مطلب یہ تھا کہ تم انہا دھند یہود اور نصاریٰ کی تقلید کرنے لگو گے، مگر اور تامل کا مادہ تم سے نکل جائے گا۔  
مارے زمانے میں مسلمان ایسے ہی اندھے بن گئے ہیں، یہود و نصاریٰ نے جس طرح اپنے دین کو برپا کیا ان سے بھی بڑھ کر مسلمانوں نے بدعتات ایجاد کر کے اسلام کا حلیہ مسخ کر دیا ہے، قبر پرستی، امام پرستی مسلمانوں کا شعار بن گئی ہیں، ان میں اس قدر فرقے پیدا ہو گئے کہ یہود و نصاریٰ سے آگے ان کا قدم ہے، شیعوں اور سنی ناموں سے جو تفریق ہوئی وہ تفریق در تفریق ہوتے ہوئے سیکھوں فرقوں تک نوبت بیٹھ چکی ہے، تکاب و سنت کا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔

(۳۴۵۷) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَمَّادَةُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا  
عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((ذَكَرُوا  
النَّارَ وَالنَّافُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ  
وَالنَّصَارَى، فَأَمِرْ بِلَأْنَ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَّانَ  
وَأَنْ يُوقِرَ الْإِقَامَةَ)). [راجع: ۶۰۳]

اعبادت کے لئے آگ جلا کر یا ناقوس بجا کر لوگوں کو بلانا آج بھی اکثر ادیان کا معمول ہے۔ اسلام نے اس طریقہ کو ناپسند کر کے اذان کا بہترین طریقہ جاری کیا جو پانچ اوقات فضائلی میں پکار کر کسی جاتی ہے، جس میں عقیدہ توحید و رسالت کا وجود آور اعلان ہوتا ہے اور بہترین لفظوں میں مسلمانوں کو عبادت کے لئے بلایا جاتا ہے۔ روایت میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے کی باب سے مناسب ہے۔ روایت میں اکمری تکمیر کرنے کا ذکر صاف لفظوں میں موجود ہے، مگر اس زمانہ میں اکثر برادران ملت، اکمری تکمیر سن کر ختن نفتر کا اظہار کرتے ہیں جو ان کی ناداقیت کی کھلی دلیل ہے، اکمری تکمیر سنت نبوی ہے اس سے انکار ہرگز جائز نہیں ہے، اللہ پاک ہمارے محترم برادران کو توفیق دے کہ وہ ایسا غلط تعصب دلوں سے دور کر دیں۔

(۳۴۵۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوالضھی نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کھپر ہاتھ رکھنے کو ناپسند کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اس طرح یہود کرتے ہیں۔

تابعہ شعبۃ عن الأغمش۔  
اس روایت کی متابعت شعبہ نے امش سے کی ہے۔  
کو کھپر ہاتھ رکھنے کی عادت یہود کی تھی اور اس سے تکبیر کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے ناپسند قرار دیا گیا۔ ضمناً یہود کا ذکر ہے کی باب سے وجہ مناسب ہے۔

(۳۵۹) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیٹ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ثانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا زمانہ چھپلی امتوں کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت ہے، تمہاری مثال یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کچھ مزدور لئے اور کہا کہ میرا کام آدھے دن تک کون ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کام کرنا طے کر لیا۔ پھر آدھے دن تک ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کرے گا؟ یہود نے اس شخص نے کہا کہ آدھے دن سے عصر کی نماز تک میرا کام کون ایک ایک قیراط کی مزدوری پر کرے گا۔ اب نصاریٰ ایک ایک قیراط کی مزدوری پر آدھے دن سے عصر کے وقت تک مزدوری کرنے پر تیار ہو گئے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر کون شخص میرا کام کرے گا؟ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ تمہیں لوگ ہو جو دو دو قیراط کی مزدوری پر عصر سے سورج ڈوبنے تک کام کرو گے، تم آگاہ رہو کہ تمہاری مزدوری دگنی ہے۔ یہود و نصاریٰ اس فیصلہ پر غصہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ کام تو ہم زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کو کم ملے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کیا میں نے تمہیں تمہارا حق دینے میں کوئی کمی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ میرا فضل ہے، میں حتیٰ چاہوں زیادہ دوں۔

۴۵۹ - حدثنا فقيهة بن سعيد حدثنا  
لينث عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما  
عنهمما عن رسول الله قال : ((إنما  
أجلكم - في أجل من خلا من الأمم -  
ما بين صلاة الفجر إلى مغرب الشمس.  
 وإنما مثلكم ومثل اليهود والنصارى  
كرجل استعمل عملاً فقال : من يغسل  
لي إلى نصف النهار على قيراط قيراط؟  
فعملت اليهود إلى نصف النهار على  
قيراط قيراط. ثم قال : من يغسل لي من  
نصف النهار إلى صلاة الفجر على  
قيراط قيراط؟ فعملت النصارى من  
نصف النهار إلى صلاة الفجر على  
قيراط قيراط. ثم قال : من يغسل لي من  
صلاة الفجر إلى مغرب الشمس على  
قيراطين قيراطين؟ لا فائتم الذين يغسلون  
من صلاة الفجر إلى مغرب الشمس  
على قيراطين قيراطين، لا لكم الأجر  
مؤتين. فحضرت اليهود والنصارى فقالوا:  
نحن أكثر عملاً وأقل عطاء، قال الله:  
هل ظلمتكم من حكمت شيئاً؟ قالوا: لا.  
قال: فإنه قضتني، أغطيه من شئت)).

[راجح: ۵۵۷]

**لشيخ** یہود و نصاریٰ اور مسلمان مذہبی دنیا کی یہ تین عظیم قومیں ہیں، جن کو آسمانی ستائیں دی گئی ہیں، ان کے علاوہ دنیا کی دوسری قوموں میں بھی امام ربانی کا القاء ہوا ہے مگر اب ان کی تاریخ مستند نہیں ہے۔ بہر حال یہ تین قومیں آج بھی دنیا میں اپنے قدیم دعاویٰ کے ساتھ موجود ہیں جن میں مسلمان قوم ایک ایسے دین کی علم بردار ہے جو ناسخ الادیان ہونے کا مدعا ہے، ان کو اللہ نے یہ فضیلت بخشی ہے کہ ہر نیک کام پر ان کو نہ صرف دو گناہکہ دس گناہ تک اجر ملتا ہے۔ حدیث میں یہی تمثیل بیان کی گئی ہے۔ قیراط چار

جو کے برابر وزن کو کرتے ہیں، بعض اعمال صالح کا ثواب وس سے بھی زیادہ کئی سو گناہک ملتا ہے۔

۳۴۶۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عُمَرِ وَعَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَاتَلَ اللَّهُ فَلَاتَأَنْتَ، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَعْنَ اللَّهِ الْيَهُودُ حُرْمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمِلُوهَا فَبَاعُوهَا)). تابعہ جابر و أبو هریرہ عن النبي ﷺ.

[راجع: ۲۲۲۳]

**لشیخ** فلان سے مراد سرہ بن جذب ہیں جنہوں نے کافروں سے جزیہ میں شراب و صول کر لی تھی اور اس کو بچ کر اس کا پیسہ بیت المال کو روانہ کر دیا، سرہ نے اپنی رائے سے یہ اجتناد کیا تھا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں، انہوں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی، اس لئے حضرت عمر بن جذب نے ان کو کوئی سزا نہیں دی (وحیدی)

۳۴۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمَ الصَّحَافِيُّ بْنُ مَخْلُدٍ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانَ بْنَ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي كَبِشَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرِ وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَلَغُوا عَنِي وَلَوْ آتَيْهِمْ وَحَدُّثُوا عَنِّي بَيْنِ إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلَيَبُوأْ مَقْعِدَهُ مِنَ النَّارِ)).

واعقات میں اسرائیل یا اگر نہیں میں کوئی حرج نہیں مگر اس خیال سے کہ نہ اگلی تصدیق ہونہ مکمل نہیں سو اسکے جو صحیح مند سے ثابت ہوں۔

۳۴۶۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ، فَلَعْنَهُمْ)).

حدیث میں یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے یہی باب سے وجہ مناسبت ہے: مندی کا خباب مراد ہے جسے ڈاڑھی اور سر پر لگانا مسنون ہے، اس حدیث سے یہ بھی لکھا کر یہود و نصاریٰ کی تندیب کی بجائے اسلامی تندیب، اسلامی طرز معاشرت اختیار کرنا ضروری ہے اور انہا دھنداں کے مقلد بن کر اگلی بدترین تندیب کو اختیار کرنا بڑی دنانت ہے مگر افسوس کہ آج بیشتر نام نہاد مسلمان اسی تندیب کے دلدادہ بننے ہوئے ہیں، جن روائع میں ازالہ شیب یعنی سفید بالوں کے ازالہ کی نی آئی ہے، وہ نہی سیاہ خباب سے متعلق ہے جو منع ہے۔ مسلم شریف میں ہے قال النبی غیرہ و جنبوالسودان یعنی سفید بالوں کو متین کر دو مگر سیاہ خباب سے بچ۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ ڈاڑھی یہودی تندیب ہے کہ یہ یہود کی تندیب کی مخالفت کرنا ہے اسکو معلوم ہونا چاہئے کہ بالوں کا سفید ہی رکنا بھی یہودی تندیب ہے جیسا کہ یہاں بیان موجود ہے پھر اس تندیب کی مخالفت میں مندی کا خباب کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا ڈاڑھی کا بوجھا ضروری ہے مگر اکثر مسلمان ہیں جو آدمی پات یاد رکھتے ہیں، آدمی کو بھول جاتے ہیں۔ بہر حال اسلامی تندیب ایک مکمل بہترن تندیب ہے، آج مغربیت کے فدائی اسلامی تندیب چھوٹنے والے مثل صورت و لباس و غیرہ وغیرہ سے عذاب خداوندی میں گرفتار ہیں جو ایسا لباس اپناتے ہوئے بھی جس کو پہن کر نہ آرام سے کھا سکتے ہیں پھر اس لباس پر مگن ہیں۔

(۳۲۷۳) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کما مجھ سے محتاج نے بیان کیا، کما

ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے حسن نے، کما ہم سے حضرت جنبد بن عبد اللہ نے اسی مسجد میں بیان کیا (حسن نے کما کہ) انہوں نے جب ہم سے بیان کیا، ہم اسے بھولے نہیں اور نہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اس حدیث کی نسبت غلط کی ہو گی، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پچھلے زمانے میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہو گیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی، آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون بننے لگا اور اسی سے وہ مر گیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کر دیا۔

[راجح: ۱۳۶۴] پچھلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر حدیث میں وارد ہوا، یہی باب سے مناسبت ہے، حدیث سے یہ ظاہر ہوا کہ خود کشی کرنے والے پر جنت حرام ہے، ان جملہ احادیث میں الٰہ کتاب کا ذکر کسی نہ کریں اسی طور پر بتایا ہے اسی لئے ان کو یہاں درج کیا گیا ہے۔

**۵۹- بَابُ حَدِيثٍ أَبْرَصَ وَأَغْمَى**

### گنجے کا بیان

(۳۲۷۳) مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، کما ہم سے عمرو بن عامض نے بیان کیا، ان سے ہمام نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما مجھ سے عبدالرحمن بن ابی حمزہ نے بیان کیا اور ان

۳۴۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

حجاج حَدَّثَنَا جَرِيْزُ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ، وَمَا نَسِيْنَا مَنْدَ حَدَّثَنَا، وَمَا نَغْشَى أَنْ يَكُونَ جَنْدَبُ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((كَانَ فِينَمْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجَلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزَعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَ اللَّمْ حَتَّى مَاتَ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: بَادَرَنِي عَنِيدِي بِنَفْسِي، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

وَأَفْرَغَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ

۳۴۶۴ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا

عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ

سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کرم مسیح سے سنا (دوسری سند) اور مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، انہیں ہمام نے خبر دی، ان سے اسحاق بن عبداللہ نے بیان کیا، انہیں عبد الرحمن بن الی عمر نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کرم مسیح سے سن، آپ نے فرمایا کہ میں اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، دوسرا اندھا اور تیسرا گنجائش اللہ تعالیٰ نے چلا کہ ان کا اتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھار گنگہ اور اچھی چڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہو گئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہو گیا اور چڑی بھی اچھی ہو گئی۔ فرشتے نے پوچھا کہ طرح کامل تم زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اونٹ! یا اس نے گائے کہی، اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ کوڑھی اور سبجے دونوں میں سے ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔ چنانچہ اسے حاملہ اور نٹی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا، پھر فرشتہ سبجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے، کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آگئے۔ فرشتے نے پوچھا، کہ طرح کامل پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ گائے! بیان کیا کہ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر انہیں کے پاس فرشتہ آیا اور کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پیغامی اسے داہیں

الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ رَجَاءٍ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَنْ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ ثَلَاثَةَ فِي بَنْيِ إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَغْنَى وَأَفْرَعَ بَدَّ الَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَتَلَبَّهُمْ فَبَعْثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ وَجَلَّدًا حَسَنٌ، فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأَغْطَيَ لَوْنًا حَسَنًا وَجَلَّدًا حَسَنًا. فَقَالَ: أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْإِبْلُ - أَوْ قَالَ: الْبَقْرُ - هُوَ شَكٌ فِي ذَلِكَ : إِنَّ الْأَبْرَصَ وَالْأَفْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا : الْإِبْلُ، وَقَالَ الْآخَرُ: الْبَقْرُ: فَأَغْطَيَ نَاقَةً عَشْرَاءَ، وَأَتَى الْأَفْرَعَ فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَغْرٌ حَسَنٌ وَبَذَنْبَرٌ عَنِي هَذَا، فَذَهَبَنِي النَّاسُ. قَالَ فَمَسَحَهُ ذَهَبٌ، وَأَغْطَيَ شَغْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقْرُ. قَالَ: فَأَغْطَاهُ بَقْرَةً حَامِلَةً، وَقَالَ يُبَارِكُ لَكَ فِيهَا. وَأَتَى الْأَغْنَى فَقَالَ: أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَيِّ فَانْبَصِرْ بِهِ النَّاسُ. قَالَ: فَسَمَّاهُ،

دے دی۔ پھر پوچھا کر کس طرح کامل تم پسند کر دے گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں جانوروں کے پیچے پیدا ہوئے، یہاں تک کہ کوڑھی کے اوشنٹوں سے اس کی وادی بھر گئی، گنجے کی گائے نیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندر میں کبکیوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتے اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین و فقیر آدمی ہوں، سفر کا تمام سلان و اسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں، لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھا چڑا اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کو پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا، غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کھاتے تھے۔ تم ایک فقیر اور فلاش تھے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے پہلی آری ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتے گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے، اس کے بعد فرشتے اندر میں کے پاس آیا، اپنی اسی پہلی صورت میں اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، سفر کے تمام سلان ختم ہو چکے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں۔ میں تم سے اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہاری بیٹائی واپس دی ہے، ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندر میں نے جواب دیا کہ واقعی میں اندر حاتھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نصلی سے بیٹائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر و محتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم تھنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو، اللہ کی

فرذ اللہ ایں بصرہ۔ قَالَ : فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قَالَ : الْفَقْمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِّدَّا، فَأَتَيْتُهُمَا وَرَلَدَهُمَا، فَكَانَ لِهِنَّا وَادِي مِنْ إِبْلٍ، وَلِهِنَّا وَادِي مِنْ بَقَرٍ، وَلِهِنَّا وَادِي مِنْ الْغَنَمِ۔ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْنِيهِ۔ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِنٌ تَقْطَعْتُ بِهِ الْجَبَلُ لِي سَفَرْهُ فَلَا يَلْأَعِنُ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَلَكَ، أَسْأَلُكَ - بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَمْسَنَ وَالْجَلْدَةَ وَالْحَسْنَ وَالْمَالَ - بَعِيزِرًا أَنْقَالَ بَلْغَ عَلَيْهِ فِي سَفَرِيْ. فَقَالَ لَهُ : إِنَّ الْحَقْرَقَ كَثِيرَةً۔ فَقَالَ لَهُ : كَاتَنِي أَغْرِيْتُكَ، أَتَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْنُدُكَ النَّاسُ، فَقَبِيزِرًا فَأَعْطَاكَ اللَّهُ ؟ فَقَالَ : لَقَدْ وَرَنْتُ لِكَابِرَ عَنْ كَابِرٍ۔ فَقَالَ : إِنْ كَنْتَ كَادِنَا فَصِيرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كَنْتَ. وَأَتَنِي الْأَفْرَغَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْنِيهِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهِنَّا، فَرَذَ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَذَ عَلَيْهِ هَذَا، فَقَالَ : إِنْ كَنْتَ كَادِنَا فَصِيرَكَ اللَّهُ إِلَى مَا كَنْتَ. وَأَتَنِي الْأَغْمَى فِي صُورَتِهِ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِنٌ وَابْنُ سَبِيلٍ وَتَقْطَعْتُ بِهِ الْجَبَلُ لِي سَفَرْهُ، فَلَا يَلْأَعِنُ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بَلَكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَذَ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبْلَغُ بِهَا فِي سَفَرِيْ. فَقَالَ : لَقَدْ كَنْتَ أَغْمَى فَرِذَ اللَّهُ بَصَرِيْ، وَقَبِيزِرًا فَقَدْ أَغْنَانِي، لَخَدَنَ مَا شَفَتَ، فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَنِيْ وَأَخْدَقَهُ اللَّهُ. فَقَالَ : أَمْسِكْ مَالِكَ، فَلَأَنْتَ أَبْلَيْتُمْ، فَقَدْ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْكُمْ، وَسَخَطَ عَلَى  
صَاحِبِيْكُمْ). [طرفة في : ٦٦٥٣].

تم جب تم نے خدا کا واطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا مجھی چاہے لے جاؤ  
میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے  
پاس رکھو یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش  
ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

**لشیخ** آیت قرآنی (لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَا يَنْدَنِ تَكُونُمْ) (ابراهیم: ۷۶) اگر میرا شکر کرو گے تو نعمت زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی نہیں ہے، اس آیت کی تفسیر اس حدیث سے بخوبی واضح ہے۔ روایت کے آخر میں مثیبا کے الفاظ لا اجهد کی منتقل ہیں یعنی تو کتنی بھی بکراں لے لے میں تمحص سے والہیں نہیں مانگوں گا بعض نسخوں میں لا احمدی ہے پھر ترجیح یوں ہو گائیں تیری تعریف اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک جو تجھے درکار ہے وہ اللہ کے نام پر نہ لے لے گا۔ انسان کی فطرت ہے وہ بہت جلد اپنی پہلی حالت کو بھول جاتا ہے، خاص طور پر مال و دولت والے جو بیشتر غریب ہوتے ہیں پھر وہ دولت مندین جلتے ہیں اور بھول جلتے ہیں کہ وہ پسلے کیا تھے۔ ایسے لوگوں کو خدا سے ڈرنا چاہئے جو اللہ دولت دینے پر قادر ہے، وہ واپس یعنی پر بھی اسی طرح قادر ہے اور یہ روزانہ ہوتا رہتا ہے دیکھنے کو نظر بصیرت درکار ہے۔

## باب اصحاب کف کے بیان

سورہ کف میں اللہ نے فرمایا ہے ”اے پیغمبر! کیا تو سمجھا کہ کف اور رقمیم ہماری قدرت کی نشانیوں میں معجیب تھے“ کف پہاڑ میں جو درہ ہو، رقمیم کے معنی لکھی ہوئی کتاب، مرقوم کے معنی بھی لکھی ہوئی ربطناعلیٰ قلوبیہم ہم نے ان کے دلوں میں صبر ذلاع، شططاً ظلم اور زیادتی، وصید کے معنی لگن اور صحن، اس کی جمع و صائد اور و صد آتی ہے، وصید دروازے کو بھی کہتے ہیں (دہلیز) کو موصدة جو سورہ بمزة میں ہے یعنی بند دروازہ لگی ہوئی عرب لوگ کہتے ہیں۔ صد الباب اور او صد الباب یعنی دروازہ بند کیا، بعشا ہم نے ان کو زندہ کر دیا۔ اذکر یعنی زیادہ سونے والا یا پاکیزہ خوش مزایا۔ لضرب اللہ علی اذانہم یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو سلا دیا، رجم بالغیب یعنی بے دلیل (محض گمان انکل پکو) مجہد نے کہا تقریبہم یعنی چھوڑ دیتا ہے، کتر ا جاتا ہے۔ سورہ کف میں ان جوانوں کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔

**لشیخ** اس کا مفصل بیان کتاب التفسیر میں آئے گا، ان شاء اللہ۔ امام بخاری نے اصحاب کف کے باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید ان کو اپنی شرط پر کوئی حدیث نہیں تھی، عبد بن حمید نے ان کا قصہ طول کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس (رض) سے روایت کیا ہے، مگر وہ موقف ہے۔ رقمیم وہ تختہ جس پر اصحاب کف کے نام لکھے ہوئے تھے۔ (الحمد للہ کہ پارہ نمبر ۱۳ بھی خیرت کے ساتھ ختم ہوا)

٥٢ - بَابُ هَامَ حَسِيبَةَ أَنَّ أَصْحَابَ  
الْكَهْفِ وَالرِّقْيمِ (الْكَهْفُ): الْفَتْحُ  
فِي الْجَلِيلِ (وَالرِّقْيمُ): الْكِتَابُ.  
هَمَرْقُومُ: مَكْتُوبٌ، مِنَ الرِّقْيمِ. هَرَبَطَنا  
عَلَى قُلُوبِهِمْ: الْهَمَنَاهُمْ صَبَرَا.  
هَشَطَطَاهُمْ: إِفَرَاطًا. هَوَالْوَصِيدُ: الْفَتَنَاءُ،  
وَجَمَعَةُ وَصَائِدَ وَوَصِيدَ، وَيَقَالُ: الْوَصِيدُ  
الْأَبَابُ. هَمُو صَدَهُمْ: مَطْبَقَةٌ، آمَدَ الْأَبَابُ  
وَأَوْصَدَهُمْ. هَبَعَشَنَاهُمْ: أَحْيَنَاهُمْ. هَأَذْكَرُ  
أَكْثَرَ رِتْعًا. هَقْضَرَبَ اللَّهُ عَلَى آذَانَهُمْ: هَ  
قَنَامُوا. هَرَزَخَمَا بِالْغَيْبِ: لَمْ يَسْتَئِنُ.  
وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هَنَقْرِضُهُمْ: تَنْرَكُهُمْ.

## بكلمات افتتاحية طيبات

**فضيلة الشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز ادام الله فيوضهم  
نائب رئيس الجامعة الاسلامية بالمدينة المنورة المملكة العربية السعودية**

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

من عبد العزيز بن عبد الله بن باز الى حضرة الاخ المكرم فضيلة الشيخ محمد داؤد راز حفظه الله السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ، وبعد فقد وصل اليانا كتابكم الكريم وسرنا ما تضمنه من الافادة عن قيامكم بترجمة وشرح الجامع الصحيح مع ترجمة رسائلنا الى اللغة الاردوية وانا لنشكركم على هذا العمل الجليل الطيب ونسأل الله عز وجل ان يعينكم على اتمامه وان يضاعف لكم الاجر والثوابة وان ينفع بالجميع انه خير مسئول والله يوفقكم ويتولاكم والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

نائب رئيس الجامعة الاسلامية

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

١٤٣٨ هـ صفر المظفر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## كلمات طيبات فضيلة الشيخ محمد بن سبييل امام الحرم الشريف مكة المكرمة زادها الله شرفا وكرامة

بسم الله الرحمن الرحيم

اتصل بنا فضيلة الشيخ محمد داؤد راز وقدم لنا ترجمة صحيح البخارى فى  
لغة الارديه ونبأ على قراءة فضيلة الشيخ عبد الحق المدرس بالمسجد الحرام  
لهذا الكتاب بتلك اللغة وانه اجاد فيه وآفاد فانا نشكره على ذلك ونرجوه  
بتوفيقه لخدمة العلم والسنة المطهرة فجزاه الله خيرا .

املاه الفقير الى الله

محمد سبييل

امام الحرم الشريف ورئيس المدرسين بمكة ١٤٩٠/١٠/١  
الرئاسة العامة للاشراف الدينى رئيس المدرسين والمراقبين